آیاتہا ۷ (۱) سُوْرَةُ الْفَاتِحَةِ مَكِّيَّةٌ (۵) رکوعہا ۱

سورۂ فاتحہ مکی ہے اور اس میں سات آیتیں ہیں۔

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ ○ — اللہ کے نام (اسی کی مدد) سے جو رحمٰن اور رحیم ہے، میں اس کام کا آغاز کر رہا ہوں۔

اَلۡحَمۡدُ لِلّٰهِ رَبِّ الۡعٰلَمِيۡنَ ۙ‏ ① — تمام تعریف اللہ ہی کے لیے ہے جو تمام مخلوقات کے رب ہیں۔
نیز کوئی کام کسی کی رائے ومشورہ سے ہو تو تعریف کے مستحق وہ سب ہوں گے جو شریکِ مشورہ رہے ہوں۔ تنہا کوئی ہستی انجام دے رہی ہو تو ساری تعریف اس کے لیے ہوگی۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کسی کی رائے ومشورے وسفارشات کے بغیر اور کسی کو اپنے اختیارات کا کوئی جزو کسی حیثیت سے بھی عطا کیے بغیر تنہا مخلوقاتِ ارضی وسماوی کی حاجت براری فرما رہے ہیں اس لیے ساری تعریف اللہ تعالیٰ ہی کے لیے ہے۔

الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ ۙ‏ ② — وہ رحمٰن ورحیم ہیں۔
یعنی اللہ تعالیٰ کا نظامِ ربوبیت رحمانیت ورحیمیت ہی کے تحت دنیا وآخرت میں جاری وساری ہے۔ یعنی اگر بندے الٰہی تعلیم سے روگردانی کریں اور کفر وعُدوان کی روش اختیار کریں تو تحتِ رحمانیت حق تعالیٰ کا عذاب ان سے متعلق ہو جائیگا اور اگر ایمان لانے کے بعد الٰہی تعلیم پر عمل کرتے ہوئے ان سے کچھ لغزشیں سرزد ہو جائیں تو تحتِ رحیمیت اللہ تعالیٰ عفو ودرگزر سے کام لیں گے۔

مٰلِكِ يَوۡمِ الدِّيۡنِ ؕ‏ ③ — روزِ جزا کے مالک ہیں۔
جیسا کہ ارشاد ہے وَمَاۤ اَدۡرٰىكَ مَا يَوۡمُ الدِّيۡنِ
(اے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کیا آپ جانتے ہیں کہ روزِ جزا کیا ہے؟
يَوۡمَ لَا تَمۡلِكُ نَفۡسٌ لِّنَفۡسٍ شَيۡـًٔا اس روز کوئی کسی کے کام نہ آئے گا۔ یعنی کوئی کسی کو اللہ تعالیٰ کے عذاب سے نہ بچا سکے گا۔ وَالۡاَمۡرُ

اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ ۝۴

اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ ۝۵ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ

يَوْمَىِٕذٍ لِّلّٰهِ۔ اس روز ہر فیصلہ کا سارا اختیار اللہ تعالیٰ ہی کے ہاتھ میں ہوگا۔ (سورۂ انفطار آیت ۱۹)

قانونِ تعذیب ومغفرت میں کوئی شخص دخل انداز نہ ہو سکے گا۔ جس کا عمل قانونِ تعذیب کے تحت آئے گا اس کو عذاب دیا جائے گا کوئی اسے بچا نہ سکے گا۔

اور قانونِ مغفرت کے تحت جس کا عمل آئے گا اس کی مغفرت کی جائے گی۔ اور کوئی مانع ومزاحم نہ ہو سکے ہوگا۔ لہٰذا (اللہ تعالیٰ)

ہم آپ ہی کی عبادت کرتے ہیں (یعنی آپ کے ہر حکم کے آگے سر نیاز جھکاتے ہیں) اور آپ ہی سے مدد چاہتے ہیں۔ کیونکہ دنیا وآخرت میں آپ ہی ہماری مدد کرنے والے ہیں لہٰذا ہم کسی کو واسطہ وسیلہ بنائے بغیر آپ تعالیٰ ہی سے مدد چاہتے ہیں۔ (عبادت برائے استعانت)

(ہماری استدعا ہے کہ) ہم کو سیدھے راستے پر چلایئے۔ ان لوگوں کا راستہ جن پر آپ تعالیٰ نے اپنا فضل فرمایا۔ آپ کے فضل وانعام یافتہ بندے کمالِ اطاعت کی بنا پر آپ کی رحمت کے مستحق قرار دیئے گئے۔

جن کا ذکر آپ نے اس طرح فرمایا: وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ فَاُولٰٓىِٕكَ مَعَ الَّذِيْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِّنَ النَّبِيّٖنَ وَالصِّدِّيْقِيْنَ وَالشُّهَدَآءِ وَالصّٰلِحِيْنَ ۚ وَحَسُنَ اُولٰٓىِٕكَ رَفِيْقًا ۝۶۹ ذٰلِكَ الْفَضْلُ مِنَ اللّٰهِ ۭ وَكَفٰى بِاللّٰهِ عَلِيْمًا ۝۷۰ (سورۃ النساء آیت ۷۰)

ترجمہ: اور جو لوگ اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرتے ہیں، قیامت کے دن وہ ان لوگوں کے ساتھ ہوں گے جن پر اللہ تعالیٰ نے بڑا فضل کیا۔ یعنی انبیاء صدیقین، شہدا، صالحین، (نیک لوگ) کیسے اچھے ہیں یہ لوگ جن کی معیت نصیب آئے۔ یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے فیض عظیم ہے۔

غَيۡرِ الۡمَغۡضُوۡبِ عَلَيۡهِمۡ وَلَا الضَّآلِّيۡنَ۝۷ ع ۱

اوران لوگوں کے غلط راستے سے بچائے جو دانستہ غلطی کر کے مغضوب ہوئے۔
(اللہ تعالیٰ کا ان پر غضب نازل ہوا) (ہماری تو یہی التجا ہے کہ اپنے خصوصی فضل وکرم سے ہمیں اس طرح کی سرفرازی فرمائی جائے کہ) پھر ہم نہ گمراہ ہوں اور آپ کے غضب کے مستحق قرار پائیں۔
آمین: اپنے فضل وکرم سے اس معروضہ کو اسی طرح شرفِ قبولیت بخشئے جیسی کہ استدعا کی گئی ہے۔

توضیح : سورۃ الفاتحہ الٰہی تعلیمات کا لبِ لباب ہے۔ اور بندۂ عاجز ومحتاج کی ایک درخواست بھی جو اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو سکھائی ہے کہ اللہ ہی کی عبادت کی جائے اور اللہ تعالیٰ ہی سے استعانت چاہی جائے۔ مَالِكِ يَوۡمِ الدِّيۡنِ سے نجات ومغفرت کی دعا کی جائے۔ ان بندوں کی اتباع وتقلید کی توفیق مانگی جائے۔ جن پر اللہ تعالیٰ نے نعمت خاصہ کی نوازش فرمائی۔ اللہ تعالیٰ کے خصوصی انعام یہ ہیں۔ دین وایمان پر استقامت۔ قرآنی بصیرت۔ ایمانی جرأت وفراست۔ اللہ ورسول کی والہانہ باطل شکن اطاعت وفرماں برداری۔ اہل حق سے محبت، حق کے مخالفین سے عداوت۔ نیکیوں سے رغبت۔ برائیوں سے نفرت۔ حق پر قائم رہنے اور دین حق برپا کرنے کیلئے دنیا کا ہر نقصان گوارہ کرنے کی ہمت۔ دنیا میں نیکیوں کی اشاعت۔ اور برائیوں کو مٹانے کا عزم وحوصلہ مصیبتوں میں صبر ورضا۔ نعمتوں میں شکر واطاعت۔ کاروبار میں توکل، گناہوں پہ توبہ مخلوق سے بے خوفی وناامیدی، اللہ تعالیٰ ہی سے خوف وامید، ہر حرکت وسکون میں اللہ تعالیٰ ہی کے فضل ورحمت پر نظر۔ دل ودماغ علم الٰہی کے نور سے منور۔ دنیا سے بے رغبتی اور آخرت کی والہانہ طلب وحرص۔

آیاتہا ۲۸۶ (۲) سُوْرَةُ الْبَقَرَةِ مَدَنِيَّةٌ (۸۷) رکوعہا ۴۰

سورۂ بقرہ مدنی ہے اور اس میں دو سو چھیاسی آیتیں اور چالیس رکوع ہیں۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ — اللہ تعالیٰ کے نام (اسی کی مدد) سے جو رحمن و رحیم ہے۔ ہم اس کام کا آغاز کرتے ہیں۔

الٓمّٓ ۱ — ا، ل، م۔ یہ حروفِ مقطعات ہیں۔

اس طرح کے حروف قرآنِ مجید کی بعض سورتوں کے آغاز میں آئے ہیں۔ ان کا کوئی مفہوم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بواسطہ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم بہ اسنادِ صحیح منقول نہیں ہے۔ اپنے کشف کی بنا پر جن لوگوں نے ان حروف کے معنی بتلائے ہیں وہ ان کا ذاتی کشف اور رائے تو ہے لیکن اوروں کے لیے نہ حجت ہے نہ دلیل۔

ذٰلِكَ الْكِتٰبُ لَا رَيْبَ ۛ فِيْهِ ۛ — یہ وہ کتاب ہے (جس کے مُنزّل من اللہ ہونے میں یعنی اللہ تعالیٰ ہی کی طرف سے نازل کئے جانے میں) کوئی شک و شبہ نہیں۔ (بے شک یہ اللہ تعالیٰ ہی کی کتاب ہے)

هُدًى لِّلْمُتَّقِيْنَ ۲ — (یہ کتاب) اللہ تعالیٰ سے ڈرنے والوں کے لیے رہنما ہے۔
مطلب یہ ہے کہ اس میں جو سامانِ ہدایت ہے وہ تمام بنی آدم کے لیے ہے۔ لیکن مُتَّقِيْن یعنی اللہ تعالیٰ کے احکام کی خلاف ورزی کے انجامِ بد سے ڈرنے والے ہی اس سے ہدایت پا سکتے ہیں۔

الَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِالْغَيْبِ — (یہ متقین وہ لوگ ہیں) جو تمام اُمورِ غیبیہ پر مشاہدہ کی طرح یقین رکھتے ہیں۔ (یعنی جو چیزیں ان کے حواس و عقل سے پوشیدہ ہیں ان کو اللہ و رسول کے فرمانے سے صحیح مان لیتے ہیں۔)

وَيُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ — اور وہ نماز قائم رکھتے ہیں۔

بنیادی دعوتی کلمہ لا الٰہ الا اللہ کے مطابق جس میں اللہ تعالیٰ ہی کے الٰہ واحد معبود و مستعان، کارساز و حاجت روا ہونے کا ایک بندۂ مومن یقین و اقرار کرتا ہے۔ اس اقرار کو مستحضر رکھنے کے لیے بہ پابندیٔ اوقات بہ حالتِ نماز ''اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ'' کے تحت مومن مشق بندگی کرتا ہے۔ کلمہ اقرارِ بندگی ہے۔ نماز مشق بندگی ہے۔ کلامِ الٰہی دستورِ بندگی ہے۔ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نمونۂ بندگی ہیں۔ صدیقیت۔ شہادت اور صالحیت مدارج بندگی ہیں۔ جنت جزائے بندگی ہے

اور نعمائے جنت انعاماتِ بندگی ہیں۔اپنے ربِ اعلیٰ وعظیم کی طرف سے۔

وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ ۙ۳ — اور جو کچھ ہم نے ان کو دیا ہے، اسی میں سے (فی سبیل اللہ) خرچ کرتے ہیں (تنگیٔ معاش کو انفاق نہ کرنے کا بہانہ نہیں بناتے)

وَالَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ — اور جو کتاب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف اتاری ہے اس پر وہ یقین رکھتے ہیں۔(یعنی اللہ تعالیٰ کی نازل کی ہوئی کتاب سمجھتے ہیں)۔

وَمَآ اُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ ۚ — اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پہلے جو کتابیں اتاری گئی تھیں اُن پر بھی یقین رکھتے ہیں۔

یعنی اس حقیقت کو مانتے ہیں کہ آدمؑ سے لے کر آخری رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تک بندوں کی اصلاح کے لیے ایک ہی دین ۔ دینِ اسلام کی تعلیم نازل کی جاتی رہی ہے۔

وَبِالْاٰخِرَةِ هُمْ يُوْقِنُوْنَ ۭ۴ — اور وہ آخرت پر یقین رکھتے ہیں۔ (کہ اصلی زندگی آخرت کی زندگی ہے) یعنی وہ آخرت کے نفع ہی کو اصلی نفع اور وہاں کے ضرر ہی کو اصلی ضرر سمجھتے ہیں۔

اس یقین کا ثمرہ یہ ہے کہ ہر وہ کام جس میں نفع آخرت ہو والہانہ انجام دیتے ہیں اور جس کام میں ضررآخرت ہے اس سے باز رہنے کے لیے پوری طرح کوشش کرتے ہیں۔

اُولٰۗىِٕكَ عَلٰي هُدًى مِّنْ رَّبِّهِمْ ۤ — یہی لوگ اپنے پروردگار کی طرف سے ہدایت پر ہیں،

وَاُولٰۗىِٕكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۵ — اور یہی لوگ فلاح پانے والے ہیں۔

اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا — جو لوگ کافر ہیں (یعنی جن لوگوں نے مذکورہ باتوں کا انکار کیا اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اللہ تعالیٰ کا رسول نہ مانا اور اپنی ضد پر اڑے رہے۔)

سَوَاۗءٌ عَلَيْهِمْ ءَاَنْذَرْتَهُمْ — آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا انھیں نصیحت کرنا یا نہ کرنا برابر ہے

اَمْ لَمْ تُنْذِرْھُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ ۶ — وہ ایمان لانے والے نہیں (ان کے بارے میں حق تعالیٰ کا فیصلہ یہ ہے کہ وہ مرتے دم تک ایمان نہیں لائیں گے۔)

خَتَمَ اللّٰهُ عَلٰي قُلُوْبِهِمْ — (انکارِ حق کی پاداش میں) اللہ تعالیٰ نے ان کے قلوب پر مُہر کردی ہے۔ (یعنی قبولیتِ حق کی صلاحیت سلب کرلی ہے۔)

وَعَلٰي سَمْعِهِمْ ۭ وَعَلٰٓي اَبْصَارِهِمْ غِشَاوَةٌ ۡ — اور اُن کی سماعت پر اور ان کی بصارت پر پردہ پڑا ہوا ہے۔

وَّلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ۷ اور اُن کے لیے سخت عذاب ہے۔

توضیح: اس کا اشارہ ان رؤسائے قریش کی طرف ہے جن کے بارے میں رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کی تمنا تھی ''کاش کہ یہ لوگ ایمان لے آتے''، انکارِ حق کے بعد اللہ تعالیٰ نے اُن کی سوجھ بوجھ پر مہر لگا دی اور وہ عذابِ الٰہی کے مستحق ہو گئے۔

وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّقُوْلُ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَبِالْيَوْمِ الْاٰخِرِ — اُن لوگوں میں بعض ایسے بھی ہیں جو (بظاہر) کہتے ہیں ہم اللہ پر اور آخرت کے دن پر یقین رکھتے ہیں۔

وَمَا هُمْ بِمُؤْمِنِيْنَ ۸ — اور واقعہ ہے کہ حقیقت میں یہ لوگ مومن ہی نہیں ہیں۔
(مزید تشریح کے لیے سورۂ نور کی آیت پیشِ نظر رکھی جا سکتی ہے۔)

وَيَقُوْلُوْنَ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَبِالرَّسُوْلِ وَاَطَعْنَا ثُمَّ يَتَوَلّٰى فَرِيْقٌ مِّنْهُمْ مِّنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ ؕ وَمَآ اُولٰٓئِكَ بِالْمُؤْمِنِيْنَ ۴۷ (سورۂ نور آیت: ۴۷)

اور (یہ منافق) زبان سے دعویٰ کرتے ہیں کہ ہم اللہ پر اور رسول پر ایمان لے آئے اور اللہ رسول کا حکم (دل سے) مانا۔ پھر اس کے بعد اپنے ایمان کا عملی ثبوت پیش کرنے کا موقع آتا ہے یہ تو ان میں کا ایک گروہ عہدِ اطاعت سے سرتابی کرتا ہے یہ لوگ (دل میں) اصلاً ایمان نہیں رکھتے۔ یہ آیت اگر چہ کہ منافقین سے متعلق ہے۔ مگر ایمان کو پرکھنے کی اچھی کسوٹی بھی ہے)۔

يُخٰدِعُوْنَ اللّٰهَ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ۚ — یہ لوگ (اپنے زعم میں) اللہ تعالیٰ اور ایمان والوں کو دھوکا دیتے ہیں۔

وَمَا يَخْدَعُوْنَ اِلَّآ اَنْفُسَهُمْ وَمَا يَشْعُرُوْنَ ۹ — مگر وہ اپنے سوا کسی کو دھوکا نہیں دیتے وہ خود ہی فریب میں مبتلا ہیں اور انھیں اس کا شعور تک نہیں۔

فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ ۙ — ان کے دلوں میں بیماری ہے (نہ تو انہوں نے اپنا بیمار ہونا تسلیم کیا اور نہ علاج کی طرف توجہ دی جس کے نتیجہ میں)

فَزَادَهُمُ اللّٰهُ مَرَضًا ۚ وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌۢ ۙ بِمَا كَانُوْا يَكْذِبُوْنَ ۱۰ — اللہ تعالیٰ نے ان کے مرض کو اور بڑھا دیا اُن کے لیے دردناک عذاب ہے، اُس جھوٹ کی پاداش میں جو وہ بولتے تھے۔

وَاِذَا قِيْلَ لَهُمْ لَا تُفْسِدُوْا فِي الْاَرْضِ ۙ — اور جب ان سے کہا جاتا ہے کہ زمین میں فساد مت کرو۔

قَالُوْٓا اِنَّمَا نَحْنُ مُصْلِحُوْنَ ۱۱ — تو کہتے ہیں ہم تو اصلاح کرنے والے ہیں۔
(بہ زعم اصلاح فتنہ و فساد پھیلاتے رہتے ہیں۔)

ع ۲ – وقف لازم

منزل ۱

اَلَآ اِنَّهُمْ هُمُ الْمُفْسِدُوْنَ وَلٰكِنْ لَّا يَشْعُرُوْنَ ١٢

انھیں اس بات سے واقف ہونا چاہئے کہ یقیناً وہی لوگ مفسد ہیں۔ لیکن انھیں (اپنے مفسد ہونے کا) شعور وادراک تک نہیں ہے۔

وَاِذَا قِيْلَ لَهُمْ اٰمِنُوْا كَمَآ اٰمَنَ النَّاسُ

اور جب ان سے کہا جاتا ہے جس طرح اور لوگ (صحابہ کرام رضی اللہ عنہم) ایمان لائے ہیں، تم بھی اسی طرح ایمان لاؤ۔

قَالُوْٓا اَنُؤْمِنُ كَمَآ اٰمَنَ السُّفَهَآءُ

تو وہ کہتے ہیں کیا ہم اُن بے وقوفوں کی طرح ایمان لائیں۔ مطلب یہ کہ وہ اپنی دانست میں آخرت کے نفع کی خاطر دنیوی نفع سے دست بردار ہونے کو بے وقوفی سمجھتے تھے۔

صحابہ کرام کا یہ حال تھا کہ ایمان لاتے ہی دنیوی نفع وضرر سے بے نیاز ہوجاتے تھے اور آخرت کے ضرر سے بچنے کے لیے دنیا کا بڑا نقصان بہ طیبِ خاطر برداشت کرلیتے تھے۔

اَلَآ اِنَّهُمْ هُمُ السُّفَهَآءُ وَلٰكِنْ لَّا يَعْلَمُوْنَ ١٣

انھیں آگاہ ہونا چاہئے کہ یہی (کفار ومنافقین) بے وقوف ہیں لیکن یہ سمجھتے نہیں۔ آخرت کے نفع ونقصان کی انھیں تمیز نہیں۔

(اس سے ثابت ہورہا ہے کہ جس کے پیشِ نظر اُخروی زندگی کا اصلی نفع وضرر نہ ہو وہی دراصل سب سے بڑا بے وقوف ہے) منزل ١

(یہ لوگ اپنی منافقانہ روش کو اہلِ ایمان سے چھپانا چاہتے ہیں چنانچہ)

وَاِذَا لَقُوا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا قَالُوْٓا اٰمَنَّا ۚ وَاِذَا خَلَوْا اِلٰى شَيٰطِيْنِهِمْ ۙ قَالُوْٓا اِنَّا مَعَكُمْ ۙ اِنَّمَا نَحْنُ مُسْتَهْزِءُوْنَ ١٤

اور جب یہ لوگ اہل ایمان سے ملتے ہیں تو کہتے ہیں ہم ایمان لائے اور جب تنہائی میں (اپنے جیسے) شیطانوں، منافق سرداروں میں جاتے ہیں انھیں کہتے ہیں کہ ہم تمہارے ہی ساتھ ہیں۔ ہم تو ان (اہلِ یمان) سے مذاق کرتے ہیں (اہل ایمان کے سامنے ہم نے اپنے مومن ہونے کا جو قرار کیا ہے وہ تو ایک مذاق ہے۔ ایمان ظاہر کر کے ہم انھیں بے وقوف بنا رہے ہیں)

اَللّٰهُ يَسْتَهْزِئُ بِهِمْ وَيَمُدُّهُمْ فِيْ طُغْيَانِهِمْ يَعْمَهُوْنَ ١٥

اللہ تعالیٰ بھی انکے ساتھ ویسا ہی برتاؤ کر رہے ہیں اور انھیں انکی سرکشی میں ڈھیل دے رہے ہیں تا کہ وہ (اندھوں کی طرح) بھٹکتے پھریں۔

مطلب یہ کہ جس طرح وہ بظاہر ایمان کا اظہار کرتے ہیں اسی طرح اللہ تعالیٰ دنیا میں اہلِ ایمان کے ہاتھوں ان کی جان ومال کی حفاظت کرتے رہتے ہیں۔ اور ان کے یہ افعال انھیں نقصان نہیں پہنچاتے لیکن قیامت میں ان کا نامسلمان ہونا ظاہر

ہوجائے گا اور انھیں عذاب دیا جائے گا۔ جیسی کرنی ویسی بھرنی۔

اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ اشْتَرَوُا الضَّلٰلَةَ بِالْهُدٰى ۠ فَمَا رَبِحَتْ تِّجَارَتُهُمْ

یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے ہدایت کے بدلے گمراہی خرید لی۔ یہ تجارت ان کے لیے سودمند نہ ہوئی

وَمَا كَانُوْا مُهْتَدِيْنَ ﴿۱۶﴾

نہ وہ ہدایت یاب ہوئے ہیں۔

مَثَلُهُمْ كَمَثَلِ الَّذِى اسْتَوْقَدَ نَارًا ۚ فَلَمَّآ اَضَآءَتْ مَا حَوْلَهٗ

ان کی حالت ایسے شخص کی سی ہے جس نے (راہ معلوم کرنے کیلئے) آگ جلائی۔ پھر جب اطراف و اکناف کا حصہ روشن ہوگیا اور اس کی روشنی میں آگے بڑھنا چاہا تو)

ذَهَبَ اللّٰهُ بِنُوْرِهِمْ وَتَرَكَهُمْ فِىْ ظُلُمٰتٍ لَّا يُبْصِرُوْنَ ﴿۱۷﴾

اللہ تعالیٰ نے اُن کی روشنی بجھادی اور ان کو اندھیروں میں چھوڑ دیا۔ (انھیں کچھ سجھائی نہیں دیتا) کہ کچھ نہیں دیکھتے۔

مطلب یہ کہ نفع دنیا دیکھ کر دین اسلام قبول کیا۔ ایمان لاکر روشنی حاصل کی پھر منافق بن کر روشنی کھودی۔ دین کی ابتدائی مشقتیں برداشت نہ کیں پھر کفر کی تاریکیوں میں پھنس گئے اب اُن کے راہ یاب ہونے کی توقع نہ رہی۔

صُمٌّۢ بُكْمٌ عُمْىٌ فَهُمْ لَا يَرْجِعُوْنَ ﴿۱۸﴾ منزل ۱

(دینی اعتبار سے) یہ لوگ بہرے ہیں گونگے ہیں اندھے ہیں اب وہ (کفر سے) نہیں لوٹیں گے۔

مطلب یہ ہے کہ سوچنے سمجھنے اور غور و فکر کی جو صلاحیتیں انھیں دی گئی تھیں، انھوں نے ان سے کام نہ لیا اور نفاق پر اڑے رہے۔ اب ان کے ایمان لانے کی امید نہ رہی۔

اَوْ كَصَيِّبٍ مِّنَ السَّمَآءِ

یا (ان منافقین کی مثال ایسی ہے) جیسے آسمان سے موسلا دھار بارش ہورہی ہو۔

فِيْهِ ظُلُمٰتٌ وَّرَعْدٌ وَّبَرْقٌ ۚ

اس میں اندھیرے بھی ہیں اور گرج و چمک بھی

يَجْعَلُوْنَ اَصَابِعَهُمْ فِىْٓ اٰذَانِهِمْ مِّنَ الصَّوَاعِقِ حَذَرَ الْمَوْتِ ؕ

بجلی کے کڑاکے سے سہم کر موت کے خوف سے اپنے کانوں میں انگلیاں ٹھونس لیں۔

بارش کی ابتدائی زحمتیں گوارہ کرلی جاتیں تو اس سے ہونے والے فائدے از خود ظاہر ہوجاتے لیکن منافقین، اسلام کی ابتدائی زحمتوں سے اس طرح خوف کھانے لگے جیسا کہ گرج اور بجلیوں سے لوگ خوف زدہ ہوتے ہیں۔

وَاللّٰهُ مُحِيْطٌۢ بِالْكٰفِرِيْنَ ﴿۱۹﴾

اور اللہ تعالیٰ کافروں کو ہر طرف سے گھیرے ہوئے ہیں۔

مطلب یہ ہے کہ اپنے اعمال کی پاداش میں حق تعالیٰ کے قانون انتقام کی گرفت میں جکڑے ہوئے ہیں۔عذاب الٰہی سے بچ نہیں سکتے۔

يَكَادُ الْبَرْقُ يَخْطَفُ اَبْصَارَهُمْ ؕ — قریب ہے کہ بجلیاں (جوکوندرہی ہیں) ان کی بینائی چھین لی جائے۔

كُلَّمَآ اَضَآءَ لَهُمْ مَّشَوْا فِيْهِ ۙ — جب ان کے لیے روشنی ہوتی ہے یعنی اسلام سے ان کو فائدہ ہونے لگتا ہے تو اس پر چلنے لگتے ہیں۔

وَاِذَآ اَظْلَمَ عَلَيْهِمْ قَامُوْا ؕ — اور جب ان پر اندھیرا چھا جاتا ہے (کسی حکم میں سختی محسوس کرتے ہیں) تو کھڑے ہوجاتے ہیں۔

(یعنی تعمیل حکم سے گریز کرتے ہیں، سمجھتے ہیں کہ ایک بلائے ناگہانی نازل ہوئی) اسلام کی ابتدائی زحمتیں وہ برداشت نہ کر سکے۔اُس دور میں ایمان لانا کچھ آسان نہ تھا۔ان صورتوں میں ان کا نفاق کے ساتھ اسلام لانا ہی مفید سمجھا گیا کہ کھلم کھلا مقابلے کے لیے میدانِ کارزار میں آنے کی ہمت نہ کرسکتے تھے۔

وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ لَذَهَبَ بِسَمْعِهِمْ وَاَبْصَارِهِمْ ؕ — اور اگر اللہ تعالیٰ چاہتے تو ان کی سماعت و بصارت بالکل ہی سلب کر لیتے........

ع ۳ ۲ ۲

اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ؓ﴿۲۰﴾ — بیشک اللہ تعالیٰ ہر بات پر قادر ہیں۔

یعنی بڑے سے بڑا کام کرنے کی قدرت رکھتے ہیں۔عاجز یا بےبس ومجبور ہونے کے نقص وعجز سے پاک ہیں۔

توضیح: یہاں تک بنی آدم کے تین گروہ متقین، منکرین، منافقین کا ذکر تھا اس کے بعد عام خطاب شروع ہورہا ہے جب بھی حق کی آوز بلند ہوتی ہے تو بنی آدم کے تین گروہ پیدا ہوتے ہیں۔ایک حق کے مان لینے والے، دوسرے حق کے منکر، تیسرے منافق۔ مُذَبْذَبِيْنَ بَيْنَ ذٰلِكَ (سورۂ نساء آیت نمبر ۱۴۳) اہل ایمان غالب آئے تو ان کا ساتھ دیا۔اور اہلِ کفر کی ہوا چلی تو ان کے ساتھ ہوگئے۔

يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اعْبُدُوْا رَبَّكُمُ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ وَالَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ ۙ﴿۲۱﴾ — ائے لوگو! اپنے پروردگار کی عبادت کرو جس نے تم کو پیدا کیا اور ان لوگوں کو بھی جو تم سے پہلے تھے (یہ تعلیم اس لیے دی جاتی ہے) تاکہ تم متقی بنو (عبادت برائے تقویٰ۔ بدلِ تقویٰ جنت۔ یہ نکتہ بھلا دیا گیا۔ آج عبادت برائے ثواب ہوگئی ہے چونکہ عبادت میں تقوے کا عنصر ہی نہیں ہے۔اس لیے عبادت تو ہورہی ہے مگر اصلاح نہیں ہورہی ہے)

الَّذِيْ جَعَلَ لَكُمُ الْاَرْضَ فِرَاشًا وَّالسَّمَآءَ بِنَآءًص وَّاَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَاَخْرَجَ بِهٖ مِنَ الثَّمَرٰتِ رِزْقًا لَّكُمْ ۚ

(اللہ) وہی تو ہے۔ جس نے تمہارے لیے زمین کو فرش بنایا اور آسمان کو چھت بنایا۔ اور آسمان سے پانی برسایا۔ پھر اس پانی کے ذریعہ تمہارے کھانے کے لیے ہر طرح کے میوے پیدا کیے۔

فَلَا تَجْعَلُوْا لِلّٰهِ اَنْدَادًا وَّاَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ۲۲

لہٰذا تم جان بوجھ کر (مخلوقِ خدا کو اگر چہ کہ وہ اللہ تعالیٰ کے کتنے ہی محبوب ومقرب بندے کیوں نہ ہوں) اللہ تعالیٰ کے ساتھ شریک نہ ٹھیراؤ چاہے وہ انبیاء ہوں یا صدیقین، شہداء ہوں یا صالحین، ملائکہ ہوں یا اجنہ تماثیل ہوں یا اصنام۔

وَاِنْ كُنْتُمْ فِيْ رَيْبٍ مِّمَّا نَزَّلْنَا عَلٰى عَبْدِنَا

اور اگر تم کو یہ شبہ ہو کہ جو کتاب ہم نے اپنے بندے (محمد ﷺ) پر نازل کی ہے وہ کلامِ الٰہی نہیں ہے (یعنی تم اس کتاب کو کسی انسان کی گھڑی ہوئی باتیں سمجھتے ہو؟)

فَاْتُوْا بِسُوْرَةٍ مِّنْ مِّثْلِهٖص

تو تم اس کے مثل کوئی سورۃ بنالاؤ (کیوں کہ تم فصحائے عرب ہونے کا زعم رکھتے ہو، اور فصاحت و بلاغت میں کمال رکھتے ہو)

منزل ۱

وَادْعُوْا شُهَدَآءَكُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ۲۳

اگر تم سچے ہو تو اللہ تعالیٰ کے سوا (مدد کے لیے) اپنے اُن لوگوں کو (بھی) بلالو (جنھیں تم نے اپنا مستعان بنا رکھا ہے۔)

فَاِنْ لَّمْ تَفْعَلُوْا وَلَنْ تَفْعَلُوْا فَاتَّقُوا النَّارَ الَّتِيْ وَقُوْدُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ ۚ اُعِدَّتْ لِلْكٰفِرِيْنَ۲۴

پھر اگر تم ایسا نہ کرسکو اور ہرگز ہرگز تم (ایسا کلام پیش) نہ کرسکو گے تو اس آگ سے ڈرو جس کا ایندھن انسان ہوں گے۔ اور پتھر (یہ آگ حقیقت کا) انکار کرنے والوں کے لیے تیار کی گئی ہے (وہ ایندھن پتھر کی طرح سخت ہوگا یا ہوسکتا ہے کہ وہ آگ پتھر ہی کی ہو)

ف ۱: سورہ بنی اسرائیل کی آیت ۸۸ میں اس طرح وضاحت ہے: قُلْ لَّئِنِ اجْتَمَعَتِ الْاِنْسُ وَالْجِنُّ عَلٰٓى اَنْ يَّاْتُوْا بِمِثْلِ هٰذَا الْقُرْاٰنِ لَا يَاْتُوْنَ بِمِثْلِهٖ وَلَوْ كَانَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ ظَهِيْرًا۸۸

ترجمہ: کہہ دیجئے اگر انسان اور جن جمع ہو کر اس قرآن جیسا بنالانا چاہیں تو اس کے مثل نہ لاسکیں گے خواہ وہ ایک دوسرے کے کتنے ہی مددگار رہوں۔

وَبَشِّرِ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا

اور اے پیغمبر! (محمد ﷺ) ان لوگوں کو خوشخبری سنا دیجئے جو ایمان

الصّٰلِحٰتِ لائے (جنھوں نے اس کو کلامِ الٰہی مانا، اور اس کی ہدایتوں کے مطابق) اعمالِ صالحہ انجام دیئے۔

اَنَّ لَهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ؕ اُن کیلئے باغ ہیں جن کے نیچے نہریں بہتی ہوں گی۔ (وہ نہریں شہد، دودھ، شفاف پانی، لذیذ وخوش ذائقہ رسیلے میووں کے رس کی ہونگی۔

یا وہاں تم جو چاہو جیسا کہ ارشادِ الٰہی ہے۔ وَلَكُمْ فِيْهَا مَا تَشْتَهِيْٓ اَنْفُسُكُمْ وَلَكُمْ فِيْهَا مَا تَدَّعُوْنَ (سورہ حم سجدہ آیت ۳۱) اور وہاں جس نعمت کو تمہارا جی چاہے گا تم کو ملے گی۔ اور جو چیز طلب کروگے تمہارے لیے موجود ہوگی۔ وَفِيْ ذٰلِكَ فَلْيَتَنَافَسِ الْمُتَنَافِسُوْنَ (سورۃ المطففین آیت ۲۶) ایسی ہی مسرور وشادماں زندگی کی حرص کرنی چاہئے۔

كُلَّمَا رُزِقُوْا مِنْهَا مِنْ ثَمَرَةٍ رِّزْقًا ۙ قَالُوْا هٰذَا الَّذِيْ رُزِقْنَا مِنْ قَبْلُ ۙ وَاُتُوْا بِهٖ مُتَشَابِهًا ؕ جب بھی انھیں (جنت کا) میوہ دیا جائے گا تو (اہلِ جنت ان میووں کو دیکھ کر) کہیں گے یہ تو ایسے ہی ہیں جیسے ہم نے (دنیا میں) کھائے تھے۔ کیونکہ یہ (میوے) شکل وصورت میں (دنیا کے میووں سے) مشابہ ہوں گے (لیکن بہ لحاظ رنگ وبو وذائقہ ایسے ہونگے کہ کسی نے دیکھا نہ سنا)

وَلَهُمْ فِيْهَآ اَزْوَاجٌ مُّطَهَّرَةٌ ۙ وَّهُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ۝۲۵ اور اس کے علاوہ وہاں اُن کے لیے طاہر وطیب بیبیاں ہوں گی (طاہر وطیب سے مراد ایام ماہواری وبول وبراز سے پاک ہوں گی۔ اور ان کے پسینے میں بو نہ ہوگی) اور وہ اس جنت میں ہمیشہ رہیں گے۔

اِنَّ اللّٰهَ لَا يَسْتَحْيٖٓ اَنْ يَّضْرِبَ مَثَلًا مَّا بَعُوْضَةً فَمَا فَوْقَهَا ؕ (تمہارے سمجھانے کے لیے) ایک مچھر یا اس سے بھی کمتر چیز کا بیان کرنا اللہ تعالیٰ کے لیے نہ عار ہے اور نہ شانِ الٰہی کے منافی۔

فَاَمَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا فَيَعْلَمُوْنَ اَنَّهُ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّهِمْ لہٰذا اہلِ ایمان جانتے ہیں کہ (نصیحت کے لیے ہر قسم کی چھوٹی بڑی) جو بات بھی اللہ تعالیٰ کی طرف سے بیان کی جاتی ہے حق ہے (اس سے ان کے دلوں میں کوئی شک وشبہ پیدا نھیں ہوتا)

وَاَمَّا الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فَيَقُوْلُوْنَ مَاذَآ اَرَادَ اللّٰهُ بِهٰذَا مَثَلًا ۘ اور جو منکرینِ حق ہیں (حق تعالیٰ کی شانِ ہدایت سے واقف نہیں ہیں) وہ کہتے ہیں ایسی حقیر مثالیں بیان کرنے سے اللہ تعالیٰ کا کیا منشا ہے؟

توضیح: مذکورہ آیت اِنَّ اللّٰهَ لَا يَسْتَحْيٖٓ ــــ الخ کی شانِ نزول کے تعلق سے علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب میں کئی مستند اقوال نقل کئے ہیں۔ اور آخر میں اس قول کو سب سے زیادہ مستند اور قابلِ ترجیح قرار دیئے ہیں۔ جس کو

منزل ۱

وقف لازم

'جریرؓ' نے نقل کیا ہے ۔فرماتے ہیں ۔جب مَثَلُهُمْ كَمَثَلِ الَّذِي اسْتَوْقَدَ نَارًا ۔الی آخرہ ۔(سورہ بقرہ آیت ۱۷)اور اَوْ كَصَيِّبٍ مِّنَ السَّمَاءِ فِيهِ ظُلُمٰتٌ وَّرَعْدٌ وَّبَرْقٌ (سورہ بقرہ آیت ۱۹) یہ دونوں آیتیں نازل ہوئیں تو منافقین نے کہا کہ اللہ تعالیٰ اس قسم کی حقیر مثالیں دینے سے بے نیاز ہے۔ایسی مثالیں دینا اس کے لیے زیب نہیں دیتا۔ لہٰذا یہ مثالیں جس میں ہوں وہ کلام الٰہی نہیں ہوسکتا۔اس پر یہ آیت اور اس کے بعد کی آیت یعنی سورہ بقرہ کی ۲۶ و ۲۷ کی دو آیتوں کا نزول ہوا (حوالہ کتاب النقول فی اسباب النزول)

يُضِلُّ بِهٖ كَثِيْرًا ۙ وَّيَهْدِيْ بِهٖ كَثِيْرًا ؕ	اس (مثال) کے ذریعہ اللہ تعالیٰ بہت سے لوگوں کو (جو خود پسند ہوتے ہیں) گمراہی میں مبتلا رکھتے ہیں۔یعنی ان کو ان کی اپنی گمراہی کی حالت میں چھوڑ دیتے ہیں۔اور بہت سے لوگوں کو راہِ ہدایت دکھاتے ہیں۔
وَمَا يُضِلُّ بِهٖٓ اِلَّا الْفٰسِقِيْنَ ﴿۲۶﴾	ان مثالوں سے وہی گمراہ ہوتے ہیں جو نافرمان ہیں (یعنی جنھیں حکم وہدایت الٰہی کی پابندی پسند نہیں اور جو الٰہی تعلیم کے مطابق زندگی گزارنی نہیں چاہتے۔)
الَّذِيْنَ يَنْقُضُوْنَ عَهْدَ اللّٰهِ مِنْۢ بَعْدِ مِيْثَاقِهٖ	جولوگ اللہ تعالیٰ سے اقرار کرنے کے بعد عہد (بندگی) کو توڑ دیتے ہیں۔
وَيَقْطَعُوْنَ مَآ اَمَرَ اللّٰهُ بِهٖٓ اَنْ يُّوْصَلَ	اور ان باہمی تعلقات کو بگاڑ لیتے ہیں جن کو قائم رکھنے کا اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے۔
وَيُفْسِدُوْنَ فِي الْاَرْضِ ؕ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ ﴿۲۷﴾	اور زمین پر فساد مچاتے ہیں یہ لوگ انتہائی خسارہ اٹھانے والے ہیں (ایسا خسارہ جس کی تلافی ممکن نہیں)
كَيْفَ تَكْفُرُوْنَ بِاللّٰهِ وَكُنْتُمْ اَمْوَاتًا	آخر تم کس طرح (کس دلیل کی بنیاد پر) اللہ تعالیٰ کا انکار کرتے ہو۔ حالانکہ تم مُردہ تھے۔
فَاَحْيَاكُمْ ۚ ثُمَّ يُمِيْتُكُمْ ثُمَّ يُحْيِيْكُمْ	پھر اللہ تعالیٰ نے تم کو زندہ کیا پھر وہ تم کو مردہ کردے گا۔اور پھر وہی تم کو دوبارہ زندہ کرے گا۔
ثُمَّ اِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ﴿۲۸﴾	پھر (محاسبۂ اعمال کیلئے) تم سب اللہ تعالیٰ ہی کے حضور پیش کیے جاؤ گے۔
هُوَ الَّذِيْ خَلَقَ لَكُمْ مَّا فِي	اُسی نے زمین کی ساری چیزیں تمہاری ضرورت پوری کرنے کیلئے پیدا

ربع ۱

الْاَرْضِ جَمِيْعًا ۚ — فرمائیں۔

ثُمَّ اسْتَوٰٓى اِلَى السَّمَآءِ فَسَوّٰىهُنَّ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ ؕ — پھر نظامِ سماوی کی طرف توجہ فرمائی پھر سات طبق آسمان بنائے۔

وَهُوَ بِكُلِّ شَیْءٍ عَلِیْمٌ ﴿۲۹﴾ — اور وہی ہر شے کا علم رکھتے ہیں (ہر چیز کی کہنہ وحقیقت سے واقف ہیں
۳ ع۹ ۳ جانتے ہیں کہ تم کو کن کن چیزوں کی ضرورت ہے اور تمہاری فطری حاجتیں کیا ہیں)

تمهید: انسانی حاجتوں میں سب سے اہم حاجت ''علم وہدایت'' کی ہے جس کے بغیر انسان مخلوقاتِ ارضی وسماوی سے ٹھیک طور پر استفادہ نہیں کر سکتا ہے اور نہ اپنے نفع وخسران ابدی کو جان سکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ انسان کی اس اہم ضرورت کو بخوبی جانتے ہیں۔ اس لیے انسان کی پیدائش کے ساتھ ہی اسے علم وہدایت کی نعمت سے سرفراز فرمایا۔ چنانچہ وہ واقعہ بیان کیا جاتا ہے۔

وَاِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلٰٓئِكَةِ اِنِّیْ جَاعِلٌ فِی الْاَرْضِ خَلِیْفَةً ؕ — اور جب تمہارے رب نے فرشتوں سے کہا میں زمین پر اپنا ایک خلیفہ بنانے والا ہوں۔
(خلیفہ ونائب وہ ہے جو کسی کی مِلک میں اس کے تفویض کردہ اختیارات کا استعمال بادشاہ یا مالک کی مرضی کے مطابق کرے)

قَالُوْٓا اَتَجْعَلُ فِیْهَا مَنْ یُّفْسِدُ فِیْهَا وَیَسْفِكُ الدِّمَآءَ ۚ — فرشتوں نے (تعجب سے) عرض کیا۔ کیا آپ (زمین پر) ایسے کو (خلیفہ) مقرر فرماتے ہیں جو اس میں فتنہ وفساد پھیلائیگا اور خوں ریزی کریگا۔

وَنَحْنُ نُسَبِّحُ بِحَمْدِكَ وَنُقَدِّسُ لَكَ ؕ — حالانکہ ہم آپ کی تسبیح وتقدیس کرتے رہتے، ہیں۔ (لہٰذا ہم اس کے زیادہ مستحق ہیں)

قَالَ اِنِّیْٓ اَعْلَمُ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ﴿۳۰﴾ — (اللہ تعالیٰ نے) فرمایا میں جانتا ہوں (جس کو) تم نہیں جانتے (یعنی خلیفہ بنا رہا ہوں تو علم وہدایت سے سرفراز بھی کروں گا)

وَعَلَّمَ اٰدَمَ الْاَسْمَآءَ كُلَّهَا — چنانچہ اللہ تعالیٰ نے آدمؑ کو تمام اسماء کا علم سکھایا (اسمائے کونیہ واسمائے الٰہیہ یعنی کائناتِ ارضی کی اشیاء ان کے نام آثار وخواص اور ان کا استعمال وغیرہ اور یہ علم اولادِ آدم کو بواسطۂ آدم دیا گیا۔ اسی طرح بچے کو والدین ہی اشیاء کا علم اور ان کا استعمال سکھاتے ہیں۔)

ثُمَّ عَرَضَهُمْ عَلَى الْمَلٰٓئِكَةِ ۙ فَقَالَ اَنْۢبِـُٔوْنِيْ بِاَسْمَآءِ هٰٓؤُلَآءِ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿۳۱﴾

پھر وہ ساری اشیاء ان فرشتوں کے سامنے لائی گئیں۔ پھر اللہ تعالیٰ نے فرشتوں سے فرمایا (اگر تمہارا خیال صحیح ہے کہ خلیفہ کے تقرر سے فساد فی الارض برپا ہوگا یا یہ سمجھتے ہو کہ تم کو زیادہ علم ہے تو) ان اشیاء کے نام (اور ان کے خواص وآثار) بتلادو۔ اگر تم سچے ہو۔

قَالُوْا سُبْحٰنَكَ لَا عِلْمَ لَنَآ اِلَّا مَا عَلَّمْتَنَا ؕ

تو فرشتوں نے (اپنی کم علمی کا اعتراف کیا اور) کہا آپ پاک ہیں (آپ ہر طرح کے نقص وعجز واعتراض سے پاک ہیں) ہم اتنا ہی علم رکھتے ہیں جتنا کہ آپ نے ہمیں سکھایا۔

اِنَّكَ اَنْتَ الْعَلِيْمُ الْحَكِيْمُ ﴿۳۲﴾

بے شک آپ ہی العلیم ہیں۔ اپنی مصلحت جانتے ہیں کہ (آدمؑ کو پیدا کرنے میں کیا حکمت ومصلحت ہے) یقیناً آپ ہی الحکیم ہیں (یعنی آپ ہی کی ساری تجاویز حکیمانہ ہیں۔ کوئی غیر حکیم الحکیم کو کیوں کر رائے وہ ومشورہ دے سکتا ہے؟ خالق اور مخلوق میں ذرہ برابر کی برابری کا بھی تصور نہیں کیا جاسکتا)

قَالَ يٰٓاٰدَمُ اَنْۢبِئْهُمْ بِاَسْمَآئِهِمْ ۚ

اللہ تعالیٰ نے (فرشتوں کے روبرو) فرمایا: اے آدم انھیں ان اشیاء کے نام (مع خواص وآثار) بتلادو۔

فَلَمَّآ اَنْۢبَاَهُمْ بِاَسْمَآئِهِمْ ۙ

پھر جب آدمؑ نے ان سب اشیاء کے نام (مع خواص وآثار) بیان کردیئے،

قَالَ اَلَمْ اَقُلْ لَّكُمْ اِنِّيْٓ اَعْلَمُ غَيْبَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۙ وَاَعْلَمُ مَا تُبْدُوْنَ وَمَا كُنْتُمْ تَكْتُمُوْنَ ﴿۳۳﴾

اللہ تعالیٰ نے (فرشتوں کو مخاطب کر کے) فرمایا۔ کیا میں نے تم سے نہ کہا تھا کہ میں ارض وسماوات کے امور غیبیہ کا جاننے والا ہوں، اور میں جانتا ہوں جو کچھ تم ظاہر کرتے ہو اور جو کچھ تم چھپاتے ہو (سب کا علم مجھے ہے) یعنی آدمؑ کی تنقیص اور اپنی تقدیس وبرتری دونوں ہی علم کی بنیادوں پر نہ تھے اور یہ کہ کون اس منصب جلیلہ کے لیے زیادہ اہل ہے۔ فرشتوں نے پشیمانی کے ساتھ اپنی لاعلمی کا اعتراف کرتے ہوئے للہ تعالیٰ کی تسبیح کی کہ اللہ تعالیٰ آپ ہر طرح کے اعتراض نقص وعجز سے پاک ہیں۔)

وَاِذْ قُلْنَا لِلْمَلٰٓئِكَةِ اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ	اور جب ہم نے فرشتوں کو حکم دیا کہ آدمؑ کے آگے جھک جاؤ (ان کی برتری مان لو) (اس واقعہ میں یہ حقیقت پنہاں ہے کہ تسبیح وتقدیس سے افضل "علم" ہے۔)
فَسَجَدُوْٓا اِلَّآ اِبْلِيْسَ ۭ اَبٰى وَاسْتَكْبَرَ ڭ	لہٰذا (حکم الٰہی کو سنتے ہی) ابلیس کے سوا سب سجدے میں گر پڑے (شیطان نے سجدہ کرنے سے) انکار کیا اور اپنے کو بڑا جانا۔
وَكَانَ مِنَ الْكٰفِرِيْنَ ۝۳۴	اور کافروں میں سے ہو گیا۔ (یہاں کفر کی توضیح ہو رہی ہے۔ ابلیس نے تو اللہ تعالیٰ کا انکار کیا اور نہ فرشتوں وغیرہ کا بلکہ اپنی ذلّت کے خیال سے تعمیل حکم سے اعراض کیا جس کی پاداش میں کافر قرار دیا گیا۔ احکامِ الٰہی کی تعمیل سے گریز، خود پسندی، انکار، کفر ہی کے درجات ہیں۔)
وَقُلْنَا يٰٓاٰدَمُ اسْكُنْ اَنْتَ وَزَوْجُكَ الْجَنَّةَ وَكُلَا مِنْهَا رَغَدًا حَيْثُ شِئْتُمَا ۠ وَلَا تَقْرَبَا هٰذِهِ الشَّجَرَةَ	اور ہم نے آدمؑ سے کہا تم اور تمہاری بیوی جنّت میں رہو اور اس میں تم دونوں جس جگہ سے چاہو بافراغت کھاؤ مگر دیکھو اس ایک درخت کے نزدیک نہ جانا۔
فَتَكُوْنَا مِنَ الظّٰلِمِيْنَ ۝۳۵	ورنہ تم (اپنے نفس پر) ظلم کرنے والوں میں سے ہو جاؤ گے۔
فَاَزَلَّهُمَا الشَّيْطٰنُ عَنْهَا	پس شیطان نے (اس درخت کے تعلق سے) انھیں بہکا دیا۔ (اس کا ثمرہ کھانے کے ترغیب دی وہ حضرات اس کی چکّر میں آ گئے)
فَاَخْرَجَهُمَا مِمَّا كَانَا فِيْهِ ۠	لہٰذا شیطان نے انھیں اس (عیش) سے جس میں کہ وہ تھے نکلوا کر چھوڑا۔
وَقُلْنَا اهْبِطُوْا بَعْضُكُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ ۚ	اور ہم نے حکم دیا۔ تم سب یہاں سے (نیچے) اُتر جاؤ۔ تم میں سے بعض بعض کے دشمن رہیں گے۔
وَلَكُمْ فِى الْاَرْضِ مُسْتَقَرٌّ وَّمَتَاعٌ اِلٰى حِيْنٍ ۝۳۶	اور تمہارے لیے زمین عارضی مستقر قرار دی گئی۔ جہاں ایک وقت مقررہ تک رہنا اور اس سے متمتع ہونا ہے۔

توضیح: آدم علیہ السلام اپنی غلطی پر نادم ہوئے۔ مگر سمجھ میں نہیں آتا تھا کہ کیا کیا جائے؟ اللہ تعالیٰ نے بہ شان ربوبیت

معافی مانگنے کا طریقہ اور کلماتِ عفو و درگزر القا فرمائے۔ رَبَّنَا ظَلَمۡنَاۤ اَنۡفُسَنَا ٜ وَاِنۡ لَّمۡ تَغۡفِرۡ لَنَا وَتَرۡحَمۡنَا لَنَكُوۡنَنَّ مِنَ الۡخٰسِرِيۡنَ (سورۂ الاعراف آیت: ۲۳) دونوں عرض کرنے لگے اے ہمارے پروردگار! ہم نے اپنے آپ پر ظلم کیا۔ اگر آپ ہمیں نہ بخشیں اور ہم پر رحم نہ فرمائیں تو ہم تباہ و برباد ہو جائیں گے۔

فَتَلَقّٰٓى اٰدَمُ مِنۡ رَّبِّهٖ كَلِمٰتٍ	لٰہذا آدمؑ نے اپنے رب سے چند کلمات حاصل کر لیے اور توبہ کی۔
فَتَابَ عَلَيۡهِ ؕ	پھر اللہ تعالیٰ نے (رحمت کے ساتھ) توبہ قبول فرمالی۔ (یعنی رحمت کے ساتھ خصوصی توجہ فرمائی)
اِنَّهٗ هُوَ التَّوَّابُ الرَّحِيۡمُ ۝۳۷	بے شک وہی توبہ قبول کرنے والے رحم کرنے والے ہیں۔
قُلۡنَا اهۡبِطُوۡا مِنۡهَا جَمِيۡعًا ۚ	ہم نے کہا تم سب یہاں سے اُتر جاؤ
فَاِمَّا يَاۡتِيَنَّكُمۡ مِّنِّىۡ هُدًى	میری طرف سے تمہارے پاس ہدایت (بہ شکل وحی و رسالت آتی رہیگی۔)
فَمَنۡ تَبِعَ هُدَاىَ فَلَا خَوۡفٌ عَلَيۡهِمۡ وَلَا هُمۡ يَحۡزَنُوۡنَ ۝۳۸	لٰہذا جو میری ہدایت کی پیروی کرے گا تو ایسے لوگوں پر نہ کسی قسم کا خوف ہی ہوگا اور نہ رنجیدہ ہوں گے۔
وَالَّذِيۡنَ كَفَرُوۡا وَكَذَّبُوۡا بِاٰيٰتِنَاۤ	اور جن لوگوں نے انکار کیا (ہدایاتِ الٰہی کو قبول نہ کیا) اور ہمارے احکام کو جھٹلا دیا (یعنی من مانی زندگی گزاری)
اُولٰٓئِكَ اَصۡحٰبُ النَّارِ ۚ هُمۡ فِيۡهَا خٰلِدُوۡنَ ۝۳۹	وہ سب دوزخ میں جانے والے ہیں جس میں وہ ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے۔

منزل ۱ ع ۴

نوٹ: اس واقعہ میں ایک سبق تو یہ ہے کہ شیطان انسان کا دشمن ہے اور اس کی دشمنی یہ ہے کہ بنی آدم کو جنّت سے محروم کر دینا چاہتا ہے۔ دوسرا یہ کہ گناہ کر کے اس کو اچھا سمجھنا شیطانیت ہے، آدمیت یہ ہے کہ گناہ کو برا سمجھے اور گناہ ہوتے ہی اللہ تعالیٰ سے معافی مانگے۔ تیسرا یہ کہ طلب مغفرت کے بعد مغفرت کی امید رکھے۔

ان آیات میں ہدایاتِ الٰہی کے مطابق زندگی گزارنے اور ہدایاتِ الٰہی سے اعراض کے نتائج بیان کئے گئے ہیں۔ یہ حقیقت بھی واضح کی گئی ہے کہ انسان ابتدائی آفرینش سے اس نعمت (نعمتِ دین۔ دین اسلام) سے نوازا جاتا رہا ہے خصوصی طور پر جن خاندانوں میں یہ نعمت نازل کی گئی تھی انھیں مخاطب کیا جارہا ہے۔

يٰبَنِىۡٓ اِسۡرَآءِيۡلَ اذۡكُرُوۡا نِعۡمَتِىَ الَّتِىۡٓ اَنۡعَمۡتُ عَلَيۡكُمۡ	اے بنی اسرائیل میری اس نعمت (نعمتِ دین) کو یاد کرو (مستحضر رکھو) جس سے میں تمھیں نوازتا رہا۔

وَاَوۡفُوۡا بِعَهۡدِىۡٓ
اور (توریت میں) میں نے تم سے جو عہد لیا ہے اس کو پورا کرو (عہد یہ تھا کہ جو بھی نبی آتے رہیں گے اور جو کتاب نازل ہوتی رہے گی اس پر ایمان لاؤ گے اب ایفائے عہد کا وقت آ گیا ہے اس عہد کو پورا کرو)

اُوۡفِ بِعَهۡدِكُمۡ ۚ
میں بھی تم سے کیے ہوئے اپنے وعدۂ مغفرت کو پورا کروں گا۔

لَّاُكَفِّرَنَّ عَنۡكُمۡ سَيِّاٰتِكُمۡ وَلَاُدۡخِلَنَّكُمۡ جَنّٰتٍ تَجۡرِىۡ مِنۡ تَحۡتِهَا الۡاَنۡهٰرُ (سورہ مائدہ آیت: ۱۲)
ترجمہ: میں تم سے تمہاری برائیاں دور کروں گا اور تم کو ایسی جنت میں داخل کروں گا جس کے نیچے سے نہریں بہتی ہوں گی (جس کا نہایت ہی دل خوش کن منظر ہوگا)

وَاِيَّاىَ فَارۡهَبُوۡنِ ۝۴۰
مجھ سے ہی ڈرتے رہو۔ (اپنی مذہبی پیشوائی و برتری ختم ہو جانے اور ذرائع معاش مسدود ہو جانے کے اندیشے سے وعدے کی خلاف ورزی نہ کرو۔ کیوں کہ خلاف ورزی کا انجام جہنم ہے)

وَاٰمِنُوۡا بِمَآ اَنۡزَلۡتُ مُصَدِّقًا لِّمَا مَعَكُمۡ
اور میں نے جو کتاب نازل کی ہے اس کو (کلامِ الٰہی) مان لو کیوں کہ جو کتاب تمہارے پاس ہے یہ اس کی تصدیق کرتی ہے۔
(یعنی اس میں وہی اصولی تعلیم ہے جو تمہاری کتابوں میں لکھی ہوئی ہے۔)

وَلَا تَكُوۡنُوۡٓا اَوَّلَ كَافِرٍۢ بِهٖ ۖ
اور سب سے پہلے تم ہی اس کے منکر نہ بن جاؤ۔
(اس کتاب کے برحق ہونے کی علامتیں تمہارے پاس لکھی ہوئی ہیں)

وَلَا تَشۡتَرُوۡا بِاٰيٰتِىۡ ثَمَنًا قَلِيۡلًا ۚ
اور چند ٹکوں کی خاطر میرے احکام (میں تحریف کر کے اس کے بدلے دنیوی) حقیر منفعت حاصل نہ کرو۔

وَاِيَّاىَ فَاتَّقُوۡنِ ۝۴۱
اور مجھ ہی سے ڈرو یعنی میرے غضب سے بچو (وعدے کی خلاف ورزی نہ کرو۔)
بنی اسرائیل کو ڈر یہ تھا کہ آخری رسول محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مان لینے سے ان کی اپنی قدر و منزلت جاتی رہے گی اور عقیدت مندوں سے جو نذرانے ملتے تھے وہ ختم ہو جائیں گے۔

وَلَا تَلۡبِسُوا الۡحَقَّ بِالۡبَاطِلِ وَتَكۡتُمُوا الۡحَقَّ وَاَنۡتُمۡ تَعۡلَمُوۡنَ ۝۴۲
اور حق کو باطل سے نہ ملاؤ یعنی حق کو مشتبہ نہ بناؤ اور حق بات کو نہ چھپاؤ اور تم جانتے ہو (کہ اس کا بُرا انجام ہے)

وَاَقِيۡمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ	اور نماز قائم کرو۔اور زکوٰۃ دو۔
وَارۡكَعُوۡا مَعَ الرّٰكِعِيۡنَ﴿۴۳﴾	اور (اللہ تعالیٰ کے آگے) جھکنے والوں کے ساتھ جھک جاؤ یعنی نماز با جماعت ادا کرو (ایمان والوں کا ساتھ دو)
اَتَاۡمُرُوۡنَ النَّاسَ بِالۡبِرِّ وَتَنۡسَوۡنَ اَنۡفُسَكُمۡ	کیا (یہ عقل کی بات ہے کہ) تم دوسروں کو تو نیکی پر ابھارتے ہو۔اور اپنے آپ کو بھول جاتے ہو (اپنی ہی خبر نہیں لیتے)
وَاَنۡتُمۡ تَتۡلُوۡنَ الۡكِتٰبَ ؕ اَفَلَا تَعۡقِلُوۡنَ﴿۴۴﴾	حالانکہ تم اپنی کتاب (توریت) میں پڑھتے ہو کہ (یہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور کتاب برحق ہے) کیا پھر بھی اتنا نہیں سمجھتے (کہ حق سے پہلوتہی کا کیا انجام ہے)

توضیح: تم ہی تو تھے جو لوگوں سے بیان کرتے تھے کہ ایک آخری رسول اور ایک آخری کتاب آنے والی ہے جن پر ایمان لانے کا اللہ تعالیٰ نے وعدہ لیا ہے۔تم جس نیک بات پر ایمان لانے کی ترغیب دوسروں کو دیتے تھے۔جب اس پر عمل کرنے کا وقت آ گیا تو خود ہی کو بھول بیٹھے۔دنیا کو دین پر ترجیح دی اور ایسا رویہ اختیار کیا جو کفر ہے وَوَيۡلٌ لِّلۡكٰفِرِيۡنَ مِنۡ عَذَابٍ شَدِيۡدِۣ ۙ﴿۲﴾ الَّذِيۡنَ يَسۡتَحِبُّوۡنَ الۡحَيٰوةَ الدُّنۡيَا عَلَى الۡاٰخِرَةِ ۔۔۔ (سورہ ابراہیم آیت: ۳)

منزل ۱

ترجمہ: یہ اللہ تعالیٰ کا عذاب شدید ان لاگوں کے لیے نہایت ہی تباہ کن ہے جو الٰہی تعلیمات کا انکار کرتے ہیں۔یہ وہ لوگ ہیں جنھوں نے آخرت کے مقابلے میں دنیا کو ترجیح دی۔اور محبوب ومطلوب بنا رکھا۔

وَاسۡتَعِيۡنُوۡا بِالصَّبۡرِ وَالصَّلٰوةِ ؕ	اور ہر طرح کی مصیبت میں (الٰہی تعلیم کے مطابق) صبر و نماز کے ذریعہ اللہ تعالیٰ ہی سے مدد مانگو۔ (استعانت غیر اللہ کے اپنے مجوزہ طریقوں سے باز آؤ)
وَاِنَّهَا لَكَبِيۡرَةٌ	اور (واقعہ یہ ہے کہ) اس طرح اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنی ان لوگوں پر گراں گزرتی (جن کا عقیدہ یہ ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے مقربّ بندوں سے عقیدت ونسبت ہی نجات کا ذریعہ ہے)
اِلَّا عَلَى الۡخٰشِعِيۡنَ ۙ﴿۴۵﴾	لیکن اس کے برخلاف جن لوگوں کے دل خوفِ الٰہی سے معمور رہتے ہیں، ان پر گراں نہیں۔

(کیونکہ وہ اس حقیقت کو جانتے ہیں کہ نجاتِ اُخروی کا انحصار صحیح عقیدے وعمل پر ہے۔الٰہی ونبوی تعلیم پر کما حقہ عمل کے بغیر مغفرت حاصل نہیں ہوتی)

الَّذِيْنَ يَظُنُّوْنَ اَنَّهُمْ مُّلٰقُوْا رَبِّهِمْ — اوران کے لیےبھی گراں نہیں ہے جو یہ سمجھتے ہیں کہ یقیناً (محاسبۂ اعمال کے لیے) اُن کواپنے پروردگار سے ملنا ہے۔

وَاَنَّهُمْ اِلَيْهِ رٰجِعُوْنَ﴿۴۶﴾ — اور وہ اسی کی طرف لوٹ کر جانے والے ہیں (اور اپنی نیکیوں کا بدل پانا ہے یہی ایک خیال انھیں نیکیوں پر اُبھارتا اور جوش وخروش کے ساتھ سرگرم عمل رکھتا ہے۔)

توضیح: دونوں طرح کے خیال خوف ورجاء (خوف وامید) ہی اعمال کوسنوارنے کا ذریعہ ہیں۔ یہی کامل ایمان کی علامت ہے۔

الربع ۵ ع۵

يٰبَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ اذْكُرُوْا نِعْمَتِيَ الَّتِيْٓ اَنْعَمْتُ عَلَيْكُمْ — اے بنی اسرائیل اللہ تعالیٰ کی اس نعمت دین کو مستحضر رکھو جو میں نے تمھیں عنایت کی (تمہارے ہی خاندان میں نبوت ورسالت کا سلسلہ جاری رکھا۔)

وَاَنِّيْ فَضَّلْتُكُمْ عَلَى الْعٰلَمِيْنَ﴿۴۷﴾ — اور میں نے تم کوسارے عالم پرفضیلت بخشی تھی۔

وَاتَّقُوْا يَوْمًا لَّا تَجْزِيْ نَفْسٌ عَنْ نَّفْسٍ شَيْـًٔا — اور (محاسبۂ اعمال کے) اُس دن سے ڈروجس دن کے شدائد سے کوئی شخص کسی کوبچانہ سکے گا۔

منزل ۱

وَلَا يُقْبَلُ مِنْهَا شَفَاعَةٌ وَّلَا يُؤْخَذُ مِنْهَا عَدْلٌ وَّلَا هُمْ يُنْصَرُوْنَ﴿۴۸﴾ — اور نہ کسی کی سفارش قبول کی جائے گی اور نہ کسی طرح کا معاوضہ لیا جائے گا اور نہ وہ کسی اور طرح سے مدد حاصل کرسکیں گے۔

توضیح: بنی اسرائیل نجات کے تعلق سے ان ہی باطل عقائد میں مبتلا تھے کہ شدائد آخرت سے کوئی نہ کوئی بچالے گا۔ کسی مقرب بندۂ الٰہی کے شفاعت یا نسبت سے نجات ہوجائے گی، چاہے عقیدہ وعمل کتنا ہی خراب ہو۔

(اس کی تردید مذکورہ آیات میں حق تعالیٰ نے فرمادی آج اُمتِ مسلمہ انھیں باطل عقائد میں گرفتار ہے۔ لہٰذا اُمت کی اصلاح کا طریقۂ کار یہی ہے کہ اولاً مذکورہ باطل ومشرکانہ عقائد کی اصلاح کی جائے)

وَاِذْ نَجَّيْنٰكُمْ مِّنْ اٰلِ فِرْعَوْنَ — (اے بنی اسرائیل یعنی اولادِ یعقوب ہمارا وہ احسان بھی پیشِ نظر رکھو) جب کہ ہم نے تم کو فرعونیوں کے مظالم سے نجات دی۔

يَسُوْمُوْنَكُمْ سُوْٓءَ الْعَذَابِ يُذَبِّحُوْنَ اَبْنَآءَكُمْ وَيَسْتَحْيُوْنَ نِسَآءَكُمْ ؕ — جنھوں نے تم کو بڑی ذلّت ورسوائی میں مبتلا کررکھا تھا۔ تمہارے بیٹوں کوذبح کئے دیتے تھے۔ اورتمہاری لڑکیوں کوخدمت (اورعیاشی کا آلۂ کار بنانے کے لیے) زندہ

رہنے دیتے تھے۔

وَفِیۡ ذٰلِكُمۡ بَلَآءٌ مِّنۡ رَّبِّكُمۡ عَظِیۡمٌ ﴿۴۹﴾

اور اس میں تمہارے پروردگار کی طرف سے بڑی سخت آزمائش تھی۔

وَاِذۡ فَرَقۡنَا بِكُمُ الۡبَحۡرَ فَاَنۡجَیۡنٰكُمۡ وَاَغۡرَقۡنَاۤ اٰلَ فِرۡعَوۡنَ وَاَنۡتُمۡ تَنۡظُرُوۡنَ ﴿۵۰﴾

اور (وہ واقعہ بھی قابل ذکر ہے) جب کہ ہم نے تمہارے لیے دریا کو پھاڑ کر راستہ بنا دیا۔ پھر تم کو نجات دی (دریا کے پار اُتارا) اور فرعونیوں کو غرقِ دریا کر دیا اور تم (انھیں) دیکھ رہے تھے یعنی یہ سب کچھ تمہارے آنکھوں کے سامنے ہوتا رہا تھا۔

(اس طرح ہم تو تمہاے حال پر متوجہ رہے) ؎

وہ عطا کرتا رہا اور تم خطا کرتے رہے

وَاِذۡ وٰعَدۡنَا مُوۡسٰۤى اَرۡبَعِیۡنَ لَیۡلَةً

اور (وہ واقعہ بھی قابلِ ذکر ہے) جب کہ ہم نے موسیٰؑ سے چالیس راتوں کا وعدہ لیا (اور میقات پوری کرنے کے لیے کوہِ طور پر بلایا)

ثُمَّ اتَّخَذۡتُمُ الۡعِجۡلَ مِنۡۢ بَعۡدِهٖ

پھر تم نے، ان کے بعد یعنی ان کے غیاب میں گوسالہ پرستی شروع کر دی (یعنی گائے کا بچھڑا پوجنے لگے)

وَاَنۡتُمۡ ظٰلِمُوۡنَ ﴿۵۱﴾

اور واقعی تم بڑے ہی ظالم (نافرمان) ہو۔

ثُمَّ عَفَوۡنَا عَنۡكُمۡ مِّنۡۢ بَعۡدِ ذٰلِكَ لَعَلَّكُمۡ تَشۡكُرُوۡنَ ﴿۵۲﴾

اس واقعہ کے بعد بھی ہم نے درگزر سے کام لیا یعنی تمہیں معاف کر دیا تا کہ تم (فرمانبردار بنو) اپنے رب کا شکر ادا کرو۔

وَاِذۡ اٰتَیۡنَا مُوۡسَى الۡكِتٰبَ وَالۡفُرۡقَانَ لَعَلَّكُمۡ تَهۡتَدُوۡنَ ﴿۵۳﴾

اور (ہمارا وہ احسان یاد کرو) جب کہ ہم نے (تمہاری ہدایت کے لیے) موسیٰؑ کو ایک (ایسی) کتاب دی جو حق و باطل میں کسوٹی کی حیثیت رکھتی تھی تا کہ تم ہدایت پاؤ۔

وَاِذۡ قَالَ مُوۡسٰى لِقَوۡمِهٖ یٰقَوۡمِ اِنَّكُمۡ ظَلَمۡتُمۡ اَنۡفُسَكُمۡ بِاتِّخَاذِكُمُ الۡعِجۡلَ فَتُوۡبُوۡۤا اِلٰى بَارِئِكُمۡ

اور جب موسیٰؑ نے اپنی قوم سے کہا، اے میری قوم کے لوگو یقیناً تم نے گوسالہ پرستی کے ذریعہ اپنے آپ پر بڑا ظلم کیا (اس کی تلافی کی ایک ہی شکل ہے) اپنے پروردگار کے آگے توبہ کرو۔

فَاقۡتُلُوۡۤا اَنۡفُسَكُمۡ ؕ

اور اپنے کچھ لوگوں کو (جو شرارتوں میں پیش پیش تھے) قتل کر دو۔

ذٰلِكُمۡ خَیۡرٌ لَّكُمۡ عِنۡدَ بَارِئِكُمۡ ؕ

یہ طریقۂ کار تمہارے پیدا کرنیوالے کے نزدیک تمہارے لیے بہتر ہے۔

منزل ۱

فَتَابَ عَلَيۡكُمۡ ؕ اِنَّهٗ هُوَ التَّوَّابُ الرَّحِيۡمُ ﴿۵۴﴾ پھر اللہ تعالیٰ نے تم پر توجہ کی (یعنی تم پر مہربانی کی) اور توبہ قبول کی۔ بے شک وہ بڑے ہی معاف کرنے رحم فرمانے والے ہیں۔

توضیح: جب اس طرح گوسالہ پرستی کا قصہ ختم ہوا تو موسیٰ علیہ السلام نے کتاب توراۃ کی وہ تختیاں جو انھیں کوہ طور پر چالیس راتوں کی میقات پوری کرنے کے بعد ملی تھیں جس میں ہر قسم کی نصیحت اور ہر چیز کی تفصیل لکھی ہوئی تھی اس کے احکام آپؑ نے اپنی قوم کو سنائے۔ انھیں شبہات پیدا کرنے کی عادت تھی کہا کہ ہم کو کیسے معلوم ہو کہ یہ اللہ کا کلام ہے۔ خود اللہ ہی کہہ دیں تو ہم یقین کریں گے۔ حضرت موسیٰؑ نے قوم کا معروضہ ربّ العزت کے پاس پیش فرمایا۔ حکم ہوا کہ ان میں کے کچھ آدم جن کو یہ معتبر سمجھتے ہیں کوہ طور پر لائے جائیں۔ ہم خود ان سے کہہ دیں گے کہ یہ ہمارے ہی احکام ہیں۔ چنانچہ موسیٰؑ قوم کے ستر (۷۰) منتخب اشخاص کے ساتھ وقت معینہ پر پہنچ گئے۔ اور اللہ تعالیٰ کا کلام سنا۔ پھر ایک شوشہ یہ چھوڑا۔ کہنے لگے خدا جانے کون بول رہا ہے۔ اس قسم کی شرارتیں کیا کرتے تھے۔ اب اسی کا ذکر ہے۔

وَاِذۡ قُلۡتُمۡ يٰمُوۡسٰى لَنۡ نُّؤۡمِنَ لَكَ حَتّٰى نَرَى اللّٰهَ جَهۡرَةً (اے بنی اسرائیل تمہیں وہ واقعہ یاد ہے؟) جب کہ تم نے (موسیٰ سے) کہا تھا۔ اے موسیٰ ہم ہرگز آپ کی بات کا یقین نہیں کریں گے (کہ یہ اللہ تعالیٰ کی کتاب ہے) تا آنکہ صاف طور پر اللہ تعالیٰ کو اپنی آنکھوں سے نہ دیکھ لیں۔ (اس گستاخانہ عمل پر)

فَاَخَذَتۡكُمُ الصّٰعِقَةُ وَاَنۡتُمۡ تَنۡظُرُوۡنَ ﴿۵۵﴾ تو تم کو بجلی کے کڑاکے نے آلیا (تم پر موت طاری ہوگئی) اور تم دیکھ رہے تھے۔

ثُمَّ بَعَثۡنٰكُمۡ مِّنۡۢ بَعۡدِ مَوۡتِكُمۡ (اللہ تعالیٰ نے تم پر احسان کیا کہ) تمہاری موت کے بعد پھر تمہیں زندہ کیا۔

لَعَلَّكُمۡ تَشۡكُرُوۡنَ ﴿۵۶﴾ تا کہ تم احسان مانو (اور اپنی شرارتوں سے باز آجاؤ) (اے بنی اسرائیل تم کو ہمارا یہ احسان بھی یاد ہوگا؟ فرعونیوں کے غرقِ دریا کیے جانے کے بعد جب تم بیابانوں میں سرگرداں تھے۔ کھانے پینے اور دھوپ سے بچنے کا کوئی سامان نہ تھا)

وَظَلَّلۡنَا عَلَيۡكُمُ الۡغَمَامَ وَاَنۡزَلۡنَا عَلَيۡكُمُ الۡمَنَّ وَالسَّلۡوٰى ؕ اور ہم نے تم پر ابر کا سایہ کیا۔ اور (کھانے کے لیے) من وسلویٰ اتارا (من) گوند جیسا شہد کی طرح میٹھا حلویٰ "سلویٰ" بٹیر کی طرح پرندے بھیجتے رہے۔

منزل ۱

كُلُوْا مِنْ طَيِّبٰتِ مَا رَزَقْنٰكُمْ ؕ
(اور کہا) یہ ہماری عطا کی ہوئی اچھی غذائیں کھاتے رہو۔ (مگر تم نے اس کی بھی قدر نہ کی)

وَمَا ظَلَمُوْنَا وَلٰكِنْ كَانُوْٓا اَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُوْنَ ﴿۵۷﴾
اور وہ ہمارا کیا بگاڑتے۔ لیکن وہ اپنا ہی نقصان کیا کرتے رہے۔

وَاِذْ قُلْنَا ادْخُلُوْا هٰذِهِ الْقَرْيَةَ
اور جب ہم نے ان سے کہا (اگر تم من سلویٰ کے سوا کوئی اور چیز چاہتے ہو تو) اس بستی میں داخل ہو جاؤ۔

فَكُلُوْا مِنْهَا حَيْثُ شِئْتُمْ رَغَدًا وَّادْخُلُوا الْبَابَ سُجَّدًا
پھر اس میں سے جہاں سے چاہو مرغوب غذائیں کھاؤ (پیو) اور اللہ تعالیٰ کا شکر کرتے ہوئے (عاجزانہ انداز سے) شہر کے دروازے سے داخل ہو جاؤ۔

وَّقُوْلُوْا حِطَّةٌ نَّغْفِرْ لَكُمْ خَطٰيٰكُمْ ؕ
اور حِطَّةٌ (یعنی حق تعالیٰ ہمارے گناہ معاف فرما دیجئے) کہتے جاؤ تو ہم تمہاری خطاؤں کو معاف کر دیں گے۔

وَسَنَزِيْدُ الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۵۸﴾
اور ہم تو نیکوں کاروں کو زیادہ سے زیادہ (انعامات سے) سرفراز کرتے رہیں گے۔

منزل ۱

فَبَدَّلَ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا قَوْلًا غَيْرَ الَّذِيْ قِيْلَ لَهُمْ
تو ظالموں نے مذکورہ لفظ جس کا انھیں حکم دیا گیا تھا، بدل کر اس کی جگہ ایک اور لفظ کہنا شروع کیا۔

فَاَنْزَلْنَا عَلَى الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا
تو ہم نے اُن ظالموں پر آسمان سے عذاب نازل کیا۔

رِجْزًا مِّنَ السَّمَآءِ بِمَا كَانُوْا يَفْسُقُوْنَ ﴿۵۹﴾ ع
کیونکہ وہ (مسلسل) نافرمانیاں کیے جا رہے تھے۔

ع ۶ ۲

وَاِذِ اسْتَسْقٰى مُوْسٰى لِقَوْمِهٖ
اور (اے بنی اسرائیل ہمارا وہ احسان بھی یاد کرو) جب موسیٰؑ نے اپنی قوم کے لیے پانی مانگا۔

فَقُلْنَا اضْرِبْ بِّعَصَاكَ الْحَجَرَ ؕ
ہم نے (موسیٰؑ سے) کہا کہ اپنا عصاء پتھر پر مارو۔

فَانْفَجَرَتْ مِنْهُ اثْنَتَا عَشْرَةَ عَيْنًا ؕ
چنانچہ (عصاء کا پتھر پر مارنا تھا کہ) اس میں سے پانی کے بارہ چشمے (معجزانہ طور پر) پھوٹ نکلے۔

قَدْ عَلِمَ كُلُّ اُنَاسٍ مَّشْرَبَهُمْ ؕ
ہر قبیلہ اپنے پانی لینے کی جگہ جان لیا (کہ اسے کس جگہ سے پانی لینا ہے)

كُلُوْا وَاشْرَبُوْا مِنْ رِّزْقِ اللّٰهِ — (اس وقت انھیں ہدایت کی گئی کہ) اللہ تعالیٰ کا دیا ہوا رزق کھاؤ پیو۔

وَلَا تَعْثَوْا فِی الْاَرْضِ مُفْسِدِیْنَ ﴿۶۰﴾ — اور ملک میں فساد مچاتے نہ پھرو۔

وَاِذْ قُلْتُمْ یٰمُوْسٰی لَنْ نَّصْبِرَ عَلٰی طَعَامٍ وَّاحِدٍ فَادْعُ لَنَا رَبَّكَ یُخْرِجْ لَنَا مِمَّا تُنْۢبِتُ الْاَرْضُ مِنْۢ بَقْلِهَا — اور (وہ واقعہ بھی قابل ذکر ہے) جب کہ تم نے موسیٰؑ سے کہا تھا کہ ہم ایک ہی قسم کے کھانے پر صبر نہیں کر سکتے۔ ہمارے لیے اپنے پروردگار سے دعا کیجیے کہ وہ ہمارے لیے زمین سے اُگنے والی ترکاری کا انتظام کرے۔

وَقِثَّآىِٕهَا وَفُوْمِهَا وَعَدَسِهَا وَبَصَلِهَا ؕ قَالَ اَتَسْتَبْدِلُوْنَ الَّذِیْ هُوَ اَدْنٰی بِالَّذِیْ هُوَ خَیْرٌ ؕ — کہ وہ ککڑی، گیہوں، مسور، پیاز وغیرہ کی قسم سے ہو۔ موسیٰؑ نے کہا تم ایک بہترین کھانے پینے کی نعمت کو چھوڑ کر ان کے عوض ایسی چیزوں کی خواہش کر رہے ہو جو معمولی اور ادنیٰ درجے کی ہیں (لیکن تمہاری سمجھ میں نہ آیا) (پھر تم سے کہا گیا: اگر یہی چیزیں مطلوب ہیں تو)

اِهْبِطُوْا مِصْرًا فَاِنَّ لَكُمْ مَّا سَاَلْتُمْ ؕ وَضُرِبَتْ عَلَیْهِمُ الذِّلَّةُ وَالْمَسْكَنَةُ ۗ — کسی شہر میں جا اُترو۔ وہاں تمہاری یہ خواہش پوری ہوگی۔ اور بالآخر (مسلسل نافرمانیوں کی وجہ) ان پر ذلت و رسوائی ڈال دی گئی (اور وہ جہاں گئے ذلیل و خوار ہوئے)

منزل ۱

وَبَآءُوْ بِغَضَبٍ مِّنَ اللّٰهِ ؕ — اور غضب الٰہی کے مستحق بنے۔

ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ كَانُوْا یَكْفُرُوْنَ بِاٰیٰتِ اللّٰهِ — یہ سب کچھ (سزائیں اللہ تعالیٰ کی طرف سے) اس لیے (دی جاتی ہیں) کہ وہ تعلیماتِ الٰہی سے روگردانی کرتے رہے۔

وَیَقْتُلُوْنَ النَّبِیّٖنَ بِغَیْرِ الْحَقِّ ؕ — اور بلاوجہ (ناحق) انبیاءؑ کو قتل کرتے رہے۔

ذٰلِكَ بِمَا عَصَوْا وَّكَانُوْا یَعْتَدُوْنَ ﴿۶۱﴾ ع — یہ سب اس لیے ہوتا رہا کہ وہ نافرمانی و سرکشی کرتے رہے۔ اور حدود عبدیت سے نکل گئے۔

رکوع ۷

(اللہ تعالیٰ کی کبھی اطاعت نہ کی اس کے باوجود اس غلط تصور میں مبتلا رہے کہ نجات ہو جائے گی کوئی اللہ کا مقرب بندہ جس سے ان کو نسبت حاصل ہے انھیں اللہ تعالیٰ کے عذاب سے بچا لے گا۔)

اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَالَّذِیْنَ هَادُوْا وَالنَّصٰرٰی وَالصّٰبِـِٕیْنَ — جو لوگ (محمد رسول اللہ ﷺ) پر ایمان لائے۔ اور وہ جو یہود و نصاریٰ یا دیگر مذاہب کے پیرو ہیں۔ (وہ سب سن لیں نجات کا قانونِ الٰہی یہ ہے کہ)

مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ
جو کوئی (نبیؑ آخر الزماں کے ذریعہ دی جانے والی تعلیم) ایمان باللہ، ایمان بالآخرت کو قبول کرے گا۔

وَعَمِلَ صَالِحًا فَلَهُمْ اَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ ۚ
اور (اس کے مطابق) اعمالِ صالحہ کرتا رہے گا تو ان کے لیے ان کے اعمال کا صلہ اللہ تعالیٰ کے ہاں ملے گا۔

وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ﴿٦٢﴾
اور (قیامت کے دن) ان کو نہ کسی طرح کا خوف ہی لاحق ہوگا اور نہ وہ رنجیدہ خاطر ہوں گے۔

وَاِذْ اَخَذْنَا مِيْثَاقَكُمْ وَرَفَعْنَا فَوْقَكُمُ الطُّوْرَ ؕ
(اے بنی اسرائیل تمہاری شرارت کا ایک واقعہ یہ ہے) کہ کوہِ طور کو تمہارے سروں پر معلق کر کے ہم نے تم سے یہ اقرار لیا تھا۔

خُذُوْا مَآ اٰتَيْنٰكُمْ بِقُوَّةٍ
جو کچھ ہم نے تم کو تعلیم دی ہے اس پر مضبوطی سے قائم رہو۔

وَّاذْكُرُوْا مَا فِيْهِ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ ﴿٦٣﴾
اور جو کچھ احکام اس میں دئے گئے ہیں اس سے نصیحت حاصل کرو۔

(یہ تعلیم اس لیے دی گئی ہے) شاید کہ تم پرہیزگار انسان بنو (عذاب الٰہی سے محفوظ رہو)

ثُمَّ تَوَلَّيْتُمْ مِّنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ ۚ
پھر اس عہد و پیمان کے بعد (اے بنی اسرائیل) تم اپنے اقرار سے پھر گئے۔

فَلَوْلَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهٗ لَكُنْتُمْ مِّنَ الْخٰسِرِيْنَ ﴿٦٤﴾
اگر اللہ تعالیٰ کا فضل اور اس کی رحمت تمہارے شامل حال نہ ہوتی تو تم نقصان اٹھانے والوں میں سے ہو جاتے۔
(عذاب الٰہی میں مبتلا کیے جاتے)

وَلَقَدْ عَلِمْتُمُ الَّذِيْنَ اعْتَدَوْا مِنْكُمْ فِى السَّبْتِ
اور تم ان لوگوں کو خوب جانتے ہو جو تم میں سے ہفتہ کے دن (مچھلی کا شکار کرنے میں) حد سے تجاوز کر گئے تھے۔

توضیح: یہودیوں کی ایک بستی جس کا نام ایلیا ہے اور جو شہر مدین و کوہِ طور کے درمیان دریا کے کنارے واقع ہے۔ انھیں ہفتہ کے دن شکار سے منع کیا گیا تھا، کیوں کہ اس دن کی تعظیم اُن پر فرض تھی اور اسی روز مچھلیاں سطح آب پر کثرت سے جمع ہو جاتیں اور ہفتہ کا دن نہ ہوتا تو دکھائی بھی نہ دیتیں۔ یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ان کے لیے ایک امتحان تھا۔ اس کے جواز کی یہ صورت نکال لی کہ دریا کے کنارے گڑھے کھودتے اور دریا کا پانی اس میں گزارتے ہفتہ کے روز جب مچھلیاں اس میں بھر جاتیں تو ان کی واپسی کا راستہ بند کر دیتے اور دوسرے سے روز پکڑ لیتے۔ آج جو لوگ اس طرح کی تاویلات سے احکامِ الٰہی کی نافرمانی کرتے ہیں انھیں اپنی بداعمالیوں کا جائزہ لینا چاہیئے۔

فَقُلْنَا لَهُمْ كُوْنُوْا قِرَدَةً خٰسِـِٕيْنَ ۚ﴿۶۵﴾

تو (عدول حکمی کی پاداش میں) ہم نے اُن سے کہا ذلیل وخوار بندر ہو جاؤ (لہٰذا اسی آن اُن کی شکلیں تبدیل ہوگئیں۔)

فَجَعَلْنٰهَا نَكَالًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهَا وَمَا خَلْفَهَا

پھر ہم نے اس واقعہ کو معاصرین اور آنے والی نسلوں کے لیے عبرت انگیز بنایا۔

وَمَوْعِظَةً لِّلْمُتَّقِيْنَ ﴿۶۶﴾

اور (اس واقعہ کو) متقین کے لیے ایک نصیحت بنایا۔

وَاِذْ قَالَ مُوْسٰى لِقَوْمِهٖٓ اِنَّ اللّٰهَ يَاْمُرُكُمْ اَنْ تَذْبَحُوْا بَقَرَةً ؕ

اور وہ واقعہ بھی قابل ذکر ہے، جب کہ (بنی اسرائیل نے موسیٰ سے کہا تھا ہمارے پاس قتل کی ایک واردات ہوگئی ہے اور قاتل کا پتہ نہیں چل رہا ہے۔تو) موسیٰؑ نے اپنی قوم سے کہا تھا (اس واقعہ کی تحقیق کیلئے) اللہ تعالیٰ تم کو حکم دیتے ہیں کہ ایک گائے ذبح کرو۔

قَالُوْٓا اَتَتَّخِذُنَا هُزُوًا

(قوم نے منشاء الٰہی کو نہیں سمجھا اور موسیٰؑ پر طنز کیا) کہا۔کیا آپ ہم سے مذاق کرتے ہیں۔

قَالَ اَعُوْذُ بِاللّٰهِ اَنْ اَكُوْنَ مِنَ الْجٰهِلِيْنَ ﴿۶۷﴾

موسیٰؑ نے کہا اللہ کی پناہ کہ میں ایسی جہالت کروں (یہ تو اللہ ہی کا حکم ہے)

قَالُوا ادْعُ لَنَا رَبَّكَ يُبَيِّنْ لَّنَا مَا هِيَ ؕ

توقوم نے کہا اپنے پروردگار سے التجا کیجئے کہ وہ ہمیں بتائے کہ وہ گائے کس طرح کی ہونی چاہیے۔

قَالَ اِنَّهٗ يَقُوْلُ اِنَّهَا بَقَرَةٌ لَّا فَارِضٌ وَّلَا بِكْرٌ ؕ

موسیٰؑ نے کہا اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔وہ گائے نہ بالکل بوڑھی ہو اور نہ بچھیا۔

عَوَانٌۢ بَيْنَ ذٰلِكَ ؕ

بلکہ ان کے درمیان (یعنی) اوسط عمر کی جوان ہو

فَافْعَلُوْا مَا تُؤْمَرُوْنَ ﴿۶۸﴾

لہٰذا (اب حُجّت نہ کرو) جیسا تم کو حکم دیا گیا ہے ویسا کرو۔
(مگر قوم نے پھر حُجّت کی)

قَالُوا ادْعُ لَنَا رَبَّكَ يُبَيِّنْ لَّنَا مَا لَوْنُهَا ؕ

(اور) کہا اپنے رب سے درخواست کیجئے ہمیں بتائے کہ اس کا رنگ کیسا ہو۔

قَالَ اِنَّهٗ يَقُوْلُ اِنَّهَا بَقَرَةٌ صَفْرَآءُ ۙ فَاقِعٌ لَّوْنُهَا تَسُرُّ النّٰظِرِيْنَ ﴿۶۹﴾

موسیٰؑ نے کہا (اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اس گائے کا رنگ زرد ہو۔رنگ ایسا شوخ ہو کہ دیکھنے والوں کو شوخ لگے۔)

قَالُوا ادْعُ لَنَا رَبَّكَ يُبَيِّنْ لَّنَا مَا هِيَ ۙ

پھر قوم نے مطالبہ کیا کہ اپنے رب سے مکرر درخواست کیجئے۔ ہمیں بتائیے کہ اس کے مزید اوصاف کیا کیا ہونے چاہئیں۔

إِنَّ الْبَقَرَ تَشَٰبَهَ عَلَيْنَا ۗ وَإِنَّآ إِن شَآءَ اللَّهُ لَمُهْتَدُونَ ۝٧٠

کیوں کہ گائے کے بارے میں (متذکرہ اوصاف میں) ہمیں اشتباہ ہو گیا ہے۔ اور اگر اللہ نے چاہا تو ہم صحیح راہ پالیں گے۔

قَالَ إِنَّهُۥ يَقُولُ إِنَّهَا بَقَرَةٌ لَّا ذَلُولٌ تُثِيرُ الْأَرْضَ وَلَا تَسْقِي الْحَرْثَ ۚ

موسیٰ (علیہ اسلام) نے کہا۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں وہ گائے ہل میں جُتی ہوئی نہ ہو اور نہ اس سے آب پاشی کا کام لیے گیا ہو۔

مُسَلَّمَةٌ لَّا شِيَةَ فِيهَا ۚ

عیب سے پاک ہو۔ اس میں کسی طرح کا داغ نہ ہو۔

قَالُوا الْـَٰٔنَ جِئْتَ بِالْحَقِّ ۚ

قوم نے کہا اب آپ نے صحیح علامتیں واضح کر دیں۔

فَذَبَحُوهَا وَمَا كَادُوا يَفْعَلُونَ ۝٧١ ع ۸

لہٰذا (بڑی مشکل سے) انھوں نے اس کو ذبح کیا۔ دراصل وہ ذبح کرنا چاہتے ہی نہ تھے (کیونکہ گئو سالہ پرستی کی وجہ گائے کی عظمت ان کے دلوں میں گھر کر گئی تھی۔)

وَإِذْ قَتَلْتُمْ نَفْسًا فَادَّٰرَْٰٔتُمْ فِيهَا ۚ منزل ۱

(اور تمھیں یاد ہے وہ واقعہ) جب تم نے ایک شخص کی جان لی تھی۔ اور ایک دوسرے کو قتل کا ملزم ٹھہرا رہے تھے (یعنی اخفائے جرم کر رہے تھے۔)

وَاللَّهُ مُخْرِجٌ مَّا كُنتُمْ تَكْتُمُونَ ۝٧٢

اور جو بات تم چھپا رہے تھے اللہ تعالیٰ اس کو ظاہر کرنے والے تھے۔

فَقُلْنَا اضْرِبُوهُ بِبَعْضِهَا ۚ

لہٰذا ہم نے کہا اُس (گائے کے گوشت) کا کچھ حصّہ مقتول کے جسم پر لگادو۔ (گوشت کا لگانا تھا کہ مقتول زندہ ہوا اور اپنے قاتل کی نشان دہی کر دی)

كَذَٰلِكَ يُحْيِ اللَّهُ الْمَوْتَىٰ ۙ

اسی طرح اللہ تعالیٰ مُردوں کو (دفعتہً) زندہ کر دیتے ہیں۔

وَيُرِيكُمْ ءَايَٰتِهِۦ لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُونَ ۝٧٣

اور اس طرح تم کو اپنی قدرت (کی نشانیاں) دکھاتے ہیں۔ تا کہ تم (اپنے حقیقی نفع ونقصان کو) سمجھو (اور عقیدہ وعمل کی اصلاح کرلو)

ثُمَّ قَسَتْ قُلُوبُكُم مِّنۢ بَعْدِ ذَٰلِكَ فَهِيَ كَالْحِجَارَةِ أَوْ أَشَدُّ قَسْوَةً ۚ

پھر اس واقعہ کے بعد تمہارے دل اور بھی سخت ہو گئے گو یا کہ وہ پتھر ہیں یا پتھر سے بھی زیادہ سخت۔

توضیح: قلوب کے سخت ہونے سے مرُادقلوب میں نصیحت قبول کرنے کی صلاحیت کا مفقود ہونا ہے۔

وَإِنَّ مِنَ الْحِجَارَةِ لَمَا يَتَفَجَّرُ مِنْهُ الْأَنْهَٰرُ ۚ

اور پتھروں میں بعض ایسے نرم ہوتے ہیں کہ ان سے چشمے پھوٹ نکلتے ہیں۔

وَاِنَّ مِنۡهَا لَمَا يَشَّقَّقُ فَيَخۡرُجُ مِنۡهُ الۡمَآءُ ؕ
اوران میں بعض ایسے ہوتے ہیں کہ پھٹ جاتے ہیں۔اوران میں سے پانی نکلنے لگتا ہے۔

وَاِنَّ مِنۡهَا لَمَا يَهۡبِطُ مِنۡ خَشۡيَةِ اللّٰهِ ؕ
اور ان میں بعض پتھر ایسے ہیں جو خوفِ الٰہی سے (بلندی سے) گر پڑتے ہیں۔(مگر تمہارے دلوں میں خوفِ الٰہی سے جنبش تک نہیں ہوتی)

وَمَا اللّٰهُ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعۡمَلُوۡنَ۝۷۴
اور اللہ تعالیٰ تمہاری بداعمالیوں سے بے خبر نہیں ہیں۔

(حق تعالیٰ اپنے بندوں کے حالت سے بذاتہ واقف ہیں ایسا نہیں ہے کہ کسی ذریعہ یا وسیلہ سے اطلاع پا کر واقف ہوتے ہوں۔جیسا کہ بعض لوگوں کا عقیدہ ہے)

اَفَتَطۡمَعُوۡنَ اَنۡ يُّؤۡمِنُوۡا لَكُمۡ
(جس قوم کا یہ حال ہوائے مسلمانو) کیا تم ان سے توقع رکھتے ہو کہ وہ تمہاری باتوں پر یقین کریں گے۔(ایمان لائیں گے)

وَقَدۡ كَانَ فَرِيۡقٌ مِّنۡهُمۡ يَسۡمَعُوۡنَ كَلٰمَ اللّٰهِ
حالانکہ ان میں بعض ایسے بھی ہیں جو کلامِ الٰہی (توراۃ) سنتے ہیں (سمجھتے ہیں)

ثُمَّ يُحَرِّفُوۡنَهٗ مِنۡۢ بَعۡدِ مَا عَقَلُوۡهُ وَهُمۡ يَعۡلَمُوۡنَ۝۷۵
پھر اچھی طرح سمجھ لینے کے بعد جان بوجھ کر اپنی کتابوں میں تحریف کرتے ہیں (ایسی شر پسند قوم کے ایمان لانے کی کیا توقع کی جاسکتی ہے جن کے نفاق کا یہ حال ہے کہ

وَاِذَا لَقُوا الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا قَالُوۡۤا اٰمَنَّا ۚۖ
اور جب (یہ منافق) اہلِ ایمان سے ملتے ہیں تو (خوشامد کے طور پر) کہتے ہیں ہم ایمان لے آئے ہیں۔

(قرآن کو کلامِ الٰہی جانتے ہیں اور کہتے ہیں کہ آپ کی بشارت توریت میں بھی ہے۔)

وَاِذَا خَلَا بَعۡضُهُمۡ اِلٰى بَعۡضٍ قَالُوۡۤا اَتُحَدِّثُوۡنَهُمۡ بِمَا فَتَحَ اللّٰهُ عَلَيۡكُمۡ
اور جب تنہائی میں ایک دوسرے سے ملتے ہیں تو (دوسرے یہودی ان سے) کہتے ہیں۔جو بات اللہ نے تم پر ظاہر فرمادی ہے۔کیا تم ان مسلمانوں سے بیان کرتے ہو۔

لِيُحَآجُّوۡكُمۡ بِهٖ عِنۡدَ رَبِّكُمۡ ؕ اَفَلَا تَعۡقِلُوۡنَ۝۷۶
تاکہ مسلمان (قیامت کے دن) تمہارے پروردگار کے سامنے تمہارے اس اقرار کو پیش کردیں (اور تمہارے جان بوجھ کر ایمان نہ لانے کی پاداش میں تمہیں سزا ملے۔)

منزل ۱

تو پھر کیا تم اتنی بات بھی نہیں سمجھتے۔

مطلب یہ کہ دل سے نہ سہی ظاہری طور پر بھی اگر مسلمانوں کے سامنے اس بات کا اقرار کر لو گے کہ قرآن اللہ تعالیٰ کا کلام ہے۔ محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم آخری رسول ہیں تو نتیجہ یہ ہوگا کہ قیامت کے دن مسلمان تمہارے اس اقرار کو حجّت بنالیں گے اور تم پر کتاب اللہ کو نہ ماننے اور محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر ایمان نہ لانے کا جرم ثابت ہوگا۔ اس لیے ان باتوں کو چھپائے رکھنے میں مصلحت ہے۔ حق تعالیٰ فرماتے ہیں کتنے بے وقوف ہیں یہ لوگ۔

اَوَلَا یَعۡلَمُوۡنَ اَنَّ اللّٰہَ یَعۡلَمُ مَا یُسِرُّوۡنَ وَمَا یُعۡلِنُوۡنَ ۝۷۷

کیا وہ اتنا بھی نہیں جانتے کہ اللہ تعالیٰ جانتے ہیں جو کچھ وہ چھپاتے ہیں، جو کچھ وہ ظاہر کرتے ہیں۔
(یعنی وہ مسلمانوں کے آگے صداقت کا اقرار کریں یا نہ کریں اللہ تعالیٰ تو بہر حال جانتے ہیں۔ جس کی بناء پر آخرت میں ان سے مواخذہ ہوگا۔)

وَمِنۡہُمۡ اُمِّیُّوۡنَ لَا یَعۡلَمُوۡنَ الۡکِتٰبَ

اور (واقعہ یہ ہے کہ) ان میں ان پڑھ بھی ہیں۔ کتاب اللہ (کی صحیح تعلیمات) سے واقف نہیں ہیں۔

اِلَّاۤ اَمَانِیَّ وَاِنۡ ہُمۡ اِلَّا یَظُنُّوۡنَ ۝۷۸

سوائے اس کے کہ باطل و بے بنیاد خوش فہمیوں میں مبتلا ہیں (کہ نجات بہر حال ہو جائے گی) اور وہ محض اپنے ظن وتخمین وہم وگمان پر چلتے ہیں۔

فَوَیۡلٌ لِّلَّذِیۡنَ یَکۡتُبُوۡنَ الۡکِتٰبَ بِاَیۡدِیۡہِمۡ ٭

لہٰذا بڑی خرابی ہے ان لوگوں کے لیے جو اپنے ہاتھوں سے کتاب میں (اپنی گھڑی ہوئی غلط باتیں لکھتے ہیں)
(یعنی توریت میں تحریف کرتے ہیں)

ثُمَّ یَقُوۡلُوۡنَ ہٰذَا مِنۡ عِنۡدِ اللّٰہِ

پھر کہتے ہیں کہ یہ (احکام) اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہیں۔

لِیَشۡتَرُوۡا بِہٖ ثَمَنًا قَلِیۡلًا ؕ

تاکہ اس کے عوض تھوڑی سی قیمت یعنی دنیوی منفعت حاصل کریں۔

فَوَیۡلٌ لَّہُمۡ مِّمَّا کَتَبَتۡ اَیۡدِیۡہِمۡ

پھر ان کے لئے بڑی خرابی ہے جو ایسی تحریریں لکھتے ہیں۔

وَوَیۡلٌ لَّہُمۡ مِّمَّا یَکۡسِبُوۡنَ ۝۷۹

اور بڑا ہی افسوس ہے ان کے اس طرح کے کسب پر (عقیدہ وعمل کی گمراہی کے باوجود ان خوش فہمیوں میں مبتلا ہیں کہ انھیں آگ چھو بھی نہیں سکتی۔ چنانچہ)

وَقَالُوۡا لَنۡ تَمَسَّنَا النَّارُ اِلَّاۤ اَیَّامًا مَّعۡدُوۡدَۃً ؕ

اور وہ کہتے ہیں آگ ہمیں ہرگز چھو نہیں سکتی (گناہوں کے سبب اگر انھیں نار میں جانا بھی پڑے تو) وہ بس گنتی کے چند ہی دن ہوں گے

النصف

(کیوں کہ وہ ایک نبی کی اُمّت ہیں)

قُلْ اَتَّخَذْتُمْ عِنْدَ اللّٰهِ عَهْدًا

پیغمبر! ان سے پوچھیئے کیا تم نے اللہ تعالیٰ سے اس بات کا وعدہ لے رکھا ہے (کہ عقیدہ وعمل کتنا ہی بگاڑ لو) اللہ تعالیٰ تم کو بخش دیں گے (اگر ایسا وعدہ لیا گیا ہے)

فَلَنْ يُّخْلِفَ اللّٰهُ عَهْدَهٗٓ

تو اللہ تعالیٰ اپنے کئے ہوئے اقرار کی ہرگز خلاف ورزی نہیں فرماتے (حالانکہ ایسا وعدہ نہیں کیا گیا)

(جب یہ بات نہیں یعنی اللہ تعالیٰ نے نہ تو تم سے وعدۂ مغفرت فرمایا ہے اور نہ حق تعالیٰ اپنی سنّت ہی بدلتے ہیں، سنّتِ الٰہی یہ ہے کہ جس کا عقیدہ وعمل الٰہی ونبوی تعلیم کے خلاف ہوگا، وہ نارِ جہنم میں داخل کیا جائے گا۔)

اَمْ تَقُوْلُوْنَ عَلَى اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ﴿۸۰﴾

یا پھر تم (نجات کے تعلق سے) اللہ تعالیٰ کی نسبت ایسی باتیں کہتے ہو جس کا تمہیں علم نہیں۔

بَلٰى مَنْ كَسَبَ سَيِّئَةً وَّاَحَاطَتْ بِهٖ خَطِيْٓـــَٔتُهٗ

کیوں نہیں! جو کوئی (اپنے عقائد کو اس طرح بگاڑ لیتا ہے اور) برائیاں کرنے لگتا ہے اور اس کے گناہ (ہر طرف سے) اُسے گھیر لیتے ہیں (یعنی جب اس کی زندگی سرتاپا مجرمانہ ہوجاتی ہے)

منزل ۱

فَاُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ ۚ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ﴿۸۱﴾

ایسے تمام لوگ جہنّمی ہیں جس میں وہ ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے۔

وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ

اور جو لوگ (الٰہی تعلیم کے مطابق) ایمان لاتے ہیں اور نیک عمل کرتے ہیں۔

اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ ۚ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ﴿۸۲﴾

وہی جنتی ہیں جس میں وہ ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے۔

الرکوع ۹

توضیح: بَلٰى مَنْ كَسَبَ --- الخ میں اللہ تعالیٰ نے قانونِ تعذیب۔ ((آیت ۸۱ سورۂ بقرہ) اور وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا --- الخ میں قانون مغفرت بیان فرمایا ہے۔ (آیت - ۸۲ سورۂ بقرہ)

بنی اسرائیل اولوالعزم انبیاء امت تھے۔ یہ آسمانی کتاب (توریت) اور دیگر صحیفوں کے حامل تھے ان کے حالات وواقعات کو سامنے رکھ کر انکا بگاڑ۔ کفر، شرک، نفاق اور دیگر باطل عقائد بیان کیے گئے ہیں تاکہ مسلمانوں کیلئے موجب عبرت ونصیحت ہوں۔

وَاِذْ اَخَذْنَا مِيْثَاقَ بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ لَا تَعْبُدُوْنَ اِلَّا اللّٰهَ ۣ

اور جب ہم نے بنی اسرائیل سے عہد لیا کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کی عبادت نہ کرنا۔

توضیح: اللہ تعالیٰ کے سوا کسی غیر اللہ کو مدد کے لیے پکارنا شرک ہے اور عبادت ہی کے مفہوم میں داخل ہے۔ اس طرح ہر حیرانی پریشانی، ضرورت، حاجات و مشکلات میں اللہ تعالیٰ کے سوا کسی اور کو پکارنا یا ان کا واسطہ وسیلہ لینا بھی شرک ہے۔ ازاں جملہ یہ بھی عہد لیا تھا کہ

وَبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا
اور والدین کے ساتھ بہتر سے بہتر سلوک (اچھی خدمت گزاری) کرنا۔

وَّذِي الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنِ
اور دیگر قرابت داروں یتیموں حاجت مندوں اور محتاجوں کے ساتھ بھلائی کرتے رہنا۔

وَقُوْلُوْا لِلنَّاسِ حُسْنًا وَّاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ
اور لوگوں سے (خندہ پیشانی کے ساتھ) گفتگو کرنا نماز قائم رکھنا اور زکوۃ دیتے رہنا۔

ثُمَّ تَوَلَّيْتُمْ اِلَّا قَلِيْلًا مِّنْكُمْ وَاَنْتُمْ مُّعْرِضُوْنَ﴿۸۳﴾
مگر تم میں سے (اے بنی اسرائیل) بہت ہی کم لوگوں نے اس اقرار کی پابندی کی اور تم عہد شکن ثابت ہوئے۔

وَاِذْ اَخَذْنَا مِيْثَاقَكُمْ لَا تَسْفِكُوْنَ دِمَآءَكُمْ وَلَا تُخْرِجُوْنَ اَنْفُسَكُمْ مِّنْ دِيَارِكُمْ ثُمَّ اَقْرَرْتُمْ وَاَنْتُمْ تَشْهَدُوْنَ﴿۸۴﴾
ایک اقرار تم سے یہ بھی لیا گیا تھا کہ آپس میں کُشت وخون نہ کرنا اور نہ اپنے لوگوں کو ان کے وطن سے نکالنا۔ پھر تم نے اس عہد پر قائم رہنے کا اقرار کیا اور تم اس سے بخوبی واقف ہو۔

منزل ۱

ثُمَّ اَنْتُمْ هٰٓؤُلَآءِ تَقْتُلُوْنَ اَنْفُسَكُمْ
پھر تم وہی تو ہو (جن کا شیوہ ہی عہد شکنی ہے، عہد و اقرار کے بعد آپس میں) اپنے بھائی بندوں کے گلے کاٹتے ہو

وَتُخْرِجُوْنَ فَرِيْقًا مِّنْكُمْ مِّنْ دِيَارِهِمْ ۡ تَظٰهَرُوْنَ عَلَيْهِمْ بِالْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ ؕ
اور اپنے ہی لوگوں کو ان کے اپنے گھروں سے نکالتے ہو۔ اپنوں کی مخالفت میں ان کے مخالفین سے مل کر گناہ وتعدی (ظلم) میں ان کا ساتھ دیتے ہو۔

وَاِنْ يَّاْتُوْكُمْ اُسٰرٰى تُفٰدُوْهُمْ
اور اگر وہ گروہ تمہارے پاس قید ہوکر آئیں تو بدلہ دے کر انھیں چھڑا بھی لیتے ہو۔

وَهُوَ مُحَرَّمٌ عَلَيْكُمْ اِخْرَاجُهُمْ ؕ
حالانکہ سرے سے ان کو ان کی بستی سے نکالنا ہی تم پر حرام تھا (ان سے لڑنے اور انھیں گھر سے بے گھر کرنے کے وقت تم کو یہ خیال نہ آیا کہ یہ کام حرام ہیں)

اَفَتُؤْمِنُوْنَ بِبَعْضِ الْكِتٰبِ
کیا تم کتاب اللہ کے بعض احکام پر ایمان رکھتے ہو اور بعض کا انکار

وَتَكْفُرُوْنَ بِبَعْضٍ ۚ	کرتے ہو (انکے عمل کی خرابی کو اللہ تعالیٰ ایمان کی خرابی قرار دیتے ہیں)
فَمَا جَزَآءُ مَنْ يَّفْعَلُ ذٰلِكَ مِنْكُمْ	(لہٰذا تم میں سے جو ایسی بداعمالیاں کریں یعنی مفادِ دنیا دیکھا تو عمل کیا اور مفادِ دنیا ہی کی خاطر حکم الٰہی کی خلاف ورزی کی تو) ایسے لوگوں کے لیے اس کے سوا اور کیا بدلہ ہوسکتا ہے کہ
اِلَّا خِزْيٌ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۚ	وہ دنیا میں بھی ذلیل وخوار ہوکر رہیں۔
وَيَوْمَ الْقِيٰمَةِ يُرَدُّوْنَ اِلٰٓى اَشَدِّ الْعَذَابِ ؕ	اور قیامت کے دن سخت سے سخت عذاب میں ڈال دیے جائیں۔
وَمَا اللّٰهُ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ ﴿۸۵﴾	یاد رکھو اللہ تعالیٰ تمہارے ان اعمال سے بے خبر نہیں ہیں۔
اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ اشْتَرَوُا الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا بِالْاٰخِرَةِ ۫	(واقعہ یہ ہے کہ ایسی شرارتیں کرنے والے) وہ لوگ ہیں جنھوں نے آخرت کے بدلے دنیوی زندگی کو خرید لیا (یعنی آخرت کے مقابلہ میں دنیا کی زندگی کو ترجیح دی)
فَلَا يُخَفَّفُ عَنْهُمُ الْعَذَابُ وَلَا هُمْ يُنْصَرُوْنَ ﴿۸۶﴾	ان کو دیے جانیوالے عذاب میں کوئی کمی نہ ہوگی اور نہ کوئی (دوست، بزرگ، رشتہ دار) ان کی طرف داری یا کسی قسم کی مدد کر پائیگا۔

ع ۱۰

توضیح: ۱۔ الٰہی تعلیمات سے گریز مفاد دنیا کی خاطر بے ایمانی کی بات ہے اور آخرت کے مقابلے میں دینا کو ترجیح دنیا انتہائی گمراہی ہے۔

۲۔ قرآن سابقہ کتابوں کا مصدق ہونے کا مطلب یہ ہے کہ سابقہ کتابوں میں جو تعلیم دی گئی تھی وہی تعلیم قرآن میں ہے۔

۳ سابقہ انبیاء علیہم السلام نے بندگئی رب کی جو تعلیم اپنی اپنی قوموں کو دی تھی، ان قوموں کے پاس اب وہ تعلیم اصلی شکل وصورت میں باقی نہیں رہی اب وہ قرآن ہی میں محفوظ ہے۔

لہٰذا آج ہر قوم کیے لیے نجات کی واحد شکل ہی یہ ہے کہ وہ پیام الٰہی لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ کو قبول کرے۔ اور قرآنی تعلیم سے اپنے بگڑے ہوئے عقائد اور اعمال کا جائزہ لے اور اپنی اصلاح کرے۔ بنی آدم جو الٰہی تعلیم کو بگاڑ کر مختلف افترائی ادیان میں بٹ گئے ہیں اور طالب نجات ہیں۔ انھیں کلام الٰہی کے ذریعہ دعوت دی جارہی ہے کہ وہ اپنے افترائی ادیان کو چھوڑ کر ایک ہی دین الٰہی کے پیرو ہوجائیں۔ یہی سنت الٰہی اور یہی فطرت انسانی ہے۔ اس کے خلاف سوچنا سمجھنا سنت الٰہی سے ناواقفیت اور فطرتِ انسانی سے جہل ہے۔

وَلَقَدْ اٰتَيْنَا مُوْسَى الْكِتٰبَ	اور یقیناً ہم نے موسیٰؑ کو کتاب (توراۃ) دی تھی۔

وَقَفَّيْنَا مِنْۢ بَعْدِهٖ بِالرُّسُلِ

اور رسولوں کا سلسلہ یکے بعد دیگرے جاری کر دیا۔

وَاٰتَيْنَا عِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ الْبَيِّنٰتِ وَاَيَّدْنٰهُ بِرُوْحِ الْقُدُسِ ؕ

اور ہم نے عیسیٰ بن مریم کو واضح دلائل (معجزات) عطا کیے اور جبرائیل سے ان کی مدد کی۔ (مگر اے بنی اسرائیل تمہاری شرارت اس حد تک پہنچ چکی تھی کہ)

اَفَكُلَّمَا جَآءَكُمْ رَسُوْلٌۢ بِمَا لَا تَهْوٰٓى اَنْفُسُكُمُ اسْتَكْبَرْتُمْ ۚ

جب بھی تمہارے پاس رسول آئے (اور صحیح تعلیم پہنچائی) جن کی تعلیم تمہاری خواہش نفس (اور عقائد باطلہ) کے خلاف تھی تو تم نے سرکشی کی اور اس کو قبول کرنے سے انکار کیا۔

فَفَرِيْقًا كَذَّبْتُمْ ۫ وَفَرِيْقًا تَقْتُلُوْنَ ۝۸۷

چنانچہ بعض کو تو تم نے جھٹلایا اور بعض کو قتل کر دیا۔ (اب وہی تعلیم محمد الرسول اللہ ﷺ کے ذریعہ دی جا رہی ہے تم اس کو بھی قبول کرنا نہیں چاہتے)

وَقَالُوْا قُلُوْبُنَا غُلْفٌ ؕ

اور کہتے ہیں کہ ہمارے قلوب پر غلاف ہیں (یعنی ہمارے دل ہمارے اپنی تعلیم سے اتنے معمور ہیں کہ دوسروں کی تعلیم قبول کرنے کی گنجائش نہیں ہے)

منزل ۱

بَلْ لَّعَنَهُمُ اللّٰهُ بِكُفْرِهِمْ

بلکہ اللہ تعالیٰ نے کفر کی پاداش میں انھیں پھٹکار دیا ہے۔

فَقَلِيْلًا مَّا يُؤْمِنُوْنَ ۝۸۸

اس لیے وہ بہت ہی تھوڑے لوگ ہیں جو ایمان رکھتے ہیں۔

وَلَمَّا جَآءَهُمْ كِتٰبٌ مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ مُصَدِّقٌ لِّمَا مَعَهُمْ ۙ

اور جب ان کے پاس اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایسی کتاب آئی جو تصدیق کرتی ہے ان کتابوں کی (یعنی اصولاً اس میں وہی تعلیم ہے جو ان کی کتابوں میں لکھی ہوئی تھی۔ جس کے بیشتر حصّہ کی انھوں نے تحریف کر دی ہے)

وَكَانُوْا مِنْ قَبْلُ يَسْتَفْتِحُوْنَ عَلَى الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ۚۖ

حالانکہ وہ اس سے قبل ایک آخری کتاب (اور آخری رسول) کے آنے کا ذکر کفار کے سامنے کیا کرتے تھے۔ (اور جن کی آمد کے منتظر تھے)

فَلَمَّا جَآءَهُمْ مَّا عَرَفُوْا كَفَرُوْا بِهٖ

پھر جب وہ کتاب ان کے سامنے آئی (پیش کی گئی) جس کو وہ پہچانتے ہیں تو صاف انکار کر دیا۔

فَلَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ ۝۸۹

لہٰذا اس طرح (اللہ کی کتاب کا) انکار کرنے والوں پر اللہ کی لعنت ہے۔

(یعنی اب وہ اللہ تعالیٰ کی رحمت سے اس طرح دور کردیئے گئے ہیں کہ اب ان کے راہ یاب ہونے کی امید نہیں کی جاسکتی۔)

بِئْسَمَا اشْتَرَوْا بِهٖٓ اَنْفُسَهُمْ اَنْ يَّكْفُرُوْا بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ بَغْيًا

کیا ہی برا سودا ہے جو اُن لوگوں نے اپنے لیے کیا محض ضد میں دوسروں پر اپنی برتری قائم رکھنے کے لیے اس کتاب کا انکار کردیا۔

اَنْ يُّنَزِّلَ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ عَلٰى مَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ ۚ

جس کو اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے جس بندے پر چاہا اُتارا۔

فَبَآءُوْ بِغَضَبٍ عَلٰى غَضَبٍ ۭ وَلِلْكٰفِرِيْنَ عَذَابٌ مُّهِيْنٌ ۝۹۰

(قرآنِ حکیم کو نہ مان کر یہ لوگ) غضب بالائے غضب کے مستحق ہوئے۔ اور کافروں یعنی انکار کرنے والوں کے لیے آخرت میں ذلّت آمیز رسوا کن عذاب ہے۔

وَاِذَا قِيْلَ لَهُمْ اٰمِنُوْا بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ قَالُوْا نُؤْمِنُ بِمَآ اُنْزِلَ عَلَيْنَا وَيَكْفُرُوْنَ بِمَا وَرَآءَهٗ ۤ

اور جب ان سے کہا جاتا ہے کہ جو کتاب اللہ تعالیٰ نے نازل فرمائی ہے اس کو مان لو تو کہتے ہیں۔ ہم اسی کتاب پر ایمان لاتے ہیں جو ہم پر اتاری گئی ہے اس کے سوا کسی اور کتاب کو نہیں مانتے۔

وَهُوَ الْحَقُّ مُصَدِّقًا لِّمَا مَعَهُمْ ۭ

حالانکہ یہ کتاب حق ہے اور ان کی کتابوں کی تصدیق کرتی ہے (اس میں عقائد و فرائض کی وہی تعلیم ہے جو توراۃ کے ذریعے نازل ہوئی تھی یہی ایک بات قرآن کے کلامِ الٰہی ہونے کی بیّن دلیل ہے۔ توراۃ کی طرح قرآن بھی کلام اللہ ہے)

قُلْ فَلِمَ تَقْتُلُوْنَ اَنْۢبِيَآءَ اللّٰهِ مِنْ قَبْلُ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ۝۹۱

(اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم) آپ ان سے پوچھئے اگر تم مومن ہو (یعنی واقعی توریت کے احکام پر پوری طرح عمل پیرا ہونے کے دعویدار ہو تو تم نے اس سے قبل انبیاء علیہم السلام کو کیوں قتل کیا؟ (کیا تم اپنی شرارت کو بھول گئے)

وَلَقَدْ جَآءَكُمْ مُّوْسٰى بِالْبَيِّنٰتِ ثُمَّ اتَّخَذْتُمُ الْعِجْلَ مِنْۢ بَعْدِهٖ وَاَنْتُمْ ظٰلِمُوْنَ ۝۹۲

اور موسیٰؑ تمہارے پاس کھلے معجزات کے ساتھ آئے تھے۔
پھر اس کے بعد بھی تم نے گوسالہ پرستی کی۔
واقعی تم بڑے ہی ظالم ہو۔

منزل ۱

وَاِذْ اَخَذْنَا مِيْثَاقَكُمْ وَرَفَعْنَا — (اپنی اس شرارت کو یاد کرو) جب کہ ہم نے کوہِ طور کو (لاکر)
فَوْقَكُمُ الطُّوْرَ ؕ — تمہارے سروں پر معلق کھڑا کیا تھا اور تم سے یہ اقرار لیا تھا۔
خُذُوْا مَآ اٰتَيْنٰكُمْ بِقُوَّةٍ — (جو جب کتاب) ہم نے تم کو دی ہے، اس پر مضبوطی سے جمے رہو اور
وَّاسْمَعُوْا ؕ — تمہیں جو حکم دیا گیا ہے اس کو اچھی طرح سنو
قَالُوْا سَمِعْنَا وَعَصَيْنَا ۗ — تم نے یہ گستاخانہ بات کہی ہم نے سن لیا اور نہ مانا
(ہم سے اطاعت نہیں ہوسکتی)

توضیح: حق تعالیٰ بنی اسرائیل کے بگاڑ کا ذکر فرما کر ان کے ادعائے ایمان کی تردید فرمارہے ہیں۔آج یہی بات اکثر مسلمانوں پر بھی صادق آتی ہے۔اِلّا ما شاء اللہ

وَاُشْرِبُوْا فِيْ قُلُوْبِهِمُ الْعِجْلَ بِكُفْرِهِمْ ؕ — (واقعہ یہ ہے کہ) ان کی کافرانہ روش کی وجہ سے گوسالہ پرستی ان کے قلوب میں پیوست ہوگئی تھی۔
قُلْ بِئْسَمَا يَاْمُرُكُمْ بِهٖٓ اِيْمَانُكُمْ — ان سے کہئے اگر تم مومن ہو تو تمہارا ایمان تمہیں بُرے کاموں کی ترغیب
اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ۝۹۳ — کیوں دے رہا ہے۔ منزل ۱

یعنی ایمان کا تقاضہ تو یہ ہے کہ الٰہی تعلیم پر عمل کیا جائے پھر یہ کیسا ایمان ہے کہ ہر حکم کی خلاف ورزی کی جارہی ہے۔ ایک طرف ایمان کا دعویٰ اور دوسری طرف گئو سالہ پرستی (جو شرک ہے) ان بے ایمانیوں اور شرارتوں کے باوجود اس زعم میں مبتلا ہیں کہ آخرت کا گھر جنّت انھیں کے لیے ہے۔ان کی اس باطل ذہنیت کی تردید میں حق تعالیٰ نے فرمایا۔

قُلْ اِنْ كَانَتْ لَكُمُ الدَّارُ الْاٰخِرَةُ — (اے نبی ﷺ) ان سے پوچھئے کہ اگر آخرت کا گھر (الجنتہ)
عِنْدَ اللّٰهِ خَالِصَةً مِّنْ دُوْنِ النَّاسِ — اللہ تعالیٰ کے ہاں اگر تمہارے ہی لیے ہے، دوسرے اسکے مستحق نہیں ہیں؟
فَتَمَنَّوُا الْمَوْتَ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ۝۹۴ — تو تم موت کی تمنّا کرو اگر تم اپنے اس عقیدے میں سچے ہو۔
وَلَنْ يَّتَمَنَّوْهُ اَبَدًاۢ بِمَا قَدَّمَتْ اَيْدِيْهِمْ ؕ — واقعہ یہ ہے کہ وہ اپنی بداعمالیوں کے پیشِ نظر ہرگز ہرگز ایسی خواہش نہ کریں گے۔

(آخرت کے گھر کی تیاری کی ہوتی تو فطرتاً گھر جانے کی خواہش ہوتی۔ مذکورہ آیت کریمہ سے ثابت ہے کہ مومن کے قلب میں ہر وقت اپنے اصلی گھر الجنتہ جانے کی آرزو رہتی ہے)

وَاللّٰهُ عَلِيْمٌۢ بِالظّٰلِمِيْنَ ۝۹۵ — اور اللہ تعالیٰ ان ظالموں کے قلبی احوال سے بخوبی واقف ہیں۔

وَلَتَجِدَنَّهُمْ اَحْرَصَ النَّاسِ عَلٰى حَيٰوةٍ ۚ
(اے نبی ﷺ) آپ ان کو اور لوگوں کی نسبت دنیا کی زندگی کا زیادہ حریص پاؤ گے۔

وَمِنَ الَّذِيْنَ اَشْرَكُوْا ۚ يَوَدُّ اَحَدُهُمْ لَوْ يُعَمَّرُ اَلْفَ سَنَةٍ ۚ
اور مشرکین میں سے ان میں کا ہر ایک، ایک ہزار سال جینے کی تمنا رکھتا ہے۔

وَمَا هُوَ بِمُزَحْزِحِهٖ مِنَ الْعَذَابِ اَنْ يُّعَمَّرَ ؕ
اور اتنی لمبی عمر اس کو مل بھی جائے تو وہ اس کو (آخرت کے) عذاب سے بچا نہیں سکتی۔

وَاللّٰهُ بَصِيْرٌۢ بِمَا يَعْمَلُوْنَ ﴿٩٦﴾
جو کام وہ کر رہے ہیں اللہ تعالیٰ انھیں دیکھ رہے ہیں۔ (یہ دنیا سے چمٹے رہنے کی خواہش ان لوگوں کی ہے جن کی زبان پر ایمان تو ہے مگر دل سے وہ الٰہی تعلیم پر عمل کرنا نہیں چاہتے)

تشریحات: اہلِ کتاب سمجھتے تھے کہ نبیٔ آخرالزماں بنی اسحاق میں معبوث ہوں گے۔ ان کے اس گمان کے خلاف نبیٔ محترم ﷺ کی بعثت بنی اسماعیل میں ہوئی جسے بنی اسرائیل برداشت نہ کر سکے اور جہالت کی بناء پر یہ سمجھے کہ جبرائیل امین نے ان سے دھوکا کیا ہے اور اللہ تعالیٰ کا پیام بنی اسحاق کے کسی آدمی کے پاس پہنچانے کے بجائے بنی اسماعیل کے پاس پہنچا دیا ہے۔ اس بناء پر جبرئیل علیہ السلام کو اپنا دشمن سمجھنے لگے جس کی تردید حق تعالیٰ نے فرما دی۔

یہاں یہ امر بھی قابلِ غور ہے کہ اہلِ باطل کی طرف سے جو بھی اعتراض ہوتا رہا، اس کا جواب اللہ تعالیٰ نے نازل فرمایا: رسول اللہ ﷺ کے اختیارِ تمیزی پر نہیں چھوڑا گیا۔ لہٰذا ہر باطل خیال و اعتراض کا جواب قرآن ہی سے ماخوذ ہونا چاہئے۔

قُلْ مَنْ كَانَ عَدُوًّا لِّجِبْرِيْلَ فَاِنَّهٗ نَزَّلَهٗ عَلٰى قَلْبِكَ بِاِذْنِ اللّٰهِ
(اے نبی ﷺ) ان سے کہئے جو جبرئیلؑ سے دشمنی رکھتا ہے اسے آگاہ ہونا چاہئے کہ وہ (جبرئیلؑ) اللہ تعالیٰ ہی کے حکم سے یہ کلام آپ کے قلب پر نازل کیا ہے۔

(فرشتے اللہ تعالیٰ کے احکام کی ذرّہ برابر خلاف ورزی نہیں کرتے۔ جیسا کہ ارشادِ الٰہی ہے۔ عَلَيْهَا مَلٰٓئِكَةٌ غِلَاظٌ شِدَادٌ لَّا يَعْصُوْنَ اللّٰهَ مَآ اَمَرَهُمْ وَيَفْعَلُوْنَ مَا يُؤْمَرُوْنَ (سورۂ تحریم آیت:٦) اس دوزخ کی آگ پر تند خو فرشتے متعین ہیں جو اللہ تعالیٰ کی ذرا بھی نافرمانی نہیں کرتے جو حکم انھیں دیا جاتا ہے، اس کو فوراً ہی بجالاتے ہیں۔

مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ
جو تصدیق کرتی ہے اپنے سے پہلی کتابوں کی (ان کتابوں کی جو ان کے پاس اس وقت صحیح حالت میں نہیں ہیں (توریت انجیل وغیرہ)

وَهُدًى وَّبُشْرٰى لِلْمُؤْمِنِيْنَ ﴿٩٧﴾
(اور تمہاری کتاب ہی کی طرح) اس میں اہلِ ایمان کی رہبری کا سامان

اورمومن کے لیے (آخرت کی) خوشخبری ہے۔

مَنْ كَانَ عَدُوًّا لِّلّٰهِ وَمَلٰٓئِكَتِهٖ وَرُسُلِهٖ وَجِبْرِيْلَ وَمِيْكٰىلَ فَاِنَّ اللّٰهَ عَدُوٌّ لِّلْكٰفِرِيْنَ۝۹۸

جوکوئی اللہ تعالیٰ کا دشمن ہو۔ اوراس کے فرشتوں کا اوراس کے رسولوں کا اور جبرئیل ومیکائیل کا اللہ تعالیٰ بھی ایسے کافروں کے دشمن ہیں۔

وَلَقَدْ اَنْزَلْنَآ اِلَيْكَ اٰيٰتٍۢ بَيِّنٰتٍ ۚ

پیغمبر! واقعہ یہ ہے کہ ہم نے اپنے احکام نہایت ہی وضاحت کے ساتھ بہ شکل وحی آپ کے پاس بھیجے، ہیں۔

وَمَا يَكْفُرُ بِهَآ اِلَّا الْفٰسِقُوْنَ۝۹۹

وہی لوگ اس کے منزل من اللہ ہونے کا انکار کرتے ہیں جو فاسق ہیں اور (جو فرمانبردار بندے بن کر رہنا نہیں چاہتے) کیونکہ اللہ کی کتاب مان لینے کی صورت میں (اطاعت لازم آتی ہے اور وہ اطاعت سے گریز کرتے ہیں) اوران کا تاریخی منظر یہ ہے کہ

اَوَكُلَّمَا عٰهَدُوْا عَهْدًا نَّبَذَهٗ فَرِيْقٌ مِّنْهُمْ ۭ

جب بھی اللہ تعالیٰ سے عہد واقرار کرتے ہیں ایک فریق اس عہد کو نظرانداز کردیتا ہے۔

منزل ۱

بَلْ اَكْثَرُهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ۝۱۰۰

بلکہ ان کی اکثریت ایمان نہیں لاتی۔ چنانچہ ان سے اقرار لیا گیا تھا کہ نبیٔ آخرالزماں پر ایمان لے آئیں۔

وَلَمَّا جَاۗءَھُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ مُصَدِّقٌ لِّمَا مَعَھُمْ

اور جب اللہ تعالیٰ کی طرف سے نبیٔ آخرالزماں ان کے پاس آئے اور وہی تعلیم پیش کی جو ان کی کتابوں میں مرقوم ہے تو

نَبَذَ فَرِيْقٌ مِّنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ ۙ

اہلِ کتاب میں سے ایک فریق نے اللہ تعالیٰ کی کتاب کے ساتھ بے اعتنائی برتی۔

كِتٰبَ اللّٰهِ وَرَاۗءَ ظُهُوْرِھِمْ كَاَنَّھُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ۝۱۰۱ۡ

اللہ تعالیٰ کی کتاب کوانھوں نے پسِ پشت ڈال دیا۔ اس طرح کہ گویا وہ کچھ جانتے ہی نہیں۔

وَاتَّبَعُوْا مَا تَتْلُوا الشَّيٰطِيْنُ عَلٰي مُلْكِ سُلَيْمٰنَ ۚ

اوراُن بے ہودہ مشاغل کے پیچھے پڑ گئے جو سلیمانؑ کے عہدِ سلطنت میں شیاطین پڑھا کرتے تھے۔

(الٰہی تعلیم کو شعارِ زندگی بنالینا جن کے لیے ضروری تھا وہ الٰہی تعلیم چھوڑ کر محض دنیا کمانے کے لئے جادوٹونا جیسے بے ہودہ مشاغل اختیار کیے جس کا پرچار ملک سلیمانؑ میں شیاطین اوراس کے کارندے کیا کرتے تھے اور مشہور کرتے تھے کہ جادو

وغیرہ کی تعلیم حضرت سلیمانؑ نے دی تھی۔اس طرح ان بے ہودہ مشاغل کو انبیائی تعلیم ثابت کرنے کی کوشش کی۔حالانکہ یہ نری شیطانی اور کافرانہ تعلیم تھی)۔

وَمَا كَفَرَ سُلَيْمٰنُ وَلٰكِنَّ الشَّيٰطِيْنَ كَفَرُوْا
اور ایسی کافرانہ تعلیم سلیمانؑ جیسے پیغمبر نہیں دے سکتے تھے۔لیکن کفر کے مرتکب تو شیاطین ہی تھے۔

يُعَلِّمُوْنَ النَّاسَ السِّحْرَ ۚ
جو لوگوں کو جادوگری سکھاتے تھے۔

وَمَآ اُنْزِلَ عَلَى الْمَلَكَيْنِ بِبَابِلَ هَارُوْتَ وَمَارُوْتَ ؕ
اور (وہ پیچھے پڑ گئے اس چیز کے) جو بابل میں ہاروت وماروت نامی دو فرشتوں پر امتحاناً نازل کی گئی تھی۔

وَمَا يُعَلِّمٰنِ مِنْ اَحَدٍ حَتّٰى يَقُوْلَآ اِنَّمَا نَحْنُ فِتْنَةٌ فَلَا تَكْفُرْ ؕ
(خود ان فرشتوں کا یہ حال تھا کہ) اس وقت تک وہ کسی کو بھی تعلیم نہ دیتے جب تک انھیں یہ نہ کہہ دیتے کہ ہمارا وجود ایک آزمائش ہے تم یہ تعلیم حاصل کر کے کافر نہ ہو جانا۔

فَيَتَعَلَّمُوْنَ مِنْهُمَا مَا يُفَرِّقُوْنَ بِهٖ بَيْنَ الْمَرْءِ وَزَوْجِهٖ ؕ
پھر یہ لوگ ان سے وہ چیز سیکھتے تھے جس کے ذریعہ شوہر اور بیوی میں جدائی ڈالی جاتی تھی۔

وَمَا هُمْ بِضَآرِّيْنَ بِهٖ مِنْ اَحَدٍ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ ؕ
واقعہ یہ ہے کہ ان چیزوں کے ذریعہ بھی وہ حکم الٰہی کے بغیر کسی کو نقصان نہیں پہنچا سکتے (لہٰذا ایسے موقعوں پر استعانت کا طریقہ استعاذہ ہے)

وَيَتَعَلَّمُوْنَ مَا يَضُرُّهُمْ وَلَا يَنْفَعُهُمْ ؕ
مگر اس کے باوجود وہ ایسی چیز سیکھتے تھے جو خود ان کے لیے نفع بخش تھی اور نہ نقصان رساں۔

(جادو ٹونا ان کے مشاغل حیات وذریعہ معاش بنے ہوئے تھے۔شریعت میں جادو کی سزا قتل ہے۔)

وَلَقَدْ عَلِمُوْا لَمَنِ اشْتَرٰىهُ مَا لَهٗ فِي الْاٰخِرَةِ مِنْ خَلَاقٍ ۟ؕ
(ان کی دیدہ دلیری کا یہ حال تھا) اور وہ یہ جانتے ہوئے بھی کہ یہ گھاٹے کا سودا ہے اور آخرت میں یکسر محرومی ہے (پھر بھی وہ الٰہی تعلیم کو چھوڑ کر ان ہی باتوں کو سیکھتے رہے۔)

وَلَبِئْسَ مَا شَرَوْا بِهٖٓ اَنْفُسَهُمْ ؕ
اور کیا ہی بُری چیز کے بدلے انھوں نے اپنی زندگی کا سودا کیا۔

لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ ۝۱۰۲
کاش یہ جانتے (سمجھ بوجھ سے کام لیتے)

وَلَوْ اَنَّهُمْ اٰمَنُوْا وَاتَّقَوْا لَمَثُوْبَةٌ مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ خَيْرٌ ؕ
اور اگر وہ ایمان لاتے اور (کفر کے انجامِ بد سے) ڈرتے تو اللہ تعالیٰ کے پاس اس کا بہترین بدل پاتے۔

ع ۱۲ | لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ﴿۱۰۳﴾ کاش کہ یہ ایمان کی حقیقت کو سمجھ پاتے۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَقُوْلُوْا رَاعِنَا وَقُوْلُوا انْظُرْنَا وَاسْمَعُوْا ؕ اے ایمان والو (رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مخاطبت کے وقت) راعنا نہ کہا کرو بلکہ اُنظرنا کہا کرو اور توجہ سے سنو۔

توضیح: ان کی شرارتوں کا یہ حال تھا کہ نبیؑ وقت کے ساتھ ذلّت آمیز طریقہ اختیار کرتے ان کو متوجہ کرنا ہو تو سیدھے سادے لفظوں میں ہماری طرف دیکھئے "اُنظرنا" کہنے کی بجائے لفظ راعنا استعمال کرتے۔ جس کے معنی چرواہے کے بھی ہوتے ہیں تم ان کی روش اختیار نہ کرنا۔ یہ بڑے ہی دھوکہ باز ہیں۔ تمہیں اگر کوئی بات مکرر دریافت کرنی ہو یا نبی کی توجہ اپنی طرف مبذول کروانی ہو تو عام محاورہ کلام کے مطابق ہماری طرف بھی دیکھئے یا "مکرر" فرمائیے کہو۔ اہل کتاب ہوں کہ مشرکین ان کی نفسیات ہی یہ ہیں کہ مسلمانوں کو اپنی چال بازیوں سے فریب دیں اور انھیں رحمتِ الٰہی سے محروم کردیں۔ بہتر تو یہ ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جو کچھ کہتے ہیں غور سے سنا کرو۔ مکرر کہنے کا موقع ہی نہ آنے دو۔

وَلِلْكٰفِرِيْنَ عَذَابٌ اَلِيْمٌ﴿۱۰۴﴾ اور کافروں کے لیے دردناک عذاب ہے۔

(یعنی جو لوگ انکارِ حق کررہے ہیں، وہی نبی کے ساتھ ایسی بے ادبی کرتے ہیں وہ عذابِ الٰہی سے بچ نہیں سکتے)

منزل ۱ | مَا يَوَدُّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ وَلَا الْمُشْرِكِيْنَ اہلِ کتاب اور مشرکین کی دلی تمنا یہی ہے (یعنی وہ چاہتے ہی یہ ہیں کہ)

اَنْ يُّنَزَّلَ عَلَيْكُمْ مِّنْ خَيْرٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ ؕ تمہارے پروردگار کی طرف سے تم پر رحمت خیر وبرکت نازل نہ ہو۔ (ان کے اس طرح برائی چاہنے سے کیا ہوتا ہے)

وَاللّٰهُ يَخْتَصُّ بِرَحْمَتِهٖ مَنْ يَّشَآءُ ؕ اور اللہ تعالیٰ جسے چاہتے ہیں اپنی رحمت خاصہ سے نوازتے ہیں۔ رحمت خاصہ یہ تھی کہ منصب نبوت بنی اسحاق سے بنی اسماعیل میں منتقل کی گئی اور اہل حق اس رحمت خاصہ سے نوازے جاتے رہے۔

وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ﴿۱۰۵﴾ اور (واقعی) اللہ تعالیٰ بڑے ہی فضل فرمانے والے ہیں۔

مَا نَنْسَخْ مِنْ اٰيَةٍ اَوْ نُنْسِهَا (اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں) ہم جس آیت کو منسوخ کردیتے ہیں یا اسے بھلا دیتے ہیں۔

نَاْتِ بِخَيْرٍ مِّنْهَآ اَوْ مِثْلِهَا ؕ اَلَمْ تَعْلَمْ اَنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ﴿۱۰۶﴾ تو اس سے بہتر حکم نازل کرتے ہیں یا اس کے مثل کیا تم نہیں جانتے کہ اللہ تعالیٰ ہر بات پر قادر ہیں۔

توضیح: یہ اشرار مسلمانوں کو یہ بھی باور کراتے ہیں کہ اللہ کا کلام منسوخ نہیں ہوسکتا کیونکہ یہ ایک نقص ہے اور اللہ تعالیٰ تمام نقائص سے پاک ہیں۔ یہ کہنے سے ان کا منشاء یہ تھا کہ قرآن کو کلامِ الٰہی تسلیم نہ کیا جائے کیونکہ اگر قرآن کو کلامِ الٰہی تسلیم کیا جائے تو سابقہ کتب الٰہیہ کا فسخ لازم آتا ہے۔ اہل کتاب کسی طرح یہ تسلیم کرنے تیار نہ تھے کہ ان کی کتاب اب منسوخ ہوچکی ہے۔اس کے جواب میں حق تعالیٰ فرماتے ہیں نسخ موجبِ نقص نہیں، موجبِ کمال ہے۔ایسا کرنا مبنی برحکمت ہوتا ہے۔

(نسخ کا موجبِ حکمت ہونا یوں سمجھئے کہ ایک حکیم ابتداء معدے کی اصلاح کے لیے دوا دیتا ہے جو اصل مرض کی دوا نہیں ہوتی۔اس کے بعد دوا کو منسوخ کرکے ازالۂ مرض کی دوائیں دیتا ہے۔اس طرح حکیم کا نسخ مبنی برحکمت ہوتا ہے۔ ہوسکتا ہے کہ کسی جاہل کے نزدیک موجبِ نقص ہو۔مگر ایک حکیم کے نزدیک یہ عمل حکیمانہ ہوگا حق تعالیٰ بڑی قدرت والے ہیں۔نسخ ان کے صاحبِ قدرت ہونے کی علامت ہے نہ کہ عاجز ہونے کی۔

اَلَمۡ تَعۡلَمۡ اَنَّ اللّٰهَ لَهٗ مُلۡكُ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ ؕ — کیا تم نہیں جانتے کہ زمین وآسمان میں اللہ تعالیٰ کی فرماں روائی ہے۔

وَمَا لَـكُمۡ مِّنۡ دُوۡنِ اللّٰهِ مِنۡ وَّلِىٍّ وَّلَا نَصِيۡرٍ ۝۱۰۷ — اور اللہ تعالیٰ کے سوا نہ تو تمہارا کوئی مددگار ہے اور نہ سرپرست۔

اہل کتاب مسلمانوں کے دلوں میں شکوک پیدا کرکے اپنے پیغمبر سے بے جا سوالات کرنے پر مجبور کردیتے۔اس طرح وہ چاہتے تھے کہ مسلمانوں کو بھی عتابِ الٰہی کا مستحق بنادیں یہ ایک کافرانہ روش تھی۔اس لیے اہلِ کتاب کی اس شرارت پر اہلِ ایمان کو متنبہ کیا جارہا ہے کہ وہ ایسے سوالات نہ کریں۔

اَمۡ تُرِيۡدُوۡنَ اَنۡ تَسۡـَٔلُوۡا رَسُوۡلَـكُمۡ — کیا تم چاہتے ہو کہ اپنے پیغمبر سے اسی طرح کے سوالات کرو جس

كَمَا سُئِلَ مُوۡسٰى مِنۡ قَبۡلُ ؕ — طرح کے سوال اس سے پہلے موسیٰؑ سے کیے گئے تھے۔

وَمَنۡ يَّتَبَدَّلِ الۡكُفۡرَ بِالۡاِيۡمَانِ — جس نے ایمان کے بدلے کفر اختیار کیا (اور جس کی یہ روش ہو)

فَقَدۡ ضَلَّ سَوَآءَ السَّبِيۡلِ ۝۱۰۸ — پس وہ سیدھے راستے سے بھٹک گیا۔

وَدَّ كَثِيۡرٌ مِّنۡ اَهۡلِ الۡكِتٰبِ — (اے مسلمانو) بہت سے اہلِ کتاب چاہتے ہی یہ ہیں۔

(یعنی ان کی نفسیات ہی یہ ہیں کہ)

لَوۡ يَرُدُّوۡنَكُمۡ مِّنۡۢ بَعۡدِ اِيۡمَانِكُمۡ كُفَّارًا — (کسی طرح) تم کو کفر کی طرف پلٹ دیں۔

حَسَدًا مِّنۡ عِنۡدِ اَنۡفُسِهِمۡ — اپنے دلی حسد کی وجہ سے (حسد یہ تھا کہ نبوت جیسا خاص انعام اور

سارے عالم پر بخشی ہوئی فضیلتِ علمی ان سے چھین لی گئی۔اور یہ نعمت عظمیٰ بنی اسماعیلؑ کے نصیب میں آئی۔)

مِّنۢ بَعۡدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُمُ الۡحَقُّ ۚ
ان پر حق ظاہر ہوجانے کے باوجود بھی (یعنی اس حقیقت سے واقف ہوجانے کے بعد بھی کہ یہ قرآن بلاشبہ اللہ تعالیٰ کا نازل کیا ہوا کلام ہے، کفر کی طرف پلٹانے کی کوشش کرتے ہیں)

فَاعۡفُوۡا وَاصۡفَحُوۡا
توتم معاف کرو درگزر کرو یہاں تک کہ خدا اپنا دوسرا حکم بھیجے۔
(اے مسلمانو) اہلِ کتاب کی شرارتوں کے مقابلہ میں عفو و درگزر سے کام لو(انتقام لینے کی فکر میں لگے رہنے کے بجائے احکامِ الٰہی کی پابندی کرو یہی ذخیرۂ آخرت ہے)

حَتّٰى يَاۡتِىَ اللّٰهُ بِاَمۡرِهٖ ؕ
تا آنکہ اللہ تعالیٰ کا حکم آجائے (یعنی معرکۂ حق و باطل جہاد پیش آجائے)

اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَىۡءٍ قَدِيۡرٌ ﴿۱۰۹﴾
بیشک اللہ تعالیٰ ہر شے پر قادر ہیں (انکی شرارت کا ضرور انتقام لیں گے)

وَاَقِيۡمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ ؕ
اور نماز قائم کرو اور زکوٰۃ دیتے رہو۔

وَمَا تُقَدِّمُوۡا لِاَنۡفُسِكُمۡ مِّنۡ خَيۡرٍ تَجِدُوۡهُ عِنۡدَ اللّٰهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ بِمَا تَعۡمَلُوۡنَ بَصِيۡرٌ ﴿۱۱۰﴾
جو بھی بھلائیاں کروگے اپنے لیے ذخیرۂ آخرت کروگے ان کا بدل اللہ تعالیٰ کے پاس پاؤگے، بلاشبہ تم جو کچھ بھی عمل کرتے ہو اللہ تعالیٰ اس کو دیکھ رہے ہیں۔

(اہلِ کتاب یہود و نصاریٰ کے غلط عقائد میں ایک بات یہ بھی شامل تھی)

وَقَالُوۡا لَنۡ يَّدۡخُلَ الۡجَـنَّةَ اِلَّا مَنۡ كَانَ هُوۡدًا اَوۡ نَصٰرٰى ؕ
اور وہ کہتے تھے کہ یہود و نصاریٰ کے سوا کوئی جنّت میں داخل نہیں ہوسکتا۔

تِلۡكَ اَمَانِيُّهُمۡ ؕ
یہ ان کی آرزوئیں ہیں۔

قُلۡ هَاتُوۡا بُرۡهَانَكُمۡ اِنۡ كُنۡتُمۡ صٰدِقِيۡنَ ﴿۱۱۱﴾
(اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم) ان سے کہیے اگر تم اپنے اس دعوے میں سچے، ہوتو تمہیں کوئی علمی دلیل پیش کرنی چاہیے۔
(نجات کا تعلق یہودیت و نصرانیت سے نہیں ہے)

بَلٰى ۚ مَنۡ اَسۡلَمَ وَجۡهَهٗ لِلّٰهِ وَهُوَ مُحۡسِنٌ
بلکہ جو کوئی خود کو اللہ تعالیٰ کے حوالے کردے۔
(یعنی الٰہی تعلیم کے مطابق عامل رہنے کا پختہ ارادہ کرلے) اور وہ نیکوکار

الثلثة

بھی ہو۔

فَلَهٗۤ اَجۡرُهٗ عِنۡدَ رَبِّهٖ ۪ وَلَا خَوۡفٌ عَلَيۡهِمۡ وَلَا هُمۡ يَحۡزَنُوۡنَ ﴿۱۱۲﴾ ع ١٣ ٩ ١٣

تو اس کا صلہ اس کے پروردگار کے پاس ہے اور ایسے لوگوں کو (قیامت کے دن) نہ کسی طرح کا خوف لاحق ہوگا اور نہ رنجیدہ خاطر ہونگے۔

توضیح: عقیدہ وعمل کے بگاڑ کے باوجود کوئی یہ ادعا رکھتا ہے کہ وہ جنّت کا مستحق ہے۔ کلامِ الٰہی میں ایسی ہی غلط آرزوؤں کو ''امانی'' کہا گیا ہے۔ کتاب وسنت سے ہٹے ہوئے غلط اعمال جن کو شیطان نے ان کی نظروں میں اچھا کر دکھایا ہے۔ عبادت کے طور پر بجالانا اور ان سے اچھے نتائج کی امید رکھنا ہی امانی ہے۔

وَقَالَتِ الۡيَهُوۡدُ لَيۡسَتِ النَّصٰرٰى عَلٰى شَىۡءٍ ۪

اور یہودی کہتے ہیں عیسائی ہدایت کی کسی راہ پر قائم نہیں ہیں۔

وَّقَالَتِ النَّصٰرٰى لَيۡسَتِ الۡيَهُوۡدُ عَلٰى شَىۡءٍ ۙ

اور نصاریٰ کہتے ہیں یہودی ہدایت کی کسی راہ پر قائم نہیں ہیں (یعنی گمراہ ہیں۔)

وَّهُمۡ يَتۡلُوۡنَ الۡكِتٰبَ ؕ

حالانکہ وہ دونوں بھی کتاب پڑھتے، ہیں (جس میں قانونِ تعذیب ومغفرت کی تفصیل ہے) اور خود ہی ایک دوسرے کو گمراہ قرار دیتے ہیں۔ کتاب اللہ کو چھوڑ دینے اور جاہلانہ تصورات کو اجزائے دین بنانے کے یہ سب کچھ نتائج ہیں۔ منزل ١

كَذٰلِكَ قَالَ الَّذِيۡنَ لَا يَعۡلَمُوۡنَ مِثۡلَ قَوۡلِهِمۡ ۚ

اسی طرح بالکل انھیں کی سی بات (ان لوگوں نے کہی) جو کچھ نہیں جانتے۔

فَاللّٰهُ يَحۡكُمُ بَيۡنَهُمۡ يَوۡمَ الۡقِيٰمَةِ فِيۡمَا كَانُوۡا فِيۡهِ يَخۡتَلِفُوۡنَ ﴿۱۱۳﴾

لہٰذا قیامت کے دن اللہ تعالیٰ ان کے اس اختلاف کا فیصلہ فرما دیں گے۔ (جس میں وہ جھگڑتے ہیں)

وَمَنۡ اَظۡلَمُ مِمَّنۡ مَّنَعَ مَسٰجِدَ اللّٰهِ اَنۡ يُّذۡكَرَ فِيۡهَا اسۡمُهٗ

اور اس سے بڑھ کر ظالم کون ہوسکتا ہے جو اللہ تعالیٰ کی مسجدوں میں اللہ تعالیٰ کا ذکر کیے جانے سے روکے۔

وَسَعٰى فِىۡ خَرَابِهَا

اور ان کی خرابی کے در پے رہے۔ (یہ دونوں گروہ دینِ الٰہی کے حامل کہلانے کے باوجود آپس کی رقابت میں اللہ تعالیٰ کی مسجدوں کو ویران کرتے اور ان میں عبادت سے لوگوں کو روکتے ہیں)۔

اُولٰٓئِكَ مَا كَانَ لَهُمۡ اَنۡ

ان لوگوں کو داخل نہیں ہونا چاہیے، مگر ڈرتے ہوئے۔

يَّدۡخُلُوۡهَاۤ اِلَّا خَآٮِٕفِيۡنَ ؕ
(مساجد کی بے حرمتی وویرانی انھیں سزاوار نہ تھی) چاہیے تو یہ تھا کہ وہ (ان کے احترام کوملحوظ رکھتے ہوئے) ان میں باادب داخل ہوتے۔

لَهُمۡ فِى الدُّنۡيَا خِزۡىٌ وَّلَهُمۡ فِى الۡاٰخِرَةِ عَذَابٌ عَظِيۡمٌ ﴿۱۱۴﴾
ان ظالموں کے لیے دنیا میں بھی ذلّت وخواری ہے۔ اور ان کے لیے آخرت میں بڑا ہی سخت عذاب ہے۔

توضیح: یہ ایک دوسرے کی مساجد کو اس لیے ویران کرتے کہ ہر گروہ اپنی ہی سمت قبلہ کو بڑی نیکی سمجھتا تھا۔ اس کی تردید میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

وَلِلّٰهِ الۡمَشۡرِقُ وَالۡمَغۡرِبُ ۚ
اور مشرق ومغرب اللہ تعالیٰ ہی کے لیے ہیں یعنی اللہ تعالیٰ ہی کی مقرر کردہ سمتیں ہیں۔

فَاَيۡنَمَا تُوَلُّوۡا فَثَمَّ وَجۡهُ اللّٰهِ ؕ
(اللہ تعالیٰ کے حکم سے) تم جس سمت کو بھی قبلہ بناؤ گے۔ اسی طرف اللہ تعالیٰ کو پاؤ گے (یعنی اللہ تعالیٰ کی رحمت محدود نہیں ہے)
(اس آیت میں **وجه** کے معنی توجہ کے ہیں)

اِنَّ اللّٰهَ وَاسِعٌ عَلِيۡمٌ ﴿۱۱۵﴾
بے شک اللہ تعالیٰ ساری کائنات پر محیط ہیں اور وہ ساری چیزیں جاننے والے ہیں۔

منزل ۱

توضیح: سمتِ قبلہ ہی کے تعلق سے ان کا عقیدہ خراب نہ تھا بلکہ عقیدہ کی بڑی خرابی ان میں یہ بھی ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے لیے اولاد کے بھی قائل ہیں۔

وَقَالُوا اتَّخَذَ اللّٰهُ وَلَدًا ۙ سُبۡحٰنَهٗ ؕ
اور کہتے ہیں اللہ تعالیٰ اولاد رکھتے ہیں (نہیں) اللہ تعالیٰ (ان کے جاہلانہ تصورات سے) پاک ومنزہ ہیں۔

بَلۡ لَّهٗ مَا فِى السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ ؕ
(اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں) بلکہ جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے سب اسی کا ہے۔

كُلٌّ لَّهٗ قٰنِتُوۡنَ ﴿۱۱۶﴾
سب انھیں کے (محتاج اور) تابع فرمان ہیں۔

بَدِيۡعُ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ ؕ
اللہ تعالیٰ ہی (پہلی مرتبہ جب کچھ نہ تھا) زمین وآسمان کے پیدا کرنے والے ہیں۔

وَاِذَا قَضٰٓى اَمۡرًا فَاِنَّمَا يَقُوۡلُ لَهٗ كُنۡ فَيَكُوۡنُ ﴿۱۱۷﴾
اور اللہ تعالیٰ جب کوئی کام کرنا چاہتے ہیں تو حکم فرماتے ہیں۔ ہو جا پس وہ ہو جاتا ہے (اس طرح اللہ تعالیٰ کی کارسازی وکارفرمائی میں کوئی فرد خلق کسی حیثیت سے بھی شریک ودخیل نہیں ہے کیونکہ فرمانروائی کا پورا

نظام ایک لفظ کن سے انجام پا تا ہے۔

وَقَالَ الَّذِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ لَوْ لَا يُكَلِّمُنَا اللّٰهُ اَوْ تَاْتِيْنَآ اٰيَةٌ ؕ

اور جولوگ کچھ نہیں جانتے (یعنی مشرک) وہ کہتے ہیں اللہ تعالیٰ ہم سے کلام کیوں نہیں کرتے ۔ یا ہمارے پاس کوئی خاص نشانی کیوں نہیں آتی (جس کی بناء پر ہم قرآن کو اللہ کا کلام اور محمد ﷺ کو اللہ کا رسول مان لیتے)

توضیح: نظامِ الٰہی تو یہ ہے کہ محقق ایک ہی ہوتا ہے۔اوراس کی تحقیق اس سے استفادہ کرنے والے بہت ہوتے ہیں وحی ہم سب پر کیوں نہیں آتی؟ یہ ایک جاہلانہ سوال ہے۔اس لیے اللہ تعالیٰ ان کے اس جاہلانہ سوال کا جواب نہیں دے رہے ہیں۔ بلکہ ارشادفرماتے ہیں۔

كَذٰلِكَ قَالَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ مِّثْلَ قَوْلِهِمْ ؕ

پہلے کے جاہل لوگ بھی انھیں کی سی باتیں کہا کرتے تھے۔

تَشَابَهَتْ قُلُوْبُهُمْ ؕ قَدْ بَيَّنَّا الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ يُّوْقِنُوْنَ ﴿۱۱۸﴾

ان کے قلوب آپس میں ملتے جلتے ہیں۔یعنی سب کی ذہنیتیں ایک جیسی ہیں۔یقین کرنے والوں کیلئے ہم اپنے احکام واضح طور پر بیان کردیئے ہیں۔ (یقین پیدا کرنے کے لیے کشف وخواب کی ضرورت ہے اور نہ امورِ غیبیہ کو بالعین دیکھنے کی۔مومن کے لیے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہی عین الیقین کی شان رکھتا ہے)

منزل ۱

توضیح: کشف کی حیثیت بھی ایک خواب کی سی ہے خواب کی طرح کشف بھی محتاجِ تعبیر ہوتا ہے۔اہل کشف کے لیے صحیح راہ یہی تھی کہ وہ اپنے مکشوفات کی تعبیر کلام الٰہی کے تحت کرتے۔ بجائے اس کے انھوں نے کلام الٰہی کی تعبیر اپنے کشف کے تحت کردی۔ چنانچہ ''اِلٰھیات'' وحدۃ الوجود، وحدۃ الشہود۔ جبر وقدر۔ جزاء وسزا کے تمام صوفیانہ مسائل اسی لغزش کی پیداوار ہیں اور دنیائے اسلام پر چھائے ہوئے ہیں۔الٰہی ونبوی تعلیم سے کماحقہ، واقف نہ رہنے کا نتیجہ ہیں۔کلام الٰہی کی اس طرح ناقدری ہوتی ہے تو کلام الٰہی سے مرادِ الٰہی کا پانا محال ہوجاتا ہے۔اور بے دینی کی باتیں عقیدہ وعمل بن جاتی ہیں۔

اِنَّآ اَرْسَلْنٰكَ بِالْحَقِّ بَشِيْرًا وَّنَذِيْرًا ۙ

یقیناً ہم نے آپ ﷺ کو دین حق کے ساتھ (ایمان لانے والوں کو) جنّت کی خوش خبری دینے والا (منکرین کو) عذابِ نار سے ڈرانے والا بنا کر بھیجا۔

(اظہارِ حق کے بعد کسی کے ایمان نہ لانے کی ذمہ داری آپ ﷺ پر

نہیں ہے)

وَلَا تُسْـَٔلُ عَنْ اَصْحٰبِ الْجَحِيْمِ ﴿۱۱۹﴾ — اوراب ان کے دوزخ میں جانے کی پوچھ آپ سے نہ ہوگی۔

وَلَنْ تَرْضٰى عَنْكَ الْيَهُوْدُ وَلَا النَّصٰرٰى — اور آپ ﷺ سے نہ تو یہودی راضی ہوں گے اور نہ عیسائی (وہ آپ ﷺ کی مخالفت کرتے رہیں گے مخالفت میں کوئی دقیقہ اٹھا نہ رکھیں گے۔)

حَتّٰى تَتَّبِعَ مِلَّتَهُمْ — تا آنکہ آپ ان کا مذہب اختیار نہ کرلیں۔

توضیح: آج بھی مسلمانوں کے تعلق سے غیراقوام کی یہی نفسیات ہیں اور مسلمان ہیں کہ دین کو چھوڑ کر ان کا ساتھ دے رہے ہیں۔فرقہ واریت کا لفظ گھڑ کر مسلمانوں کو دین سے برگشتہ کیا جارہا ہے اور مسلمان غیر شعوری طور پر اسکا شکار ہورہے ہیں۔

قُلْ اِنَّ هُدَى اللّٰهِ هُوَ الْهُدٰى ؕ — آپ (ﷺ) کہہ دیجئے کہ ہدایت تو وہی ہے جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے نازل ہو۔(یعنی ہدایت کسی کی خاندانی میراث نہیں ہے۔)

وَلَئِنِ اتَّبَعْتَ اَهْوَآءَهُمْ بَعْدَ الَّذِىْ جَآءَكَ مِنَ الْعِلْمِ ۙ — (اے نبی ﷺ) اور اگر آپ کے پاس علم (وحی الٰہی) آجانے کے بعد (اگر آپ ان گمراہوں) ان کی خواہشات پر چلو گے تو

مَا لَكَ مِنَ اللّٰهِ مِنْ وَّلِىٍّ وَّلَا نَصِيْرٍ ﴿۱۲۰﴾ — تو اللہ تعالیٰ کے مقابلے میں نہ آپ ﷺ کا کوئی دوست ہوگا اور نہ کوئی آپ (ﷺ) کو بچائے گا اور نہ کسی طرح کی حمایت کرسکے گا۔

وقف منزل

(یہاں یہ حقیقت منکشف ہوتی ہے دین کا صحیح علم اسلام ہی میں ہے۔اس کے سوا جو کچھ ہے۔باطل و بے اصل ہے۔)

مسلمان بھی علمِ دین سے بے بہرہ رہیں گے تو جاہل ہی رہیں گے اور جہل ہی شرک وغیرہ جیسے شجرِ خبیث کا تخم ہے۔

اَلَّذِيْنَ اٰتَيْنٰهُمُ الْكِتٰبَ يَتْلُوْنَهٗ حَقَّ تِلَاوَتِهٖ ؕ — جن لوگوں کو ہم نے (اس سے پہلے) کتاب دی ہے، ان میں وہ لوگ بھی ہیں جو بلا کسی تلبیس و کتمان کے کماحقہ، اُن کتبِ الٰہیہ کو پڑھتے ہیں (جو نزولِ قرآن کے زمانے تک تحریف و تلبیس سے محفوظ رہ گئی تھیں)

اُولٰٓئِكَ يُؤْمِنُوْنَ بِهٖ ؕ — وہ یہ تسلیم کرتے ہیں کہ قرآن اللہ تعالیٰ ہی کا کلام ہے۔

وَمَنْ يَّكْفُرْ بِهٖ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ ﴿۱۲۱﴾ ع — لہٰذا جو لوگ قرآن کو اللہ تعالیٰ کا کلام نہیں مانتے وہی انتہائی نقصان میں ہیں (ایسا نقصان جس کی تلافی کسی صورت سے ممکن نہیں۔یعنی وہ ہمیشہ ہمیشہ آگ میں جلتے بھنتے رہیں گے۔)

(خصوصی طور پر یہ آیت اہل کتاب سے متعلق ہے۔دیگر اقوام کو بھی اپنی نجات کے لیے قرآن پر ایمان لانا ضروری ہے۔

اورایمان کے ساتھ اتباعِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم بھی لازم وملزوم ہے)

یٰبَنِیْٓ اِسْرَآءِیْلَ اذْكُرُوْا نِعْمَتِیَ الَّتِیْٓ اَنْعَمْتُ عَلَیْكُمْ — اے بنی اسرائیل میرے وہ احسانات یاد کرو جو میں نے تم پر کیے۔

وَاَنِّیْ فَضَّلْتُكُمْ عَلَى الْعٰلَمِیْنَ۝۱۲۲ — اور یہ کہ میں نے (تمہارے خاندان میں نبوت جاری کر کے) تم کو اہلِ عالم پر فضیلت بخشی۔

وَاتَّقُوْا یَوْمًا لَّا تَجْزِیْ نَفْسٌ عَنْ نَّفْسٍ شَیْــًٔا — اور اس دن کے شدائد سے ڈرو جس دن کوئی کسی کی کے کام نہ آئے گا۔

وَّلَا یُقْبَلُ مِنْهَا عَدْلٌ وَّلَا تَنْفَعُهَا شَفَاعَةٌ وَّلَا هُمْ یُنْصَرُوْنَ۝۱۲۳ — اور نہ گناہوں کا کوئی کفارہ قبول کیا جائے گا۔ اور نہ کسی کی سفارش فائدہ دے سکے گی۔ اور نہ انھیں کسی قسم کی مدد مل سکے گی۔

توضیح: اللہ تعالیٰ بار بار بنی اسرائیل کے باطل عقائد کی تردید فرما رہے ہیں۔ کیوں کہ وہ نجات کے باطل عقائد کی بناء پر طغیان وسرکشی میں جری ہو گئے تھے اور ان کے قلوب خوفِ الٰہی سے خالی ہو چکے تھے۔ آج امّت محمدیہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی حالت بھی ان سے کچھ مختلف نہیں ہے۔

وَاِذِ ابْتَلٰٓى اِبْرٰهٖمَ رَبُّهٗ بِكَلِمٰتٍ فَاَتَمَّهُنَّ ؕ — اور (واقعہ بھی قابل ذکر ہے) جب کہ ابراہیمؑ کو ان کے رب نے چند باتوں میں آزمائش کی۔ جس میں وہ پورے اترے۔

قَالَ اِنِّیْ جَاعِلُكَ لِلنَّاسِ اِمَامًا — تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا (اس سلسلے میں) میں تم کو لوگوں کا پیشوا بناؤں گا۔

قَالَ وَمِنْ ذُرِّیَّتِیْ ؕ — (ابراہیمؑ نے) عرض کیا۔ میری اولاد سے بھی یہی وعدہ ہے۔

قَالَ لَا یَنَالُ عَهْدِی الظّٰلِمِیْنَ۝۱۲۴ — (اللہ تعالیٰ نے) ارشاد فرمایا۔ میرا وعدہ ظالمین سے متعلق نہ ہوگا۔

(یعنی انھیں قوموں کو امامت و پیشوائی بخشی جائے گی جو الٰہی و نبوی تعلیم پر عامل ہوں گے۔ اور اس کے خلاف عمل کرنے والے ظالم ہیں۔ اور ظالم اس منصبِ جلیلہ (امامت) سے محروم رہیں گے۔ ظالمین سے مراد وہ لوگ ہیں جنھوں نے الٰہی و نبوی تعلیم کو فراموش کر دیا اور نجات کے متعلق مشرکانہ عقائد اختیار کیے اور بدعات ایجاد کیں۔

وَاِذْ جَعَلْنَا الْبَیْتَ مَثَابَةً لِّلنَّاسِ وَاَمْنًا ؕ — اور (وہ واقعہ بھی یاد رکھنے کے لائق ہے) جب کہ ہم نے کعبۃ اللہ کو لوگوں کا مرجع (عبادت کی جگہ) اور جائے امن قرار دیا۔

وَاتَّخِذُوْا مِنْ مَّقَامِ اِبْرٰهٖمَ مُصَلًّى ؕ — اور تاکید کہ مقامِ ابراہیم کو مصلّٰی قرار دو۔ (جہاں ابراہیمؑ نماز پڑھتے تھے)

منزل ۱

توضیح : تحویل قبلہ کے بارے میں یہودیوں کی شرارت کا بیان آگے آتا ہے اس لئے اللہ تعالیٰ نے اس موقع پر کعبۃ اللہ کی تاریخ بیان کردی۔

وَعَهِدْنَآ اِلٰٓى اِبْرٰهٖمَ وَاِسْمٰعِيْلَ اَنْ طَهِّرَا بَيْتِىَ لِلطَّآئِفِيْنَ وَالْعٰكِفِيْنَ وَالرُّكَّعِ السُّجُوْدِ ﴿۱۲۵﴾

اور ہم نے ابراہیمؑ اور اسماعیلؑ سے عہد لیا اور تاکید کی کہ میرے اس گھر کو طواف کرنے والوں ،رکوع وسجدہ و اعتکاف کرنے والوں کیلئے پاک وصاف رکھو(اس آیت سے مساجد کو پاک وصاف رکھنے کا مسئلہ نکلتا ہے۔شرک کی باطنی گندگی دور کرنے کے ساتھ ساتھ ظاہری صفائی بھی ضروری ہے)

وَاِذْ قَالَ اِبْرٰهٖمُ رَبِّ اجْعَلْ هٰذَا بَلَدًا اٰمِنًا

اور اس وقت جب ابراہیمؑ نے دعا کی تھی کہ اے میرے پروردگار اس شہر کو امن کی جگہ بنا دیجئے۔

وَّارْزُقْ اَهْلَهٗ مِنَ الثَّمَرٰتِ مَنْ اٰمَنَ مِنْهُمْ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ ؕ

اور اس میں بسنے والوں کے لیے جو ایمان باللہ وایمان بالآخرت (الٰہی تعلیم کے مطابق) رکھتے ہیں۔

ان کو کھانے کے لیے میوے عطا کیجئے (یعنی معاش کا بہتر سے بہتر انتظام فرمادیجئے کیونکہ یہ علاقہ غیر ذی ذرع ہے)

اس خصوصی دعا کے جواب میں حق تعالیٰ نے اپنی ربوبیت عامہ کی طرف توجہ دلائی۔

منزل ۱

قَالَ وَمَنْ كَفَرَ فَاُمَتِّعُهٗ قَلِيْلًا

فرمایا جو کوئی احکامِ الٰہی کا انکار کرے گا (نہ ماننے لگا) اسے بھی چندروزہ زندگی میں خوب خوب فائدہ اٹھانے کا موقع دوں گا جو آخرت کے مقابلے میں تھوڑا ہی ہوگا (معاشی نظام تو مومن اور کافر کے لیے عام ہے۔ کافر بھی ہماری معاشی سہولتوں سے اپنی چند روزہ زندگی میں استفادہ کرتے رہیں گے۔)

ثُمَّ اَضْطَرُّهٗٓ اِلٰى عَذَابِ النَّارِ ؕ وَبِئْسَ الْمَصِيْرُ ﴿۱۲۶﴾

پھر اس کو نہایت ہی اضطراری کی حالت میں نارِ جہنم میں پہنچادوں گا اور وہ بہت بری جگہ ہے۔

وَاِذْ يَرْفَعُ اِبْرٰهٖمُ الْقَوَاعِدَ مِنَ الْبَيْتِ وَاِسْمٰعِيْلُ ؕ

اور جس وقت ابراہیمؑ اور اسماعیلؑ اس گھر کی (تعمیر کر رہے تھے یعنی) دیواریں بلند کر رہے تھے۔(اسماعیلؑ دعا کرتے تھے)

رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا ؕ اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ﴿۱۲۷﴾

اے ہمارے رب ہم سے یہ خدمت قبول فرما۔ بے شک آپ تعالیٰ ہی (دعاؤں کے) سننے والے (اور ہماری دلی تمنّاؤں کو) جاننے والے ہیں۔

رَبَّنَا وَاجْعَلْنَا مُسْلِمَيْنِ لَكَ وَمِنْ ذُرِّيَّتِنَآ اُمَّةً مُّسْلِمَةً لَّكَ ۪ وَاَرِنَا مَنَاسِكَنَا وَتُبْ عَلَيْنَا ۚ اِنَّكَ اَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ ﴿۱۲۸﴾

اے ہمارے پروردگار ہم کو اپنا اطاعت گزار بندہ بنا دیجیے نہ صرف ہم کو بلکہ ہماری نسلوں کو بھی ایسی امّت بنائیے جو آپ کی فرمانبردار ہو۔ اور ہم کو اس گھر کی زیارت کے آداب (ومناسک حج) بتا دیجئے اور ہمارے حال پر ہمیشہ توجہ فرماتے رہیے۔ بے شک آپ بڑے ہی معاف کرنے والے اور بڑے ہی مہربان ہیں۔

رَبَّنَا وَابْعَثْ فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِكَ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَيُزَكِّيْهِمْ ؕ اِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ﴿۱۲۹﴾ ۧ

اے پروردگار (ایک اور معروضہ آپ سے یہ بھی ہے کہ) ہماری نسل میں ایک رسول پیدا کیجئے۔ جو انھیں آپ کی آیتیں پڑھ کر سنائے اور انھیں کتاب وحکمت (یعنی کتاب وسنّت) کی تعلیم دے۔ اور ان کا تزکیہ کرے (یعنی ان کی زندگی سنوارے) بے شک حق تعالیٰ بڑے ہی زبردست حکیم و دانا ہیں۔

منزل ۱

۱۵ع۸

(یعنی اللہ تعالیٰ کا ہر حکم محکم اور ہر تجویز نہایت ہی مستحکم حکیمانہ ہے جس میں سر مو کسی قسم کے نقص کو دخل نہیں۔ یہاں دو چیزیں ثابت ہوتی ہیں۔ ایک تو یہ کہ حضرت ابراہیمؑ کی اس دعا کی بناء پر جو رسول آئیں گے وہ مکہ میں آئیں گے اور حضرت ابراہیمؑ کی نسل میں حضرت اسمٰئیلؑ کی اولاد سے ہوں گے۔ ایک حدیث میں آپ نے فرمایا۔ میں اپنے باپ ابراہیمؑ کی دعا ہوں۔ عیسیٰؑ کی بشارت ہوں۔ اپنی والدہ کا خواب ہوں۔

دوسری بات یہ ہے کہ الٰہی و نبوی تعلیم سے نفس کا تزکیہ ہوتا ہے بنی اسرائیل نے ان حقائق کو بھلا دیا ملّتِ ابراہیمی جس کا ذکر مذکورہ آیات میں کیا گیا ہے اس کو بگاڑ لیا۔ اور اس ملّت کی تجدید کے لیے اللہ تعالیٰ نے بنی اسماعیلؑ سے ایک رسول مبعوث فرمایا۔ چاہیے تو یہ تھا کہ وہ سب سے پہلے آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لاتے اس کے برخلاف آپ ہی کے سخت خلاف ہو گئے۔

وَمَنْ يَّرْغَبُ عَنْ مِّلَّةِ اِبْرٰهٖمَ اِلَّا مَنْ سَفِهَ نَفْسَهٗ ؕ

بے وقوف کے سوا ملت ابراہیمؑ سے کون روگردانی کر سکتا ہے؟

توضیح: حضرت عبداللہ بن سلام یہودی تھے۔مسلمان ہو گئے تھے۔توراۃ کے زبردست عالم تھے اپنے دو بھتیجوں سے جن کا نام سلمہ اور مہاجر تھا فرمایا کہ تم اچھی طرح جانتے ہو کہ اللہ تعالیٰ نے توراۃ میں فرمایا ہے کہ ''میں بنی اسماعیل سے ایک نبی پیدا کرنے والا ہوں جن کا نام احمد ہوگا۔جو شخص آپ پر ایمان لائے گا وہ راہِ ہدایت پر ہوگا اور جو انکار کرے گا ملعون ہوگا'' یہ سن کر سلمہ نے اسلام قبول کرلیا اور مہاجر نے انکار کر دیا۔

وَلَقَدِ اصۡطَفَيۡنٰهُ فِى الدُّنۡيَا ۚ وَاِنَّهٗ فِى الۡاٰخِرَةِ لَمِنَ الصّٰلِحِيۡنَ ﴿۱۳۰﴾ اور یقیناً ہم نے انھیں دنیا میں برگزیدہ کیا اور آخرت میں بھی وہ صالحین میں شمار ہوں گے۔حضرت ابراہیمؑ کا یہ حال تھا۔

اِذۡ قَالَ لَهٗ رَبُّهٗۤ اَسۡلِمۡ ۙ جب ان سے ان کے پروردگار نے کہا اسلام لے آؤ یعنی اللہ تعالیٰ کے ہر حکم کے آگے جھک جاؤ (سرِ اطاعت خم کردو) بے چوں وچرا فرمانبرداری اختیار کرو۔

قَالَ اَسۡلَمۡتُ لِرَبِّ الۡعٰلَمِيۡنَ ﴿۱۳۱﴾ تو ابراہیمؑ نے کہا۔میں نے ساری کائنات کے پروردگار کی اطاعت قبول کرلی۔

توضیح: قَالَ اَسۡلَمۡتُ میں ''قال''، ''اِذۡ'' حرفِ شرط کا جواب ہے۔اس لیے جوابِ شرط کے ترجمے میں ''تو'' کا اضافہ کیا گیا۔ منزل ١

وَوَصّٰى بِهَاۤ اِبۡرٰهٖمُ بَنِيۡهِ وَيَعۡقُوۡبُ ؕ اور (نہ صرف یہ کہ وہ ہمارے مخلص وفرمانبردار بندہ تھے بلکہ) انھوں نے اپنی اولاد کو بھی اسی طرح فرمانبردار بنے رہنے کی وصیت کی۔اور حضرت یعقوبؑ نے بھی (حضرت ابراہیمؑ کے طریقے پر ان کے قدم بہ قدم چلنے کی اسی طرح ہدایت کی تھی)

يٰبَنِىَّ اِنَّ اللّٰهَ اصۡطَفٰى لَـكُمُ الدِّيۡنَ اے میرے پیارے عزیز بچّو! اللہ تعالیٰ نے تمہارے لیے اسی دین اسلام کو پسند فرمایا ہے۔

(یعنی اللہ تعالیٰ کو وہی طریقۂ زندگی پسند ہے جو مرضی الٰہی کے مطابق ہو اور اس میں شرک کا شبہ بھی نہ ہو۔یعنی وہ عبادت کسی کے دکھانے، بتانے، نیک نام کہلانے، نمود وشہرت کے لیے نہ ہو۔محض اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کے لیے ہو۔

فَلَا تَمُوۡتُنَّ اِلَّا وَاَنۡتُمۡ مُّسۡلِمُوۡنَ ﴿۱۳۲﴾ لہٰذا تم مرتے دم تک اللہ اور اس کے رسول کی تعلیم پر جمے رہو۔

یعنی زمانے کے حالات کتنے ہی بدل جائیں ماحول تم پر کتنا ہی دباؤ ڈالے۔کیسے ہی مصائب کا سامنا کرنا پڑے مگر تم اللہ تعالیٰ کے احکام وہدایات کے خلاف سرِ موانحراف نہ کرنا ایسے موقعوں پر اگر جان پر بھی آ بنے تو جان جوکھم میں ڈالنا، جان پر

کھیل جانا، جان جانِ آفریں کے حوالے کر دینا ہی کمال ایمان ہے۔ جنّت کی خریداری ہی فوزِ عظیم ہے جیسا کہ سبحانہ وتعالیٰ کا ارشاد ہے: اِنَّ اللّٰهَ اشْتَرٰی مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ اَنْفُسَهُمْ وَاَمْوَالَهُمْ بِاَنَّ لَهُمُ الْجَنَّةَ ؕ یُقَاتِلُوْنَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ فَیَقْتُلُوْنَ وَیُقْتَلُوْنَ ۫ وَعْدًا عَلَیْهِ حَقًّا فِی التَّوْرٰىةِ وَالْاِنْجِیْلِ وَالْقُرْاٰنِ ؕ وَمَنْ اَوْفٰی بِعَهْدِهٖ مِنَ اللّٰهِ فَاسْتَبْشِرُوْا بِبَیْعِكُمُ الَّذِیْ بَایَعْتُمْ بِهٖ ؕ وَذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِیْمُ ﴿۱۱۱﴾ (سورہ توبہ آیت: ۱۱۱)

ترجمہ: یقیناً اللہ تعالیٰ نے مؤمنوں سے ان کی جانیں اوران کے مال جنت کے عوض خرید لیے ہیں۔ یہ اللہ کی راہ میں لڑتے ہیں (اللہ کے دشمنوں کو) مارتے ہیں اور خود مارے بھی جاتے ہیں اس پر اللہ نے ان سے توریت، انجیل، قرآن میں جنت کا وعدہ کر رہا ہے (جو پورا ہو کر رہے گا) اللہ تعالیٰ سے زیادہ وعدہ کا پورا کرنے والا کون ہے؟ تو جو معاملہ تم نے اس سے کیا ہے۔ اس پر خوشیاں مناؤ یہی بڑی کامیابی ہے۔

اَمْ كُنْتُمْ شُهَدَآءَ اِذْ حَضَرَ یَعْقُوْبَ الْمَوْتُ ۙ	اے بنی اسرائیل کیا تم اس وقت موجود تھے جب یعقوب (علیہ السلام) اس دنیا سے رخصت ہو رہے تھے (انھیں فکر تھی تو یہ تھی کہ میرے بعد میری اولاد کہیں دینِ الٰہی سے نہ پھر جائے۔ ایسے نازک وقت میں بھی اپنی اولاد سے ایمان کی تجدید کروالی۔
اِذْ قَالَ لِبَنِیْهِ مَا تَعْبُدُوْنَ مِنْۢ بَعْدِیْ ؕ	اس وقت اپنے بیٹوں سے پوچھا کہ میرے بعد تم کس کی عبادت کروگے۔
قَالُوْا نَعْبُدُ اِلٰهَكَ وَاِلٰهَ اٰبَآئِكَ	سب بچوں نے اقرار کیا ہم اللہ ہی کی عبادت کریں گے جو آپ کے باپ دادا
اِبْرٰهٖمَ وَاِسْمٰعِیْلَ وَاِسْحٰقَ اِلٰهًا وَّاحِدًا ۚۖ وَّنَحْنُ لَهٗ مُسْلِمُوْنَ ﴿۱۳۳﴾	ابراہیمؑ۔ اسماعیلؑ اور اسحاقؑ سب کے الٰہ واحد ہیں۔ اور (آپ اطمینان رکھیئے) ہم (مرتے دم تک) اسی اللہ کے فرمانبردار بندے بنے رہیں گے۔

منزل ۱

توضیح: اللہ تعالیٰ کو الٰہ واحد ماننا، اللہ تعالیٰ ہی کے آگے جھک جانا غیر اللہ سے بے نیاز ہوجانا ہی دین ہے۔ آج اللہ تعالیٰ کو اِلٰہ واحد ماننے کا صرف زبانی ادّعا ہے۔ نحنُ مُسْلِمُوْن سے یکسر بے خبری ہے۔ بنیادی کلمہ لا الٰہ الا اللہ کے مطابق ہر چھوٹی بڑی حاجت اور ہر مشکل حیرانی و پریشانی میں اللہ تعالیٰ ہی سے مدد مانگی جانی چاہیئے اور اللہ تعالیٰ ہی کے معبود و مستعان ہونے کا ہم نے جو اقرار کیا ہے اور جس کا وعدہ ہم پانچ وقت کی نمازوں میں اِیَّاكَ نَعْبُدُ وَاِیَّاكَ نَسْتَعِیْنُ ﴿۴﴾ [۱:۵] کے تحت کرتے ہیں، وہ کس حد تک صحیح تصور کیا جا سکتا ہے۔ جبکہ دیندار کہلانے والی ہماری اکثریت اس اقرار کے خلاف حلِّ مشکلات

دفع مصائب کے لیے غیر اللہ۔ ملائکہ۔ انبیاء علیہم السلام مقربانِ الٰہی۔ بزرگانِ دین، وغیرہم کو مدد کے لیے پکارتی۔ ان کا واسطہ وسیلہ لیتی ان کی نذر و نیاز مانتی ہے۔ اور جن کے لیے قبریں مزاریں آستانہ (استعانت کا ذریعہ) بنی ہوئی ہیں۔ العیاذ باللہ۔ یہ سارے اعمال شرک ہیں۔ جن کا انجام جہنم ہے۔

تِلْكَ اُمَّةٌ قَدْ خَلَتْ ۚ لَهَا مَا كَسَبَتْ — یہ ہیں تمہارے وہ اسلاف جو گزر چکے اُن کو اُن کے اعمال کا بدلہ ملے گا۔

وَلَكُمْ مَّا كَسَبْتُمْ ۚ — اور تم کو تمہارے اعمال کا۔

وَلَا تُسْـَٔلُوْنَ عَمَّا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿۱۳۴﴾ — اور جو عمل وہ کرتے تھے ان کی پرسش تم سے نہیں ہوگی۔

سبق: جو لوگ اپنے ایمان و عمل کے ساتھ اس جہاں سے گزر گئے ان کا مقبولِ حق ہونا تمہارے کام نہ آئے گا۔ اور تم محض اس بناء پر نجات نہ پاؤ گے کہ تمہارے اسلاف مقبول حق تھے۔ اس ارشاد سے نجات کے تمام باطل تصورات کی جڑ کٹ جاتی ہے۔ یہود و نصاریٰ اپنی مسلسل نافرمانیوں کی وجہ گمراہ ہوتے گئے۔ عتاب و غضب الٰہی کے مستحق بنے۔ اس کے باوجود ان کی شرارتیں اس حد تک پہنچ چکی تھی کہ وہ ملتِ ابراہیمی کی حقانیت سے واقف ہوتے ہوئے اور آپ ﷺ پر ایمان نہ لانے سے اپنا ملعون ہونا جانتے ہوئے بھی مسلمانوں کو یہودی یا نصرانی بنا کر رحمتِ الٰہی سے دور کرنے کی فکر میں لگے رہے آج بھی مسلمانوں کے تعلق سے باطل پرست حکمران اقوام کی یہی نفسیات ہیں۔ کہتے ہیں۔ دین کوئی چیز نہیں۔ اس سے فرقہ واریت پیدا ہوتی ہے جس کو کسی طرح برداشت نہیں کیا جاسکتا۔ فرقہ واریت پھیلانے والوں کو سختی سے کچل دیا جائے گا، کیوں کہ اس سے یک جہتی باقی نہیں رہتی وغیرہ۔ خوشنما الفاظ گھڑ کر بے دین بنانے کی سعی لاحاصل کی جاتی ہے۔

دینی برتری انھیں پسند نہیں۔ ان کی دلی تمنا ہے کہ کاش تم بھی ان کی طرح کافر ہوجاتے تا کہ کسی کو کسی پر مذہبی فوقیت باقی نہ رہے۔ وَدُّوْا لَوْ تَكْفُرُوْنَ كَمَا كَفَرُوْا فَتَكُوْنُوْنَ سَوَآءً۔ ترجمہ: وہ چاہتے ہیں کیا ہی اچھا ہوتا کہ تم کافر ہوتے جیسا کہ وہ کافر ہوئے ہیں تا کہ وہ اور تم برابر ہو جاؤ۔

فَلَا تَتَّخِذُوْا مِنْهُمْ اَوْلِيَآءَ (سورہ نساء آیت ۸۹) خبردار ان کو دوست نہ بناؤ۔ ان کی باتوں میں نہ آؤ۔

اِنَّهٗ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ ﴿۶۰﴾ (سورہ یٰسین آیت ۶۰) یہ تمہارے دشمن ہیں۔

(۱) يُرْضُوْنَكُمْ بِاَفْوَاهِهِمْ وَتَاْبٰى قُلُوْبُهُمْ ۚ وَاَكْثَرُهُمْ فٰسِقُوْنَ ﴿۸﴾ (سورہ توبہ ۸) اپنی فریب آمیز باتوں سے تمہیں راضی رکھنے کی کوشش کرتے ہیں اور ان کے دل ان باتوں کو نہیں مانتے اور ان کی اکثریت فاسق ہے (احکامِ الٰہی کی تعمیل کرنا نہیں چاہتی)

۲۔ قَدْ بَدَتِ الْبَغْضَآءُ مِنْ اَفْوَاهِهِمْ ۖ وَمَا تُخْفِيْ صُدُوْرُهُمْ اَكْبَرُ ۚ قَدْ بَيَّنَّا لَكُمُ الْاٰيٰتِ اِنْ كُنْتُمْ

تَعۡقِلُوۡنَ﴿۱۱۸﴾ (سورہ آل عمران:۱۱۸) ترجمہ: بغض ان کے منہ سے ظاہر ہوتا ہے۔ اور جو کچھ وہ اپنے دلوں میں چھپاتے ہیں (تمہاری بربادی کے منصوبے) وہ بہت زیادہ ہیں۔ اس طرح ہم نے تم سے ان کی نفسیات بیان کر دی ہیں۔ تاکہ تم سمجھ بوجھ سے کام لو۔ اس سلسلے میں یہود و نصاریٰ کی نفسیات کا ذکر فرمایا جا رہا ہے۔

وَقَالُوۡا كُوۡنُوۡا هُوۡدًا اَوۡ نَصٰرٰى تَهۡتَدُوۡا ؕ	یہود و نصاریٰ کہتے ہیں (اے مسلمانو) یہود و نصاریٰ ہو جاؤ (اسی صورت میں تم ہدایت یافتہ ہو سکتے ہو)
قُلۡ بَلۡ مِلَّةَ اِبۡرٰهٖمَ حَنِيۡفًا ؕ	(اے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) ان سے کہئے (نہیں ہرگز نہیں) ہم تو ملّت ابراہیمی اختیار کرتے ہیں کہ وہ خدائے واحد ہی کے ہو کر رہے تھے۔
وَمَا كَانَ مِنَ الۡمُشۡرِكِيۡنَ﴿۱۳۵﴾	اور وہ مشرکین میں سے نہیں تھے۔ (لہٰذا ہدایت تو ملّتِ ابراہیمی میں ہے جس کے ہم پیرو ہیں)
قُوۡلُوۡٓا اٰمَنَّا بِاللّٰهِ	ان کو بھی سنا دیجئے کہ ہم اللہ ہی پر ایمان لائے۔ (اللہ تعالیٰ ہی کو اِلٰہ واحد معبود و مستعان مانا)
وَمَآ اُنۡزِلَ اِلَيۡنَا وَمَآ اُنۡزِلَ اِلٰٓى اِبۡرٰهٖمَ وَاِسۡمٰعِيۡلَ وَاِسۡحٰقَ وَيَعۡقُوۡبَ وَالۡاَسۡبَاطِ	اور ہم پر جو کتاب نازل ہوئی اور وہ کتابیں جو (تمام سابقہ انبیا علیہم السلام) ابراہیمؑ اور اسماعیلؑ اور اسحاقؑ اور یعقوبؑ اور ان کی اولاد پر نازل ہوئیں
وَمَآ اُوۡتِىَ مُوۡسٰى وَعِيۡسٰى وَمَآ اُوۡتِىَ النَّبِيُّوۡنَ مِنۡ رَّبِّهِمۡ ۚ	اور جو کتابیں موسیٰؑ اور عیسیٰؑ کو عطا ہوئیں وہ پیغمبروں کو ان کے پروردگار کی طرف سے ملیں ان سب پر ایمان لائے۔
لَا نُفَرِّقُ بَيۡنَ اَحَدٍ مِّنۡهُمۡ ۖ	ہم ان پیغمبروں میں سے کسی ایک میں بھی فرق نہیں کرتے (کیونکہ ان سب کے پاس ایک ہی تعلیم تھی جن کے بعد ان کی اُمتوں نے اسے بگاڑ لیا)
وَنَحۡنُ لَهٗ مُسۡلِمُوۡنَ﴿۱۳۶﴾	اور ہم تو مسلمان ہیں (ہم نے اللہ تعالیٰ کی اطاعت قبول کر لی)
فَاِنۡ اٰمَنُوۡا بِمِثۡلِ مَآ اٰمَنۡتُمۡ بِهٖ فَقَدِ اهۡتَدَوْا ۚ	لہٰذا اے ایمان والو جس طرح تم ایمان رکھتے ہو اسی طرح وہ بھی ایمان لائیں تو ضرور ہدایت پائیں گے۔

(یعنی وہ اس وقت مومن ہو سکتے ہیں جب کہ تمہاری طرح تمام انبیاء علیہم السلام اور سب کتبِ الٰہیہ کے حق ہونے پر ایمان

لائیں۔اوراس کتاب قرآنِ مجید اور محمد ﷺ کی اتباع کو اپنے پر لازم کر لیں)

وَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنَّمَا هُمْ فِيْ شِقَاقٍ ۚ اوراگروہ اس سے روگردانی کریں تو تعجب ہی کیا ہے وہ تمہاری مخالف راہ پر ہی ہوں گے۔

فَسَيَكْفِيْكَهُمُ اللّٰهُ ۚ لہٰذا اللہ تعالیٰ آپؐ کے لیے کافی ہیں۔

(اگروہ آپ ﷺ کو نقصان پہنچانے کے لیے کوئی محاذ بھی قائم کر رہے ہیں تو اُن کی شرارتوں سے اللہ تعالیٰ تمہیں محفوظ رکھیں گے)

وَهُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ﴿١٣٧﴾ اور وہ تو ہر بات کو سنتے اور تمام احوال کو جانتے ہیں۔

صِبْغَةَ اللّٰهِ ۚ وَمَنْ اَحْسَنُ مِنَ اللّٰهِ صِبْغَةً اللہ کا رنگ اور اللہ کے (چڑھائے ہوئے) رنگ سے بہتر کس کا رنگ ہوسکتا ہے۔

(یعنی ایسی فطری تعلیم خالقِ فطرت کے سوا کون دے سکتا ہے جس کو اختیار کرنے سے انسان دنیا وآخرت کی پاکیزہ اور عیش ونشاط کی دوامی زندگی کا مستحق قرار پاتا ہے۔

منزل ۱

توضیح: لغت کے اعتبار سے صبغۃ اللہ کے معنی دین کو اپنے پر لازم کر لینے کے ہیں۔یعنی تعلیماتِ الٰہی کے مطابق اپنے کو ڈھال لینا۔شعور بندگی کو بیدار رکھنا،سراپا بندۂ حق بنا رہنا ہی اللہ کے رنگ میں رنگ جانا ہے۔

وَّنَحْنُ لَهٗ عٰبِدُوْنَ ﴿١٣٨﴾ اور ہم تو اسی کی بندگی کرنے والے ہیں۔(اُسی کے تابع فرمان ہیں)

توضیح: وَّنَحْنُ لَهٗ عٰبِدُوْنَ سے صِبْغَةَ اللّٰهِ ۚ کی تشریح ہوتی ہے کہ ہم اسی رنگ میں رنگے ہوئے ہیں یہ تعلیم رنگ کی طرح ہمارے رگ وریشے میں سرایت کر گئی ہے۔اگر زندگی بے بندگی ہے۔شرک وطغیان سے آلودہ ہے آخرت سے غافل رکھنے والی ہے تو بمصداق آیتِ کریمہ بَلِ ادّٰرَكَ عِلْمُهُمْ فِي الْاٰخِرَةِ آخرت کے تعلق سے ان کا علم نَسِياً مَّنْسِيا ہو چکا ہے۔یعنی آخرت کی زندگی ایک بھولی بسری سی بات ہو چکی ہے۔ بَلْ هُمْ فِيْ شَكٍّ مِّنْهَا بلکہ آخرت کی زندگی کے واقع ہونے میں انھیں شک ہے۔بَلْ هُمْ مِّنْهَا عَمُوْنَ (سورۂ نحل آیت ٦٦) بلکہ وہ آخرت سے اندھے بنے ہوئے ہیں۔

قُلْ اَتُحَآجُّوْنَنَا فِي اللّٰهِ وَهُوَ رَبُّنَا وَرَبُّكُمْ ۚ (اے پیغمبر ﷺ) ان سے کہئے کیا تم ہم سے اللہ تعالیٰ کے بارے میں جھگڑتے ہو؟ (حالانکہ) وہی ہمارا اور تمہارا رب ہے۔مگر تم اللہ تعالیٰ کو اِلٰہ واحد (معبود ومستعان کارساز حاجت روا) نہیں مانتے۔

وَلَنَآ اَعۡمَالُنَا وَلَكُمۡ اَعۡمَالُكُمۡ ۚ لہٰذا ہمارے اعمال ہمارے لیے یعنی ہمارے اعمال کا اجر ہم پائیں گے اور تمہارے اعمال کا بدل تم پاؤ گے۔ (مگر یہ سن لو)

وَنَحۡنُ لَهٗ مُخۡلِصُوۡنَ ۝۱۳۹ اور ہم تو خالص اسی کے ہیں۔

(ایسی عبادت جس میں شرک کا شائبہ تک نہ ہو۔ یعنی ہم تمہاری طرح انبیاء علیہم السلام اور صالحین اُمت کو اللہ تعالیٰ کی کارسازی وکارفرمائی میں شریک ودخیل نہیں سمجھتے۔ ہمارے پاس اس تصور کا شائبہ بھی نہیں کہ اللہ تعالیٰ اپنے مقرب بندوں کی رائے ومشورے وسفارش سے فرمانروائی اور کارسازی فرمارہے ہیں ''نَحۡنُ لَهٗ مُخۡلِصُوۡنَ'' ہم اللہ تعالیٰ کی خالص ''عبادت'' کرنے والے ہیں۔ عبادت میں اخلاص یہ ہے کہ ''عبادت'' ریا اور دنیا طلبی سے پاک ہو اور عقیدہ وایمان باللہ میں اخلاص یہ کہ عقیدہ وایمان شرک سے پاک ہو۔

اَمۡ تَقُوۡلُوۡنَ اِنَّ اِبۡرٰهٖمَ وَاِسۡمٰعِيۡلَ وَاِسۡحٰقَ وَيَعۡقُوۡبَ وَالۡاَسۡبَاطَ كَانُوۡا هُوۡدًا اَوۡ نَصٰرٰى ؕ یا (ان سے پوچھئے) کیا تم ایسی غلط بات کہتے ہو کہ حضرت ابراہیمؑ اور حضرت اسماعیلؑ اور حضرت اسحاقؑ حضرت یعقوبؑ اور ان کی اولاد یہود یا نصاریٰ تھی۔

قُلۡ ءَاَنۡتُمۡ اَعۡلَمُ اَمِ اللّٰهُ ؕ ان سے کہہ دیجئے کیا تم حقیقتِ حال سے زیادہ واقف ہو یا اللہ۔

وَمَنۡ اَظۡلَمُ مِمَّنۡ كَتَمَ شَهَادَةً عِنۡدَهٗ مِنَ اللّٰهِ ؕ اور اس سے بڑھ کر ظالم کون ہوسکتا ہے جو اللہ تعالیٰ کی بتلائی ہوئی حقیقتوں سے واقف ہوکر دین کو چھپائے۔

وَمَا اللّٰهُ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعۡمَلُوۡنَ ۝۱۴۰ اور (یادرکھو) اللہ تعالیٰ تمہارے اعمال سے بے خبر نہیں ہیں۔

تِلۡكَ اُمَّةٌ قَدۡ خَلَتۡ ۚ لَهَا مَا كَسَبَتۡ (پھر اچھی طرح سن لو) تمہارے اسلاف گزر گئے (جو صالحین میں سے تھے) اپنے اعمال کی وہ جزاء پائیں گے۔

(ان کے اعمال سے تم کو کوئی فائدہ نہ ہوگا)

وَلَكُمۡ مَّا كَسَبۡتُمۡ ۚ اور تمہارے عقیدہ وعمل کی جزاء تم کو ملے گی۔

وَلَا تُسۡـَٔلُوۡنَ عَمَّا كَانُوۡا يَعۡمَلُوۡنَ ۝۱۴۱ اور وہ جو عمل کرتے تھے اس کی پرسش تم سے نہ ہوگی۔

(تم سے تمہارے اعمال کی پرسش ہوگی۔ تمہارے اعمال (عمل) ہی کے لحاظ سے تمہاری آخرت کا فیصلہ ہوگا۔ تم محض اس وجہ سے بخشے نہ جاؤ گے کہ تم اللہ تعالیٰ کے مقبول بندوں کی اولاد ہو یا ان سے نسبت رکھتے ہو)۔

منزل ۱

ع ۱۶

سَيَقُوْلُ السُّفَهَآءُ مِنَ النَّاسِ — بے وقوف لوگ (یہود اور انھیں کی طرح ان کے ہم عقیدہ غیر یہود تحویلِ قبلہ کے بارے میں) یہ بات ضرور کہیں گے۔

مَا وَلّٰىهُمْ عَنْ قِبْلَتِهِمُ الَّتِيْ كَانُوْا عَلَيْهَا ؕ — کہ کس چیز نے ان (مسلمانوں) کو اس قبلہ بیت المقدس سے پھیر دیا جس کی طرف (رخ کر کے یہ نماز پڑھتے) تھے۔

قُلْ لِّلّٰهِ الْمَشْرِقُ وَالْمَغْرِبُ ؕ — کہہ دیجیے مشرق، ہو یا مغرب اللہ تعالیٰ ہی کی ملک ہے (اللہ تعالیٰ کو اختیار ہے کہ جس سمت کو چاہیں فضیلت بخشیں کسی کو اعتراض کا حق نہیں)

يَهْدِيْ مَنْ يَّشَآءُ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ﴿۱۴۲﴾ — اللہ تعالیٰ جس کو چاہتے ہیں، سیدھی راہ دکھاتے ہیں۔

(یعنی اصلی قبلہ کی طرف رہنمائی کرتے ہیں۔ کعبۃ اللہ ہی اصل قبلۂ ابراہیمی ہے۔ اس کا مادّی ثبوت یہ ہے کہ حضرت ابراہیمؑ جہاں نماز پڑھتے تھے وہ مقام اب تک محفوظ ہے۔ مُصلیٰ ابراہیمی جس کا نام ہے اور جس کا رخ کعبۃ اللہ کی طرف ہے)

وَكَذٰلِكَ جَعَلْنٰكُمْ اُمَّةً وَّسَطًا لِّتَكُوْنُوْا شُهَدَآءَ عَلَى النَّاسِ — اور اسی طرح ہم نے تم کو اعتدال پسند اُمّت بنایا تا کہ تم لوگوں کے مقابلے میں گواہ رہو (یعنی موجودہ اور آنے والی نسلِ انسانی کیلئے رہنما بن سکو۔ اور اپنے علم وعمل سے ثابت کردو کہ مسلمان کیسے ہوتے ہیں؟)

وَيَكُوْنَ الرَّسُوْلُ عَلَيْكُمْ شَهِيْدًا ؕ — اور رسول تم پر گواہ بنیں (کہ آپؐ نے اللہ تعالیٰ کی تعلیم علماً وعملاً تم تک پہنچادی ہے۔ اس طرح اپنے فرائضِ نبوت کے کماحقہ، انجام دینے کی شہادت دیں گے)

توضیح : اُمّتِ وسط اُمّت معتدل وہ ہے جس میں افراط وتفریط نہ ہو۔ عیسائیوں نے اِفراط اختیار کی۔ حضرت عیسیٰؑ کو اللہ تعالیٰ کا بیٹا قرار دیا اور یہودیوں نے تفریط کی۔ حضرت عیسیٰؑ کی نبوت ہی کا انکار کر بیٹھے۔ امّتِ معتدل نے انھیں بڑھایا نہ گھٹایا بلکہ انھیں انکے درجے پر رکھا۔ ''تمام امتوں میں تم بہترین اُمّت ہو'' کے خطاب سے شرف یاب فرماتے ہوئے اس اعزاز کی وجہ بھی بتائی کہ تم قوموں کی ہدایت کے لیے پیدا کیے گئے ہو۔ کیوں کہ قیامت تک کوئی نبی نہیں آئیں گے۔ تم ہی کو آخرالزماں کی لائی ہوئی تعلیم دوسروں تک پہنچانی ہے۔ تم نیکیوں کا حکم دیتے ہو۔ اور برائیوں سے روکتے ہو۔ اللہ تعالیٰ کے اِلٰہ واحد ہونے کا یقین رکھتے ہو۔ اللہ تعالیٰ ہی سے جڑے رہنے کی لوگوں کو دعوت دیتے ہو۔ لیکن آج مسلمان، اسلام کے دینِ حق ہونے کی شہادت دینے کے بجائے اہلِ باطل کی پیروی میں لگے ہوئے ہیں۔ اور اسلام کی غلط شہادت دے رہے، ہیں اور بعض تو ان میں اس طرح گھل مل گئے ہیں کہ شناخت بھی مشکل سے ہوتی ہے اور فخر ہے کہ انھیں کوئی مسلمان نہیں سمجھتا۔ اللہ

تعالیٰ ایسے لوگوں کو وَمَآ اُولٰٓئِكَ بِالْمُؤْمِنِيْنَ﴿۴۷﴾ فرماتے ہیں۔ دراصل یہ مومن ہی نہیں ہیں۔

وَمَا جَعَلْنَا الْقِبْلَةَ الَّتِيْ كُنْتَ عَلَيْهَآ اِلَّا لِنَعْلَمَ مَنْ يَّتَّبِعُ الرَّسُوْلَ
اور جس سمت قبلہ پر آپ پہلے تھے اس کو ہم نے اس لیے مقرر کیا تھا کہ دیکھیں (یہود و غیر یہود میں سے) کون رسول ﷺ کا ساتھ دیتا ہے۔

مِمَّنْ يَّنْقَلِبُ عَلٰى عَقِبَيْهِ ط
اور کون پیچھے ہٹ جاتا ہے (یعنی کعبۃ اللہ کو قبلہ قرار دیئے جانے پر کون مرتد ہو جاتا ہے)
(یوں تو اصل شریعت محمدیہ ﷺ میں کعبۃ اللہ ہی کو قبلہ تجویز کر رکھا تھا۔ تبدیلِ قبلہ سے امتحان مقصود تھا کہ مرتد کیلئے کوئی عذر باقی نہ رہے)

وَاِنْ كَانَتْ لَكَبِيْرَةً اِلَّا عَلَى الَّذِيْنَ هَدَى اللّٰهُ ط
اور قبلہ کی تبدیلی کا حکم بڑا ہی گراں بار ہے۔ مگر ان لوگوں پر کچھ بھی مشکل نہیں جنھیں اللہ تعالیٰ نے ہدایت بخشی۔

وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُضِيْعَ اِيْمَانَكُمْ ط
اور اللہ تعالیٰ ایسے نہیں ہیں کہ تمہارے ایمان کو ضائع کریں۔
(کیا وہ نمازیں جو بیت المقدس کی طرف منہ کر کے پڑھی گئی تھیں، ضائع ہو گئیں، اس وسوسے کو مذکورہ آیت میں دور فرمایا گیا۔)

منزل ١

اِنَّ اللّٰهَ بِالنَّاسِ لَرَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ﴿۱۴۳﴾
بے شک اللہ تعالیٰ لوگوں پر بڑے ہی شفیق و رحیم ہیں، کسی کے ایمان کو بلاوجہ ضائع نہیں کرتے۔

قَدْ نَرٰى تَقَلُّبَ وَجْهِكَ فِى السَّمَآءِ ج
ہم آپؐ کے چہرہ کا بار بار آسمان کی طرف اٹھنا دیکھ رہے ہیں۔

فَلَنُوَلِّيَنَّكَ قِبْلَةً تَرْضٰىهَا ص
پھر ہم آپ کو اسی قبلہ کی طرف منہ کرنے کا حکم دیں گے۔
جسے آپ پسند کرتے ہیں (آپ کی بھی دلی تمنا تھی کہ اصل قبلہ ابراہیمؑ کو قبلہ قرار دیا جائے)

فَوَلِّ وَجْهَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ ط
لہٰذا آپ (نماز میں) اپنا رخ مسجد حرام کی طرف کیجئے۔

وَحَيْثُ مَا كُنْتُمْ فَوَلُّوْا وُجُوْهَكُمْ شَطْرَهٗ ط
اور اے مسلمانو! تم جہاں کہیں بھی ہوں (نماز میں) اپنے چہروں کو اسی (مسجد حرام) کی طرف کرلو۔
(چاہے تم بیت المقدس ہی میں کیوں نہ ہوں)

وَاِنَّ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ لَيَعْلَمُوْنَ اَنَّهُ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّهِمْ ؕ وَمَا اللّٰهُ بِغَافِلٍ عَمَّا يَعْمَلُوْنَ ﴿١٤٤﴾

اور وہ لوگ جنھیں کتاب دی گئی ہے قطعی طور پر جانتے ہیں کہ ان کے رب کی طرف سے (آیا ہوا) یہ حکم حق ہے اور جو کچھ وہ کر رہے ہیں، اللہ تعالیٰ اس سے غافل نہیں ہیں۔

توضیح: حضرت محمد ﷺ نے ظہر کی دو رکعت نماز پڑھی تھی کہ یہ ہدایت نازل ہوئی۔ اُسی وقت آپ نماز ہی کے اندر کعبۃ اللہ کی طرف پھر گئے اور بقیہ دو رکعتیں پڑھیں اس مسجد کو قبلتین یعنی دو قبلہ والی مسجد کہتے ہیں جو مدینہ میں واقع ہے۔

وَلَئِنْ اَتَيْتَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ بِكُلِّ اٰيَةٍ مَّا تَبِعُوْا قِبْلَتَكَ ۚ

آپؐ ان اہلِ کتاب کے سامنے چاہے کتنے ہی دلائل پیش کریں وہ آپؐ کے قبلہ کو قبول نہیں کریں گے۔

وَمَآ اَنْتَ بِتَابِعٍ قِبْلَتَهُمْ ۚ

اور نہ آپؐ ان کے قبلہ کی طرف رُخ کر سکتے ہیں۔
(کیونکہ وہ اب منشاء الٰہی کے خلاف ہے)

وَمَا بَعْضُهُمْ بِتَابِعٍ قِبْلَةَ بَعْضٍ ؕ

اور نہ ان کا کوئی فریق دوسرے فریق کے قبلہ کو قبول کرتا ہے۔

توضیح: اہل باطل اپنے باطل عقیدہ پر اس قدر جمے رہتے ہیں تو اہلِ حق کو اس سے زیادہ جمے رہنا چاہیئے۔ اہلِ باطل لاکھ مخالفت کریں اور تحویلِ قبلہ کے حکم کو غیر واجبی کہنے کی کتنی کوشش کریں، آپ کو اُن کی خواہشات کی اتباع نہ کرنی چاہیئے۔ چنانچہ ارشاد ہے۔

منزل ١

وَلَئِنِ اتَّبَعْتَ اَهْوَآءَهُمْ مِّنْۢ بَعْدِ مَا جَآءَكَ مِنَ الْعِلْمِ ۙ

علم حق آ جانے کے بعد اگر آپؐ ان کی (بے جا) خواہشات کی اتباع کریں گے تو۔

اِنَّكَ اِذًا لَّمِنَ الظّٰلِمِيْنَ ﴿١٤٥﴾

یقیناً اس وقت آپ ظالموں میں سے ہونگے۔

وقف لازم

توضیح: علم حق کے خلاف جو بھی عقیدہ و عمل ہوگا وہ ''اَهْوَا'' یعنی خواہشات کی پیروی کہلائے گا۔ علم حق کی موجودگی میں ''اَهْوَا'' کی اتباع گویا دین حق سے برگشتہ ہونا ہے۔

اَلَّذِيْنَ اٰتَيْنٰهُمُ الْكِتٰبَ يَعْرِفُوْنَهٗ

جن لوگوں کو ہم نے کتاب دی ہے، وہ ان پیغمبر آخر الزماں کو (توریت وانجیل کی بشارتوں کی بنا پر) اس طرح پہچانتے ہیں۔

كَمَا يَعْرِفُوْنَ اَبْنَآءَهُمْ ؕ

جس طرح وہ اپنے بیٹوں کو (ان کی صورت سے) پہچانتے ہیں۔

وَاِنَّ فَرِيْقًا مِّنْهُمْ لَيَكْتُمُوْنَ الْحَقَّ وَهُمْ يَعْلَمُوْنَ ﴿١٤٦﴾

اور بعض ان میں سے (تحویل قبلہ کا) حق ہونا جاننے کے باوجود دانستہ حق بات کو چھپاتے ہیں۔

وقف منزل ١٣

اَلْحَقُّ مِنْ رَّبِّكَ فَلَا تَكُوْنَنَّ مِنَ الْمُمْتَرِيْنَ﴿۱۴۷﴾	یہ (تبدیل شدہ قبلہ) آپ ہی کے رب کا مقرر کیا ہوا ہے (یعنی کعبۃ اللہ ہی اصلی قبلۂ ابراہیمی ہے) لہٰذا (اللہ تعالیٰ کی طرف سے امر واقعی ثابت ہونے کے بعد اہلِ کتاب کی شدید مخالفت کو دیکھ کر) آپ ہر گز شک کرنے والوں میں نہ ہو جائیں۔
وَلِكُلٍّ وِّجْهَةٌ هُوَ مُوَلِّيْهَا فَاسْتَبِقُوا الْخَيْرٰتِ ؕ	اور ہر امت کے لیے (عبادت کی) ایک سمت مقرر ہے وہ اس کی طرف رُخ کرتے ہیں (آخری امت کے لیے جو دینِ ابراہیمی سے مناسبت رکھتی ہے قبلۂ ابراہیمی تجویز کیا گیا) لہٰذا تم نیکوں میں سبقت کرو۔
اَيْنَ مَا تَكُوْنُوْا يَاْتِ بِكُمُ اللّٰهُ جَمِيْعًا ؕ	تم جہاں کہیں رہو گے اللہ تعالیٰ تم سب کو (محاسبۂ اعمال کے لیے) لے آئیں گے۔
اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ﴿۱۴۸﴾	بیشک اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے (کوئی شے قدرتِ الٰہی سے باہر نہیں)
وَمِنْ حَيْثُ خَرَجْتَ فَوَلِّ وَجْهَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ ؕ	اور (مکرر حکم دیا جاتا ہے کہ) آپ جہاں کہیں ہوں (سفر یا حضر میں بحالتِ نماز) اپنا چہرہ مسجد حرام کی طرف کر لیا کیجئے۔
وَاِنَّهٗ لَلْحَقُّ مِنْ رَّبِّكَ ؕ وَمَا اللّٰهُ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ﴿۱۴۹﴾	اور وہ بلا شبہ آپ کے پروردگار کی طرف سے حق ہے اور اللہ تعالیٰ تمہارے اعمال سے بے خبر نہیں ہیں۔
وَمِنْ حَيْثُ خَرَجْتَ فَوَلِّ وَجْهَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ ؕ	اور (پھر تاکید کی جاتی ہے کہ) آپ جہاں کہیں ہوں، (بوقتِ نماز) اپنا رخ مسجد حرام کی طرف کیجئے۔
وَحَيْثُ مَا كُنْتُمْ فَوَلُّوْا وُجُوْهَكُمْ شَطْرَهٗ ۙ	اور (اے مسلمانو) تم جہاں کہیں ہوں اسی مسجد حرام کی طرف اپنا رخ کیا کرو۔
لِئَلَّا يَكُوْنَ لِلنَّاسِ عَلَيْكُمْ حُجَّةٌ ۙ	(یہ تاکید اس لیے کی گئی ہے) تاکہ لوگوں کو تم پر کسی طرح کی حجّت کا موقع نہ ملے (وہ تمہیں الزام نہ دے سکیں یعنی تمہارا یہ عمل حق سے انحراف کرنے والوں پر حجت، ہو جائے۔ اور انکی مخالفت تم پر حجت نہ ہو)
اِلَّا الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا مِنْهُمْ	مگر ان میں جو ظالم (و ناانصاف) ہیں وہ الزام دیتے ہی رہیں گے۔

توضیح: یہود مسلمانوں کو الزام دیتے کہ ہمارے دین کو نہیں مانتے مگر ہمارے قبلہ کی طرف نماز پڑھتے ہیں۔ اور مشرک یہ الزام دیتے کہ دعویٰ تو ابراہیمؑ کے دین پر چلنے کا ہے لیکن ان کے قبلہ کی طرف نماز نہیں پڑھتے۔ خانۂ کعبہ کے قبلہ مقرر کیے

جانے سے ان کے یہ اعتراضات رفع ہو گئے۔

فَلَا تَخْشَوْهُمْ وَاخْشَوْنِيْ ۚ لہٰذا ان کی مخالفت سے مت ڈرو اور مجھ سے ہی ڈرتے رہو (یعنی میرے حکم کی تعمیل کرو)

وَلِاُتِمَّ نِعْمَتِيْ عَلَيْكُمْ وَلَعَلَّكُمْ تَهْتَدُوْنَ ۟ۙ اور یہ بھی مقصود تھا کہ تم پر اپنی رحمت (نعمتِ دین) کی تکمیل کردوں (یعنی نعمت دین کا اتمام ہو جائے۔)

جیسا کہ ارشاد ہے۔ اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَرَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا ؕ (مائدہ)

ترجمہ: آج ہم نے تمہارے لیے تمہارا دین مکمل کر دیا اور اپنی نعمتیں تم پر پوری کر دیں۔ اور تمہارے لیے دین اسلام پسند کیا اور (یہ مقصود ہے کہ تم پر ہدایت کی راہیں پوری طرح واضح ہو جائیں) تم راہ راست پر چلنے لگو۔

كَمَآ اَرْسَلْنَا فِيْكُمْ رَسُوْلًا مِّنْكُمْ (یہ تم پر ہمارا ایسا ہی احسان ہے) جیسا کہ ہم نے تمہیں میں سے رسول بھیجا۔

يَتْلُوْا عَلَيْكُمْ اٰيٰتِنَا وَيُزَكِّيْكُمْ جو تم کو ہماری آیات پڑھ کر سناتے ہیں اور تمہارا تزکیہ کرتے ہیں۔ (یعنی تمہارے غلط عقائد کی اصلاح کرتے ہیں گناہوں سے پاک کرتے ہیں۔ احکام الٰہی پر عمل کرنے کا طریقہ بتاتے ہیں)

وَيُعَلِّمُكُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ اور تم کو کتاب وحکمت کی تعلیم دیتے ہیں۔ عقل و دانائی سکھاتے ہیں (یعنی دین کی سمجھ پیدا کرتے ہیں)

وَيُعَلِّمُكُمْ مَّا لَمْ تَكُوْنُوْا تَعْلَمُوْنَ ۟ؕ نیز جن باتوں کا تم کو علم نہیں تھا تم ان کو ان کی تعلیم دیتے ہیں۔

تشریح: بندگی کے طور وطریق کی نبوی تعلیم بظاہر خارج از کتاب ہے اور آیت کریمہ مَآ اٰتٰىكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ وَمَا نَهٰىكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا کی رو سے داخلِ کتاب ہے۔ اللہ تعالیٰ کے احکام کی تعمیل اللہ کے رسول کی اتباع میں بجالانا ہی دراصل دانائی ہے۔ حدیث میں عقل منداس کو کہا گیا ہے جو ناجائز خواہشات کو قابو میں رکھے اور مرنے کے بعد کی زندگی کو سنوارنے کی کوشش میں لگ جائے۔ عقل ودانائی کی یہ تعلیم فی الحقیقت کتاب اللہ میں ہے اور نہایت ہی بے وقوف کہا گیا ہے اس شخص کو جو من مانی زندگی گزارے اور نیک عمل کیے بغیر غلط آرزوؤں میں مبتلا رہے کہ بزرگوں کی نسبتوں سے نجات ہو جائیگی۔

فَاذْكُرُوْنِيْٓ اَذْكُرْكُمْ وَاشْكُرُوْا لِيْ وَلَا تَكْفُرُوْنِ ۟ لہٰذا تم میری ان نعمتوں پر مجھ کو یاد کرو۔ میں بھی تمہیں یاد رکھوں گا (یعنی تم ہمارے احکام کی تعمیل کے ذریعہ ہماری یاد میں لگے رہو۔ پھر میں بھی تمہاری اصلاح کی جانب متوجہ رہوں گا اور میرا شکر کرو (کہ میں نے تم

منزل ۱

معانقة ۳ ۴۶

کو اپنی ہدایتوں سے سرفراز کیا) اور میری ناشکری نہ کرو احکامِ الٰہی کی تعمیل شکر اور تعمیل سے گریز کفر ہے۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اسْتَعِيْنُوْا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوةِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الصّٰبِرِيْنَ ﴿۱۵۳﴾

اے ایمان والو تم صبر اور نماز کے ذریعہ اللہ تعالیٰ سے مدد مانگتے رہو۔ بے شک اللہ تعالیٰ صبر کرنے والوں کی مدد کرتے ہیں۔

آیاتِ ماقبل فَاذْكُرُوْنِيْٓ اَذْكُرْكُمْ کا جو صحیح مفہوم ہے وہ یہاں واضح ہو گیا۔

یعنی مصائب و مشکلات میں اللہ تعالیٰ سے مدد کا طالب ہونا اللہ تعالیٰ کو یاد کرنا ہے اور بندہ کی مدد کرنا۔ اُسے دین پر ثابت قدم رکھنا ہی گویا اللہ تعالیٰ کا بندہ کو یاد کرنا ہے۔

اس کے سوا اہلِ تصوف مذکورہ آیات کا جو مطلب بیان کرتے ہیں یعنی ذاکر و مذکور ایک ہو جائے۔ حسبِ ارشادِ نبوی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) تحریف غالّین ہے۔ اس آیت میں و اسْتَعِيْنُوْا سے مراد و اسْتَعِيْنُوْا بِاللّٰهِ ہے۔ اس آیت سے مدد مانگنے کے وہ سارے مشرکانہ طریقوں کا ابطال ہوتا ہے جس میں امّت کے کثیر افراد مبتلا ہیں۔

منزل ۱

اہلِ ایمان کے لیے مصائب و پریشانیوں میں نماز کے ذریعہ الٰہی تعلیم یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ہی سے مدد مانگیں اور صبر کریں۔ صبر کا ایک پہلو یہ بھی ہے کہ مصائب کے وقت پائے ثبات میں لغزش نہ آنے پائے اور کوئی حرکت ایسی نہ ہو جو مرضئ رب کے خلاف ہو۔

وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ يُّقْتَلُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتٌ ؕ

اور جو لوگ اللہ تعالیٰ کی راہ میں (معرکۂ حق و باطل میں) قتل کیے جاتے ہیں، ان کی نسبت یہ نہ کہو (یہ نہ سمجھو) کہ وہ مردے ہیں۔
موت سے اُن کی زندگی ختم نہیں ہوتی بلکہ زندگی کا مقام بدل جاتا ہے۔

بَلْ اَحْيَآءٌ وَّلٰكِنْ لَّا تَشْعُرُوْنَ ﴿۱۵۴﴾

بلکہ وہ زندہ ہیں (اس عالم میں زندہ ہیں جہاں وہ اپنے اعمال کا بہترین بدل پائیں گے)
مگر تم نہیں جانتے کہ (وہ زندگی کیسی۔؟ وہ زندگی انسانی شعور و ادراک سے بالاتر ہے)

توضیح: بے علم لوگ اس آیت سے یہ ثابت کرنے کی کوشش کرتے ہیں کہ اولیائے کرام اور بزرگانِ دین زندہ ہیں اور اس طرح زندہ ہیں کہ اگر مشکلات میں مدد کے لیے ان کو پکارا جائے تو نہ صرف پکارنے والے کی آواز ہی سنتے ہیں بلکہ اس کی

مدد بھی کرتے ہیں۔

حالانکہ یہ آیت اس مفہوم کی اور اس مشرکانہ عقیدہ کی متحمل نہیں ہے اور نہ آیت کا یہ محل ہے۔ اس آیتِ کریمہ میں فی الحقیقت مشرکین اور منافقین کے اس خیال کی تردید کی ہے کہ اسلام قبول کرنا کیا ہے۔ گویا دنیاوی عیش کے ساتھ ساتھ زندگی سے بھی ہاتھ دھونا ہے اس لیے یہ سمجھایا جارہا ہے کہ جو لوگ اللہ تعالیٰ کی راہ میں شہید ہوتے ہیں موت سے ان کی زندگی ختم نہیں ہوتی بلکہ آخرت کی زندگی کا آغاز ہوتا ہے۔ اور ان کے لوازمِ حیات اکل وشرب وہاں بھی جاری رہتے ہیں۔ سورۂ آل عمران میں یہ تشریح موجود ہے۔

وَلَنَبۡلُوَنَّكُمۡ بِشَیۡءٍ مِّنَ الۡخَوۡفِ وَالۡجُوۡعِ	اور تمہارے قلبی احوال سے واقف ہونے کے باوجود تم کو اپنے حالات سے (واقف کرانے کے لیے) ہم تمہیں ضرور آزماتے رہیں گے۔ کچھ خوف سے کچھ بھوک و پیاس سے
وَنَقۡصٍ مِّنَ الۡاَمۡوَالِ وَالۡاَنۡفُسِ وَالثَّمَرٰتِ ؕ	اور کچھ جان و مال اور ثمرات کے نقصان سے۔
وَبَشِّرِ الصّٰبِرِيۡنَ ﴿۱۵۵﴾	اور آپؐ ایسے صابرین کو (جو اِن حالات میں ثابت قدم رہتے ہیں جنّت کی) خوشخبری سنا دیجئے۔
الَّذِيۡنَ اِذَآ اَصَابَتۡهُمۡ مُّصِيۡبَةٌ ۙ	یہ وہ لوگ ہیں کہ ان پر جب کوئی مصیبت آتی ہے تو (رجوع اِلی اللہ ہوتے ہیں)
قَالُوۡٓا اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّآ اِلَيۡهِ رٰجِعُوۡنَ ﴿۱۵۶﴾	تو کہتے ہیں ہم اللہ ہی کی مِلک ہیں اور ہم اُسی کی طرف لوٹ کر جانے والے ہیں (اور ان مصائب پر) صبر کا بے حد وحساب بدل پانے والے ہیں۔ جو مصیبت پہنچ رہی ہے وہ اللہ ہی کی طرف سے ہے اور اسی میں ہمارے لیے بہتری ہے۔
اُولٰٓـئِكَ عَلَيۡهِمۡ صَلَوٰتٌ مِّنۡ رَّبِّهِمۡ وَرَحۡمَةٌ ۚ	یہی وہ لوگ ہیں جو اپنے پروردگار کی مغفرت ورحمت خاص وعام کے مستحق ہیں۔
وَاُولٰٓـئِكَ هُمُ الۡمُهۡتَدُوۡنَ ﴿۱۵۷﴾	اور یہی لوگ ہدایت یافتہ ہیں۔
اِنَّ الصَّفَا وَالۡمَرۡوَةَ مِنۡ شَعَآئِرِ اللّٰهِ ۚ	یقیناً کوہِ صفا و مروہ اللہ تعالیٰ کے مقرر کیے ہوئے مناسکِ حج میں سے ہیں۔

منزل ۱

توضیح: یہ دو پہاڑیاں ہیں مکہ میں کعبۃ اللہ کے قریب واقع ہیں حج وعمرہ کے طواف کے بعد ان کے درمیان تیز تیز چلتے اور نشیبی حصہ سے دوڑتے ہوئے گزرتے ہیں۔اسی کا نام سعی ہے۔اور یہ ملّت ابراہیمی ہونے میں۔بعض کو شبہ پیدا ہوا تو اللہ تعالیٰ نے اس کی وضاحت فرمادی۔

فَمَنْ حَجَّ الْبَيْتَ اَوِ اعْتَمَرَ — لہٰذا جو شخص خانۂ کعبہ کا حج یا عمرہ کرے۔

نوٹ: عمرہ بھی ایک قسم کا حج ہے۔اس میں اور حج میں یہ فرق ہے کہ حج خالص ذی الحجہ کے مہینے میں ہوتا ہے اور عمرہ اور مہینوں میں بھی ہوسکتا ہے۔حج میں احرام باندھنا، پھر عرفہ کے دن عرفات کے میدان میں حاضر ہونا پھر وہاں سے چل کر شعرالحرام میں رات گزارنا، پھر صبح عید کو منیٰ میں پہنچ کر کنکریاں پھینکنا اور حجامت بنوانا، احرام اتارنا، مکہ جا کر طوافِ کعبہ کرنا پھر صفا و مروہ کے درمیان جو مکہ میں دو پہاڑیاں ہیں دوڑنا وغیرہ ہوتا ہے اور عمرہ میں صرف احرام باندھنا، خانہ، کعبہ کا طواف کرنا، صفا و مروہ کے درمیان دوڑنا ہوتا ہے پھر سر منڈھوائے اور احرام کھول دے اور حج بدل میں طواف کعبہ کے بعد سعی کرنا درست نہیں ہے۔سعی کرنے کی صورت میں حج اسی کا ہوگیا۔اب اس کو مصارفِ حج ادا کرنا ضروری ہوجاتا ہے ورنہ اللہ تعالیٰ کے پاس قرض کی پاداش میں ماخوذ رہے گا۔

فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِ اَنْ يَّطَّوَّفَ بِهِمَا ؕ — تو اس پر کچھ گناہ نہیں کہ دونوں کا طواف کرے۔

وَمَنْ تَطَوَّعَ خَيْرًا ۙ فَاِنَّ اللّٰهَ شَاكِرٌ عَلِيْمٌ ﴿۱۵۸﴾ — اور جو شخص جس قدر رغبت قلبی کے ساتھ کوئی نیک کام کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی اتنی ہی قدردانی کرتے ہیں بڑے ہی جاننے والے ہیں (یعنی اپنے مخلص بندوں کو خوب جانتے ہیں)

اِنَّ الَّذِيْنَ يَكْتُمُوْنَ مَآ اَنْزَلْنَا مِنَ الْبَيِّنٰتِ وَالْهُدٰى — جو لوگ ہمارے احکام، صاف وصریح ہدایتیں جن کو ہم نے نازل کیا ہے (اپنے فاسد اغراض کے لیے) چھپاتے ہیں۔

مِنْۢ بَعْدِ مَا بَيَّنّٰهُ لِلنَّاسِ فِي الْكِتٰبِ ۙ — بعد اس کے کہ ہم نے لوگوں کے لیے اپنی کتاب (توریت اور انجیل) میں اس کا اظہار کردیا (کہ ایک آخری نبی اور آخری کتاب آنے والی ہے اور وہ فلاں فلاں صفات کے حامل ہوں گے جس کی بناء پر وہ آپ کو اس طرح پہچانتے تھے جس طرح اپنے بیٹوں کو پہچانتے ہیں يَعْرِفُوْنَهٗ كَمَا يَعْرِفُوْنَ اَبْنَآءَهُمْ ؕ)

اُولٰٓئِكَ يَلْعَنُهُمُ اللّٰهُ وَيَلْعَنُهُمُ اللّٰعِنُوْنَ ﴿۱۵۹﴾ — ایسوں پر اللہ تعالیٰ کی لعنت ہے اور بہت سے لعنت کرنے والے ان پر لعنت بھیجتے ہیں۔

اِلَّا الَّذِيْنَ تَابُوْا وَاَصْلَحُوْا وَبَيَّنُوْا

البتہ جو لوگ اپنی بداعمالیوں سے توبہ کرتے ہیں اور اپنی حالت درست کر لیتے ہیں اور جو امرِ حق انھوں نے چھپایا تھا۔اس کو صاف صاف بیان کرتے ہیں۔

فَاُولٰٓئِكَ اَتُوْبُ عَلَيْهِمْ ۚ

تو میں بھی ان کے قصور معاف کیے دیتا ہوں۔

وَاَنَا التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ ﴿۱۶۰﴾

اور میں بڑا ہی معاف کرنے والا نہایت رحم والا ہوں۔

اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَمَاتُوْا وَهُمْ كُفَّارٌ

جو لوگ (امر حق کو چھپا کر) کافر ہوئے اور (اسی حالت میں) مرے اور کافر ہی رہے۔

(دین واسلام کو قبول نہیں کیا)

اُولٰٓئِكَ عَلَيْهِمْ لَعْنَةُ اللّٰهِ وَالْمَلٰٓئِكَةِ وَالنَّاسِ اَجْمَعِيْنَ ﴿۱۶۱﴾

ایسے لوگوں پر اللہ تعالیٰ کی لعنت ہے اور فرشتوں کی اور (اللہ تعالیٰ کے نیک بندوں) سب انسانوں کی

خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ۚ

وہ ہمیشہ ہمیشہ اسی (پھٹکار) میں رہیں گے۔

منزل ۱

لَا يُخَفَّفُ عَنْهُمُ الْعَذَابُ وَلَا هُمْ يُنْظَرُوْنَ ﴿۱۶۲﴾

نہ ان کے عذاب میں کمی کی جائے گی اور نہ انھیں مہلت دی جائے گی (یعنی ان کے عذاب میں ایک لحظہ کا وقفہ نہ ہوگا)

وَاِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ ۚ

اور (اے لوگو خوب سمجھ لو) تمہارا معبود (تمہارا حاجت روا، مستعان، مالک ومختار) معبود (حقیقی) ایک ہی ہے۔

ع ۱۹ / ۳

لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِيْمُ ﴿۱۶۳﴾

اس کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں وہی رحمٰن ورحیم ہے۔

توضیح: عوام میں غلط رہنمائی کی وجہ دین میں بہت ساری خرابیاں گمراہیاں پیدا ہو چکی، ہیں جس کی وجہ وہ اللہ تعالیٰ کو اپنا معبودِ حقیقی، حاجت روا، کارساز خالق مالک اور رب ماننے کے لیے تیار نہیں ہیں۔اللہ تعالیٰ کے نظامِ ربوبیت میں اللہ تعالیٰ کے خاص بندوں کو شریک سمجھتے ہیں۔کارخانۂ قدرت میں انھیں بڑے ہی بااختیار جان کر ان کی نیاز ونذر مانتے ان سے استعانتیں چاہتے ہیں یہی شرک ہے جس کا انجام جہنّم ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں ما کان لهم الخيرة بيده الخير انھیں کسی قسم کا اختیار نہیں۔سارا اختیار اللہ تعالیٰ ہی کے ہاتھ میں ہے۔حقیقت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ہی معبودِ حقیقی ہیں کسی کی رائے مشورہ اور کسی کو اپنا اختیار تفویض کیے بغیر کسی کے واسطے وسیلے کے بغیر تنہا بہ نفسِ نفیس بندوں کی حاجت روائی فرماتے ہیں۔

اِنَّ فِیْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاخْتِلَافِ الَّیْلِ وَالنَّهَارِ

بے شک آسمانوں اور زمین کے پیدا کرنے اور گردش لیل ونہار میں یعنی رات و دن کے یکے بعد دیگرے آتے رہنے میں

وَالْفُلْكِ الَّتِیْ تَجْرِیْ فِی الْبَحْرِ بِمَا یَنْفَعُ النَّاسَ

اور ان کشتیوں میں جو (سامان اٹھائے ہوئے) سمندر میں چلتی ہیں جن سے لوگوں کو فائدہ پہنچتا ہے۔

وَمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ مِنَ السَّمَآءِ مِنْ مَّآءٍ فَاَحْیَا بِهِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا

اور اس بارش کے پانی سے جسے اللہ تعالیٰ نے آسمان سے نازل کیا زمین کو اس کے خشک و مردہ ہوجانے کے بعد تر و تازہ سرسبز و شاداب کیا۔

وَبَثَّ فِیْهَا مِنْ كُلِّ دَآبَّةٍ ۪

اور اس میں ہر قسم کے حیوانات پھیلا دیئے۔

وَّتَصْرِیْفِ الرِّیٰحِ وَالسَّحَابِ الْمُسَخَّرِ بَیْنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ

اور ہواؤں کے بدلنے اور بادلوں میں جو زمین و آسمان کے درمیان روکا ہوا ہے۔

لَاٰیٰتٍ لِّقَوْمٍ یَّعْقِلُوْنَ ﴿۱۶۴﴾

(اللہ تعالیٰ کی قدرت اور اللہ ہی کے معبود و مستعان ہونے کی) کس قدر نشانیاں، ہیں اُس قوم کے لیے جو عقل سوجھ بوجھ سے کام لیتی ہے۔

توضیح: یہ نظامِ ربوبیت جو کائنات کے گوشہ گوشہ میں جاری ہے بڑے سے بڑا مفکر بھی جس سے فیض یاب ہے۔ ہر سمجھ دار کے لیے جو سلیم الطبع ہو، اللہ تعالیٰ کی قدرت کے واضح نشان ہیں، مشرکانہ عقائد کی تردید ہے۔ اللہ تعالیٰ ہی کے الٰہ واحد معبود و مستعان ہونے کا اثبات ہے۔ یہ وہ حقائق ہیں جو ہر انسان کے تجربے اور مشاہدہ میں ہیں۔ اس سراپا رحمت نظامِ ربوبیت میں ہر انسان پرورش پا رہا ہے اور منازلِ حیات طے کر رہا ہے۔ چاہے وہ کسی کو واسطہ وسیلہ بنائے یا نہ بنائے۔ اللہ تعالیٰ کو اِلٰہ واحد معبود و مستعان مانے یا نہ مانے حقائق کے انکار سے حقیقت نہیں بدلتی۔

وَمِنَ النَّاسِ مَنْ یَّتَّخِذُ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَنْدَادًا

اور لوگوں میں سے بعض ایسے بھی ہیں جو اللہ تعالیٰ کے سوا (اللہ تعالیٰ کے ساتھ) غیر اللہ کو بھی (چاہے وہ ذی روح ہوں یا غیر ذی روح) شرکِ فرمانروائی قرار دے لیتے ہیں (یعنی رائے و مشورہ اور اختیار میں ان کو بھی شریک قرار دیتے ہیں۔) شرکت چاہے وہ کتنی قلیل متصور ہو شرکت ہی کہلائے گی۔ اس طرح کی شرکت سے غیر شعوری طور پر اللہ تعالیٰ اور اللہ تعالیٰ کے مقرب بندوں کے درمیان حقیقت کے خلاف یک گونہ برابری قرار پاتی ہے خالق و مخلوق تو برابر ہو ہی نہیں سکتے۔

منزل ۱

يُحِبُّوْنَهُمْ كَحُبِّ اللّٰهِ ؕ وہ ان سے ایسی محبت رکھتے ہیں، جیسی محبت اللہ تعالیٰ سے رکھنی چاہیئے۔

توضیح: مشرکین کے آگے جب یہ حقیقت بیان کی جاتی ہے کہ تم جن افرادِ خلق کو شریکِ خدائی قرار دیتے ہو۔ان کو نفع وضرر کا رتی برابر اختیار نہیں ہے اور نہ وہ اللہ تعالیٰ کو رائے ومشورہ دے سکتے ہیں۔تو یہ ان کی عقیدت میں ایسے برہم ہوجاتے ہیں جیسے ایک صحیح العقیدہ مؤمن اللہ تعالیٰ کو بے اختیار کہنے کی صورت میں برہم ہوجاتا ہے۔

وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰهِ ؕ اور جو مومن ہیں ان کو اللہ تعالیٰ سے شدید محبت اور وابستگی ہوتی ہے۔

توضیح: جو لوگ الٰہی ونبوی تعلیم کے مطابق اللہ تعالیٰ ہی کو اپنا معبود ومستعان مانتے ہیں حاجت روا وکارساز جانتے ہیں۔کسی کا واسطہ وسیلہ لینا بھی حقیقت کے خلاف شرک سمجھتے ہیں۔انھیں اللہ تعالیٰ سے شدید محبت ووابستگی ہوتی ہے۔مرضیات الٰہی کو مقدم رکھتے ہیں۔اگرچہ کہ ساری دنیا ناراض ہوجائے۔مشرکین اپنی حاجتوں اور پریشانیوں میں جس عقیدت کے ساتھ غیر اللہ سے مدد مانگتے ہیں۔اہلِ ایمان اس سے کہیں زیادہ عقیدت کے ساتھ اللہ تعالیٰ ہی سے وابستہ رہتے ہیں۔آج جو لوگ سمجھ رہے ہیں کہ نفع وضرر کی قوتیں بعض افرادِ خلق مثلاً گزرے ہوئے بزرگانِ دین، اولیاء اللہ بڑے بڑے مقبرہ والوں کو حاصل ہیں وہ لوگ قیامت میں ان غیر اللہ کا بے اختیار ہونا دیکھ لیں گے۔

منزل ۱

وَلَوْ يَرَى الَّذِيْنَ ظَلَمُوْٓا اِذْ يَرَوْنَ الْعَذَابَ ۙ اَنَّ الْقُوَّةَ لِلّٰهِ جَمِيْعًا ۙ اور ظالم جو کیفیت عذاب کے وقت دیکھیں گے اب اگر دیکھتے کہ ساری قوتیں اللہ تعالیٰ ہی کے لیے ہیں (انھیں عذابِ الٰہی سے بچانے والا کوئی نہیں ان کے باطل عقائد کی قلعی کھل جاتی)

وَّاَنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعَذَابِ ﴿۱۶۵﴾ اور اللہ تعالیٰ عذاب دینے میں بڑے ہی سخت ہیں۔

اِذْ تَبَرَّاَ الَّذِيْنَ اتُّبِعُوْا مِنَ الَّذِيْنَ اتَّبَعُوْا وہ ایسا وقت ہوگا کہ (کفر کے پیشوا) غلط رہنما اپنے متبعین سے بے زاری کا اظہار کریں گے۔

وَرَاَوُا الْعَذَابَ وَتَقَطَّعَتْ بِهِمُ الْاَسْبَابُ ﴿۱۶۶﴾ جب کہ وہ دونوں عذابِ الٰہی کو دیکھ لیں گے اور آپس کے تمام تعلقات (اور ان کی عقیدتیں) ختم ہوجائیں گے۔

وَقَالَ الَّذِيْنَ اتَّبَعُوْا لَوْ اَنَّ لَنَا كَرَّةً اور ان کے تابعین (جوشِ انتقام میں) کہیں گے کہ اگر ہم کو پھر دنیا میں پلٹ کر جانا نصیب ہو۔

فَنَتَبَرَّاَ مِنْهُمْ كَمَا تَبَرَّءُوْا مِنَّا ؕ تو ہم بھی ان سے ایسی ہی بے رخی برتتے جیسے آج ہم سے یہ برت رہے ہیں۔

كَذٰلِكَ يُرِيْهِمُ اللّٰهُ اَعْمَالَهُمْ حَسَرٰتٍ عَلَيْهِمْ ؕ اس طرح حق تعالیٰ ان کے تمام اعمال (جن کو وہ اپنے لیے موجبِ فلاح و نجات سمجھ رہے تھے) موجبِ حسرت وندامت بنا دیں گے۔

وَمَا هُمْ بِخٰرِجِيْنَ مِنَ النَّارِ ۱۶۷ اور وہ دوزخ سے نکل نہ سکیں گے۔

نوٹ: گزشتہ آیات سے ظاہر ہے کہ بنی اسرائیل نے احکامِ الٰہی سے نہ صرف روگردانی کی بلکہ دینِ الٰہی میں بہت سارا رد بدل کر دیا مثلاً یہ کہ:

۱۔اونٹ حلال تھا لیکن حرام کر لیا۔ ۲۔انبیاء علیہم السلام کی عقیدت ومحبت میں غلو کیا اور انھیں خدا کا درجہ دیا۔

۳۔ ہفتہ کے روز مچھلی کا شکار منع تھا مگر اپنے طور پر جواز کی یہ صورت نکالی کہ جمعہ کے دن جال لگاتے اور ہفتہ کے روز جال میں پھنسی ہوئی مچھلیاں اتوار کے دن نکال لیتے۔اس نافرمانی کی پاداش میں ان کے چہرے مسخ کر دئے گئے۔

ان آیات میں حق تعالیٰ نے پچھلی امتوں کے جو واقعات بیان فرمائے ہیں، ان میں ہمارے لیے اور آنے والی نسلوں کے لیے بڑی عبرت کا سامان ہے۔آج امتِ مسلمہ کی حالات کا جائزہ لیجئے۔اس امّت کے بگاڑ میں اور پچھلی امتوں کی گمراہی کے واقعات میں بڑی مماثلت پائی جاتی ہے۔مثلاً

(۱) قرآن اس لیے نازل ہوا تھا کے زندگی کے ہر ہر گوشہ میں اس کے احکام کی تعمیل کی جائے۔مگر اب قرآن صرف طاق کی زینت بن کر رہ گیا ہے یا پھر تبرک کے لیے جلسوں کے آغاز کے وقت اور مُردوں پر ایصالِ ثواب کے لیے منتر اور اشلوک کے طور پر پڑھا جانے لگا ہے۔

۲۔حکم ہے کہ عورتیں پردہ کریں مگر حال یہ ہے کہ وہ لوگ بھی جو اپنے کو حاجی وقاری کہلواتے ہیں۔مسجدوں کی امامت اور قرآن کی تفسیر کا بھی شوق رکھتے ہیں۔چند پیسوں کی خاطر اپنی جوان عمر بیٹیوں سے ملازمت کرواتے ہیں کہ مردوں کے دوش بدوش دفتروں میں گھنٹوں بے پردہ آزادانہ وقت گزار دیں۔کوئی بتائے کہ ان کی عصمت وعفت اور عزتِ نفس کی کیا ضمانت ہے۔؟

۳۔حق تعالیٰ کا فیصلہ ہے لَهَا مَا كَسَبَتْ وَعَلَيْهَا مَا اكْتَسَبَتْ ؕ

جیسی کرنی ویسی بھرنی۔لیکن عقیدہ اس طرح بگاڑ لیا کہ عقائد واعمال چاہے کچھ بھی ہوں، زندگیاں فسق وفجور اور گناہوں سے کتنی ہی آلودہ ہوں مضائقہ نہیں۔کیونکہ امت محمدیہ ہیں آخرت میں کسی نہ کسی بزرگ یا نبی کی سفارش پر۔عذابِ الٰہی سے بچ جائیں گے۔

۴۔ بنیادی طور پر الٰہی ونبوی تعلیم یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی مستعان مددگار حاجت روا نہیں ہے لیکن اس حقیقت کے خلاف اکثر رہنما کہلوانے والے یہ گمراہی پھیلا رہے ہیں کہ ہر بزرگ اور ولی اللہ مستعان وحاجت روا ہے۔اس طرح لا الہ

الا اللہ اور لَا تَدْعُ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ کی بنیادی تعلیم اور صریح حکمِ ربانی کے خلاف تعلیم دے رہے ہیں اور کہتے ہیں کہ بزرگانِ دین اور اولیاء اللہ کو مدد کے لیے پکارنا۔ گو یا اللہ تعالیٰ ہی کو پکارنا ہے وغیرہ۔

جو باتیں دین کی نہیں۔ ان کو دین میں شامل کرنا اور دین کے اصلی احکام کو فراموش کر دینا دراصل دین ہی کو بدل دینا ہے۔ غرض وہ سب کچھ اس امّت مسلمہ کے اندر پیدا ہو رہا ہے جو نزولِ قرآن کے زمانے میں بنی اسرائیل کا وصف تھا جو شخص نعمت دین کو بدل دیتا ہے تو اللہ تعالیٰ بھی ہی سخت سزا دینے والے ہیں۔

يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ كُلُوْا مِمَّا فِي الْاَرْضِ حَلٰلًا طَيِّبًا ۖ	اے لوگو جو چیزیں زمین میں موجود ہیں ان میں سے حلال و پاک چیزیں کھاؤ۔
وَلَا تَتَّبِعُوْا خُطُوٰتِ الشَّيْطٰنِ ۭ	اور تم شیطان کے قدم بہ قدم نہ چلو۔
اِنَّهٗ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ ﴿١٦٨﴾	وہ تمہارا کھلا دشمن ہے۔

توضیح : غیر اللہ کی ربوبیت کے باطل عقیدہ میں مبتلا کرنا شیطان کا ایک اہم کام ہے۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ کی حلال چیز کو حرام کر لینا بھی امرِ شیطانی ہے۔ وہ ایسے عقائد کی تعلیم دیتا ہے جس کے جواز میں کوئی دلیل علمی نہیں۔

اِنَّمَا يَاْمُرُكُمْ بِالسُّوْۗءِ وَالْفَحْشَاۗءِ	یقیناً وہ تم کو برائی و بے حیائی کے کاموں پر اکساتا ہے۔
وَاَنْ تَقُوْلُوْا عَلَي اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ﴿١٦٩﴾	اور یہ (بات بھی دل میں ڈالتا ہے) کہ اللہ تعالیٰ کے متعلق ایسی باتیں گھڑا کرو جس کی تم سند نہیں رکھتے۔
وَاِذَا قِيْلَ لَهُمُ اتَّبِعُوْا مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ	اور جب ان (مشرکین) سے کہا جاتا ہے کہ جو کتاب اللہ تعالیٰ نے نازل کی ہے، اس کے مطابق عمل پیرا ہو جاؤ (تو ضد و ہٹ دھرمی کی وجہ اتباعِ حق سے گریز کرتے ہیں)
قَالُوْا بَلْ نَتَّبِعُ مَآ اَلْفَيْنَا عَلَيْهِ اٰبَاۗءَنَا ۭ	(جواب میں) کہتے ہیں کہ (نہیں) ہم تو اسی طریقہ پر چلیں گے جس طریقہ پر ہم نے اپنے باپ دادا کو پایا ہے۔
اَوَلَوْ كَانَ اٰبَاۗؤُھُمْ لَا يَعْقِلُوْنَ شَـيْــًٔـا وَّلَا يَهْتَدُوْنَ ﴿١٧٠﴾	اگر چہ کہ ان کے باپ دادا (دین کی) کچھ سمجھ بوجھ ہی نہ رکھتے ہوں اور نہ (کسی آسمانی کتاب کی) ہدایت رکھتے ہوں۔ (پھر بھی یہ انھیں کی اتباع کرتے ہیں اقوامِ عالم کا یہی کچھ حال ہے۔) حالانکہ الٰہی و نبوی تعلیم کے خلاف جو آبائی روایات خاندانی طور و طریق و رسومات ہیں

منزل ١

سب قابلِ ترک ہیں۔

وَمَثَلُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا كَمَثَلِ الَّذِيْ يَنْعِقُ بِمَا لَا يَسْمَعُ اِلَّا دُعَآءً وَّنِدَآءً ؕ

اور جو لوگ کافر ہیں ان کی مثال اس شخص کی سی ہے جو ایسی چیز (ایسے جانور) کو آواز دے جو پکارنے کی آواز کے سوا کچھ نہ سنے۔

صُمٌّۢ بُكْمٌ عُمْیٌ فَهُمْ لَا يَعْقِلُوْنَ ﴿۱۷۱﴾

(یہ کفّار دین کے معاملہ میں گویا) بہرے ہیں گونگے ہیں اندھے ہیں کہ وہ کچھ سمجھ ہی نہیں سکتے۔

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُلُوْا مِنْ طَيِّبٰتِ مَا رَزَقْنٰكُمْ

اے لوگو جو ایمان لائے حلال و پاکیزہ چیزیں کھاؤ جو ہم نے تم کو عطا کی ہیں۔ (رزقِ طیب محض اللہ تعالیٰ کی شانِ ربوبیت سے مل رہا ہے۔ نہ وہ کسی کے واسطے وسیلے سے ہے اور نہ زور یا زو سے ہے)

وَاشْكُرُوْا لِلّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ اِيَّاهُ تَعْبُدُوْنَ ﴿۱۷۲﴾

اور اللہ تعالیٰ ہی کا شکر ادا کرو اگر تم اسی کے عبادت گزار بندے ہو (یعنی اگر تم بندۂ حق ہو تو رسماً ورواً یتاً حرمت وحلّت کے جو تصورات کام کر رہے ہیں انھیں ترک کردو۔ اصل شکر گزاری یہ ہے کہ جو رزق تم کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے مل رہا ہے۔ وہ محض اللہ تعالیٰ کی شان ربوبیت سے مل رہا ہے۔

اِنَّمَا حَرَّمَ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةَ وَالدَّمَ وَلَحْمَ الْخِنْزِيْرِ

یقیناً تم پر اس نے مرا ہوا جانور اور (بہتا ہوا) خون اور سوّر کا گوشت حرام کیا ہے۔

وَمَاۤ اُهِلَّ بِهٖ لِغَيْرِ اللّٰهِ

اور وہ تمام چیزیں جو غیر اللہ کے لیے نامزد کی گئی ہوں۔

تشریح: جو جانور غیر اللہ کے لیے مقرر کیا گیا ہو۔ اس پر ذبح کے وقت اللہ تعالیٰ کا نام لیا جائے یا غیر اللہ کا۔ حرمت کے لحاظ سے برابر ہے۔ اللہ تعالیٰ کا نام لینے سے وہ حلال نہ ہوگا۔ علمائے کرام نے لکھا ہے کہ اگر کسی مسلمان نے کوئی جانور غیر اللہ کے تقرب کے لیے ذبح کیا ہو تو وہ اسلام سے خارج ہو گیا اور وہ جانور ایسا ہوگا جیسا مرتد کا ذبح کیا ہوا۔

غیر اللہ کی خوشنودی کے لیے نذر۔ نیاز۔ منت وغیرہ سب حرام ہے۔ اگرچہ کہ وہ ملائکہ انبیاء علیہم السلام صالحین امت اور دیگر بزرگانِ دین ہی کیوں نہ ہوں ان کے نام پر جانور ذبح کرنا یا مساکین وغیرہ کو کھلانا لغیر اللہ کے حکم میں داخل ہے۔

فَمَنِ اضْطُرَّ غَيْرَ بَاغٍ وَّلَا عَادٍ فَلَاۤ اِثْمَ عَلَيْهِ ؕ

(یہاں ایک استثنیٰ ہے کہ) جو کوئی بھوک سے بہت زیادہ بے قرار ہو جائے بہ شرطیکہ اس کی نیت نافرمانی اور مزہ حاصل کرنے کی نہ ہو تو

	(شدتِ اضطراب میں) مذکورہ حرام چیزیں بقدرِقوتِ لا یموت کھا لے تا کہ جان بچ جائے۔اس پر کچھ گناہ نہیں۔
اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿١٧٣﴾	بے شک اللہ تعالیٰ بڑے ہی بخشنے والے رحم فرمانے والے ہیں۔
اِنَّ الَّذِيْنَ يَكْتُمُوْنَ مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ مِنَ الْكِتٰبِ	جولوگ کتاب سے (حرمتِ اشیاء کے) ان مذکورہ احکام کو جو اللہ تعالیٰ نے نازل فرمائے ہیں، چھپاتے ہیں (اوراس کے حلال ہونے کا فتوی دیتے ہیں۔)
وَيَشْتَرُوْنَ بِهٖ ثَمَنًا قَلِيْلًا ۙ	اوران کے بدلےتھوڑی سی قیمت (یعنی دنیاوی منفعت) حاصل کرتے ہیں۔
اُولٰٓئِكَ مَا يَاْكُلُوْنَ فِيْ بُطُوْنِهِمْ اِلَّا النَّارَ	وہ اپنے پیٹ میں آگ ہی بھرتے ہیں۔
وَلَا يُكَلِّمُهُمُ اللّٰهُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَلَا يُزَكِّيْهِمْ ۚ	اور قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اُن سے بات نہیں کریں گے۔اور نہ ان کو (گناہوں کی آلائشوں سے) پاک کریں گے (یعنی تزکیۂ نفس کے لیے وہ کتنے ہی طریقے ایجاد کریں ان سے ان کا تزکیہ نہ ہوگا)
وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿١٧٤﴾	اوران کے لیے دردناک عذاب ہے۔
اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ اشْتَرَوُا الضَّلٰلَةَ بِالْهُدٰى	یہ وہ لوگ ہیں جنھوں نے ہدایت کے بدلے گمراہی خرید لی۔
وَالْعَذَابَ بِالْمَغْفِرَةِ ۚ	اور بخشش ومغفرت کے بدلے عذاب۔
فَمَآ اَصْبَرَهُمْ عَلَى النَّارِ ﴿١٧٥﴾	پھر وہ آتشِ جہنّم کے لیے کیسے باہمت ہیں (یہ ایک محاورہ ہے)
ذٰلِكَ بِاَنَّ اللّٰهَ نَزَّلَ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ ۗ	اللہ تعالیٰ نے کتاب کوسچائی کے ساتھ نازل فرمایا۔ (ان کے باطل عقائد کی تردید کردی اوران کے تقدس اور پارسائی کا پردہ چاک کردیا)
وَاِنَّ الَّذِيْنَ اخْتَلَفُوْا فِي الْكِتٰبِ لَفِيْ شِقَاقٍۢ بَعِيْدٍ ﴿١٧٦﴾ ع	اورجن لوگوں نے اس کتاب میں اختلاف کیا (کتمانِ حق۔تحریف ونزع پیدا کی) وہ آپسی مخالفت میں پڑ گئے جس نے ان کو (راہ)

منزل ١

الربع ٢١ ع ٥

حق سے دور کر دیا (یہود ونصاریٰ مراد ہیں)

لَیۡسَ الۡبِرَّ اَنۡ تُوَلُّوۡا وُجُوۡهَكُمۡ قِبَلَ الۡمَشۡرِقِ وَالۡمَغۡرِبِ
نیکی یہ نہیں کہ تم اپنے چہروں کو مشرق یا مغرب کی طرف کرلو۔

وَلٰكِنَّ الۡبِرَّ مَنۡ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالۡيَوۡمِ الۡاٰخِرِ
بلکہ اصلی نیکی یہ ہے کہ جو کوئی (الٰہی و نبوی تعلیم کے مطابق) اللہ تعالیٰ پر اور آخرت پر

وَالۡمَلٰٓئِكَةِ وَالۡكِتٰبِ وَالنَّبِيّٖنَ ۚ
اور فرشتوں اور اللہ تعالیٰ کی کتاب اور انبیاء علیہم السلام پر ایمان لائے

وَاٰتَى الۡمَالَ عَلٰى حُبِّهٖ ذَوِى الۡقُرۡبٰى
اور اپنا مال اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کے لیے قریبی رشتہ داروں کو دے (نمود وشہرت اور کسی قسم کی غرض مقصود نہ ہو)

وَالۡيَتٰمٰى وَالۡمَسٰكِيۡنَ وَابۡنَ السَّبِيۡلِ
اور یتیموں اور مسکینوں اور مسافروں کو دے۔

وَالسَّآئِلِيۡنَ وَفِى الرِّقَابِ ۚ
اور سائل (مانگنے والوں) کو دے اور گردن چھڑانے میں خرچ کرے۔ (یعنی غلاموں کو غلامی سے آزاد کرانے میں خرچ کرے)

وَاَقَامَ الصَّلٰوةَ وَاٰتَى الزَّكٰوةَ ۚ
اور نماز قائم کرے اور زکوٰۃ دے۔

منزل ۱

توضیح: نماز اصلاحِ اعمال کا ذریعہ ہے۔ اگر نمازوں سے اعمال کی اصلاح نہیں ہو رہی ہے۔ اور ایمان وعقائد میں خرابی ہے۔ ایمان وعقیدہ کی اصلاح کتاب وسنّت سے ہوتی ہے۔ الٰہی و نبوی تعلیم سے صرفِ نظر و بے نیازی ہو تو اس کا لازمی نتیجہ بے راہ روی ہے۔ محض عمل سے عقائد درست نہیں ہوتے جہل علم سے دور ہوتا ہے اور علم کتاب اللہ میں ہے۔ اللہ تعالیٰ کے احکام نبیٔ محترم ﷺ کی اتباع میں بجالانا ہی دین ہے۔ طبع زاد آبائی طریقوں سے من مانی اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنا نیکی نہیں ہے اور ایمان بالآخرت کی خرابی یعنی دنیا کو دین پر ترجیح دینا آخرت سے غفلت برتنا ہے۔ انجام آخرت کا انحصار بزرگوں کی سعی وسفارش پر کرنا اور اس امانی و خوش فہمی میں مبتلا رہنا کہ نجات بہرحال ہو جائے گی، فریب نفس اور شیطانی دھوکا ہے۔

وَالۡمُوۡفُوۡنَ بِعَهۡدِهِمۡ اِذَا عٰهَدُوۡا
اور جب عہد کریں تو اپنے عہد و پیمان (قول و قرار) کو پورا کرنے والے ہوں۔

وَالصّٰبِرِيۡنَ فِى الۡبَاۡسَآءِ وَالضَّرَّآءِ وَحِيۡنَ الۡبَاۡسِ ؕ
اور سختی و تکلیف (تنگدستی و بیماری) میں صبر کرنے والے اور میدانِ کارزار میں ثابت قدم رہنے والے

اُولٰٓئِكَ الَّذِيۡنَ صَدَقُوۡا ؕ
یہی وہ لوگ ہیں جو (اپنے ادعائے ایمان میں) سچے ہیں۔

وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الۡمُتَّقُوۡنَ ۝۱۷۷
اور یہی لوگ متقی ہیں (یعنی احکامِ الٰہی کی خلاف ورزی کے انجامِ بد سے

ڈرنے والے اور احکامِ الٰہی کی سرفروشانہ تعمیل کرنے والے ہیں۔ یہاں متقی کی تعریف متعین ہوتی ہے)

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا كُتِبَ عَلَيۡكُمُ الۡقِصَاصُ فِى الۡقَتۡلٰى ؕ

اے ایمان والو (عمداً قتل کیے جانے والوں کے بارے میں) تم کو مقتولوں کے بارے میں قصاص کا حکم دیا جاتا ہے۔ (یعنی خون کا بدلہ خون سے لیا جاسکتا ہے)

اَلۡحُرُّ بِالۡحُرِّ وَالۡعَبۡدُ بِالۡعَبۡدِ وَالۡاُنۡثٰى بِالۡاُنۡثٰى ؕ

آزاد شخص کے بدلے آزاد اور غلام کے بدلے غلام اور عورت کے بدلے عورت (قتل کیے جائیں)

فَمَنۡ عُفِىَ لَهٗ مِنۡ اَخِيۡهِ شَىۡءٌ

ہاں جس کو اس کے فریق کی طرف سے کچھ معافی ہو جائے (یعنی پوری معافی نہ ہو)

فَاتِّبَاعٌ ۢ بِالۡمَعۡرُوۡفِ وَاَدَآءٌ اِلَيۡهِ بِاِحۡسَانٍ ؕ

تو (اس صورت میں) بہ طریق احسن (خوں بہا) کا مطالبہ کرنا اور خوش خوئی کے ساتھ (خوں بہا) ادا کرنا چاہئے۔

ذٰلِكَ تَخۡفِيۡفٌ مِّنۡ رَّبِّكُمۡ وَرَحۡمَةٌ ؕ

یہ (قانونِ دیت وعفو) سزا میں تخفیف (کمی) تمہارے پروردگار کی طرف سے (ایک شاہانہ رعایت و) مہربانی ہے۔ منزل ۱

فَمَنِ اعۡتَدٰى بَعۡدَ ذٰلِكَ فَلَهٗ عَذَابٌ اَلِيۡمٌ ۝۱۷۸

اس کے بعد جو کوئی زیادتی کرے گا تو اس کے لیے دردناک عذاب ہے (یعنی مقتول کے ورثا معافی سے پھر جائیں یا قتل خوں بہا نہ دے)

وَلَكُمۡ فِى الۡقِصَاصِ حَيٰوةٌ يّٰۤاُولِى الۡاَلۡبَابِ لَعَلَّكُمۡ تَتَّقُوۡنَ ۝۱۷۹

اور قصاص کے حکم میں تمہاری زندگی (حیاتِ اجتماعی کے تحفظ کا سامان) ہے۔ اے سمجھ بوجھ سے کام لینے والو (تمہیں یہ احکام اس لیے دیئے گئے ہیں کہ) تم (خوں ریزی سے) بچو۔

كُتِبَ عَلَيۡكُمۡ اِذَا حَضَرَ اَحَدَكُمُ الۡمَوۡتُ اِنۡ تَرَكَ خَيۡرَا ۖۚ

(اور یہ بھی مقصد ہے کہ خون خرابہ کا انسداد ہو) تم پر (یہ وصیت) فرض کیا جاتا ہے۔ جب تم میں سے کسی کی موت کا وقت قریب آجائے۔ اگر ترکہ میں کچھ مال چھوڑ جانے والا ہو۔ تو

اۨلۡوَصِيَّةُ لِلۡوَالِدَيۡنِ وَالۡاَقۡرَبِيۡنَ بِالۡمَعۡرُوۡفِ ۚ

ماں باپ اور قریبی رشتہ داروں کے لیے دستور کے مطابق وصیت کر جائے۔

حَقًّا عَلَى الْمُتَّقِيْنَ ﴿١٨٠﴾
متقین پر (والدین وقریبی رشتہ داروں کا) یہ حق ہے۔

توضیح: وصیت کے مسئلہ میں آئمہ فقہا میں اختلاف ہے کہ وصیت کرے اور نہ کرے۔اس اختلاف کو نزاعی نہیں بنانا چاہیئے بلکہ اس میں راجح اور مرجوح کا فرق ہے۔

فَمَنْۢ بَدَّلَهٗ بَعْدَ مَا سَمِعَهٗ
لہٰذا جو کوئی وصیت کو سننے کے بعد بدل ڈالے۔

فَاِنَّمَآ اِثْمُهٗ عَلَى الَّذِيْنَ يُبَدِّلُوْنَهٗ ؕ
تو اس کہ بدلنے کا گناہ انھیں لوگوں پر ہے جو اس کو بدلیں۔

اِنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ﴿١٨١﴾
بے شک اللہ تعالیٰ سننے والے ہیں (یعنی ہر عمل سے باخبر رہتے ہیں)

فَمَنْ خَافَ مِنْ مُّوْصٍ جَنَفًا اَوْ اِثْمًا
لہٰذا جو کوئی وصیت کرنے والے کی طرف سے (کسی وارث کی) طرف داری یا حق تلفی کا اندیشہ رکھے۔
(یعنی عمداً ظلم کا ارتکاب کرے۔کسی کو حق سے محروم کردے)

فَاَصْلَحَ بَيْنَهُمْ فَلَآ اِثْمَ عَلَيْهِ ؕ
تو (وصیت کو بدل کر) ورثاء میں صلح کرادے تو اس پر کوئی گناہ نہیں۔ ۲۲ ع ۲

اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿١٨٢﴾
بے شک اللہ تعالیٰ بڑے ہی بخشنے والے رحم فرمانے والے ہیں۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ
اے لوگو جو ایمان لائے ہو تم پر روزے فرض کیے گئے ہیں جس طرح تم سے پہلے کی اُمتوں پر فرض کیے گئے تھے۔

لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ ﴿١٨٣﴾
تا کہ تم پرہیز گار بنو۔

تشریح: روزہ میں کھانے پینے کے اوقات بدلے گئے ہیں۔طلوعِ آفتاب سے غروبِ آفتاب تک کھانے پینے کے بجائے غروبِ آفتاب سے صبح صادق تک کھانے پینے کی اجازت ہے۔اس طرح جائز خواہشات کو بھی قابو میں رکھنے کا ملکہ پیدا ہوتا ہے اور یہی تقویٰ اور تزکیہ ہے۔روزے کی بدولت انسان میں رفتہ رفتہ پرہیز گاری پیدا ہوتی ہے۔نیز مومن مردِ مجاہد ہوتا ہے اور مجاہد کیلئے ضروری ہے کہ کھانے پینے کے اوقات کا ایسا پابند نہ رہے کہ اس کی مجاہدانہ مساعی میں کوئی رکاوٹ پیدا ہو۔

اَيَّامًا مَّعْدُوْدٰتٍ ؕ
(یہ روزے) گنتی کے چند دن ہیں (اس میں بھی استثنٰی یہ ہے کہ)

فَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ مَّرِيْضًا اَوْ عَلٰى سَفَرٍ
لہٰذا تم میں جو شخص بیمار ہو یا سفر کی حالت ہو تو

فَعِدَّةٌ مِّنْ اَيَّامٍ اُخَرَ ؕ
دوسرے دنوں میں روزوں کا شمار پورا کرے (یعنی قضاء روزے رکھے)

وَعَلَى الَّذِيْنَ يُطِيْقُوْنَهٗ فِدْيَةٌ طَعَامُ مِسْكِيْنٍ ؕ

اوران لوگوں پر جوفدیہ دینے کی طاقت رکھتے ہیں روزے کے بدلے مسکین ومحتاج کوکھانا کھلائے۔

توضیح: سفر یا بیماری کی وجہ سے روزہ نہ رکھ سکے توفوراً فدیہ دے دے۔ اگر چہ قضاء روزہ رکھنے کی نیت ہو۔

فَمَنْ تَطَوَّعَ خَيْرًا فَهُوَ خَيْرٌ لَّهٗ ؕ

لہٰذا جوکوئی خوشدلی کے ساتھ نیک کام کرے وہ اسی کیلئے بہتر ہے۔

توضیح: صحت یاب ہونے یا سفر سے واپسی پر روزہ رکھ لے تو یہ شکل تطوع کی ہے۔

وَاَنْ تَصُوْمُوْا خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ﴿۱۸۴﴾

اوراگرتم روزے رکھ لوتوتمہارے ہی لیے بہتر ہے۔ اگرتم سمجھو۔

شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِيْٓ اُنْزِلَ فِيْهِ الْقُرْاٰنُ

رمضان وہ مہینہ ہے جس میں قرآن نازل کیا گیا۔

هُدًى لِّلنَّاسِ وَبَيِّنٰتٍ مِّنَ الْهُدٰى وَالْفُرْقَانِ

جس میں لوگوں کے لیے ہدایتیں ہیں اور ہدایتیں نہایت ہی واضح ہیں اور (قرآن) حق و باطل کو الگ الگ کرنے والا ہے (صحیح اور غلط کو پرکھنے کا معیار ہے)

توضیح: قرآن کا بنیادی وصف هُدًى لِّلنَّاسِ۔ فرقان۔ بتیان ہے۔ یعنی قرآنِ مجید میں ہدایتِ عامّہ کا سامان ہے۔ اس کی تعلیم فہم عامّہ کے مطابق ہے۔ جس کے ذریعہ حق و باطل میں پوری پوری تمیز کی جاسکتی ہے۔ تزکیہ وتطہیر کا ہر حکم وہدایت واضح اور صاف صاف ہے۔ کوئی پیچیدگی یا مشکل نہیں ہے۔

فَمَنْ شَهِدَ مِنْكُمُ الشَّهْرَ فَلْيَصُمْهُ ؕ

لہٰذا تم میں سے جوشخص اس مہینے کے روزے رکھے۔

وَمَنْ كَانَ مَرِيْضًا اَوْ عَلٰى سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِّنْ اَيَّامٍ اُخَرَ ؕ

اور جوکوئی مریض ہو یا سفر میں ہوتو دوسرے دنوں میں اس کی قضاء کرے۔

يُرِيْدُ اللّٰهُ بِكُمُ الْيُسْرَ وَلَا يُرِيْدُ بِكُمُ الْعُسْرَ ۫

(یہ سہولت اس لیے دی گئی ہے کہ) اللہ تعالیٰ تم پر آسانیاں چاہتے ہیں اورتم پر سختی کرنانہیں چاہتے۔

وَلِتُكْمِلُوا الْعِدَّةَ

اور (یہ آسان حکم اس لیے دیا گیا ہے) تاکہ تم ایک ماہ کی مدّت پوری کرسکو۔

وَلِتُكَبِّرُوا اللّٰهَ عَلٰى مَا هَدٰىكُمْ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ﴿۱۸۵﴾

اور اس احسان کے بدلے کہ اللہ تعالیٰ نے تم کو (قرآن کے ذریعہ) ہدایتیں بخشیں (اور عذر کی صورت میں قضاء کرنے کی سہولت عطا فرمائی) اور تاکہ تم اللہ تعالیٰ کا شکر کرو۔

منزل ۱

توضیح: روزوں کی تکمیل پر عید کے دن اللہ تعالیٰ کی کبریائی حمد وثنا کرنے اور شکر بجالانے کا جو مسنون طریقہ ہے وہ اسی حکم کی عملی شکل ہے جس میں تکبیر بھی ہے اور دعائیں بھی۔

وَاِذَا سَاَلَكَ عِبَادِيْ عَنِّيْ فَاِنِّيْ قَرِيْبٌ ؕ — اور جب میرے بندے میرے متعلق دریافت کریں تو (آپ کہہ دیجئے) میں قریب ہی ہوں۔

توضیح: قریب ہونے کا علم اس لیے دیا جارہا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے بندے ہر حاجت وضرورت میں ہر وقت اپنے ربِّ اعلیٰ وعظیم ہی کو پکاریں۔

اُجِيْبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ ۙ — جب کوئی پکارنے والا مجھے پکارتا ہے تو میں اس کی دعا قبول کرتا ہوں۔

فَلْيَسْتَجِيْبُوْا لِيْ وَلْيُؤْمِنُوْا بِيْ لَعَلَّهُمْ يَرْشُدُوْنَ ﴿۱۸۶﴾ — لہٰذا انھیں چاہئے کہ میرے احکام کو مانیں (تعلیماتِ الٰہی کو قبول کریں) اور مجھ ہی پر اعتماد ویقین رکھیں تاکہ وہ راہِ راست پاسکیں۔

توضیح: احکامِ الٰہی کو قبول کرنے کے بعد تعمیل احکام میں کوئی تکلیف پہنچے یا عدم قبولیت دعا پر انقباض پیدا ہوجائے تو ہر صورت کو اپنے لیے مفید سمجھے کیونکہ اللہ کی ہر تجویز حکیمانہ ہے لہٰذا اعتماد علی اللہ کے بغیر کوئی راہِ رشد حاصل نہیں کرسکتا۔

اُحِلَّ لَكُمْ لَيْلَةَ الصِّيَامِ الرَّفَثُ اِلٰى نِسَآئِكُمْ ؕ — (رمضان کے) روزوں کی راتوں میں تمہارے لیے اپنی بیویوں سے مقاربت جائز کردی گئی ہے۔
(اس سے قبل دوسری قوموں کی طرح تم بھی رمضان کی راتوں میں اپنی عورتوں سے الگ رکھے جاتے تھے)

هُنَّ لِبَاسٌ لَّكُمْ وَاَنْتُمْ لِبَاسٌ لَّهُنَّ ؕ — وہ تمہارے لیے لباس ہیں اور تم ان کے لیے (یعنی وہ تمہارے لیے حرام کاری سے بچنے کا ذریعہ ہیں اور تم ان کے لیے)

توضیح: زن وشوہر کا تعلق جسم ولباس کا سا ہے جس طرح لباس سے جسم کو راحت ملتی ہے اسی طرح زن وشو کا قرب بھی ایک دوسرے کی تسکین وراحت اور حرام کاری سے بچنے کا ذریعہ ہے۔

عَلِمَ اللّٰهُ اَنَّكُمْ كُنْتُمْ تَخْتَانُوْنَ اَنْفُسَكُمْ — اللہ تعالیٰ جانتے ہیں کہ تم اپنے نفس کے حق میں خیانت کے مرتکب ہوا کرتے تھے (یعنی اجازت سے قبل رمضان کی راتوں میں اپنی بیویوں سے خواہش نفس کی تکمیل کیا کرتے تھے۔)

فَتَابَ عَلَيْكُمْ وَعَفَا عَنْكُمْ ۚ — (ندامت ومعذرت پر) اللہ تعالیٰ نے تم پر مہربانی کی اور تم سے درگزر فرمایا (یعنی تمہاری اس حرکت کو معاف کردیا)

منزل ۱

فَالْـٰٔنَ بَاشِرُوْهُنَّ وَابْتَغُوْا مَا كَتَبَ اللّٰهُ لَكُمْ ۪	اب تم (رمضان کی راتوں میں) اس سے مباشرت کر سکتے ہو اور اللہ تعالیٰ نے جو کچھ تمہارے لیے مقرر کیا ہے اس کا سامان کرو۔ (یعنی مطلب یہ کہ یہی مقاربت تمہارے لیے صاحبِ اولاد ہونے کا ذریعہ ہے)
وَكُلُوْا وَاشْرَبُوْا حَتّٰى يَتَبَيَّنَ لَكُمُ الْخَيْطُ الْاَبْيَضُ مِنَ الْخَيْطِ الْاَسْوَدِ مِنَ الْفَجْرِ ۪	اور کھاؤ اور پیو یہاں تک کہ تم پر صبح کی سفید دھاری رات کی سیاہ دھاری سے نمودار ہونے لگے۔
ثُمَّ اَتِمُّوا الصِّيَامَ اِلَى الَّيْلِ ۚ	پھر (سپیدئی سحر نمودار ہونے کے بعد سے) غروبِ آفتاب تک روزہ پورا کرو۔
وَلَا تُبَاشِرُوْهُنَّ وَاَنْتُمْ عٰكِفُوْنَ ۙ فِي الْمَسٰجِدِ ۭ	اور جب تم مسجدوں میں معتکف رہو تو بیویوں سے مباشرت نہ کرو۔ (اس سے ظاہر ہے کہ کسی خاص ضرورت سے گھر جا سکتے ہیں۔ مثلاً حاجتِ ضروری وغیرہ، لیکن اعتکاف کی حالت میں بی بیوں کے ساتھ صحبت و بوس و کنار سب حرام ہے)
تِلْكَ حُدُوْدُ اللّٰهِ فَلَا تَقْرَبُوْهَا ۭ	یہ اللہ تعالیٰ کے مقرر کیے ہوئے حدود ہیں۔ (یعنی اللہ تعالیٰ کی منع اور حرام کی ہوئی چیزیں ہیں) ان کے قریب بھی جانے کا خیال دل میں نہ آنا چاہیئے۔
كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ اٰيٰتِهٖ لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَتَّقُوْنَ ﴿۱۸۷﴾	اس طرح اللہ تعالیٰ لوگوں کی ہدایت کے لیے اپنے احکام صاف صاف بیان فرماتے ہیں تاکہ وہ پرہیزگار بنیں (ایسی منع کی ہوئی چیزوں سے بچیں دینی احکام تزکیہ و تطہیر کے لیے ہیں اس لیے روزے میں تقوے کی نیت ضروری ہے)
وَلَا تَاْكُلُوْٓا اَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ وَتُدْلُوْا بِهَآ اِلَى الْحُكَّامِ لِتَاْكُلُوْا فَرِيْقًا مِّنْ اَمْوَالِ النَّاسِ	اور آپس میں ایک دوسرے کا مال ناحق نہ کھاؤ۔ اور نہ اس کو (رشوت کے ذریعے) حُکّام کے پاس پہنچاؤ۔ تاکہ (ناجائز اور غیر منصفانہ طریقہ سے فیصلہ کراؤ اور) لوگوں کے مال کا کچھ حصہ ناحق کھا جاؤ۔

منزل ۱

بِالۡاِثۡمِ — (اس آیت سے رشوت وظلم وزیادتی کی حرمت ثابت ہوتی ہے)

وَاَنۡتُمۡ تَعۡلَمُوۡنَ﴿۱۸۸﴾ — اورتم جانتے ہوکہ (یہ سب کام حرام ہیں)

یَسۡـَٔلُوۡنَكَ عَنِ الۡاَهِلَّةِ ؕ — اے نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) لوگ آپ سے چاند کے بارے میں پوچھتے ہیں (کہ یہ بڑھتا اور گھٹتا کیوں ہے)

قُلۡ هِىَ مَوَاقِيۡتُ لِلنَّاسِ وَالۡحَجِّ ؕ — کہیئے کہ وہ لوگوں کیلئے دن تاریخ اور اوقاتِ حج معلوم کرنے کا ذریعہ ہے۔

وَلَيۡسَ الۡبِرُّ بِاَنۡ تَاۡتُوا الۡبُيُوۡتَ مِنۡ ظُهُوۡرِهَا — اور نیکی اس بات میں نہیں ہے کہ (احرام کی حالت میں) تم اپنے گھروں میں اس کی پچھلی دیوار سے پھاند کر آؤ۔

توضیح: جب لوگ حج کے لیے گھر سے نکل جاتے اور پھر کسی ضرورت سے گھر واپس آنا پڑتا تو وہ گھر کے دروازے سے داخل ہونے کے بجائے گھر کی پچھلی دیوار پھاند کر آنے کو نیکی سمجھتے تھے۔ یہ ان کے اپنے من گھڑت طریقہ تھے۔ اور افترائی باتیں تھیں۔ ان میں نیکی کا تصور ہی غلط تھا۔

وَلٰكِنَّ الۡبِرَّ مَنِ اتَّقٰى ۚ — اصل نیکی یہ ہے کہ انسان اللہ تعالیٰ کی ناراضی سے بچے۔

توضیح: اللہ تعالیٰ کے اوامر ونواہی پر عمل پیرا ہونا ہی بہت بڑی نیکی ہے۔ جس معاملے میں اللہ رسول کا کوئی حکم نہ ہو اس کو اپنی طرف سے ایجاد کرنا اور نیکی سمجھنا بڑی غلطی ہے۔

وَاۡتُوا الۡبُيُوۡتَ مِنۡ اَبۡوَابِهَا ۖ — اور گھر واپس ہونا پڑے تو (سیدھے سادے طریقہ پر) گھر کے دروازے سے آیا کرو۔

وَاتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمۡ تُفۡلِحُوۡنَ﴿۱۸۹﴾ — اور اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو۔ تاکہ تم فلاحِ آخرت پاسکو۔ (جتنا خوفِ الٰہی دل میں ہوگا اتنا ہی اللہ رسول کے احکام کا پابند ہوگا)

توضیح: اس آیت سے بدعت کا امتناع ثابت ہوتا ہے۔ اپنی طرف سے کوئی کام نیکی سمجھ کر اختیار کرنا نیکی نہیں ہے نیکی دراصل اللہ تعالیٰ سے ڈرنے اور احکامِ الٰہی کی خلاف ورزی سے بچنے کا نام ہے۔ احکامِ الٰہی کی تعلیم ہی سے ہم کو معلوم ہو سکے گا کہ ہم میں کتنا خوف اور کتنی اطاعت ہے۔

وَقَاتِلُوۡا فِىۡ سَبِيۡلِ اللّٰهِ الَّذِيۡنَ يُقَاتِلُوۡنَكُمۡ وَلَا تَعۡتَدُوۡا ؕ — اور تم اللہ تعالیٰ کی راہ میں ان لوگوں سے لڑتے رہو جو تم سے لڑتے ہیں۔ (اور عہد شکنی کرتے ہیں) اور تم حد سے نہ نکلو یعنی زیادتی نہ کرو۔ (معاہدے کی خلاف ورزی میں پہل بھی زیادتی کی تعریف میں آتی ہے)

اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِيْنَ ﴿۱۹۰﴾	اللہ تعالی زیادتی کرنے والوں کو پسند نہیں فرماتے۔
وَاقْتُلُوْهُمْ حَيْثُ ثَقِفْتُمُوْهُمْ	اور (جب قتال شروع ہوجائے تو) ان کافروں کو جہاں پاؤ قتل کرو۔
وَاَخْرِجُوْهُمْ مِّنْ حَيْثُ اَخْرَجُوْكُمْ	اور جہاں سے انھوں نے تم کو نکالا ہے (یعنی مکہ سے) وہاں سے تم بھی انکو نکال دو (یعنی انکو اتنا مارو کہ (مکہ سے) بھاگ جانے پر مجبور ہوجائیں)
وَالْفِتْنَةُ اَشَدُّ مِنَ الْقَتْلِ ۚ	اور (دین سے گمراہ کرنے کا) فتنہ قتل وخوں ریزی سے کہیں بڑھ کر ہے۔

توضیح: قتل اگر چہ کہ کوئی اچھی چیز نہیں ہے کہ اس میں انسانوں کی خوں ریزی ہے مگر شہر مکہ میں دینِ اسلام کے خلاف کفّار مشرکینِ مکہ کی سرگرمیاں دینِ اسلام کو مٹانے کی کوشش قتل سے بھی زیادہ انسانوں کے لیے موجبِ بربادی تھی، اس لیے اس فتنۂ عظیم سے بچنے کے لیے ان کا قتل مستحسن قرار دیا گیا۔ کفّار مکّہ کے لیے دو ہی صوتیں تھیں یا تو وہ مسلمان ہوجائیں یا انھیں قتل کردیا جائے۔ ان سے جزیہ قبول نہ کیا جائے گا۔

وَلَا تُقٰتِلُوْهُمْ عِنْدَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ حَتّٰى يُقٰتِلُوْكُمْ فِيْهِ ۚ	اور جب تک وہ تم سے مسجد محترم (خانۂ کعبہ کے پاس) لڑنے کی ابتدا نہ کریں تم بھی وہاں ان سے نہ لڑو۔
فَاِنْ قٰتَلُوْكُمْ فَاقْتُلُوْهُمْ ؕ كَذٰلِكَ جَزَآءُ الْكٰفِرِيْنَ ﴿۱۹۱﴾	پھر اگر وہ (اپنے کفر سے) باز آجائیں (اسلام قبول کرلیں) تو کفار (وہاں) تم سے لڑنے کی ابتدا کریں تو تم انھیں قتل کرو۔ کافروں کی یہی سزا ہے۔
فَاِنِ انْتَهَوْا فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۱۹۲﴾	پھر اگر وہ اللہ تعالیٰ بڑے ہی بخشنے والے رحم فرمانے والے ہیں (انھیں معاف کردیں گے)
وَقٰتِلُوْهُمْ حَتّٰى لَا تَكُوْنَ فِتْنَةٌ وَّيَكُوْنَ الدِّيْنُ لِلّٰهِ ؕ	اور ان سے اس وقت تک لڑتے رہو کہ کفر مغلوب ہوجائے اور دین خالص اللہ ہی کا ہوجائے۔
فَاِنِ انْتَهَوْا فَلَا عُدْوَانَ اِلَّا عَلَى الظّٰلِمِيْنَ ﴿۱۹۳﴾	پھر اگر وہ کفر سے باز آجائیں تو ظالموں کے سوا کسی پر زیادتی نہ کرنی چاہیئے۔

توضیح: اسلام میں قتل کی اجازت اس لیے ہے کہ فتنہ یعنی غلبۂ کفر ختم ہوجائے۔

اَلشَّهْرُ الْحَرَامُ بِالشَّهْرِ الْحَرَامِ	احترام کے مہینہ کا بدل احترام ہی کا مہینہ ہے۔

منزل ۱

وَالْحُرُمٰتُ قِصَاصٌ ؕ — اور ادب واحترام کی چیزیں ایک دوسرے کا بدلہ ہیں۔

توضیح : ادب واحترام کے بھی مہینے ہیں۔ان کا احترام اسی وقت تک ہے۔ جب تک کہ دوسرا فریق بھی ان کا احترام کرے۔کفاران مہینوں کا احترام نہ کریں تو مسلمان بھی ان مہینوں میں بدلہ لینے کے مجاز ہیں۔

فَمَنِ اعْتَدٰى عَلَيْكُمْ فَاعْتَدُوْا عَلَيْهِ بِمِثْلِ مَا اعْتَدٰى عَلَيْكُمْ ۪ — لہٰذا (ادب واحترام کے مہینوں میں) جوکوئی تم پر زیادتی کرے توتم بھی اس پر ویسی ہی زیادتی کرو۔جیسی کہ اس نے تم پر کی ہے۔

وَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ مَعَ الْمُتَّقِيْنَ ﴿۱۹۴﴾ — تم پر جوہتھیار اٹھائے تم بھی اس پر ہتھیار چلاؤ دوسروں پرہتھیار نہ اٹھاؤ۔ اور اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو (اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کے انجامِ بد کو مستحضر رکھو) اور یقین رکھو کہ اللہ تعالیٰ متقین کے ساتھ ہیں (ان کی ہر طرح مدد کرتے ہیں)

توضیح : بار بار ؕ وَاتَّقُوا اللّٰهَ کی تاکید سے ظاہر ہے کہ خوفِ الٰہی ایمان کا ایک لازمی جزو ہے۔دراصل ایمان میں اقرارِ اطاعت ہے اور خوفِ الٰہی سے اطاعت کا سرفروشانہ جذبہ پیدا ہوتا ہے۔اس لیے بعض مفکرین نے اطاعت کے نہ ہونے پر ایمان کی نفی کا حکم لگایا ہے اور یہی بات قرآنی تعلیم وتفہیم کے بہت قریب ومطابق ہے۔اطاعت میں نقص دراصل ایمان ہی کا نقص ہے۔ منزل ۱

وَاَنْفِقُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَلَا تُلْقُوْا بِاَيْدِيْكُمْ اِلَى التَّهْلُكَةِ ۚۛ — اور اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرو اور اپنے ہی ہاتھوں اپنی بربادی کا سامان نہ کرو (جہاد فی سبیل اللہ میں بخل سے کام نہ لو۔) ع ۱

وَاَحْسِنُوْا ۚۛ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۱۹۵﴾ — اور نیکی کرو (جہاد وانفاق فی سبیل اللہ کیے جاؤ) یقیناً اللہ تعالیٰ ایسے ہی نیکوکاروں کو پسند فرماتے ہیں:

وَاَتِمُّوا الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ لِلّٰهِ ؕ — اور اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کے لیے حج وعمرہ کو پورا کرو۔(اس طرح تکمیل کیے بغیر واپس نہ آؤ)

فَاِنْ اُحْصِرْتُمْ فَمَا اسْتَيْسَرَ مِنَ الْهَدْيِ ۚ — پھر اگر تم راہ میں روک لیے جاؤ یا کسی مصیبت میں گھر جاؤ تو قربانی کے جانور جو بھی میسّر ہوں (اونٹ گائے بکری) مقامِ مذبح (ذبح ہونے کی جگہ) پر بھجوادو۔

وَلَا تَحْلِقُوْا رُءُوْسَكُمْ حَتّٰى يَبْلُغَ — اور اپنے سروں کو نہ منڈھواؤ جب تک کہ قربانی کے جانور اپنی جگہ پہنچ نہ

الْهَدْيُ مَحِلَّهٗ ؕ

جائیں (حالتِ احرام ہی میں رہو) حالتِ احرام میں بال نکلوانے کی ممانعت ہے۔

فَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ مَّرِيْضًا اَوْ بِهٖٓ اَذًى مِّنْ رَّاْسِهٖ

لہٰذا تم میں سے کوئی بیمار ہو جائے یا اس کے سر میں کسی قسم کی تکلیف ہو (اور حالتِ احرام میں سر منڈھوائے تو)

فَفِدْيَةٌ مِّنْ صِيَامٍ اَوْ صَدَقَةٍ اَوْ نُسُكٍ ۚ

اس کے بدلے روزے رکھے یا صدقہ دے یا قربانی کرے

اس سلسلہ میں نبیٔ محترم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تین دن کے روزے رکھے یا چھ مسکینوں کو کھانا کھلائے یا کم از کم ایک بکری ذبح کی جائے

فَاِذَآ اَمِنْتُمْ ۟ فَمَنْ تَمَتَّعَ بِالْعُمْرَةِ اِلَى الْحَجِّ فَمَا اسْتَيْسَرَ مِنَ الْهَدْيِ

پھر جب تمہیں امن نصیب ہو جائے (اور تم حج کے لیے بہت پہلے مکہ پہنچ جاؤ) تو جو کوئی حج کے وقت تک عمرہ سے فائدہ اٹھائے یعنی حج و عمرہ کا ایک ہی احرام باندھے تو وہ قربانی کے جانوروں میں سے جو بھی قربانی میسّر ہو کرے۔

توضیح: اگر احرام عمرہ اور حج کا الگ الگ ہو تو حاجی پر قربانی ضروری نہیں، سوائے کفّارہ کے۔

منزل ۱

فَمَنْ لَّمْ يَجِدْ فَصِيَامُ ثَلٰثَةِ اَيَّامٍ فِي الْحَجِّ وَسَبْعَةٍ اِذَا رَجَعْتُمْ ؕ

پھر جس کسی کو قربانی نہ ملے (یا قربانی کی استطاعت نہ ہو) تو اسی وقت (دورانِ حج) تین روزے رکھے اور سات (روزے) جب تم اپنے گھر (وطن) واپس آجاؤ (تو رکھو)

تِلْكَ عَشَرَةٌ كَامِلَةٌ ؕ

(اس طرح) یہ پورے دس ہوئے۔

ذٰلِكَ لِمَنْ لَّمْ يَكُنْ اَهْلُهٗ حَاضِرِي الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ ؕ

یہ دس روزے ایک ساتھ نہ رکھنے کی اجازت اُن کے لیے ہے جن کے اہل و عیال مکّہ میں نہ رہتے ہوں۔

وَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ ﴿۱۹۶﴾ ع ۲۴ / ۸

اور اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو (کہ شرائط حج یا کسی امر کی خلاف ورزی ہونے نہ پائے) اور خوب جان لو کہ (خلاف ورزی کی صورت میں) اللہ تعالیٰ سخت سزا دینے والے ہیں۔

اَلْحَجُّ اَشْهُرٌ مَّعْلُوْمٰتٌ ۚ

حج کے مہینے مخصوص و معروف ہیں (شوال، ذیقعدہ اور عشرۂ ذی الحجہ۔ محرم رجب) احترام

فَمَنْ فَرَضَ فِيْهِنَّ الْحَجَّ

تو جو کوئی ان مہینوں میں فرائض حج کے لیے روانہ ہو جائے۔

فَلَا رَفَثَ وَلَا فُسُوْقَ ۙ وَلَا جِدَالَ فِي الْحَجِّ ۭ
تو اس کو چاہیئے کہ (زمانہ حج میں یعنی احرام کی حالت میں) اپنی عورتوں سے اختلاط نہ کرے کسی قسم کی فحش گفتگو یا کوئی گناہ اور کسی قسم کا جھگڑا نہ کرے۔ (عام اجتماعات میں ایسی ایسی ہی برائیاں کی جاتی ہیں جن سے منع کیا گیا ہے۔)

وَمَا تَفْعَلُوْا مِنْ خَيْرٍ يَّعْلَمْهُ اللّٰهُ ڼ
اور تم جو بھی نیک کام کرتے رہو گے اللہ تعالیٰ اس کو جانتے ہیں۔

وَتَزَوَّدُوْا فَاِنَّ خَيْرَ الزَّادِ التَّقْوٰى ۡ
اور سفر حج کے لیے زادِ راہ ساتھ لے جاؤ اور سب سے بہتر زادِ راہ پرہیز گاری ہے۔

وَاتَّقُوْنِ يٰٓاُولِي الْاَلْبَابِ ۝۱۹۷
اور اے عقل والو (سمجھ بوجھ سے کام لینے والو) مجھ ہی ڈرتے رہو (میرے احکام کی خلاف ورزی نہ کرو)

لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ اَنْ تَبْتَغُوْا فَضْلًا مِّنْ رَّبِّكُمْ ۭ
اگر حج کے ساتھ ساتھ تم اپنے رب کا فضل تلاش کرتے جاؤ تو کوئی مضائقہ نہیں۔

توضیح: حج کے ایام میں قبل اسلام کچھ اسبابِ تجارت بھی ساتھ رکھ لیے جاتے تھے۔ اسلام کے بعد شبہ ہوا کہ شاید یہ گناہ ہو۔ حق تعالیٰ نے ارشاد فرمایا اپنے رب کی رضا کے لیے سفر حج کرتے ہوئے تلاشِ معاش میں تم پر کچھ گناہ نہیں ہے۔ اگر یہ نیت ہو کہ تجارت کے نفع سے حج میں اعانت ہوگی تو اس کا بھی ثواب ملے گا۔

فَاِذَآ اَفَضْتُمْ مِّنْ عَرَفٰتٍ فَاذْكُرُوا اللّٰهَ عِنْدَ الْمَشْعَرِ الْحَرَامِ ۠
پھر جب میدانِ عرفات سے واپس ہونے لگو تو مشعر الحرام (مزدلفہ میں) اللہ تعالیٰ کا ذکر کرو (یعنی نمازِ مغرب وعشاء ملا کر پڑھو)

وَاذْكُرُوْهُ كَمَا هَدٰىكُمْ ۚ
اور اس کو (اللہ تعالیٰ کو) اس طرح یاد کرو۔ جیسا کہ تم کو (نبیٔ محترم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) ہدایت دی۔

وَاِنْ كُنْتُمْ مِّنْ قَبْلِهٖ لَمِنَ الضَّاۗلِّيْنَ ۝۱۹۸
اور تم اس سے قبل (مناسکِ حج کے تعلق سے) کھلی گمراہی میں تھے (یعنی غلط طریقہ سے ادا کیا کرتے تھے)

توضیح: یہاں ذکر سے مراد نماز ہے۔ پھر اس آیت میں ایک اجمالی حکم ہے جس کی عملی شکل متعین نہیں۔ اس کے بجائے حکم ہو رہا ہے کہ جس طرح تم کو ہدایت دی گئی ہے ظاہر ہے کہ یہ ہدایت دینے والے سوائے نبیؐ کے اور کون ہو سکتے ہیں، اہلِ قرآن کی رد کے لیے یہ آیت کریمہ ایک علمی دلیل ہے۔

وقف النبی ﷺ ۱۲

منزل ۱

ثُمَّ اَفِيْضُوْا مِنْ حَيْثُ اَفَاضَ النَّاسُ — پھر جہاں سے اورلوگ واپس ہوتے ہوں وہیں سے تم بھی واپس ہوا کرو۔

توضیح: حاجیوں کے لیے حکم ہے کہ بعد مغرب میدانِ عرفات سے نکل جائیں اور نمازِ مغرب وعشاء مقام مشعر الحرام میں ایک ساتھ پڑھیں۔ مشعر الحرام عرفات ومنیٰ کے درمیان ایک مقام ہے۔

وَاسْتَغْفِرُوا اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۱۹۹﴾ — اور اللہ تعالیٰ سے بخشش چاہو۔ بے شک اللہ تعالیٰ بڑے ہی بخشنے والے اور رحم فرمانے والے ہیں۔

توضیح: توبہ واستغفار کے بعد اللہ تعالیٰ کی بخشش ورحمت متعلق ہوتی ہے۔

فَاِذَا قَضَيْتُمْ مَّنَاسِكَكُمْ — پھر جب تم مناسکِ حج سے فارغ ہوجاؤ۔

فَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَذِكْرِكُمْ اٰبَآءَكُمْ — تو اللہ تعالیٰ کا ذکر کیا کرو جس طرح تم اپنے باپ دادا کا ذکر کرتے ہو۔

اَوْ اَشَدَّ ذِكْرًا ؕ — بلکہ اس سے بھی زیادہ۔

توضیح: زمانۂ جاہلیت میں طریقہ تھا کہ جب مناسکِ حج سے فارغ ہوجاتے تو مقامِ منیٰ میں ہر قبیلہ اپنے آباء واجداد کے خصوصی کارنامے بیان کرتا تاکہ لوگ اس سے متاثر ہوں اور قبائل کے شرف وبزرگی کا اعتراف کرلیں۔ اب یہاں حکم دیا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی عظمت واکرام کو بیان کروتاکہ سننے والوں کے قلوب میں خوفِ الٰہی وحُبِّ الٰہی پیدا ہو۔

فَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّقُوْلُ رَبَّنَآ اٰتِنَا فِي الدُّنْيَا — لوگوں میں بعض ایسے بھی ہیں جو کہتے ہیں اے ہمارے پروردگار ہمیں دنیا ہی میں (سب کچھ) دے دیجئے۔

وَمَا لَهٗ فِي الْاٰخِرَةِ مِنْ خَلَاقٍ ﴿۲۰۰﴾ — اور ایسے شخص کو آخرت میں کوئی حصہ نہ ملے گا۔

(کیونکہ یہ آخرت کا منکر ہے)

توضیح: حج سے فارغ ہونے کے بعد جہالت کے زمانے میں لوگ اللہ تعالیٰ سے صرف دنیا ہی کے فوائد مانگتے تھے اور دنیا ہی کے مصائب سے محفوظ رہنے کی دعائیں کرتے تھے۔ ایسے طالبانِ دنیا کیلئے سنتِ الٰہی یہ ہے کہ آخرت میں کوئی حصہ نہ پائیں۔

وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّقُوْلُ رَبَّنَآ اٰتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً — اور ان میں بعض ایسے بھی ہیں جن کی دعا یہ ہوتی ہے "اے ہمارے پروردگار ہمیں دنیا میں بھی نعمت وعافیت عطا کیجئے۔

وَّفِي الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ ﴿۲۰۱﴾ — اور آخرت میں رحمت واحسان سے سرفرازی بخشئے اور ہم کو دوزخ کی آگ سے بچائے رکھیئے۔

منزل ۱

النصف

أُولٰٓئِكَ لَهُمْ نَصِيْبٌ مِّمَّا كَسَبُوْا — یہی لوگ ہیں جن کے لیے ان کے نیک اعمال کا بھرپور بدل ملے گا۔

وَاللّٰهُ سَرِيْعُ الْحِسَابِ ﴿۲۰۲﴾ — اور اللہ تعالیٰ بہت جلد حساب لینے والے ہیں۔

وَاذْكُرُوا اللّٰهَ فِيْٓ اَيَّامٍ مَّعْدُوْدٰتٍ ؕ — اور گنتی کے ان چند دنوں میں اللہ تعالیٰ کو یاد کیا کرو۔ (یعنی مشعر الحرام سے واپسی پر مقامِ منٰی میں بقیہ مناسکِ حج کے لیے ٹھہرے رہو۔)

فَمَنْ تَعَجَّلَ فِيْ يَوْمَيْنِ فَلَآ اِثْمَ عَلَيْهِ ۚ — پھر جو شخص دو ہی دن میں (مکّہ واپس آنے میں) جلدی کرے تو اس پر کوئی گناہ نہیں۔

وَمَنْ تَاَخَّرَ فَلَآ اِثْمَ عَلَيْهِ ۙ لِمَنِ اتَّقٰى ؕ — اور جو شخص تاخیر کرے (یعنی دو دن سے زیادہ منٰی میں ٹھہرا رہے) اس پر بھی کچھ گناہ نہیں۔ (یہ رعایت) اس شخص کے لیے جو (احکامِ الٰہی کی خلاف ورزی کے انجام سے) ڈرتا ہو۔ (اصل چیز خوفِ الٰہی ہے)

وَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّكُمْ اِلَيْهِ تُحْشَرُوْنَ ﴿۲۰۳﴾ — اور اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو (یعنی اللہ تعالیٰ کی نافرمانی سے بچتے رہو) اور اچھی طرح جان لو کہ تم (اپنے اعمال کی جواب دہی کے لیے) اس کی طرف جمع کیے جاؤ گے۔

منزل ۱

وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يُّعْجِبُكَ قَوْلُهٗ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا — اور لوگوں میں سے کوئی ایسا بھی ہے جس کی گفتگو (دنیوی اعتبار سے) آپؐ کو بہت ہی بھلی لگتی ہے۔

وَيُشْهِدُ اللّٰهَ عَلٰى مَا فِيْ قَلْبِهٖ ۙ — اور اپنی نیک نیتی پر وہ بار بار اللہ تعالیٰ کو گواہ ٹھہراتا ہے۔ (یعنی کہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ شاہد ہیں۔ مجھے حق وصداقت پسند ہے اس لیے میں مسلمانوں کا بڑا ہی ہمدرد وخیر خواہ ہوں۔)

وَهُوَ اَلَدُّ الْخِصَامِ ﴿۲۰۴﴾ — حالانکہ وہ بڑا ہی جھگڑالو اور آپؐ کا شدید مخالف ہے۔

توضیح: اخنس بن شریق نامی ایک بڑا ہی فصیح اللسان شخص تھا حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر قسمیں کھا کھا کر اپنا مسلمان ہونا بیان کرتا۔ اس کی گفتگو محض دنیوی غرض سے ہوتی کہ اپنے اظہار اسلام سے مسلمانوں کی طرح قرب حاصل کرے۔ اس کی فصاحت وبلاغت آمیز باتیں آپؐ کو بھلی معلوم ہوتیں۔ اسی کا ذکر ہے۔

وَاِذَا تَوَلّٰى سَعٰى فِي الْاَرْضِ — اور جب یہ (منافق) آپؐ کی مجلس سے پیٹھ پھیر کر چلا جاتا (یا حکمران

لِيُفْسِدَ فِيْهَا — ہوتا ہے) تو شہر میں فتنہ وفساد مچاتا پھرتا ہے (لوگوں کی ایذا رسانی میں لگ جاتا ہے)

وَيُهْلِكَ الْحَرْثَ وَالنَّسْلَ ؕ — اور کھیتی ونسل انسانی وحیوانی کی تباہی وبربادی کا باعث بنتا ہے۔

وَاللّٰهُ لَا يُحِبُّ الْفَسَادَ ﴿۲۰۵﴾ — اور اللہ تعالیٰ فساد کو پسند نہیں فرماتے (دین حق کے خلاف جدوجہد فساد فی الارض ہے)

وَاِذَا قِيْلَ لَهُ اتَّقِ اللّٰهَ — اور جب اس سے کہا جاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ سے ڈرو
(ان مفسدانہ اعمال سے باز آ مخلوق خدا کی تباہی کا باعث نہ بن)

اَخَذَتْهُ الْعِزَّةُ بِالْاِثْمِ — تو وہ گناہ کے ذریعہ عزت حاصل کرنا چاہتا ہے۔
(یعنی غرور وقار اس کو مزید گناہوں میں پھنسا دیتا ہے برائیوں پر اور زیادہ جری ہو جاتا ہے اور اپنی مفسدانہ مغرورانہ روش ہی پر قائم رہتا ہے۔

فَحَسْبُهٗ جَهَنَّمُ ؕ وَلَبِئْسَ الْمِهَادُ ﴿۲۰۶﴾ — پھر اس کے لئے جہنم کافی ہے اور وہ بہت ہی برا ٹھکانا ہے۔

توضیح: جو لوگ اقتدار کے نشے میں مذہب کی پابندیوں سے بچنے کے لئے لامذہبیت کو اپناتے ہیں، مذہب کو تنگ نظری قرار دیتے ہیں۔ بے روک ٹوک شہوانی زندگی ہی ان کا مقصد حیات ہوتا ہے۔ ضبط تولید کے دل خوش کن الفاظ سے نسل انسانی کو تباہ کرنا ان کا محبوب ترین مشغلہ ہے۔ اپنے ان نظریات کی حمایت میں یک جہتی یگانگت ایک قومی نظریہ کے بے معنیٰ الفاظ گھڑ کر فساد فی الارض کا باعث بنتے ہیں۔

وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّشْرِيْ نَفْسَهُ ابْتِغَآءَ مَرْضَاتِ اللّٰهِ ؕ — اور لوگوں میں سے کوئی ایسا بھی ہے جو اللہ تعالیٰ کو راضی کرنے کے لئے اپنی جان تک قربان کر دیتا ہو۔
(رضائے الٰہی کے لئے مفاد دنیا اور ضرر دنیا کی پروا نہیں کرتا)

وَاللّٰهُ رَءُوْفٌۢ بِالْعِبَادِ ﴿۲۰۷﴾ — اور اللہ تعالیٰ اپنے بندوں پر بڑے ہی مہربان ہیں۔

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا ادْخُلُوْا فِي السِّلْمِ كَآفَّةً ۪ — اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو، اسلام میں پورے پورے داخل ہو جاؤ
(یعنی مفادِ دنیا کی خاطر احکامِ الٰہی کی خلاف ورزی نہ کرو۔ تمہارے طور وطریق معاملاتِ زندگی سب کے سب اسلام کے تابع ہونے چاہئیں۔)

وَّلَا تَتَّبِعُوْا خُطُوٰتِ الشَّيْطٰنِ ؕ — اور شیطان کے نقش قدم پر نہ چلو یعنی شیطان کی اتباع نہ کرو۔

منزل ۱

(شیطان تمہارے سامنے مفاد دنیا رکھ کر احکام الٰہی کی خلاف ورزی پر تم کو آمادہ کرتا ہے)

اِنَّهٗ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ ۲۰۸	بے شک وہ تمہارا کھلا دشمن ہے (اس سے ہر وقت باخبر رہنے کی ضرورت ہے۔) (کافروں کو بھی شیطان کی طرح مسلمانوں کا کھلا دشمن کہا گیا ہے)
فَاِنْ زَلَلْتُمْ مِّنْۢ بَعْدِ مَا جَآءَتْكُمُ الْبَيِّنٰتُ	تمہارے پاس (اس طرح) واضح اور تاکیدی احکام آجانے کے بعد اگر تم لڑکھڑا جاؤ۔
فَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ۲۰۹	تو جان لو کہ اللہ تعالیٰ بڑے ہی زبردست حکمت والے ہیں۔ (یعنی حکیمانہ تجاویز کی خلاف ورزی کے جو نتائج الحکیم نے مقرر کر رکھے ہیں وہ اٹل ہیں یقیناً وہ واقع ہو کر رہیں گے)
هَلْ يَنْظُرُوْنَ اِلَّآ اَنْ يَّاْتِيَهُمُ اللّٰهُ فِيْ ظُلَلٍ مِّنَ الْغَمَامِ	کیا یہ لوگ اس بات کے منتظر ہیں کہ اللہ تعالیٰ اور فرشتے ان کے پاس بادلوں کے سایہ میں (قطعی فیصلے کے لئے)
وَالْمَلٰٓئِكَةُ وَقُضِيَ الْاَمْرُ ؕ	آموجود ہوں اور ان کا کام تمام کردیں۔
وَاِلَى اللّٰهِ تُرْجَعُ الْاُمُوْرُ ۲۱۰	اور سارے معاملات (تصفیہ کے لئے) اللہ تعالیٰ ہی کے پاس پیش کئے جانے والے ہیں۔

ع ۲۵ / ۹

توضیح: اگر دنیا میں فوری طور پر عذاب نہ آئے بھی تو عذاب آخرت سے دوچار ہونا یقینی ہے۔ موت کے ساتھ ہی کسی نہ کسی مقرب الٰہی کی سفارش و کوشش سے بخش دیئے جانے کا عقیدہ بے بنیاد ہے۔ قیامت ہوگی اس دن حق تعالیٰ اپنے بندوں کے عقائد و اعمال کا محاسبہ فرمائیں گے اور عقائد و اعمال کے لحاظ سے جزاو سزا مل کر رہے گی۔

سَلْ بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ كَمْ اٰتَيْنٰهُمْ مِّنْ اٰيَةٍۭ بَيِّنَةٍ ؕ	(اے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) پوچھئے کہ ہم نے ان کو کتنے واضح احکام دیئے تھے (مگر انہوں نے اس کی تعمیل نہیں کی اور ان میں ردو بدل کردیا اور واقعہ یہ ہے کہ)
وَمَنْ يُّبَدِّلْ نِعْمَةَ اللّٰهِ مِنْۢ بَعْدِ مَا جَآءَتْهُ فَاِنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ ۲۱۱	جو کوئی اللہ تعالیٰ کی نعمت (نعمت دین) کو پالینے کے بعد اس میں (اپنی طرف سے) ردو بدل کردے تو یقیناً اللہ تعالیٰ ایسے مجرمین کو سخت ترین سزا دیتے ہیں۔

زُيِّنَ لِلَّذِيْنَ كَفَرُوا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا — کافروں کیلئے دنیا کی زندگی بڑی ہی دلکش وخوشنما بنادی گئی ہے۔

وَيَسْخَرُوْنَ مِنَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا م — وہ ان لوگوں کا مذاق اڑاتے ہیں جو ایمان لاتے ہیں۔ (جیسے حضرت بلالؓ وعمارؓ وغیرہ کا)

وقف لازم

توضیح : اہلِ باطل دنیا ہی کے طالب وحریص ہوتے ہیں۔ اہلِ حق جب ان دنیا پرستانہ رجحانات کے خلاف اہلِ کفر شرک کو آخرت کی طرف بلاتے ہیں، ان کے سامنے دین حق کو پیش کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک دین اسلام ہی اللہ تعالیٰ کا پسندیدہ دین ہے۔ اس کے سوا جتنے ادیان ہیں باطل ہیں۔ یہ بات ان کے باطل نظریات پرضرب لگاتی ہے تو تلملا جاتے ہیں اور تو کچھ بن نہیں پڑتا اپنے احساس کمتری کو نبھانے اور دین اسلام کی کشش کو دبانے ناواقف لوگوں کو دین اسلام سے برگشتہ کرنے کی ناکام کوشش کرتے ہیں دولت واقتدار کے نشہ میں حقائق سے چشم پوشی کرتے اور حق پرستوں کا مذاق اڑاتے ہیں۔

وَالَّذِيْنَ اتَّقَوْا فَوْقَهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ط — اور جو لوگ کفر وشرک سے بچتے ہیں قیامت کے دن ان کافروں پر برتری حاصل کریں گے۔

یعنی اعلیٰ مدارج پر ہوں گے اور اونچے اونچے مرصع تختوں پر شاہانہ اعزاز کے ساتھ بیٹھے ہوئے کافروں کے بارے میں پوچھیں گے هَلْ ثُوِّبَ الْكُفَّارُ مَا كَانُوْا يَفْعَلُوْنَ (سورۃ المطففین) کیا کافروں کو ان کے کیے کا بدلہ مل گیا؟

منزل ۱

وَاللّٰهُ يَرْزُقُ مَنْ يَّشَآءُ بِغَيْرِ حِسَابٍ ﴿۲۱۲﴾ — اور اللہ تعالیٰ جسے چاہتے ہیں بے حد وحساب رزق عطا کرتے ہیں۔ (یہاں نیک وبد مومن وکافر کی تخصیص نہیں)

كَانَ النَّاسُ اُمَّةً وَّاحِدَةً قف — (ابتداء میں) سب لوگ ایک ہی مذہب پر تھے (یعنی سب ایک ہی دین کے پیرو تھے۔)

توضیح : جوں جوں الٰہی ونبوی تعلیم کو فراموش کرتے گئے گمراہ ہوتے گئے۔ عقائد میں اختلاف پیدا ہوتا گیا مختلف گروہوں وفرقوں میں بٹ گئے۔ خودساختہ ادیان میں بٹ کر یہ عقیدہ پیدا کرلیا گیا کہ ہر طریقہ عبادت میں نجات ہے موجودہ اصطلاح وحدتِ ادیان اسی عقیدے کی پیداوار ہے یعنی سب مذاہب برحق ہیں۔ اسی طرح کے اختلافات دور کرنے کے لیے انبیاء علیہم السلام مبعوث فرمائے گئے۔

فَبَعَثَ اللّٰهُ النَّبِيّٖنَ مُبَشِّرِيْنَ وَمُنْذِرِيْنَ ص — پس اللہ تعالیٰ نے پیغمبروں کو بھیجا جو (دین حق کے قبول کرنے والوں کو) مغفرت وجنت کی خوشخبری سناتے ہیں اور (منکرین حق کو) غضب الٰہی اور عذاب جہنم سے ڈراتے ہیں۔

توضیح:۔آخرت ہی کے نفع ونقصان کو سامنے رکھ کر دین کی طرف بلانا انبیائی طریقہ ہے۔

وَاَنْزَلَ مَعَهُمُ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ — اوران کے ساتھ کتابیں نازل کیں جو مبنی برحقائق تھیں۔ (جن میں خالص الٰہی تعلیم تھی)

لِيَحْكُمَ بَيْنَ النَّاسِ فِيْمَا اخْتَلَفُوْا فِيْهِ ؕ — تاکہ جن امور میں لوگ اختلاف کرتے تھے ان میں فیصلہ کردے۔

وَمَا اخْتَلَفَ فِيْهِ اِلَّا الَّذِيْنَ اُوْتُوْهُ — اوراس میں اختلاف بھی انھیں لوگوں نے کیا جنہیں کتاب دی گئی تھی۔(یہودونصاریٰ)

مِنْۢ بَعْدِ مَا جَآءَتْهُمُ الْبَيِّنٰتُ بَغْيًۢا بَيْنَهُمْ ۚ — ان کے پاس صاف وصریح احکام آجانے کے بعد اپنی ضد وہٹ دھرمی سے (اوراپنی مذہبی پیشوائی وبرتری کو برقرار رکھنے کے لیے دین حق سے)اختلاف کیا۔

فَهَدَى اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لِمَا اخْتَلَفُوْا فِيْهِ مِنَ الْحَقِّ بِاِذْنِهٖ ؕ — تووہ جس امرحق میں اختلاف کرتے تھے اللہ تعالیٰ نے اپنی مہربانی سے اہل ایمان کو صحیح راہ دکھائی۔

توضیح: جس امرحق میں پچھلے انبیاء کی امتیں یعنی اہل کتاب اختلاف کرتے تھے تعالیٰ نے اپنے فضل وکرم سے مومنین یعنی (حضراتِ صحابہ کرام) کو بہ واسطۂ نبی محترم ﷺ صراط مستقیم دکھائی یعنی اختلاف کو سامنے رکھ کر بتایا گیا کہ حق کیا ہے اور باطل کیا ہے۔آیت کریمہ فَهَدَى اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا..... سے ثابت ہے کہ اختلاف اور گمراہی کے دور میں جن حضرات کو ہدایت دی گئی اور جنہیں سیدھی راہ دکھائی وہ حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم تھے۔

اب جہالت اوراختلاف کے ہر دور میں یہ معلوم کرنے کیلئے کہ حق کیا ہے؟ صحیح ایمان کیا ہے؟ راہِ عدل وصواب کیا ہے؟ سنت کی روشنی میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہ ہی کے عقائد وروش کو دیکھنا ہوگا۔بالفاظ دیگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم حق کا نمونہ ہیں۔

وَاللّٰهُ يَهْدِىْ مَنْ يَّشَآءُ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ﴿۲۱۳﴾ — اوراللہ تعالیٰ جس کو چاہے ہیں سیدھی راہ دکھاتے ہیں۔

توضیح: جو طالب ہدایت ہوتا ہے اللہ تعالیٰ اس کو ہدایت کی توفیق بخشتے ہیں اور جو ضلالت وگمراہی کو حق سمجھتا ہے، اس کو اسی حال میں چھوڑ دیتے ہیں۔

اَمْ حَسِبْتُمْ اَنْ تَدْخُلُوا الْجَنَّةَ — کیا تم خیال کرتے ہو کہ یوں ہی (بلامشقت) جنت میں داخل کیے جاؤ گے۔

منزل ۱

وَلَمَّا يَأْتِكُمْ مَّثَلُ الَّذِيْنَ خَلَوْا مِنْ قَبْلِكُمْ ؕ	تم سے پہلے ایمان لانے والوں پر جو مصائب آئے تھے تم ابھی ان حالات سے نہیں گزرے۔
مَسَّتْهُمُ الْبَاْسَآءُ وَالضَّرَّآءُ وَزُلْزِلُوْا	ان پر بڑی مصیبتیں آئیں اور مصائب کے ایسے سخت سے سخت دور آئے کہ انھیں بری طرح ہلا کر رکھ دیا۔
حَتّٰى يَقُوْلَ الرَّسُوْلُ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ مَتٰى نَصْرُ اللّٰهِ ؕ	یہاں تک کہ (اس زمانے کے) پیغمبر اور ان کے ساتھی اہل ایمان چلا اٹھے کہ اللہ تعالیٰ کی مدد (موعود) کب آئے گی۔
اَلَآ اِنَّ نَصْرَ اللّٰهِ قَرِيْبٌ ﴿٢١٤﴾	(اس وقت انھیں تسلی دی گئی) ہاں ہاں اللہ کی مدد قریب ہے۔

توضیح: اہل ایمان کو تاکید کی جاتی ہے کہ باطل کے ہنگاموں میں اہل کفر کے غلبے واقتدار کے دور میں حق کی آواز اٹھانے والوں پر بڑی بڑی مصیبتیں آتی رہتی ہیں۔ اہل باطل ان پر ہر طرح کا ظلم ڈھاتے ہیں۔ تمہیں بھی ان مصائب سے سابقہ پڑے گا۔ اس امتحان کے دور سے گزرے بغیر تم نہ جنت کے مستحق ہو سکتے ہو اور نہ تائید ونصرت الٰہی تم سے متعلق ہو سکتی ہے۔ حق کی آواز لے کر اٹھنے سرفروشانہ بازی لگانے، جان پر کھیل جانے اور باطل سے ٹکرانے کا بدل جنت ہے۔

بے معرکہ کرتی ہے کیا جینے کی تلافی اے پیر حرم تیری مناجاتِ سحر کیا (اقبالؔ)

منزل ١

يَسْـَٔلُوْنَكَ مَاذَا يُنْفِقُوْنَ ؕ	(اے نبی ﷺ) لوگ آپ سے پوچھتے ہیں کہ (راہِ حق میں) کس طرح کا مال خرچ کرنا چاہئے؟
قُلْ مَآ اَنْفَقْتُمْ مِّنْ خَيْرٍ فَلِلْوَالِدَيْنِ وَالْاَقْرَبِيْنَ وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنِ وَابْنِ السَّبِيْلِ ؕ	کہئے جو مال تم خرچ کرنا چاہو، اس کے مستحق والدین ہیں اور قریبی رشتہ دار اور یتیم اور محتاج اور مسافر ہیں۔
وَمَا تَفْعَلُوْا مِنْ خَيْرٍ فَاِنَّ اللّٰهَ بِهٖ عَلِيْمٌ ﴿٢١٥﴾	اور تم جو بھی بھلائی کرو گے بے شک اللہ تعالیٰ اس کو جانتے ہیں۔ (کہ کس نیت سے خرچ کیے ہو؟)
كُتِبَ عَلَيْكُمُ الْقِتَالُ وَهُوَ كُرْهٌ لَّكُمْ	(اب) تم پر جہاد فرض کیا گیا ہے اور وہ تم پہ گراں گزرے گا۔
وَعَسٰٓى اَنْ تَكْرَهُوْا شَيْـًٔا وَّهُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ ۚ	اور ہوسکتا ہے کہ تمہیں ایک چیز نا گوار ہو اور وہی تمہارے لیے بہتر ہو۔
وَعَسٰٓى اَنْ تُحِبُّوْا شَيْـًٔا وَّهُوَ شَرٌّ لَّكُمْ	اور ہوسکتا ہے کہ ایک چیز تمہیں پسند ہو اور وہی تمہارے لیے مضر ہو۔
وَاللّٰهُ يَعْلَمُ وَاَنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ﴿٢١٦﴾	اور اللہ تعالیٰ ہی جانتے ہیں اور تم نہیں جانتے (کہ تمہارے لیے مفید کیا

ع ٢٦ ١٠

ہے اور مضر کیا ہے اس لئے اپنی پسند کو معیار نہ بناؤ۔

يَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الشَّهْرِ الْحَرَامِ قِتَالٍ فِيْهِ ؕ
لوگ آپؐ سے احترام کے مہینے (یعنی حج کے مہینوں میں) جدال وقتال کی نسبت دریافت کرتے ہیں۔ (کہ ان مہینوں میں لڑنا کیسا ہے)

قُلْ قِتَالٌ فِيْهِ كَبِيْرٌ ؕ
کہئے۔ان مہینوں میں لڑنا بہت بڑا گناہ ہے۔

وَصَدٌّ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَ كُفْرٌۢ بِهٖ وَالْمَسْجِدِ الْحَرَامِ ۚ
اور اللہ تعالیٰ کی راہ سے روکنا اور اللہ تعالیٰ کے ساتھ کفر کرنا اور مسجد الحرام (خانۂ کعبۃ اللہ) میں جانے سے لوگوں کو روکنا، مانع ومزاحم ہونا (یہ سب عظیم گناہ ہیں۔)

وَاِخْرَاجُ اَهْلِهٖ مِنْهُ اَكْبَرُ عِنْدَ اللّٰهِ ۚ
اور وہاں کے رہنے والوں کو وہاں سے نکالنا اللہ تعالیٰ کے نزدیک قتال سے بھی بڑا سنگین جرم ہے۔

وَالْفِتْنَةُ اَكْبَرُ مِنَ الْقَتْلِ ؕ
اور فتنہ انگیزی قتل وخون سے بھی بڑھ کر ہے۔

توضیح: اس طرح کے فتنوں کو مٹانے کیلئے حدود حرم میں بھی قتال کی اجازت ہے جب کہ اہل فتن شرارت پر تلے ہوں۔

وَلَا يَزَالُوْنَ يُقَاتِلُوْنَكُمْ حَتّٰى يَرُدُّوْكُمْ عَنْ دِيْنِكُمْ اِنِ اسْتَطَاعُوْا ؕ
اور یہ (اہل کفر اہل باطل) تم سے اس وقت تک لڑتے رہیں گے جب تک کہ وہ تم کو دین سے نہ پھیر دیں۔اگر ان کا بس چلے۔

وَمَنْ يَّرْتَدِدْ مِنْكُمْ عَنْ دِيْنِهٖ فَيَمُتْ وَهُوَ كَافِرٌ فَاُولٰٓئِكَ حَبِطَتْ اَعْمَالُهُمْ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ ۚ
اور جو کوئی تم میں سے اپنے دین سے نہ پھر جائے (یعنی پھر کافر ہو جائے) پھر وہ کفر ہی کی حالت میں مرے تو ایسے لوگوں کے اعمال دنیا وآخرت میں ضائع ہو جائیں گے۔

وَاُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ ۚ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ﴿٢١٧﴾
اور ایسے لوگ جہنمی ہیں جس میں وہ ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے۔

توضیح: آیات ۲۱۶ اور ۲۱۷ سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ اسلامی نظام تہذیب، نظامِ تعلیم، نظم ونسق، نظام عدل وانصاف کو بدل دینا اہل باطل کے خلاف جد وجہد ترک کر دینا انکے زیر سایہ چین واطمینان کی زندگی بسر کرنے پر قانع ہو جانا ارتداد ہی کی شکل ہے۔

منزل ۱

اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَالَّذِيْنَ هَاجَرُوْا وَجٰهَدُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۙ

(بخلاف اس کے) جو لوگ ایمان لائے (یعنی جنہوں نے الٰہی تعلیم قبول کرلی) اور جنہوں نے اللہ تعالیٰ کی راہ میں گھر بار چھوڑا یعنی ہجرت کی (دین حق کی بقا و اشاعت کے لیے گھر سے بے گھر ہوئے) اور اللہ تعالیٰ کی راہ میں (جان و مال سے) جدوجہد کی۔

اُولٰٓئِكَ يَرْجُوْنَ رَحْمَتَ اللّٰهِ ؕ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۞۲۱۸

ایسے ہی لوگ رحمتِ الٰہی کے امیدوار ہیں (ان سے دانستہ یا نادانستہ کوئی گناہ ہو بھی جائے تو) اللہ تعالیٰ بڑے ہی معاف کرنے والے اور نہایت رحم کرنے والے ہیں۔

توضیح: اللہ تعالیٰ کی نظر میں ہجرت و جہاد وہ خوبی ہے کہ تمام نقائص کو دور کردیتی ہے اور بندے کو ہر خوبی سے آراستہ کردیتی ہے اور ہجرت و جہاد سے گریز وہ خامی ہے جسے کوئی نیکی پُر نہیں کرسکتی۔

نوٹ: جاہل انسان کے مشاغل تفریحی اور ان کے ذرائع معاش میں دو چیزیں نمایاں رہتی ہیں ایک شراب دوسرے جوّا۔ چنانچہ اہلِ عرب کے یہی خصوصی مشاغل تھے۔ مسلمان ہونے کے بعد صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اس کے بارے میں سوال کیا۔ منزل ۱

يَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الْخَمْرِ وَالْمَيْسِرِ ؕ

(اے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) لوگ شراب اور جوے کے بارے میں آپ سے دریافت کرتے ہیں۔

قُلْ فِيْهِمَآ اِثْمٌ كَبِيْرٌ وَّمَنَافِعُ لِلنَّاسِ ۡ

کہئے ان دونوں چیزوں میں بڑی مضرتیں ہیں اگرچہ کہ لوگوں کے لیے (ان میں کچھ دنیاوی) فائدے بھی ہیں۔

وَاِثْمُهُمَآ اَكْبَرُ مِنْ نَّفْعِهِمَا ؕ

مگر ان کی مضرت ان کے فائدے سے بہت زیادہ ہے۔

توضیح: ابتداء صرف کراہیت پیدا کی گئی تا کہ ذہن ان کی حرمت قبول کرنے تیار ہوجائے۔

وَيَسْـَٔلُوْنَكَ مَاذَا يُنْفِقُوْنَ ڛ قُلِ الْعَفْوَ ؕ

اور آپؐ سے پوچھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں کیا خرچ کریں۔ کہئے۔ جو ضرورت سے زیادہ ہو (یعنی حقیقی ضروریات زندگی سے جو بچ رہے وہ خرچ کیا جاسکتا ہے۔)

كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمُ الْاٰيٰتِ لَعَلَّكُمْ تَتَفَكَّرُوْنَ ۞۲۱۹

اس طرح اللہ تعالیٰ تمہارے لئے وضاحت کے ساتھ اپنے احکام بیان فرماتے ہیں تا کہ تم دنیا و آخرت کے معاملے میں غور و فکر سے کام لو۔

فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ ؕ

توضیح: دنیا کے امور اس طرح انجام دو کہ آخرت کا نقصان نہ ہو اور آخرت کے بارے میں اتنا غلو نہ کرو کہ دنیا کے فرائض اور واجبات چھوٹ جائیں۔

وَيَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الْيَتٰمٰى ؕ — اور لوگ آپؐ سے یتیموں کے بارے میں دریافت کرتے ہیں (کہ ان سے کس طرح کا معاملہ کیا جانا چاہئے۔)

قُلْ اِصْلَاحٌ لَّهُمْ خَيْرٌ ؕ — کہئے ان کی اصلاح (ان کی تعلیم و تربیت) میں (تمہارے لئے) خیر ہی خیر ہے۔

توضیح: جہالت کے دنوں میں انسان اپنے بے سہارا لوگوں اور یتیم بچوں سے بے اعتنائی برتتا تھا، شرافت و انسانیت کی تعلیم پانے کے بعد ان کے متعلق بھی سوال کا پیدا ہونا فطری امر تھا۔ چنانچہ اس سوال کے جواب میں مذکورہ حکم دیا گیا۔

وَاِنْ تُخَالِطُوْهُمْ فَاِخْوَانُكُمْ ؕ — اور اگر تم ان سے مل جل کر رہنا چاہو تو (ایسا کر سکتے ہو) بہر حال وہ تمہارے دینی بھائی ہیں۔
(تم کو اختیار ہے کہ کھانے پینے میں انکو اپنے سے علیحدہ رکھو، یا مل جل کر کھاؤ)

وَاللّٰهُ يَعْلَمُ الْمُفْسِدَ مِنَ الْمُصْلِحِ ؕ — اور اللہ تعالیٰ مفسد اور مصلح کو خوب جانتے ہیں۔
(کہ کون بدنیتی سے کام لیتا ہے اور کون یتیموں کا خیر خواہ ہے)

وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ لَاَعْنَتَكُمْ ؕ — اور اگر اللہ تعالیٰ چاہتے تو تم مشکل میں پڑ جاتے۔

توضیح: یتیموں کو علیحدہ رکھنے کے بارے میں تم کو حکم دیا جاتا تو یہ حکم تم پر شاق گزرتا۔

اِنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ﴿۲۲۰﴾ — بے شک اللہ تعالیٰ بڑے ہی زبردست حکیم ہیں (یعنی تجاویز الٰہی بہت حکیمانہ ہوتی ہیں)

وَلَا تَنْكِحُوا الْمُشْرِكٰتِ حَتّٰى يُؤْمِنَّ ؕ — (اصلاح معاشرے کے لیے اہل ایمان کو حکم دیا گیا ہے) تم مشرک عورتوں سے نکاح نہ کرو جب تک کہ وہ ایمان نہ لے آئیں۔ (یعنی اپنے عقائد کی اصلاح نہ کرلیں۔)

وَلَاَمَةٌ مُّؤْمِنَةٌ خَيْرٌ مِّنْ مُّشْرِكَةٍ وَّلَوْ اَعْجَبَتْكُمْ ۚ — مسلمان باندی مشرک (شریف زادیوں سے کہیں) سے زیادہ بہتر ہے۔ اگر چہ کہ وہ تمہیں (حسن و دولت کے اعتبار سے) کتنی ہی بھلی کیوں نہ معلوم ہوتی ہوں۔

وَلَا تُنْكِحُوا الْمُشْرِكِيْنَ حَتّٰى يُؤْمِنُوْا ؕ

اور (اسی طرح) مشرکانہ عقیدہ رکھنے والے مردوں سے مومنہ عورتوں کا نکاح نہ کرو۔ جب تک کہ وہ صحیح معنوں میں ایمان نہ لے آئیں۔

وَلَعَبْدٌ مُّؤْمِنٌ خَيْرٌ مِّنْ مُّشْرِكٍ وَّلَوْ اَعْجَبَكُمْ ؕ

اور مومن غلام بہتر ہے مشرک مال دار سے اگر چہ کہ مشرک (کئی لحاظ سے) تمہیں اچھا ہی کیوں نہ معلوم ہوتا ہو یہ لوگ تمہیں آگ کی طرف

اُولٰٓئِكَ يَدْعُوْنَ اِلَى النَّارِ ۚۖ

بلاتے ہیں۔

توضیح: وہ اپنی طرح تم کو بھی اپنا ہم عقیدہ بنانے کی کوشش کرتے ہیں اور آگ کی طرف بلاتے ہیں اس لئے ایسے لوگوں کو شریک حیات بنانے سے منع کیا گیا ہے۔

وَاللّٰهُ يَدْعُوْٓا اِلَى الْجَنَّةِ وَالْمَغْفِرَةِ بِاِذْنِهٖ ۚ

اور اللہ تعالیٰ (مشرکین سے نکاح نہ کرنے کی تجویز فرما کر) اپنی مہربانی سے جنت ومغفرت کی طرف بلاتے ہیں۔

وَيُبَيِّنُ اٰيٰتِهٖ لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُوْنَ ﴿۲۲۱﴾ ع ۲۷ / ۵ منزل ۱

اور اللہ تعالیٰ اپنے احکام لوگوں کی ہدایت کے لیے نہایت ہی وضاحت کے ساتھ بیان فرماتے ہیں تا کہ وہ نصیحت پذیر ہوں (اور الٰہی تعلیمات کے مطابق زندگی بسر کریں)

توضیح: اللہ تعالیٰ کی دعوت اصلاح اور تعلیم کا تمام تر مقصد یہ ہے کہ تمام انسان مغفرت جنت ودرجاتِ جنت کے مستحق بنیں۔

وَيَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الْمَحِيْضِ ؕ قُلْ هُوَ اَذًى ۙ

اور لوگ آپؐ سے حیض کے بارے میں دریافت کرتے ہیں کہئے وہ ایک گندگی کی حالت ہے۔

(کہ زمانہ حیض میں عورتوں کے ساتھ کس طرح رہنا چاہئیے)

فَاعْتَزِلُوا النِّسَآءَ فِى الْمَحِيْضِ ۙ

لہٰذا زمانہ حیض میں ان سے الگ رہو۔

وَلَا تَقْرَبُوْهُنَّ حَتّٰى يَطْهُرْنَ ۚ

اور جب تک وہ پاک نہ ہوجائیں ان سے مقاربت (مباشرت) نہ کرو۔

فَاِذَا تَطَهَّرْنَ فَاْتُوْهُنَّ مِنْ حَيْثُ اَمَرَكُمُ اللّٰهُ ؕ

پھر جب وہ پاک ہوجائیں تو حکم الٰہی کے مطابق ان سے مقاربت کرو (یعنی وضع فطری کے مطابق جو انسان وحیوان کی جبلت (فطرت) ہیں ودیعت کردیا گیا ہے جس سے ہر متنفس بالطبع واقف ہے۔)

اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ التَّوَّابِيْنَ وَيُحِبُّ الْمُتَطَهِّرِيْنَ ﴿۲۲۲﴾

بے شک اللہ تعالیٰ (گناہوں سے) توبہ کرنے والوں کو پسند فرماتے ہیں اور پاک وصاف رہنے والوں کو دوست رکھتے ہیں۔

توضیح:۔اتفاقاً بے احتیاطی میں کسی نے اس حالت میں قربت کی ہوتو واقف ہونے پر توبہ کرلے۔

نِسَآؤُكُمْ حَرْثٌ لَّكُمْ ۪ فَاْتُوْا حَرْثَكُمْ اَنّٰى شِئْتُمْ ۫ — تمہاری عورتیں تمہاری کھیتیاں ہیں (تمہیں اختیار ہے) اپنی کھیتی میں جس طرح چاہو جاؤ۔
(یعنی کھیتی میں جس طرح چاہو تخم ریزی کرو۔مگر مقصد تخم ریزی ہی ہو)

توضیح: عورت ومرد کے درمیان کھیت اور کسان کا سا تعلق ہے کسان کا مقصد پیداوار حاصل کرنا ہوتا ہے ایسے کسان کو کیا کہیں گے جو اپنی کھیتی کو اپنے ہی ہاتھوں تلف کردے۔شاید اس سے بڑھ کر بے وقوفی نہیں ہوسکتی۔آج ضبط تولید کے نام سے یہی کچھ ہورہا ہے۔بے دین کو آخرت کی سوجھ بوجھ (عقل) نہیں ہوتی۔اگرچہ کہ وہ ستاروں کی گزرگاہوں کا پتہ چلانے والا ہی کیوں نہ ہو۔ابدی عیش وسکھ کی جگہ چھوڑ کر ابدی دکھ جہنم کی سوز وتپش والی زندگی بے دین کے سوا کون چاہتا ہے۔

وَقَدِّمُوْا لِاَنْفُسِكُمْ ؕ — اور اپنے لئے (نیک عمل) آگے بھیجو (اور اپنے مستقبل کی فکر کرو۔یعنی اپنی ذات کے لیے جو بھی نیک کام کرنا ہے، اپنی زندگی میں کرلو یعنی آخرت کے لیے)

توضیح: اپنی نسل کو اپنی جگہ برقرار رکھنا اور اس کو دیندار بنانے کی کوشش بھی اسی میں داخل ہے۔

وَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّكُمْ مُّلٰقُوْهُ ؕ — اور اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو (یعنی اللہ تعالیٰ کی ناراضی سے بچتے رہو) اور اچھی طرح جان لو کہ تم سب اس سے ملنے والے ہو (یعنی تم سب کو ایک دن محاسبہ اعمال کے لیے اسی کے روبرو حاضر ہونا ہے۔)

وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۲۲۳﴾ — اور (اے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) ایمان والوں کو خوشخبری سنا دیجئے۔
(کہ جنت ودرجاتِ جنت آخرت کی سعادت انھیں کے لئے ہے)
(مغفرت وجنت مشروط بہ طاعت الٰہی ہے)

وَلَا تَجْعَلُوا اللّٰهَ عُرْضَةً لِّاَيْمَانِكُمْ — اور تم اللہ تعالیٰ کو اپنی قسموں کے ذریعہ نیک کاموں کو ترک کرنے کا حیلہ نہ بناؤ۔(یعنی اچھے کاموں کو چھوڑ دینے کے لیے اللہ تعالیٰ کی قسمیں نہ کھایا کرو)

اَنْ تَبَرُّوْا وَتَتَّقُوْا وَتُصْلِحُوْا بَيْنَ النَّاسِ ؕ — کہ احسان کرنے سے اور پرہیزگاری سے اور لوگوں میں صلح کرانے سے رک جاؤ۔

منزل ۱

(یہ قسم کہ تم کسی پر احسان نہ کروگے اور پرہیزگاری نہ اختیار کروگے۔ اورلوگوں کے درمیان صلح وآشتی بھی نہ کرواؤ گے۔)

وَاللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ﴿۲۲۴﴾ — اللہ تعالیٰ سب کچھ سنتے اور جانتے ہیں۔

توضیح: بعض وقت انسان غصہ میں کوئی نیک کام نہ کرنے کی قسم کھا تا ہے اس سے منع کیا گیا ہے۔ایسی قسم توڑ دینی چاہئے اور کفارہ دینا چاہئے۔

لَا يُؤَاخِذُكُمُ اللّٰهُ بِاللَّغْوِ فِيْٓ اَيْمَانِكُمْ — اللہ تعالیٰ تمہاری بیہودہ قسموں پر مواخذہ نہیں فرماتے (یہ اللہ تعالیٰ کی شان کریمی ہی تو ہے)

توضیح: لغو اور بیہودہ قسم وہ ہے جو بے مقصد بے ارادہ تکیۂ کلام کے طور پر زبان سے نکل جائے۔جیسے بعض لوگ واللہ باللہ وغیرہ کہتے رہتے ہیں۔

وَلٰكِنْ يُّؤَاخِذُكُمْ بِمَا كَسَبَتْ قُلُوْبُكُمْ ؕ — لیکن تم پر گرفت (ان قسموں پر) ہوگی جو قلبی ارادے کے ساتھ کھائی جائے (کسب کا تعلق میلان سے ہے)

وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ حَلِيْمٌ ﴿۲۲۵﴾ — اور اللہ تعالیٰ بڑے ہی بخشنے والے ہیں، حلیم ہیں۔تحمل کرنے والے ہیں۔ منزل ۱

لِلَّذِيْنَ يُؤْلُوْنَ مِنْ نِّسَآئِهِمْ تَرَبُّصُ اَرْبَعَةِ اَشْهُرٍ ۚ — ان لوگوں کے لیے جو اپنی بیویوں کے پاس نہ جانے کی قسم کھالیں تو ان کو چار مہینوں تک انتظار کرنا چاہئے۔

توضیح: چار ماہ سے زیادہ بیوی سے علیحدہ نہ رہنا چاہئے۔ یا تو اس اثناء میں ازدواجی تعلقات درست کر لیے جائیں یا بدرجہ مجبوری منقطع بھی کیے جاسکتے ہیں۔

فَاِنْ فَآءُوْ فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۲۲۶﴾ — پھر اگر (قسم توڑ کر چار ماہ کے اندر) رجوع کرلیں تو اللہ تعالیٰ معاف کرنے والے ہیں۔مہربانی فرمانے والے ہیں۔

عفو و درگزر اللہ تعالیٰ کی رحمت کا تقاضہ ہے۔ترکِ تعلقات کے درمیان جو زیادتی دونوں نے ایک دوسرے پر کی ہے، معاف و درگزر فرمائیں گے لیکن قسم توڑنے کا کفارہ دینا ہوگا۔

وَاِنْ عَزَمُوا الطَّلَاقَ فَاِنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ﴿۲۲۷﴾ — اگر طلاق کا ارادہ کرلیں تو (چار ماہ کے بعد طلاق ہوجائے گی) چنانچہ اللہ تعالیٰ سننے والے اور جاننے والے ہیں (لہٰذا جو بھی کام کرو سوچ سمجھ کر کرو۔کہ پرسش اعمال ضرور ہے)

وَالْمُطَلَّقٰتُ يَتَرَبَّصْنَ بِاَنْفُسِهِنَّ ثَلٰثَةَ قُرُوْٓءٍ ؕ
اور طلاق والی عورتیں تین حیض تک اپنے آپ کو روکے رکھیں (یعنی اس مدت میں نکاح ثانی نہ کریں)

وَلَا يَحِلُّ لَهُنَّ اَنْ يَّكْتُمْنَ مَا خَلَقَ اللّٰهُ فِيْٓ اَرْحَامِهِنَّ
اور انھیں جائز نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے جو کچھ ان کے پیٹ میں پیدا کیا ہے اس کو چھپائے رکھیں۔

اِنْ كُنَّ يُؤْمِنَّ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ ؕ
اگر وہ اللہ تعالیٰ اور آخرت پر ایمان رکھتی ہوں۔

توضیح: اس آیت سے ظاہر ہے کہ اللہ و رسول کے احکامات کی خلاف ورزی دراصل ایمان باللہ اور ایمان بالآخرت میں نقص کی علامت ہے۔

وَبُعُوْلَتُهُنَّ اَحَقُّ بِرَدِّهِنَّ فِيْ ذٰلِكَ
اور ان کے شوہر (ایک یا دو طلاق کے بعد) اندرون مدت پھر انھیں اپنی زوجیت میں لینے کے حق دار ہیں۔

اِنْ اَرَادُوْٓا اِصْلَاحًا ؕ
اگر انھیں آپس کے تعلقات کی اصلاح مقصود ہو۔

وَلَهُنَّ مِثْلُ الَّذِيْ عَلَيْهِنَّ بِالْمَعْرُوْفِ ۪
اور ان عورتوں کا حق مردوں پر ایسا ہی ہے جیسا معروف طریقے پر مردوں کا حق عورتوں پر ہے۔ منزل ١

وَلِلرِّجَالِ عَلَيْهِنَّ دَرَجَةٌ ؕ
اور مرد کو عورتوں پر ایک درجہ فوقیت حاصل ہے۔

(اس لحاظ سے کہ مرد اپنے اختیار سے علیحدہ ہو سکتا ہے اور عورت قاضی سے اجازت لیے بغیر علیحدہ نہیں ہو سکتی۔)

وَاللّٰهُ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ۲۲۸
اور اللہ تعالیٰ بڑے ہی زبردست حکمت والے ہیں۔ (یعنی یہ کہ یہ ایک حکیم کا حکیمانہ حکم ہے) ع ٢٨ ١٢

توضیح: مرد کو یہ جو درجہ دیا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی ایک حکیمانہ تجویز ہے جس میں چوں چرا کی گنجائش نہیں۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ الحکیم ہیں اور ساری مخلوق غیر حکیم۔ غیر حکیم کو کوئی حق نہیں پہنچتا کہ اللہ تعالیٰ کی حکیمانہ تجاویز پر اعتراض کرے۔

اَلطَّلَاقُ مَرَّتٰنِ ۪
طلاق صرف دو بار ہے۔

توضیح: جو شخص اپنی منکوحہ کو دو مرتبہ طلاق دے کر اس کو رجوع کیا ہو، وہ اپنی عمر بھر میں جب کبھی تیسری بار طلاق دے گا تو وہ ہمیشہ کے لیے جدا ہو جائے گی۔

فَاِمْسَاكٌۢ بِمَعْرُوْفٍ اَوْ تَسْرِيْحٌۢ بِاِحْسَانٍ ؕ
لہٰذا (دو طلاقوں کے بعد) یا تو بیوی کو معروف طریقے پر اپنی زوجیت میں رکھے یا بہتر یا احسن طریقے سے (اذیت رسانی کے بغیر) علیحدہ کر دے۔

وَلَا يَحِلُّ لَكُمْ اَنْ تَاْخُذُوْا مِمَّآ اٰتَيْتُمُوْهُنَّ شَيْـًٔا

اور (بوقت علیحدگی) تمہارے لیے قطعاً حلال نہیں ہے کہ تم عورتوں کو جو کچھ مال واسباب دے چکے ہو، وہ ان سے واپس لو۔

اِلَّآ اَنْ يَّخَافَآ اَلَّا يُقِيْمَا حُدُوْدَ اللّٰهِ ؕ

سوائے اس کے کہ زن وشو کو یہ اندیشہ ہو کہ وہ اللہ تعالیٰ کی حدود کو قائم نہ رکھ سکیں گے (یعنی مفروضہ احکام کی پابندی نہ کرسکیں گے)

فَاِنْ خِفْتُمْ اَلَّا يُقِيْمَا حُدُوْدَ اللّٰهِ ۙ

لہٰذا اگر تم کو اندیشہ غالب ہو کہ حدوداللہ کی پابندی نہ کرسکو گے۔

فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَا فِيْمَا افْتَدَتْ بِهٖ ؕ

تو ان دونوں پر کچھ گناہ نہیں کہ عورت شوہر کو کچھ معاوضہ دے کر علیحدگی حاصل کرے۔ (اس کو شریعت میں خلع کہتے ہیں لیکن مرد کے دل میں قطعی ایسا خیال نہ پیدا ہونا چاہئے کہ اس کی بیوی کچھ دے کر علیحدگی حاصل کرے بلکہ اس کی نیت یہ ہونی چاہئے کہ وہ خود مہر دے کر معروف طریقے پر علیحدگی اختیار کرے گا)

تِلْكَ حُدُوْدُ اللّٰهِ فَلَا تَعْتَدُوْهَا ۚ

یہ اللہ تعالیٰ کے مقرر کیے ہوئے حدود ہیں۔ خبردار ان سے آگے نہ بڑھنا۔

وَمَنْ يَّتَعَدَّ حُدُوْدَ اللّٰهِ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ ۲۲۹

منزل ۱

اور جو کوئی حدوداللہ سے باہر نکل جائے ایسے ہی لوگ ظالم ہیں (یعنی اپنا آپ نقصان کرتے ہیں)

توضیح: احکام الٰہی کی خلاف ورزی بھی ظلم ہے اور ایمان کی خرابی کی علامت ہے۔

فَاِنْ طَلَّقَهَا فَلَا تَحِلُّ لَهٗ مِنْۢ بَعْدُ حَتّٰى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهٗ ؕ

پھر اگر شوہر دو طلاقوں کے بعد اس کو تیسری طلاق دے دے تو اس کے بعد جب تک کہ عورت کسی دوسرے شخص سے نکاح نہ کرلے اس کے پہلے شوہر پر حلال نہ ہوگی۔

فَاِنْ طَلَّقَهَا فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَآ اَنْ يَّتَرَاجَعَآ

ہاں اگر دوسرا شوہر بھی طلاق دے دے تو اب (یہ عورت شرعی اصطلاح میں حلالہ کہلاتی ہے) یہ عورت اور پہلا شوہر پھر ایک دوسرے کی طرف رجوع کرلیں تو ان پر کچھ گناہ نہیں۔

اِنْ ظَنَّآ اَنْ يُّقِيْمَا حُدُوْدَ اللّٰهِ ؕ

بہ شرطیکہ طرفین کو یقین ہو کہ حدوداللہ کی حفاظت کرسکیں گے۔

وَتِلْكَ حُدُوْدُ اللّٰهِ يُبَيِّنُهَا لِقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَ ۲۳۰

اور یہ اللہ تعالیٰ کی مقرر کی ہوئی حدیں ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ سمجھ داروں کے لیے بیان فرماتے ہیں۔

(سمجھدار وہ ہیں جو حدود الٰہی کو توڑے کا انجام جانتے ہیں)

وَاِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَآءَ فَبَلَغْنَ اَجَلَهُنَّ — اور جب تم عورتوں کو دو دفعہ طلاق دے چکو پھر وہ اپنی عدت پوری کر چکیں (تو دو گواہوں کے سامنے رجوع کروایا)۔

فَاَمْسِكُوْهُنَّ بِمَعْرُوْفٍ — تو انھیں حسن سلوک کے ساتھ نکاح میں رہنے دو۔

اَوْ سَرِّحُوْهُنَّ بِمَعْرُوْفٍ — یا پھر انھیں معروف طریقے پر (کچھ دے دلا کر) رخصت کر دو۔

وَلَا تُمْسِكُوْهُنَّ ضِرَارًا لِّتَعْتَدُوْا ۚ — اور نہ اس نیت سے انھیں نکاح میں روک رکھو کہ انھیں تکلیف دو اور ان پر زیادتی کرو۔

وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ فَقَدْ ظَلَمَ نَفْسَهٗ ؕ — اور جو کوئی ایسا کرے گا وہ اپنا نقصان آپ کرے گا۔

وَلَا تَتَّخِذُوْٓا اٰيٰتِ اللّٰهِ هُزُوًا ۚ — اور احکامات الٰہی کو مذاق نہ بناؤ (یعنی ناقدری نہ کرو)

توضیح: کوئی شخص اپنی بیوی کو طلاق دے اور عدت گزرنے سے پہلے محض اس لیے رجوع کرے کہ پھر ستانے دکھ دینے کا موقع ہاتھ لگے اس طرح کا عمل احکام الٰہی کو خاطر میں نہ لانے اور بے وقعت سمجھنے کے مصداق ہے جس سے احتیاط ضروری ہے۔

وَّاذْكُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ — اور اللہ تعالیٰ نے تم کو جو نعمتیں بخشی ہیں انھیں مستحضر رکھو۔

وَمَآ اَنْزَلَ عَلَيْكُمْ مِّنَ الْكِتٰبِ وَالْحِكْمَةِ يَعِظُكُمْ بِهٖ ؕ — اور تم پر جو کتاب اور دانائی کی تعلیم نازل کی ہے جس سے تمہیں نصیحت کی جاتی ہے (اس کے مطابق عمل پیرا رہو)

وَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ بِكُلِّ شَىْءٍ عَلِيْمٌ ﴿٢٣١﴾ — اور اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو۔ اور جان لو کہ اللہ تعالیٰ ہر چیز سے واقف ہیں۔

وَاِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَآءَ فَبَلَغْنَ اَجَلَهُنَّ — اور جب تم اپنی عورتوں کو طلاق دے چکو پھر وہ اپنی مدت پوری کر لیں۔

فَلَا تَعْضُلُوْهُنَّ اَنْ يَّنْكِحْنَ اَزْوَاجَهُنَّ — پھر (اپنی پسند کے مردوں یا بعد حلالہ) سابقہ شوہروں سے نکاح کرنا چاہیں تو انھیں نہ روکو۔

اِذَا تَرَاضَوْا بَيْنَهُمْ بِالْمَعْرُوْفِ ؕ — جب کہ وہ معروف طریقے پر آپس میں رضامند ہو جائیں۔

ذٰلِكَ يُوْعَظُ بِهٖ مَنْ كَانَ مِنْكُمْ — اس طرح اس شخص کو نصیحت کی جاتی ہے تم میں سے ایمان باللہ اور ایمان

منزل ١

الثلثہ ٢ = ٣ع ٢٩

يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ ط — بالآخرت پر (الٰہی ونبوی تعلیم کے مطابق) یقین رکھتا ہو۔

ذٰلِكُمْ اَزْكٰى لَكُمْ وَاَطْهَرُ ط — ان ہدایات الٰہی کی تعمیل میں تمہارے لیے تزکیۂ نفس وتطہیر قلب کا سامان ہے۔

وَاللّٰهُ يَعْلَمُ وَاَنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ﴿۲۳۲﴾ — اوراللہ تعالیٰ علیم ہیں (معاشرے کی خوبیوں کو) جانتے ہیں اور تم نہیں جانتے (کہ حسن معاشرت کیا ہے)

توضیح: یہاں عورتوں کے اولیاء کو حکم ہے کہ عورتوں کے نکاح میں ان کی مرضیات کو ملحوظ رکھیں۔

وَالْوَالِدٰتُ يُرْضِعْنَ اَوْلَادَهُنَّ — اور مائیں اپنے بچوں کو پورے دو سال دودھ پلائیں۔

حَوْلَيْنِ كَامِلَيْنِ — (کامل دو سال سے یہ مراد نہیں ہے کہ یہ مدت دو سال سے کم نہیں کی جاسکتی بلکہ دو سال سے زیادہ نہ ہو)

لِمَنْ اَرَادَ اَنْ يُّتِمَّ الرَّضَاعَةَ ط — یہ حکم اس شخص کے لیے ہے جو پوری مدت تک دودھ پلوانا چاہے۔

وَعَلَى الْمَوْلُوْدِ لَهٗ رِزْقُهُنَّ وَكِسْوَتُهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ ط — اور جس کا بچہ ہے یعنی باپ اس پر لازم ہے کہ رضاعت کے دوران ان عورتوں کو دستور کے مطابق کھانا کپڑا دے کسی شخص کو اس کی برداشت

لَا تُكَلَّفُ نَفْسٌ اِلَّا وُسْعَهَا — سے زیادہ تکلیف دہ حکم نہیں دیا جاتا (یعنی کوئی شخص اپنی برداشت سے زیادہ مکلف نہیں ہے)

لَا تُضَآرَّ وَالِدَةٌۢ بِوَلَدِهَا — نہ تو ماں کو اس کے بچے کے سبب نقصان پہنچایا جائے۔

وَلَا مَوْلُوْدٌ لَّهٗ بِوَلَدِهٖ ق — اور نہ باپ کو اس کی اولاد کی وجہ۔

توضیح: ماں کو نہ چاہئے کہ بچہ کے باپ پر دباؤ ڈالے کہ حیثیت سے زیادہ نان ونفقہ کا انتظام کرے۔

وَعَلَى الْوَارِثِ مِثْلُ ذٰلِكَ ج — اوراسی طرح (نان ونفقہ) بچے کے وارث کے ذمہ ہے۔

فَاِنْ اَرَادَا فِصَالًا عَنْ تَرَاضٍ مِّنْهُمَا وَتَشَاوُرٍ — اگر دونوں ماں باپ آپس کی رضامندی سے بچے کا دودھ (اندرونِ مدت) چھڑانا چاہیں تو چھڑا سکتے ہیں۔

فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَا ط — تو دونوں پر کسی قسم کا گناہ نہیں ہے۔

وَاِنْ اَرَدْتُّمْ اَنْ تَسْتَرْضِعُوْٓا اَوْلَادَكُمْ — اگر تم اپنے بچوں کو دوسری عورتوں (اناؤں کا) دودھ پلوانا چاہو۔

منزل ۱

فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ اِذَا سَلَّمْتُمْ مَّآ اٰتَيْتُمْ بِالْمَعْرُوْفِ ؕ

تب بھی تم پر کوئی گناہ نہیں ہے۔ بشرطیکہ طے شدہ معاوضہ ٹھیک ادا کیا کرو۔

وَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ۝٢٣٣

اور اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو اور اس بات کو اچھی طرح جان لو کہ تم جو کچھ کرتے ہو، اللہ تعالیٰ دیکھ رہے ہیں (یعنی تمہارے سب اعمال اللہ تعالیٰ کی نظروں میں ہیں)

وَالَّذِيْنَ يُتَوَفَّوْنَ مِنْكُمْ وَيَذَرُوْنَ اَزْوَاجًا

اور تم میں سے جو لوگ مر جائیں اور اپنی بیویاں چھوڑ جائیں۔

يَّتَرَبَّصْنَ بِاَنْفُسِهِنَّ اَرْبَعَةَ اَشْهُرٍ وَّعَشْرًا ۚ

تو وہ عورتیں چار ماہ دس دن اپنے آپ کو روکے رکھیں (یعنی اس مدت میں نکاح نہ کریں)

فَاِذَا بَلَغْنَ اَجَلَهُنَّ

پھر جب یہ اپنی مدت پوری کر چکیں۔

فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ فِيْمَا فَعَلْنَ فِيْٓ اَنْفُسِهِنَّ بِالْمَعْرُوْفِ ؕ

تو کچھ گناہ نہیں ہے کہ وہ عورتیں اپنے نفس کے معاملے میں معروف طریقے سے (نکاح کرلیں) کام لے۔ (تم پر اس کی کوئی ذمہ داری نہیں)

وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ ۝٢٣٤

اور اللہ تعالیٰ تمہارے سب اعمال سے باخبر ہیں۔

توضیح: یہ عدت اس بیوہ کی ہے جس کو حمل نہ ہو۔ اور اگر حمل ہو تو وضع حمل اس کی عدت ہے۔ یہ مسئلہ سورۂ طلاق میں ہے۔ جس کا شوہر مر جائے اس کو عدت کے اندر خوشبو لگانا، سنگھار کرنا، سرمہ اور تیل لگانا، مہندی لگانا، رنگین کپڑے پہننا، رات میں دوسرے کے گھر رہنا درست نہیں۔

وَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ فِيْمَا عَرَّضْتُمْ بِهٖ مِنْ خِطْبَةِ النِّسَآءِ

اور (اگر کوئی عورت بیوہ ہو جائے) تم اشارۃً یا کنایتاً اس کو نکاح کا پیام دینا چاہو تو تم پر کچھ گناہ نہیں۔

اَوْ اَكْنَنْتُمْ فِيْٓ اَنْفُسِكُمْ ؕ

یا (نکاح کی خواہش کو) اپنے دلوں میں (ختم عدت تک) چھپائے رکھو۔

عَلِمَ اللّٰهُ اَنَّكُمْ سَتَذْكُرُوْنَهُنَّ

اللہ تعالیٰ جانتے ہیں کہ تم ان عورتوں سے نکاح کا تذکرہ کیے بغیر نہ رہ سکو گے (یعنی ختم عدت تک اس ارادے کو چھپا نہ سکو گے)

منزل ١

وَلٰكِنۡ لَّا تُوَاعِدُوۡهُنَّ سِرًّا	لیکن (ایام عدت میں) پوشیدہ طور پر ان سے کوئی قول وقرار نہ کرنا۔
اِلَّآ اَنۡ تَقُوۡلُوۡا قَوۡلًا مَّعۡرُوۡفًا ؕ	البتہ احسن طریقہ سے (ان پر) اپنا ارادہ ظاہر کر سکتے ہو۔
وَلَا تَعۡزِمُوۡا عُقۡدَةَ النِّكَاحِ حَتّٰى يَبۡلُغَ الۡكِتٰبُ اَجَلَهٗ ؕ	اور جب تک عدت پوری نہ ہوجائے عقد نکاح کا ارادہ نہ کرو۔
وَاعۡلَمُوۡٓا اَنَّ اللّٰهَ يَعۡلَمُ مَا فِىۡٓ اَنۡفُسِكُمۡ فَاحۡذَرُوۡهُ ۚ	اور اچھی طرح جان لو کہ جو کچھ تمہارے دلوں میں ہے اللہ تعالیٰ جانتے ہیں (تمہارے قلبی احوال سے باخبر ہیں) لہٰذا اس سے ڈرتے رہو۔ (مرضیات الٰہی کی خلاف ورزی کے انجام بد سے ڈرتے رہو)
وَاعۡلَمُوۡٓا اَنَّ اللّٰهَ غَفُوۡرٌ حَلِيۡمٌ ﴿٢٣٥﴾	اور جان لو کہ اللہ تعالیٰ بڑے ہی بخشنے والے حلیم ہیں۔

ع ٣٠ ١٤ ١٤

توضیح: اپنے نیک بندوں کی بعض معمولی و بیجا باتوں کو اپنی مہربانی سے گوارہ بھی فرما لیتے ہیں، فوری گرفت نہیں فرماتے۔

لَا جُنَاحَ عَلَيۡكُمۡ اِنۡ طَلَّقۡتُمُ النِّسَآءَ مَا لَمۡ تَمَسُّوۡهُنَّ	(عقد نکاح کے بعد) عورتوں کو ہاتھ لگانے سے قبل اگر طلاق دو تو تم پر کچھ گناہ نہیں۔
اَوۡ تَفۡرِضُوۡا لَهُنَّ فَرِيۡضَةً ۖۚ	یا تم نے ان کیلئے کوئی مہر مقرر نہ کیا ہو تو (تم پر مہر کا مواخذہ نہیں ہے)
وَّمَتِّعُوۡهُنَّ ۚ عَلَى الۡمُوۡسِعِ قَدَرُهٗ	اور احسن طریق پر انھیں کسی قدر مال و منال سے بھی فائدہ پہنچاؤ۔ صاحب استطاعت کو اپنی مقدور کے مطابق
وَعَلَى الۡمُقۡتِرِ قَدَرُهٗ ۚ مَتَاعًا ۢ بِالۡمَعۡرُوۡفِ ۚ	اور تنگ دست کو اپنی حیثیت کے لحاظ سے۔

منزل ١

توضیح: رشتہ جوڑنے کے بعد توڑ دینے سے عورت کا کچھ نہ کچھ نقصان ضرور ہوتا ہے۔ اس لیے اللہ تعالیٰ نے حسب مقدور اس کی تلافی کر دینے کا حکم فرمایا۔

حَقًّا عَلَى الۡمُحۡسِنِيۡنَ ﴿٢٣٦﴾	نیک لوگوں پر یہ ایک طرح کا حق ہے۔
وَاِنۡ طَلَّقۡتُمُوۡهُنَّ مِنۡ قَبۡلِ اَنۡ تَمَسُّوۡهُنَّ	اور اگر تم انھیں ہاتھ لگانے سے پہلے طلاق دو۔ (یعنی خلوت صحیحہ سے قبل)
وَقَدۡ فَرَضۡتُمۡ لَهُنَّ فَرِيۡضَةً	اور تم نے ان کا مہر مقرر کیا ہو تو (اصل صورت میں) نصف مہر دینا ہوگا۔

فَنِصۡفُ مَا فَرَضۡتُمۡ اِلَّاۤ اَنۡ يَّعۡفُوۡنَ	ہاں اگر عورتیں اپنا مہر بخش دیں۔
اَوۡ يَعۡفُوَا الَّذِىۡ بِيَدِهٖ عُقۡدَةُ النِّكَاحِ ؕ	یا مرد جن کے ہاتھ میں عقد نکاح ہے۔ (نکاح توڑنے یا باقی رکھنے کا اختیار ہے) (اپنا حق) چھوڑ دیں (یا پورا مہر دے دیں، انھیں اختیار ہے۔)
وَاَنۡ تَعۡفُوۡۤا اَقۡرَبُ لِلتَّقۡوٰى ؕ	اور اگر تم اپنا حق چھوڑ دو تو تمہارا (یہ عمل) تقوے سے زیادہ قریب ہے۔
وَلَا تَنۡسَوُا الۡفَضۡلَ بَيۡنَكُمۡ ؕ	اور آپس میں ایک دوسرے پر فضل واحسان کرنا نہ بھولو۔ (فیاضی سے کام لو)
اِنَّ اللّٰهَ بِمَا تَعۡمَلُوۡنَ بَصِيۡرٌ ﴿۲۳۷﴾	جو کچھ تم کر رہے ہو یقیناً اللہ تعالیٰ دیکھ رہے ہیں۔ (جیسے اعمال ہوں گے ویسی جزا ملے گی)

توضیح: آیاتِ ماسبق میں معاشرے کی خوشگوار زندگی کے لیے جن فطری اصطلاحات کی ضرورت تھی خالق فطرت نے اس کی تکمیل فرما دی جس کی تعمیل اہل ایمان پر فرض ہے۔ ان فرائض کی بجا آوری کیلئے ایک ایسا اہم اور بنیادی فریضہ تجویز فرمایا گیا ہے جس سے معاشرے کی ساری برائیاں دور ہوسکتی ہیں۔ بندگی کا شعور اور یوم الدین کا استحضار قائم رکھنے کے لیے حکم دیا گیا۔

حٰفِظُوۡا عَلَى الصَّلَوٰتِ وَالصَّلٰوةِ الۡوُسۡطٰى ۚ	نمازوں کی حفاظت کرو بالخصوص (اس نماز کی جو تمہارے کاروبار کے درمیان آجائے) بیچ کی نماز۔

توضیح: صلوۃ الوسطیٰ کا اطلاق ہر اس نماز پر ہوتا ہے جو مصروفیات کی وجہ بروقت پڑھی نہ جاسکے۔ یا وقت کی تنگی کی وجہ خضوع وخشوع کے ساتھ ادا نہ کی جاسکے یا وقت گزرنے سے قضا ہوجانے کا اندیشہ ہو۔ ان نمازوں کی ادائی کیلئے یہ خصوصی ہدایت ہے۔

وَقُوۡمُوۡا لِلّٰهِ قٰنِتِيۡنَ ﴿۲۳۸﴾	اور اللہ تعالیٰ کے آگے عاجزانہ انداز میں کھڑے رہو۔ (یعنی ادب واحترام کے ساتھ نماز پڑھا کرو)
فَاِنۡ خِفۡتُمۡ فَرِجَالًا اَوۡ رُكۡبَانًا ۚ	پھر اگر تم کو کسی طرح کا اندیشہ لاحق ہو تو پیدل، کھڑے کھڑے یا سواری پر نماز پڑھ لیا کرو (خوف یا بدامنی کی حالت میں)
فَاِذَاۤ اَمِنۡتُمۡ فَاذۡكُرُوا اللّٰهَ كَمَا	پھر جب تم مطمئن ہو جاؤ (یعنی خوف کی حالت جاتی رہے) تو اللہ تعالیٰ کو

منزل ۱

عَلَّمَكُمْ مَّا لَمْ تَكُوْنُوْا تَعْلَمُوْنَ﴿۲۳۹﴾ اس طرح یاد کرو جیسا کہ تم کو سکھایا گیا ہے جس کو تم جانتے نہ تھے۔

توضیح: ذکر اللہ کا جہاں جہاں بیان آیا ہے وہاں اکثر نماز ہی مراد ہے۔

وَالَّذِيْنَ يُتَوَفَّوْنَ مِنْكُمْ وَيَذَرُوْنَ اور جو لوگ تم سے وفات پا جاتے ہیں۔

اَزْوَاجًا ۚۖ اور اپنی بیویاں چھوڑ جاتے ہیں۔

وَّصِيَّةً لِّاَزْوَاجِهِمْ مَّتَاعًا اِلَى الْحَوْلِ غَيْرَ اِخْرَاجٍ ۚ وہ اپنی عورتوں کے حق میں وصیت کر جائیں کہ انھیں گھر سے نکالے بغیر ایک سال تک نان ونفقہ دیا جائے۔

فَاِنْ خَرَجْنَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ فِيْ مَا فَعَلْنَ فِيْٓ اَنْفُسِهِنَّ مِنْ مَّعْرُوْفٍ ۭ پھر ایک سال کے اندر وہ عورتیں خود چلی جائیں اور اپنے نکاح کا موزوں طریقے پر انتظام کرلیں تو تم پر کچھ گناہ نہیں۔

وَاللّٰهُ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ﴿۲۴۰﴾ اور اللہ تعالیٰ زبردست حکیم ہیں۔

توضیح: زبردست حکیم ہونے کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے احکام کے نتائج کا وقوع بالکل اٹل ہے۔ یعنی تعمیل حکم کا جو ثمرہ ہے وہ مل کر رہے گا اور عدم تعمیل کی صورت میں جو نقصان مقررہ ہے وہ پہنچ کر رہے گا۔ نیز معاشرے میں بیوہ یا مطلقہ کا نکاح نزولِ قرآن سے قبل مذموم سمجھا جاتا تھا۔ سمجھایا گیا کہ یہ طریقہ معیوب نہیں ہے بلکہ فطرت انسانی کے عین مطابق ہے۔

منزل ۱

وَلِلْمُطَلَّقٰتِ مَتَاعٌۢ بِالْمَعْرُوْفِ ۭ اور مطلقہ عورتوں کو بھی دستور کے مطابق بہ طریق احسن کچھ دے دلا کر رخصت کرنا چاہئے۔

حَقًّا عَلَى الْمُتَّقِيْنَ﴿۲۴۱﴾ متقین پر یہ ایک اخلاقی فریضہ ہے۔

توضیح: متقین کا اطلاق انھیں پر ہوتا ہے جن کے عقیدے میں شرک نہ ہو اور جن کاموں سے اللہ تعالیٰ نے منع فرمایا ہے اس سے بچتے ہوں۔

كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمْ اٰيٰتِهٖ لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ﴿۲۴۲﴾ ع ۳۱ / ۱۵ اس طرح اللہ تعالیٰ اپنے احکام تمہارے لیے نہایت ہی وضاحت کے ساتھ بیان فرماتا ہے تاکہ تم سمجھ بوجھ سے کام لو (اور نافرمانی کے انجام بد سے بچو)

جدال قتال فرض کیا گیا تو یہ حکم بعض اہل ایمان پر گراں گزرا اس لیے اسی مناسبت سے ایک واقعہ بیان فرمایا گیا۔

أَلَمْ تَرَ إِلَى الَّذِيْنَ خَرَجُوْا مِنْ دِيَارِهِمْ

کیا آپؐ نے ان لوگوں کے حال پر غور نہیں کیا جو (شہر میں وبا پھیلنے کی وجہ) موت کے خوف سے (موت سے بچنے کے لیے) اپنے گھروں سے نکل گئے (اور جنگل میں جا ٹھہرے)

وَهُمْ أُلُوْفٌ حَذَرَ الْمَوْتِ ۖ

حالانکہ وہ ہزاروں کی تعداد میں تھے۔

فَقَالَ لَهُمُ اللّٰهُ مُوْتُوْا ۗ ثُمَّ أَحْيَاهُمْ ۚ

پھر اللہ تعالیٰ نے انھیں فرمایا مرجاؤ (مر گئے)

کچھ دنوں بعد پھر انھیں زندہ کر دیا گیا۔

یہ دکھانے کے لیے کہ موت اپنے وقت پر آ کر رہے گی۔ گھروں میں چھپے بیٹھے رہو یا کہیں بھاگ نکلو۔ پھر تم موت سے کیوں گھبراتے ہو۔ جہاد سے کیوں جی چراتے ہو؟

إِنَّ اللّٰهَ لَذُوْ فَضْلٍ عَلَى النَّاسِ وَلٰكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَشْكُرُوْنَ ﴿٢٤٣﴾

بے شک اللہ تعالیٰ اپنے بندوں پر بڑا ہی فضل فرماتے ہیں۔ (اللہ تعالیٰ کا ہر حکم بندوں کے لیے نہایت حکیمانہ اور موجب رحمت ہوتا ہے) لیکن اکثر لوگ (نہیں سمجھتے) ناشکری کرتے ہیں۔

وَقَاتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَاعْلَمُوْا أَنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ﴿٢٤٤﴾

اور اللہ تعالیٰ کی راہ میں (مخالفین اسلام سے) لڑو اور یقین رکھو کہ اللہ تعالیٰ خوب سننے والے اور خوب جاننے والے ہیں تمہاری مدد کریں گے)

مَنْ ذَا الَّذِيْ يُقْرِضُ اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا

کون شخص ہے جو اللہ تعالیٰ کو قرض دے۔ قرض حسنہ (ایسا قرض جو خالص نیکی کے جذبے کے تحت راہ خدا میں دیا جائے)

فَيُضٰعِفَهٗ لَهٗٓ أَضْعَافًا كَثِيْرَةً ۚ

پھر اللہ تعالیٰ اس کے اجر و ثواب کو کئی گناہ بڑھا کر عطا کریں گے۔ ایک حدیث میں آیا ہے کہ ایک خرما (کھجور) اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کیا جائے تو اللہ تعالیٰ اس کو اتنا بڑھاتے ہیں کہ وہ احد پہاڑ سے بھی زیادہ ہوجاتا ہے (کوہ احد مدینہ میں ہے)

وَاللّٰهُ يَقْبِضُ وَيَبْصُۜطُ ۖ

اور اللہ تعالیٰ ہی کمی کرتے ہیں یا فراخی بخشتے ہیں۔

(یعنی گھٹانا بڑھانا، تنگی و فراخی اللہ تعالیٰ ہی کے اختیار میں ہے۔ ہوسکتا ہے کہ تم بہت کچھ اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرو اللہ تعالیٰ تمہارے لیے

	فراخی ہی رکھیں اور لاکھ بچا بچا کر رکھو کوئی آفت آجائے۔ اور کوڑی کوڑی کو محتاج ہو جاؤ۔ لہٰذا انفاق فی سبیل اللہ کے موقع پر تم اپنا ہاتھ کشادہ رکھو۔ خرچ کرنے کے موقع پر یہ نہ سمجھو کہ مفلس ہو جاؤ گے (تنگی وفراخی کا یہ خیال عبث ہے)
وَاِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ۝۲۴۵	اور تم (جزائے اعمال کے لیے) اسی کی طرف لوٹ کر جاؤ گے۔
وقف لازم — اَلَمْ تَرَ اِلَى الْمَلَاِ مِنْۢ بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ مِنْۢ بَعْدِ مُوْسٰى ۘ	(اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم) کیا آپؐ نے (اس معرکۂ حق وباطل پر) غور نہیں کیا جو موسیٰؑ کے بعد سرداران بنی اسرائیل کو پیش آیا۔
اِذْ قَالُوْا لِنَبِيٍّ لَّهُمُ ابْعَثْ لَنَا مَلِكًا نُّقَاتِلْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۭ	جب انہوں نے اپنے نبی سے کہا تھا کہ ہمارے لیے ایک بادشاہ مقرر کر دیجئے تاکہ ہم اللہ کی راہ میں جہاد کریں۔
قَالَ هَلْ عَسَيْتُمْ اِنْ كُتِبَ عَلَيْكُمُ الْقِتَالُ اَلَّا تُقَاتِلُوْا ۭ	پیغمبر نے کہا۔ اگر تم پر قتال (جہاد) فرض کر دیا جائے تو اس بات کا احتمال ہے کہ تم لڑنے سے انکار کر دو۔
منزل ۱ — قَالُوْا وَمَا لَنَآ اَلَّا نُقَاتِلَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ	انہوں نے کہا ہم اللہ کی راہ میں کیوں نہ لڑیں گے۔
وَقَدْ اُخْرِجْنَا مِنْ دِيَارِنَا وَاَبْنَآىِٕنَا ۭ	جب کہ ہم اپنی بستیوں سے نکالے گئے اور اپنے بال بچوں سے جدا کیے گئے۔
فَلَمَّا كُتِبَ عَلَيْهِمُ الْقِتَالُ تَوَلَّوْا اِلَّا قَلِيْلًا مِّنْهُمْ ۭ	پھر جب ان پر جہاد فرض کیا گا تو چند اشخاص کے سوا سب پھر گئے۔
وَاللّٰهُ عَلِيْمٌۢ بِالظّٰلِمِيْنَ۝۲۴۶	اور اللہ تعالیٰ ظالموں کو خوب جانتے ہیں۔ (جو فریضۂ قتال سے جی چراتے ہیں)
وَقَالَ لَهُمْ نَبِيُّهُمْ	اور (جو لوگ قتال کے لیے تیار ہوئے) ان سے انکے نبی نے کہا۔
اِنَّ اللّٰهَ قَدْ بَعَثَ لَكُمْ طَالُوْتَ مَلِكًا ۭ	اللہ تعالیٰ نے تمہارے لیے طالوت کو بادشاہ مقرر فرمایا ہے۔
قَالُوْٓا اَنّٰى يَكُوْنُ لَهُ الْمُلْكُ عَلَيْنَا	تو ان لوگوں نے (بڑے ہی تعجب سے) کہا (کہ طالوت کو امیر فوج کس لیے مقرر کیا گیا) کیوں کر اس کی ہم پر حکومت ہوسکتی ہے۔ انھیں حکمرانی کا حق کیوں کر حاصل ہوسکتا ہے۔

وَنَحْنُ اَحَقُّ بِالْمُلْكِ مِنْهُ — اور ہم حکمرانی میں ان سے زیادہ اہل ہیں۔

وَلَمْ يُؤْتَ سَعَةً مِّنَ الْمَالِ ؕ — اور طالوت صاحب ثروت بھی نہیں ہیں۔

قَالَ اِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰىهُ عَلَيْكُمْ — پیغمبر نے کہا اللہ تعالیٰ نے اس کو تم پر فضیلت بخشی ہے (یہ اللہ تعالیٰ کا انتخاب ہے)

وَزَادَهٗ بَسْطَةً فِى الْعِلْمِ وَالْجِسْمِ ؕ — اور اس کو علمی فضیلت بخشی اور جسمانی لحاظ سے توانا وتندرست رکھا۔

توضیح: اللہ تعالیٰ کے نزدیک سرداری کیلئے سب سے اہم صفت صاحب علم ہونا اور توانا وتندرست ہونا ہے طالوت میں یہ صفتیں بدرجہ اتم موجود تھیں۔ کسی کو امیر یا سردار بنانا ہو تو اس کی علمی و دماغی اور جسمانی صلاحیتوں کو بھی دیکھنا ہے۔

وَاللّٰهُ يُؤْتِىْ مُلْكَهٗ مَنْ يَّشَآءُ ؕ — اور اللہ تعالیٰ جس کو قابل سمجھتے ہیں بادشاہت عطا کرتے ہیں۔

وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ ۲۴۷ — اور اللہ تعالیٰ بڑے ہی واسع العلم ہیں (جانتے ہیں کہ کون کس قابل ہے)

وَقَالَ لَهُمْ نَبِيُّهُمْ اِنَّ اٰيَةَ مُلْكِهٖٓ — اور ان کے نبی نے ان سے کہا ان کے (منجانب اللہ) فرمانروا ہونے کی نشانی یہ ہے کہ

منزل ۱

اَنْ يَّاْتِيَكُمُ التَّابُوْتُ فِيْهِ سَكِيْنَةٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ — تمہارے پاس ایک صندوق آئیگا۔ جس میں تمہارے رب کی طرف سے تمہارے لیے سکون قلب کا سامان ہوگا۔ (صندوق التوراۃ)

وَبَقِيَّةٌ مِّمَّا تَرَكَ اٰلُ مُوْسٰى وَاٰلُ هٰرُوْنَ — اور کچھ بچی ہوئی چیزیں بھی ہوں گی جن کو موسیٰ وہارون علیہم السلام چھوڑ گئے تھے۔

تَحْمِلُهُ الْمَلٰٓئِكَةُ ؕ — وہ صندوق فرشتے اٹھائے لائیں گے۔

اِنَّ فِىْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ۲۴۸ — اس میں تمہارے لیے نشانی ہے کہ (طالوت منجانب اللہ سردار مقرر کیے گئے ہیں) اگر تم یقین (لانے والے ہو) رکھتے ہو۔

ع ۳۲ / ۱۲

توضیح: یہ صندوق جس میں توراۃ اور کچھ تبرکات تھے۔ جالوت جب بنی اسرائیل پر غالب آیا تو یہ صندوق بھی لے گا جس کو بنی اسرائیل اپنے لیے فتح ونصرت کا ذریعہ سمجھتے تھے جب وہ ان کے ہاتھ سے نکل گیا تو پوری قوم کی ہمت ٹوٹ گئی ان میں ہر شخص یہ سمجھتا رہا کہ اللہ تعالیٰ کی رحمت ان سے چھین لی گئی ہے۔ اور اب ان کے برے دن آ گئے ہیں پھر اس صندوق کا فرشتوں کے ذریعہ آنا ان کیلئے بڑی ہی تقویت، تسکین ومسرت کا باعث بنا اور طالوت مسلمہ فرمانروا ہو گئے۔

فَلَمَّا فَصَلَ طَالُوْتُ بِالْجُنُوْدِ ۙ — پھر جب طالوت فوجی لشکر لے کر (بیت المقدس سے قوم عمالقہ کی طرف

چلے) باہر نکلا۔

قَالَ اِنَّ اللّٰهَ مُبْتَلِيْكُمْ بِنَهَرٍ ۚ — تو انہوں نے کہا ایک دریا پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے تمہاری آزمائش ہونے والی ہے (یہ جانتے ہوئے بھی کہ تم کس حد تک احکام الٰہی کی تعمیل کرتے ہو)

فَمَنْ شَرِبَ مِنْهُ فَلَيْسَ مِنِّيْ ۚ — لہٰذا جو کوئی اس کا پانی پئے گا وہ میرا ساتھی نہیں۔

وَمَنْ لَّمْ يَطْعَمْهُ فَاِنَّهٗ مِنِّيْٓ — اور جو کوئی نہ پئے گا وہ میرا ساتھی ہے۔

اِلَّا مَنِ اغْتَرَفَ غُرْفَةًۢ بِيَدِهٖ ۚ — البتہ ہاتھ سے چلو بھر پانی کوئی پی لے تو مضائقہ نہیں۔

فَشَرِبُوْا مِنْهُ اِلَّا قَلِيْلًا مِّنْهُمْ ۭ — (جب نہر پر پہنچے) چند اشخاص کے سوا سب نے اس سے سیر ہو کر پانی پیا۔

توضیح: یہاں اطاعت امیر کا امتحان تھا۔ لوگ عموماً باتیں تو بہت کرتے ہیں کہ ہم امیر کی اطاعت یوں کریں گے اور یوں کریں گے مگر جب عمل کا وقت آتا ہے تو حیلے حوالے کرنے لگتے ہیں۔

کسی کو امیر مقرر کرنے کے بعد اس کی اطاعت ضروری ہے چاہے اس کا تعلق امور دینیہ سے ہو۔

یا نظم و نسق سے الغرض اس امتحان میں بہت کم لوگ کامیاب ہوئے۔ اللہ تعالیٰ کو ایسے لوگوں کا علیحدہ کرنا منظور تھا۔ منزل ۱

فَلَمَّا جَاوَزَهٗ هُوَ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ ۙ — پھر جب طالوت اور ان کے ساتھی مسلمان نہر کے پار ہو گئے (اور جالوت کی فوج کے مقابل ہوئے تو اس کی ظاہری شان و شوکت و کثرت کو دیکھ کر پست ہمت ہو گئے)

قَالُوْا لَا طَاقَةَ لَنَا الْيَوْمَ بِجَالُوْتَ وَجُنُوْدِهٖ ۭ — تو کہنے لگے آج ہم میں جالوت اور اس کے لشکر سے مقابلہ کرنے کی طاقت نہیں۔

قَالَ الَّذِيْنَ يَظُنُّوْنَ اَنَّهُمْ مُّلٰقُوا اللّٰهِ ۙ — جو لوگ یقین رکھتے تھے کہ ان کو اللہ تعالیٰ کے روبرو (جواب دہی کے لیے) حاضر ہونا ہے۔ (اپنے پست ہمت ساتھیوں سے) کہا

كَمْ مِّنْ فِئَةٍ قَلِيْلَةٍ غَلَبَتْ فِئَةً كَثِيْرَةًۢ بِاِذْنِ اللّٰهِ ۭ — اکثر اوقات ایسا ہوا ہے کہ تھوڑی سی جماعت اللہ تعالیٰ کے حکم سے کثیر جماعت پر غالب آئی ہے۔

وَاللّٰهُ مَعَ الصّٰبِرِيْنَ ۝۲۴۹ — اور اللہ تعالیٰ صبر کرنے والوں کا ساتھ دیتے ہیں۔ (یہ سنت الٰہی ہے)

توضیح: قلت کثرت پر اس وقت غالب آتی ہے جب وہ کثرت کے مظالم پر صبر کرتی ہے۔

وَلَمَّا بَرَزُوْا لِجَالُوْتَ وَجُنُوْدِهٖ — اور جب وہ جالوت اور اس کی فوج کے مقابل ہو گئے۔

قَالُوْا رَبَّنَآ اَفْرِغْ عَلَيْنَا صَبْرًا وَّثَبِّتْ اَقْدَامَنَا — تو انہوں نے دعا کی اے ہمارے پروردگار ہم پر صبر آسان کر دیجئے (یعنی جدال وقتال کی ہر تکلیف سہنے کی توفیق بخشئے اور (اس معرکۂ حق وباطل میں) ہم کو ثابت قدم رکھئے۔)

وَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ ﴿٢٥٠﴾ — اور کافروں کے مقابلے میں ہماری مدد کیجئے۔ (فتح ونصرت بخشئے)

توضیح: اس میں یہ سبق ہے کہ صبر کی توفیق بھی اللہ تعالیٰ ہی سے مانگنی چاہئے اور ہر چھوٹی بڑی تکلیف میں اللہ تعالیٰ ہی کو پکارنا چاہئے۔

فَهَزَمُوْهُمْ بِاِذْنِ اللّٰهِ — پس طالوت کی فوج نے اللہ تعالیٰ کے حکم سے ان کو شکست دی۔

وَقَتَلَ دَاوٗدُ جَالُوْتَ — اور داؤدؑ نے جالوت کو قتل کر دیا (جو فوج میں اچھے لڑنے والوں میں سے تھے)

وَاٰتٰىهُ اللّٰهُ الْمُلْكَ وَالْحِكْمَةَ وَعَلَّمَهٗ مِمَّا يَشَآءُ — اور اللہ تعالیٰ نے ان کو (داؤدؑ کو) بادشاہت اور عقل ودانائی اور علم وہنر کی وہ تمام باتیں سکھائیں (جو بادشاہت کے لیے ضروری تھیں) جو اس نے (اللہ) چاہی۔

وَلَوْلَا دَفْعُ اللّٰهِ النَّاسَ بَعْضَهُمْ بِبَعْضٍ لَّفَسَدَتِ الْاَرْضُ — اور اگر اللہ تعالیٰ بعض ظالموں کے غلبہ وتسلط کو بعض لوگوں کے ذریعہ دفع نہ کیا کرتے تو زمین میں ایک فساد عظیم برپا ہو جاتا۔

وَلٰكِنَّ اللّٰهَ ذُوْ فَضْلٍ عَلَى الْعٰلَمِيْنَ ﴿٢٥١﴾ — لیکن اللہ تعالیٰ اہل عالم پر بڑے ہی مہربان ہیں۔

تِلْكَ اٰيٰتُ اللّٰهِ نَتْلُوْهَا عَلَيْكَ بِالْحَقِّ — یہ اللہ تعالیٰ کی آیتیں ہیں جو صحیح صحیح طور پر ہم آپؐ کو پڑھ کر سناتے ہیں۔
(جن میں گزشتہ اہل ایمان کے واقعات جدال وقتال ہیں۔)

وَاِنَّكَ لَمِنَ الْمُرْسَلِيْنَ ﴿٢٥٢﴾ — اور اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم آپ بلاشبہ پیغمبروں میں سے ہیں۔

(لہٰذا آپؐ کو اور آپ کے متبعین کو بھی جدال وقتال کے دور سے گزرنا ہے۔ احکام قتال سے قلوب میں گرانی پیدا نہ ہونی چاہئے)

تِلْكَ الرُّسُلُ فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍ ۘ ان رسولوں میں سے ہم نے بعض کو بعض پر فضیلت بخشی۔

مِنْهُمْ مَّنْ كَلَّمَ اللّٰهُ وَرَفَعَ بَعْضَهُمْ دَرَجٰتٍ ؕ ان میں ایک وہ ہیں جن سے اللہ تعالیٰ نے کلام فرمایا اور بعض کے درجات بلند کیے۔

توضیح: حضرت موسیٰ علیہ السلام مراد ہیں جن سے اللہ تعالیٰ نے (فرشتے کے بغیر) راست کلام فرمایا۔

وَاٰتَيْنَا عِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ الْبَيِّنٰتِ وَاَيَّدْنٰهُ بِرُوْحِ الْقُدُسِ ؕ اور ہم نے عیسیٰؑ ابن مریم کو واضح معجزات عطا کیے اور جبرئیل امین سے ان کی مدد کی۔

توضیح: یہود عیسیٰؑ کے دشمن تھے جبرئیلؑ کے ذریعہ ان کی مدد فرمائی (واضح معجزات سے مراد، مردوں کو زندہ کرنا، بیماروں کو اچھا اور مادرزاد اندھوں کو بینا کرنا وغیرہ)

وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ مَا اقْتَتَلَ الَّذِيْنَ مِنْۢ بَعْدِهِمْ مِّنْۢ بَعْدِ مَا جَآءَتْهُمُ الْبَيِّنٰتُ اور اگر اللہ تعالیٰ کو منظور ہوتا تو وہ لوگ واضح احکام آجانے کے بعد آپس کی خوں ریزی میں مبتلا نہ ہوتے۔

وَلٰكِنِ اخْتَلَفُوْا فَمِنْهُمْ مَّنْ اٰمَنَ وَمِنْهُمْ مَّنْ كَفَرَ ؕ لیکن انہوں نے (نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم سے) اختلاف کیا ان میں بعض ایمان لائے اور بعض کافر ہی رہے۔

توضیح: اس آیت سے اور دوسری آیات سے ایمان لانے یا نہ لانے کا انسانی اختیار ثابت ہوتا ہے۔ جیسے: فَمَنْ شَآءَ فَلْيُؤْمِنْ وَّمَنْ شَآءَ فَلْيَكْفُرْ لہٰذا جو چاہے ایمان لائے یا انکار کرے اسی پر جزا وسزا کا مدار ہے۔

وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ مَا اقْتَتَلُوْا ۗ اور اگر اللہ تعالیٰ چاہتے تو یہ خوں ریزی نہ کرتے۔

توضیح: خونریزی سے روکنا۔ گویا ان کے اختیار کو سلب کرنا ہے جو ایک طرح کا جبر ہوتا۔ اللہ تعالیٰ کسی کی آزادی واختیار کو چھین کر جبر نہیں فرماتے۔

وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَفْعَلُ مَا يُرِيْدُ ﴿۲۵۳﴾ لیکن اللہ تعالیٰ جو چاہتے ہیں کرتے ہیں۔ ع ۳۳

توضیح: کوئی امت دین الٰہی کو چھوڑ کر باطل عقائد میں مبتلا ہوتی ہے اور امتِ واحدہ کی بجائے مختلف فرقوں میں بٹ جاتی ہے تو ان پر عذاب الٰہی کی ایک شکل یہ بھی ہوتی ہے کہ وہ ایک دوسرے کے خون کے پیاسے ہوجاتے ہیں۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَنْفِقُوْا مِمَّا اے ایمان والو جو کچھ مال ومتاع ہم نے تم کو دیا ہے اس میں سے (اللہ

رَزَقْنٰكُمْ — تعالیٰ کی راہ میں) خرچ کرتے رہو۔

مِّنْ قَبْلِ اَنْ يَّاْتِيَ يَوْمٌ لَّا بَيْعٌ فِيْهِ وَلَا خُلَّةٌ وَّلَا شَفَاعَةٌ ط — قبل اس کے کہ (عمل کرنے کی یہ مہلت ختم ہوجائے اور) وہ دن آجائے جس دن نہ کوئی خرید وفروخت ہوگی اور نہ دوستی کام آئے گی اور نہ کسی کی شفاعت۔

توضیح: خرید وفروخت اس طرح کہ کوئی صاحب خیر جس نے بہت ساری نیکیاں کی ہوں وہ اپنی فاضل نیکیاں دے کر اپنے گنہگار عزیز ورشتہ دار دوست یا مرید کو بخشوا نہیں سکتا۔

وَالْكٰفِرُوْنَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ﴿٢٥٤﴾ — اور کافر (حقائق کا انکار کرنے والے) ہی ظالم ہیں جو اپنے آپ پر ظلم کرتے ہیں۔

توضیح: یہ وہ لوگ ہیں جو اللہ تعالیٰ کی خوشنودی حاصل کرنے کے بجائے غیر اللہ کی خوشنودی کے لیے مال خرچ کرتے ہیں۔ ان کی نذر ومنت کرتے اور ان سے مدد مانگتے ہیں۔ اہل ایمان کو متنبہ کیا گیا ہے کہ موت سے پہلے اپنی آخرت بہتر بنالیں۔ یعنی عقیدہ وعمل کی اصلاح کرلیں جس کے بغیر کوئی نیکی عنداللہ قبول نہیں ہوتی۔

موجودہ دور میں ایصال ثواب کا جو تصور امت میں پیدا ہوگیا ہے اور یہ جو سمجھا جاتا ہے کہ مرنے والا دین سے خواہ کتنا ہی منحرف اور بے عمل رہا ہو اگر اس کی اولاد اعزہ واقارب میں سے کوئی زیارت، چہلم، برسی، ختم قرآن اور مولود وغیرہ جیسے مبتدعانہ رسوم ادا کردے، غریبوں کو کھلا پلا دے، خیر خیرات کردے اور اس کا ثواب بخش دے تو مرنے والے کے لیے نجات ومغفرت کا ذریعہ ہوجاتا ہے، یہ سب بے اصل ہے۔

منزل ١

اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ — (اللہ تعالیٰ ہی معبود برحق ہیں) اللہ کے سوا کوئی بھی عبادت (واستعانت) کے لائق نہیں۔

توضیح: اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی ہستی خواہ وہ انبیاء علیہم السلام ہوں یا ملائکہ یا اجنہ وغیرہ سب اسی کے مملوک ہیں اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی عبادت واستعانت کے لائق نہیں۔

اَلْحَيُّ الْقَيُّوْمُ ۚ لَا تَاْخُذُهٗ سِنَةٌ وَّلَا نَوْمٌ ط — اللہ ہی زندہ اور ہمیشہ قائم رہنے والا ہے، اسے نہ اونگھ آتی ہے اور نہ نیند (ہم انسانوں کو طمانیت کے لیے ارشاد ہورہا ہے کہ ہماری حاجت براری کے لیے ہی حق تعالیٰ الحی ہیں القیوم ہیں)

توضیح: وہ نیند، اونگھ اور بھول جیسے نقائص سے پاک ہے۔ ایک بادشاہ کے لوازم شان وشوکت میں اس کے آرام کے اوقات بھی ہوتے ہیں، وہ سوتا بھی ہے لیکن اللہ تعالیٰ کی ذات ان کمزوریوں سے پاک وبرتر ہے کیونکہ سونا بھی ایک کمزوری

ہے جس کی وجہ بے خبری اور بھول پیدا ہو جاتی ہے۔ وہ قیوم ہے ساری مخلوقات کے نظام دنیا وآخرت کا وہی بلاشرکت غیرے قائم کرنے والا ہے۔

لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ؕ	زمین وآسمان میں جو کچھ ہے سب اسی کا ہے۔
مَنْ ذَا الَّذِيْ يَشْفَعُ عِنْدَهٗٓ اِلَّا بِاِذْنِهٖ ؕ	کون ہے جس کی اتنی ہمت ہو کہ) اس کے پاس سفارش کر سکے۔ سوائے اس کے کہ وہی کسی کے لیے سفارش کی اجازت دے۔
يَعْلَمُ مَا بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ ۚ	وہ جانتا ہے جو کچھ ان کے سامنے ہے اور جو کچھ ان کے پیچھے ہے (یعنی وہ ان کے اگلے اور پچھلے احوال سے واقف ہے)

تشریح: یہاں حق تعالیٰ نے اپنے اسماء ''اَلْحَيُّ الْقَيُّوْمُ '' کا تعارف فرمایا ہے۔ آج امت کے عوام وخواص اسمائے حسنیٰ کے معنی ومفہوم ہی سے لاعلم ہیں (الا ماشاء اللہ) حضرت نبی کریم ﷺ کی صحبت نے صحابہ کرام کو حق تعالیٰ کے اسمائے حسنیٰ کا عرفان عطا فرمایا تھا، اسی کا ثمرہ تھا کہ جب بھی احکام الٰہی نازل ہوتے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم والہانہ ان احکام کی بجا آوری فرماتے۔

اسم ''الحی '' کے تعارف میں بتایا گیا کہ انسانوں کی حاجت روائی، مشکل کشائی اور نظام ارض وسماء کی ربوبیت کے لیے جس حیات کی ضرورت ہے وہ حیات تو صرف اللہ تعالیٰ کے پاس ہے۔ لہٰذا انسانوں کو چاہئے کہ ہر چھوٹی بڑی، حاجت اور مشکل میں اللہ تعالیٰ ہی کو مدد کے لیے پکارے جیسا کہ ارشاد الٰہی ہے۔

هُوَ الْحَيُّ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ فَادْعُوْهُ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ ۔ وہی زندہ ہے (کوئی مقرب سے مقرب بندہ تمہاری فریاد رسانی کے لیے زندہ نہیں ہے) پورے جذبہ اطاعت گزاری کے ساتھ ہر مشکل وحاجت میں مدد کے لیے اللہ تعالیٰ ہی کو اس طرح پکارو کہ شرک کا شائبہ بھی نہ رہے۔ آدمی اپنے جہل کی وجہ سے یہ بھی سمجھتا ہے کہ دنیوی بادشاہوں کی طرح اللہ تعالیٰ کی حکمرانی میں بھی انبیاء علیہم السلام صالحین۔ امت ملائکہ وغیرہ معاون ومددگار رہیں، شریک ودخیل ہیں۔ جن کے مشورے سے نظام الٰہی وسماوی جاری ہے۔ اسم حسن ''القیوم '' سے اس باطل خیال کی تردید فرمائی گئی ہے اور یہ حقیقت واضح کردی گئی کہ یہ سارا نظام ارضی وسماوی کسی کی رائے مشورہ کے بغیر اور کسی کو اپنے اختیارات کا کوئی جز وعطا کیے بغیر اللہ تعالیٰ ہی بذاتہٖ قائم کیے ہوئے ہیں۔ اس نظم عالم کے قیام میں اللہ تعالیٰ کے ساتھ کوئی شریک وسہیم نہیں ہے۔

وَلَا يُحِيْطُوْنَ بِشَيْءٍ مِّنْ عِلْمِهٖٓ اِلَّا بِمَا شَآءَ ۚ	اور کوئی مخلوق اللہ تعالیٰ کی معلومات میں سے کسی چیز کا احاطہ نہیں کر سکتی مگر اسی قدر جتنا کہ اللہ تعالیٰ علم دینا چاہیں۔

وَسِعَ كُرْسِيُّهُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ ۚ — اس کی کرسی زمین وآسمان کو احاطہ کیے ہوئے ہے۔ (کرسی سے مراد اللہ تعالیٰ کی حکومت وفرمانروائی ہے)

وَلَا يَئُوْدُهٗ حِفْظُهُمَا ۚ وَهُوَ الْعَلِيُّ الْعَظِيْمُ ﴿۲۵۵﴾ — زمین وآسمان کی حفاظت اسے نہیں تھکاتی اور وہ بڑا اعالی مرتبت بڑی ہی شان وعظمت والا ہے۔ (اتنی وسیع وعریض کائنات کا بلا شرکت غیرے بہ نفس نفیس حکمران ہے)

لَآ اِكْرَاهَ فِي الدِّيْنِ ۙ — دین (اسلام) میں جبر نہیں ہے۔

فَمَنْ شَاءَ فَلْيُؤْمِنْ وَمَنْ شَاءَ فَلْيَكْفُرْ ۔یعنی چاہے کوئی ایمان لائے چاہے کوئی کفر کرے۔

(مگر انسان کی عقل وفطرت کا تقاضہ ہے کہ دنیا میں بے خوف وخطر زندگی گزارنے اور آخرت کی خیر وابقی زندگی کے حصول کے لیے رغبت قلبی کے ساتھ دین الٰہی قبول کرلے)

قَدْ تَّبَيَّنَ الرُّشْدُ مِنَ الْغَيِّ ۚ — یقیناً ''ہدایت'' گمراہی سے ممیز ہو چکی ہے۔ (یعنی دین اسلام کی خوبی اور کفر کا انجام بدواضح ہو چکا ہے)

منزل ۱

فَمَنْ يَّكْفُرْ بِالطَّاغُوْتِ وَيُؤْمِنْۢ بِاللّٰهِ — لہٰذا جس نے بطیب خاطر معبودانِ باطل سے منہ موڑا اور اللہ تعالیٰ ہی کو معبود ومستعان کارساز جانا

فَقَدِ اسْتَمْسَكَ بِالْعُرْوَةِ الْوُثْقٰى ۗ لَا انْفِصَامَ لَهَا ۭ — تو گویا اس نے ایک مضبوط سہارا تھام لیا جو کبھی ٹوٹنے والا نہیں (یعنی ایک ایسا مستحکم عقیدہ اختیار کیا جس کے حق ہونے کی وہ سندِ علمی رکھتا ہے)

وَاللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ﴿۲۵۶﴾ — اور اللہ تعالیٰ بڑے ہی سننے والے اور بڑے ہی جاننے والے ہیں)

تشریح: یہاں اسمائے حسنیٰ ''السمیع'' اور ''العلیم'' کا ربط یہ ہے کہ انسان اپنے جہل کے سبب یہ سمجھتا ہے کہ وہ اپنی دعا اور اپنے قلبی کیفیات کو اللہ تعالیٰ تک راست نہیں پہنچا سکتا بلکہ اس کے اور اللہ تعالیٰ کے درمیان بزرگانِ دین، صالحین قوم انبیاء علیہم السلام ملائکہ اور اجنہ واسطہ وسیلہ ہیں۔حق تعالیٰ نے اس شرک کی تردید اپنے ''اسماء احسن''، ''السمیع اور العلیم'' سے فرمادی کہ تمہاری دعاؤں کو سننے والے ''السمیع'' اور تمہارے قلبی کیفیات اور احوال کو جاننے والے ''العلیم'' اللہ تعالیٰ ہیں اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی فرد خلق ان اوصاف سے متصف نہیں بندوں کی دعا سننے کے لیے اور بندوں کے احوال جاننے کے لیے اللہ تعالیٰ کو کسی واسطہ اور وسیلے کی حاجت نہیں ہے۔

اَللّٰهُ وَلِيُّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ۙ	اللہ تعالیٰ اُن ہی لوگوں کے دوست ہیں جو ایمان لائے۔

توضیح: اللہ تعالیٰ کے بندے غیر اللہ کی الوہیت سے اپنے قلب کو پاک کر کے اللہ تعالیٰ ہی کو اپنا معبود و مستعان مان لیتے ہیں یعنی ایمان لے آتے ہیں تو اللہ تعالیٰ ان مومن بندوں کے حامی دوست و مددگار بن جاتے ہیں۔

يُخْرِجُهُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ ۗ	انھیں (جہل وکفر کی) تاریکیوں سے نکال کر (علم وہدایت کی) روشنی میں لے آتے ہیں۔
وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اَوْلِيٰٓـــُٔهُمُ الطَّاغُوْتُ ۙ	اور جو لوگ کافر ہوئے (یعنی کفر کی راہ اختیار کی۔ اللہ تعالیٰ کی الوہیت میں غیر اللہ کو شریک قرار دیا) ان کے دوست شیاطین ہیں۔
يُخْرِجُوْنَهُمْ مِّنَ النُّوْرِ اِلَى الظُّلُمٰتِ ۭ	وہ انھیں (علم وہدایت کی) روشنی سے نکال کر (جہل کی) تاریکیوں میں ڈھکیل دیتے ہیں۔
اُولٰۗىِٕكَ اَصْحٰبُ النَّارِ ۚ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ٢٥٧ ع	وہ سب جہنمی ہیں وہ اسی میں ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے۔

ع ۳۴ ۲ وقف لازم

اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْ حَاۗجَّ اِبْرٰهٖمَ فِيْ رَبِّهٖٓ	اے نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کیا آپؐ نے اس شخص کی حالت پر غور نہیں کیا جو ابراہیمؑ سے اس کے رب کے بارے میں جھگڑتا تھا۔
اَنْ اٰتٰىهُ اللّٰهُ الْمُلْكَ ۘ	(اس احسان کے بدلے) کہ اللہ تعالیٰ نے اس کو بادشاہت دی تھی۔
اِذْ قَالَ اِبْرٰهٖمُ رَبِّيَ الَّذِيْ يُحْيٖ وَيُمِيْتُ ۙ	اس وقت ابراہیمؑ نے کہا میرا پروردگار تو وہی ہے جو، جلاتا اور مارتا ہے۔
قَالَ اَنَا اُحْيٖ وَاُمِيْتُ ۭ	تو (بہ زعم حکومت بادشاہ) اس نے کہا میں بھی مارتا وجلاتا ہوں۔

توضیح: (اس طرح کہنے کا مطلب یہ تھا کہ میں بھی جسے چاہوں مار ڈالوں یا مار ڈالنے سے بچالوں۔ اس طرح اپنے مالک ومختار بننے کا ادعا کیا۔)

قَالَ اِبْرٰهٖمُ فَاِنَّ اللّٰهَ يَاْتِيْ بِالشَّمْسِ مِنَ الْمَشْرِقِ	ابراہیمؑ نے کہا اللہ تعالیٰ تو روزآنہ سورج کو مشرق سے نکالتے ہیں۔
فَاْتِ بِهَا مِنَ الْمَغْرِبِ فَبُهِتَ الَّذِيْ كَفَرَ ۭ	تو اس کو مغرب سے نکال، تو وہ کافر اپنی بے بسی پر بوکھلا گیا۔
وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ ٢٥٨ ۚ	اور اللہ تعالیٰ ایسے ہٹ دھرم لوگوں کو ہدایت نہیں دیتے۔
اَوْ كَالَّذِيْ مَرَّ عَلٰي قَرْيَةٍ	یا اس طرح ان صاحب کے حال پر بھی نظر ڈالیے۔

وَّهِيَ خَاوِيَةٌ عَلٰى عُرُوْشِهَا ۚ	جن کا گزر ایک اجڑی ہوئی بستی پر ہوا جو اپنی چھتوں پر الٹ گئی تھی۔
قَالَ اَنّٰى يُحْيٖ هٰذِهِ اللّٰهُ بَعْدَ مَوْتِهَا ۚ	(جسے دیکھ کر انہوں نے) کہا بستی کے (باشندوں کی) اس طرح کی ہلاکت کے بعد اللہ تعالیٰ پھر انھیں کس طرح زندہ کریں گے؟
فَاَمَاتَهُ اللّٰهُ مِائَةَ عَامٍ ثُمَّ بَعَثَهٗ ؕ	تو اللہ تعالیٰ نے ان کی روح قبض کر لی اور سو سال تک مردہ رکھا۔ پھر انھیں زندہ کیا۔
قَالَ كَمْ لَبِثْتَ ؕ قَالَ لَبِثْتُ يَوْمًا اَوْ بَعْضَ يَوْمٍ ؕ	پوچھا تم کتنے عرصے تک (اس حالت مردنی میں) رہے کہا ایک دن یا ایک پہر دن (یعنی دن کا کچھ حصہ)
قَالَ بَلْ لَّبِثْتَ مِائَةَ عَامٍ	اللہ تعالیٰ نے فرمایا بلکہ تم سو برس (اسی حالت مردنی میں) رہے ہو۔
فَانْظُرْ اِلٰى طَعَامِكَ وَشَرَابِكَ لَمْ يَتَسَنَّهْ ۚ	پھر اپنے کھانے پینے کی چیزوں کو دیکھو (اتنی مدت گزر جانے کے باوجود) سڑی گلی نہیں ہیں۔
وَانْظُرْ اِلٰى حِمَارِكَ	اور اپنے گدھے کی طرف بھی دیکھو (جو مرا پڑا ہے یعنی بکھری ہوئی ہڈیوں کا ادھورا ڈھانچہ رہ گیا ہے۔)
وَلِنَجْعَلَكَ اٰيَةً لِّلنَّاسِ	اور اس سے مقصود یہ ہے کہ ہم تم کو لوگوں کے لیے (اپنی قدرت کی) نشانی بنائیں۔
وَانْظُرْ اِلَى الْعِظَامِ كَيْفَ نُنْشِزُهَا ثُمَّ نَكْسُوْهَا لَحْمًا ؕ	اور تم (اس کی) ہڈیوں کی طرف دیکھو کہ ہم ان کو کس طرح جوڑتے ہیں۔ پھر اس ڈھانچے پر گوشت و پوست چڑھاتے ہیں۔
فَلَمَّا تَبَيَّنَ لَهٗ ۙ قَالَ اَعْلَمُ اَنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۝٢٥٩	جب یہ سب کچھ کھل کر مشاہدہ میں آچکا تو کہا میں نے جان لیا کہ بلاشبہ اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہیں۔ گل سڑ جانے کے بعد بھی مردے کو دفعۃً زندہ کر سکتے ہیں۔
وَاِذْ قَالَ اِبْرٰهٖمُ رَبِّ اَرِنِيْ كَيْفَ تُحْيِ الْمَوْتٰى ؕ	اور وہ واقعہ بھی قابل ذکر ہے ابراہیمؑ نے کہا اے میرے پروردگار مجھے دکھایئے کہ آپ مردوں کو کس طرح زندہ کرتے ہیں؟
قَالَ اَوَلَمْ تُؤْمِنْ ؕ قَالَ بَلٰى وَلٰكِنْ لِّيَطْمَئِنَّ قَلْبِيْ ؕ	اللہ تعالیٰ نے فرمایا کیا تمہیں اس کا یقین نہیں ہے کہا۔ ہاں ہے، لیکن قلب مزید طمانیت چاہتا ہے۔

قَالَ فَخُذْ اَرْبَعَةً مِّنَ الطَّيْرِ فَصُرْهُنَّ اِلَيْكَ
اللہ تعالیٰ نے فرمایا چار پرندے لو اور انھیں اپنے سے مانوس کرلو۔

ثُمَّ اجْعَلْ عَلٰى كُلِّ جَبَلٍ مِّنْهُنَّ جُزْءًا
پھر ان کی بوٹیاں بنا کر ہر ایک پہاڑ پر رکھ دو۔

ثُمَّ ادْعُهُنَّ يَاْتِيْنَكَ سَعْيًا ؕ
پھر انھیں آواز دو وہ تمہارے پاس دوڑے چلے آئیں گے۔

وَاعْلَمْ اَنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ۝٢٦٠ ع ۳۵ ۴
اور جان لو کہ اللہ تعالیٰ بڑے ہی زبردست حکمت والے ہیں۔

توضیح: یہاں اللہ تعالیٰ کے اسم حسنٰی "اَلْحَكِيْم" کا حکیمانہ تعارف کر دیا گیا ہے۔ انبیاء علیہم السلام کو بعض امور غیبیہ کا علم دیا جاتا ہے اور مشاہدہ بھی کرایا جاتا ہے۔ دنیاوی امور میں بھی تو یہی ہوتا ہے کہ چند ہی محققین ہوتے ہیں اور باقی سب انسان ان کی تحقیق سے استفادہ کرتے ہیں۔ ہر شخص کو امور غیبیہ کا مشاہدہ نہ کروانا اللہ تعالیٰ کا ایک حکیمانہ نظام ہے۔

مَثَلُ الَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ
جو لوگ اپنے مال اللہ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں۔ ان کے خرچ کی مثال۔

كَمَثَلِ حَبَّةٍ اَنْۢبَتَتْ سَبْعَ سَنَابِلَ منزل ۱
اس دانہ کی سی ہے کہ (جب بو دیا جائے تو) اس سے سات بالیں نکلتی ہیں۔

فِيْ كُلِّ سُنْۢبُلَةٍ مِّائَةُ حَبَّةٍ ؕ
پھر ہر بالی (بھٹے) میں سو دانے ہوں (یعنی ان کے انفاق کا اجر ایک کے عوض سات سو گنا دیا جائے گا۔)

وَاللّٰهُ يُضٰعِفُ لِمَنْ يَّشَآءُ ؕ
اتنا ہی نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ جس کیلئے چاہتے ہیں کئی گنا اجر بڑھا دیتے ہیں۔

وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ ۝٢٦١
اور اللہ تعالیٰ بڑی وسعت والے جاننے والے ہیں۔

توضیح: اللہ تعالیٰ کی راہ میں دینے والے کی نیت اور جو مال دیا جاتا ہے اس کے حسن وقبح سے خوب واقف ہیں۔ اور اسی وسعت علمی کی بنا پر اجر کوئی گناہ بڑھا دیتے ہیں ہوسکتا ہے کہ سات سو کے بجائے سات ہزار، سات لاکھ، سات کروڑ دیں اس سے بھی زیادہ بڑھا دیں۔ انفاق کی کچھ شرائط بھی ہیں۔ ان شرائط کی تکمیل کے بعد ہی ایک مومن انفاق کے موجودہ بدل کا مستحق ہوسکتا ہے۔

اَلَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ
جو لوگ اپنا مال اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں۔

ثُمَّ لَا يُتْبِعُوْنَ مَآ اَنْفَقُوْا مَنًّا
پھر وہ جو کچھ خرچ کرتے ہیں اس پر احسان نہیں جتاتے اور نہ احسان جتا

وَّلَآ اَذًى ۙ	کر تکلیف پہنچاتے ہیں۔
لَّهُمْ اَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ ۚ	ان کے لیے (ان کے اعمال کا) بدل ان کے پروردگار کے پاس ہے۔
وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ۝۲۶۲	اور (قیامت کے دن) نہ ان کو کچھ خوف ہوگا اور نہ وہ حزن وملال میں مبتلا ہوں گے۔

توضیح: کسی پر احسان کر کے احسان جتانا، اسکو ذلیل کرنا، معاوضہ کی توقع کرنا، تکلیف پہنچانا، ان سب کا شمار من اذیٰ میں ہے۔

قَوْلٌ مَّعْرُوْفٌ وَّمَغْفِرَةٌ خَيْرٌ مِّنْ صَدَقَةٍ يَّتْبَعُهَآ اَذًى ؕ	(اگر دینے کی قدرت نہ ہوتو سائل کو) اچھی بات کہہ کر ٹال دینا (خوبی سے درگزر کرنا) کچھ دے کر اسے اذیت پہنچانے سے بہتر ہے۔
وَاللّٰهُ غَنِىٌّ حَلِيْمٌ ۝۲۶۳	اللہ تعالیٰ (تمہارے انفاق کرنے یا نہ کرنے سے) بے نیاز ہیں (بے پرواہ ہیں تمہارے انفاق کا فائدہ تمہیں کو ہوگا) اور اللہ تعالیٰ الحلیم ہیں۔ (تمہاری نافرمانیوں پر فوری گرفت نہیں فرماتے ہیں۔ اس سے یہ نہ سمجھو کہ تمہارا احتساب ہی نہیں ہوگا۔)
يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُبْطِلُوْا صَدَقٰتِكُمْ بِالْمَنِّ وَالْاَذٰى ۙ	اے ایمان والو! تم اپنے صدقات احسان جتا کر تکلیف پہنچا کر ضائع نہ کرو۔
كَالَّذِىْ يُنْفِقُ مَا لَهٗ رِئَآءَ النَّاسِ	اس شخص کی طرح جو لوگوں کو دکھانے نام ونمود وشہرت کے لیے خرچ کرتا ہے (ریا بھی شرک ہے ایسا شخص دراصل)
وَلَا يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ ؕ	اور نہ اللہ تعالیٰ پر ایمان رکھتا ہے اور نہ یوم آخرت پر
فَمَثَلُهٗ كَمَثَلِ صَفْوَانٍ عَلَيْهِ تُرَابٌ	اس کے مال کی مثال ایک چٹان کی سی ہے جس پر مٹی کی تھوڑی سی تہہ جمی ہو۔
فَاَصَابَهٗ وَابِلٌ فَتَرَكَهٗ صَلْدًا ؕ	(اس میں دانہ بویا جائے) پھر اس پر زور دار بارش برسے جو اس کو صاف ہی کر دے۔

توضیح: مٹی کی ہلکی سی تہہ سے مراد نیکی کی ظاہری شکل ہے جس کے پیچھے نیت کی خرابی چھپی ہوئی ہو۔

لَا يَقْدِرُوْنَ عَلٰى شَىْءٍ مِّمَّا كَسَبُوْا ؕ	اس طرح وہ (ریاکار) جو کچھ نیک عمل کریں گے اس کا صلہ حاصل نہ کرسکیں گے۔
وَاللّٰهُ لَا يَهْدِى الْقَوْمَ الْكٰفِرِيْنَ ۝۲۶۴	اللہ تعالیٰ کافروں کو (کفر پر اڑے رہنے کی وجہ) صحیح راہ نہیں دکھاتے۔

وَمَثَلُ الَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمُ ابْتِغَآءَ مَرْضَاتِ اللّٰهِ	ان لوگوں کی مثال جو اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کے لیے اپنا مال خرچ کرتے ہیں۔
وَتَثْبِيْتًا مِّنْ اَنْفُسِهِمْ	اور اس تصدیق ویقین کے ساتھ خرچ کرتے ہیں کہ اس کا بدل آخرت میں انھیں ملنے والا ہے۔
كَمَثَلِ جَنَّةٍۢ بِرَبْوَةٍ اَصَابَهَا وَابِلٌ فَاٰتَتْ اُكُلَهَا ضِعْفَيْنِ ۚ	ان کی مثال ایک باغ کی سی ہے جو اونچے ٹیلے پر واقع ہو۔ جب اس پر مینہ برسے تو دگنا پھل لائے۔
فَاِنْ لَّمْ يُصِبْهَا وَابِلٌ فَطَلٌّ	پھر اگر بارش نہ بھی ہو تو پھوار ہی کافی ہوجائے۔

توضیح: بارش کے موٹے موٹے قطروں کی زوردار بارش کو وابل اور ہلکی سی پھوار کو طلّ کہتے ہیں۔

وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ٢٦٥	اور اللہ تعالیٰ دیکھ رہے ہیں جو کچھ تم کر رہے ہو (کہ کس نیت سے خرچ کرتے ہو)
اَيَوَدُّ اَحَدُكُمْ اَنْ تَكُوْنَ لَهٗ جَنَّةٌ مِّنْ نَّخِيْلٍ وَّاَعْنَابٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ۙ (منزل ١)	کیا تم میں سے کوئی یہ چاہتا ہے کہ (اس کا انجام اس شخص کی طرح ہوجائے) جس کے پاس کھجور اور انگور کے باغ ہوں، اس کے نیچے نہریں بہتی ہوں۔
لَهٗ فِيْهَا مِنْ كُلِّ الثَّمَرٰتِ ۙ	اس میں اس کے لیے ہر قسم کے میوے موجود ہوں۔
وَاَصَابَهُ الْكِبَرُ وَلَهٗ ذُرِّيَّةٌ ضُعَفَآءُ ۚۖ	اس کو بڑھاپا آگیا ہو۔ اس کی کمزور اور ناتواں اولاد بھی ہو (جن کی زندگی کا انحصار اسی سرمایہ پر ہو)
فَاَصَابَهَآ اِعْصَارٌ فِيْهِ نَارٌ فَاحْتَرَقَتْ	پھر (دفعتہً) اس پر طوفانی ہوا چلے جس میں دہکتی ہوئی آگ ہو اس کو جلا کر خاکستر کردے۔

توضیح: غور تو کرو ایسی صورت میں اس بوڑھے کی حسرت کا کیا عالم ہوگا؟ لوگ دنیا میں مال دار بنے رہے۔ انفاق بھی خوب کیا لیکن ان کی نیت شہرت ونمود کی تھی تو ان کی مثال اس بوڑھے کی سی ہے جو مذکور ہوئی۔ آخرت میں ان کی حسرت ویاس کا عالم ناقابل بیان ہوگا کیونکہ ان کی وہ مہلت عمل ختم ہوچکی ہوگی کہ پھر سے عمل کرکے اپنے نقصان کی تلافی کرسکیں۔

كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمُ الْاٰيٰتِ لَعَلَّكُمْ تَتَفَكَّرُوْنَ ٢٦٦	اس طرح تمہارے لیے اللہ تعالیٰ اپنے احکام نہایت ہی وضاحت کے ساتھ بیان فرماتے ہیں تاکہ تم صاحب فکر انسان بنو۔

(سوچو سمجھو غور وفکر سے کام لو)

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَنْفِقُوْا مِنْ طَيِّبٰتِ — اے ایمان والو اپنی حلال کمائی میں سے عمدہ چیز خرچ کیا کرو۔

مَا كَسَبْتُمْ وَمِمَّآ اَخْرَجْنَا لَكُمْ مِّنَ الْاَرْضِ ۠ — اور جو چیزیں ہم تمہارے لیے زمین سے پیدا کرتے ہیں ان میں (اللہ تعالیٰ کی راہ میں) خرچ کیا کرو (از قسم ثمرات و پیداوار ارضی وغیرہ)

وَلَا تَيَمَّمُوا الْخَبِيْثَ مِنْهُ تُنْفِقُوْنَ — ناپاک اور خبیث چیزوں کی خیرات کا خیال بھی دل میں نہ لاؤ۔

وَلَسْتُمْ بِاٰخِذِيْهِ اِلَّآ اَنْ تُغْمِضُوْا فِيْهِ ؕ — اور تم خود بھی اپنے لیے ناقص و ناکارہ مال پسند نہیں کرتے بجز اس کے کہ مجبوری ہو۔

وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ غَنِيٌّ حَمِيْدٌ ﴿٢٦٧﴾ — اور اچھی طرح جان لو کہ اللہ تعالیٰ غنی ہیں بڑی خوبیوں والے ہیں (ناکارہ و ناپاک مال قبول نہیں فرماتے)

اَلشَّيْطٰنُ يَعِدُكُمُ الْفَقْرَ وَيَاْمُرُكُمْ بِالْفَحْشَآءِ ۚ — شیطان تم سے مفلسی کا وعدہ کرتا ہے اور بے حیائی میں خرچ کرنے کا حکم دیتا ہے۔ (شیطان تم کو ڈراتا ہے کہ انفاق فی سبیل اللہ کرو گے تو مفلس ہو جاؤ گے مگر تم کو بے حیائی (بے ہودہ کاموں) میں خرچ کرنے کی ترغیب دیتا ہے۔)

منزل ١

لیکن افسوس کہ: آج امت کی اکثریت فواحشات ومنکرات شادی بیاہ کے جاہلانہ رسومات، سانچق، مہندی، سہرا، باجا، گیارہویں، بارہویں کے پکوان، شب برات کے چراغاں، عرسوں کے ہنگامے، کھیل تماشے، سینما بینی، فیشن پرستی میں مبتلا ہے جس پر لاکھوں روپے خرچ کیے جاتے ہیں۔ بس ہاتھ رکتا ہے تو ان معاملات میں کہ جہاں اللہ تعالیٰ نے خرچ کرنے کا حکم دیا ہے۔

وَاللّٰهُ يَعِدُكُمْ مَّغْفِرَةً مِّنْهُ وَفَضْلًا — اور اللہ تعالیٰ تم سے اپنی بخشش اور رحمت کا وعدہ فرماتے ہیں۔

توضیح:۔ اگر تم اللہ تعالیٰ کی راہ میں انفاق کرتے رہو گے تو وہ تمہاری مغفرت فرمائے گا اور اپنی مہربانی سے بہت زیادہ عطا کریگا۔

وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ ﴿٢٦٨﴾ — کیوں کہ اللہ تعالیٰ بڑی وسعت والے اور خوب جاننے والے ہیں۔

کہ (کون کس نیت سے مال خرچ کرتا ہے۔ نام نمود شہرت کی خاطر یا اللہ تعالیٰ کی رضا وخوشنودی کے لیے)

يُّؤْتِي الْحِكْمَةَ مَنْ يَّشَآءُ ۚ — وہ جسے چاہتا ہے دانائی بخشتا ہے۔

وَمَنْ يُّؤْتَ الْحِكْمَةَ فَقَدْ اُوْتِيَ خَيْرًا كَثِيْرًا — اور جسے دانائی دی گئی یقیناً وہ خیر کثیر پا گیا۔

توضیح:۔ دانائی یہ ہے کہ مفاد دنیا کے مقابلے میں نفع آخرت کا طالب وحریص بنا رہے اور اپنے مال کو زیادہ سے زیادہ ذخیرۂ آخرت کرے۔

وَمَا يَذَّكَّرُ اِلَّآ اُولُوا الْاَلْبَابِ ﴿٢٦٩﴾ اور جو سمجھ دار ہیں (یعنی سمجھ بوجھ سے کام لیتے ہیں) وہی نصیحت قبول کرتے ہیں۔

وَمَآ اَنْفَقْتُمْ مِّنْ نَّفَقَةٍ اَوْ نَذَرْتُمْ مِّنْ نَّذْرٍ فَاِنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُهٗ ؕ اور تم جو کچھ مال خرچ کرتے ہو یا کوئی نیاز ونذر مانتے ہو اللہ تعالیٰ اس کو جانتے ہیں (کہ کس نیت سے نذر مانی ہے اور کس نیت سے مال خرچ کیا ہے) کتنا تعلق من واذٰی نمود وشہرت کا تھا کیونکہ یہ شرک ہی کے اجزاء ہیں۔

وَمَا لِلظّٰلِمِيْنَ مِنْ اَنْصَارٍ ﴿٢٧٠﴾ اور ظالموں کا (قیامت کے دن) کوئی حمایتی ومددگار نہ ہوگا۔)

توضیح: ظالموں سے مراد کافر ومشرک ہیں۔ جو غیر اللہ کی نذر ونیاز مانتے اور ان سے اپنی امیدیں وابستہ رکھتے ہیں۔ کارخانہ قدرت میں غیر اللہ کو دخیل وشریک وبااختیار سمجھتے ہیں۔

اِنْ تُبْدُوا الصَّدَقٰتِ فَنِعِمَّا هِيَ ۚ اگر تم صدقات کو ظاہر کرو (اس نیت سے کہ دوسروں کو ترغیب ہو) تو اچھا ہے۔

منزل ١

وَاِنْ تُخْفُوْهَا وَتُؤْتُوْهَا الْفُقَرَآءَ فَهُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ ؕ اور اگر (ریا ونمود کے خوف سے) چھپا کر دو تو یہ بھی تمہارے لیے بہتر ہے۔

وَيُكَفِّرُ عَنْكُمْ مِّنْ سَيِّاٰتِكُمْ ؕ وہ تم سے تمہاری برائیوں کو بھی دور کر دیتا ہے۔

توضیح: سیّات سے مراد چھوٹے چھوٹے گناہ ہیں جو مومن سے نادانستہ غیر شعور طور پر سرزد ہو جاتے ہیں۔

وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ ﴿٢٧١﴾ اور تم جو کچھ کرتے ہو اللہ تعالیٰ ان سے باخبر ہیں (کہ کس نے ارادۃً معصیت اختیار کی اور کس نے مرضیات الٰہی کو پیش نظر رکھا۔)

لَيْسَ عَلَيْكَ هُدٰىهُمْ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَهْدِيْ مَنْ يَّشَآءُ ؕ (اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم) آپ پر ان لوگوں کو ہدایت پر لے آنے کی ذمہ داری نہیں ہے۔ لیکن اللہ تعالیٰ جسے چاہتے ہیں، ہدایت دیتے ہیں۔

توضیح: سنت الٰہی یہ ہے کہ طالب ہدایت کو ہدایت دی جاتی ہے اور جو کوئی گمراہی وبداعتقادی کو اختیار کرتا ہے اس کو اسی حالت میں چھوڑ دیا جاتا ہے۔

وَمَا تُنْفِقُوْا مِنْ خَيْرٍ فَلِاَنْفُسِكُمْ ؕ اور تم جو کچھ مال خرچ کرو گے اس کا فائدہ تمہیں کو ہوگا۔

وَمَا تُنْفِقُوْنَ اِلَّا ابْتِغَآءَ وَجْهِ اللّٰهِ

اور جو کچھ مال تم خرچ کرو گے۔ اللہ تعالیٰ ہی کی خوشنودی کے لئے کرو گے۔

وَمَا تُنْفِقُوْا مِنْ خَيْرٍ يُّوَفَّ اِلَيْكُمْ وَاَنْتُمْ لَا تُظْلَمُوْنَ ﴿۲۷۲﴾

اور جو مال تم خرچ کرو گے اس کا تمہیں پورا پورا بدل دیا جائے گا اور تم پر ظلم نہ کیا جائے گا۔

لِلْفُقَرَآءِ الَّذِيْنَ اُحْصِرُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ

(تمہارا انفاق) ان حاجت مندوں کے لیے ہے (جو دین کے لیے وقف ہو چکے ہیں) جو اللہ تعالیٰ کی راہ میں نکلنے سے رکے ہوئے ہیں۔

لَا يَسْتَطِيْعُوْنَ ضَرْبًا فِي الْاَرْضِ

(اشاعتِ حق کے لیے) سفر خرچ کی استطاعت نہیں رکھتے۔

يَحْسَبُهُمُ الْجَاهِلُ اَغْنِيَآءَ مِنَ التَّعَفُّفِ ۚ

ان لوگوں کے اس استغناء کو دیکھ کر (یعنی ان کے نہ مانگنے کی وجہ) نادان لوگ انھیں مال دار سمجھتے ہیں۔

تَعْرِفُهُمْ بِسِيْمٰهُمْ ۚ

تم ان کو ان کے چہروں سے پہچان لوگے (کہ وہ حاجت مند ہیں شرم کی وجہ کسی کے آگے اظہار حاجت نہیں کرتے۔)

لَا يَسْـَٔلُوْنَ النَّاسَ اِلْحَافًا ۭ

وہ لوگوں سے لاگ لپیٹ (الحاح وزاری کے ساتھ) سوال نہیں کرتے۔

(اور بدرجہ مجبوری اگر اظہار حاجت کبھی ناگزیر ہو تو صرف حاجت کا اظہار اشارۃً کر دیتے ہیں گلے کا ہار نہیں ہو جاتے۔ ایسے کتنے اصحاب رسول تھے جنہیں اصحاب صفہ کہتے ہیں)

وَمَا تُنْفِقُوْا مِنْ خَيْرٍ فَاِنَّ اللّٰهَ بِهٖ عَلِيْمٌ ﴿۲۷۳﴾ۧ

الربع ع ۳۷ ۵

اور تم جو کچھ مال (راہِ خدا میں) خرچ کرو گے اللہ تعالیٰ اسے خوب جانتے ہیں (اس کا پورا پورا بدل دیں گے)

اَلَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ بِالَّيْلِ وَالنَّهَارِ سِرًّا وَّعَلَانِيَةً فَلَهُمْ اَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ ۚ

وہ لوگ جو اپنا مال رات دن پوشیدہ اور علانیہ راہ خدا میں خرچ کرتے ہیں ان کا صلہ ان کے پروردگار کے پاس ہے۔

وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ﴿۲۷۴﴾

اور نہ ان (قیامت کے دن) کوئی خوف ہوگا اور نہ وہ حزن وملال میں مبتلا ہوں گے۔

اَلَّذِيْنَ يَاْكُلُوْنَ الرِّبٰوا لَا يَقُوْمُوْنَ اِلَّا كَمَا يَقُوْمُ الَّذِيْ

جو لوگ سود کھاتے ہیں (اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ نہیں کرتے بلکہ روپیہ سودی کاروبار میں لگاتے ہیں) وہ کھڑے نہ رہ سکیں گے لیکن اس شخص

[وقف منزل] يَتَخَبَّطُهُ الشَّيْطٰنُ مِنَ الْمَسِّ ؕ

کی طرح کھڑے ہوں گے جس کو شیطان نے چھو کر مدہوش (مخبوط الحواس) کر دیا ہو۔

(ان کی یہ حالت قیامت کے دن ہو گی جب کہ وہ قبروں سے اٹھائے جائیں گے)

[وقف لازم] ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ قَالُوْٓا اِنَّمَا الْبَيْعُ مِثْلُ الرِّبٰوا ۘ

اس طرح کی سزائیں انھیں اس لیے دی جائیں گی، وہ کہتے ہیں تجارت (بیع) بھی تو (نفع کے لحاظ سے) سود کی طرح ہے (کیوں کہ دونوں کا مقصد ان کے اپنے خیال میں نفع حاصل کرنا ہے حالانکہ دونوں میں کافی فرق موجود ہے)

وَاَحَلَّ اللّٰهُ الْبَيْعَ وَحَرَّمَ الرِّبٰوا ؕ

اور اللہ تعالیٰ نے بیع کو حلال کیا ہے اور سود کو حرام

فَمَنْ جَآءَهٗ مَوْعِظَةٌ مِّنْ رَّبِّهٖ فَانْتَهٰى فَلَهٗ مَا سَلَفَ ؕ

لہٰذا جس کے پاس اللہ تعالیٰ کی طرف سے سود کی حرمت کا حکم پہنچ گیا پھر وہ سود لینے سے باز آ گیا تو اس حکم سے پہلے جو کچھ سود لے چکا ہے وہ اس کا ہے (یعنی لیا ہوا مال اس کی ملک ہے) [منزل ۱]

وَاَمْرُهٗٓ اِلَى اللّٰهِ ؕ

اور (قیامت کے دن) اس کا معاملہ اللہ تعالیٰ کے فیصلہ پر منحصر ہے (کہ وہ دل سے باز آیا تھا یا منافقانہ توبہ کر لی تھی)

وَمَنْ عَادَ فَاُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ ۚ

اور جو کوئی (سود کی حرمت کے بعد بھی) سودی کاروبار کرے گا تو ایسے سب لوگ دوزخی ہیں۔

هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ۝۲۷۵

جس میں وہ ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے۔

يَمْحَقُ اللّٰهُ الرِّبٰوا وَيُرْبِي الصَّدَقٰتِ ؕ

اللہ تعالیٰ سود کو مٹاتے ہیں اور صدقات وخیرات کو بڑھاتے ہیں۔

تشریح:۔ اللہ تعالیٰ معاشرہ میں کسی شکل میں بھی سود کو باقی رکھنا نہیں چاہتے۔ کیونکہ جس مال میں سود شامل ہوتا ہے۔ دنیا و آخرت میں اس کی تباہی کا باعث بنتا ہے۔

وَاللّٰهُ لَا يُحِبُّ كُلَّ كَفَّارٍ اَثِيْمٍ ۝۲۷۶

اور اللہ تعالیٰ (سود خوار جیسے) ناشکرے گنہگار کو پسند نہیں کرتے۔

اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا

جو لوگ ایمان لائے اور نیک اعمال کیے اور نمازیں قائم کیں اور زکوۃ

الصّٰلِحٰتِ وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتَوُا الزَّكٰوةَ لَهُمْ اَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ ۚ
دیتے رہے ان کے لیے ان کے اعمال کا بدل ان کے پروردگار کے پاس ہے (جو آخرت میں انھیں ملے گا)

وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ﴿۲۷۷﴾
اور (قیامت کے دن) ان پر کسی طرح کا خوف نہیں طاری ہوگا اور نہ وہ حزن وملال میں مبتلا ہونگے۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَذَرُوْا مَا بَقِيَ مِنَ الرِّبٰوٓا اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ﴿۲۷۸﴾
اے ایمان والو اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کے انجام بد سے ڈرو اور جو سود باقی رہ گیا ہے اس کو چھوڑ دو اگر واقعی تم مومن ہو۔

توضیح: اس وقت مسلمان بے حد تنگ دست تھے۔ ہوسکتا تھا کہ سود لے کر ان میں تقسیم کرنے کا حکم دیا جاتا۔ مگر ایسا نہیں کیا گیا اور مابا قی سود لینے سے قطعاً روک دیا گیا (لہٰذا دورِ حاضر میں سود لے کر غریبوں میں تقسیم کردینے کی جو تجویز ہے وہ ہر آئینہ غلط ہے)

فَاِنْ لَّمْ تَفْعَلُوْا فَاْذَنُوْا بِحَرْبٍ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ ۚ
پھر اگر تم (اس حکم پر) عمل نہ کروگے یعنی بقیہ سود نہ چھوڑوگے تو اللہ اور رسول سے لڑنے کے لیے تیار ہوجاؤ۔

وَاِنْ تُبْتُمْ فَلَكُمْ رُءُوْسُ اَمْوَالِكُمْ ۚ
اور اگر تم توبہ کرلو (اور بقیہ سود چھوڑ دو) تو تم کو اصل رقم لینے کا حق ہے۔

لَا تَظْلِمُوْنَ وَلَا تُظْلَمُوْنَ ﴿۲۷۹﴾
نہ تم کسی پر ظلم کر پاؤ گے اور نہ کوئی تم پر ظلم کر پائے گا۔

توضیح: تم سود لے کر دوسروں کا نقصان کرو اور نہ اصل کو چھوڑ کر اپنا نقصان کرو۔

وَاِنْ كَانَ ذُوْ عُسْرَةٍ فَنَظِرَةٌ اِلٰى مَيْسَرَةٍ ۭ
اور اگر مقروض تنگدست ہو (قرض ادا کرنے کے موقف میں نہ ہو) تو میسر ہونے تک مہلت دو (یعنی ادائی کے قابل ہونے تک مطالبہ نہ کرو)

وَاَنْ تَصَدَّقُوْا خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ﴿۲۸۰﴾
اور اگر (قرض) معاف کردو تو تمہارے لیے اور بھی بہتر ہے۔ اگر تم سمجھو (کہ تمہارے لیے اس میں کتنا خیر ہے)

توضیح: سود کے امتناعی احکام آجانے کے بعد تمہارے قلوب میں سودی کاروبار کا شائبہ نہ آنا چاہئے۔ چاہے تمہاری حالت کتنی ہی سقیم ہو۔

وَاتَّقُوْا يَوْمًا تُرْجَعُوْنَ فِيْهِ اِلَى اللّٰهِ ۗ
ڈرو اس دن (کے نقصان) سے جس دن تم اللہ تعالیٰ کے پاس (محاسبہ اعمال کے لیے) لوٹائے جاؤ گے۔

ثُمَّ تُوَفّٰى كُلُّ نَفْسٍ مَّا كَسَبَتْ وَهُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ۝۲۸۱ ع ۳۸ ۸ ۲

پھر ہر شخص کو اس کا کیا ہوا پورا پورا بدل ملے گا اور ان پر ظلم نہیں کیا جائے گا۔

(کسی حاجت مند کو قرض دینا بھی انفاق فی سبیل اللہ کی ایک شکل ہے)

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا تَدَايَنْتُمْ بِدَيْنٍ اِلٰٓى اَجَلٍ مُّسَمًّى فَاكْتُبُوْهُ ؕ

اے ایمان والو یہ سلسلۂ قرض جب تم ایک مقررہ میعاد تک کے لیے کسی سے معاملہ کرو تو اس کو لکھ لیا کرو۔

وَلْيَكْتُبْ بَّيْنَكُمْ كَاتِبٌۢ بِالْعَدْلِ ۪

اور کاتب کو چاہئے کہ تمہارے درمیان عدل وانصاف کیساتھ لکھے۔

وَلَا يَاْبَ كَاتِبٌ اَنْ يَّكْتُبَ كَمَا عَلَّمَهُ اللّٰهُ فَلْيَكْتُبْ ۚ

اور لکھنے والا لکھنے سے انکار نہ کرے جیسا کہ اللہ نے اس کو سکھایا ہے اس کو چاہئے کہ (بلا عذر) لکھ دیا کرے۔

وَلْيُمْلِلِ الَّذِيْ عَلَيْهِ الْحَقُّ وَلْيَتَّقِ اللّٰهَ رَبَّهٗ وَلَا يَبْخَسْ مِنْهُ شَيْـًٔا ؕ

اور وہ شخص لکھوادے جس پر حق ہے (یعنی دستاویز کا لکھا دینا قرض دار کے ذمہ ہے) اور اللہ سے ڈرے جو اس کا پروردگار ہے اور اس میں ذرہ برابر کمی نہ کرے (یعنی الفاظ معاہد میں کسی قسم کی کمی بیشی نہ کرے۔) منزل ۱

فَاِنْ كَانَ الَّذِيْ عَلَيْهِ الْحَقُّ سَفِيْهًا

پھر اگر وہ شخص جس پر حق ہے (یعنی قرض لینے والا) کم عقل ہو (اور ادائے مطلب پر قادر نہ ہو۔)

اَوْ ضَعِيْفًا اَوْ لَا يَسْتَطِيْعُ اَنْ يُّمِلَّ هُوَ فَلْيُمْلِلْ وَلِيُّهٗ بِالْعَدْلِ ؕ

یا ناتوان (ونحیف) ہو۔ یا مضمون لکھوانے کی قابلیت نہ رکھتا ہو تو اس کا ولی (یا کار پرداز) ٹھیک طور پر انصاف سے لکھے۔

وَاسْتَشْهِدُوْا شَهِيْدَيْنِ مِنْ رِّجَالِكُمْ ۚ

اور دستاویز لکھتے وقت تم میں سے دو افراد گواہ کر لیے جائیں۔

توضیح: یہ گواہ مسلمانوں میں سے ہوں کافروں میں سے نہ ہوں۔

فَاِنْ لَّمْ يَكُوْنَا رَجُلَيْنِ

پھر اگر گواہی کے لیے دو مرد نہ ملیں۔

فَرَجُلٌ وَّامْرَاَتٰنِ مِمَّنْ تَرْضَوْنَ مِنَ الشُّهَدَآءِ

تو ایک مرد اور دو عورتیں جن پر فریقین کو اعتماد ہو گواہ کر لیے جائیں۔

اَنْ تَضِلَّ اِحْدٰىهُمَا فَتُذَكِّرَ اِحْدٰىهُمَا الْاُخْرٰى ؕ
تاکہ (کیونکہ) ان دونوں میں سے اگر ایک بھول جائے تو دوسری یاد دلائے۔

وَلَا يَاْبَ الشُّهَدَآءُ اِذَا مَا دُعُوْا ؕ
اور گواہ بھی انکار نہ کریں، جب وہ بلائے جائیں۔

وَلَا تَسْـَٔمُوْٓا اَنْ تَكْتُبُوْهُ صَغِيْرًا اَوْ كَبِيْرًا اِلٰٓى اَجَلِهٖ ؕ
اور تم اس (دستاویز) کے لکھنے میں جو معیاری ہو کاہلی نہ کرو۔ خواہ وہ (قرض) تھوڑا ہو یا بہت۔

ذٰلِكُمْ اَقْسَطُ عِنْدَ اللّٰهِ وَاَقْوَمُ لِلشَّهَادَةِ
اس طرح لکھ لینا اللہ تعالیٰ کے نزدیک منصفانہ روش ہے اور صفائی معاملہ کے لیے درست طریقہ ہے۔

وَاَدْنٰٓى اَلَّا تَرْتَابُوْٓا
اور (شرائط ادائی میں) شک وشبہات کے پیدا ہونے کا بہت کم امکان ہے۔

اِلَّآ اَنْ تَكُوْنَ تِجَارَةً حَاضِرَةً تُدِيْرُوْنَهَا بَيْنَكُمْ
الا اس کے کہ جو معاملت نقد اور ہاتھوں ہاتھ ہو۔

فَلَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ اَلَّا تَكْتُبُوْهَا
ایسی معاملت کے نہ لکھنے پر تم پر کوئی گناہ نہیں۔

وَاَشْهِدُوْٓا اِذَا تَبَايَعْتُمْ ص
اور (تجارتی) معاملہ طے کرتے وقت گواہ کرلیا کرو۔

وَلَا يُضَآرَّ كَاتِبٌ وَّلَا شَهِيْدٌ ؕ
اور (اہل معاملہ کو چاہئے کہ) کاتب وگواہ کو کسی قسم کی اذیت نہ پہنچائے (کہ وہ ان کے مفادات کے خلاف صحیح شہادت دیتے ہیں۔

وَاِنْ تَفْعَلُوْا فَاِنَّهٗ فُسُوْقٌۢ بِكُمْ ؕ
اور اگر تم ایسا کرو گے (یعنی انھیں اذیت پہنچاؤ گے) تو تمہارے لیے یہ گناہ کی بات ہے۔

توضیح: یہاں فسق کی تعریف متعین ہوتی ہے یعنی جو لوگ پابند شریعت ہیں معاشرتی احکام میں کسی جز کی بھی نافرمانی کریں تو اطاعت سے انحراف کی تعریف میں آئے گا اسی کو حق تعالیٰ فسق کہتے ہیں۔

وَاتَّقُوا اللّٰهَ ؕ وَيُعَلِّمُكُمُ اللّٰهُ ؕ
اور اللہ تعالیٰ سے ڈرو (یعنی اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کے انجام بد کو پیش نظر رکھو) اور اللہ تعالیٰ ہی تم کو یہ تعلیم دیتے ہیں۔

وَاللّٰهُ بِكُلِّ شَىْءٍ عَلِيْمٌ ۝٢٨٢
اور اللہ تعالیٰ ہر شئے کی اصل وحقیقت کو جانتے ہیں۔ (جانتے ہیں کہ تمہارے معاملات کی صفائی کن طریقوں سے ہوتی ہے۔)

وَاِنْ كُنْتُمْ عَلٰى سَفَرٍ وَّلَمْ
اور اگر تم سفر پر ہو (اور تم کو قرض کی ضرورت پیش آئے) اور تمہیں کاتب

تَجِدُوْا كَاتِبًا — بھی نہ مل سکے۔

فَرِهٰنٌ مَّقْبُوْضَةٌ ؕ — تو اپنی کوئی مملوکہ چیز قبضے کے ساتھ رہن رکھ کر قرض لو۔

فَاِنْ اَمِنَ بَعْضُكُمْ بَعْضًا — پھر اگر تم ایک دوسرے پر اعتماد کرلو۔

فَلْيُؤَدِّ الَّذِى اؤْتُمِنَ اَمَانَتَهٗ — توجس پر بھروسہ کیا گیا ہے (یعنی جن کے پاس امانت رکھی گئی) اس کو چاہئے کہ امانت بجنسہ لوٹا دے۔

وَلْيَتَّقِ اللّٰهَ رَبَّهٗ ؕ — اور اللہ تعالیٰ سے ڈرے جو اس کا پروردگار ہے۔

وَلَا تَكْتُمُوا الشَّهَادَةَ ؕ — اور شہادت کو نہ چھپاؤ۔

وَمَنْ يَّكْتُمْهَا فَاِنَّهٗۤ اٰثِمٌ قَلْبُهٗ ؕ — جو اس کو چھپائے گا تو بیشک اس کا دل گنہگار ہے۔

ع ۳۹ / ۷ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ عَلِيْمٌ ۲۸۳ — اللہ تعالیٰ جانتے ہیں جو کچھ تم کرتے ہو۔

لِلّٰهِ مَا فِى السَّمٰوٰتِ وَمَا فِى الْاَرْضِ ؕ — جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے۔ سب اللہ تعالیٰ ہی کی ملک ہے (اور بلا شرکت غیرے اسی کے قبضے وتصرف میں ہے۔)

منزل ۱

وَاِنْ تُبْدُوْا مَا فِىْۤ اَنْفُسِكُمْ اَوْ تُخْفُوْهُ يُحَاسِبْكُمْ بِهِ اللّٰهُ ؕ — اور جو باتیں تمہارے دلوں میں ہیں تم اگر ان کو ظاہر کرو یا چھپائے رکھو اللہ تعالیٰ تم سے اس کا حساب لیں گے۔

فَيَغْفِرُ لِمَنْ يَّشَآءُ وَيُعَذِّبُ مَنْ يَّشَآءُ ؕ — پھر وہ جس کو چاہیں بخش دیں اور جس کو چاہیں عذاب دیں۔

توضیح: حق سبحانہ تعالیٰ کے قانون جزاء اور سزاء میں کوئی فرد خلق رائے ومشورہ دینے کا مجاز نہیں ہے۔

وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَىْءٍ قَدِيْرٌ ۲۸۴ — اور اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہیں۔

توضیح: کسی کی سفارش ومشورہ کے بغیر اپنے ذاتی علم کی بناء پر بندوں کی جزاوسزا کا فیصلہ کرنے پر پوری طرح قادر ہیں۔

اٰمَنَ الرَّسُوْلُ بِمَاۤ اُنْزِلَ اِلَيْهِ مِنْ رَّبِّهٖ وَالْمُؤْمِنُوْنَ ؕ — (اصلاحِ عقیدہ وعمل کی) جو تعلیم اللہ تعالیٰ کی طرف سے رسولؐ پر نازل کی گئی اس کو رسول بھی مانتے ہیں اور اہل ایمان بھی۔

كُلٌّ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَمَلٰٓئِكَتِهٖ وَكُتُبِهٖ وَرُسُلِهٖ قف — سب کے سب اللہ تعالیٰ پر اور اس کے فرشتوں اور اس کی کتابوں اور اس کے پیغمبروں پر ایمان رکھتے ہیں۔

لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ اَحَدٍ مِّنْ رُّسُلِهٖ قف (اور کہتے ہیں) ہم اسکے رسولوں میں سے کسی میں تفریق نہیں کرتے۔

توضیح: سب پیغمبر ایک ہی دین لے کر تشریف لائے ہر رسول نے عقائد کی ایک ہی تعلیم دی۔ مختلف مذاہب جو رسولوں سے منسوب کر دیئے گئے ہیں، غلط ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی اس کتاب میں عقائد کی وہی تعلیم ہے جو سابق سے رسول پیش کرتے آئے ہیں۔

وَقَالُوْا سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا ۫ اور ان سب نے کہا ہم نے (احکام الٰہی کو) توجہ سے سنا اور ہم نے اطاعت قبول کر لی۔

غُفْرَانَكَ رَبَّنَا وَاِلَيْكَ الْمَصِيْرُ ﴿٢٨٥﴾ اے ہمارے پروردگار ہم آپ سے مغفرت مانگتے ہیں اور آپ ہی کی طرف لوٹ کر آنا ہے۔

توضیح: ایمان و عمل صالح کا مقصد نجات و مغفرت ہے۔ مومن کا نصب العین رضائے الٰہی ہونا چاہئے۔

لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا ط اللہ تعالیٰ کسی پر اس کی وسعت سے زیادہ بوجھ نہیں ڈالتے۔

توضیح: ہر انسان میں حصول منفعت اور دفع مضرت کے لیے جد و جہد کرنے کا فطری ملکہ ہے۔ اس جد و جہد میں جو بھی تکلیف پہنچتی ہے وہ اس کو بہ خوشی برغبت قلبی برداشت کرتا ہے۔ اور یہ صلاحیت ہر انسان میں ہے اسی کا نام وسعت نفسی ہے۔

لَهَا مَا كَسَبَتْ وَعَلَيْهَا مَا اكْتَسَبَتْ ط اس کو ثواب بھی اسی کا ملتا ہے جو ارادے سے کرے اور اس پر عذاب بھی اسی کا ہوگا جو وہ ارادہ سے کرے۔

توضیح: جس نے کتاب و سنت کے مطابق اچھے کام کیے اس کا فائدہ اسی کو ہوگا اور جس نے برے کام کئے اس کا وبال اسی پر پڑے گا۔

رَبَّنَا لَا تُؤَاخِذْنَآ اِنْ نَّسِيْنَآ اَوْ اَخْطَاْنَا ۚ اے ہمارے پروردگار ہماری بھول چوک اور ہماری خطاؤں پر مواخذہ نہ کیجئے۔

رَبَّنَا وَلَا تَحْمِلْ عَلَيْنَآ اِصْرًا كَمَا حَمَلْتَهٗ عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِنَا ۚ اے ہمارے پروردگار ہم پر ایسے سخت احکام کا بار نہ ڈالیے جیسا کہ ہم سے پہلے کے لوگوں پر (ان کی سرکشی اور گناہوں کی پاداش میں) آپ نے ان پر ڈالا تھا۔

رَبَّنَا وَلَا تُحَمِّلْنَا مَا لَا طَاقَةَ لَنَا بِهٖ ۚ اے ہمارے پروردگار ہم پر کوئی ایسا بار نہ ڈالیے جو ہمارے لئے ناقابل برداشت ہو۔

وَاعْفُ عَنَّا وقفة وَاغْفِرْ لَنَا وقفة وَارْحَمْنَا وقفة — اور ہم سے (ہماری خطائیں) درگزر کیجیے اور ہمیں بخش دیجیے اور ہم پر رحم کیجیے۔

اَنْتَ مَوْلٰىنَا فَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ ۲۸۶ — آپ ہی ہمارے کارساز ہیں لہٰذا کافروں کی قوم پر ہم کو نصرت عطا فرمایئے (غالب رکھئے)

ع ۸

سورۂ آل عمران میں ابتداءً خطاب تمام تر اہل کتاب سے ہے عمران بنی اسرائیل کے ایک فرد تھے۔ بی بی مریم ان ہی کی آل میں سے ہیں۔ بنی اسرائیل یہود ونصاریٰ لا الہ الا اللہ کی تعلیم بھلا چکے تھے۔ مشرکانہ عقائد میں مبتلا تھے۔ اس لیے اس صورت میں ان سے خطاب کی ابتداء دعوتی کلمہ لا الہ الا اللہ سے کی گئی۔ اس طرز خطاب سے بھی یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ ان کے عقائد میں شرک کی آمیزش ہوگئی تھی۔ تقریباً تمام اہل کتاب (یہود ونصاریٰ) اپنے احبار ورہبان اور بی بی مریم اور حضرت عیسیٰؑ اور جبرئیلؑ کو ''اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللهِ'' اور انھیں الٰہی نظم ونسق میں شریک قرار دیتے تھے۔ ملائکہ پرستی، انبیاء پرستی ان کی نظر میں خدا پرستی تھی اور ان عقائد پر اس قدر راسخ ہوگئے تھے کہ انہوں نے نبی کریم ﷺ کو نہ صرف جھٹلایا بلکہ آپ کی دشمنی اور مخالفت پر کمربستہ ہوگئے۔ بندوں کی اصلاح کے لیے اس سورۃ میں ان ہی امور کا اجمالاً اور تفصیلاً بیان ہے۔

آیاتها ۲۰۰ — (۳) سُوْرَةُ اٰلِ عِمْرَانَ مَدَنِيَّةٌ (۸۹) — رکوعها ۲۰

بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

اللہ تعالیٰ کے نام سے جو رحمن ورحیم ہیں

الٓمّٓ ۱ — ا۔ل۔م یہ حروفِ مقطعات ہیں ان کا کوئی مفہوم رسول اللہ ﷺ سے بہ اسناد صحیح منقول نہیں ہے۔

اللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ لا — اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود (مستعان) نہیں ہے۔ (اللہ تعالیٰ ہی الٰہ واحد کارساز وحاجت روا ہیں۔)

توضیح: اللہ تعالیٰ کی الوہیت میں ملائکہ انبیاء علیہم السلام اور کوئی مقرب بندہ کسی حیثیت میں بھی شریک ودخیل نہیں ہے۔ اور نہ اللہ تعالیٰ نے اپنا ادنیٰ سا اختیار کسی بندہ کو دیا۔ اللہ تعالیٰ ہی تنہا بہ نفیس نفیس آسمانوں اور زمین کی مخلوقات کے حاجت روا کارساز ہیں۔ انسانوں کی حاجت روائی کے لیے پیغمبر اپنی وفات کے بعد ذی حیات نہیں ہیں۔

منزل ۱

الْحَيُّ الْقَيُّوْمُ ۲ط — ہمیشہ ہمیشہ زندہ رہنے والا ہمیشہ سے قائم ہے۔

توضیح: دائم الحیات ایسی حیات کو فنا ہے نہ زوال۔ ایسی حیات رکھنے والے اللہ تعالیٰ ہی ہیں۔ باقی سب اَمْوَاتٌ غَيْرُ

أَحۡيَآءٍ وَمَا يَشۡعُرُونَ أَيَّانَ يُبۡعَثُونَ کے مطابق مردہ ہیں۔ ان میں حیات نہیں ہے اور انھیں شعور بھی نہیں ہے (کہ وہ اپنی قبروں سے) کب اٹھائے جائیں گے۔

نَزَّلَ عَلَيۡكَ الۡكِتٰبَ بِالۡحَقِّ مُصَدِّقًا لِّمَا بَيۡنَ يَدَيۡهِ	(اے محمد ﷺ) اللہ تعالیٰ نے آپؐ پر یہ سچی کتاب جو نازل کی ہے یہ سابقہ کتابوں کی تصدیق کرتی ہے (یعنی اس کتاب میں وہی تعلیم ہے جو اس سے پہلے کی کتابوں میں نازل کی گئی تھی۔
وَاَنۡزَلَ التَّوۡرٰىةَ وَالۡاِنۡجِيۡلَ ۝٣ مِنۡ قَبۡلُ هُدًى لِّلنَّاسِ	اور لوگوں کی ہدایت کے لیے اس سے قبل توریت انجیل نازل کی گئی تھی۔
وَاَنۡزَلَ الۡفُرۡقَانَ ؕ	اور اس نے (حق و باطل کو الگ کردینے والی کتاب) الفرقان (قرآن) نازل کی۔
اِنَّ الَّذِيۡنَ كَفَرُوۡا بِاٰيٰتِ اللّٰهِ لَهُمۡ عَذَابٌ شَدِيۡدٌ ؕ	جو لوگ قرآنی تعلیم کا انکار کرتے ہیں ان کے لیے سخت ترین عذاب ہے۔
وَاللّٰهُ عَزِيۡزٌ ذُو انۡتِقَامٍ ۝٤	اور اللہ تعالیٰ بڑے ہی زبردست انتقام لینے والے ہیں۔

توضیح: دنیا میں مکافات عمل یا ردعمل کا جو قانون الٰہی نافذ ہے وہ حق تعالیٰ کے اسم حسن اَلۡمُنۡتَقِمُ کے تحت ہے۔

اِنَّ اللّٰهَ لَا يَخۡفٰى عَلَيۡهِ شَىۡءٌ فِى الۡاَرۡضِ وَلَا فِى السَّمَآءِ ۝٥	بے شک اللہ تعالیٰ سے زمین و آسمان کی کوئی چیز پوشیدہ نہیں۔

توضیح: اللہ تعالیٰ کے الٰہ واحد ہونے کے لیے جس وسعت علمی کی ضرورت ہے اس کا تقاضہ یہی ہے کہ زمین و آسمان کی کوئی شئے اس سے مخفی نہ رہے۔

هُوَ الَّذِىۡ يُصَوِّرُكُمۡ فِى الۡاَرۡحَامِ كَيۡفَ يَشَآءُ ؕ	اللہ تعالیٰ وہی تو ہے جس نے رحم مادر میں تمہاری صورتیں جس طرح چاہیں بنائیں۔
لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الۡعَزِيۡزُ الۡحَكِيۡمُ ۝٦	اللہ تعالیٰ کے سوا (اور اللہ تعالیٰ کے ساتھ) کوئی معبود (مستعان) نہیں وہی (سب کا حاجت روا مشکل کشا اور) زبردست حکیم ہے۔

توضیح: اپنی ساری مخلوقات کو حکیمانہ انداز سے پیدا فرمایا ایک کی صورت دوسرے نہیں ملتی۔ صورت جدا، سیرت جدا، انداز جدا ورنہ پہچان مشکل ہوتی اور نظام کائنات درہم برہم ہوجاتا۔

هُوَ الَّذِيْٓ اَنْزَلَ عَلَيْكَ الْكِتٰبَ
(اللہ) وہی تو ہے جس نے آپ پر (القرآن) کتاب نازل کیا (جو حکمت علم وہدایت کا سرچشمہ ہے)

مِنْهُ اٰيٰتٌ مُّحْكَمٰتٌ هُنَّ اُمُّ الْكِتٰبِ
اس میں آیات محکمات ہیں۔ یہی کتاب کی اصل ہیں۔

وَاُخَرُ مُتَشٰبِهٰتٌ
اور دوسری متشابہات ہیں۔

توضیح: محکمات وہ ہیں۔ جن کا مفہوم واضح اور متعین ہو۔ یہی علم وحکمت کا سرچشمہ ہیں۔ متشابہات وہ آیتیں ہیں جن میں کئی معنوں کا احتمال ہو مراد تو ایک ہی معنی ہوتے ہیں لیکن الفاظ اور ان کی ترکیب کچھ اس انداز کی ہوتی ہے کہ کئی معنوں کا احتمال ہوتا ہے۔ مثلاً اللہ تعالیٰ کے متعلق یہ شبہ ہو کہ وہ انسان کی طرح ہوں گے۔

فَاَمَّا الَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ زَيْغٌ
لہٰذا جن لوگوں کے دلوں میں ٹیڑھا پن ہوتا ہے۔

فَيَتَّبِعُوْنَ مَا تَشَابَهَ مِنْهُ ابْتِغَآءَ الْفِتْنَةِ
وہ تو آیات متشابہات کا اتباع کرتے ہیں (یعنی ان کے معنی ومطلب کی ٹوہ میں لگ جاتے ہیں) تاکہ اس کے ذریعہ فتنہ پیدا کریں۔

وَابْتِغَآءَ تَاْوِيْلِهٖ ۚ وَمَا يَعْلَمُ تَاْوِيْلَهٗٓ اِلَّا اللّٰهُ ۘ
اور غلط مفہوم نکالے اور اس کی تاویلات (یعنی آیات متشابہات کا ٹھیک ٹھیک مفہوم ومطلب) اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں جانتا۔

وَالرّٰسِخُوْنَ فِي الْعِلْمِ يَقُوْلُوْنَ اٰمَنَّا بِهٖ ۙ كُلٌّ مِّنْ عِنْدِ رَبِّنَا ۚ
اور جو لوگ علم میں پختہ ہیں وہ کہتے ہیں ہم ان پر ایمان لائے یہ سب (متشابہات) ہمارے پروردگار کی طرف سے ہیں۔

وَمَا يَذَّكَّرُ اِلَّآ اُولُوا الْاَلْبَابِ ۝
صاحب سمجھ ہی (جو سمجھ بوجھ سے کام لیتے ہیں) نصیحت حاصل کرتے ہیں۔ (یعنی مطلب یہ ہے کہ وہ متشابہات کے پیچھے نہیں پڑتے اور محکمات جیسے سرچشمہ علم وہدایت سے سیراب ہوتے رہتے ہیں۔)

توضیح: الا اللہ پر وقف لازم ہے۔ یہاں وقف کرنے کے بجائے بعض حضرات نے وَالرّٰسِخُوْنَ فِي الْعِلْمِ پر وقف کیا ہے حالانکہ یہاں وقف نہیں ہے۔ اس طرح انہوں نے یہ مطلب نکالا ہے کہ آیاتِ متشابہات کے معنی ومطلب یا تو اللہ تعالیٰ جانتے ہیں یا رٰسِخُوْنَ فِي الْعِلْمِ یعنی جو علم میں پختہ ہیں۔ چنانچہ یہ تفسیر بعض حضرات مجددین تک سے منسوب ہے کہ ''رَاسِخُ الْعِلْمِ'' وہی شخص ہوسکتا ہے جو آیاتِ متشابہات کے معنی ومطالب جانتا ہو۔ قرآن مجید کے تقریباً تمام نسخوں میں الا اللہ کے بعد ہی وقف لازم ہے۔ اس کے بعد یہ کہنا کہ اگر ''وَالرّٰسِخُوْنَ فِي الْعِلْمِ'' کے بعد وقف رکھا جائے تو فلاں معنی ہوں گے ذہنی تراش خراش ہے۔

وقف لازم وقف منزل وقف النبی ﷺ

رٰسِخُوْنَ فِی الْعِلْمِ یعنی جو علم میں پختہ ہیں آیات متشابہات پر جیسی کہ وہ بظاہر ہیں ویسے ہی ایمان رکھتے ہیں۔ایک آیت متشابہ یہ ہے۔

"فَأَيْنَمَا تُوَلُّوا فَثَمَّ وَجْهُ اللهِ" تم جدھر بھی رخ کرو اللہ تعالیٰ کو اپنی طرف متوجہ پاؤ گے۔اس میں وجه الله آیت متشابہ ہے جس کی تاویل لوگوں نے یوں کردی کہ ہر شے میں اللہ تعالیٰ ہی جلوہ گر ہیں۔حالانکہ اللہ تعالیٰ کے کلام میں وجہ کے معنی توجہ کے بھی آئے ہیں۔ يَخْلُ لَكُمْ وَجْهُ أَبِيكُمْ (یوسفؑ کے بھائیوں نے کہا تھا) پھر ابا کی توجہ تمہاری طرف ہوجائے گی (سورہ یوسف) اس طرح وجہ اللہ کی آیت کا مطلب یہ ہوا کہ تم جس طرف بھی رخ کر کے نماز پڑھو گے اللہ تعالیٰ کو اپنی طرف متوجہ پاؤ گے۔

رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوْبَنَا بَعْدَ اِذْ هَدَيْتَنَا	اے ہمارے پروردگار آیات محکمات سے ہم کو ہدایت فرمانے کے بعد ہمارے قلوب میں ایسی کجی پیدا نہ ہونے دیجئے (کہ ہم آیات متشابہات کی ٹوہ میں لگ جائیں۔)
وَهَبْ لَنَا مِنْ لَّدُنْكَ رَحْمَةً ۚ	(آیاتِ محکمات ہی کے افہام وتفہیم کے سلسلہ میں اگر آیات متشابہات کے معنی ومطلب جاننا ضروری ہوتو) حق تعالیٰ اپنے پاس سے رحمت کی یہ دولت بھی عطا فرمایئے۔
اِنَّكَ اَنْتَ الْوَهَّابُ ⑧	بے شک آپ بڑے ہی عطا فرمانے والے ہیں۔
رَبَّنَآ اِنَّكَ جَامِعُ النَّاسِ لِيَوْمٍ لَّا رَيْبَ فِيْهِ ۭ	اے ہمارے پروردگار یقیناً آپ ہی (محاسبۂ اعمال کے لیے) لوگوں کو اس دن جمع کریں گے جس کے واقع ہونے میں کوئی شک وشبہ نہیں۔
اِنَّ اللّٰهَ لَا يُخْلِفُ الْمِيْعَادَ ⑨	یقیناً اللہ تعالیٰ اپنے وعدے سے ٹلنے والے نہیں۔
اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَنْ تُغْنِيَ عَنْهُمْ اَمْوَالُهُمْ وَلَآ اَوْلَادُهُمْ مِّنَ اللّٰهِ شَيْـــًٔا ۭ	جن لوگوں نے کفر کا رویہ اختیار کیا (قیامت کے دن) ان کا مال انھیں (عذاب الٰہی سے) بچا نہ سکے گا اور نہ ان کی اولاد۔اللہ کے سامنے
وَاُولٰۗىِٕكَ هُمْ وَقُوْدُ النَّارِ ⑩	وہ لوگ آتش جہنم کا ایندھن بنیں گے۔
كَدَاْبِ اٰلِ فِرْعَوْنَ ۙ وَالَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ۭ	ان کا حال بھی فرعونیوں اوران لوگوں کا سا ہوگا جو ان سے پہلے گزر چکے۔
كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا ۚ	انہوں نے (ہماری تعلیمات اور) واضح نشانیوں کو جھٹلایا۔

منزل ۱

ع ۹

فَاَخَذَهُمُ اللّٰهُ بِذُنُوْبِهِمْ ؕ وَاللّٰهُ — تو اللہ تعالیٰ نے ان کے گناہوں کے سبب انھیں اپنی گرفت میں لیا۔

شَدِيْدُ الْعِقَابِ ⑪ — اور اللہ تعالیٰ سخت سزا دینے والے ہیں۔

قُلْ لِّلَّذِيْنَ كَفَرُوْا سَتُغْلَبُوْنَ وَتُحْشَرُوْنَ اِلٰى جَهَنَّمَ ؕ — (اے نبی ﷺ) دعوت حق کا انکار کرنے والوں سے کہیئے تم عنقریب (دنیا میں بھی) مغلوب ہوجاؤ گے اور آخرت میں جہنم کی طرف ہانکے جاؤ گے۔

وَبِئْسَ الْمِهَادُ ⑫ — اور جہنم کیا ہی برا ٹھکانا ہے۔

قَدْ كَانَ لَكُمْ اٰيَةٌ فِيْ فِئَتَيْنِ — تمہارے لیے اس واقعہ (معرکۂ بدر) میں عبرتناک سبق ہے۔

الْتَقَتَا ؕ — جب کہ دو فریق ایک دوسرے کے مقابل صف آراء ہوچکے تھے۔

فِئَةٌ تُقَاتِلُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَاُخْرٰى كَافِرَةٌ — ایک جماعت اللہ تعالیٰ کی راہ میں لڑ رہی تھی اور دوسرا گروہ (ان) کافروں کا تھا (جو حق کو مٹانے کا درپے تھا)

يَّرَوْنَهُمْ مِّثْلَيْهِمْ رَاْيَ الْعَيْنِ ؕ — دیکھنے والے دیکھ رہے تھے (اندازہ لگا رہے تھے) کہ کافروں کا گروہ مسلمانوں کے لشکر سے دگنا ہوگیا ہے۔ (دراصل کافر تین گناہ تعداد میں تھے)

وَاللّٰهُ يُؤَيِّدُ بِنَصْرِهٖ مَنْ يَّشَآءُ ؕ — اور اللہ تعالیٰ اپنی فتح و نصرت سے جسے چاہتے ہیں نوازتے ہیں۔

اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَعِبْرَةً لِّاُولِي الْاَبْصَارِ ⑬ — اہل بصیرت کے لیے اس واقعہ میں بڑی عبرتیں ہیں۔

منزل ١

توضیح: اس آیت میں جنگ بدر کی کیفیت بیان کی گئی ہے جو مکہ مدینہ سے قریب ہے۔ اس جنگ میں مسلمانوں کی تعداد تقریباً تین سو تیرہ تھی اور کافر ان سے تین گناہ زیادہ تھے یعنی ایک ہزار کے قریب تھے لیکن ان کی کثرت اور ان کے عصری آلات حرب، ان کی فوجی صلاحیتیں، ان کی دولت، ان کا غرور انھیں کام نہ آیا۔ مٹھی بھر بے سروسامان مہاجر اور کھیتی باڑی کرنے والے غریب انصار کے ذریعہ اللہ تعالیٰ نے قریش جیسے جنگ آزما بہادروں، سورماؤں کو شکست فاش دلوادی جو اس نظریہ کے تحت مقابلے کے لیے آئے تھے کہ بے سروسامان مسلمانوں کو لڑائی سے قبل ہی نیست و نابود کردیں۔ اہل ایمان کا حال یہ تھا کہ رات بھر مصروف عبادت رہتے۔ نمازیں تھیں، روزے تھے، دعائیں تھیں اللہ تعالیٰ نے ان کی دعائیں قبول فرمالیں۔ اور انھیں فتح نصیب فرمائی۔ دوسری طرف کافروں کے لشکر میں شراب کے دور چل رہے تھے۔ گانے اور ناچنے والی حسین و جمیل لونڈیاں داد عیش دے رہی تھیں۔

زُيِّنَ لِلنَّاسِ حُبُّ الشَّهَوٰتِ مِنَ النِّسَآءِ وَالْبَنِيْنَ — لوگوں کیلئے طبعی طور پر بیوی بچے بڑے ہی خوش آئند بنادیئے گئے ہیں۔

وَالْقَنَاطِيْرِ الْمُقَنْطَرَةِ مِنَ الذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ — اور ذخائر سیم وزر (خزانے اور چاندی سونے کے ڈھیر)

وَالْخَيْلِ الْمُسَوَّمَةِ وَالْاَنْعَامِ وَالْحَرْثِ ؕ — اور اسی طرح خصوصی گھوڑے، مویشی کھیتی باڑی (محبوب مشاغل بنا دیئے گئے ہیں مگر انھیں یہ بات بھی سنا دی گئی ہے کہ)

ذٰلِكَ مَتَاعُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۚ — یہ دنیا کا ساز وسامان چند روزہ ہے۔ (زوال پذیر ہے۔ یہاں ہمیشہ رہنا نہیں ہے)

وَاللّٰهُ عِنْدَهٗ حُسْنُ الْمَاٰبِ ﴿١٤﴾ — اور بہترین جگہ (جہاں ہمیشہ رہنا ہے) اللہ تعالیٰ کے پاس ہے (جس کا نام آخرت ہے)

قُلْ اَؤُنَبِّئُكُمْ بِخَيْرٍ مِّنْ ذٰلِكُمْ ؕ — (اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم) آپ ان لوگوں سے کہیئے کیا میں تم کو ایک ایسی زندگی کی خبر نہ دوں جو تمہارے لیے اس چند روزہ زندگی سے کہیں بہتر ہے۔

لِلَّذِيْنَ اتَّقَوْا عِنْدَ رَبِّهِمْ جَنّٰتٌ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا — ان لوگوں کے لیے جو متقیانہ زندگی بسر کرتے ہیں ان کے رب کے پاس ایسے (دل کشا) باغ ہیں جن کے نیچے نہریں بہتی ہوں گی جن میں وہ ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے۔

منزل ۱

توضیح: دودھ کی نہریں، شہد مصفا کی نہریں، نہایت ہی خوش ذائقہ پانی کی نہریں اور پاکیزہ شراب کی نہریں جس کی تفصیل سورۂ محمد میں ہے۔

وَاَزْوَاجٌ مُّطَهَّرَةٌ وَّرِضْوَانٌ مِّنَ اللّٰهِ ؕ — اور (جہاں ان کے لیے) پاکیزہ بیبیاں ہوں گی اور انھیں اللہ تعالیٰ کی خوشنودی حاصل رہے گی۔

وَاللّٰهُ بَصِيْرٌۢ بِالْعِبَادِ ﴿١٥﴾ — اور اللہ تعالیٰ اپنے بندوں پر نظر رکھے ہوئے ہیں (یعنی جو بندے جو سلوک کے مستحق ہوتے ہیں وہی سلوک ان سے کیا جاتا ہے۔

توضیح: مذکورہ چیزیں طبعی طور پر پسند خاطر نہ بنائی جاتیں تو اس سے اعلیٰ وافضل چیزوں کی طرف رغبت نہ ہوتی۔

اَلَّذِيْنَ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَآ اِنَّنَآ اٰمَنَّا — یہ وہ لوگ ہیں جو کہتے ہیں اے ہمارے رب یقیناً ہم ایمان لائے (یعنی تمام الٰہ باطلہ سے کٹ کر آپ ہی کو اپنا معبود ومستعان حاجت روا کار ساز مان لیا)

فَاغْفِرْ لَنَا ذُنُوْبَنَا وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ ﴿١٦﴾ لہٰذا ہمارے گناہ معاف فرما دیجئے اور ہم کو دوزخ کی آگ سے بچا یئے۔

اَلصّٰبِرِيْنَ وَالصّٰدِقِيْنَ وَالْقٰنِتِيْنَ (یہ وہ لوگ ہیں جو ہر قسم کی تکلیف اور مشکلات میں) صبر کرتے ہیں اور سچ بولتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کی عبادت میں لگے رہتے ہیں۔

وَالْمُنْفِقِيْنَ وَالْمُسْتَغْفِرِيْنَ بِالْاَسْحَارِ ﴿١٧﴾ راہِ حق میں خرچ کرتے ہیں اور (ان تمام نیکیوں کے باوجود اپنے کو خطاوار سمجھتے ہوئے) رات کی پچھلی ساعتوں میں قیام رکوع وسجود میں لگے رہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ سے گناہوں کی معافی مانگتے ہیں۔

توضیح : اس قدر افہام وتفہیم کے بعد بھی یہ لوگ اللہ تعالیٰ کو الٰہ واحد معبود ومستعان نہیں مان رہے ہیں تو نہ مانا کریں خود اللہ تعالیٰ نے اپنے الٰہ واحد ہونے کی اس طرح گواہی دی ہے۔

شَهِدَ اللّٰهُ اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۙ اللہ تعالیٰ نے (اس بات کی) گواہی دی کہ اللہ کے سوا کوئی عبادت واستعانت کے لائق نہیں۔

وَالْمَلٰٓئِكَةُ وَاُولُوا الْعِلْمِ قَآئِمًۢا بِالْقِسْطِ ؕ اور فرشتوں نے بھی اور اہل علم نے بھی راستی اور انصاف کے ساتھ گواہی دی (اور قیامت تک گواہی دیتے رہیں گے) کہ

لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ﴿١٨﴾ اس (ذاتِ اقدس) کے سوا کوئی عبادت (واستعانت) کے لائق نہیں وہ زبردست حکیم ہے (اس کی ساری تجاویز حکیمانہ ہیں)۔

النصف

توضیح : مخلوقات ارضی وسماوی کا خالق مالک ربِ الٰہ ومدبر حکیمانہ نظام کا چلانے والا اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں۔ کوئی فرد خلق خواہ وہ فرشتہ ہو یا نبی اس صفت سے متصف ہے اور نہ شریکِ فرمانروائی۔

اِنَّ الدِّيْنَ عِنْدَ اللّٰهِ الْاِسْلَامُ ۣ اللہ تعالیٰ کے نزدیک دین صرف اسلام ہے (جس میں توحید کی تصدیق اور اقرار عبادت بھی شامل ہے)

توضیح : دین یہ ہے کہ انسان اللہ تعالیٰ ہی کو اپنا معبود ومستعان، حاجت روا، کارساز مالک ومقتدر مانے اور پیغمبروں کے ذریعہ جو احکام بھیجے ہیں اس کی پوری پیروی کرے۔ یعنی جن باتوں اور کاموں سے منع کیا گیا ہے اس سے بچے اور جن کا حکم دیا گیا ہے رغبت وخوشدلی کے ساتھ انجام دے۔ اس کے سوا جس قدر ادیان ہیں باطل ہیں۔ اور ان کا انجام جہنم ہے۔

وَمَا اخْتَلَفَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ اِلَّا مِنْۢ بَعْدِ مَا جَآءَهُمُ اور جن لوگوں کو کتاب دی گئی تھی انہوں نے دین کا صحیح علم آ جانے کے بعد اختلاف کیا (تاکہ اپنی پیشوائی وبرتری باقی رہے اور آپس میں ایک

الْعِلْمُ بَغْيًۢا بَيْنَهُمْ ؕ — دوسرے پر زیادتی کرنے کا موقع ملے) آپس کی ضد سے۔

وَمَنْ يَّكْفُرْ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ فَاِنَّ اللّٰهَ سَرِيْعُ الْحِسَابِ ⑲ — اور جو کوئی اللہ تعالیٰ کے احکام وہدایت سے انکار کردے تو اللہ تعالیٰ بہت جلد حساب لینے والے ہیں۔

توضیح: یہود ونصاریٰ توریت وانجیل کی پیش گوئیوں کی بناء پر کہتے تھے کہ ایک اور پیغمبر آخرالزماں پیدا ہوں گے جو کوئی اس پیغمبر کی لائی ہوئی تعلیم کو نہ مانے گا وہ کافر وجہنمی ہوگا۔ ان کا خیال تھا کہ یہ پیغمبر برحق انھیں کی قوم بنی اسرائیل میں پیدا ہوں گے جب آپ کی بعثت بنی اسمٰعیل میں ہوئی تو محض اپنی مذہبی پیشوائی وبرتری ختم ہوجانے کے اندیشے سے توریت وانجیل کے وہ مضامین جس میں آپ کی تعریف وتوصیف تھی اس میں تحریف کردی۔

فَاِنْ حَآجُّوْكَ فَقُلْ اَسْلَمْتُ وَجْهِيَ لِلّٰهِ وَمَنِ اتَّبَعَنِ ؕ — پھر اگر یہ لوگ (اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم) آپ سے جھگڑنے لگیں تو کہنا میں اور میرے متبعین اللہ تعالیٰ کی مطیع وفرمانبردار ہو چکے ہیں (یعنی ہم نے اپنی جبین نیاز اللہ تعالیٰ کے در پر جھکا دی ہے۔

وَقُلْ لِّلَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ وَالْاُمِّيّٖنَ ءَاَسْلَمْتُمْ ؕ فَاِنْ اَسْلَمُوْا فَقَدِ اهْتَدَوْا ۚ — اور (اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم) اہل کتاب اور غیر اہل کتاب (مشرکین مکہ) سے کہئے کیا تم نے بھی اللہ تعالیٰ کی اطاعت قبول کرلی (یعنی اللہ تعالیٰ کے فرمانبردار بندے بن کر زندگی گزارنی چاہتے ہو؟ پھر اگر یہ اسلام لے آئیں تو یقیناً ہدایت پر ہوں گے۔

وَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنَّمَا عَلَيْكَ الْبَلٰغُ ؕ — اور اگر وہ اس سے روگردانی کریں نہ مانیں تو آپ کا کام احکام پہنچادینا ہے۔

وَاللّٰهُ بَصِيْرٌۢ بِالْعِبَادِ ⑳ — اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کے اعمال پر نظر رکھے ہوئے ہیں۔

اِنَّ الَّذِيْنَ يَكْفُرُوْنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ — جولوگ اللہ تعالیٰ کے احکام ماننے سے انکار کرتے ہیں۔

وَيَقْتُلُوْنَ النَّبِيّٖنَ بِغَيْرِ حَقٍّ ۙ — اور اللہ تعالیٰ کے پیغمبروں کو ناحق قتل کردیا۔

وَّيَقْتُلُوْنَ الَّذِيْنَ يَاْمُرُوْنَ بِالْقِسْطِ مِنَ النَّاسِ ۙ فَبَشِّرْهُمْ بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ ㉑ — جولوگ انصاف کا حکم دینے والوں کو (افراط وتفریط سے بچنے کی تعلیم دینے والوں، اصلاح عقائد واعمال کی طرف متوجہ کرنے والوں کو) مار ڈالتے ہیں، ایسے لوگوں کو دردناک عذاب کی بشارت دیجئے۔

اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ حَبِطَتْ اَعْمَالُهُمْ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ ۫ وَمَا لَهُمْ مِّنْ نّٰصِرِيْنَ ㉒ — یہ ایسے لوگ ہیں دنیا اور آخرت میں ان کے نیک اعمال ضائع کردیئے جائیں گے اور ان کا کوئی حامی ومددگار نہ ہوگا۔

منزل ١

ع ١٠

اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ اُوْتُوْا نَصِيْبًا مِّنَ الْكِتٰبِ
(اے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کیا آپؐ نے ان لوگوں کو نہیں دیکھا جنھیں کتاب (توراۃ) کا ایک حصہ دیا گیا تھا۔

يُدْعَوْنَ اِلٰى كِتٰبِ اللّٰهِ لِيَحْكُمَ بَيْنَهُمْ
جب انھیں اللہ کی اسی کتاب کی طرف بلایا جاتا ہے تاکہ ان کے (اختلاف کا) فیصلہ کر دے۔

ثُمَّ يَتَوَلّٰى فَرِيْقٌ مِّنْهُمْ وَهُمْ مُّعْرِضُوْنَ ۲۳
تو ان میں سے ایک فریق (اس سے) روگردانی کرتا ہے۔ اور وہ ہیں ہی روگردانی کرنے والے

ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ قَالُوْا لَنْ تَمَسَّنَا النَّارُ اِلَّاۤ اَيَّامًا مَّعْدُوْدٰتٍ ۠ وَغَرَّهُمْ فِيْ دِيْنِهِمْ مَّا كَانُوْا يَفْتَرُوْنَ ۲۴
(یہ) اسی غلط عقیدہ کے تحت کہتے ہیں کہ دوزخ کی آگ ہمیں چھو بھی نہیں سکتی۔ اگر چھو بھی لے تو بس چند ہی روز اور ان کے اپنے من گھڑت عقیدۂ نجات نے دین کے بارے میں انھیں دھوکہ میں ڈال رکھا ہے۔

فَكَيْفَ اِذَا جَمَعْنٰهُمْ لِيَوْمٍ لَّا رَيْبَ فِيْهِ ۣ
تو اس دن ان کی کیسے گزرے گی جب ہم قیامت کے دن انھیں جمع کریں گے جس کے واقع ہونے میں ذرا بھی شبہ نہیں (جس کا آنا یقینی ہے)

وَوُفِّيَتْ كُلُّ نَفْسٍ مَّا كَسَبَتْ وَهُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ ۲۵
اور ہر شخص کو اس کے عقیدے و عمل کا پورا پورا بدلہ دیا جائے گا اور ان پر ظلم نہ کیا جائے گا۔

قُلِ اللّٰهُمَّ مٰلِكَ الْمُلْكِ تُؤْتِي الْمُلْكَ مَنْ تَشَآءُ
(اے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) آپؐ اللہ تعالیٰ سے اس طرح (دعا کیجیے) اے اللہ ملکوں کے مالک آپ جسے چاہیں حکومت دیں۔

وَتَنْزِعُ الْمُلْكَ مِمَّنْ تَشَآءُ ۡ
اور جس سے چاہیں چھین لیں

وَتُعِزُّ مَنْ تَشَآءُ وَتُذِلُّ مَنْ تَشَآءُ ۭ
اور جس کو چاہیں عزت دیں اور جس کو چاہیں ذلیل کریں۔

بِيَدِكَ الْخَيْرُ ۭ
بھلائی آپ ہی کے اختیار میں ہے۔

اِنَّكَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۲۶
بے شک آپ ہر چیز پر قادر ہیں (یعنی آپ کی عطاء و منع میں کوئی مانع و مزاحم نہیں ہو سکتا)

تُوْلِجُ الَّيْلَ فِي النَّهَارِ وَتُوْلِجُ النَّهَارَ فِي الَّيْلِ ۡ
حق تعالیٰ آپ ہی رات کو دن میں داخل فرماتے ہیں اور دن کو رات میں۔

وَتُخۡرِجُ الۡحَیَّ مِنَ الۡمَیِّتِ	اورآپ ہی مردہ (بے جان) سے زندہ (جاندار) کو پیدا کرتے ہیں اور
وَتُخۡرِجُ الۡمَیِّتَ مِنَ الۡحَیِّ ۫	زندہ سے مردہ کو۔
وَتَرۡزُقُ مَنۡ تَشَآءُ بِغَیۡرِ حِسَابٍ ﴿۲۷﴾	اورآپ جسے چاہتے ہیں بے حساب رزق دیتے ہیں۔

توضیح: ذلت وعزت حکومت وغلامی رزق کی کمی وبیشی اور موت وحیات کا سارا نظام اللہ تعالیٰ ہی کے اختیار میں ہے۔ جولوگ یہ سمجھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے یہ اختیار اپنے مقرب بندوں کودے رکھا ہے۔ایسا سمجھنا شرک ہے۔

لَا یَتَّخِذِ الۡمُؤۡمِنُوۡنَ الۡکٰفِرِیۡنَ اَوۡلِیَآءَ مِنۡ دُوۡنِ الۡمُؤۡمِنِیۡنَ ۚ	مومنین کو چاہئے کہ اہل ایمان کو چھوڑ کر کافروں کو اپنا رفیق نہ بنائیں۔
وَمَنۡ یَّفۡعَلۡ ذٰلِكَ فَلَیۡسَ مِنَ اللّٰهِ فِیۡ شَیۡءٍ	جوکوئی ایسا کرے گا اللہ تعالیٰ سے اس کا کوئی تعلق نہیں۔
اِلَّاۤ اَنۡ تَتَّقُوۡا مِنۡهُمۡ تُقٰىةً ؕ	سوائے اس کے کہ تم ان کے ظلم سے بچنے کے لیے (ظاہری طور پر) ایسا طرز عمل اختیار کرو۔
وَیُحَذِّرُکُمُ اللّٰهُ نَفۡسَهٗ ؕ	اور اللہ تعالیٰ تم کو اپنے غضب سے ڈراتے ہیں (تا کہ اس سے ڈر کر) احکام کی تعمیل کرو (اور داخل رحمت ہو جاؤ)
وَاِلَی اللّٰهِ الۡمَصِیۡرُ ﴿۲۸﴾	اور (بالآخر) تم کو اسی کی طرف پلٹ کر جانا ہے۔
قُلۡ اِنۡ تُخۡفُوۡا مَا فِیۡ صُدُوۡرِکُمۡ	اے نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) لوگوں کو مطلع کیجئے کہ جو کچھ تمہارے دلوں میں ہے تم چاہے انھیں چھپاؤ۔
اَوۡ تُبۡدُوۡهُ یَعۡلَمۡهُ اللّٰهُ ؕ	یا ظاہر کرو اللہ تعالیٰ اس کو جانتے ہیں۔

توضیح: اللہ تعالیٰ بذاتہٖ جانتے ہیں کسی ذریعہ خبر رسانی کی اللہ تعالیٰ کو حاجت نہیں۔

وَیَعۡلَمُ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الۡاَرۡضِ ؕ	اور وہ جانتے ہیں جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے۔
وَاللّٰهُ عَلٰی کُلِّ شَیۡءٍ قَدِیۡرٌ ﴿۲۹﴾	اور اللہ تعالیٰ ہر طرح کی قدرت رکھتے ہیں۔
یَوۡمَ تَجِدُ کُلُّ نَفۡسٍ مَّا عَمِلَتۡ مِنۡ خَیۡرٍ مُّحۡضَرًا ۚۛ	جس دن ہر شخص اپنے نیک اعمال کے بدلے کو پالے گا۔

وَّمَا عَمِلَتْ مِنْ سُوْٓءٍ ۚ — اور جو کچھ برائیاں اس نے کی تھیں، انھیں بھی دیکھ لے گا۔

تَوَدُّ لَوْ اَنَّ بَيْنَهَا وَبَيْنَهٗٓ اَمَدًۢا بَعِيْدًا ؕ — (بدکاری کا ارتکاب کرنے والا) چاہے گا (اس کی دلی تمنا ہوگی کہ) کاش اس میں اور اس برائی میں دور کی مسافت ہوتی یعنی یہ دن واقع ہی نہ ہوتا۔

وَيُحَذِّرُكُمُ اللّٰهُ نَفْسَهٗ ؕ — اور اللہ تعالیٰ تم کو اپنے غضب سے ڈراتے ہیں۔

توضیح: اللہ تعالیٰ کا یہ ڈرانا اپنے بندوں پر عین شفقت ہے، وہ ڈراوا نھیں جو ایک ظالم ڈراتا ہے۔ بلکہ یہ وہ ڈرانا ہے جو ایک شفیق نہایت مہربان نہایت رحم کرنے والا مربی، اصلاح کے لیے اپنے مربوب کو ڈراتا ہے کیونکہ انسان اپنے نقصان ہی کے خوف سے اپنی اصلاح کی طرف مائل ہوتا ہے۔

ع ٣ ۱۱

وَاللّٰهُ رَءُوْفٌۢ بِالْعِبَادِ ۞۳۰ — اور اللہ تعالیٰ اپنے بندوں پر نہایت ہی مہربان ہیں۔ (انجام کی خرابی سے قبل از قبل مطلع فرما دیتے ہیں)

قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ — اے نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) لوگوں سے کہیے اگر تم اللہ تعالیٰ کو دوست رکھتے ہو تو (علماً وعملاً) میری اتباع کرو (یعنی جو تعلیم اللہ تعالیٰ نے میرے ذریعہ نازل فرمائی ہے اس پر عمل پیرا ہو جاؤ۔)

يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ ؕ — اللہ تعالیٰ بھی تمہیں دوست رکھیں گے اور تمہارے گناہ معاف کر دیں گے۔

وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۞۳۱ — اور اللہ تعالیٰ بڑے ہی بخشنے والے رحم فرمانے والے ہیں۔

توضیح: اللہ تعالیٰ کی رحمت ومغفرت کے لیے اطاعت ضروری ہے۔

قُلْ اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ ۚ — کہیے اللہ اور رسول کی اطاعت کیے جاؤ۔

فَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْكٰفِرِيْنَ ۞۳۲ — پھر اگر وہ اطاعت سے انحراف کریں تو (وہ سن لیں) اللہ تعالیٰ کافروں کو پسند نہیں کرتے (اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے اللہ کی اطاعت نہ کرنے والوں کو کافر فرمایا ہے)

توضیح: اب کلام کا رُخ آل عمران کے تاریخی واقعات کی طرف مڑتا ہے۔ کیونکہ اہل کتاب کے عقائد کی خرابی کا تعلق آل عمران ہی کے دو افراد بی بی مریم اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے ہے۔

اِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰٓى اٰدَمَ وَنُوْحًا وَّاٰلَ اِبْرٰهِيْمَ وَاٰلَ عِمْرٰنَ عَلَى الْعٰلَمِيْنَ ۞۳۳ — یقیناً اللہ تعالیٰ نے آدمؑ ونوحؑ وآلِ ابراہیمؑ اور آلِ عمران کو سارے عالم پر فضیلت بخشی (نبوت سے سرفراز فرمایا۔)

ذُرِّيَّةًۢ بَعْضُهَا مِنْۢ بَعْضٍ ؕ — بعض ان میں بعض کی اولاد ہیں۔

وَاللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ۟ۚ۳۴
اور اللہ تعالیٰ ہی سب کچھ سننے والے (اور بندوں کے حالات) جاننے والے ہیں۔

اِذْ قَالَتِ امْرَاَتُ عِمْرٰنَ رَبِّ اِنِّيْ نَذَرْتُ لَكَ مَا فِيْ بَطْنِيْ مُحَرَّرًا
(وہ واقعہ بھی قابل ذکر ہے) جب کہ عمران کی بی بی نے دعا کی۔ اے میرے پروردگار میں اس بچہ کو جو میرے پیٹ میں ہے۔ آپ کی نذر کرتی ہوں۔

فَتَقَبَّلْ مِنِّيْ ۚ اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ۳۵
لہٰذا آپ میرے اس نذرانے کو میری طرف سے قبول فرمایئے بے شک آپ ہی سننے والے (دلی مدعا کے) جاننے والے ہیں۔

فَلَمَّا وَضَعَتْهَا قَالَتْ رَبِّ اِنِّيْ وَضَعْتُهَآ اُنْثٰى ۭ
پھر جب ان کے ہاں بچی پیدا ہوئی تو کہنے لگیں اے میرے پروردگار مجھے تو لڑکی پیدا ہوئی (نذر کے لیے لڑکا موزوں ہوتا)

وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا وَضَعَتْ ۭ
اور اللہ تعالیٰ جانتے ہیں جو کچھ وہ جنی (افسوس کی بات نہیں)

وَلَيْسَ الذَّكَرُ كَالْاُنْثٰى ۚ
(کیونکہ جس لڑکے کی آرزومند تھیں) وہ لڑکا اس لڑکی کے برابر نہیں ہوسکتا۔

وَاِنِّىْ سَمَّيْتُهَا مَرْيَمَ
اور (عمران کی بی بی نے) کہا میں نے اس لڑکی کا نام مریم رکھا ہے۔

وَاِنِّىْٓ اُعِيْذُھَا بِكَ وَذُرِّيَّتَهَا مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ۳۶
اور میں اس لڑکی کو اور آئندہ اس کی ذریت کو شیطان مردود کے شر سے (بچانے کے لیے) حق تعالیٰ آپ کی پناہ (وحفاظت) میں دیتی ہوں۔

سبق: اولاد کی پرورش ونگہداشت، پیدائش کے ساتھ ہی اللہ تعالیٰ کے حوالے کیا جانا چاہئے۔ تاکہ وہ شیطان کے شر سے محفوظ رہے۔ عموماً لوگ اس سبق کو بھول گئے۔

فَتَقَبَّلَهَا رَبُّهَا بِقَبُوْلٍ حَسَنٍ
پھر مریم علیہا السلام کو ان کے رب نے بہ خوشی قبول فرمایا۔

وَّاَنْۢبَتَهَا نَبَاتًا حَسَـنًا ۙ
اور غیر معمولی طور پر بڑھایا (ان کی بہترین پرورش فرمائی)

وَّكَفَّلَهَا زَكَرِيَّا ۚ
اور زکریا کو ان کا کفیل وسرپرست بنایا (آپ قریبی رشتہ دار بھی تھے)

كُلَّمَا دَخَلَ عَلَيْهَا زَكَرِيَّا الْمِحْرَابَ ۙ وَجَدَ عِنْدَھَا رِزْقًا ۚ
جب بھی زکریا علیہ السلام عبادت گاہ میں بی بی مریمؑ کے پاس جاتے تو ان کے پاس کھانے پینے کا سامان پاتے۔

قَالَ يٰمَرْيَمُ اَنّٰى لَكِ ھٰذَا ۭ
یوں فرماتے اے مریم یہ چیزیں (سامان خورد ونوش) تمہارے پاس

منزل ۱

کہاں سے آئیں۔

قَالَتۡ هُوَ مِنۡ عِنۡدِ اللّٰهِ ؕ — تو کہتیں یہ اللہ تعالیٰ کے پاس سے آئیں۔

اِنَّ اللّٰهَ يَرۡزُقُ مَنۡ يَّشَآءُ بِغَيۡرِ حِسَابٍ ۝٣٧ — بے شک اللہ تعالیٰ جسے چاہتے ہیں بے حساب رزق دیتے ہیں۔

توضیح: بی بی مریمؑ کے جواب سے اس امر پر روشنی پڑتی ہے سامان خورونوش کی موجودگی خرق عادت کے طور پر تھی۔ اس لیے حضرت زکریا علیہ السلام کو تعجب ہوا۔

هُنَالِكَ دَعَا زَكَرِيَّا رَبَّهٗ ۚ — اس موقع پر حضرت زکریا علیہ السلام نے اپنے پروردگار سے دعا کی۔

قَالَ رَبِّ هَبۡ لِىۡ مِنۡ لَّدُنۡكَ ذُرِّيَّةً طَيِّبَةً ۚ اِنَّكَ سَمِيۡعُ الدُّعَآءِ ۝٣٨ — کہا اے میرے پروردگار اپنی قدرت سے مجھے ایک نیک لڑکا عنایت فرمائیے۔ بے شک آپ ہی دعاؤں کے سننے والے ہیں (دعا کے ساتھ ہی قبولیت دعا کی بشارت مل گئی)

فَنَادَتۡهُ الۡمَلٰٓئِكَةُ وَهُوَ قَآئِمٌ يُّصَلِّىۡ فِى الۡمِحۡرَابِ ۙ — پھر ایک فرشتے نے انھیں آواز دی جب کہ وہ محراب میں نماز پڑھ رہے تھے۔

اَنَّ اللّٰهَ يُبَشِّرُكَ بِيَحۡيٰى مُصَدِّقًۢا بِكَلِمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ — یہ کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو یحییٰ نامی ایک فرزند کی خوشخبری دی ہے جو اللہ تعالیٰ کے لفظ کن کی (بغیر باپ کے پیدا ہوجانے والے لڑکے عیسیٰؑ کے پیغمبر ہونے کی) تصدیق کرنے والا ہوگا۔

وَسَيِّدًا وَّحَصُوۡرًا وَّنَبِيًّا مِّنَ الصّٰلِحِيۡنَ ۝٣٩ — اور سردار ہونگے اور عورتوں سے رغبت نہ رکھنے والے ہونگے اور نبی، صالحین میں سے ہونگے۔

توضیح: قبولیت دعا کے تعلق سے حضرت زکریا علیہ السلام کا خیال تھا کہ شاید وہ جوان ہوجائیں گے۔ ایسی کوئی صورت پیش نہیں آئی اور فرزند کی بشارت ملی تو

قَالَ رَبِّ اَنّٰى يَكُوۡنُ لِىۡ غُلٰمٌ وَّقَدۡ بَلَغَنِىَ الۡكِبَرُ وَامۡرَاَتِىۡ عَاقِرٌ ؕ — کہا اے میرے پروردگار مجھے لڑکا کیونکر ہوگا جب کہ میں بوڑھا ہوگیا ہوں اور میری بیوی بھی بانجھ ہے۔

قَالَ كَذٰلِكَ اللّٰهُ يَفۡعَلُ مَا يَشَآءُ ۝٤٠ — اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ ہاں ایسا ہی ہوگا جیسا اللہ تعالیٰ چاہیں (اللہ تعالیٰ کو یہ قدرت حاصل ہے کہ ظاہری اسباب کے بغیر صاحب اولاد بنادے۔)

منزل ١

قَالَ رَبِّ اجْعَلْ لِّيْٓ اٰيَةً ؕ

زکریا علیہ السلام نے کہا اۓ میرے پروردگار میرے لیے کوئی نشانی مقرر فرما دیجئے (جس سے معلوم ہو کہ میری بیوی حاملہ ہے)

قَالَ اٰيَتُكَ اَلَّا تُكَلِّمَ النَّاسَ ثَلٰثَةَ اَيَّامٍ اِلَّا رَمْزًا ؕ

اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ تمہارے لیے نشانی یہ ہے کہ تم تین دن تک اشارہ کے سوا بات نہ کرسکو گے (جب تم پر ایسی کیفیت طاری ہو تو سمجھ لینا کہ تمہاری بیوی حاملہ ہے)

وَاذْكُرْ رَّبَّكَ كَثِيْرًا وَّسَبِّحْ بِالْعَشِيِّ وَالْاِبْكَارِ ۟ؑ ﴿۴۱﴾

(اس احسان کی شکر گزاری میں) صبح و شام اپنے پروردگار کی تسبیح کیا کیجئے (یعنی اللہ تعالیٰ کا با قدرت ہونا اور ہر قسم کے نقص سے پاک ہونا مستحضر رکھیئے۔)

ع ۴ / ۱۲

سبق: اولاد کی خواہش میں اللہ تعالیٰ سے دعا ہو رہی ہے۔ حالانکہ آپ سے پہلے آپ ہی کے خاندان میں حضرت موسیٰؑ، حضرت ابراہیمؑ وغیرہ جلیل القدر پیغمبر گزر چکے ہیں۔ جو مقربانِ بارگاہِ الٰہی تھے۔ مگر دعا میں ان کو واسطہ وسیلہ نہیں بنایا گیا۔ الٰہی و نبوی تعلیم یہ ہے کہ ہر چھوٹی بڑی حاجت میں اللہ تعالیٰ ہی سے دعا مانگی جائے۔ اللہ تعالیٰ ہی کو مدد کے لیے پکارا جائے۔

عصر حاضر کے بعض مفسرین بیان کرتے ہیں کہ نہ بی بی مریمؑ کے پاس کھانا بطورِ خرق عادت آیا اور نہ حضرت زکریاؑ کے پاس ولادت بطور خرق عادت ہوئی۔ یہ اس لیے صحیح نہیں ہے کہ خرقِ عادت کے طور پر کھانے کی موجودگی ہی نے حضرت زکریاؑ کو دعا پر آمادہ کیا۔ ورنہ کھانا تو روز ہی آتا تھا۔ لفظ ھنالك سے اس بات کی تائید ہوتی ہے۔

منزل ۱

دوسرے حضرت زکریاؑ کا یہ مطالبہ ''رَبِّ اجْعَلْنِی آیہ'' سے بھی یہی بات واضح ہوتی ہے کہ ولادت، حالت ضعیفی اور غیر طبعی حالات ہی میں ہوئی۔ کوئی ظاہری سبب بطور علاج اختیار نہیں کیا گیا۔ آلِ عمران کے ایک فرد کا واقعہ تو یہ تھا۔ اب ایک دوسری ہستی کا واقعہ بھی قابل ذکر ہے۔

وَاِذْ قَالَتِ الْمَلٰٓئِكَةُ يٰمَرْيَمُ اِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰكِ وَطَهَّرَكِ وَاصْطَفٰكِ عَلٰى نِسَآءِ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۴۲﴾

اور (وہ واقعہ بھی قابل ذکر ہے) جب کہ فرشتہ نے بی بی مریمؑ سے کہا۔ اۓ مریم اللہ تعالیٰ نے آپ کو برگزیدہ کیا ہے اور تمہیں پاکیزگی عطا کی اور دنیا کی ساری عورتوں پر ترجیح دی۔

يٰمَرْيَمُ اقْنُتِيْ لِرَبِّكِ وَاسْجُدِيْ وَارْكَعِيْ مَعَ الرّٰكِعِيْنَ ﴿۴۳﴾

اۓ مریم اپنے پروردگار کی فرمانبردار بنی رہو۔ اور اس کے آگے سر بسجود رہو۔ اور جو بندے اللہ تعالیٰ کے حضور جھکنے والے ہیں، ان کے ساتھ تم بھی جھک جاؤ۔

ذٰلِكَ مِنْ اَنْۢبَآءِ الْغَيْبِ نُوْحِيْهِ

یہ غیب کی خبریں ہیں جنہیں وحی کے ذریعہ (اۓ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) ہم

اِلَيْكَ ؕ — آپ پر ظاہر کرتے ہیں۔

وَمَا كُنْتَ لَدَيْهِمْ اِذْ يُلْقُوْنَ اَقْلَامَهُمْ اَيُّهُمْ يَكْفُلُ مَرْيَمَ ۪ — اور (اے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم) آپؐ اس وقت ان میں موجود نہ تھے جب کہ وہ اپنے اپنے قلم ڈالنے لگے تھے (یعنی قرعہ اندازی کی جارہی تھی) کہ کون مریم کی کفالت کرے۔

وَمَا كُنْتَ لَدَيْهِمْ اِذْ يَخْتَصِمُوْنَ ۝۴۴ — اور نہ آپؐ اس وقت موجود تھے جب کہ وہ (ان کے خاندان کے لوگ ان کی کفالت کے سلسلہ میں) جھگڑ رہے تھے۔

توضیح : وہ قلم جن سے توراۃ لکھتے تھے پانی کے بہاؤ پر ڈالے گئے۔ شرط یہ تھی کہ جس کا قلم نہ بہے وہی کفالت کرے۔ چنانچہ حضرت زکریا علیہ السلام کے نام قرعہ نکلا۔ یہ واقعہ وحی کے ذریعہ آپؐ پر واضح کیا گیا جو آپؐ کے رسول برحق ہونے کی ایک بین دلیل ہے۔

اِذْ قَالَتِ الْمَلٰٓئِكَةُ يٰمَرْيَمُ اِنَّ اللّٰهَ يُبَشِّرُكِ بِكَلِمَةٍ مِّنْهُ ۖ — وہ واقعہ بھی قابل ذکر ہے۔ جب کہ فرشتوں نے کہا اے مریمؑ بلاشبہ اللہ تعالیٰ تم کو اپنی طرف سے ایک خوشخبری سناتے ہیں (یعنی کلمہ ''کن'' سے ایک لڑکا پیدا ہوگا)

اسْمُهُ الْمَسِيْحُ عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ — جس کا نام مسیح عیسیٰ بن مریم ہوگا۔

وَجِيْهًا فِى الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ — اور دنیا و آخرت میں باآبرو (باعزت) ہوگا۔

وَمِنَ الْمُقَرَّبِيْنَ ۝۴۵ — اور مقربین (اللہ تعالیٰ کے خاص بندوں) میں سے ہوگا۔

وَيُكَلِّمُ النَّاسَ فِى الْمَهْدِ وَكَهْلًا — اور وہ گہوارہ (ماں کی گود) میں اور ادھیڑ عمر میں لوگوں سے کلام کریگا۔ (یعنی اپنی نبوت کا اعلان کرے گا۔

وَّمِنَ الصّٰلِحِيْنَ ۝۴۶ — اور نیکوکاروں میں سے ہوگا۔

قَالَتْ رَبِّ اَنّٰى يَكُوْنُ لِىْ وَلَدٌ — مریم نے کہا اے میرے پروردگار مجھے اولاد کس طرح ہوگی؟

وَّلَمْ يَمْسَسْنِىْ بَشَرٌ ؕ — جب کہ کسی انسان نے مجھے ہاتھ تک نہیں لگایا۔

قَالَ كَذٰلِكِ اللّٰهُ يَخْلُقُ مَا يَشَآءُ ؕ — اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ ہاں ایسا ہی ہوگا۔ اللہ تعالیٰ جیسا چاہتے ہیں پیدا کرسکتے ہیں۔

اِذَا قَضٰٓى اَمْرًا فَاِنَّمَا يَقُوْلُ لَهٗ — اللہ تعالیٰ جب کسی کام کا ارادہ کرتے ہیں تو کہتے ہیں ہوجا۔

منزل ١

كُنْ فَيَكُوْنُ۝٤٧
تو فوراً ہی وہ ہوجاتا ہے (یعنی ایک آنِ واحد میں حکم کے ساتھ ہی بلا اسباب ظاہری سب کچھ ہوجاتا ہے اور اسباب ظاہری سے تو ہوتا ہی ہے۔

وَيُعَلِّمُهُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَالتَّوْرٰىةَ وَالْاِنْجِيْلَ۝٤٨
(پھر فرشتوں نے کہا) اور وہ انھیں کتاب وحکمت کی تعلیم دے گا۔ اور توراۃ وانجیل کا علم سکھائے گا۔

وَرَسُوْلًا اِلٰى بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ ۙ
اور وہ بنی اسرائیل کی طرف رسول بنا کر بھیجے جائیں گے۔

اَنِّىْ قَدْ جِئْتُكُمْ بِاٰيَةٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ ۙ
(بنی اسرائیل سے کہیں گے) میں تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف سے اپنی رسالت کی نشانیاں لے کر آیا ہوں (وہ نشانیاں یہ ہیں)

اَنِّىْٓ اَخْلُقُ لَكُمْ مِّنَ الطِّيْنِ كَهَيْـــَٔةِ الطَّيْرِ
میں تمہارے لیے (اپنے نبی ہونے کی تصدیق کے لیے مٹی سے پرندے کی طرح ایک مجسمہ بناتا ہوں۔

فَاَنْفُخُ فِيْهِ فَيَكُوْنُ طَيْرًۢا بِاِذْنِ اللّٰهِ ۚ
پھر اس میں پھونک مارتا ہوں پھر وہ اللہ تعالیٰ کے حکم سے پرندہ ہوجاتا ہے۔

وَاُبْرِئُ الْاَكْمَهَ وَالْاَبْرَصَ وَاُحْىِ الْمَوْتٰى بِاِذْنِ اللّٰهِ ۚ
اور میں اللہ تعالیٰ کے حکم سے مادرزاد اندھے اور کوڑھی کو اچھا کیے دیتا ہوں اور مردوں کو زندہ کرتا ہوں۔

وَاُنَبِّئُكُمْ بِمَا تَاْكُلُوْنَ وَمَا تَدَّخِرُوْنَ ۙ فِىْ بُيُوْتِكُمْ ۭ
اور میں تمہیں بتائے دیتا ہوں جو کچھ تم کھاتے ہو اور جو کچھ اپنے گھروں میں ذخیرہ کر رکھتے ہو۔

اِنَّ فِىْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ۝٤٩
ان معجزات میں تمہارے لیے (میری نبوت کے بین) دلائل ہیں اگر تم طالب حق ہو تو ان دلائل کو دیکھ کر ایمان لے آو۔

وَمُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيَّ مِنَ التَّوْرٰىةِ
اور میں اس تعلیم وہدایت کی تصدیق کرنے والا ہوں جو توریت میں (اس وقت) تمہارے پاس موجود ہے۔

وَلِاُحِلَّ لَكُمْ بَعْضَ الَّذِيْ حُرِّمَ عَلَيْكُمْ
اور بعض وہ چیزیں جو (تمہاری سرکشی کی وجہ) تم پر حرام کردی گئی تھی ان کو تمہارے لیے حلال کرتا ہوں۔

توضیح: (یہودیوں پر گائے اور بکری کی چربی حرام تھی اور بعض جانور اور ہفتہ کے دن مچھلی کا شکار بھی)

وَجِئْتُكُمْ بِاٰيَةٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ ۣ
اور میں تمہارے پروردگار کی طرف سے (ان مذکورہ) معجزات کے

فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوْنِ۝۵۰
ساتھ تمہارے پاس آیا ہوں۔ لہٰذا اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور میرا کہا مانو (انکار کی جو سزا اللہ تعالیٰ نے مقرر فرمائی ہے اس کے انجام سے ڈرو۔)

اِنَّ اللّٰهَ رَبِّيْ وَرَبُّكُمْ فَاعْبُدُوْهُ ؕ هٰذَا صِرَاطٌ مُّسْتَقِيْمٌ۝۵۱
بے شک اللہ تعالیٰ میرے بھی رب ہیں اور تمہارے بھی لہٰذا اسی اللہ کی عبادت کرو۔ یہی سیدھا (جنت میں جانے کا) راستہ ہے۔

فَلَمَّآ اَحَسَّ عِيْسٰى مِنْهُمُ الْكُفْرَ
پھر جب عیسیٰؑ نے ان کی طرف سے نافرمانی محسوس کی (یعنی پوری طرح یقین ہو گیا کہ ان کی اکثریت کفر پر اڑی ہوئی ہے اور آپ کے قتل کے درپے ہے)

قَالَ مَنْ اَنْصَارِيْٓ اِلَى اللّٰهِ ؕ
کہا تم میں سے کون اللہ تعالیٰ کی راہ میں میرا ساتھ دے گا۔

قَالَ الْحَوَارِيُّوْنَ نَحْنُ اَنْصَارُ اللّٰهِ ۚ
آپکے سچے مخلص بہی خواہوں نے کہا اللہ کی راہ میں ہم آپکا ساتھ دیتے ہیں۔

اٰمَنَّا بِاللّٰهِ ۚ وَاشْهَدْ بِاَنَّا مُسْلِمُوْنَ۝۵۲
آپ اللہ تعالیٰ پر ایمان لائے آپ گواہ رہئے کہ ہم مسلمان ہیں۔

رَبَّنَآ اٰمَنَّا بِمَآ اَنْزَلْتَ
(پھر ان لوگوں نے کہا) اے ہمارے پروردگار جو کتاب آپ نے نازل فرمائی ہے ہم اس پر ایمان لائے۔ منزل ۱

وَاتَّبَعْنَا الرَّسُوْلَ فَاكْتُبْنَا مَعَ الشّٰهِدِيْنَ۝۵۳
آپ کے رسول حضرت عیسیٰؑ علیہ السلام کی اتباع قبول کر لی لہٰذا ہم کو تصدیق کرنے والوں میں شمار کر لیجئے۔

(کتاب اللہ پر ایمان اور رسول اللہ کی اتباع لازم وملزوم ہے)

وَمَكَرُوْا وَمَكَرَ اللّٰهُ ؕ وَاللّٰهُ خَيْرُ الْمٰكِرِيْنَ۝۵۴ ع
اور وہ (یعنی بنی اسرائیل (یہود) قتل عیسیٰؑ کے بارے میں ایک) چال چلے اور اللہ تعالیٰ نے بھی (آپ کو بچانے کی تدبیر کی) اور اللہ تعالیٰ (لوگوں کے مکر کا) خوب خوب سدِ باب کرتے ہیں۔ الثلثة ۵ ع ۱۳

توضیح: حضرت عیسیٰؑ کے اعلانِ رسالت پر سب سے زیادہ مخالفت کرنے والے یہودی تھے۔ حضرت عیسیٰؑ کی تعلیم سے ان کے گھڑے ہوئے عقائد پر کافی ضرب پڑتی تھی وہ برسرِ اقتدار نہ تھے۔ اس لیے بطور خود تو کچھ کر نہ سکے۔ حکومت وقت کو حضرت عیسیٰؑ کے خلاف کاروائی کرنے کی ترغیب دی۔ حکومت بھی مشرکین ہی کی تھی اور حضرت عیسیٰؑ کی تعلیم کی ضرب ان کے عقائد پر پڑتی تھی۔ اس لیے حضرت عیسیٰؑ کے قتل کا حکم جاری کر دیا۔ اس وقت حضرت عیسیٰؑ ایک ایسے محفوظ مقام پر تھے جس کی خبر حکومت کے کارندوں کو نہ تھی۔

یہودیوں نے پتہ چلا کر آپ کے مقام کی اطلاع حکومت کے کارندوں کو دی۔ چنانچہ آپ گرفتار کر لیے گئے۔ اور مقتل میں پہنچا دیئے گئے یہ تھا آپ کے مخالفین کا مکر۔

اِذْ قَالَ اللّٰهُ يٰعِيْسٰٓى اِنِّىْ مُتَوَفِّيْكَ وَرَافِعُكَ اِلَىَّ	اس وقت اللہ تعالیٰ نے عیسیٰؑ سے فرمایا (گھبراؤ نہیں) میں تمہاری مدت عمر پوری کروں گا۔ اور (فی الحال) تم کو اپنی طرف اٹھالیتا ہوں یعنی آسمان پر بلا لیتا ہوں۔

توضیح: اللہ تعالیٰ نے ان کے اس مکر کو اس طرح پامال کر دیا کہ آپ کو آسمان پر اٹھالیا۔ اور پھر آپ ہی کا ایک ہم شبیہ ان کے ہاتھ آ گیا اس طرح حضرت عیسیٰؑ کو قتل ہونے سے بچا لیا۔ اور قیامت کے قریب آپ کو مابقی عمر کی مدت پوری کرنے کے لیے پھر دنیا میں بھیجا جائے گا۔

وَمُطَهِّرُكَ مِنَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا	اور تم کو اہل کفر کی گندگیوں سے پاک کیے دیتا ہوں۔
وَجَاعِلُ الَّذِيْنَ اتَّبَعُوْكَ فَوْقَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ ۚ	اور (یہ بھی تسلی دی کہ) دنیا میں جب تک تمہارے متبعین رہیں گے (یعنی اللہ تعالیٰ کو الٰہ واحد معبود و مستعان مان کر احکام الٰہی کے مطابق عمل کرنے والے) ان کو قیامت تک تمہاری نبوت کا انکار کرنے والے یہودیوں پر غالب رکھوں گا (امت محمدیہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور نصاریٰ مراد ہیں جو یہودیوں پر غالب رہیں گے)
ثُمَّ اِلَىَّ مَرْجِعُكُمْ فَاَحْكُمُ بَيْنَكُمْ فِيْمَا كُنْتُمْ فِيْهِ تَخْتَلِفُوْنَ ﴿۵۵﴾	پھر تم سب (جواب دہی کے لیے) میرے پاس لائے جاؤ گے تو میں تمہارے درمیان ان امور میں فیصلہ کروں گا جن میں تم اختلاف کیا کرتے تھے۔
فَاَمَّا الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فَاُعَذِّبُهُمْ عَذَابًا شَدِيْدًا فِى الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ ۡ	لہٰذا جن لوگوں نے کفر کیا تو میں انھیں دنیا و آخرت میں سخت ترین عذاب دوں گا۔
وَمَا لَهُمْ مِّنْ نّٰصِرِيْنَ ﴿۵۶﴾	اور ان کا کوئی حامی و مددگار نہ ہوگا۔
وَاَمَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ فَيُوَفِّيْهِمْ اُجُوْرَهُمْ ۭ وَاللّٰهُ لَا يُحِبُّ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۵۷﴾	اور جو لوگ ایمان لائے اور نیک عمل کیے ان کو ان کے اعمال کا پورا پورا بدل دیا جائے گا۔ اللہ تعالیٰ ظالموں (نافرمانوں) کو پسند نہیں فرماتے۔

توضیح: کسی مصلحت وحکمت کے تحت اہل کفر کو دنیا میں غلبہ دیا جائے تو اس صورتِ حال کو دیکھ کر اہلِ ایمان کو یہ نہ سمجھنا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ کافروں کو بھی درست رکھتے ہیں۔

ذٰلِكَ نَتْلُوْهُ عَلَيْكَ مِنَ الْاٰيٰتِ وَالذِّكْرِ الْحَكِيْمِ ۝۵۸	یہ (مختصر) سرگزشت جو ہم آپ کو سناتے ہیں اس میں ایک حکیمانہ نصیحت ہے۔
اِنَّ مَثَلَ عِيْسٰى عِنْدَ اللّٰهِ كَمَثَلِ اٰدَمَ ؕ	اللہ تعالیٰ کے نزدیک عیسیٰؑ کی مثال آدمؑ کی سی ہے۔
خَلَقَهٗ مِنْ تُرَابٍ ثُمَّ قَالَ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ ۝۵۹	اللہ تعالیٰ نے ان کو مٹی سے بنایا پھر حکم دیا (انسان) ہوجا اسی آن فوراً ہی وہ انسان ہوگئے۔
اَلْحَقُّ مِنْ رَّبِّكَ فَلَا تَكُنْ مِّنَ الْمُمْتَرِيْنَ ۝۶۰	یہ امر واقعی آپ کے پروردگار کی طرف سے ہے۔ لہٰذا آپ شک وشبہ کرنے والوں میں سے نہ ہوں۔
فَمَنْ حَآجَّكَ فِيْهِ مِنْۢ بَعْدِ مَا جَآءَكَ مِنَ الْعِلْمِ	یہ علم آجانے (یعنی اس علمی حقیقت کے واضح ہوجانے) کے بعد بھی جو کوئی عیسیٰؑ کے بارے میں آپ سے جھگڑنے لگے۔
فَقُلْ تَعَالَوْا نَدْعُ اَبْنَآءَنَا وَاَبْنَآءَكُمْ وَنِسَآءَنَا وَنِسَآءَكُمْ وَاَنْفُسَنَا وَاَنْفُسَكُمْ ۣ ثُمَّ نَبْتَهِلْ فَنَجْعَلْ لَّعْنَتَ اللّٰهِ عَلَى الْكٰذِبِيْنَ ۝۶۱	تو اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کہئے کہ آؤ ہم اپنے بیٹوں اور اپنی عورتوں کو بلائیں اور تم اپنے بیٹوں اور عورتوں کو بلاؤ اور ہم خود بھی آئیں اور تم خود بھی آؤ۔ پھر سب مل کر اللہ تعالیٰ سے التجا کریں کہ جھوٹوں پر اللہ تعالیٰ کی لعنت ہو۔ (تصفیۂ حق وباطل کی اسی صورت کا نام مباہلہ ہے)
اِنَّ هٰذَا لَهُوَ الْقَصَصُ الْحَقُّ ۚ	یہ سارے واقعات ایک حقیقت ہیں۔
وَمَا مِنْ اِلٰهٍ اِلَّا اللّٰهُ ؕ	اور (یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ) اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود (ومستعان) نہیں ہے۔
وَاِنَّ اللّٰهَ لَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ۝۶۲	اور بلاشبہ اللہ تعالیٰ بڑے ہی زبردست حکیم ہیں۔ (یعنی کائنات کا سارا نظام حکیمانہ ہے)
فَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌۢ بِالْمُفْسِدِيْنَ ۝۶۳	پھر (اس کے بعد) اگر یہ (مباہلہ سے) منہ موڑیں تو اللہ تعالیٰ مفسدوں کو خوب جانتے ہیں (اقرار واقعی سزا دیں گے)۔

منزل ۱

ع ۶ / ۱۴

قُلْ يٰۤاَهْلَ الْكِتٰبِ تَعَالَوْا اِلٰى كَلِمَةٍ سَوَآءٍۢ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ
(اے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم) کہئے اے اہل کتاب آؤ ایک ایسی بات کی طرف جو تمہارے اور ہمارے درمیان مشترک ہے۔

اَلَّا نَعْبُدَ اِلَّا اللّٰهَ وَلَا نُشْرِكَ بِهٖ شَيْئًا
کہ ہم اللہ تعالیٰ کے سوا کسی اور کی عبادت نہ کریں۔ اور کسی کو اللہ تعالیٰ کے ساتھ شریک نہ ٹھہرائیں۔

وَّلَا يَتَّخِذَ بَعْضُنَا بَعْضًا اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ ؕ
اور ہم میں کوئی اللہ تعالیٰ کے سوا کسی اور کو (مخلوقات میں سے) رب نہ بنائے۔

فَاِنْ تَوَلَّوْا فَقُوْلُوا اشْهَدُوْا بِاَنَّا مُسْلِمُوْنَ ﴿۶۴﴾
پھر اگر وہ اس بات کو نہ مانیں تو ان سے کہہ دو تم گواہ رہو کہ ہم تو مسلمان ہیں (اللہ الٰہ واحد کے فرمانبردار ہیں اور اسی کی تعلیم وہدایت پر چلتے ہیں)

توضیح: مسلمان وہی ہے جس کا ایمان ملائکہ پرستی انبیاء پرستی اور بزرگ پرستی سے پاک ہو۔

يٰۤاَهْلَ الْكِتٰبِ لِمَ تُحَآجُّوْنَ فِيْۤ اِبْرٰهِيْمَ
اے اہل کتاب تم ابراہیمؑ کے بارے میں کیوں جھگڑتے ہو۔

وَمَاۤ اُنْزِلَتِ التَّوْرٰىةُ وَالْاِنْجِيْلُ اِلَّا مِنْۢ بَعْدِهٖ ؕ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ﴿۶۵﴾
توراۃ وانجیل تو ابراہیمؑ کے بعد ہی نازل ہوئیں کیا تم اتنی سی بات نہیں سمجھ سکتے۔

هٰۤاَنْتُمْ هٰۤؤُلَآءِ حَاجَجْتُمْ فِيْمَا لَكُمْ بِهٖ عِلْمٌ
تم تو وہ لوگ ہو کہ تم نے اس معاملے میں جھگڑا کیا تھا۔ جس کا تمہیں کچھ علم بھی تھا۔

فَلِمَ تُحَآجُّوْنَ فِيْمَا لَيْسَ لَكُمْ بِهٖ عِلْمٌ ؕ
تو پھر ایسی بات میں کیوں جھگڑتے ہو جس کا تم کو کچھ بھی علم نہیں (یعنی مطلب یہ ہے کہ ابراہیمؑ کے یہودی ونصرانی ہونے کے معاملے میں تو بلا علم جھگڑتے ہو)

وَاللّٰهُ يَعْلَمُ وَاَنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ﴿۶۶﴾
اور اللہ تعالیٰ جانتے ہیں کہ ابراہیمؑ کا مسلک کیا تھا، تم اس سے بے خبر ہو۔

مَا كَانَ اِبْرٰهِيْمُ يَهُوْدِيًّا وَّلَا نَصْرَانِيًّا وَّلٰكِنْ كَانَ حَنِيْفًا مُّسْلِمًا ؕ
ابراہیمؑ نہ یہودی تھے اور نہ نصرانی بلکہ سب سے بے تعلق ہو کر اللہ تعالیٰ ہی کے ہو کر رہے تھے۔ سچے مسلمان تھے۔

وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ﴿۶۷﴾
اور وہ مشرکین میں سے نہیں تھے (ان کا ایمان شرک کے ان تمام اجزا

منزل ۱

سے پاک تھا جس کو عوام نے جزو ایمان بنالیا ہے۔)

اِنَّ اَوْلَى النَّاسِ بِاِبْرٰهِيْمَ لَلَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُ
یقیناً ابراہیمؑ سے قریب تر یعنی ملت ابراہیمی کے پیرو وہ لوگ ہیں جو ابراہیمؑ کی پوری پوری اتباع کرتے ہیں۔

وَهٰذَا النَّبِيُّ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ؕ
اور یہ نبی ہیں۔ اور وہ لوگ جو ایمان لائے (اور اپنے ایمان کو ملائکہ پرستی۔ انبیاء پرستی۔ پیر پرستی جیسے مشرکانہ عقائد سے پاک رکھا۔)

وَاللّٰهُ وَلِيُّ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۶۸﴾
اور اللہ تعالیٰ اہل ایمان کے دوست وحامی ہیں۔

وَدَّتْ طَّآىِٕفَةٌ مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ لَوْ يُضِلُّوْنَكُمْ ؕ
اہل کتاب میں سے بعض ایسے بھی ہیں جن کی یہ تمنا ہے کہ کسی طرح تم کو گمراہ کردیں۔

وَمَا يُضِلُّوْنَ اِلَّآ اَنْفُسَهُمْ وَمَا يَشْعُرُوْنَ ﴿۶۹﴾
مگر یہ تم کو کیا گمراہ کریں گے وہ خود اپنے آپ کو گمراہی میں ڈال رہے ہیں اور انھیں اس کا شعور بھی نہیں۔

يٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ لِمَ تَكْفُرُوْنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ وَاَنْتُمْ تَشْهَدُوْنَ ﴿۷۰﴾
اے اہل کتاب تم اللہ کی آیتوں کا کیوں انکار کرتے ہو۔ اور تم گواہی دیتے ہو (یعنی یہ اقرار کرتے ہو کہ توریت وانجیل اللہ ہی کا کلام ہے۔ پھر اس میں جو آیتیں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف میں ہیں۔ ان کا کیوں انکار کرتے ہو۔)

منزل ۱

يٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ لِمَ تَلْبِسُوْنَ الْحَقَّ بِالْبَاطِلِ وَتَكْتُمُوْنَ الْحَقَّ وَاَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ﴿۷۱﴾ ع
اے اہل کتاب تم حق کے ساتھ باطل کو کیوں ملا رہے ہو اور حق کو چھپاتے ہو اور تم جانتے ہو (کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کی لائی ہوئی کتاب حق ہے)

ع ۷ / ۱۵

وَقَالَتْ طَّآىِٕفَةٌ مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ اٰمِنُوْا بِالَّذِيْٓ اُنْزِلَ عَلَى الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَجْهَ النَّهَارِ
اور اہل کتاب کا ایک فریق دوسرے سے کہتا ہے جو کتاب ایمان والوں پر نازل ہوئی ہے اس پر صبح کی اولین ساعتوں میں ایمان لاؤ۔

وَاكْفُرُوْٓا اٰخِرَهٗ لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُوْنَ ﴿۷۲﴾ ج
اور شام میں انکار کردو تا کہ وہ (اسلام سے) برگشتہ ہوجائیں۔

توضیح: ایسی تدبیر اہل کتاب کو اس لیے سوجھی کہ انصار رضوان اللہ علیہم ایمان لانے سے پہلے یہودیوں کی مذہبی پیشوائی اور ان کے عالم دین ہونے سے پہلے کافی مرعوب تھے اور اسی مرعوبیت کی بناء پر ایمان لانے کے بعد بھی بنی اسرائیل سے قرآنی تعلیم کے بعض اجزاء کی تصدیق چاہتے تھے۔

وَلَا تُؤۡمِنُوۡۤا اِلَّا لِمَنۡ تَبِعَ دِيۡنَكُمۡ ؕ	اور(اہلِ کتاب آپس میں ایک دوسرے کو کہتے کہ) اپنے مذہب والوں کے سوا کسی کی بات نہ مانو (اور یہ بات اپنے لوگوں کے سوا کسی پر ظاہر نہ کرنا)
قُلۡ اِنَّ الۡهُدٰى هُدَى اللّٰهِ ۙ	(اے نبی ﷺ) کہئے یقیناً ہدایت (ونبوت) اللہ تعالیٰ کی عطا ہے۔
اَنۡ يُّؤۡتٰۤى اَحَدٌ مِّثۡلَ مَاۤ اُوۡتِيۡتُمۡ	یہ کہ دے کسی اور کو بھی جس طرح تم کو دی گئی۔
اَوۡ يُحَآجُّوۡكُمۡ عِنۡدَ رَبِّكُمۡ ؕ	یا تم (مسلمانوں کی مخالفت اس لیے کرتے ہو کہ وہ دین حق کے حق ہونے کے بارے میں) تمہارے خلاف تمہارے پروردگار کے پاس شہادت دیں گے۔
قُلۡ اِنَّ الۡفَضۡلَ بِيَدِ اللّٰهِ ۚ يُؤۡتِيۡهِ مَنۡ يَّشَآءُ ؕ	کہہ دیجئے فضل اور شرف اللہ تعالیٰ ہی کے اختیار میں ہے، وہ جسے چاہیں عطا فرمائیں۔
وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيۡمٌ ۚ‏ ﴿۷۳﴾	اور اللہ تعالیٰ بڑے ہی وسعت علمی رکھنے اور سب کچھ جاننے والے ہیں۔
يَّخۡتَصُّ بِرَحۡمَتِهٖ مَنۡ يَّشَآءُ ؕ	اپنی رحمت سے جسے چاہتے ہیں خاص کر لیتے ہیں۔
وَاللّٰهُ ذُو الۡفَضۡلِ الۡعَظِيۡمِ ﴿۷۴﴾	اور اللہ تعالیٰ بڑے ہی صاحبِ فضل ہیں۔

نوٹ: اہل کتاب نہ صرف دین ہی کے معاملے میں بد دیانت ہیں بلکہ یہ دنیوی معاملات میں بھی بد دیانت ہیں۔

وَمِنۡ اَهۡلِ الۡكِتٰبِ مَنۡ اِنۡ تَاۡمَنۡهُ بِقِنۡطَارٍ يُّؤَدِّهٖۤ اِلَيۡكَ ۚ	اور اہل کتاب میں بعض ایسے بھی ہیں کہ اگر سونے چاندی کے ڈھیر بھی انکے پاس بطور امانت رکھے جائیں تو پوری پوری طرح آپ کو لوٹا دیں۔
وَمِنۡهُمۡ مَّنۡ اِنۡ تَاۡمَنۡهُ بِدِيۡنَارٍ لَّا يُؤَدِّهٖۤ اِلَيۡكَ	اور ان میں (زیادہ تر) ایسے بد دیانت ہیں کہ ایک درہم بھی ان کے پاس امانت رکھا جائے تو ہرگز آپ کو واپس نہ لوٹائیں۔
اِلَّا مَا دُمۡتَ عَلَيۡهِ قَآئِمًا ؕ	تا ایں کہ تم ان کے سر پر سوار نہ ہو جاؤ۔
ذٰلِكَ بِاَنَّهُمۡ قَالُوۡا لَيۡسَ عَلَيۡنَا فِى الۡاُمِّيّٖنَ سَبِيۡلٌ ۚ	اس طرح کی بد دیانتی وہ اس باطل عقیدے کے تحت کرتے ہیں کہ (جن لوگوں کو کتاب نہیں دی گئی ان سے ایسی بدمعاملگی میں) ہم پر کوئی مواخذہ نہ ہوگا۔
وَيَقُوۡلُوۡنَ عَلَى اللّٰهِ الۡكَذِبَ وَهُمۡ يَعۡلَمُوۡنَ ﴿۷۵﴾	اور وہ اللہ تعالیٰ پر جھوٹ باندھتے ہیں اور وہ جانتے ہیں کہ (اللہ تعالیٰ نے ایسی بات نہیں کہی)
بَلٰى مَنۡ اَوۡفٰى بِعَهۡدِهٖ وَاتَّقٰى	ہاں جو شخص اپنے کیے ہوئے عہد کو پورا کرتا ہے اور بدعہدی کے انجام

سے ڈرتا ہے۔

فَاِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُتَّقِيْنَ ۝٧٦
تو یقیناً اللہ تعالیٰ بھی ایسے پرہیزگاروں کو پسند فرماتے ہیں۔

اِنَّ الَّذِيْنَ يَشْتَرُوْنَ بِعَهْدِ اللّٰهِ وَاَيْمَانِهِمْ ثَمَنًا قَلِيْلًا
جو لوگ اللہ تعالیٰ سے کیے ہوئے عہد و پیمان اور اپنی قسموں کو دنیا کے حقیر معاوضے میں بیچتے ہیں (یعنی دنیا کے چند ٹکوں کے لیے نہ عہد کی پابندی کرتے ہیں اور نہ اپنے قسموں کی)

اُولٰٓئِكَ لَا خَلَاقَ لَهُمْ فِى الْاٰخِرَةِ
ان کے لیے آخرت میں کوئی حصہ نہیں ہے۔

وَلَا يُكَلِّمُهُمُ اللّٰهُ
اور نہ اللہ تعالیٰ ان سے کلام کریں گے۔

وَلَا يَنْظُرُ اِلَيْهِمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَلَا يُزَكِّيْهِمْ ۖ
نہ قیامت کے دن ان کی طرف نظرِ التفات فرمائیں گے اور نہ ان کو گناہوں سے پاک کریں گے (یعنی معاف نہ کریں گے)

وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۝٧٧
اور ان کے لیے دردناک عذاب ہے۔

وَاِنَّ مِنْهُمْ لَفَرِيْقًا يَّلْوٗنَ اَلْسِنَتَهُمْ بِالْكِتٰبِ لِتَحْسَبُوْهُ مِنَ الْكِتٰبِ وَمَا هُوَ مِنَ الْكِتٰبِ ۚ
اور ان اہلِ کتاب میں بعض ایسے بھی ہیں جو کتاب توریت پڑھتے وقت (کچھ اس انداز سے) اپنی زبان کو الٹ پلٹ کر (اپنی من گھڑت باتیں بیان کرتے ہیں کہ) تاکہ سننے والے خیال کریں کہ کتاب اللہ ہی کی عبارت سناتے ہیں۔ حالانکہ وہ کتاب میں لکھا ہوا نہیں ہوتا۔

وَيَقُوْلُوْنَ هُوَ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ وَمَا هُوَ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ ۚ
اور کہتے ہیں کہ وہ اللہ کی طرف سے نازل ہوا ہے۔ حالانکہ وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے نازل نہیں ہوا۔

وَيَقُوْلُوْنَ عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ وَهُمْ يَعْلَمُوْنَ ۝٧٨
اور وہ جانتے بوجھتے اللہ تعالیٰ کی نسبت ایسی جھوٹی باتیں کہتے ہیں۔

مَا كَانَ لِبَشَرٍ اَنْ يُّؤْتِيَهُ اللّٰهُ الْكِتٰبَ وَالْحُكْمَ وَالنُّبُوَّةَ
کسی انسان کے لئے یہ بات سزاوار نہیں ہے کہ اللہ تعالیٰ تو اس کو کتاب علم و حکمت (سمجھ بوجھ راہِ صواب) اور نبوت سے سرفراز فرمائیں۔

ثُمَّ يَقُوْلَ لِلنَّاسِ كُوْنُوْا عِبَادًا لِّىْ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ
مگر وہ لوگوں سے کہتا پھرے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا تم میرے بندے بن جاؤ۔

وَلٰكِنْ كُوْنُوْا رَبّٰنِيّٖنَ
لیکن وہ تو یہ کہے گا کہ تم ربانیین میں سے (اللہ والے) ہو جاؤ (اللہ ہی کو

منزل ۱

اپنا رب اور الٰہ مانو۔)

اس وجہ سے تم اللہ تعالیٰ کی کتاب پڑھتے ہو۔

بِمَا كُنْتُمْ تُعَلِّمُوْنَ الْكِتٰبَ وَبِمَا كُنْتُمْ تَدْرُسُوْنَ ۝٧٩ — اور اس لیے بھی کہ تم اس کا درس بھی دیتے ہو۔

وَلَا يَاْمُرَكُمْ اَنْ تَتَّخِذُوا الْمَلٰٓئِكَةَ وَالنَّبِيّٖنَ اَرْبَابًا ؕ — اور وہ قطعاً تم کو کوئی ایسا حکم نہیں دیں گے کہ تم ملائکہ اور انبیاء علیہ السلام کو کارساز حاجت روا بناؤ۔

اَيَاْمُرُكُمْ بِالْكُفْرِ بَعْدَ اِذْ اَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ ۝٨٠ — کیا وہ تم کو تمہارے مسلمان ہونے کے بعد کفر کی تعلیم دیں گے؟

وَاِذْ اَخَذَ اللّٰهُ مِيْثَاقَ النَّبِيّٖنَ — اور جب اللہ تعالیٰ نے پیغمبروں سے عہد لیا کہ

لَمَآ اٰتَيْتُكُمْ مِّنْ كِتٰبٍ وَّحِكْمَةٍ — جب میں تم کو کتاب ودانائی عطا کروں

ثُمَّ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مُّصَدِّقٌ لِّمَا مَعَكُمْ — پھر تمہارے پاس کوئی پیغمبر آئے۔تمہارے پاس اللہ تعالیٰ کی جو کتابیں ہیں ان کی تصدیق کرے (یعنی وہی تعلیم پیش کرے جو تحریف سے قبل تمہاری کتابوں میں تھی)

لَتُؤْمِنُنَّ بِهٖ وَلَتَنْصُرُنَّهٗ ؕ — تو تمہیں اس پر ضرور ایمان لانا ہوگا اور اس کی مدد کرنی ہوگی۔

قَالَ ءَ اَقْرَرْتُمْ وَاَخَذْتُمْ عَلٰى ذٰلِكُمْ اِصْرِيْ ؕ — (پھر اس اقرار کی ہم نے توثیق بھی کروائی) پوچھا کیا تم سب نے واقعی اقرار کرلیا اور اس اقرار پر میری طرف سے عہد کی بھاری ذمہ داری قبول کرلی؟

قَالُوْٓا اَقْرَرْنَا ؕ — انھوں نے کہا ہاں ہم نے اقرار کرلیا۔

قَالَ فَاشْهَدُوْا وَاَنَا مَعَكُمْ مِّنَ الشّٰهِدِيْنَ ۝٨١ — پھر اللہ تعالیٰ نے ان سے فرمایا۔تم اس عہد وپیان کے گواہ رہو۔اور میں بھی تمہارے ساتھ گواہ ہوں۔

فَمَنْ تَوَلّٰى بَعْدَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ ۝٨٢ — پھر اس اقرار کے بعد جو بھی بدعہدی کرے گا، ان سب کا شمار بدکرداروں میں ہوگا۔

توضیح: جب انبیاء علیہم السلام اس عہد کے پابند ہیں تو پھر اُن کی امتیں جو اس وقت موجود ہیں، ان کے لیے بھی نجات

رکوع ٨

منزل ١

کی صرف یہی صورت ہے کہ وہ ان نبیٔ آخرالزماں پر ایمان لائیں۔اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اتباع کریں۔

اَفَغَيْرَ دِيْنِ اللّٰهِ يَبْغُوْنَ
کیا یہ (کافر) اللہ تعالیٰ کے دین کے سوا کسی اور دین کی تلاش میں ہیں۔

وَلَهٗٓ اَسْلَمَ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ طَوْعًا وَّكَرْهًا وَّاِلَيْهِ يُرْجَعُوْنَ۝٨٣
حالانکہ اس کائنات کا ذرہ ذرہ چارو ناچار اللہ تعالیٰ ہی کے حکم کے آگے جھکا ہوا ہے۔قوانینِ الٰہی کا پابند ہے اسی کی طرف لوٹ کر جانا ہے۔

توضیح: اللہ تعالیٰ نے جس شے میں جو خاصیت رکھ دی ہے اس میں سرِ مو فرق نہیں آسکتا۔

قُلْ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَمَآ اُنْزِلَ عَلَيْنَا
(اے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کہیئے ہم اللہ تعالیٰ پر ایمان لائے اور ان احکام پر بھی جو ہم پر نازل کیے گئے ہیں۔

وَمَآ اُنْزِلَ عَلٰٓي اِبْرٰهِيْمَ وَاِسْمٰعِيْلَ وَاِسْحٰقَ وَيَعْقُوْبَ وَالْاَسْبَاطِ
اور ان صحیفوں پر بھی جو ابراہیمؑ اور اسماعیلؑ اور اسحاقؑ اور یعقوبؑ اور ان کے دیگر افرادِ خاندان پر نازل کیے گئے۔

وَمَآ اُوْتِيَ مُوْسٰى وَعِيْسٰى وَالنَّبِيُّوْنَ مِنْ رَّبِّهِمْ ۠
اور جو موسیٰؑ اور عیسیٰؑ اور دیگر انبیاء (علیہم السلام) کو ان کے رب کی طرف سے دیئے گئے۔

لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ اَحَدٍ مِّنْهُمْ ۡ وَنَحْنُ لَهٗ مُسْلِمُوْنَ۝٨٤
ہم ان تمام انبیاء (علیہم السلام) میں سے کسی میں تفریق نہیں کرتے اور ہم تو اسی اللہ کے فرمانبردار ہیں۔

وَمَنْ يَّبْتَغِ غَيْرَ الْاِسْلَامِ دِيْنًا فَلَنْ يُّقْبَلَ مِنْهُ ۚ
اور جو شخص بھی دین اسلام کے سوا کسی اور دین کو اختیار کرے گا اس کی کوئی عبادت قبول نہیں ہوتی۔

وَهُوَ فِي الْاٰخِرَةِ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ۝٨٥
اور وہ آخرت میں نقصان اٹھانے والوں میں ہوگا (ایسا نقصان جس کی تلافی کسی صورت میں بھی ممکن نہ ہو سکے گی۔)

كَيْفَ يَهْدِي اللّٰهُ قَوْمًا كَفَرُوْا بَعْدَ اِيْمَانِهِمْ
(اے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ تو چاہتے ہیں کہ اہل کتاب بھی ایمان لے آتے تو کیا ہی اچھا ہوتا لیکن) اللہ تعالیٰ ایسی قوم کو کیسے ہدایت دے گا جو ایمان لانے کے بعد کافر ہو جائے۔

وَشَهِدُوْٓا اَنَّ الرَّسُوْلَ حَقٌّ
اور (وہ اس سے پہلے) گواہی دے چکے ہیں کہ آپ سچے پیغمبر ہیں۔ اور ان کے پاس (رسولِ برحق ہونے کے) دلائل آ چکے ہیں (پھر بھی وہ

منزل ١

وَّجَآءَهُمُ الْبَيِّنٰتُ ؕ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ ﴿٨٦﴾	روگرداں ہیں) اللہ تعالیٰ ایسی ظالم قوم کو کبھی سیدھی راہ نہیں دکھاتے۔
اُولٰٓئِكَ جَزَآؤُهُمْ اَنَّ عَلَيْهِمْ لَعْنَةَ اللّٰهِ	یہ ایسے مجرم ہیں ان کی جزاء تو یہی ہے کہ ان پر اللہ تعالیٰ کی لعنت ہو۔
وَالْمَلٰٓئِكَةِ وَالنَّاسِ اَجْمَعِيْنَ ﴿٨٧﴾ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ۚ	اور فرشتوں کی اور سارے انسانوں کی۔ وہ ہمیشہ ہمیشہ اسی لعنت میں پڑے رہیں گے۔
لَا يُخَفَّفُ عَنْهُمُ الْعَذَابُ وَلَا هُمْ يُنْظَرُوْنَ ﴿٨٨﴾	ان کے عذاب میں کسی طرح کی کمی نہ ہوگی اور نہ انھیں کسی طرح کی کوئی مدد حاصل ہوگی کہ عذاب سے نجات پا جائیں۔
اِلَّا الَّذِيْنَ تَابُوْا مِنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ وَاَصْلَحُوْا ۣ	ہاں وہ لوگ جنھوں نے کفر کے بعد توبہ کی (رسولؐ پر ایمان لائے) اور اپنے عقیدہ وعمل کی اصلاح کر لی۔
فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿٨٩﴾	پھر (ان مراحل کے بعد) اللہ تعالیٰ بڑے ہی بخشنے والے رحم فرمانے والے ہیں (یعنی توبہ سے قبل کیے ہوئے گناہوں پر انھیں سزا نہ دیں گے)
اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بَعْدَ اِيْمَانِهِمْ	جو لوگ ایمان لانے کے بعد کافر ہو گئے (یعنی اس بات کو تسلیم کرنے کے بعد کہ حضرت محمد رسولؐ برحق ہیں، انکار کر گئے۔)
ثُمَّ ازْدَادُوْا كُفْرًا لَّنْ تُقْبَلَ تَوْبَتُهُمْ ۚ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الضَّآلُّوْنَ ﴿٩٠﴾	پھر اپنے کفر میں بڑھتے ہی گئے (یعنی حق کو جانتے ہوئے بھی حق کی مخالفت میں شدت اختیار کی) ایسے لوگوں کی توبہ ہرگز قبول نہ ہوگی وہ سب گمراہ ہیں۔
اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَمَاتُوْا وَهُمْ	جو لوگ کافر ہو گئے اور اسی کفر کی حالت میں مرے۔
كُفَّارٌ فَلَنْ يُّقْبَلَ مِنْ اَحَدِهِمْ مِّلْءُ الْاَرْضِ ذَهَبًا وَّلَوِ افْتَدٰى بِهٖ ؕ	(آخرت میں ہونے والے عذاب سے بچنے کیلئے) ان میں کا ہر شخص فدیہ میں زمین بھر سونا بھی دینا چاہے گا تو اس سے ہرگز قبول نہ کیا جائیگا۔
اُولٰٓئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ	یہ وہ لوگ ہیں ان کے لیے آگ کا دردناک عذاب ہوگا۔
وَّمَا لَهُمْ مِّنْ نّٰصِرِيْنَ ﴿٩١﴾ ع	اور ان کیلئے (وہاں) کوئی کسی طرح کی مدد کرنے (یا بچانے) والا نہ ہوگا۔

منزل ١

الرّبع ٩ / ١٧

لَنۡ تَنَالُوا الۡبِرَّ حَتّٰی تُنۡفِقُوۡا مِمَّا تُحِبُّوۡنَ ؕ — اللہ تعالیٰ کی راہ میں اپنی محبوب و پسندیدہ چیزوں کو خرچ کیے بغیر تم نیکی کا مقام ہرگز حاصل نہ کرسکو گے۔

توضیح: اہل ایمان کے ساتھ اہل کتاب کا مکر یہ بھی تھا کہ یہ سلسلۂ انفاق وہ ان سے کہتے تھے کہ معمولی سے معمولی اور حقیر چیزیں بھی اللہ کی راہ میں دی جائیں تو قبول ہو جاتی ہیں اللہ سبحانہ تعالیٰ نے اہل ایمان کو متنبہ فرمایا کہ ایسا نہیں ہے۔

وَمَا تُنۡفِقُوۡا مِنۡ شَیۡءٍ فَاِنَّ اللّٰہَ بِہٖ عَلِیۡمٌ ﴿۹۲﴾	اور تم جو کچھ بھی (اللہ تعالیٰ کی راہ میں) خرچ کرو گے یقیناً اللہ تعالیٰ اس کو جانتے ہیں (اس کا بدلہ ضرور دیں گے)
کُلُّ الطَّعَامِ کَانَ حِلًّا لِّبَنِیۡۤ اِسۡرَآءِیۡلَ	کھانے پینے کی یہ سب چیزیں (جو شریعتِ محمدیہؐ میں حلال ہیں) بنی اسرائیل کے لیے بھی حلال تھیں۔
اِلَّا مَا حَرَّمَ اِسۡرَآءِیۡلُ عَلٰی نَفۡسِہٖ مِنۡ قَبۡلِ اَنۡ تُنَزَّلَ التَّوۡرٰىۃُ ؕ	سوائے ان چیزوں کے جنھیں خود بنی اسرائیل نے نزولِ توراۃ سے قبل اپنے آپ پر حرام کرلی تھیں۔
قُلۡ فَاۡتُوۡا بِالتَّوۡرٰىۃِ فَاتۡلُوۡہَاۤ اِنۡ کُنۡتُمۡ صٰدِقِیۡنَ ﴿۹۳﴾	(اے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) ان سے کہئے توراۃ لے آؤ پھر اس کو پڑھوا گر تم (اپنے اس اعتراض میں) سچے ہو (بتاؤ ان کی حرمت کا بیان کہاں ہے)
فَمَنِ افۡتَرٰی عَلَی اللّٰہِ الۡکَذِبَ مِنۡۢ بَعۡدِ ذٰلِکَ فَاُولٰٓئِکَ ہُمُ الظّٰلِمُوۡنَ ﴿۹۴﴾	لہٰذا جو کوئی اس (دلیل صحیح) کے بعد بھی اللہ تعالیٰ پر جھوٹی باتیں گھڑے گا تو ایسے سب لوگ ظالم ہیں۔
قُلۡ صَدَقَ اللّٰہُ ۟	(اے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کہہ دیجئے اللہ تعالیٰ نے سچ فرمایا (جو کچھ بھی فرمایا)
فَاتَّبِعُوۡا مِلَّۃَ اِبۡرٰہِیۡمَ حَنِیۡفًا ؕ	لہٰذا ملت ابراہیمی کی اتباع کرو کہ ابراہیمؑ سب سے یکسو ہو کر اللہ تعالیٰ ہی کے ہو چکے تھے۔
وَمَا کَانَ مِنَ الۡمُشۡرِکِیۡنَ ﴿۹۵﴾	وہ مشرکین میں سے نہ تھے۔
اِنَّ اَوَّلَ بَیۡتٍ وُّضِعَ لِلنَّاسِ لَلَّذِیۡ بِبَکَّۃَ مُبٰرَکًا وَّہُدًی لِّلۡعٰلَمِیۡنَ ﴿ۚ۹۶﴾	ساری دنیا کے لوگوں کے لیے (بغرضِ عبادت) سب سے پہلا جو گھر بنایا گیا (اور جس کو مرکز ہدایت و برکت قرار دیا گیا) وہ مکہ میں ہے۔

وقف جبرئیل علیہ السلام

فِيۡهِ اٰيٰتٌۢ بَيِّنٰتٌ مَّقَامُ اِبۡرٰهِيۡمَ ۚ	اس میں کھلی نشانیاں ہیں۔ مقامِ ابراہیم بھی ہے (آج بھی مقام ابرہیم محفوظ ہے۔ جہاں طواف کے بعد دو رکعت نماز پڑھی جاتی ہے۔)
وَمَنۡ دَخَلَهٗ كَانَ اٰمِنًا ؕ	اور جو شخص حدودِ حرم میں داخل ہوا۔ امن پالیا (اس کی جان و مال کی حفاظت ہوگئی)
وَلِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الۡبَيۡتِ مَنِ اسۡتَطَاعَ اِلَيۡهِ سَبِيۡلًا ؕ	اور اللہ تعالیٰ (ہی کی خوشنودی) کے لیے لوگوں پر حج بیت اللہ فرض کیا گیا ہے جو وہاں جانے کی استطاعت رکھتا ہو۔

تشریح: استطاعت کے مفہوم میں جانے آنے، کھانے پینے اور واپسی تک متعلقین کے مصارف اور راستہ کا پرامن ہونا داخل ہے۔ اسی طرح سفر میں عورت کے ساتھ کوئی محرم نہ ہو تو وہ بھی فریضۂ حق کی ادائی میں غیر مستطیع سمجھی جائے گی۔ کسی امرِ شرعی کی خلاف ورزی لازم آتی ہو تو یہ بھی عدم استطاعت میں داخل ہے۔

وَمَنۡ كَفَرَ فَاِنَّ اللّٰهَ غَنِىٌّ عَنِ الۡعٰلَمِيۡنَ ﴿۹۷﴾	اور جس کسی نے (فرضیت حج کا) انکار کیا تو اللہ تعالیٰ سارے عالم سے بے نیاز ہے۔

توضیح: سارے جہاں کے انسان اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کرنے لگیں تو اللہ تعالیٰ کی عظمت وجلالت وکبریائی میں ذرہ برابر کمی واقع نہیں ہوتی اور سارا جہاں عبادت میں سرنگوں ہو جائے تو اللہ تعالیٰ کی عظمت وجلالت میں ذرہ برابر اضافہ نہیں ہو جاتا۔

قُلۡ يٰۤاَهۡلَ الۡكِتٰبِ لِمَ تَكۡفُرُوۡنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ ۖ	کہیئے اے اہل کتاب تم احکامِ الٰہی کا کس لیے انکار کرتے ہو۔ (حج اللہ تعالیٰ کا حکم اور ملت ابراہیمی ہے، مگر اہل کتاب مانتے نہ تھے۔ نہ ماننا کفر ہے۔)
وَاللّٰهُ شَهِيۡدٌ عَلٰى مَا تَعۡمَلُوۡنَ ﴿۹۸﴾	اور اللہ تعالیٰ تمہارے سب اعمال سے باخبر ہے۔
قُلۡ يٰۤاَهۡلَ الۡكِتٰبِ لِمَ تَصُدُّوۡنَ عَنۡ سَبِيۡلِ اللّٰهِ مَنۡ اٰمَنَ تَبۡغُوۡنَهَا عِوَجًا	کہیئے اے اہل کتاب تم اللہ تعالیٰ کے راستہ سے ان لوگوں کو کیوں روکتے ہو جو ایمان لے آتے ہیں (دین اسلام اختیار کرتے ہیں) تم اس کو غلط ثابت کر دکھانے کی کوشش کرتے ہو۔
وَّاَنۡتُمۡ شُهَدَآءُ ؕ	اور تم دین برحق (دین اسلام کی) شہادت دے چکے ہو۔ (جانتے ہو کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم نبیٔ برحق ہیں اور وہ جو بھی حکم دے رہے ہیں اکثر ملت ابراہیمی ہی ہے)

منزل ۱

وَمَا اللّٰهُ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ﴿۹۹﴾	اور جو کچھ تم کر رہے ہو اللہ تعالیٰ اس سے بے خبر نہیں ہیں (تمہیں اس کی سزا مل کر رہے گی)
يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اِنْ تُطِيْعُوْا فَرِيْقًا مِّنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ يَرُدُّوْكُمْ بَعْدَ اِيْمَانِكُمْ كٰفِرِيْنَ﴿۱۰۰﴾	اے ایمان والو اگر تم اہل کتاب کے کسی فریق کا کہنا مانو گے یعنی ان کے مشوروں، خیالات اور نظریات پر عمل کرو گے تو وہ تم کو ایمان لانے کے بعد کفر کی طرف پلٹا دیں گے۔ (تمہارے متعلق ان کی یہی نفسیات ہیں)
وَكَيْفَ تَكْفُرُوْنَ وَاَنْتُمْ تُتْلٰى عَلَيْكُمْ اٰيٰتُ اللّٰهِ وَفِيْكُمْ رَسُوْلُهٗ ؕ	اور تم کیوں کفر کرو گے جب کہ تم کو اللہ تعالیٰ کی آیتیں پڑھ کر سنائی جاتی ہیں اور تم میں اللہ کے رسول موجود ہیں۔
وَمَنْ يَّعْتَصِمْ بِاللّٰهِ فَقَدْ هُدِيَ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ﴿۱۰۱﴾	اور جو اللہ تعالیٰ کی تعلیم پر مضبوطی کے ساتھ جمار ہا تو وہ سیدھے راستے پر لگ گیا۔
يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ حَقَّ تُقٰتِهٖ	اے ایمان والو اللہ تعالیٰ سے ڈرو جیسا کہ ڈرنے کا حق ہے (یعنی اللہ تعالیٰ کے احکام کا پاس لحاظ رکھو۔ احکام کی خلاف ورزی کے انجام سے ڈرو۔)
وَلَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَاَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ﴿۱۰۲﴾	اور (تم میں یہ عزم ہونا چاہئے کہ) تم مرتے دم تک اللہ تعالیٰ کے فرمانبردار بنے رہو گے۔

ع ۱۰ / ۳ — منزل ۱

توضیح: باطل کے ہنگاموں میں دینِ الٰہی پر استقامت اسی وقت نصیب ہوتی ہے جب کہ بندۂ مومن کتاب وسنت کی تعلیم پر مضبوطی کے ساتھ جمار ہے۔ چاہے جان ومال، اولاد، گھر بار، عزت وآبرو کا کتنا ہی نقصان کیوں نہ ہو جائے۔

وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِيْعًا وَّلَا تَفَرَّقُوْا ۠	اور تم سب اللہ تعالیٰ کی رسی (شریعت، اللہ تعالیٰ کی کتاب) کو مضبوطی سے پکڑے رہو۔ اور گروہ بندی نہ کرو (یا فرقوں میں نہ بٹ جاؤ ورنہ تفریق ملت کے بھنور میں پھنس جاؤ گے)
وَاذْكُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ اِذْ كُنْتُمْ اَعْدَآءً فَاَلَّفَ بَيْنَ قُلُوْبِكُمْ ۚ	اور اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کو مستحضر رکھو جو اس نے تم کو عطا کی ہیں تو تم ایک دوسرے کے دشمن تھے (دین وایمان کی بدولت) اللہ تعالیٰ نے تمہارے دلوں میں محبت ڈال دی۔
فَاَصْبَحْتُمْ بِنِعْمَتِهٖۤ اِخْوَانًا	اور تم اللہ تعالیٰ کے فضل سے آپس میں بھائی بھائی بن گئے۔

وَكُنْتُمْ عَلٰى شَفَا حُفْرَةٍ مِّنَ النَّارِ — حالانکہ تم (جہل وگمرہی کی وجہ) دہکتی ہوئی آگ کے دہانے پر پہنچ گئے تھے۔

فَاَنْقَذَكُمْ مِّنْهَا ؕ — مگر اللہ تعالیٰ نے تم کو اس میں گرنے سے بچا لیا (تم پر بڑا فضل فرمایا)

كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمْ اٰيٰتِهٖ لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُوْنَ ﴿۱۰۳﴾ — اسی طرح اللہ تعالیٰ تمہارے لیے اپنے احکام وضاحت کے ساتھ بیان فرماتے ہیں تا کہ تم ہدایت پاسکو۔

وَلْتَكُنْ مِّنْكُمْ اُمَّةٌ يَّدْعُوْنَ اِلَى الْخَيْرِ — اور تم میں ضرور ایک ایسی جماعت ہونی چاہئے جو لوگوں کو نیکی کی طرف بلائے۔

وَيَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ ؕ — اچھے کاموں کا حکم دے اور برے کاموں سے بری باتوں سے روکے منع کرے۔

وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ﴿۱۰۴﴾ — اور یہی لوگ فلاح پانے والے ہیں۔

وَلَا تَكُوْنُوْا كَالَّذِيْنَ تَفَرَّقُوْا وَاخْتَلَفُوْا مِنْۢ بَعْدِ مَا جَآءَهُمُ الْبَيِّنٰتُ ؕ — اور تم ان لوگوں کی طرح نہ ہوجانا جنھوں نے (صاف وصریح احکام آجانے کے بعد) اختلاف کیا (گروہ بندی میں مبتلا ہوئے) واضح نشانیاں آجانے کے بعد

وَاُولٰٓئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ﴿۱۰۵﴾ — ان کے لیے بڑا بھاری عذاب ہے۔

يَّوْمَ تَبْيَضُّ وُجُوْهٌ وَّتَسْوَدُّ وُجُوْهٌ ۚ — اس دن بعض چہرے (نورِ ایمان سے) منور ہوں گے اور بعض (ظلمت وکفر کی وجہ) سیاہ ہوں گے۔

فَاَمَّا الَّذِيْنَ اسْوَدَّتْ وُجُوْهُهُمْ ۣ اَكَفَرْتُمْ بَعْدَ اِيْمَانِكُمْ — تو جن لوگوں کے چہرے سیاہ ہوں گے (ان سے پوچھا جائیگا) کیا تم ایمان لانے کے بعد کافر ہو گئے تھے؟

توضیح: یہ یہود ونصاری ہوں گے۔ بعثت محمد یہ ﷺ سے پہلے توریت وانجیل کی بشارتوں کی بناء پر رسالت محمد یہ ﷺ کی تصدیق کرتے تھے اور جب رسالت کا اعلان ہوا تو انکار کر بیٹھے۔

فَذُوْقُوا الْعَذَابَ بِمَا كُنْتُمْ تَكْفُرُوْنَ ﴿۱۰۶﴾ — (ان سے کہا جائے گا) انکارِ حق کی پاداش میں عذاب کا مزہ چکھو۔

توضیح: جو مسلمان کلماتِ کفر کہتے ہیں اور کتاب وسنت کے مطابق عقیدہ اختیار نہیں کرتے ان کا بھی شمار گمراہ فرقوں میں ہوگا۔

وَاَمَّا الَّذِیۡنَ ابۡیَضَّتۡ وُجُوۡهُهُمۡ فَفِیۡ رَحۡمَةِ اللّٰهِ ؕ
اور (نورِ ایمان سے) جن کے چہرے روشن ہوں گے، وہ اللہ تعالیٰ کی رحمت (اوراس کے فضل سے جنت) میں داخل کئے جائیں گے۔

هُمۡ فِیۡهَا خٰلِدُوۡنَ ﴿۱۰۷﴾
وہ اس میں ہمیشہ ہمیشہ (آرام کے ساتھ) رہیں گے۔

تِلۡكَ اٰیٰتُ اللّٰهِ نَتۡلُوۡهَا عَلَیۡكَ بِالۡحَقِّ ؕ
(اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم) یہ اللہ تعالیٰ کے احکام ہیں ہم آپ کو ٹھیک سناتے ہیں۔

وَمَا اللّٰهُ یُرِیۡدُ ظُلۡمًا لِّلۡعٰلَمِیۡنَ ﴿۱۰۸﴾
اور اللہ تعالیٰ اہل عالم پر ظلم کرنا نہیں چاہتے۔

توضیح: اللہ تعالیٰ اپنے احکام مرضیات ونامرضیات سے بندوں کو واقف کرا دیتے ہیں۔اس کے بعد بھی لوگ کج روی اختیار کریں تو وہ آپ اپنے ذمہ دار ہیں۔

وَلِلّٰهِ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الۡاَرۡضِ ؕ وَاِلَی اللّٰهِ تُرۡجَعُ الۡاُمُوۡرُ ﴿۱۰۹﴾ ع ۱۱/۲
جو کچھ زمین میں اور آسمانوں میں ہے وہ اللہ ہی کا ہے۔اور تمام اُمور فیصلہ کے لیے اللہ تعالیٰ ہی کے سامنے پیش ہوں گے (کوئی بات اللہ تعالیٰ سے پوشیدہ نہ رہ سکے گی)

توضیح: کسی کی سعی وسفارش ومشورہ کے بغیر بندوں کے ناری وناجی ہونے کا فیصلہ اللہ تعالیٰ ہی بہ نفسِ نفیس فرمائیں گے۔

کُنۡتُمۡ خَیۡرَ اُمَّةٍ اُخۡرِجَتۡ لِلنَّاسِ
(اے ایمان والو) جتنی امتیں پیدا ہوئی ہیں (ان سب میں) تم بہترین امت ہو۔تم لوگوں کی (ہدایت) کے لیے پیدا کیے گئے ہو (دعوتِ حق کی یہی جدوجہد تمہارا طرۂ امتیاز ہے۔)

تَاۡمُرُوۡنَ بِالۡمَعۡرُوۡفِ وَتَنۡهَوۡنَ عَنِ الۡمُنۡكَرِ وَتُؤۡمِنُوۡنَ بِاللّٰهِ ؕ
تم نیک کاموں کا حکم دیتے ہو اور برے کاموں بری باتوں سے منع کرتے ہو اور اللہ تعالیٰ پر ایمان رکھتے ہو۔

وَلَوۡ اٰمَنَ اَهۡلُ الۡكِتٰبِ لَكَانَ خَیۡرًا لَّهُمۡ ؕ
اگر اہل کتاب (بنی اسرائیل) تمہاری طرح ایمان لاتے تو انہی کے لیے بہتر ہوتا۔

مِنۡهُمُ الۡمُؤۡمِنُوۡنَ وَاَكۡثَرُهُمُ الۡفٰسِقُوۡنَ ﴿۱۱۰﴾
ان میں ایمان والے تھوڑے ہیں اور ان کی اکثریت نافرمان ہے۔

لَنۡ یَّضُرُّوۡكُمۡ اِلَّاۤ اَذًی ؕ
معمولی سے نقصان کے سوا وہ تمہارا کچھ بگاڑ نہ سکیں گے۔

وَاِنْ يُّقَاتِلُوْكُمْ يُوَلُّوْكُمُ الْاَدْبَارَ قف	اور اگر وہ تم سے لڑیں گے تو پیٹھ پھیر کر بھاگ جائیں گے۔
ثُمَّ لَا يُنْصَرُوْنَ ﴿١١١﴾	پھر انھیں کہیں سے بھی مدد نہ ملے گی۔
ضُرِبَتْ عَلَيْهِمُ الذِّلَّةُ اَيْنَ مَا ثُقِفُوْٓا	(مسلسل شرارتوں کی وجہ) ان پر ذلت وخواری مسلط کردی گئی (یہ جہاں کہیں بھی گئے ان پر ذلت کی مار پڑی۔)
اِلَّا بِحَبْلٍ مِّنَ اللّٰهِ وَحَبْلٍ مِّنَ النَّاسِ	بجز اس کے کہ اللہ تعالیٰ ہی ان کے حال پر رحم کریں یا دوسرے لوگ ان کی مدد کریں۔
وَبَآءُوْ بِغَضَبٍ مِّنَ اللّٰهِ	اور وہ غضب الٰہی کے مستحق ہو چکے ہیں۔
وَضُرِبَتْ عَلَيْهِمُ الْمَسْكَنَةُ ط	اور تنگدلی ذلت وخواری ان پر مسلط کی گئی۔
ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ كَانُوْا يَكْفُرُوْنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ	اللہ تعالیٰ کا یہ عتاب ان پر اس لیے آیا کہ انھوں نے تعلیمات الٰہی کا انکار کیا۔
وَيَقْتُلُوْنَ الْاَنْۢبِيَآءَ بِغَيْرِ حَقٍّ ط	اور انبیاء علیہم السلام کو قتل کرتے رہے۔
ذٰلِكَ بِمَا عَصَوْا وَّكَانُوْا يَعْتَدُوْنَ ﴿١١٢﴾ ق	یہ ان کی نافرمانیوں اور زیادتیوں کا انجام ہے۔
لَيْسُوْا سَوَآءً ط	وہ سب کے سب یکساں نہیں ہیں۔
مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ اُمَّةٌ قَآئِمَةٌ	ان اہل کتاب میں کچھ لوگ اللہ تعالیٰ کے حکم پر قائم ہیں۔
يَّتْلُوْنَ اٰيٰتِ اللّٰهِ اٰنَآءَ الَّيْلِ وَهُمْ يَسْجُدُوْنَ ﴿١١٣﴾	وہ رات کی ساعتوں میں اللہ تعالیٰ کی کتاب (تورات) کی تلاوت (صحیح معنی ومفہوم کے ساتھ) کرتے ہیں اور اسی کے آگے سجدہ کرتے ہیں۔
يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ	(صحیح طور پر) وہ اللہ تعالیٰ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتے ہیں (یعنی ان کا ایمان باللہ اور ایمان بالآخرت افترائی عقائد سے پاک ہے۔)
وَيَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ	اور وہ نیکی کا حکم کرتے ہیں اور لوگوں کو برائی سے منع کرتے ہیں۔
وَيُسَارِعُوْنَ فِى الْخَيْرٰتِ ط	اور وہ نیکیوں میں پیش پیش رہتے ہیں۔

وَ اُولٰٓئِکَ مِنَ الصّٰلِحِیۡنَ﴿۱۱۴﴾ اور یہی لوگ نیکوکاروں میں سے ہیں۔

توضیح: یہودیوں میں سے کئی اشخاص توریت کے عالم اور اپنے دین پر قائم تھے۔ وہی لوگ اسلام میں داخل ہوئے ان میں سردار عبداللہ بن سلام تھے اللہ تعالیٰ جہاں اہل کتاب کی مذمت فرماتے ہیں۔ وہاں ان میں ایمان لانے والوں کی تعریف فرماتے ہیں ان آیات میں صالحین کے بنیادی اوصاف بیان فرمائے گئے ہیں۔

(۱) ایمان باللہ و ایمان بالآخرت (۲) قیام نماز و قیام لیل (۳) تلاوتِ کلام اللہ (۴) امر بالمعروف و نہی عن المنکر (۵) نیکیوں میں سبقت۔

وَمَا یَفۡعَلُوۡا مِنۡ خَیۡرٍ فَلَنۡ یُّکۡفَرُوۡہُ ؕ وَاللّٰہُ عَلِیۡمٌۢ بِالۡمُتَّقِیۡنَ﴿۱۱۵﴾ اور وہ جو بھی نیک عمل کریں گے اس کی ناقدری نہیں کی جائے گی۔ اور اللہ تعالیٰ متقین کو خوب جانتے ہیں (انھیں بہتر سے بہتر جزاء دیں گے۔)

اِنَّ الَّذِیۡنَ کَفَرُوۡا لَنۡ تُغۡنِیَ عَنۡہُمۡ اَمۡوَالُہُمۡ وَلَاۤ اَوۡلَادُہُمۡ مِّنَ اللّٰہِ شَیۡـًٔا ؕ جو لوگ کافر ہیں ان کے مال اور ان کی اولاد انھیں اللہ تعالیٰ کے عذاب سے ہرگز ہرگز نہ بچا سکیں گے۔

وَاُولٰٓئِکَ اَصۡحٰبُ النَّارِ ۚ ہُمۡ فِیۡہَا خٰلِدُوۡنَ﴿۱۱۶﴾ اور یہ سب لوگ جہنمی ہیں جس میں وہ ہمیشہ ہمیشہ (اذیت پاتے) اسی میں رہیں گے۔

مَثَلُ مَا یُنۡفِقُوۡنَ فِیۡ ہٰذِہِ الۡحَیٰوۃِ الدُّنۡیَا کَمَثَلِ رِیۡحٍ فِیۡہَا صِرٌّ (غیر اللہ کی خوشنودی کے لیے) جو لوگ دنیا میں اپنا مال خرچ کرتے ہیں اس کی مثال اس ہوا کی سی ہے جس میں سخت سردی ہو۔ (اتنی سرد کہ برف کی شکل اختیار کرے یا بادسموم کی طرح کہ جلادے لفظ صِرٌّ (دونوں معنوں میں استعمال ہوتا ہے)

اَصَابَتۡ حَرۡثَ قَوۡمٍ ظَلَمُوۡۤا اَنۡفُسَہُمۡ فَاَہۡلَکَتۡہُ ؕ وہ ایسے ظالموں کی کھیتی پر چلے جو اپنے آپ پر ظلم کرتے ہیں۔ پھر وہ اسے تباہ کردے۔

(جلادے یا جھلسادے محنت کا ثمرہ بھی حاصل نہ ہو۔ سراسر نقصان میں رہے)

وَمَا ظَلَمَہُمُ اللّٰہُ وَلٰکِنۡ اَنۡفُسَہُمۡ یَظۡلِمُوۡنَ﴿۱۱۷﴾ اللہ تعالیٰ نے ان پر ظلم نہیں کیا بلکہ وہ خود (انکار حق کے نتیجہ میں) اپنے آپ پر ظلم کرتے رہے۔

(ان کے انفاق کا یہ انجام کچھ اس وجہ سے نہیں ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے ان پر ظلم کیا ہو)

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا لَا تَتَّخِذُوۡا بِطَانَةً مِّنۡ دُوۡنِكُمۡ لَا يَاۡلُوۡنَكُمۡ خَبَالًا ؕ	اے ایمان والو اہل ایمان کے سوا کسی غیر قوم کو اپنا رازدار نہ بناؤ یہ تمہاری تباہی و بربادی میں کوئی کسر اٹھا نہیں رکھتے۔
وَدُّوۡا مَا عَنِتُّمۡ ۚ	وہ چاہتے ہیں کہ تم مشقت و مصائب میں مبتلا ہو جاؤ۔
قَدۡ بَدَتِ الۡبَغۡضَآءُ مِنۡ اَفۡوَاهِهِمۡ ۖۚ	ان کی زبانوں سے بغض و عداوت کا اظہار ہوتا ہے۔
وَمَا تُخۡفِىۡ صُدُوۡرُهُمۡ اَكۡبَرُ ؕ	(یہی نہیں بلکہ) جو کینہ ان کے سینوں میں پوشیدہ ہے وہ اس سے زیادہ ہے۔
قَدۡ بَيَّنَّا لَـكُمُ الۡاٰيٰتِ اِنۡ كُنۡتُمۡ تَعۡقِلُوۡنَ ﴿۱۱۸﴾	تمہارے متعلق (ان کی جو نفسیات ہیں) وضاحت کے ساتھ ہم نے ان کی نشاندہی کر دی ہے۔ اگر تم سمجھ بوجھ سے کام لوگے (تو دشمن کو دوست نہ بناؤ گے)
هٰۤاَنۡتُمۡ اُولَاۤءِ تُحِبُّوۡنَهُمۡ وَلَا يُحِبُّوۡنَكُمۡ	تمہیں کیا ہو گیا ہے کہ تم ان لوگوں سے تو دوستی رکھتے ہو، (حالانکہ) وہ تم سے دوستی نہیں رکھتے۔
وَتُؤۡمِنُوۡنَ بِالۡكِتٰبِ كُلِّهٖ ۚ	اور تم ساری کتابوں پر ایمان رکھتے ہو (سب کتابوں کو مانتے ہو) اور وہ تمہاری کتابوں کو نہیں مانتے۔
وَاِذَا لَقُوۡكُمۡ قَالُوۡۤا اٰمَنَّا ۖۚ	اور (ان کی منافقت کا یہ حال ہے کہ) وہ جب تم سے ملتے ہیں تو کہتے ہیں ہم ایمان لائے۔
وَاِذَا خَلَوۡا عَضُّوۡا عَلَيۡكُمُ الۡاَنَامِلَ مِنَ الۡغَيۡظِ ؕ	اور جب وہ تمہارے پاس سے چلے جاتے ہیں تو غصہ کے مارے جو تمہارے خلاف ان کے دلوں میں بھرا ہوا ہے، اپنی انگلیوں کو کاٹ کاٹ کر اپنے غیض و غضب کا اظہار کرتے ہیں۔
قُلۡ مُوۡتُوۡا بِغَيۡظِكُمۡ ؕ	ان سے کہئے تم اپنے ہی غیظ و غضب میں جل مرو۔
اِنَّ اللّٰهَ عَلِيۡمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوۡرِ ﴿۱۱۹﴾	بے شک اللہ تعالیٰ دلوں کے رازوں سے واقف ہیں۔
اِنۡ تَمۡسَسۡكُمۡ حَسَنَةٌ تَسُؤۡهُمۡ ۫	اگر تم کو کوئی بھلائی پہنچتی ہے تو انھیں سخت ناگوار ہوتا ہے۔

منزل ۱

وَاِنۡ تُصِبۡكُمۡ سَيِّئَةٌ يَّفۡرَحُوۡا بِهَا ؕ
اور اگر تم پر کوئی مصیبت آتی ہے تو وہ خوش ہوتے ہیں۔ (ان کی نفسیات ہی یہ ہیں کہ تم مبتلائے مصائب رہو)

وَاِنۡ تَصۡبِرُوۡا وَتَتَّقُوۡا لَا يَضُرُّكُمۡ كَيۡدُهُمۡ شَيۡـئًا ؕ
اور اگر تم (مصائب میں) صبر سے کام لو اور (ان کی فریب کاریوں سے) بچتے رہو تو ان کا مکروفریب، تمہیں کوئی نقصان نہ پہنچا سکے گا۔

اِنَّ اللّٰهَ بِمَا يَعۡمَلُوۡنَ مُحِيۡطٌ ۝۱۲۰
وہ جو کچھ کرتے ہیں اللہ تعالیٰ اس پر احاطہ کیے ہوئے ہیں۔ (ان کا کوئی عمل ایسا نہیں ہے جو ان کے نامۂ اعمال میں نہ لکھا گیا ہو وہ کسی طرح بچ نہیں سکتے۔)

وَاِذۡ غَدَوۡتَ مِنۡ اَهۡلِكَ
اور (وہ واقعہ بھی قابل ذکر ہے) جب کہ اے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ صبح سویرے مدینہ سے نکل گئے۔

تُبَوِّئُ الۡمُؤۡمِنِيۡنَ مَقَاعِدَ لِلۡقِتَالِ ؕ
میدان جنگ میں مومنین کی مورچہ بندی کر رہے تھے۔

وَاللّٰهُ سَمِيۡعٌ عَلِيۡمٌ ۝۱۲۱
اور (اس وقت تم آپس میں جو گفتگو کر رہے تھے اور تمہاری جو قلبی کیفیتیں تھیں، وہ سب اللہ تعالیٰ کے علم میں ہیں۔) اللہ تعالیٰ سننے اور جاننے والے ہیں۔

اِذۡ هَمَّتۡ طَّآئِفَتٰنِ مِنۡكُمۡ اَنۡ تَفۡشَلَا ۙ
اس وقت تم میں سے دو جماعتوں نے ہمت ہار دی، (یعنی میدان جنگ سے واپس ہو جانا چاہا۔)

وَاللّٰهُ وَلِيُّهُمَا ؕ
اور اللہ تعالیٰ نے ان کی خیرخواہی کی ان کو بچا لیا (انھیں اس ارادہ سے باز رکھا)

وَعَلَى اللّٰهِ فَلۡيَتَوَكَّلِ الۡمُؤۡمِنُوۡنَ ۝۱۲۲
اور اہل ایمان کو اللہ تعالیٰ ہی پر بھروسہ رکھنا چاہئے۔

توضیح: یہ جنگ احد کا واقعہ ہے۔ جنگ بدر کی شکست کا بدلہ لینے کے لیے اہل مکہ خاص اہتمام کے ساتھ مدینہ پر حملہ آور ہوئے تھے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رائے تھی کہ مدینہ ہی میں قلعہ بند ہو کر لڑیں لیکن اکثریت کی رائے یہ تھی کہ مدینہ سے باہر ہی مقابلہ کیا جانا چاہئے۔

عبداللہ بن ابیؔ جو منافقین کا سردار تھا وہ بھی اپنے تین سو ساتھیوں کے ساتھ مسلمانوں کی جمعیت میں شریک مشورہ تھا۔اس کی بھی رائے یہی تھی کہ مدینہ میں قلعہ بند ہو کر لڑنا چاہیئے جب اس کی رائے پر عمل نہیں ہوا اور یہ طے پا گیا کہ مدینہ سے باہر مقابلہ کیا جائے گا تو عبداللہ بن ابیؔ اول تو ساتھ ہولیا لیکن بیچ راستے سے اپنے تین سو ساتھیوں کو لے کر واپس لوٹ گیا۔اس کے ساتھیوں کو ملا کر مسلمانوں کی کل جمعیت ایک ہزار تھی اور مشرکین مکہ کی تعداد تین ہزار۔

صحابہ کی فوج سے عبداللہ بن ابی کے ساتھیوں کے نکل جانے سے مسلمانوں کی تعداد صرف سات سو رہ گئی جس کی وجہ سے مسلمانوں کے دو قبیلوں نے واپس جانے کا ارادہ کیا تھا پھر بہ توفیق الٰہی وہ اپنی رائے سے باز آ گئے اور شریک جنگ رہے۔

وَلَقَدۡ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ بِبَدۡرٍ وَّاَنۡتُمۡ اَذِلَّةٌ ۚ — اے ایمان والو! یقیناً جنگ بدر میں اللہ تعالیٰ تمہاری مدد کر چکے ہیں۔ جب کہ تم (عددی اعتبار سے) بہت ہی کم بے سروسامان تھے۔

(اب اگر تمہاری تعداد کم ہے تو گھبرانے کی کیا وجہ ہے۔تم کو اسباب سے ہٹ کر اللہ تعالیٰ ہی پر بھروسہ کرنا چاہیئے۔کیا یہ واقعہ نہیں ہے کہ غزوۂ بدر میں تم تعداد میں بہت کم تھے سامانِ حرب بھی نہ ہونے کے برابر تھا۔اللہ تعالیٰ نے تمہاری مدد کی تھی)

فَاتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمۡ تَشۡكُرُوۡنَ ﴿۱۲۳﴾ — لہٰذا اللہ تعالیٰ کے احکام کا پاس رکھو (ہمت نہ ہارو ڈٹ کر مقابلہ کرو یہ تعلیم تم کو اس لیے دی جاتی ہے) تاکہ تم (احسانوں کو یاد کر کے) شکر کرو۔

اِذۡ تَقُوۡلُ لِلۡمُؤۡمِنِيۡنَ — (اے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) جب آپ اہل ایمان کو یہ اطمینان دلا رہے تھے۔

اَلَنۡ يَّكۡفِيَكُمۡ اَنۡ يُّمِدَّكُمۡ رَبُّكُمۡ بِثَلٰثَةِ اٰلٰفٍ مِّنَ الۡمَلٰٓئِكَةِ مُنۡزَلِيۡنَ ﴿۱۲۴﴾ — کیا تمہارے (اطمینان کے لیے) یہ بات کافی نہیں ہے کہ تمہارا پروردگار تم کو تین ہزار فرشتوں سے مدد دے جو پے در پے آسمان سے اترتے رہیں گے۔

بَلٰٓى ۙ اِنۡ تَصۡبِرُوۡا وَتَتَّقُوۡا — ہاں اگر تم صبر سے کام لو (دل کو مضبوط رکھو) اور تقویٰ اختیار کرو (یعنی کوئی کام مرضیات الٰہی کے خلاف نہ کرو نصرت الٰہی تمہارے شامل حال رہیگی)

وَيَاۡتُوۡكُمۡ مِّنۡ فَوۡرِهِمۡ هٰذَا يُمۡدِدۡكُمۡ رَبُّكُمۡ بِخَمۡسَةِ اٰلٰفٍ مِّنَ الۡمَلٰٓئِكَةِ مُسَوِّمِيۡنَ ﴿۱۲۵﴾ — اور یہ کافر تم پر دفعتاً حملہ کر بیٹھیں تو (تین ہزار ہی نہیں بلکہ) پانچ ہزار فرشتوں سے تمہارا پروردگار تمہاری مدد کرے گا۔جن پر خصوصی نشان لگائے گئے ہوں گے۔

وَمَا جَعَلَهُ اللّٰهُ اِلَّا بُشۡرٰى لَكُمۡ — اور اس مدد کو اللہ تعالیٰ نے تمہارے لیے خوشی کا ذریعہ بنایا۔

وَلِتَطۡمَئِنَّ قُلُوۡبُكُمۡ بِهٖ ؕ — اور اس لیے بھی کہ اس سے تمہارے دلوں کو اطمینان حاصل ہو۔

وَمَا النَّصْرُ اِلَّا مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ الْعَزِيْزِ الْحَكِيْمِ ﴿۱۲۶﴾ — نصرت ومدد تو اللہ تعالیٰ ہی کی طرف سے ہے۔ جو بڑی زبردست حکمت والا ہے (بلا اسباب ظاہری بھی تمہاری مدد کرنے پر قادر ہے۔)

لِيَقْطَعَ طَرَفًا مِّنَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا — تاکہ کافروں کی ایک جماعت کو نیست و نابود کرے۔

اَوْ يَكْبِتَهُمْ فَيَنْقَلِبُوْا خَآئِبِيْنَ ﴿۱۲۷﴾ — یا انھیں ذلیل وخوار کردے پھر وہ شکست کھا کر ناکام لوٹ جائیں۔

توضیح: معرکۂ احد میں جب کہ کفار دوبارہ حملہ کررہے تھے مسلمانوں کو ہزیمت ہورہی تھی۔ خود حضورؐ کے دندان مبارک شہید ہوئے تھے۔ اس وقت قریب تھا کہ حضورؐ کفار کے حق میں بددعا کریں لیکن اللہ تعالیٰ کو یہ بھی پسند نہیں چنانچہ ارشاد ہے۔

لَيْسَ لَكَ مِنَ الْاَمْرِ شَيْءٌ — (اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم) تجاویز الٰہی میں آپ کو کوئی اختیار نہیں۔

اَوْ يَتُوْبَ عَلَيْهِمْ اَوْ يُعَذِّبَهُمْ فَاِنَّهُمْ ظٰلِمُوْنَ ﴿۱۲۸﴾ — خواہ (اللہ تعالیٰ) ان کے حال پر مہربانی کرے یا انھیں عذاب دے بہرحال وہ تو ظالم ہیں (ان پر رحم کرنے کا کوئی سوال ہی نہیں)

توضیح: تجاویز الٰہی میں آپؐ کو کوئی اختیار نہیں ہے سے یہ بات بخوبی واضح ہوجاتی ہے کہ کوئی بندہ کتنا ہی مقرب الٰہی کیوں نہ ہو اس کو اللہ تعالیٰ کے قانون مغفرت وعذاب میں کسی قسم کا دخل یا اختیار نہیں ہے۔ افضل الانبیاء کے متعلق اس طرح کا ارشاد ہے تو ماوشما کا کیا ذکر۔ منزل ۱

وَلِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ؕ — جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے سب اللہ ہی کے اختیار میں ہے۔

يَغْفِرُ لِمَنْ يَّشَآءُ وَيُعَذِّبُ مَنْ يَّشَآءُ ؕ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۱۲۹﴾ — وہ جس کو چاہے معاف کردے اور جس کو چاہے عذاب دے۔ اور اللہ تعالیٰ بڑے ہی بخشنے والے رحم کرنے والے ہیں۔ ع ۱۳/۴

توضیح: کسی کو معاف کردینا عذاب دینا اللہ تعالیٰ کی فرمانروائی کا ایک اہم شعبہ ہے۔ اس میں کوئی کسی طرح بھی شریک ودخیل نہیں ہے۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَاْكُلُوا الرِّبٰوٓا اَضْعَافًا مُّضٰعَفَةً ۠ — اے ایمان والو سود نہ کھاؤ (خواہ وہ) تھوڑا ہو یا بہت کہ تھوڑا بھی زیادہ سود کی طرح حرام ہے۔

وَاتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ﴿۱۳۰﴾ — اور اللہ تعالیٰ سے ڈرو (یعنی احکام الٰہی کی خلاف ورزی کے نتائج کو پیش نظر رکھو۔ یہ تعلیم تم کو اس لیے دی جارہی ہے) تاکہ تم فلاح آخرت حاصل کرسکو۔

وَاتَّقُوا النَّارَ الَّتِيْٓ اُعِدَّتْ لِلْكٰفِرِيْنَ ﴿۱۳۱﴾ اور (دوزخ کی) اس آگ سے بچو جو کافروں کے لیے تیار کی گئی ہے۔

وَاَطِيْعُوا اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ ﴿۱۳۲﴾ اور اللہ و رسول کی اطاعت کرو۔ امید ہے کہ تم رحم کیے جاؤ۔

توضیح: اطاعت سے انحراف کفر ہے اور رحمت الٰہی مشروط بہ اطاعت۔ اس آیۂ کریمہ کے اولین مخاطب صحابہ کرام ہیں۔ جو طاعتِ الٰہی میں پیش پیش تھے۔ پھر ما و شما کے لیے ضروری و نہایت ضروری ہے کہ رحمت حق کو پانے کے لیے ہر شعبۂ حیات میں اللہ و رسول کی پوری پوری اطاعت کریں۔

وَسَارِعُوْٓا اِلٰى مَغْفِرَةٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ اور اپنے پروردگار کی بخشش کی طرف سبقت کرو۔

وَجَنَّةٍ عَرْضُهَا السَّمٰوٰتُ وَالْاَرْضُ ۙ اور اس جنت کے حصول میں کوشش کرو جس کی وسعت تمام آسمانوں اور زمین کے برابر ہے۔

اُعِدَّتْ لِلْمُتَّقِيْنَ ﴿۱۳۳﴾ اور وہ متقین کے لیے تیار کی گئی ہے۔

الَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ فِي السَّرَّآءِ وَالضَّرَّآءِ یہ وہ لوگ ہیں جو خوشحالی و بدحالی (ہر حال) میں (اپنا مال اللہ تعالیٰ کی راہ میں) خرچ کرتے ہیں (تنگدستی کو انفاق نہ کرنے کا بہانہ نہیں بناتے)

وَالْكٰظِمِيْنَ الْغَيْظَ وَالْعَافِيْنَ عَنِ النَّاسِ ۭ اور وہ اپنے غصہ پر قابو پاتے ہیں اور لوگوں کے قصور معاف کر دیا کرتے ہیں۔

وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۱۳۴﴾ اور اللہ تعالیٰ نیکوکاروں کو پسند فرماتے ہیں۔

توضیح: قتال کے موقع پر غصہ پی جانے، خطاؤں سے درگزر کرنے، برائیوں کا بدلہ بھلائیوں سے دینے کی ہدایت اس لیے فرمائی گئی ہے کہ مقابلہ انھیں کفار سے تھا جن کی صورت دیکھتے ہی ان کی شرارت یاد آ جاتی۔

غصہ کی آگ بھڑک اٹھتی ان کے ساتھ کوئی نیک سلوک نہ کرنے کا جذبہ ابھر آتا۔ اس لیے مجاہدین کے سامنے مذکورہ اوصاف کو رکھا گیا۔ جہاد ذاتی اغراض و مقابلے کے لیے نہیں ہونا چاہئے اور نہ اس میں اپنے نفس کا دخل ہو۔

وَالَّذِيْنَ اِذَا فَعَلُوْا فَاحِشَةً اَوْ ظَلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ ذَكَرُوا اللّٰهَ اور یہ وہ لوگ ہیں کہ جب کوئی گناہ کبیرہ کر بیٹھتے ہیں یا اپنے حق میں برائی کر جاتے ہیں تو (فوراً ہی اللہ تعالیٰ کو یاد کر لیتے ہیں۔ (یعنی نماز پڑھ کر) اللہ تعالیٰ سے معافی چاہتے ہیں۔ (یہاں ذکر اللہ سے مراد

اَقِمِ الصَّلٰوۃَ لِذِکۡرِیۡ ہے میری یاد کے لیے نماز قائم کرو۔

فَاسۡتَغۡفَرُوۡا لِذُنُوۡبِہِمۡ ۪ — پس اپنے گناہوں کی معافی مانگتے رہو۔

وَمَنۡ یَّغۡفِرُ الذُّنُوۡبَ اِلَّا اللّٰہُ ۪۟ — اللہ تعالیٰ کے سوا کون گناہوں کو معاف کرسکتا ہے؟

وَلَمۡ یُصِرُّوۡا عَلٰی مَا فَعَلُوۡا — اور وہ اپنی معصیت پر اڑے نہیں رہتے۔

وَھُمۡ یَعۡلَمُوۡنَ ﴿۱۳۵﴾ — اور وہ جانتے ہیں (کہ گناہوں پر اڑے رہنا قہر الٰہی کو دعوت دینا ہے)

اُولٰٓئِکَ جَزَآؤُھُمۡ مَّغۡفِرَۃٌ مِّنۡ رَّبِّہِمۡ — ان کے پروردگار کی طرف سے ان کے نیک اعمال کی جزاء مغفرت ہے۔

وَجَنّٰتٌ تَجۡرِیۡ مِنۡ تَحۡتِہَا الۡاَنۡہٰرُ خٰلِدِیۡنَ فِیۡہَا ؕ — اور باغ ہیں جن کے نیچے سے نہریں بہتی ہوں گی جس میں وہ ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے (جس کا نہایت ہی خوش کن منظر ہوگا)

توضیح: دودھ، شہد، پاکیزہ شراب اور شفاف پانی کی نہریں ہوں گی۔ دودھ جانوروں کے تھن سے نکالا ہوا نہ ہوگا اور شراب پھلوں کو سڑا کر بنائی گئی نہ ہوگی۔ بلکہ ان کی قدرتی نہریں ہوں گی۔ نیز شہد مکھیوں کے پیٹ سے نکالا ہوا نہ ہوگا۔

وَنِعۡمَ اَجۡرُ الۡعٰمِلِیۡنَ ﴿۱۳۶﴾ؕ — اچھے عمل کرنے والوں کا اجر بھی کیا ہی اچھا ہوگا۔

قَدۡ خَلَتۡ مِنۡ قَبۡلِکُمۡ سُنَنٌ ۙ — (کش مکش حق و باطل کے واقعات کچھ آج ہی پیش نہیں آرہے ہیں) تم سے پہلے ایسے واقعات گزر چکے ہیں۔

فَسِیۡرُوۡا فِی الۡاَرۡضِ فَانۡظُرُوۡا کَیۡفَ کَانَ عَاقِبَۃُ الۡمُکَذِّبِیۡنَ ﴿۱۳۷﴾ — تو تم زمین پر چل پھر کر دیکھو (پیغمبروں اور ان کی تعلیمات کو) جھٹلانے والوں کا کیسا انجام ہوا۔

توضیح: ان کی اجڑی ہوئی بستیوں کے نشان آج بھی موجود ہیں قوم عاد، ثمود و لوط وغیرہ

ھٰذَا بَیَانٌ لِّلنَّاسِ وَھُدًی وَّمَوۡعِظَۃٌ لِّلۡمُتَّقِیۡنَ ﴿۱۳۸﴾ — (قرآن کا) یہ بیان (صریح ہدایت و موعظت دنیا کے) تمام انسانوں کے لیے (ہے لیکن) ہدایت و نصیحت (انھیں کے لیے کارگر ہوتی) ہے جو (اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کے انجام بد سے) ڈرتے ہیں۔

(جیسا کہ ارشاد ہے) سَیَذَّکَّرُ مَنۡ یَّخۡشٰی ﴿۱۰﴾ۙ وَیَتَجَنَّبُہَا الۡاَشۡقَی ﴿۱۱﴾ۙ الَّذِیۡ یَصۡلَی النَّارَ الۡکُبۡرٰی ﴿۱۲﴾ۚ (سورۃ الاعلیٰ) نصیحت وہی حاصل کرتا ہے جو اپنے نقصان سے ڈرتا ہے اور نہایت ہی بد بخت ہے وہ جو نصیحتوں سے گریز کرتا ہے جو قیامت میں دہکتی ہوئی آگ میں داخل ہوگا۔

وَلَا تَهِنُوۡا وَلَا تَحۡزَنُوۡا وَاَنۡتُمُ الۡاَعۡلَوۡنَ اِنۡ كُنۡتُمۡ مُّؤۡمِنِيۡنَ۝۱۳۹

اور (اگر تمہارے مقابل کافر زیادہ ہیں تو) نہ تم ہمت ہارو اور نہ رنج کرو اور تم ہی غالب رہو گے اگر تم سچے مومن ہو، (تائید الٰہی تمہارے شامل حال رہے گی۔)

توضیح: یہ حالت جنگ اضطراری حالت کے ایسے موقعوں پر اللہ تعالیٰ کا اطمینان دلانا جوہری توانائی سے کہیں زیادہ قوت بخش ہے۔

اِنۡ يَّمۡسَسۡكُمۡ قَرۡحٌ فَقَدۡ مَسَّ الۡقَوۡمَ قَرۡحٌ مِّثۡلُهٗ ؕ

(اے ایمان والو اس جنگ میں) اگر تم کو زخم آئے ہیں تو (جنگ بدر میں) فریق مخالف بھی اسی طرح زخمی ہو چکے ہیں۔

وَتِلۡكَ الۡاَيَّامُ نُدَاوِلُهَا بَيۡنَ النَّاسِ ۚ

اور ہم ایام کو لوگوں کے درمیان بدلتے رہتے ہیں، (اتار چڑھاؤ ہوتا رہتا ہے کبھی فتح کبھی شکست۔)

وَلِيَعۡلَمَ اللّٰهُ الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا

اور اس سے یہ مقصد ہے کہ اللہ تعالیٰ ایمان والوں کو آزمائے۔

وَيَتَّخِذَ مِنۡكُمۡ شُهَدَآءَ ؕ

اور تم سے بعض کو شہادت کا درجہ عطا کرے۔

وَاللّٰهُ لَا يُحِبُّ الظّٰلِمِيۡنَ۝۱۴۰ۙ

اور اللہ تعالیٰ ظلم کرنے والوں کو پسند نہیں فرماتے۔

توضیح: کافروں کو شکست نہ بھی ہو تو یہ سمجھنا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ ان کو پسند کرتے ہیں۔ وہ تو اللہ تعالیٰ کی نظروں میں ناپسندیدہ ہیں ہی۔

منزل ۱

وَلِيُمَحِّصَ اللّٰهُ الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا وَيَمۡحَقَ الۡكٰفِرِيۡنَ۝۱۴۱

اور یہ بھی مقصود تھا کہ مومنوں کے ایمان کو نکھارے۔ اور کافروں کو مٹادے (ان کا زور توڑ دے)

اَمۡ حَسِبۡتُمۡ اَنۡ تَدۡخُلُوا الۡجَنَّةَ

کیا تم یہ سمجھتے ہو کہ (آزمائش کے بغیر) یوں ہی جنت میں داخل کر دیئے جاؤ گے۔

وَلَمَّا يَعۡلَمِ اللّٰهُ الَّذِيۡنَ جٰهَدُوۡا مِنۡكُمۡ وَيَعۡلَمَ الصّٰبِرِيۡنَ۝۱۴۲

حالانکہ ابھی اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کی آزمائش نہیں کی ہے جو تم میں سے جہاد کرنے والے ہیں اور نہ یہ دیکھا ہے کہ تم دشمن کے مقابلے میں کس قدر ثبات قدمی سے کام لیتے ہو۔

توضیح: بہ سلسلۂ جہاد جان و مال، عزت و آبرو کے ہر نقصان کو بہ طیب خاطر گوارہ کیے بغیر کیا تم سمجھتے ہو کہ صرف روزے نمازوں سے تمہارے لیے جنت کے دروازے کھول دیئے جائیں گے ہرگز نہیں۔ دین کے بنیادی اعمال نماز، روزہ، زکوۃ، حج تم کو مرد مجاہد بنانے اور تمہارے اندر تنظیم پیدا کرنے کے لیے ہیں۔

وَلَقَدْ كُنْتُمْ تَمَنَّوْنَ الْمَوْتَ مِنْ قَبْلِ اَنْ تَلْقَوْهُ ۠ — اورتم اپنی موت سے پہلے شہادت کے تمنائی تھے۔

فَقَدْ رَاَيْتُمُوْهُ وَاَنْتُمْ تَنْظُرُوْنَ ﴿۱۴۳﴾ — لیکن جب تم نے اس کو دیکھ لیا تو حیرت زدہ رہ گئے۔

توضیح: جنگ احد میں ایک صحابی حضرت مصعبؓ بن عمیر جو رسول اللہ ﷺ سے صورت شکل میں مشابہ تھے، شہید ہوگئے تو دشمنوں نے یہ خبر مشہور کردی کہ رسول اللہ ﷺ قتل کردیئے گئے۔ اس خبر کا صحابہ کرام پر ایسا اثر ہوا کہ گویا ان پر ایک بجلی سی گری۔ بعض حضرات اپنے دل میں خیال کررہے تھے کہ اب لڑنے یا زندہ رہنے سے کیا حاصل؟ اس رکوع کے ابتدائی بیان میں اسی واقعہ کی طرف اشارہ ہے۔

وَمَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ ۚ — اور محمد ﷺ تو صرف اللہ تعالیٰ کے پیغمبر ہیں۔

قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ ؕ — آپؐ سے پہلے بہت سے رسول گزر چکے ہیں۔

اَفَا۟ئِنْ مَّاتَ اَوْ قُتِلَ انْقَلَبْتُمْ عَلٰٓى اَعْقَابِكُمْ ؕ — اگر آپؐ کا انتقال ہوجائے یا آپؐ شہید ہوجائیں تو کیا تم الٹے پاؤں پھر جاؤ گے (یعنی مرتد ہوجاؤ گے۔)

وَمَنْ يَّنْقَلِبْ عَلٰى عَقِبَيْهِ — اور جو کوئی الٹا پھر جائے گا (یعنی مرتد ہوجائے گا۔)

فَلَنْ يَّضُرَّ اللّٰهَ شَيْــٴًـا ؕ — تو وہ اللہ تعالیٰ کا کچھ نہ بگاڑے گا (اپنی خرابی کا آپ درپے ہوگا۔)

وَسَيَجْزِى اللّٰهُ الشّٰكِرِيْنَ ﴿۱۴۴﴾ — اور اللہ تعالیٰ شکرگزار بندوں کو جلد ہی جزائے خیر دیں گے۔

توضیح: ایسے نازک حالات میں دین الٰہی پر مضبوطی کے ساتھ جمے رہنے کو اللہ تعالیٰ شکرگزاری قرار دیتے ہیں۔

وَمَا كَانَ لِنَفْسٍ اَنْ تَمُوْتَ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ كِتٰبًا مُّؤَجَّلًا ؕ — اللہ تعالیٰ کے حکم کے بغیر کوئی شخص مر نہیں سکتا۔ اس کا وقت لکھا ہوا ہے۔

وَمَنْ يُّرِدْ ثَوَابَ الدُّنْيَا نُؤْتِهٖ مِنْهَا ۚ — اور جو شخص دنیا میں اپنے اعمال کا بدلہ چاہتا ہے، ہم اس کو دنیا ہی میں دے دیتے ہیں (مگر ہر طالب دنیا کو اس کی طلب کے مطابق دنیا بھی نہیں دی جاتی ہاں جس قدر اللہ تعالیٰ چاہے۔)

وَمَنْ يُّرِدْ ثَوَابَ الْاٰخِرَةِ نُؤْتِهٖ مِنْهَا ۚ — اور جو شخص آخرت کا بدل چاہتا ہے ہم اس کو وہاں عطا کریں گے۔

وَسَنَجْزِی الشّٰکِرِیْنَ﴿۱۴۵﴾ اور ہم عنقریب شکر گزاروں کو (نہایت ہی اچھا) صلہ دیں گے۔

وَکَاَیِّنْ مِّنْ نَّبِیٍّ قٰتَلَ ۙ مَعَهٗ رِبِّیُّوْنَ کَثِیْرٌ ۚ اور کئی ایک نبی ایسے گزرے ہیں جن کے ساتھ ہو کر بہت سے اللہ والوں نے کفار کے مقابلہ میں جنگ کی ہے۔

توضیح: حق و باطل کے معرکے اور جدال وقتال کی صعوبتیں نہ صرف محمد ﷺ اور آپؐ کے اصحاب کو پیش آئیں۔ بلکہ ہر دور میں بہت سے اہل حق اپنے اپنے نبیوں کے ساتھ جہاد وقتال کرتے رہے۔

فَمَا وَهَنُوْا لِمَآ اَصَابَهُمْ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ اللہ تعالیٰ کی راہ میں جو مصیبتیں ان پر واقع ہوئیں، ان سے نہ تو وہ پست ہمت ہوئے۔

وَمَا ضَعُفُوْا وَمَا اسْتَکَانُوْا ؕ اور نہ انہوں نے کمزوری دکھائی اور نہ (کافروں سے) دبے

وَاللّٰهُ یُحِبُّ الصّٰبِرِیْنَ﴿۱۴۶﴾ اور اللہ تعالیٰ صبر واستقامت سے کام لینے والوں کو پسند فرماتے ہیں۔

وَمَا کَانَ قَوْلَهُمْ اِلَّآ اَنْ قَالُوْا اور جب وہ دشمنوں کے مقابل ہوئے تو ان کی زبان پر یہی کلمات رہے

رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا ذُنُوْبَنَا اے ہمارے پروردگار ہمارے گناہوں کو معاف فرما۔

وَاِسْرَافَنَا فِیْٓ اَمْرِنَا اور جو زیادتی ہم نے اپنے کاموں میں کی ہے۔ اسے درگزر فرما۔ منزل ۱

وَثَبِّتْ اَقْدَامَنَا اور (دشمن کے مقابلے میں) ہم کو ثابت قدم رکھئے۔

وَانْصُرْنَا عَلَی الْقَوْمِ الْکٰفِرِیْنَ﴿۱۴۷﴾ اور کافروں کے مقابل ہماری مدد کیجئے (فتح و نصرت بخشئے)

فَاٰتٰهُمُ اللّٰهُ ثَوَابَ الدُّنْیَا پھر اللہ تعالیٰ نے دنیا میں بھی انھیں اچھا بدلہ دیا (کافروں پر فتح بخشی)

وَحُسْنَ ثَوَابِ الْاٰخِرَةِ ؕ اور آخرت کا بدل تو بہتر سے بہتر ہے ہی۔

وَاللّٰهُ یُحِبُّ الْمُحْسِنِیْنَ﴿۱۴۸﴾ اور اللہ تعالیٰ نیکو کاروں کو دوست رکھتے ہیں۔ ع ۱۵/۶

یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اِنْ تُطِیْعُوا الَّذِیْنَ کَفَرُوْا اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو اگر تم کافروں کا کہنا مان لوگے (یعنی ان کی اڑائی ہوئی غلط خبروں پر یقین کرلوگے تو

یَرُدُّوْکُمْ عَلٰٓی اَعْقَابِکُمْ فَتَنْقَلِبُوْا خٰسِرِیْنَ﴿۱۴۹﴾ تو وہ تم کو الٹے پاؤں پھرا کر (مرتد) بنا دیں گے پھر تم ناکام ہو جاؤ گے۔

توضیح: جنگ احد میں رسول ﷺ نے کوہ احد کی گھاٹی پر تیر اندازوں کا ایک دستہ متعین فرما دیا تھا۔ اور تاکید کی تھی کہ فتح ہو یا شکست گھاٹی سے نہ اترنا۔ پہلے ہی حملہ میں کافروں کو شکست ہوئی۔ مسلمان مالِ غنیمت کے لوٹنے میں مشغول ہو گئے۔

یہ حال دیکھ کر تیرانداز بھی مورچہ چھوڑ مال غنیمت جمع کرنے لگے۔ حضرت عبداللہ بن جبیرؓ جوان کے سپہ سالار تھے، انھیں روکنے کی بہتیرے کوشش کی مگر انہوں نے نہ مانا، گھاٹی سے نیچے اتر آئے ان اصحاب کا استدلال یہ تھا کہ آپؐ کے تاکیدی حکم کا منشاء فتح ہونے تک ہی گھاٹی پر مورچہ بنائے رکھنا تھا خالد بن ولید نے (جو اس وقت تک کفار میں تھے) گھاٹی کو خالی پا کر پیچھے سے حملہ کر دیا۔ گھاٹی پر دس تیرانداز جو رہ گئے تھے، مقابلہ میں شہید ہو گئے۔ اچانک غیر متوقع حملہ سے مسلمانوں میں بھگدڑ مچ گئی۔ اور بھاگے ہوئے کافر پھر جمع ہو گئے۔ جنگ کا نقشہ بدل گیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے تاکیدی حکم کی غلط تاویل کے نتیجہ میں فتح شکست کی صورت اختیار کر گئی۔ مسلمانوں کے ہوش اڑ گئے۔ بڑی بدحواسی پھیل گئی۔ آپؐ گر پڑے۔ چہرۂ مبارک زخمی ہو گیا۔ چار دندان مبارک شہید ہو گئے۔ خود کی کڑیاں سر اقدس میں دھنس گئیں۔ کافر و منافقین نے آپؐ کے شہید ہونے کی غلط خبر اڑائی۔ اور مشہور کیا کہ آپؐ اللہ تعالیٰ کے رسول ہوتے تو نہ مرتے۔ آپؐ نے فتح و نصرت کے غلط وعدے کئے تھے۔ اہل مکہ غالب آ گئے۔ اب تمہیں اپنا قدیم مذہب اختیار کیے بغیر چارہ نہیں ہم تمہارے دوست و خیر خواہ ہیں۔ ہم اور تم ایک ہی تو تھے وغیرہ۔ اس سلسلہ میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔ مسلمانو! کافروں کا کہنا نہ مانو۔ ان کے فریب میں نہ آؤ ورنہ وہ تم کو پھر کفر کی طرف لوٹا دیں گے۔ پھر تم بڑے خسارے میں پڑ جاؤ گے۔

بَلِ اللّٰهُ مَوۡلٰىكُمۡ ۚ وَهُوَ خَيۡرُ النّٰصِرِيۡنَ ﴿١٥٠﴾	بلکہ اللہ تعالیٰ ہی تمہارے دوست و خیر خواہ ہیں اور وہی تمہاری بہترین مدد کرنے والے ہیں۔ کافر جھوٹے ہیں وہ تمہارے دوست نہیں ہو سکتے۔
سَنُلۡقِىۡ فِىۡ قُلُوۡبِ الَّذِيۡنَ كَفَرُوا الرُّعۡبَ	ہم ابھی کافروں کے قلوب میں (تمہارا) رعب پیدا کیے دیتے ہیں۔
بِمَاۤ اَشۡرَكُوۡا بِاللّٰهِ مَا لَمۡ يُنَزِّلۡ بِهٖ سُلۡطٰنًا ۚ	اس سبب سے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک کرتے ہیں۔ جس کی کوئی سند جواز اللہ تعالیٰ نے نازل نہیں کی۔
وَمَاۡوٰٮهُمُ النَّارُ ؕ وَبِئۡسَ مَثۡوَى الظّٰلِمِيۡنَ ﴿١٥١﴾	(اس مشرکانہ عقیدہ کی بنا پر) ان ظالموں کا ابدی ٹھکانا نار ہے اور وہ کیا ہی بری جگہ ہے۔
وَلَقَدۡ صَدَقَكُمُ اللّٰهُ وَعۡدَهٗۤ	اور (کیا یہ واقعہ نہیں ہے کہ) اللہ تعالیٰ نے تو اپنا وعدہ (نصرت) سچ کر دکھایا۔
اِذۡ تَحُسُّوۡنَهُمۡ بِاِذۡنِهٖ ۚ	جب کہ تم کافروں کو اللہ تعالیٰ کے حکم سے قتل کر رہے تھے۔
حَتّٰۤى اِذَا فَشِلۡتُمۡ	تا آنکہ (مال غنیمت کی ہوس میں) تم میں ذرا سی بزدلی پیدا ہو گئی۔

منزل ١

وَتَنَازَعۡتُمۡ فِى الۡاَمۡرِ	اورتم نے (نبی کے) ایک امرِمحکم کو دنیا کی طرف مائل ہوکر نزاعی بنالیا۔
وَعَصَيۡتُمۡ مِّنۡۢ بَعۡدِ مَاۤ اَرٰٮكُمۡ مَّا تُحِبُّوۡنَ ؕ	اورتم نے رسول کے حکم کی خلاف ورزی اس وقت کی جب کہ تمہاری مرضی کے مطابق تم کو دشمن پر کامیابی حاصل ہوئی۔
مِنۡكُمۡ مَّنۡ يُّرِيۡدُ الدُّنۡيَا وَمِنۡكُمۡ مَّنۡ يُّرِيۡدُ الۡاٰخِرَةَ ۚ	تم میں بعض تو دنیا کے خواستگار تھے۔اورتم میں بعض طالب آخرت۔
ثُمَّ صَرَفَكُمۡ عَنۡهُمۡ لِيَبۡتَلِيَكُمۡ ۚ وَلَقَدۡ عَفَا عَنۡكُمۡ ؕ	پھراللہ تعالیٰ نے تم کوان (کے مقابلہ) سے بچالیا تا کہ تمہارے صبروثبات کا امتحان لے۔ یقیناً اللہ تعالیٰ نے تمہاری لغزش معاف کردی۔

توضیح: تمہارے دشمنوں کے دست وبرد سے محفوظ رکھا۔ورنہ کافر تمہارا نام ونشان بھی باقی نہ رکھتے دشمن قابو پانے کے بعد کسی مزاحمت کے بغیر خود ہی پسپا ہوکر دفع ہو گئے۔

وَاللّٰهُ ذُوۡ فَضۡلٍ عَلَى الۡمُؤۡمِنِيۡنَ ۝۱۵۲	اورواقعی اللہ تعالیٰ مومنوں پر بڑا ہی فضل فرمانے والے ہیں (بڑی نظرِعنایت رکھتے ہیں)
اِذۡ تُصۡعِدُوۡنَ وَلَا تَلۡوٗنَ عَلٰٓى اَحَدٍ	(وہ کیسی پریشانی کا وقت تھا) جب کہ تم میدان چھوڑ کر بھاگے چلے جارہے تھے اور مڑ کر بھی دیکھتے نہ تھے۔
وَّالرَّسُوۡلُ يَدۡعُوۡكُمۡ فِىۡۤ اُخۡرٰٮكُمۡ	اوررسولؐ تم کو تمہارے پیچھے کھڑے پکار رہے تھے۔ (اللہ تعالیٰ کے بندو میری طرف آؤ۔ میں اللہ تعالیٰ کا رسول ہوں)
فَاَثَابَكُمۡ غَمًّاۢ بِغَمٍّ	تو (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کی خلاف ورزی کے نتیجہ میں) اللہ تعالیٰ نے تمہیں رنج پر رنج پہنچایا۔

توضیح: ہزیمت کا رنج۔ نبیؐ کے شہید ہونے کی غلط خبر کا رنج، کثیر تعداد میں شہید وزخمی ہوجانے والوں کا رنج۔اس بات کا رنج کہ اب گھروں کی بھی خیر نہیں تین ہزار دشمنانِ دین سے مقابلہ اتنی تعداد میں مدینہ کی آبادی بھی نہ تھی۔

لِّكَيۡلَا تَحۡزَنُوۡا عَلٰى مَا فَاتَكُمۡ وَلَا مَاۤ اَصَابَكُمۡ ؕ	تا کہ جو چیز تمہارے ہاتھ سے جاتی رہے یا جو بھی مصیبت تم پر واقع ہوتو اس سے غمزدہ نہ ہوں (کیونکہ دنیا کے نقصانات یا دنیا کی مصیبتوں پر وہی لوگ واویلا مچاتے ہیں جو طالب دنیا اور آخرت فراموش ہوتے ہیں)
وَاللّٰهُ خَبِيۡرٌۢ بِمَا تَعۡمَلُوۡنَ ۝۱۵۳	جو کچھ تم کرتے ہو، اللہ تعالیٰ اس سے باخبر ہیں۔

منزل ۱

ثُمَّ اَنۡزَلَ عَلَيۡكُمۡ مِّنۡۢ بَعۡدِ الۡغَمِّ اَمَنَةً — پھر پریشانی کے بعد اللہ تعالیٰ نے تم پر امن وسکون نازل فرمایا۔

نُّعَاسًا يَّغۡشٰى طَآٮِٕفَةً مِّنۡكُمۡ‌ — تم میں سے ایک جماعت پر اونگھ ونیند طاری کر دی (جس سے خوف جاتا رہا)

توضیح: زخموں سے چور، کرب واذیت میں رات گزارنے کے بجائے نیند طاری کر دی تاکہ بیداری کے بعد تازہ دم ہو جائیں۔

وَطَآٮِٕفَةٌ قَدۡ اَهَمَّتۡهُمۡ اَنۡفُسُهُمۡ — اور ایک جماعت ایسی تھی جسے اپنی ہی جان کی فکر تھی۔

يَظُنُّوۡنَ بِاللّٰهِ غَيۡرَ الۡحَـقِّ ظَنَّ الۡجَاهِلِيَّةِ‌ؕ — وہ اللہ تعالیٰ کے بارے میں زمانہ جاہلیت کی طرح بدگمانی میں مبتلا تھے۔

يَقُوۡلُوۡنَ هَلۡ لَّنَا مِنَ الۡاَمۡرِ مِنۡ شَىۡءٍ‌ؕ — وہ کہتے ہیں کیا (قضا وقدر میں) ہم کو بھی کچھ اختیار ہے؟

قُلۡ اِنَّ الۡاَمۡرَ كُلَّهٗ لِلّٰهِ‌ؕ — (اے نبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) کہہ دیجئے سارے اختیارات اللہ تعالیٰ ہی کے اختیار میں ہیں۔

يُخۡفُوۡنَ فِىۡۤ اَنۡفُسِهِمۡ مَّا لَا يُبۡدُوۡنَ لَكَ‌ؕ — یہ لوگ اپنے دلوں میں ایسی باتیں چھپائے رکھتے ہیں، جو آپؐ پر ظاہر نہیں کرتے۔

يَقُوۡلُوۡنَ لَوۡ كَانَ لَنَا مِنَ الۡاَمۡرِ شَىۡءٌ مَّا قُتِلۡنَا هٰهُنَا‌ؕ — وہ کہتے ہیں اگر ہمارے لیے کسی طرح کا اختیار ہوتا تو ہم یہاں اس طرح مارے نہ جاتے (زخم خوردہ نہ ہوتے)

قُلۡ لَّوۡ كُنۡتُمۡ فِىۡ بُيُوۡتِكُمۡ لَبَرَزَ الَّذِيۡنَ كُتِبَ عَلَيۡهِمُ الۡقَتۡلُ اِلٰى مَضَاجِعِهِمۡ‌ۚ — ان سے کہئے اگر تم اپنے گھروں میں بھی ہوتے تو وہ اشخاص جن کی تقدیر میں مارا جانا لکھا جا چکا ہے (کشاں کشاں) اپنی اپنی قتل گاہوں کی طرف نکل آتے۔

وَلِيَبۡتَلِىَ اللّٰهُ مَا فِىۡ صُدُوۡرِكُمۡ — اور اللہ تعالیٰ نے چاہا کہ جو کچھ کمزوریاں تمہارے دلوں میں ہیں۔ ایک آزمائش کے ذریعہ تم پر واضح کر دے۔

وَلِيُمَحِّصَ مَا فِىۡ قُلُوۡبِكُمۡ‌ؕ — اور جو کچھ آلودگی تمہارے دلوں میں ہے، اس سے تمہیں پاک وصاف کر دے۔

وَاللّٰهُ عَلِيۡمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوۡرِ ۝١٥٤ — اور اللہ تعالیٰ دلوں کے احوال سے پوری طرح واقف ہیں۔

اِنَّ الَّذِيْنَ تَوَلَّوْا مِنْكُمْ يَوْمَ الْتَقَى الْجَمْعٰنِ ۙ — تم میں سے جولوگ مقابلہ کے دن پیٹھ پھیر کر بھاگے تھے۔

اِنَّمَا اسْتَزَلَّهُمُ الشَّيْطٰنُ بِبَعْضِ مَا كَسَبُوْا ۚ — ان کے بعض اعمال کی وجہ سے شیطان نے ان میں لغزش پیدا کردی تھی۔

توضیح: چونکہ ان کا بھاگنا کفر وارتداد کی وجہ سے نہ تھا۔اس لیے میدان کارزار کی گرما گرمی دیکھ کر پھر وہ واپس لوٹ آئے۔

وَلَقَدْ عَفَا اللّٰهُ عَنْهُمْ ۭ — یقیناً اللہ تعالیٰ نے ان کا قصور معاف کردیا۔

اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ حَلِيْمٌ ۝۱۵۵ — بے شک اللہ تعالیٰ بڑے ہی بخشنے والے حلیم ہیں۔یعنی اپنے بندوں کی خطاؤں سے درگزر کرتے اور بہ کمال حلم گوارا بھی فرما لیتے ہیں۔

ع ۱٦/۷

توضیح : اس رکوع کی آخری آیت میں صحابہ کرام کے میدان چھوڑ کر چلے جانے کا ذکر ہے۔اِنَّمَا اسْتَزَلَّهُمُ الشَّيْطٰنُ یہاں لفظ زل استعمال ہوا ہے۔کلام الٰہی میں بعض مقامات پر شیطان کے تعلق سے تسلط کا لفظ بھی آیا ہے ان دونوں الفاظ کے فرق کو اچھی طرح سمجھ لینا چاہیئے۔زل کا مطلب یہ ہے کہ کوئی راہ چلتا کسی لغزش کے سبب گر پڑے۔پھر سنبھل کر اٹھ کھڑا ہو اور اسی راہ پر پھر سے گامزن ہو۔شیطان کا تسلط یہ ہے کہ راہ سے بے راہ ہی ہوجائے۔(گمراہی میں پڑ جائے) حضرت آدم علیہ السلام کے واقعہ میں بھی زل ہی استعمال ہوا ہے۔فَاَزَلَّهُمَا الشَّيْطٰنُ۔شیطان ان دونوں کے لیے ایک لغزش پیدا کی تھی۔یہاں بھی شیطان کے مسلط ہونے کا ذکر نہیں ہے۔اس فرق کو ملحوظ نہ رکھنے کی وجہ بعض لوگ یوں معترض ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے شیطان سے فرمایا تھا۔کہ ''تو میرے بندوں پر مسلط نہ ہو سکے گا۔'' (الآیۃ)

منزل ۱

إِنَّ عِبَادِي لَيْسَ لَكَ عَلَيْهِمْ سُلْطَانٌ تو آدم علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے مخلص بندے نہ تھے۔اس اعتراض کا جواب بعض مفسروں نے دیا ہے لیکن زل اور تسلط کے فرق کو بیان کئے بغیر

سبق :۔مفادِ دنیا کے لیے کسی امر محکم کی جزوی نافرمانی کتنی ہی خوشگوار تاویل کے تحت ہو، اللہ تعالیٰ کو پسند نہیں ہے۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَكُوْنُوْا كَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا — اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو (ایسے موقعوں پر) کافروں کی طرح نہ ہوجاؤ (جن کے سامنے دنیا ہی کا نفع اور دنیا ہی کا ضرر رہتا ہے۔جو ضررِ دنیا کو کسی حال برداشت نہیں کرتے۔

وَقَالُوْا لِاِخْوَانِهِمْ اِذَا ضَرَبُوْا فِي الْاَرْضِ اَوْ كَانُوْا غُزًّى — اور وہ اپنے (ان مسلمان) بھائی بندوں کے بارے میں جب وہ اللہ کی راہ میں سفر کرتے ہیں یا شریک جہاد ہوتے ہیں تو (بطورِ افسوس) کہتے ہیں۔

لَّوْ كَانُوْا عِنْدَنَا مَا مَاتُوْا وَمَا قُتِلُوْا ۚ
کاش یہ لوگ ہمارے پاس رہ جاتے تو یوں نہ مرتے اور نہ یوں قتل ہوتے۔

لِيَجْعَلَ اللّٰهُ ذٰلِكَ حَسْرَةً فِيْ قُلُوْبِهِمْ ۗ
اللہ تعالیٰ اس طرح کی باتوں سے ان کے دلوں میں ایک حسرت پیدا کردیتے ہیں۔

وَاللّٰهُ يُحْيٖ وَيُمِيْتُ ۗ
اللہ تعالیٰ ہی کے ہاتھ میں ہے زندگی بھی اور موت بھی۔

توضیح: بہرحال مرنا تو برحق ہے۔ پھر کیا ہی اچھی ہے وہ موت جو اللہ تعالیٰ کی راہ میں آئے۔

وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ﴿۱۵۶﴾
اور تم جو کچھ کرتے ہو اللہ تعالیٰ اس کے دیکھنے والے ہیں یعنی تمہارے سب اعمال اللہ تعالیٰ کی نظر میں ہیں۔

وَلَئِنْ قُتِلْتُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَوْ مُتُّمْ
اور اگر تم اللہ کی راہ میں مارے جاؤ یا مرجاؤ۔

لَمَغْفِرَةٌ مِّنَ اللّٰهِ وَرَحْمَةٌ خَيْرٌ مِّمَّا يَجْمَعُوْنَ ﴿۱۵۷﴾
تو اللہ تعالیٰ کی رحمت ومغفرت (جو تمہارے شامل حال رہے گی) وہ ان ساری چیزوں سے بہتر ہے۔ جن کو لوگ جمع کرتے ہیں (کیا ہی اچھی ہے وہ حاضری جو سرخروی کے ساتھ ہو)

منزل ۱

وَلَئِنْ مُّتُّمْ اَوْ قُتِلْتُمْ لَاِالَى اللّٰهِ تُحْشَرُوْنَ ﴿۱۵۸﴾
اور اگر تم مرجاؤ یا مارے جاؤ۔ ضرور اللہ تعالیٰ کے پاس لائے جاؤ گے۔

فَبِمَا رَحْمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ لِنْتَ لَهُمْ ۚ
محض اللہ تعالیٰ کی مہربانی سے (اے نبیؐ) آپ ان لوگوں کے لیے نرم دل واقع ہوئے ہیں، جو میدان جنگ سے چلے گئے تھے (ان کی طرف سے آپؐ کے دل میں کدورت نہیں پیدا ہوئی)

وَلَوْ كُنْتَ فَظًّا غَلِيْظَ الْقَلْبِ لَانْفَضُّوْا مِنْ حَوْلِكَ ۠
اور اگر آپ تندخو یا سخت دل ہوتے تو یہ لوگ آپؐ کے پاس سے بھاگ کھڑے ہوتے

فَاعْفُ عَنْهُمْ وَاسْتَغْفِرْ لَهُمْ وَشَاوِرْهُمْ فِي الْاَمْرِ ۚ
لہٰذا آپؐ ان کے قصور معاف کیجئے اور ان کے لیے دعائے مغفرت کیجئے۔ اور (حسب معمول) مشوروں میں انھیں شریک بھی کیا کیجئے۔

فَاِذَا عَزَمْتَ فَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ ۗ
اور جب (مشورے کے بعد طے شدہ امور کی تکمیل کا) ارادہ کرلو تو (اس

کے اتمام کا) اللہ تعالیٰ پر بھروسہ رکھو

اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُتَوَكِّلِيْنَ ﴿۱۵۹﴾

بے شک اللہ تعالیٰ (اپنے پر) بھروسہ کرنے والوں کو پسند کرتے ہیں۔

اِنْ يَّنْصُرْكُمُ اللّٰهُ فَلَا غَالِبَ لَكُمْ ۚ

اگر اللہ تعالیٰ تمہاری مدد کریں تو کوئی تم پر غالب نہیں آسکتا۔

وَاِنْ يَّخْذُلْكُمْ فَمَنْ ذَا الَّذِيْ يَنْصُرُكُمْ مِّنْۢ بَعْدِهٖ ؕ

اور اگر وہی تمہیں چھوڑ دے یعنی مدد نہ کرے۔ تو اس کے بعد پھر کون تمہاری مدد کرسکتا ہے۔

وَعَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ ﴿۱۶۰﴾

اور اہل ایمان کو اللہ تعالیٰ ہی پر بھروسہ رکھنا چاہئے۔

وَمَا كَانَ لِنَبِيٍّ اَنْ يَّغُلَّ ؕ وَمَنْ يَّغْلُلْ

اور (کسی) نبی کے لیے ممکن نہیں کہ وہ خیانت کرے اور جو کوئی خیانت کرے گا،

يَاْتِ بِمَا غَلَّ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ۚ

قیامت کے دن خیانت کی ہوئی چیز کے ساتھ حاضر ہوگا۔

ثُمَّ تُوَفّٰى كُلُّ نَفْسٍ مَّا كَسَبَتْ وَهُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ ﴿۱۶۱﴾

پھر ہر شخص کو اس کے کیے کا پورا پورا بدل دیا جائے گا اور ان پر ظلم نہیں کیا جائے گا۔

اَفَمَنِ اتَّبَعَ رِضْوَانَ اللّٰهِ كَمَنْۢ بَآءَ بِسَخَطٍ مِّنَ اللّٰهِ

کیا وہ شخص جو مرضیات الٰہی کے مطابق زندگی بسر کرتا ہو، اس شخص کی طرح ہوسکتا ہے جو اپنے اعمال کی وجہ غضب الٰہی کا مستحق ہو چکا ہو۔

وَمَاْوٰىهُ جَهَنَّمُ ؕ وَبِئْسَ الْمَصِيْرُ ﴿۱۶۲﴾

اور جس کا ٹھکانہ جہنم قرار پائے اور وہ کیا ہی برا ٹھکانا ہے۔

هُمْ دَرَجٰتٌ عِنْدَ اللّٰهِ ؕ

(شدتِ کفر کے لحاظ سے) اللہ تعالیٰ کے پاس انکے بھی درجات ہوں گے۔

وَاللّٰهُ بَصِيْرٌۢ بِمَا يَعْمَلُوْنَ ﴿۱۶۳﴾

اور اللہ تعالیٰ دیکھ رہے ہیں جو کچھ وہ کررہے ہیں۔ یعنی سب کچھ اللہ تعالیٰ کی نظروں میں ہے جس سزا کے وہ مستحق ہیں انھیں دی جائے گی۔

لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ

بے شک اللہ تعالیٰ نے مومنین پر بڑا ہی احسان کیا ہے۔

اِذْ بَعَثَ فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْ اَنْفُسِهِمْ

جب کہ ان میں انھیں میں سے ایک پیغمبر مبعوث فرمایا۔

يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ وَيُزَكِّيْهِمْ

جو انھیں اللہ تعالیٰ کی آیتیں پڑھ کر سناتے ہیں اور ان کا تزکیہ نفس کرتے ہیں۔ یعنی ان کے غلط عقائد کی اصلاح کرتے ہیں۔

منزل ۱

النصف

وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ ۚ وَاِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ﴿١٦٤﴾

اورانھیں کتاب اللہ کی تعلیم دیتے اور دانائی سکھاتے ہیں اور وہ نبیؐ کے آنے سے قبل سراسر گمراہی میں تھے۔

اَوَلَمَّآ اَصَابَتْكُمْ مُّصِيْبَةٌ قَدْ اَصَبْتُمْ مِّثْلَيْهَا ۙ

(جنگ احد میں کافروں کی طرف سے) جب تم پر مصیبت آ پڑی تو (جنگ بدر میں) تم انھیں اس سے دوچند (مصیبت) پہنچا چکے ہو۔

قُلْتُمْ اَنّٰى هٰذَا ۭ قُلْ هُوَ مِنْ عِنْدِ اَنْفُسِكُمْ ۭ

اب تم کہتے ہو یہ مصیبت کہاں سے آ گئی۔ اے نبیؐ کہئے یہ مصیبت تمہارے اپنے ہاتھوں کی لائی ہوئی ہے۔ (کہ تم نے پیغمبر کے تاکیدی حکم کی خلاف ورزی کی)

اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ﴿١٦٥﴾

بے شک اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے (تمہارے مغلوب ہو جانے کے بعد بھی کافروں کو بے نیل ومرام واپس کر دیا اور تم پر سے مصیبت ٹال دی)

منزل ١

وَمَآ اَصَابَكُمْ يَوْمَ الْتَقَى الْجَمْعٰنِ فَبِاِذْنِ اللّٰهِ

دونوں جماعتوں کے مقابلہ کے دن (جنگ احد میں) جو مصائب تمہیں پیش آئے تھے وہ باذن اللہ تھے (اللہ ہی کے حکم سے واقع ہوئے تھے)

وَلِيَعْلَمَ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿١٦٦﴾

اور جس سے مقصود یہ تھا کہ اہل ایمان کی پہچان کی جائے۔

وَلِيَعْلَمَ الَّذِيْنَ نَافَقُوْا ښ

اور وہ لوگ بھی پہچانے جائیں جو منافق تھے۔

وَقِيْلَ لَهُمْ تَعَالَوْا قَاتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَوِ ادْفَعُوْا ۭ

اور جب ان سے کہا گیا کہ آؤ اللہ تعالیٰ کی راہ میں جنگ کرو یا (کم از کم کافروں کے حملہ کی) مدافعت کرو۔

قَالُوْا لَوْ نَعْلَمُ قِتَالًا لَّااتَّبَعْنٰكُمْ ۭ

تو ان (منافقوں نے) کہا (جنگ کے موقعوں کو ہم تم سے زیادہ جانتے ہیں) اگر ہم کو یقین ہوتا کہ آج دشمنوں سے مقابلہ ہے تو ہم ضرور تمہارا ساتھ دیتے۔

توضیح: عبداللہ بن ابیّ تین سو منافقین کو ساتھ لے کر واپس ہونے لگا تو بعض مسلمانوں نے اسے سمجھانے کی کوشش کی اور ساتھ چلنے کے لیے کہا تو جواب دیا کہ ہمیں یقین ہے کہ آج جنگ نہیں ہوگی، اس لیے ہم جا رہے ہیں، ورنہ ہم ضرور تمہارا ساتھ دیتے۔

هُمْ لِلْكُفْرِ يَوْمَئِذٍ اَقْرَبُ مِنْهُمْ لِلْاِيْمَانِ ۚ	وہ اس دن ایمان کی بہ نسبت کفر سے زیادہ قریب تھے۔یعنی بہانے بنا کر قتال سے پہلو تہی کی تھی۔ایمان سے قریب ہونے کے بجائے کفر سے زیادہ قریب ہوگئے۔
يَقُوْلُوْنَ بِاَفْوَاهِهِمْ مَّا لَيْسَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ ؕ	وہ زبان سے ایسی باتیں کہہ رہے تھے، جوان کے دلوں میں نہ تھیں۔
وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا يَكْتُمُوْنَ ۚ﴿۱۶۷﴾	اوراللہ تعالیٰ جانتے ہیں جو کچھ وہ دلوں میں چھپائے رکھتے ہیں۔
اَلَّذِيْنَ قَالُوْا لِاِخْوَانِهِمْ وَقَعَدُوْا	یہ وہ لوگ ہیں جوخود تو گھروں میں بیٹھے رہے اوراپنے بھائیوں کے بارے میں کہا کہ
لَوْ اَطَاعُوْنَا مَا قُتِلُوْا ؕ	یہ لوگ ہمارا کہنا مانتے تو (اللہ تعالیٰ کی راہ میں) مارے نہ جاتے۔
قُلْ فَادْرَءُوْا عَنْ اَنْفُسِكُمُ الْمَوْتَ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿۱۶۸﴾	ان سے کہئے اگر تم اپنے اس بیان میں سچے ہو کہ (موت کا وقت ٹل سکتا ہے) تو اپنے اوپر سے موت کو ٹال دو۔
وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ قُتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتًا ؕ	جولوگ اللہ تعالیٰ کی راہ میں مارے جاتے ہیں،تم انھیں مردہ نہ سمجھو۔
بَلْ اَحْيَآءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُوْنَ ۙ﴿۱۶۹﴾	بلکہ وہ اللہ تعالیٰ کے پاس زندہ ہیں اوررزق پارہے ہیں۔
فَرِحِيْنَ بِمَآ اٰتٰىهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ ۙ	اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے جو کچھ انھیں عطا کیا ہے، وہ انھیں پا کر خوش وخرم ہیں۔
وَيَسْتَبْشِرُوْنَ بِالَّذِيْنَ لَمْ يَلْحَقُوْا بِهِمْ مِّنْ خَلْفِهِمْ ۙ	اور جولوگ ان کے پیچھے رہ گئے ہیں یعنی مصروف جنگ ہیں شہید ہوکر ابھی ان میں شامل نہیں ہوسکے ہیں، ان کیلئے بھی خوش اور مطمئن ہیں۔

توضیح: مسند احمد میں نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک حدیث مروی ہے جس کا مضمون یہ ہے کہ جوشخص نیک عمل لے کر دنیا سے جاتا ہے۔اسے اللہ تعالیٰ کے ہاں اس قدر پرلطف اور پرکیف زندگی میسر آتی ہے کہ پھر کبھی وہ دنیا میں واپس آنے کی تمنا نہیں کرتا۔مگر شہید کا حال اس سے مختلف ہے کہ وہ تمنا کرتا ہے کہ پھر دنیا میں بھیجا جائے اور پھر اس لذت اور سرور سے لطف اندوز ہو جو راہ خدا میں جان دیتے وقت ایک شہید کو حاصل ہوتا ہے۔

وقف لازم

اَلَّا خَوۡفٌ عَلَيۡهِمۡ وَلَا هُمۡ يَحۡزَنُوۡنَ ﴿۱۷۰﴾

(کہ قیامت کے دن) ان کو کچھ خوف ہوگا اور نہ وہ حزن ملال میں مبتلا ہوں گے۔

يَسۡتَبۡشِرُوۡنَ بِنِعۡمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ وَفَضۡلٍ ۙ

اللہ تعالیٰ کی نعمت اور فضل ومہربانی سے مسرور ہو رہے ہوں گے (مرنے کے بعد شہدا کی ایک طرح کی زندگی ہے)

وَّاَنَّ اللّٰهَ لَا يُضِيۡعُ اَجۡرَ الۡمُؤۡمِنِيۡنَ ﴿۱۷۱﴾ ۚ

اور اللہ تعالیٰ اہل ایمان کا اجر ضائع نہیں کرتے۔

ع ۱۷ / ۸

توضیح: جنگ احد سے پلٹ کر مشرکین جب کئی منزل دور چلے گئے تو انھیں ہوش آیا اور آپس میں کہنے لگے، ہم نے یہ کیا غلط حرکت کی محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی طاقت کو توڑنے کا جو اچھا موقع ہاتھ آیا تھا، ہم نے اسے کھو دیا۔ چنانچہ ایک جگہ ٹھہر کر مشورہ کیا کہ مدینہ پر فوراً ہی حملہ کر دینا چاہیے۔ پھر ہمت نہ ہوئی اور مکہ واپس ہو گئے ادھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بھی یہ اندیشہ تھا کہ یہ لوگ کہیں پھر پلٹ نہ آئیں۔ فرمایا کہ صبح تمہیں کفار کے تعاقب میں چلنا ہے۔ یہ موقع اگرچہ کہ نہایت ہی نازک تھا۔ مگر پھر بھی جو سچے مومن تھے، جاں نثاری کے لیے آمادہ ہو گئے، اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ حمراء الاسد تک گئے۔ جو مدینہ سے آٹھ میل کے فاصلے پر واقع ہے، آیات ذیل کا اشارہ ان ہی فداکاروں کی طرف ہے۔

ربع

اَلَّذِيۡنَ اسۡتَجَابُوۡا لِلّٰهِ وَالرَّسُوۡلِ مِنۡۢ بَعۡدِ مَاۤ اَصَابَهُمُ الۡقَرۡحُ ۛ

(معرکۂ حق وباطل میں) زخموں سے چور ہونے کے بعد بھی جنہوں نے اللہ رسول کے حکم کو (بہ ذوق وشوق) مان لیا (اور مقابلے کے لیے چل کھڑے ہوئے)

لِلَّذِيۡنَ اَحۡسَنُوۡا مِنۡهُمۡ وَاتَّقَوۡا اَجۡرٌ عَظِيۡمٌ ﴿۱۷۲﴾ ۚ

ان لوگوں میں سے جنہوں نے فداکارانہ جوہر دکھائے اور ڈرتے رہے کہ کوئی حرکت مرضئ الٰہی کے خلاف تو نہیں ہوئی) ان کے لیے بہت بڑا اجر ہے (ایسا اجر جس کا تصور اس دنیا میں ممکن نہیں)

اَلَّذِيۡنَ قَالَ لَهُمُ النَّاسُ اِنَّ النَّاسَ قَدۡ جَمَعُوۡا لَكُمۡ

یہ وہ لوگ ہیں جنہیں لوگوں نے کہا یقیناً لوگ (تمہارے دشمن اپنی پوری جمعیت کے ساتھ) تمہاری تاک میں بیٹھے ہوئے ہیں (تمہیں نیست ونابود کرنے کا تہیہ کر چکے ہیں)

فَاخۡشَوۡهُمۡ فَزَادَهُمۡ اِيۡمَانًا ۖ

لہٰذا ان سے مقابلہ نہ کرو تو ان کی قوت ایمانی میں اور اضافہ ہو گیا۔ (یعنی اہل باطل کو مخالفانہ سرگرمیوں کی خبر سن کر) ان کے ایمان کی قوت میں

اضافہ ہی ہوتا گیا۔

وَّقَالُوۡا حَسۡبُنَا اللّٰهُ وَنِعۡمَ الۡوَكِيۡلُ﴿۱۷۳﴾	اورانہوں نے (بے ساختہ) کہا۔اللہ تعالیٰ ہمارے لیے کافی ہے اور وہ بڑا ہی اچھا کارساز ہے۔
فَانۡقَلَبُوۡا بِنِعۡمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ وَفَضۡلٍ لَّمۡ يَمۡسَسۡهُمۡ سُوۡٓءٌ ۙ وَّاتَّبَعُوۡا رِضۡوَانَ اللّٰهِ ؕ	پھر وہ اللہ تعالیٰ کے فضل اوراس کی عنایتوں سے خوش وخرم واپس آ گئے۔ انھیں کسی طرح کا نقصان نہ پہنچا۔وہ اللہ تعالیٰ کی مرضی کے تابع رہے (قتال کی نوبت ہی نہیں آئی دشمن بھاگ گئے)
وَاللّٰهُ ذُوۡ فَضۡلٍ عَظِيۡمٍ﴿۱۷۴﴾	اوراللہ تعالیٰ بڑے ہی فضل والے ہیں۔

توضیح : واقعہ یہ تھا کہ جنگ احد کے اختتام پراسی رات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر ہوئی کہ دشمن جو بظاہر واپس ہو گئے تھے۔ چھ میل کے فاصلہ پر پھر مقابلہ کی تیاری میں مصروف ہیں۔اور صبح ہوتے ہوتے مدینہ پر حملہ آور ہوں گے۔ یہ سنتے ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی وقت یہ اعلان کر دیا کہ کل جتنے لوگ جنگ احد میں شریک تھے وہ سب کے سب صبح لڑائی کے لیے ہتھیار بند ہو جائیں۔صحابہ کرام زخموں سے چور ہونے کے باوجود اس حکم کی تعمیل کے لیے بسر وچشم تیار ہو گئے۔ راستہ میں لوگوں نے انھیں ڈرایا بھی کہ دشمن تازہ دم ہو گیا ہے تم ان سے مقابلہ کرو گے تو نقصان اٹھاؤ گے۔مگراس خبر سے صحابہ کرام کا جوش ایمان،شوق شہادت اور بڑھ گیا۔تین میل کے فاصلے پر آپؐ نے ایک مقام پر پڑاؤ کیا۔ وہاں کے سردار قبیلہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بڑے ہمدرد تھے، گو ایمان نہیں لائے تھے۔انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا آپ ذرا ٹھہریں۔ میں جا کر دشمن کی خبر لے آتا ہوں۔اور سیدھے اس مقام پر پہنچے جہاں ابوسفیان اپنی پوری فوج کے ساتھ حملہ کی تیاری میں مصروف تھے۔انہوں نے ابوسفیان سے کہا تم شاید اس خیال میں ہو کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اوران کے ساتھی زخموں سے چور بڑی ہی ناتوان اور کمزور حالت میں پڑے ہوں گے۔ان پر حملہ کر دینے کا یہ اچھا موقع ہے، ان کو مقاومت کی تاب نہ ہوگی وغیرہ تو اے ابوسفیان یہ محض تمہاری خام خیالی ہے میں تمہاری ہمدردی میں یہ اطلاع دینے آیا ہوں کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اپنے ساتھیوں سمیت ایک تازہ دم فوج کے ساتھ تمہارے تعاقب میں میرے گاؤں میں آ کر پڑاؤ کیے ہوئے ہیں جو یہاں سے دوڈھائی میل ہی ہے۔میں تمہاری ہمدردی میں یہاں آیا ہوں۔ مدینہ پر حملہ کرنے کا خیال بھی دل میں نہ لاؤ۔ یہ سنتے ہی ابوسفیان کی ہمت پست ہو گئی۔اور وہ سب اسی وقت مکہ کی طرف چل دیئے۔لہٰذا اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے لڑائی کی نوبت ہی نہیں آئی۔ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بلا کسی زحمت کے مدینہ واپس ہوئے۔

منزل ۱

اِنَّمَا ذٰلِكُمُ الشَّيۡطٰنُ يُخَوِّفُ	(خوف دلانے والا تو) شیطان ہے جو اپنے دوستوں سے تم کو ڈراتا

اَوْلِیَآءَهٗ ۪

ہے۔

فَلَا تَخَافُوْهُمْ وَخَافُوْنِ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِیْنَ ﴿۱۷۵﴾

لہٰذا تم ان سے مت ڈرو مجھ ہی سے ڈرو۔ اگر تم واقعی مومن ہو (یہی ایمان کا اقتضا ہے)

دین کے مقابلہ میں جان و مال کو عزیز رکھنا، غضب الٰہی کا مستحق بننا ہے۔

وَلَا یَحْزُنْكَ الَّذِیْنَ یُسَارِعُوْنَ فِی الْكُفْرِ ۚ

اور جو لوگ کفر میں بھاگ دوڑ کرتے ہیں ان کی سرگرمیوں سے تمہیں گھبرانا نہیں چاہئے۔

اِنَّهُمْ لَنْ یَّضُرُّوا اللّٰهَ شَیْـًٔا ؕ

وہ اللہ تعالیٰ کا کچھ بگاڑ نہیں سکتے۔ (اپنا ہی آپ نقصان کرتے ہیں۔)

یُرِیْدُ اللّٰهُ اَلَّا یَجْعَلَ لَهُمْ حَظًّا فِی الْاٰخِرَةِ ۚ

اللہ تعالیٰ چاہتے ہیں کہ آخرت کی بہتر (خیر و بقاء) زندگی کا کوئی حصہ انھیں نصیب نہ ہو۔

وَلَهُمْ عَذَابٌ عَظِیْمٌ ﴿۱۷۶﴾

اور ان کے لیے بڑا ہی سخت عذاب ہے۔ اِنَّ الْمُنٰفِقِیْنَ فِی الدَّرْكِ الْاَسْفَلِ مِنَ النَّارِ۔ یقیناً منافق دوزخ کے سب سے نیچے کے طبقے میں رکھے جائیں گے۔

اِنَّ الَّذِیْنَ اشْتَرَوُا الْكُفْرَ بِالْاِیْمَانِ لَنْ یَّضُرُّوا اللّٰهَ شَیْـًٔا ۚ

جو لوگ ایمان کے بدلے کفر کے خریدار بنے ہوئے ہیں وہ اللہ تعالیٰ کا کچھ بگاڑ نہیں سکتے۔

وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِیْمٌ ﴿۱۷۷﴾

اور ان کے لیے دردناک عذاب ہے۔

وَلَا یَحْسَبَنَّ الَّذِیْنَ كَفَرُوْٓا اَنَّمَا نُمْلِیْ لَهُمْ خَیْرٌ لِّاَنْفُسِهِمْ ؕ

اور کافر یہ نہ سمجھیں کہ جو مہلت ہم نے انھیں دے رکھی ہے، وہ ان کے حق میں اچھی ہے۔

اِنَّمَا نُمْلِیْ لَهُمْ لِیَزْدَادُوْٓا اِثْمًا ۚ

بلکہ یہ مہلت ان کو اس لیے دی گئی ہے کہ ان کی سیاہ کارانہ زندگی میں اور اضافہ ہی ہوتا رہے۔ (اور یہ اپنی خوشحالی میں اس قدر مگن رہیں کہ انھیں اپنے اصلاح حال کی فکر ہی نہیں ہوتی۔)

وَلَهُمْ عَذَابٌ مُّهِیْنٌ ﴿۱۷۸﴾

ان کے لیے ذلت آمیز عذاب (رسوا کن عذاب مقرر) ہے۔

مَا كَانَ اللّٰهُ لِیَذَرَ الْمُؤْمِنِیْنَ عَلٰی مَآ اَنْتُمْ عَلَیْهِ

اللہ تعالیٰ نہیں چاہتے کہ تم کو اسی حال میں پڑا رہنے دے جس میں کہ تم اب ہو۔ (یہ حالت اس وقت تک رہے گی)

حَتّٰى يَمِيْزَ الْخَبِيْثَ مِنَ الطَّيِّبِ ط

یہاں تک کہ گندگی اور پاکی پوری طرح ایک دوسرے سے ممیز نہ ہو جائے۔ (یعنی مسلمان و منافق ملے جلے نہ رہیں اہل حق اور اہل باطل گڈ مڈ نہ رہیں۔)

وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُطْلِعَكُمْ عَلَى الْغَيْبِ

اور اللہ تعالیٰ امور غیب سے ہر ایک کو مطلع نہیں کیا کرتے۔

وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَجْتَبِيْ مِنْ رُّسُلِهٖ مَنْ يَّشَآءُ ص

لیکن اللہ تعالیٰ اپنے رسولوں میں سے جن کو چاہتے ہیں، منتخب فرما لیتے ہیں۔

فَاٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖ ج

لہٰذا (غیبی امور میں) اللہ و رسول پر ایمان لاؤ۔

وَاِنْ تُؤْمِنُوْا وَتَتَّقُوْا فَلَكُمْ اَجْرٌ عَظِيْمٌ ﴿١٧٩﴾

اور اگر تم ایمان لے آؤ اور نا مرضیات الٰہی سے بچتے رہو تو تمہارے لیے اجر عظیم ہے۔

وَلَا يَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ يَبْخَلُوْنَ بِمَآ اٰتٰىهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ هُوَ خَيْرًا لَّهُمْ ط

اور وہ لوگ جن کو اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے بہت کچھ عطا کیا ہے بخل کرتے ہیں (راہِ حق میں خرچ نہیں کرتے) وہ یہ نہ سمجھیں کہ یہ بخل ان کے لیے بہتر ہے۔

بَلْ هُوَ شَرٌّ لَّهُمْ ط

بلکہ وہ ان کے حق میں برا ہے (موجبِ عذاب ہے)

سَيُطَوَّقُوْنَ مَا بَخِلُوْا بِهٖ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ط

جس مال میں وہ بخالت کرتے تھے قیامت کے دن اس مال کا طوق بنا کر ان کی گردنوں میں ڈالا جائے گا۔

وَلِلّٰهِ مِيْرَاثُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ط

(بالآخر) آسمانوں اور زمین کی میراث اللہ تعالیٰ ہی کے لیے ہے (جس قدر جلد ممکن ہو خیر خیرات میں سبقت کرے اور اس کو ذخیرہ بنائے)

وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ ﴿١٨٠﴾ ع ١٨ / ٩

اور تم جو کچھ کرتے ہو اللہ تعالیٰ اس سے باخبر ہیں۔

لَقَدْ سَمِعَ اللّٰهُ قَوْلَ الَّذِيْنَ قَالُوْٓا اِنَّ اللّٰهَ فَقِيْرٌ وَّنَحْنُ اَغْنِيَآءُ م وقف لازم

اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کا قول سن لیا جو کہتے ہیں اللہ فقیر ہے اور ہم غنی ہیں (یہ یہودیوں کا کہنا ہے۔)

توضیح: جب یہ آیت نازل ہوئی مَنْ ذَا الَّذِيْ يُقْرِضُ اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا کون ہے جو اللہ تعالیٰ کو اچھا قرض دے تو اس کا مذاق اڑاتے ہوئے یہودیوں نے کہنا شروع کیا۔ جی ہاں اللہ میاں مفلس ہو گئے ہیں اب وہ اپنے بندوں سے قرض مانگ رہے ہیں۔

سَنَكْتُبُ مَا قَالُوْا وَقَتْلَهُمُ الْاَنْۢبِيَآءَ بِغَيْرِ حَقٍّ ۙ
جو کچھ وہ کہتے ہیں ہم ابھی لکھ لیں گے۔ اور ان کے پیغمبروں کو ناحق قتل کرنا بھی (قلمبند کریں گے۔)

وَّنَقُوْلُ ذُوْقُوْا عَذَابَ الْحَرِيْقِ ﴿۱۸۱﴾
اور (قیامت کے دن) ہم ان سے کہیں گے۔ لو اب آتش جہنم کے مزے چکھو۔

ذٰلِكَ بِمَا قَدَّمَتْ اَيْدِيْكُمْ
یہ ان کاموں کی سزا ہے جو تم اپنے ہاتھوں آگے بھیجتے رہے تھے۔

وَاَنَّ اللّٰهَ لَيْسَ بِظَلَّامٍ لِّلْعَبِيْدِ ﴿۱۸۲﴾
اور اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کے لیے ظالم نہیں ہیں۔

اَلَّذِيْنَ قَالُوْٓا اِنَّ اللّٰهَ عَهِدَ اِلَيْنَآ اَلَّا نُؤْمِنَ لِرَسُوْلٍ
یہ وہ لوگ ہیں جو کہتے ہیں اللہ تعالیٰ نے ہم سے عہد لیا ہے کہ ہم کسی رسول کو اس وقت تک رسول تسلیم نہ کریں۔

حَتّٰى يَاْتِيَنَا بِقُرْبَانٍ تَاْكُلُهُ النَّارُ ؕ
جب تک وہ ہمارے سامنے ایسی قربانی نہ کرے جسے (غیب سے آکر) آگ نہ کھالے۔ (اللہ تعالیٰ نے ان سے ایسا کوئی عہد نہیں لیا)

قُلْ قَدْ جَآءَكُمْ رُسُلٌ مِّنْ قَبْلِيْ بِالْبَيِّنٰتِ وَبِالَّذِيْ قُلْتُمْ
(اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم) ان سے کہئے مجھ سے پہلے کئی ایک رسول واضح معجزات کے ساتھ آئے تھے اور اس معجزے کے ساتھ بھی جس کا تم نے ذکر کیا ہے۔ منزل ۱

فَلِمَ قَتَلْتُمُوْهُمْ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿۱۸۳﴾
پھر (ایمان لانے کے لیے یہ شرطیں پیش کرنے میں تم سچے ہو تو) ان رسولوں کو تم نے کس لیے قتل کیا؟ اگر تم سچے ہو۔

توضیح: اللہ تعالیٰ نے بعض پیغمبروں کو یہ معجزہ بخشا تھا۔ ان کی امت کے لوگ جو قربانی اور نذر و نیاز اللہ تعالیٰ کے لیے کرتے تو اس کو ایک میدان میں رکھتے آسمان سے آگ آتی اور اس کو جلا دیتی تو سمجھا جاتا تھا کہ قربانی قبول کر لی گئی۔

فَاِنْ كَذَّبُوْكَ فَقَدْ كُذِّبَ رُسُلٌ مِّنْ قَبْلِكَ
لہٰذا (اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم) اگر یہ لوگ آپؐ کو جھٹلا رہے ہیں تو آپ سے پہلے بہت سے رسول جھٹلائے جا چکے ہیں۔

جَآءُوْ بِالْبَيِّنٰتِ وَالزُّبُرِ وَالْكِتٰبِ الْمُنِيْرِ ﴿۱۸۴﴾
جو اپنے ساتھ کھلے معجزات اور صحیفے اور واضح معجزات لے آئے تھے۔

كُلُّ نَفْسٍ ذَآئِقَةُ الْمَوْتِ ؕ
بالآخر ہر شخص موت کا مزہ چکھنے والا ہے۔

توضیح: موت سے حیات کا سلسلہ ختم نہیں ہوتا موت آخرت کی زندگی کا آغاز ہے۔

وَاِنَّمَا تُوَفَّوْنَ اُجُوْرَكُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ؕ
اورتم قیامت کے دن اپنے اعمال کا پورا پورا بدل پاؤ گے۔

فَمَنْ زُحْزِحَ عَنِ النَّارِ وَاُدْخِلَ الْجَنَّةَ فَقَدْ فَازَ ؕ
لہٰذا جو کوئی نارِ جہنم سے دور رکھا گیا اور جنت میں داخل کیا گیا تو اس نے بہت بڑی کامیابی حاصل کی۔

وَمَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَآ اِلَّا مَتَاعُ الْغُرُوْرِ ۱۸۵
اور دنیا کی زندگی تو ایک دھوکے کا سامان ہے۔

لَتُبْلَوُنَّ فِيْٓ اَمْوَالِكُمْ وَاَنْفُسِكُمْ ۣ وَلَتَسْمَعُنَّ مِنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلِكُمْ
تا کہ تم کو اپنے مال اور اپنی جان کے بارے میں آزمایا جاتا رہے اور (صرف یہی نہیں بلکہ) تم اہل کتاب یہود و نصاریٰ سے۔

وَمِنَ الَّذِيْنَ اَشْرَكُوْٓا اَذًى كَثِيْرًا ؕ
اور ان لوگوں میں سے جو مشرک ہیں بڑی ہی دل آزار باتیں سنو گے۔

وَاِنْ تَصْبِرُوْا وَتَتَّقُوْا فَاِنَّ ذٰلِكَ مِنْ عَزْمِ الْاُمُوْرِ ۱۸۶
اور اگر تم (ان حالات میں) صبر و پرہیز گاری اختیار کرو گے تو یہ بڑے ہی ہمت کے کام ہیں۔

وَاِذْ اَخَذَ اللّٰهُ مِيْثَاقَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ
اور (وہ واقعہ بھی قابل ذکر ہے) جب کہ اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں سے جن کو کتاب دی گئی تھی یہ عہد لیا تھا۔

لَتُبَيِّنُنَّهٗ لِلنَّاسِ وَلَا تَكْتُمُوْنَهٗ ۬
کہ (ان کتابوں میں ان نبیٔ آخر الزماں کی جو نشانیاں اور آپؐ کی بعثت کی جو بشارتیں لکھی ہوئی ہیں) ان کو بلا کم و کاست لوگوں کے سامنے بیان کرتے رہنا اور اس میں سے کوئی بات نہ چھپانا (تا کہ لوگ ہدایت پر آجائیں)

فَنَبَذُوْهُ وَرَآءَ ظُهُوْرِهِمْ
تو انہوں نے اس عہد و اقرار کو پس پشت ڈال دیا۔

وَاشْتَرَوْا بِهٖ ثَمَنًا قَلِيْلًا ؕ فَبِئْسَ مَا يَشْتَرُوْنَ ۱۸۷
اور اس کے بدلے تھوڑی قیمت حاصل کر لی۔ کیا ہی برا سودا ہے جو انہوں نے کیا۔

توضیح : کعب بن اشرف ایک بڑا سرمایہ دار یہودی تھا۔ اس نے اپنے علماء کو بلا کر کہا کہ ہماری کتابوں میں ان نبیٔ موصوف کی جو بشارتیں لکھی ہوئی ہیں، انھیں لوگوں پر ظاہر نہ کرنا میں تم کو اس کا معقول معاوضہ دوں گا۔ لہٰذا مال و زر کی طمع میں یہ لوگ حق بات کو چھپانے لگے۔

لَا تَحۡسَبَنَّ الَّذِیۡنَ یَفۡرَحُوۡنَ بِمَاۤ اَتَوۡا
جولوگ ناپسندیدہ کاموں پر خوش ہوتے ہیں اور پسندیدہ کام نہیں کرتے۔

وَّ یُحِبُّوۡنَ اَنۡ یُّحۡمَدُوۡا بِمَا لَمۡ یَفۡعَلُوۡا
اور چاہتے ہیں کہ ایسے کاموں میں ان کی تعریف ہو جو فی الواقع انہوں نے کیے نہیں ہیں۔

فَلَا تَحۡسَبَنَّهُمۡ بِمَفَازَةٍ مِّنَ الۡعَذَابِ ۚ
ایسوں کی نسبت ہرگز نہ سمجھنا کہ وہ عذاب الٰہی سے چھٹکارا پاسکیں گے۔

وَلَهُمۡ عَذَابٌ اَلِیۡمٌ ﴿۱۸۸﴾
اور ان کے لیے دردناک عذاب ہے۔

توضیح : یہ یہودی ہیں۔ غلط مسائل بتلاتے اور نبی محترم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صفات چھپاتے اور اپنے کو عالم دین سمجھتے ہوئے خوش بھی ہوتے کہ نجات انھیں کے لیے ہے۔

وَلِلّٰهِ مُلۡكُ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ ؕ
آسمانوں اور زمین کی نافرمانی بلاشرکت غیرے اللہ تعالیٰ ہی کیلئے ہے۔

وَاللّٰهُ عَلٰی كُلِّ شَیۡءٍ قَدِیۡرٌ ﴿۱۸۹﴾ ۱۹ ع ۹ ۱۰
اور اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے۔

توضیح : دنیاوی بادشاہوں کی طرح امور سلطنت انجام دینے کے لیے کسی کو مشیر، مقرب، مصاحب بنائے بغیر اور اپنے اختیارات کا کوئی جزو عطاء کیے بغیر کائنات ارضی و سماوی کا تنہا نظم و نسق چلانے پر قادر ہیں۔

اِنَّ فِیۡ خَلۡقِ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ وَاخۡتِلَافِ الَّیۡلِ وَالنَّهَارِ لَاٰیٰتٍ لِّاُولِی الۡاَلۡبَابِ ﴿۱۹۰﴾ۚۙ
بے شک آسمانوں اور زمین کی تخلیق میں اور اختلافِ لیل و نہار اور اس کے باقاعدہ نظام میں سمجھ سے کام لینے والوں کے لیے (اللہ تعالیٰ کے الٰہ واحد معبود مستعان، حاجت روا، مشکل کشا، کارساز ہونے کی) کس قدر نشانیاں ہیں۔

الَّذِیۡنَ یَذۡكُرُوۡنَ اللّٰهَ قِیٰمًا وَّقُعُوۡدًا وَّعَلٰی جُنُوۡبِهِمۡ
جولوگ اٹھتے بیٹھتے پہلو بدلتے ہر حال ذکر اللہ میں لگے رہتے ہیں۔

وَیَتَفَكَّرُوۡنَ فِیۡ خَلۡقِ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ ۚ
اور تخلیق ارضی و سماوی میں غور و فکر کرتے رہتے ہیں۔

رَبَّنَا مَا خَلَقۡتَ هٰذَا بَاطِلًا ۚ | (کہتے ہیں) اے ہمارے پروردگار آپ نے یہ ساری کائنات (بے فائدہ، بے نتیجہ اور) بیکار نہیں پیدا کی (اس کا ایک انجام آخرت بھی ہے کسی شئے کا بے مقصد پیدا کرنا یہ بھی ایک نقص ہے)

سُبۡحٰنَكَ فَقِنَا عَذَابَ النَّارِ ﴿۱۹۱﴾ | حق تعالیٰ آپ ہر ایسے نقص، عیب سے پاک ہیں پس ہمیں آگ کے عذاب سے بچایئے۔

رَبَّنَاۤ اِنَّكَ مَنۡ تُدۡخِلِ النَّارَ فَقَدۡ اَخۡزَيۡتَهٗ ؕ | اے ہمارے پروردگار آپ نے جس کسی کو دوزخ میں داخل کر دیا تو آپ نے اس کی بڑی رسوائی کی۔

وَمَا لِلظّٰلِمِيۡنَ مِنۡ اَنۡصَارٍ ﴿۱۹۲﴾ | اور ظالموں (یعنی مشرکوں) کے لیے کوئی مدد کرنے والا نہ ہوگا۔

توضیح: جن لوگوں کا یہ عقیدہ ہے کہ پیغمبر بزرگان دین قیامت کے دن انھیں بخشوالیں گے۔ ان کا یہ عقیدہ ان کے کام نہ آئے گا۔ ایسا عقیدہ شرک ہے۔

عقیدہ میں شرک کی آمیزش ہو تو کوئی عبادت قبول نہیں ہوتی خواہ (وہ نماز۔ روزہ۔ حج۔ زکوۃ ہی کیوں نہ ہو)

رَبَّنَاۤ اِنَّنَا سَمِعۡنَا مُنَادِيًا يُّنَادِىۡ لِلۡاِيۡمَانِ | کہتے ہیں اے ہمارے پروردگار ہم نے ایک ندا کرنے والے کی ندا سنی کہ وہ ایمان لانے کی دعوت دے رہے ہیں۔ (محمد صلی اللہ علیہ وسلم مراد ہیں)

اَنۡ اٰمِنُوۡا بِرَبِّكُمۡ فَاٰمَنَّا ۖ | کہ تم اپنے پروردگار پر ایمان لاؤ پس ہم ایمان لے آئے اللہ تعالیٰ ہی کو مستعان، خالق، رب مان لیا۔

رَبَّنَا فَاغۡفِرۡ لَنَا ذُنُوۡبَنَا وَكَفِّرۡ عَنَّا سَيِّاٰتِنَا وَتَوَفَّنَا مَعَ الۡاَبۡرَارِ ۚ ﴿۱۹۳﴾ | اور کہتے ہیں اے ہمارے پروردگار ہمارے گناہوں کو معاف فرما دیجئے اور ہم سے ہماری برائیوں کو دور کیجئے۔ اور ہمارا خاتمہ نیک لوگوں کے ساتھ کر دیجئے۔

رَبَّنَا وَاٰتِنَا مَا وَعَدۡتَّنَا عَلٰى رُسُلِكَ | اے ہمارے پروردگار ہمیں وہ سب کچھ عطا کیجئے جس کا آپ نے اپنے رسولوں سے وعدہ فرمایا ہے۔

وَلَا تُخۡزِنَا يَوۡمَ الۡقِيٰمَةِ ؕ اِنَّكَ لَا تُخۡلِفُ الۡمِيۡعَادَ ﴿۱۹۴﴾ | اور ہم کو قیامت کے دن ذلیل و رسوا نہ کیجئے یقیناً آپ وعدہ خلافی نہیں فرماتے۔ (آپ کا وعدہ سچا ہے۔)

فَاسۡتَجَابَ لَهُمۡ رَبُّهُمۡ | لہٰذا ان کے پروردگار نے ان کا یہ معروضہ قبول فرما لیا اور فرمایا۔

منزل ۱

اَنِّیْ لَاۤ اُضِیْعُ عَمَلَ عَامِلٍ مِّنْكُمْ مِّنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى ۚ بَعْضُكُمْ مِّنْۢ بَعْضٍ ۚ

میں تم میں سے کسی نیک عمل کرنے والے کے عمل کو ضائع نہیں کروں گا چاہے وہ مرد ہوں یا عورت (کیونکہ) تم سب ایک دوسرے کی جنس ہو۔

فَالَّذِیْنَ هَاجَرُوْا وَاُخْرِجُوْا مِنْ دِیَارِهِمْ

لہٰذا جنہوں نے دین حق کے لیے ہجرت کی اور جو اپنے گھروں سے نکالے گئے۔

وَاُوْذُوْا فِیْ سَبِیْلِیْ وَقٰتَلُوْا وَقُتِلُوْا

اور وہ جو میری راہ میں ستائے گئے اور (اہل باطل سے) لڑے۔ ڈرائے گئے (مارے اور مر گئے) اور قتل کئے گئے

لَاُكَفِّرَنَّ عَنْهُمْ سَیِّاٰتِهِمْ

یقیناً میں ان سب کی برائیاں ان سے دور کروں گا۔

وَلَاُدْخِلَنَّهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ۚ

اور میں ان کو ایسے باغوں میں داخل کروں گا جن کے نیچے نہریں بہتی ہوں گی۔

ثَوَابًا مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ ؕ وَاللّٰهُ عِنْدَهٗ حُسْنُ الثَّوَابِ ۝۱۹۵

اللہ تعالیٰ کے پاس ان کا یہ بدلہ ہے اللہ تعالیٰ کے پاس نیکوکاروں کے لیے بڑا ہی اچھا صلہ ہے۔

لَا یَغُرَّنَّكَ تَقَلُّبُ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا فِی الْبِلَادِ ؕ۝۱۹۶

(اے نبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) (بہ غرض تجارت) کافروں کی چہل پہل (یا ان کی خوشحالی) کہیں آپ کو دھوکہ میں نہ ڈالے۔

مَتَاعٌ قَلِیْلٌ ۫ ثُمَّ مَاْوٰىهُمْ جَهَنَّمُ ؕ وَبِئْسَ الْمِهَادُ ۝۱۹۷

یہ (دنیا جو کافروں کے پاس ہے) یہ چندروزہ سامان زندگی ہے۔ پھر ان کا ٹھکانا جہنم ہے اور وہ بہت ہی بری جگہ ہے۔

لٰكِنِ الَّذِیْنَ اتَّقَوْا رَبَّهُمْ

لیکن جو لوگ اپنے پروردگار (کے احکام کی خلاف ورزی کے انجام) سے ڈرتے ہیں،

لَهُمْ جَنّٰتٌ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِیْنَ فِیْهَا

ان کے لیے باغ ہیں جن کے نیچے نہریں بہتی ہوں گی جس میں وہ ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے۔

نُزُلًا مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ ؕ

اللہ تعالیٰ کے ہاں ان کی مہمانی ہوگی۔

وَمَا عِنْدَ اللّٰهِ خَیْرٌ لِّلْاَبْرَارِ ۝۱۹۸

اور جو کچھ اللہ تعالیٰ کے پاس ہے نیک لوگوں کے لیے ابدی زندگی کا بہترین سرمایہ ہے۔

وَاِنَّ مِنۡ اَهۡلِ الۡكِتٰبِ لَمَنۡ يُّؤۡمِنُ بِاللّٰهِ وَمَاۤ اُنۡزِلَ اِلَيۡكُمۡ وَمَاۤ اُنۡزِلَ اِلَيۡهِمۡ

اوراہل کتاب میں سے بعض ایسے بھی ہیں جواللہ تعالیٰ پراوراس کتاب پر جوآپؐ کی طرف نازل کی گئی ہے اوراس کتاب پر جوان کی طرف نازل کی گئی تھی، ایمان لاتے ہیں (حضرت عبداللہ بن سلام اوران کے ساتھی نجاشی اوران کے ماتحتین مراد ہیں)

خٰشِعِيۡنَ لِلّٰهِ ۙ لَا يَشۡتَرُوۡنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ ثَمَنًا قَلِيۡلًا ؕ

اللہ تعالیٰ کے احکام کے آگے جھکے رہتے ہیں اللہ تعالیٰ کے احکام کوکسی قیمت پرنہیں بیچتے۔

اُولٰٓـئِكَ لَهُمۡ اَجۡرُهُمۡ عِنۡدَ رَبِّهِمۡ ؕ اِنَّ اللّٰهَ سَرِيۡعُ الۡحِسَابِ ﴿۱۹۹﴾

یہ وہ لوگ ہیں جن کے نیک اعمال کا بدل ان کے پروردگار کے پاس ہے۔بے شک اللہ تعالیٰ جلدحساب لینے والے ہیں۔

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيۡنَ اٰمَنُوا اصۡبِرُوۡا وَصَابِرُوۡا

ائے وہ لوگو! جوایمان لائے ہو(مصائب وآفات میں) صبر سے کام لو اور(دین پر) استقامت اختیارکرو۔

وَرَابِطُوۡا ۚ قف

اور(جہاد کی صورت میں) مورچوں پر جمے رہو۔

وَاتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمۡ تُفۡلِحُوۡنَ ﴿۲۰۰﴾ ع ۲۰ / ۱۱

اوراللہ تعالیٰ سے ڈرو۔یعنی احکام الٰہی کی خلاف ورزی کے انجام کومستحضر رکھو(یہ ہدایتیں اسلئے دی گئی ہیں) تاکہ تم فلاح آخرت حاصل کرسکو۔

سورۃ النسآء

سورۂ نساء مدنی ہےاوراس میں ایک سوچھتر آیتیں اور چوبیس رکوع ہیں۔

تمھید: مشرکانہ عقائد، ملائکہ پرستی، بزرگ پرستی، انبیاء پرستی وغیرہ سے تائب ہوکر جوحضرات ایمان باللہ اورایمان بالآخرت کی الٰہی تعلیمات سے سرفراز ہورہے تھے۔ضرورت تھی کہ ان کی معاشرت ومعیشت کی بھی اصلاح کردی جائے۔ جاہلیت کے دور میں عورت کا کوئی مقام نہ تھا۔اس کے کوئی حقوق نہ تھے نہ اس کے جذبات واحساسات کا کوئی پاس ولحاظ۔ ہرطرف افراط وتفریط تھی۔بیرون خانہ مرد کے لیے ذریعہ عیش ونشاط تھی تو درون خانہ باندی۔آج بھی کسی قوم کے پاس عورت کا مقام جوتی کے پاس ہے توکسی کے پاس سر پر۔معاشرے میں عورت کا جو صحیح مقام ہے اس سورۃ میں اللہ تعالیٰ نے وہ مقام اس کوعطا فرمایا ہے۔موضوع کے لحاظ سے اس سورۃ کا نام النساء ہے۔

حق کی آواز جوں جوں پھیلتی جارہی تھی منافقین ومشرکین اس کواپنے لیے سامان موت سمجھ رہے تھے۔اس لیے وہ اپنی شرارتوں میں بھی پیش پیش تھے۔اس سورۃ میں منافقین کی روش اورنفاق کی علامتوں کا بیان ہے(جہاں بالسیف کا سلسلہ شروع ہوچکا تھا،اس لیےاس کے متعلق بھی احکام جاری ہوئے۔)

آیاتہا ۱۷۶ (۴) سُوْرَةُ النِّسَآءِ مَدَنِيَّةٌ (۹۲) رکوعھا ۲۴

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

اللہ تعالیٰ کے نام سے جو رحمٰن و رحیم ہیں۔

يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّكُمُ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ	اے لوگو اپنے پروردگار سے ڈرتے رہو جس نے تم کو ایک شخص واحد آدم علیہ السلام سے پیدا کیا۔
وَّخَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا وَبَثَّ مِنْهُمَا رِجَالًا كَثِيْرًا وَّنِسَآءً ۚ	اور (ابتداء) اسی سے اس کا جوڑا بنایا اور پھر دونوں کے باہمی اختلاط سے بہت سے مرد وعورت پیدا کیے۔
وَاتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِيْ تَسَآءَلُوْنَ بِهٖ وَالْاَرْحَامَ ؕ	اللہ تعالیٰ سے ڈرو اللہ تعالیٰ کے احکام کا پاس ولحاظ رکھو جس کا نام لے کر تم ایک دوسرے سے اپنے حقوق کا مطالبہ کرتے ہو (رشتے اور قرابت داری کے تعلقات بگاڑنے سے احتراز کرو۔ آپس میں بدسلوکی نہ کرو)
اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلَيْكُمْ رَقِيْبًا ①	یقیناً اللہ تعالیٰ تم پر (تمہارے اعمال پر) نظر رکھے ہوئے ہیں (نگران ہیں)

منزل ۱

توضیح: معاشرے کا ایک بگاڑ یتیموں کی حق تلفی بھی تھی۔ اسکی اصلاح کے لیے ابتداءً یتیموں کے حقوق اور احکام ارشاد ہیں۔

وَاٰتُوا الْيَتٰمٰۤى اَمْوَالَهُمْ وَلَا تَتَبَدَّلُوا الْخَبِيْثَ بِالطَّيِّبِ ۪	اور یتیموں کا مال (جو تمہاری تحویل میں ہو بچے بالغ ہو جائیں تو) ان کے حوالے کردو۔ اور ان کے پاکیزہ اور عمدہ مال کو اپنے ناقص و ناکارہ مال سے نہ بدلو۔
وَلَا تَاْكُلُوْۤا اَمْوَالَهُمْ اِلٰۤى اَمْوَالِكُمْ ؕ	اور نہ ان کا مال اپنے مال میں ملا کر کھا جاؤ۔
اِنَّهٗ كَانَ حُوْبًا كَبِيْرًا ②	کیونکہ یہ بڑا بھاری گناہ ہے۔

نوٹ:۔ ایک ہی آیت میں تین اصلاحی ہدایتیں دی گئی ہیں۔

۱) یتیموں کے بالغ ہونے کے بعد ان کا مال انھیں واپس کر دیا جانا چاہئے۔

۲) اپنا خراب مال ان کے اچھے مال سے نہ بدلنا۔

۳) مستطیع حضرات ان کے مال کی نگرانی اور ان کی جائیداد کی حفاظت کا کوئی معاوضہ نہ لیں۔

وَاِنْ خِفْتُمْ اَلَّا تُقْسِطُوْا فِي	اور اگر تمہیں اندیشہ لاحق ہو کہ یتیم لڑکیوں کے بارے میں انصاف نہ

الْيَتٰمٰى
کرسکوگے۔

فَانْكِحُوْا مَا طَابَ لَكُمْ مِّنَ النِّسَآءِ
توتم اپنے پسند کی دوسری عورتوں سے نکاح کرو۔

مَثْنٰى وَثُلٰثَ وَرُبٰعَ ۚ
دو، دو تین تین یا چار چار (وقت واحد میں چار سے زیادہ بیویاں رکھنے کی اجازت نہیں ہے)

فَاِنْ خِفْتُمْ اَلَّا تَعْدِلُوْا فَوَاحِدَةً
پھر اگر تم کو اندیشہ ہو کہ ان کے حقوق کی ادائیگی میں انصاف نہ کرسکو گے تو ایک ہی ہو۔

نوٹ: تعدادِ ازدواج کی اجازت عدل کی شرط سے مشروط ہے۔

اَوْ مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ ؕ
یا لونڈی جس کے تم مالک ہو۔

ذٰلِكَ اَدْنٰٓى اَلَّا تَعُوْلُوْا ﴿۳﴾
یہ طریقہ قرین انصاف ہے کہ تم زیادتی اور ناانصافی سے بچ جاؤ گے۔

وَاٰتُوا النِّسَآءَ صَدُقٰتِهِنَّ نِحْلَةً ؕ
اور عورتوں کو ان کے مہر خوشدلی کے ساتھ ادا کرو۔

فَاِنْ طِبْنَ لَكُمْ عَنْ شَيْءٍ مِّنْهُ نَفْسًا فَكُلُوْهُ هَنِيْٓـًٔا مَّرِيْٓـًٔا ﴿۴﴾
ہاں وہ اگر تم کو اپنی خوشی سے (کسی دباؤ کے بغیر) مہر کا کچھ حصہ دے دیں تو شوق سے کھاؤ۔

وَلَا تُؤْتُوا السُّفَهَآءَ اَمْوَالَكُمُ الَّتِيْ جَعَلَ اللّٰهُ لَكُمْ قِيٰمًا
اور اپنا وہ مال جسے اللہ تعالیٰ تمہاری بقائے حیات (وبقائے دین) کے لیے سببِ معیشت بنایا ہے۔ اس کو (نادانوں) بے وقوفوں کے حوالے مت کرو۔ (کیوں کہ وہ اس کو بے جا و بے محل خرچ کرکے برباد کردیں گے)

وَّارْزُقُوْهُمْ فِيْهَا وَاكْسُوْهُمْ وَقُوْلُوْا لَهُمْ قَوْلًا مَّعْرُوْفًا ﴿۵﴾
اور انھیں اس میں سے کھلاتے اور پہناتے رہو۔ اور ان سے تسکین خاطر کی باتیں کرتے رہو۔

توضیح: اس طرح کہ یہ مال تمہارے لیے ہی ہے۔ ابھی تم میں اتنی سمجھ پیدا نھیں ہوئی ہے کہ تم اپنا مال سوچ سمجھ کر خرچ کرسکو اس لیے فی الحال اس کا تمہارے ہاتھ دینا مناسب نہیں۔ باشعور ہو جاؤ گے تو تمھیں ہی دے دیا جائے گا۔

وَابْتَلُوا الْيَتٰمٰى حَتّٰٓى اِذَا بَلَغُوا النِّكَاحَ ۚ
اور یتیموں کو بالغ ہونے تک (انھیں کے مال سے انھیں) کاروبار میں مصروف رکھ کر آزماؤ (کہ وہ کس حد تک اپنے قدموں پر کھڑے رہ سکتے ہیں۔)

منزل ۱

فَاِنۡ اٰنَسۡتُمۡ مِّنۡهُمۡ رُشۡدًا فَادۡفَعُوۡۤا اِلَيۡهِمۡ اَمۡوَالَهُمۡ ۚ	اور جب دیکھو کہ ان میں اپنے نفع وضرر کو سمجھنے کی کافی صلاحیت پیدا ہوچکی ہے۔(اور وہ نیکی کی راہ پر گامزن ہوچکے ہیں) توان کا مال ان کے حوالے کردو۔
وَلَا تَاۡكُلُوۡهَاۤ اِسۡرَافًا وَّبِدَارًا اَنۡ يَّكۡبَرُوۡا ؕ	اوران کا مال بیجا طور پر نہ کھاؤ اور نہ اس لیے خرچ کرڈالو کہ وہ بڑے ہوکراپنے مال کا مطالبہ کریں گے۔
وَمَنۡ كَانَ غَنِيًّا فَلۡيَسۡتَعۡفِفۡ ۚ	اورتم میں جوصاحبِ استطاعت ہوں تو چاہیے کہ یتیموں کے مال کی حفاظت ونگہداشت کا کوئی معاوضہ نہ لے۔
وَمَنۡ كَانَ فَقِيۡرًا فَلۡيَاۡكُلۡ بِالۡمَعۡرُوۡفِ ؕ	اور جوغیر مستطیع ہو(بقدر ضرورت) جائز اورمناسب مقدار میں کھاسکتا ہے۔
فَاِذَا دَفَعۡتُمۡ اِلَيۡهِمۡ اَمۡوَالَهُمۡ فَاَشۡهِدُوۡا عَلَيۡهِمۡ ؕ	پھر جب تم یتیموں کا مال ان کے حوالے کرنا چاہوتوان پر گواہ کرلو(تاکہ بعد میں کوئی اعتراض نہ کرسکے)
وَكَفٰى بِاللّٰهِ حَسِيۡبًا ۞ ۶	اور(پائی پائی کا) حساب لینے کے لیے اللہ تعالیٰ کافی ہے۔

منزل ۱

توضیح : معاشرے کی دوسری خرابی وراثت کی غلط تقسیم تھی جوآج بھی معاشرے میں پائی جاتی ہے۔اس خرابی کی اصلاح کے احکام دیئے جارہے ہیں۔

لِلرِّجَالِ نَصِيۡبٌ مِّمَّا تَرَكَ الۡوَالِدٰنِ وَالۡاَقۡرَبُوۡنَ ۖ	مردوں کے لیے اس مال میں حصہ ہے جوماں باپ اور رشتہ دار چھوڑ جائیں۔
وَلِلنِّسَآءِ نَصِيۡبٌ مِّمَّا تَرَكَ الۡوَالِدٰنِ وَالۡاَقۡرَبُوۡنَ	اورعورتوں کے لیے بھی حصہ ہے اس متروکہ میں جوماں باپ اوررشتہ دار چھوڑ جائیں۔
مِمَّا قَلَّ مِنۡهُ اَوۡ كَثُرَ ؕ نَصِيۡبًا مَّفۡرُوۡضًا ۞ ۷	متروکہ چاہے زیادہ ہو یاکم یہ حصے اللہ تعالیٰ کے مقرر کیے ہوئے ہیں۔
وَاِذَا حَضَرَ الۡقِسۡمَةَ اُولُوا الۡقُرۡبٰى وَالۡيَتٰمٰى وَالۡمَسٰكِيۡنُ فَارۡزُقُوۡهُمۡ مِّنۡهُ	اورمیراث کی تقسیم کے موقع پرکنبہ وبرادری کے غریب غیروارث اوردیگر محتاج ومساکین آجائیں توانھیں بھی اس میں سے کچھ نہ کچھ دیا کرو۔

وَقُوۡلُوۡا لَهُمۡ قَوۡلًا مَّعۡرُوۡفًا ۸ اوران سے اچھے انداز میں بات چیت کرو (یعنی ایسی باتیں نہ کہو۔ جن سے ان کی دل شکنی ہو۔)

وَلۡيَخۡشَ الَّذِيۡنَ لَوۡ تَرَكُوۡا مِنۡ خَلۡفِهِمۡ ذُرِّيَّةً ضِعٰفًا خَافُوۡا عَلَيۡهِمۡ ۖ اورلوگوں کواس خیال سے ڈرنا چاہئے کہ اگر وہ خود اپنے پیچھے بے بس اولاد چھوڑتے تو انھیں اپنے مرتے وقت بچوں کے تعلق سے کیسے کیسے اندیشے لاحق ہوتے۔

فَلۡيَتَّقُوا اللّٰهَ وَلۡيَقُوۡلُوۡا قَوۡلًا سَدِيۡدًا ۹ پس چاہئے کہ وہ اللہ تعالیٰ سے ڈریں اور (ان ناداروں یتیموں سے) تسکین ودلاسے کی باتیں کریں (ان کے آجانے پر برہمی کا اظہار نہ کریں)

اِنَّ الَّذِيۡنَ يَاۡكُلُوۡنَ اَمۡوَالَ الۡيَتٰمٰى ظُلۡمًا اِنَّمَا يَاۡكُلُوۡنَ فِىۡ بُطُوۡنِهِمۡ نَارًا ؕ وَسَيَصۡلَوۡنَ سَعِيۡرًا ۱۰ جولوگ یتیموں کا مال ناجائز طور پر کھاتے ہیں یقیناً وہ اپنے پیٹ میں آگ بھر لیتے ہیں اور وہ عنقریب بھڑکتی ہوئی آگ میں جھونکے جائیں گے۔

منزل ۱ ع۱۲

توضیح: ترکہ میں سے بہ عنوان زیارت، چہلم، برسی وغیرہ عمدہ عمدہ کھانے پکانا اور کھلانا گویا یتیموں کا مال بیجا طور پر صرف کرنا ہے۔ ایسے غلط اعمال سے سختی کے ساتھ روکا گیا ہے۔ اور تاکید کی گئی ہے کہ نابالغ حصہ دار بچوں کی میراث کا مال فضولیات میں خرچ نہ کیا جائے بلکہ ان کے بلوغ تک حفاظت سے رکھا جائے۔

يُوۡصِيۡكُمُ اللّٰهُ فِىۡۤ اَوۡلَادِكُمۡ ۖ لِلذَّكَرِ مِثۡلُ حَظِّ الۡاُنۡثَيَيۡنِ ۚ تمہاری اولاد کے بارے میں اللہ تعالیٰ تمہیں نصیحت کرتے ہیں۔ ایک لڑکے کا حصہ دو لڑکیوں کے حصے کے برابر ہے۔

فَاِنۡ كُنَّ نِسَآءً فَوۡقَ اثۡنَتَيۡنِ اگر میت کی وارث دو سے زیادہ لڑکیاں ہوں۔

فَلَهُنَّ ثُلُثَا مَا تَرَكَ ۚ انھیں ترکہ کا دو تہائی حصہ ملے گا (یعنی ترکہ کے تین حصے کیے جائیں گے۔ اس میں دو حصے تمام لڑکیوں میں مساوی تقسیم ہوں گے۔)

وَاِنۡ كَانَتۡ وَاحِدَةً فَلَهَا النِّصۡفُ ؕ اور اگر ایک لڑکی ہو تو نصف ترکہ پائے گی۔

وَلِاَبَوَيۡهِ لِكُلِّ وَاحِدٍ مِّنۡهُمَا السُّدُسُ مِمَّا تَرَكَ اِنۡ كَانَ لَهٗ وَلَدٌ ۚ اور ماں باپ کے لیے یعنی دونوں میں سے ہر ایک کے لیے میت کے ترکہ میں سے چھٹا چھٹا حصہ ہے۔ اگر میت کی اولاد ہو۔

فَاِنْ لَّمْ يَكُنْ لَّهٗ وَلَدٌ وَّوَرِثَهٗٓ اَبَوٰهُ فَلِاُمِّهِ الثُّلُثُ ۚ
پھر اگر میت کی اولاد نہ ہو۔ اور اس کے ماں باپ اس کے وارث ہوں۔ تو اس کی ماں کا حصہ ایک تہائی ہے۔

فَاِنْ كَانَ لَهٗٓ اِخْوَةٌ فَلِاُمِّهِ السُّدُسُ مِنْۢ بَعْدِ وَصِيَّةٍ يُّوْصِيْ بِهَآ اَوْ دَيْنٍ ؕ
پھر اگر میت کے بھائی بہن بھی ہوں تو اس کی ماں کو چھٹا حصہ ملے گا (ترکہ کی یہ تقسیم) میت کی وصیت کی تکمیل اور قرض کی ادائیگی کے بعد ہوگی۔

توضیح: مرنے والے نے مرنے سے قبل ایسی کوئی وصیت کردی تھی کہ میرے مال کا کچھ حصہ فلاں شخص کو دیا جائے یا کسی نیک کام میں خرچ کیا جائے تو تقسیم سے پہلے اس وصیت پر عمل کیا جائے گا۔ اور اگر مرنے والا مقروض ہو تو تقسیم سے پہلے قرض ادا کیا جائے گا۔ نیز بیوی کا مہر نہیں ادا کیا ہے تو وہ دین (قرض) میں شمار ہوگا۔

قرض وصیت پر مقدم ہے۔ یعنی پہلے قرض ادا ہوگا اس کے بعد وصیت پر عمل ہوگا۔ اس کے بعد متروکہ حسب ہدایت تقسیم ہوگا۔ مگر ہدایت الٰہی میں وصیت کا ذکر پہلے ہے۔ اور قرض کا بعد۔ وجہ یہ ہے کہ وصیت چھپائی جاسکتی ہے اور دین چھپایا نہیں جاسکتا۔ اس لیے شرارت نفس سے پوری طرح محفوظ رہنے کے لیے وصیت پر عمل کرنے کی ہدایت پہلے کی گئی ہے۔

نیز متروکہ میں سے تکفین و تدفین کے اخراجات پہلے نکالے جائیں گے۔ اس کے بعد وصیت اور دین کی ادائی اور تقسیم وراثت عمل میں آئے گی۔ منزل ۱

اٰبَآؤُكُمْ وَاَبْنَآؤُكُمْ لَا تَدْرُوْنَ اَيُّهُمْ اَقْرَبُ لَكُمْ نَفْعًا ؕ فَرِيْضَةً مِّنَ اللّٰهِ ؕ
تم نہیں جانتے کہ تمہارے باپ، دادا، بیٹوں اور پوتوں میں سے فائدے کے لحاظ سے کون تم سے زیادہ قریب ہیں۔ یہ حصے اللہ تعالیٰ کے مقرر کیے ہوئے ہیں۔

اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِيْمًا حَكِيْمًا ۝١١
بے شک اللہ تعالیٰ بڑے ہی جاننے والے حکمت والے ہیں۔

توضیح: وراثت کی یہ تقسیم نہایت ہی عالمانہ وحکیمانہ ہے اس کے خلاف جو تقسیم ہوگی وہ جاہلانہ واحمقانہ ہوگی آج جو قومیں مہذب اور ترقی یافتہ کہلاتی ہیں، ان کے پاس تقسیم وراثت کا جو طریقہ ہے وہ غیر حکیمانہ اور جاہلانہ ہے۔

وَلَكُمْ نِصْفُ مَا تَرَكَ اَزْوَاجُكُمْ اِنْ لَّمْ يَكُنْ لَّهُنَّ وَلَدٌ ۚ
اور تمہارے لیے اس ترکہ میں سے نصف حصہ ہے جو تمہاری بیویاں چھوڑ جائیں، اس صورت میں جب کہ انھیں اولاد نہ ہو۔

فَاِنْ كَانَ لَهُنَّ وَلَدٌ فَلَكُمُ الرُّبُعُ مِمَّا تَرَكْنَ مِنْۢ بَعْدِ وَصِيَّةٍ
اور اگر وہ عورتیں صاحب اولاد ہوں تو عورتوں کے ترکہ میں تمہارا چوتھائی حصہ ہے میت کی وصیت اور دَین کی ادائی کے بعد۔

يُّوۡصِيۡنَ بِهَاۤ اَوۡ دَيۡنٍ ؕ

وَلَهُنَّ الرُّبُعُ مِمَّا تَرَكۡتُمۡ اِنۡ لَّمۡ يَكُنۡ لَّكُمۡ وَلَدٌ ۚ — اور اگر تم کو اولاد نہ ہو تو تمہارے ترکہ میں تمہاری بیویاں چوتھائی حصہ پائیں گی۔

فَاِنۡ كَانَ لَكُمۡ وَلَدٌ فَلَهُنَّ الثُّمُنُ مِمَّا تَرَكۡتُمۡ مِّنۡۢ بَعۡدِ وَصِيَّةٍ تُوۡصُوۡنَ بِهَاۤ اَوۡ دَيۡنٍ ؕ — اور اگر تمہیں اولاد ہو تو تمہاری بیویوں کا آٹھواں حصہ ہوگا تمہاری وصیت کی تعمیل کے بعد جو تم نے کی ہو یا قرض کی ادائی کے بعد (حصے تقسیم کیے جائیں گے)

وَاِنۡ كَانَ رَجُلٌ يُّوۡرَثُ كَلٰلَةً اَوِ امۡرَاَةٌ — اور اگر ایسے مرد یا عورت کی میراث ہو۔ جو صاحب اولاد ہی نہ ہو اور جس کے ماں باپ بھی نہ ہوں۔

وَّلَهٗۤ اَخٌ اَوۡ اُخۡتٌ فَلِكُلِّ وَاحِدٍ مِّنۡهُمَا السُّدُسُ ۚ — اور اس کا ایک بھائی اور بہن ہو تو ان میں سے ہر ایک کو چھٹا حصہ ہے۔

فَاِنۡ كَانُوۡۤا اَكۡثَرَ مِنۡ ذٰلِكَ فَهُمۡ شُرَكَآءُ فِى الثُّلُثِ — پھر اگر بھائی بہن ایک سے زیادہ ہوں۔ تو کل ترکہ کے ایک تہائی میں سب شریک ہوں گے۔

مِنۡۢ بَعۡدِ وَصِيَّةٍ يُّوۡصٰى بِهَاۤ اَوۡ دَيۡنٍ ۙ غَيۡرَ مُضَآرٍّ ۚ وَصِيَّةً مِّنَ اللّٰهِ ؕ — یہ حصے بعد ادائے وصیت و قرض بشرطیکہ مرنے والے نے ان میں کسی کا نقصان نہ کیا ہو۔ یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک ہدایت ہے۔

وَاللّٰهُ عَلِيۡمٌ حَلِيۡمٌ ؕ ﴿۱۲﴾ — اور اللہ تعالیٰ بڑے ہی جاننے والے اور نہایت ہی حلم والے ہیں۔

توضیح: بندوں کی بعض قابل گرفت باتوں کو بہ کمال رحمت گوارہ فرمالیتے ہیں۔

تِلۡكَ حُدُوۡدُ اللّٰهِ ؕ — (وراثت کے) یہ تمام احکام اللہ تعالیٰ کی مقرر کی ہوئی حدیں ہیں۔

وَمَنۡ يُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوۡلَهٗ يُدۡخِلۡهُ جَنّٰتٍ تَجۡرِىۡ مِنۡ تَحۡتِهَا الۡاَنۡهٰرُ — جو کوئی اللہ اور رسول کی اطاعت کرے گا اس کو جنت میں داخل کیا جائے گا۔ جس کی نیچے نہریں بہتی ہوں گی۔

خٰلِدِيۡنَ فِيۡهَا ؕ — (خوش ذائقہ پانی اور بہترین میووں کے رس کی نہریں جس میں وہ ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے۔)

منزل ۱

وَذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ﴿۱۳﴾ — اور یہ بہت بڑی کامیابی ہے۔

وَمَنْ يَّعْصِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَيَتَعَدَّ حُدُوْدَهٗ — اور جو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی نافرمانی کریگا اور اللہ تعالیٰ کی مقرر کی ہوئی حدوں سے تجاوز کرے گا (یعنی حسب ہدایت میراث تقسیم نہ کریگا۔)

يُدْخِلْهُ نَارًا خَالِدًا فِيْهَا ۪ — اس کو دوزخ کی آگ میں داخل کیا جائیگا جس میں وہ ہمیشہ ہمیشہ رہے گا۔

وَلَهٗ عَذَابٌ مُّهِيْنٌ ﴿۱۴﴾ — اور اس کے لیے ذلت آمیز عذاب ہے۔ ع ۲/۱۳

وَالّٰتِيْ يَاْتِيْنَ الْفَاحِشَةَ مِنْ نِّسَآئِكُمْ — تمہاری عورتوں میں سے جو کوئی بدکاری کا ارتکاب کر بیٹھیں۔

فَاسْتَشْهِدُوْا عَلَيْهِنَّ اَرْبَعَةً مِّنْكُمْ ۚ — ان پر اپنے لوگوں میں چار اشخاص کی گواہی لو۔

فَاِنْ شَهِدُوْا فَاَمْسِكُوْهُنَّ فِي الْبُيُوْتِ حَتّٰى يَتَوَفّٰىهُنَّ الْمَوْتُ — پھر اگر چار مسلمان عورت کی بدکاری کی گواہی دیں تو ان عورتوں کو اپنے گھروں میں بند رکھو۔ تا آنکہ انھیں موت آجائے۔

اَوْ يَجْعَلَ اللّٰهُ لَهُنَّ سَبِيْلًا ﴿۱۵﴾ — یا اللہ تعالیٰ ان کے متعلق کوئی اور سبیل پیدا کردے۔ منزل ۱

وَالَّذٰنِ يَاْتِيٰنِهَا مِنْكُمْ فَاٰذُوْهُمَا ۚ — اور جو دو مرد تم میں سے بدکاری کریں تو انھیں اذیت پہنچاؤ (اذیت کس شکل سے دی جائے گی اس کا تعین امیر وقت کرے گا)

فَاِنْ تَابَا وَاَصْلَحَا فَاَعْرِضُوْا عَنْهُمَا ۭ — پھر اگر وہ توبہ کریں اور نیک کار ہو جائیں تو ان کا پیچھا چھوڑ دو لوگوں میں ان کی برائی بیان کرتے نہ پھرو۔

اِنَّ اللّٰهَ كَانَ تَوَّابًا رَّحِيْمًا ﴿۱۶﴾ — بے شک اللہ تعالیٰ توبہ قبول کرنے والے اور مہربان ہیں۔

اِنَّمَا التَّوْبَةُ عَلَى اللّٰهِ لِلَّذِيْنَ يَعْمَلُوْنَ السُّوْٓءَ بِجَهَالَةٍ ثُمَّ يَتُوْبُوْنَ مِنْ قَرِيْبٍ — بے شک اللہ تعالیٰ ان لوگوں کی توبہ قبول فرماتے ہیں جو نادانی سے کوئی برا کام کر بیٹھتے ہیں پھر فوراً ہی (اللہ تعالیٰ کے خوف سے) نادم اور تائب ہو جاتے ہیں۔

فَاُولٰٓئِكَ يَتُوْبُ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ ۭ — پس ایسے ہی لوگوں کے حال پر اللہ تعالیٰ توجہ اور مہربانی فرماتے ہیں۔

وَكَانَ اللّٰهُ عَلِيْمًا حَكِيْمًا ﴿۱۷﴾ — اور اللہ تعالیٰ (سب کچھ) جاننے والے حکمت والے ہیں۔ (بندوں کے تعلق سے جو بھی تجویز فرماتے ہیں وہ عالمانہ اور حکیمانہ ہوتی ہے)

وَلَيْسَتِ التَّوْبَةُ لِلَّذِيْنَ يَعْمَلُوْنَ السَّيِّاٰتِ ۚ
اوران لوگوں کی توبہ قبول نہیں ہوتی جو ہمیشہ برے کام کرتے رہتے ہیں۔

حَتّٰٓى اِذَا حَضَرَ اَحَدَهُمُ الْمَوْتُ قَالَ اِنِّىْ تُبْتُ الْـٰٔنَ
یہاں تک جب ان میں کسی کی موت آموجود ہوتی ہےتواس وقت کہنے لگتا ہے کہ اب میں توبہ کرتا ہوں۔

وَلَا الَّذِيْنَ يَمُوْتُوْنَ وَهُمْ كُفَّارٌ ۭ
اورنہ ان لوگوں کی توبہ قبول کی جاتی ہے جوکفر کی حالت میں مرتے ہیں۔

اُولٰۗىِٕكَ اَعْتَدْنَا لَهُمْ عَذَابًا اَلِيْمًا ۱۸
یہ وہ لوگ ہیں جن کے لیے ہم نے دردناک عذاب تیارکر رکھا ہے۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا يَحِلُّ لَكُمْ اَنْ تَرِثُوا النِّسَاۗءَ كَرْهًا ۭ
اے وہ لوگو جوایمان لائے ہوتمہارے لیے یہ کسی طرح جائز نہیں کہ زبردستی عورتوں کے وارث بن بیٹھو۔

وَلَا تَعْضُلُوْهُنَّ لِتَذْهَبُوْا بِبَعْضِ مَآ اٰتَيْتُمُوْهُنَّ
جو مال تم انھیں دے چکے ہو۔ اس کو واپس لینے کے لیے انھیں تنگ ومجبور نہ کرو۔

اِلَّآ اَنْ يَّاْتِيْنَ بِفَاحِشَةٍ مُّبَيِّنَةٍ ۚ
سوائے اس کے کہ وہ کھلی بدکاری کریں۔

وَعَاشِرُوْھُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ ۚ
اورحتی الامکان ان کے ساتھ اچھے طریقے سے رہوسہو۔

فَاِنْ كَرِھْتُمُوْھُنَّ فَعَسٰٓى اَنْ تَكْرَهُوْا شَـيْـــًٔـا
پس اگروہ تمہیں ناپسند ہوں تو (عجب نہیں کہ) تم کسی چیز کوناپسند کرو۔

وَّيَجْعَلَ اللّٰهُ فِيْهِ خَيْرًا كَثِيْرًا ۱۹
اوراللہ تعالی نے اس میں بہت سی بھلائیاں پیدا کردیں۔

وَاِنْ اَرَدْتُّمُ اسْتِبْدَالَ زَوْجٍ مَّكَانَ زَوْجٍ ۙ
اوراگرتم ایک عورت کوچھوڑ کر دوسری عورت کرنی چاہو۔

وَّاٰتَيْتُمْ اِحْدٰىھُنَّ قِنْطَارًا فَلَا تَاْخُذُوْا مِنْهُ شَـيْـــًٔـا ۭ
اور پہلی عورت کو ڈھیروں مال دے چکے ہوتواس میں سے کچھ بھی واپس نہ لو۔

اَتَاْخُذُوْنَهٗ بُھْتَانًا وَّاِثْمًا مُّبِيْنًا ۲۰
کیاتم اسے بہتان لگا کرصریح ظلم وزیادتی کے ساتھ دیا ہواواپس لوگے؟

وَكَيْفَ تَاْخُذُوْنَهٗ وَقَدْ اَفْضٰى بَعْضُكُمْ اِلٰى بَعْضٍ
اورتم دیا ہوا مال کیوں کرواپس لے سکتے ہو۔ جب کہ تم آپس میں ایک دوسرے سے متمتع ہو چکے ہو۔

منزل ۱

وَّاَخَذْنَ مِنْكُمْ مِّيْثَاقًا غَلِيْظًا ﴿۲۱﴾
اور وہ تم سے ایک مضبوط عہد اقرار لے چکی ہیں۔ (کہ بلا وجہ ان سے کوئی بدگمانی نہ کرو گے)

وَلَا تَنْكِحُوْا مَا نَكَحَ اٰبَآؤُكُمْ مِّنَ النِّسَآءِ اِلَّا مَا قَدْ سَلَفَ ؕ
اور اپنے باپ کی منکوحہ عورتوں سے نکاح نہ کرو، مگر دورِ جاہلیت میں جو ہو چکا سو ہو چکا (اگر وہ نکاح میں ہوں تو انھیں طلاق دے دینی چاہئے۔)

اِنَّهٗ كَانَ فَاحِشَةً وَّمَقْتًا ؕ وَسَآءَ سَبِيْلًا ﴿۲۲﴾
یہ نہایت ہی بے حیائی کا کام ہے اور اللہ تعالیٰ کو سخت ناپسند اور بڑی ہی بری روش ہے۔

ع ۸ / ۱۴

حُرِّمَتْ عَلَيْكُمْ اُمَّهٰتُكُمْ وَبَنٰتُكُمْ وَاَخَوٰتُكُمْ
حرام کر دی گئیں تم پر تمہاری مائیں اور تمہاری بیٹیاں اور تمہاری بہنیں۔

وَعَمّٰتُكُمْ وَخٰلٰتُكُمْ وَبَنٰتُ الْاَخِ وَبَنٰتُ الْاُخْتِ
اور تمہاری پھوپیاں اور تمہاری خالائیں، بھائی کی بیٹیاں بہن کی بیٹیاں۔

وَاُمَّهٰتُكُمُ الّٰتِيْٓ اَرْضَعْنَكُمْ وَاَخَوٰتُكُمْ مِّنَ الرَّضَاعَةِ
اور تمہاری وہ مائیں جنہوں نے تمہیں دودھ پلایا ہے اور تمہاری دودھ شریک بہنیں بھی۔

وَاُمَّهٰتُ نِسَآئِكُمْ وَرَبَآئِبُكُمُ الّٰتِيْ فِيْ حُجُوْرِكُمْ
اور تمہاری بیویوں کی مائیں ساس (خوشدامن) اور تمہاری بیویوں کی وہ لڑکیاں جو دوسرے شوہر کی اولاد ہیں اور اب جو تمہارے زیر پرورش ہیں۔

مِّنْ نِّسَآئِكُمُ الّٰتِيْ دَخَلْتُمْ بِهِنَّ
تمہاری ان عورتوں کی لڑکیاں جن سے تم مباشرت کر چکے ہو۔

فَاِنْ لَّمْ تَكُوْنُوْا دَخَلْتُمْ بِهِنَّ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ ۫
ہاں اگر یہ تعلق قائم نہیں ہوا ہے تو پھر ان لڑکیوں سے نکاح کرنے میں تم پر کوئی گناہ نہیں ہے۔

وَحَلَآئِلُ اَبْنَآئِكُمُ الَّذِيْنَ مِنْ اَصْلَابِكُمْ ۙ
اور تمہارے ان بیٹوں کی بیویاں بھی جو حقیقتاً تمہاری اولاد ہیں۔ یعنی ''بہو'' ان سب سے نکاح حرام ہے۔

منزل ۱

وَاَنْ تَجْمَعُوْا بَيْنَ الْاُخْتَيْنِ اِلَّا مَا قَدْ سَلَفَ ؕ
اور بیوی کی موجودگی میں اس کی بہن (سالی) سے نکاح کرنا حرام ہے مگر دور جہالت میں جو ہو چکا سو ہو چکا۔

اِنَّ اللّٰهَ كَانَ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ﴿۲۳﴾
بے شک اللہ تعالیٰ بڑے ہی بخشنے والے، بڑے رحم کرنے والے ہیں۔

وَّالْمُحْصَنٰتُ مِنَ النِّسَآءِ اِلَّا مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ ۚ اورتم پر شوہر والی بی بیاں حرام ہیں۔البتہ باندیاں جو اسیر ہوکر تمہارے قبضہ میں آئی ہوں جائز ہیں۔

كِتٰبَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ ۚ اللہ تعالیٰ نے ان احکام کی پابندی تم پر فرض کر دی ہے۔

وَاُحِلَّ لَكُمْ مَّا وَرَآءَ ذٰلِكُمْ اوراس کے سوا دوسری تمام عورتیں تمہارے لیے حلال کر دی ہیں (یعنی قابل نکاح ہوسکتی ہیں)

اَنْ تَبْتَغُوْا بِاَمْوَالِكُمْ مُّحْصِنِيْنَ غَيْرَ مُسٰفِحِيْنَ ؕ جب کہ تم نے اپنا مال (زرمہر) خرچ کر کے انھیں حاصل کیا ہو۔ بشرطیکہ ان سے عفت قائم رکھنی مقصود ہو (بدکاری اور چند دن کے لیے) شہوت رانی مقصود نہ ہو (اور نہ پوشیدہ ناجائز تعلقات رکھو۔)

فَمَا اسْتَمْتَعْتُمْ بِهٖ مِنْهُنَّ پھر تم اپنی منکوحہ بیویوں سے جس مال (زرمہر) کے عوض متمتع ہوئے ہو۔

فَاٰتُوْهُنَّ اُجُوْرَهُنَّ فَرِيْضَةً ؕ ان کا مقرر کردہ مہر انھیں ادا کر دو۔

وَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ فِيْمَا تَرٰضَيْتُمْ بِهٖ مِنْۢ بَعْدِ الْفَرِيْضَةِ ؕ مقرر کردہ مہر میں آپس کی رضامندی سے کمی بیشی کرلو تو تم پر کچھ گناہ نہیں۔

اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِيْمًا حَكِيْمًا ﴿۲۴﴾ بے شک اللہ تعالیٰ بڑے ہی جاننے والے بڑے ہی دانشور ہیں۔

توضیح: جنسی خواہشات کی تکمیل کے لیے مذکورہ پابندیاں بڑی ہی عالمانہ اور دانشمندرانہ ہیں۔ جولوگ مذکورہ پابندیوں کو توڑتے ہیں وہ ستاروں کی گزرگاہوں کا پتہ چلانے والے ہی کیوں نہ ہوں جاہل ہیں، نادان ہیں۔ اور جولوگ ان پابندیوں کو اپنے لیے عزوناز سمجھتے ہیں وہی اہل علم ہیں اور دانا ہیں۔ چاہے ان کو لکھنا پڑھنا بھی نہ آتا ہو۔

وَمَنْ لَّمْ يَسْتَطِعْ مِنْكُمْ طَوْلًا اَنْ يَّنْكِحَ الْمُحْصَنٰتِ الْمُؤْمِنٰتِ اور اگر تم میں سے کوئی شریف پارسا مسلمان عورتوں سے نکاح کرنے کی استطاعت نہ رکھتا ہو۔

فَمِنْ مَّا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ مِّنْ فَتَيٰتِكُمُ الْمُؤْمِنٰتِ ؕ تو ان مومنہ باندیوں سے جو تمہارے قبضہ میں آگئی ہوں نکاح کرے۔

وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِاِيْمَانِكُمْ ؕ اور اللہ تعالیٰ تمہارے ایمان کو جانتے ہیں (کہ کس قدر قوی یا ضعیف ہے جن کو تم کم مرتبہ سمجھ رہے ہو۔ ہوسکتا ہے کہ وہی ایمان میں زیادہ

ہوں گو کہ دنیاوی اعتبار سے مرتبہ میں کم ہوں)

بَعْضُكُمْ مِّنْۢ بَعْضٍ ۚ
تم سب (بحیثیت مسلمان) ایک ہی گروہ کے لوگ ہو (جنسی تعلقات کی بے راہ روی سے بچنے کے لیے مراتب دنیا کی کمتری اور برتری کو خاطر میں نہ لانا چاہیئے)

فَانْكِحُوْهُنَّ بِاِذْنِ اَهْلِهِنَّ
لہٰذا بے تکلف ان باندیوں کے مالکوں کی اجازت سے نکاح کرو۔

وَاٰتُوْهُنَّ اُجُوْرَهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ
اوراحسن طریقہ سے ان کے مہرادا کرو۔

مُحْصَنٰتٍ غَيْرَ مُسٰفِحٰتٍ وَّلَا مُتَّخِذٰتِ اَخْدَانٍ ۚ
بشرطیکہ وہ پاک دامن ہوں بدکاری نہ کرتی ہوں اور نہ پوشیدہ طور سے آشنائی کرنے والی ہوں (جس شخص کے نکاح میں ایک بی بی ہو تو اس کو لونڈی سے نکاح حلال نہیں۔)

فَاِذَآ اُحْصِنَّ فَاِنْ اَتَيْنَ بِفَاحِشَةٍ
پھر جب وہ باندیاں اس طرح عقد نکاح میں آجائیں اور اس کے بعد کسی بدچلنی کے مرتکب ہوں

منزل ۱ فَعَلَيْهِنَّ نِصْفُ مَا عَلَى الْمُحْصَنٰتِ مِنَ الْعَذَابِ ؕ
تو جو سزا (آزاد) مسلمان بی بیوں کے لیے ہے اس کی آدھی ان کو دی جائے۔

توضیح: متاہل یعنی شادی شدہ مرد یا عورت زنا کرے تو سنگسار کرنے کے احکام ہیں۔ اگر مجرد جس کا نکاح نہ ہوا ہو زنا کرے تو ۸۰ کوڑے مارے جائیں۔ اور لونڈی غلام نکاح کے بعد زنا کریں تو پچاس کوڑے ہیں۔

ذٰلِكَ لِمَنْ خَشِيَ الْعَنَتَ مِنْكُمْ ؕ
(ناگزیر صورتوں میں باندیوں سے نکاح کرنے کے) یہ احکام تم میں سے ان لوگوں کیلئے ہیں جنہیں اندیشہ ہو کہ وہ کسی برائی میں مبتلا ہو جائیں گے۔

وَاَنْ تَصْبِرُوْا خَيْرٌ لَّكُمْ ؕ
اور (اگر تم اپنے جذبات کو قابو میں رکھ سکتے ہو تو) صبر کرنا تمہارے لیے بہتر ہے یعنی باندیوں سے نکاح نہ کرنا بہتر ہے۔

ع ۲ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۟ ۲۵
اللہ تعالیٰ بڑے ہی بخشنے اور رحم کرنے والے ہیں۔

يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيُبَيِّنَ لَكُمْ
اللہ تعالیٰ چاہتے ہیں کہ تم پر اپنی ہدایتیں واضح کردیں۔

وَيَهْدِيَكُمْ سُنَنَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ
اورتم سے پہلے کے لوگوں کے طریقے بتائیں (یعنی دیندار متقی لوگوں کی راہ دکھائیں۔)

وَيَتُوْبَ عَلَيْكُمْ ۭ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ﴿٢٦﴾

اور (تمہاری اصلاح کے لیے) تم پر متوجہ رہیں۔ اور اللہ تعالیٰ بڑے ہی جاننے والے اور بڑے ہی دانا ہیں۔ (یعنی اللہ تعالیٰ کی تمام ہدایتیں علم ودانائی پر مبنی ہیں)

وَاللّٰهُ يُرِيْدُ اَنْ يَّتُوْبَ عَلَيْكُمْ ۣ

اور اللہ تعالیٰ تو تم پر ہر آن متوجہ رہتے ہیں (تاکہ تمہارے فکر وعمل کی اصلاح ہوتی رہے۔)

وَيُرِيْدُ الَّذِيْنَ يَتَّبِعُوْنَ الشَّهَوٰتِ اَنْ تَمِيْلُوْا مَيْلًا عَظِيْمًا ﴿٢٧﴾

اور جو لوگ بے روک ٹوک شہوت کی پیروی کرتے ہیں، وہ چاہتے ہیں کہ تمہارے اندر بھی بہت سے ایسے ہی میلانات پیدا ہو جائیں (اور تم غلط راہ پر پڑ جاؤ)

يُرِيْدُ اللّٰهُ اَنْ يُّخَفِّفَ عَنْكُمْ ۚ وَخُلِقَ الْاِنْسَانُ ضَعِيْفًا ﴿٢٨﴾

اور اللہ تعالیٰ چاہتے ہیں کہ تم پر کم سے کم پابندیاں عاید کی جائیں کیونکہ انسان طبعاً کمزور پیدا کیا گیا ہے۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَاْكُلُوْٓا اَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ

اے ایمان والو آپس میں ایک دوسرے کے مال باطل طریقے سے نہ کھاؤ۔

اِلَّآ اَنْ تَكُوْنَ تِجَارَةً عَنْ تَرَاضٍ مِّنْكُمْ ۣ

سوائے اس کے کہ تجارت جو باہمی رضامندی سے ہو۔

وَلَا تَقْتُلُوْٓا اَنْفُسَكُمْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِكُمْ رَحِيْمًا ﴿٢٩﴾

اور (مالی پریشانیوں اور دنیا کی مصیبتوں سے تنگ آکر) خودکشی نہ کرو۔ یقین رکھو کہ اللہ تعالیٰ تم پر بڑے ہی مہربان ہیں۔

توضیح: اللہ تعالیٰ کے احکام تمہارے لیے سرتاپا رحمت ہیں۔ شان رحیمیت کو یہ بات بھی پسند نہیں کہ تم چندروزہ مصیبتوں سے گھبرا کر اپنے آپ کو ہلاک کردو۔

وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ عُدْوَانًا وَّظُلْمًا فَسَوْفَ نُصْلِيْهِ نَارًا ۭ

اور جو شخص اس طرح سرکشی ونافرمانی سے خودکشی کرلے گا تو ہم اس کو عنقریب آگ میں داخل کریں گے۔

وَكَانَ ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ يَسِيْرًا ﴿٣٠﴾

اور یہ اللہ تعالیٰ کیلئے آسان ہے۔

توضیح: انسان کے لیے یہ کام بہت مشکل ہے کہ وہ اپنی نافرمان اولاد کو اس کی نافرمانی کی پاداش میں آگ میں ڈال دے۔ لیکن اللہ تعالیٰ کا اپنے کسی سرکش بندے کو آگ میں ڈال دینا آسان ہے۔ سرکشی ونافرمانی اللہ تعالیٰ کے نزدیک وہ

سنگین جرم ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنا بندہ ہونے کی نسبت کا بھی کوئی لحاظ نہ فرمائیں گے۔ یہ بات جو کہی جاتی ہے کہ کسی پیر پیغمبر کا خادم، مرید و امتی ہونے کی نسبت ہی نجات کے لیے کافی ہے کتنی بڑی گمراہی ہے۔ انسان کے لیے مذکورہ تمام نسبتوں میں سب سے بڑی نسبت یہ ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ ہی کا بندہ ہے۔ مگر اللہ تعالیٰ کی تعلیم و ہدایت کے خلاف زندگی بسر کرنے کے بعد یہ نسبت بھی کام نہیں آتی۔

اِنۡ تَجۡتَنِبُوۡا كَبَآٮِٕرَ مَا تُنۡهَوۡنَ عَنۡهُ	اگر تم ان بڑے بڑے گناہوں سے بچتے رہو گے جن سے تمہیں منع کیا گیا ہے تو
نُكَفِّرۡ عَنۡكُمۡ سَيِّاٰتِكُمۡ وَنُدۡخِلۡكُمۡ مُّدۡخَلًا كَرِيۡمًا ۝٣١	ہم تم سے تمہاری چھوٹی چھوٹی برائیاں دور کریں گے۔ اور تم کو عزت کی جگہ دیں گے۔ (یعنی جنت میں داخل کریں گے)
وَلَا تَتَمَنَّوۡا مَا فَضَّلَ اللّٰهُ بِهٖ بَعۡضَكُمۡ عَلٰى بَعۡضٍ ؕ	اور تم میں سے اللہ تعالیٰ نے ایک دوسرے پر جو فضیلت دی ہے اس کی تمنا نہ کرو۔
لِلرِّجَالِ نَصِيۡبٌ مِّمَّا اكۡتَسَبُوۡا ؕ وَلِلنِّسَآءِ نَصِيۡبٌ مِّمَّا اكۡتَسَبۡنَ ؕ	مردوں کو ان کے اپنے کام کا حصہ ملے گا اور عورتوں کو ان کے کام کے برابر۔
وَسۡـَٔلُوا اللّٰهَ مِنۡ فَضۡلِهٖ ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِكُلِّ شَىۡءٍ عَلِيۡمًا ۝٣٢	اور اللہ تعالیٰ سے اس کے فضل کی دعائیں مانگتے رہو بیشک اللہ تعالیٰ ہر چیز کو بخوبی جانتے ہیں۔ (کہ کون فضیلت کا اہل ہے)

منزل ١

توضیح: معاشرے میں عورت کو ایک اچھا اور عزت کا مقام دینے اور مرد عورت پر ایک دوسرے کے حقوق و واجبات مساوی طور پر عائد کرنے کے باوجود مرد کو عورت پر ایک فضیلت بخشی (جس کا بیان آگے آئے گا) مذکورہ آیت میں عورتوں کو نصیحت کی گئی ہے کہ مساوات مرد و زن کا مطالبہ نہ کریں کیوں کہ ایسا مطالبہ غیر فطری ہے۔ بیرون خانہ کاروبار کی پوری ذمہ داری مرد پر عائد کی گئی ہے۔ اس لیے عورت کے مقابلے میں مرد کو عقل و فراست کی صلاحیتیں بھی زیادہ دی گئی ہیں۔ قوائے جسمانی بھی نسبتاً زیادہ رکھے گئے ہیں جس کی وجہ ہم مرد کو صنف قوی اور عورت کو اس کی نزاکت کے لحاظ سے صنف نازک کہتے ہیں۔ نیز متاہلانہ زندگی میں گھر کا نظم و نسق میاں بیوی دونوں مل کر چلاتے ہیں۔ دونوں کی حیثیت اگر یکساں حاکمانہ کر دی جاتی تو آپس میں ٹکراؤ ہوتا۔ اس لیے آمر کا ایک درجہ اور ایک فضیلت مرد کو عطا کی گئی ہے اور عورت کی جان و مال و آبرو کی حفاظت کی ذمہ داری بھی مرد پر عائد کی گئی ہے۔ گویا عورتوں پر زندگی کا بار کم ڈالا گیا ہے اور مرد پر زیادہ یہ رعایت عورتوں کے لیے

رحمت ہے۔ اگر وہ سمجھیں۔

وَلِكُلٍّ جَعَلْنَا مَوَالِيَ مِمَّا تَرَكَ الْوَالِدٰنِ وَالْاَقْرَبُوْنَ ؕ	اور ہم نے اس ترکہ کے وارث (حصہ دار) مقرر کر دیئے ہیں جو والدین اور رشتہ دار چھوڑ جائیں۔
وَالَّذِيْنَ عَقَدَتْ اَيْمَانُكُمْ فَاٰتُوْهُمْ نَصِيْبَهُمْ ؕ	اب رہے وہ لوگ جن سے تم نے کچھ دینے دلانے کا معاہدہ کیا ہے (اپنی زندگی میں) انھیں ان کا حصہ دے دو (کیونکہ تمہاری موت کے بعد ان لوگوں کو تمہاری میراث میں سے کچھ بھی مطالبہ کرنے کا حق نہیں ہوتا۔)
اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ شَهِيْدًا ﴿٣٣﴾	یقیناً اللہ تعالیٰ ہر چیز کی اصل حقیقت سے واقف ہیں۔
اَلرِّجَالُ قَوّٰمُوْنَ عَلَى النِّسَآءِ بِمَا فَضَّلَ اللّٰهُ بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍ	مرد عورتوں کے سربراہ ہیں اس سبب سے کہ اللہ تعالیٰ نے بعض کو بعض پر فضیلت بخشی ہے۔
وَّبِمَآ اَنْفَقُوْا مِنْ اَمْوَالِهِمْ ؕ	اور یہ فضیلت اس وجہ سے بھی دی گئی ہے کہ وہ ان پر اپنے مال خرچ کرتے ہیں (ان کی محافظت وضروریات کو مہیا کرنے کے ذمہ دار قرار دیئے گئے ہیں)
فَالصّٰلِحٰتُ قٰنِتٰتٌ حٰفِظٰتٌ لِّلْغَيْبِ بِمَا حَفِظَ اللّٰهُ ؕ	لہٰذا صالحہ عورتیں اپنے شوہروں کی اطاعت گزار ہوتی ہیں اور شوہروں کی عدم موجودگی میں (مرد کے مال وجائداد اور خود اپنی عزت وآبرو کی) بتوفیق الٰہی حفاظت کرتی ہیں۔

توضیح: حدیث میں آیا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا۔ بہترین بیوی وہ ہے کہ جب تم اسے دیکھو تو تمہارا جی خوش ہوجائے۔ جب اسے کسی بات کا حکم دو تو وہ تمہاری اطاعت کرے۔ اور جب تم گھر میں نہ ہوں تو وہ تمہارے پیچھے مال کی اور اپنے نفس (عصمت) کی حفاظت کرے۔ عورت پر اپنے شوہر کی اطاعت سے اہم اپنے خالق کی اطاعت ہے۔ لہٰذا اگر کوئی شوہر اللہ تعالیٰ کی معصیت کا حکم دے۔ یا اللہ تعالیٰ کے عائد کیے ہوئے کسی فرض سے باز رکھنے کی کوشش کرے تو اس کی اطاعت سے انکار کر دینا اس کا فرض ہے۔ ورنہ وہ گنہگار ہوگی۔ اس کے برخلاف اگر شوہر بیوی کو نفل نماز یا نفل روزہ ترک کرنے کے لیے کہے تو اس کی اطاعت لازم ہے۔

وَالّٰتِيْ تَخَافُوْنَ نُشُوْزَهُنَّ فَعِظُوْهُنَّ	اور جن عورتوں سے تمہیں سرکشی کا اندیشہ ہو تو (اس کی اصلاح کی صورت

یہ ہے کہ (انھیں نصیحت کرو (اللہ تعالیٰ کی ناراضی اور عذاب سے ڈراؤ)

وَاهْجُرُوْهُنَّ فِي الْمَضَاجِعِ وَاضْرِبُوْهُنَّ ۚ (اس پر بھی نہ مانیں تو) ان کو اپنے بستر سے الگ رکھو (اس کا بھی کچھ اثر نہ ہو تو) انھیں مارو۔

توضیح : جس طرح عورتوں کو طلاق دینے کی اگر چہ اجازت تو ہے لیکن یہ اللہ تعالیٰ کو پسند نہیں۔ اسی طرح عورت کی اصلاح کے لیے بدرجہ مجبوری بیوی کو مارنے کی اگر چہ اجازت تو ہے۔ مگر یہ فعل بھی اللہ و رسول کو پسند نہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے جب کبھی عورتوں کو مارنے کی اجازت دی ہے با دلِ ناخواستہ دی ہے اور اسے ناپسند ہی فرمایا ہے۔ اور یہ ہدایت بھی فرمائی ہے کہ منہ پر نہ مارے۔ سخت مار نہ مارے۔ ایسی چیز سے نہ مارے جس سے جسم پر نشان پڑ جائیں۔

فَاِنْ اَطَعْنَكُمْ فَلَا تَبْغُوْا عَلَيْهِنَّ سَبِيْلًا ۭ پھر اگر وہ فرمانبردار ہو جائیں (سرکشی سے باز آجائیں) تو پھر ان پر زیادتی کرنے کے لیے کوئی بہانہ تلاش نہ کرو۔

اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِيًّا كَبِيْرًا ۝۳۴ بے شک اللہ تعالیٰ بڑی رفعت وعظمت والے ہیں۔

وَاِنْ خِفْتُمْ شِقَاقَ بَيْنِهِمَا اور اگر (آپس کے اختلافات اتنے بڑھ جائیں کہ) زن وشوہر کے تعلقات منقطع ہو جانے کا اندیشہ پیدا ہو جائے تو (قبل اس کے کہ تعلقات منقطع کرلو صلح کی اس طرح کوشش کرو)

منزل ۱

فَابْعَثُوْا حَكَمًا مِّنْ اَهْلِهٖ وَحَكَمًا مِّنْ اَهْلِهَا ۚ ایک حکم مرد کے رشتہ داروں میں سے اور ایک حکم عورت کے رشتہ داروں میں سے مقرر کرلو۔

اِنْ يُّرِيْدَآ اِصْلَاحًا يُّوَفِّقِ اللّٰهُ بَيْنَهُمَا ۭ اگر وہ دونوں اصلاح کرنا چاہیں گے تو اللہ تعالیٰ ان کے درمیان موافقت کی صورت پیدا کریں گے (دونوں سے مراد ثالث بھی ہیں اور زوجین بھی)

اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِيْمًا خَبِيْرًا ۝۳۵ بے شک اللہ تعالیٰ تمہارے احوال کو جانتے ہیں پوری طرح باخبر ہیں۔

وَاعْبُدُوا اللّٰهَ وَلَا تُشْرِكُوْا بِهٖ شَيْـــًٔـا اور اللہ تعالیٰ ہی کی عبادت کرو اور اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراؤ۔

وَّبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا وَّبِذِي الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنِ اور والدین قرابت داروں یتیموں مسکینوں کے ساتھ احسان کرو۔

وَالْجَارِ ذِی الْقُرْبٰى وَالْجَارِ الْجُنُبِ وَالصَّاحِبِ بِالْجَنْۢبِ وَابْنِ السَّبِيْلِ ۙ وَمَا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ ؕ

رشتہ دار ہمسایوں اور دوسرے ہمسایوں اور رات دن ملنے جلنے والے ہم نشینوں اور مسافروں اور اپنے خدمت گاروں، باندیوں، غلاموں کے ساتھ جو تمہارے قبضہ میں ہوں ان سب کے ساتھ احسان کرتے رہو (ان کی خطاؤں سے درگزر کرو)

اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ مَنْ كَانَ مُخْتَالًا فَخُوْرَا ۙ ﴿۳۶﴾

اللہ تعالیٰ ایسے شخص کو پسند نہیں کرتے جو (اپنے مال دولت پر) مغرور ہو اور کثرت مال پر بڑائی وفخر کرتا ہو۔

الَّذِيْنَ يَبْخَلُوْنَ وَيَاْمُرُوْنَ النَّاسَ بِالْبُخْلِ

جو لوگ خود بخالت کرتے ہیں اور لوگوں کو بھی بخل سکھاتے ہیں۔

وَيَكْتُمُوْنَ مَاۤ اٰتٰىهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ ؕ وَاَعْتَدْنَا لِلْكٰفِرِيْنَ عَذَابًا مُّهِيْنًا ۚ ﴿۳۷﴾

اور جو مال اللہ تعالیٰ نے ان کو اپنے فضل سے عطا فرمایا ہے اسے چھپائے رکھتے ہیں اور ہم نے (ایسے) کافروں کے لیے ذلت آمیز عذاب تیار کر رکھا ہے۔

توضیح: کافر کہتے ہی ہیں اس شخص کو جو اللہ تعالیٰ کے احکام کا انکار کرے یا احکام الٰہی پر عمل پیرا نہ ہو۔ اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی نعمتوں میں بخل کرے۔ نہ خود کھائے اور کھلائے نہ پہنے نہ پہنائے۔ اللہ کی نعمتوں کا اظہار نہ کرنا بھی کفران نعمت ہے۔

وَالَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ رِئَآءَ النَّاسِ وَلَا يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَلَا بِالْيَوْمِ الْاٰخِرِ ؕ

اور جو لوگ اپنی دولت شہرت ونمود یعنی لوگوں کو دکھانے کے لیے خرچ کرتے ہیں تو اس بات کی علامت ہے کہ وہ نہ اللہ تعالیٰ پر ایمان رکھتے ہیں اور نہ آخرت پر۔

وَمَنْ يَّكُنِ الشَّيْطٰنُ لَهٗ قَرِيْنًا فَسَآءَ قَرِيْنًا ﴿۳۸﴾

اور شیطان جن کا مصاحب ومشیر ہو جائے وہ کیا ہی برا مصاحب ہے۔ (وہ اس کو تباہ وبرباد کر کے ہی چھوڑتا ہے)

وَمَاذَا عَلَيْهِمْ لَوْ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ

اور ان پر کیا مصیبت آتی اگر وہ اللہ تعالیٰ پر اور آخرت کے دن پر ایمان لاتے۔

وَاَنْفَقُوْا مِمَّا رَزَقَهُمُ اللّٰهُ ؕ

اور جو کچھ اللہ تعالیٰ نے انھیں عطا کر رکھا ہے۔ اس میں سے خرچ کرتے۔

وَكَانَ اللّٰهُ بِهِمْ عَلِيْمًا ﴿۳۹﴾

اور اللہ تعالیٰ ان کو خوب جانتے ہیں (ان کی نیتوں سے خوب واقف ہیں)

اِنَّ اللّٰهَ لَا يَظْلِمُ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ ۚ

یقیناً اللہ تعالیٰ کسی کی رتی برابر حق تلفی نہیں فرماتے۔

وَاِنۡ تَكُ حَسَنَةً يُّضٰعِفۡهَا — اور اگر ایک نیکی ہوگی تو اس کو کئی گنا بڑھا دیتے ہیں۔

وَيُؤۡتِ مِنۡ لَّدُنۡهُ اَجۡرًا عَظِيۡمًا ﴿۴۰﴾ — اور اپنے پاس سے بڑا ہی اجر عطا فرما دیتے ہیں۔

فَكَيۡفَ اِذَا جِئۡنَا مِنۡ كُلِّ اُمَّةٍۢ بِشَهِيۡدٍ — پھر اس دن کیا حال ہوگا جب ہم ہر امت میں سے ایک ایک گواہ کو حاضر کریں گے۔

وَّجِئۡنَا بِكَ عَلٰى هٰٓؤُلَآءِ شَهِيۡدًا ﴿۴۱﴾ — اور آپ کو ان لوگوں پر گواہی دینے کے لئے بلائیں گے۔

وقف النبی ﷺ

يَوۡمَئِذٍ يَّوَدُّ الَّذِيۡنَ كَفَرُوۡا وَعَصَوُا الرَّسُوۡلَ — اس روز کفر کرنے والے اور پیغمبر کے مخالف تمنا کریں گے۔

لَوۡ تُسَوّٰى بِهِمُ الۡاَرۡضُ ؕ — کاش انھیں زمین میں دفن کر دیا جاتا اور اوپر سے مٹی برابر کر دی جاتی (یا وہ زمین سے اٹھائے نہ جاتے)

وَلَا يَكۡتُمُوۡنَ اللّٰهَ حَدِيۡثًا ﴿۴۲﴾ — اور وہ کوئی بات اللہ تعالیٰ سے چھپا نہیں سکیں گے۔ ع ۶

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا لَا تَقۡرَبُوا الصَّلٰوةَ وَاَنۡتُمۡ سُكٰرٰى حَتّٰى تَعۡلَمُوۡا مَا تَقُوۡلُوۡنَ — اے ایمان والو جب تم نشہ کی حالت میں ہو تو نماز کے قریب بھی نہ جاؤ تا کہ آنکہ تم یہ سمجھنے لگو کہ تمہاری زبان سے کیا الفاظ نکل رہے ہیں۔

توضیح : ابھی شراب حرام نہیں ہوئی تھی اس سے متعلق لوگوں کے دریافت کرنے پر ارشاد فرمایا گیا۔ اس میں بڑے نقصان ہیں (نقصان سے بچنا فطرت انسانی ہے) (سورۂ بقرآیت ۲۱۹)

کچھ ہی عرصہ بعد اس کی حرمت کا قطعی حکم آیا (سورہ مائدہ آیت ۹۰)

وَلَا جُنُبًا اِلَّا عَابِرِىۡ سَبِيۡلٍ حَتّٰى تَغۡتَسِلُوۡا ؕ — اور (اسی طرح) غسل کی حاجت ہو تو غسل کے بغیر نماز نہ پڑھو سوائے اس کے کہ حالتِ سفر میں راستہ طے کر رہے ہو۔

وَاِنۡ كُنۡتُمۡ مَّرۡضٰۤى اَوۡ عَلٰى سَفَرٍ اَوۡ جَآءَ اَحَدٌ مِّنۡكُمۡ مِّنَ الۡغَآئِطِ اَوۡ لٰمَسۡتُمُ النِّسَآءَ — اور اگر تم بیمار ہو جاؤ یا سفر کی حالت میں ہو۔ یا تم میں سے کوئی رفع حاجت کر کے آیا۔ یا تم نے اپنی بیوی سے قربت کی ہو۔

فَلَمۡ تَجِدُوۡا مَآءً فَتَيَمَّمُوۡا صَعِيۡدًا طَيِّبًا — پھر تم کو غسل کے لیے پانی نہ ملے تو تم پاک مٹی سے تیمم کرلو۔

فَامْسَحُوْا بِوُجُوْهِكُمْ وَاَيْدِيْكُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَفُوًّا غَفُوْرًا ﴿۴۳﴾
(اس طرح سے کہ) مٹی پر دونوں ہاتھ مار کر چہرے پر اور پھر دونوں ہاتھ مار کر کہنیوں تک پھیرلو۔ بے شک اللہ تعالیٰ بڑے ہی معاف کرنے والے اور بخشنے والے ہیں۔

توضیح: اہل کتاب نے غسل کے احکام کو بالائے طاق رکھ دیا تھا۔ مسلمانوں کے لیے جب غسل کے احکام آئے تو یہ کہہ کر بہکانے لگے کہ یہ سب غیر ضروری باتیں ہیں۔ اس لیے اب خطاب کا رخ اہل کتاب کی طرف ہوگیا۔

اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ اُوْتُوْا نَصِيْبًا مِّنَ الْكِتٰبِ
اے نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) کیا آپ نے ان لوگوں کو نہیں دیکھا۔ جن کو کتاب کا کچھ حصہ دیا گیا تھا (چاہیئے تو یہ تھا کہ وہ اس پر عمل کرتے بجائے اسکے کہ)

يَشْتَرُوْنَ الضَّلٰلَةَ وَيُرِيْدُوْنَ اَنْ تَضِلُّوا السَّبِيْلَ ﴿۴۴﴾
وہ گمراہی کو خریدتے ہیں اور وہ تم کو بھی راہ سے بے راہ کرنا چاہتے ہیں۔

وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِاَعْدَآئِكُمْ ؕ
اور اللہ تعالیٰ تمہارے دشمنوں کو خوب جانتے ہیں (ان کی شرارتوں سے تم کو محفوظ رکھیں گے)

وَكَفٰى بِاللّٰهِ وَلِيًّا ۙ وَّكَفٰى بِاللّٰهِ نَصِيْرًا ﴿۴۵﴾
اور اللہ تعالیٰ کارسازی اور مدد و نصرت کے لیے کافی ہیں۔

منزل ۱

مِنَ الَّذِيْنَ هَادُوْا يُحَرِّفُوْنَ الْكَلِمَ عَنْ مَّوَاضِعِهٖ
یہودیوں میں ایسے بھی ہیں جو الفاظ کو اپنی جگہ سے بدل دیتے ہیں اور غلط مطلب نکالتے ہیں۔

وَيَقُوْلُوْنَ سَمِعْنَا وَعَصَيْنَا وَاسْمَعْ غَيْرَ مُسْمَعٍ
اور کہتے ہیں ہم نے سن تو لیا مگر نہ مانا (سنا نہ سننے کی طرح) اور کہتے ہیں سنئے۔ پھر ساتھ ہی غَيْرَ مُسْمَعٍ بھی کہتے ہیں (یہ ذومعنی الفاظ ہیں اس کا ایک مطلب تو یہ ہے کہ کوئی آپ کو بری بات نہ سنا سکے۔)
دوسرا مطلب یہ ہے کہ خدا کرے کہ تم بہرے ہو جاؤ اور کچھ سن نہ سکو۔

وَّرَاعِنَا لَيًّا بِاَلْسِنَتِهِمْ وَطَعْنًا فِى الدِّيْنِ ؕ
اور زبان کو توڑ موڑ کر رَاعِنَا کہتے ہیں اور دینی امور میں طعنہ دیتے ہیں۔

توضیح: رَاعِنَا میں عین کے زیر کو کھینچ کر پڑھا جائے تو اس کے معنی چرواہے کے ہو جاتے ہیں۔ ورنہ اس کے معنی ہیں ہماری طرف دیکھئے۔ کے ہیں۔

وَلَوْ اَنَّهُمْ قَالُوْا سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا — ایسا کہنے کے بجائے اگر وہ (جذبہ اطاعت گزاری کے ساتھ) کہتے کہ ہم نے سنا اور مان لیا (یا یوں کہتے)

وَاسْمَعْ وَانْظُرْنَا لَكَانَ خَيْرًا لَّهُمْ وَاَقْوَمَ ۙ — ہمیں مکرر وضاحت کے ساتھ سنایئے ہماری طرف التفات کیجئے تو یہ بات ان کے لئے بہتر ہوتی اور راست بازی کہلاتی

وَلٰكِنْ لَّعَنَهُمُ اللّٰهُ بِكُفْرِهِمْ — لیکن اللہ تعالیٰ نے ان کے کفر کے سبب ان پر لعنت کر دی (اپنی رحمت سے محروم کر دیا)

فَلَا يُؤْمِنُوْنَ اِلَّا قَلِيْلًا ۝۴۶ — (اس لیے) ان میں بہت ہی کم ایمان لاتے ہیں۔

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ اٰمِنُوْا بِمَا نَزَّلْنَا — اے وہ لوگو جنہیں کتاب الٰہی دی گئی تھی اس کتاب پر بھی ایمان لاؤ جو ہم نے نازل کی ہے۔

مُصَدِّقًا لِّمَا مَعَكُمْ — جو تمہاری کتابوں کی تصدیق کرتی ہے (جس میں ایمان باللہ ایمان بالآخرت کی وہی تعلیم ہے جو تمہاری کتاب میں تم کو دی گئی تھی۔)

منزل ۱

مِّنْ قَبْلِ اَنْ نَّطْمِسَ وُجُوْهًا — قبل اس کے کہ تمہارے چہرے بگاڑ دیئے جائیں۔

فَنَرُدَّهَا عَلٰۤى اَدْبَارِهَاۤ — یا چہروں کو پیٹھ کی طرف پھیر دیا جائے۔

اَوْ نَلْعَنَهُمْ كَمَا لَعَنَّاۤ اَصْحٰبَ السَّبْتِ ؕ — یا ہم ان پر اس طرح لعنت کر دیں جس طرح ہفتہ والوں پر کی تھی (اصحب السبت کا واقعہ سورۂ اعراف میں ہے)

وَكَانَ اَمْرُ اللّٰهِ مَفْعُوْلًا ۝۴۷ — اور اللہ تعالیٰ کا حکم نافذ ہو کر ہی رہتا ہے۔

اِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ اَنْ يُّشْرَكَ بِهٖ — یقیناً اللہ تعالیٰ اس گناہ کو معاف نہیں فرماتے کہ کسی کو (فرد خلق کو کسی حیثیت سے بھی) اللہ تعالیٰ کے ساتھ شریک قرار دے۔

وَيَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ يَّشَآءُ ۚ — اور اس (شرک) کے سوا جتنے بھی گناہ ہوں گے (ان کو کسی نہ کسی نیکی کے صلہ میں) جس کو چاہیں گے معاف کر دیں گے۔

توضیح: وہ نیکی جس کے صلہ میں دوسرے گناہوں کو نظر انداز کیا جائے گا، جان و مال سے اللہ کی راہ میں جہاد کرنا ہے۔ جہاد بالسیف یا جہاد باللسان کے لیے قرآنی ہتھیاروں سے آراستہ ہونا ضروری ہے کسی متبع رسول کتاب سے بہ عزم اطاعت درس قرآن حاصل کیے بغیر یہ دولت حاصل نہیں ہوسکتی۔

وَمَنْ يُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَقَدِ افْتَرٰۤى اِثْمًا عَظِيْمًا ﴿۴۸﴾ — جس نے اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہرایا تو اس نے اللہ تعالیٰ پر بڑا افترا کیا بہتان باندھا۔ غلط بات کہی۔

اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ يُزَكُّوْنَ اَنْفُسَهُمْ ؕ — اے نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کیا آپ نے ان لوگوں کو نہیں دیکھا جو (شرک جیسے گندہ جرم کے مرتکب ہوتے ہوئے بھی) اپنے کو پاکیزہ سمجھتے ہیں۔

بَلِ اللّٰهُ يُزَكِّيْ مَنْ يَّشَآءُ — بلکہ اللہ تعالیٰ جس کو چاہتے ہیں (شرک کی گندگیوں سے) پاک کرتے ہیں۔

تشریح: اللہ تعالیٰ ان لوگوں کے نفس کا تزکیہ کرتے ہیں جو اللہ تعالیٰ کے احکام وہدایت سے اپنے نفس کا تزکیہ چاہتے ہیں ان کا تزکیہ نہیں کیا جاتا جو اپنے خود ساختہ ذکر وعبادت کے طریقوں پر عمل کرتے ہیں۔

وَلَا يُظْلَمُوْنَ فَتِيْلًا ﴿۴۹﴾ — اور ان پر بال برابر ظلم نہ ہوگا۔

توضیح: کھجور کی گٹھلی پر باریک جھلی جو دھاگہ جیسی دکھائی دیتی ہے، اتنا بھی ظلم نہیں ہوگا۔ نہ تو اپنے خود ساختہ ذکر وعبادت کا صلہ پائیں گے جو بدعات کہلاتے ہیں۔

اُنْظُرْ كَيْفَ يَفْتَرُوْنَ عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ ؕ — اے نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) دیکھئے تو سہی یہ لوگ اللہ تعالیٰ کے متعلق کیسی جھوٹی باتیں بناتے ہیں۔

وَكَفٰى بِهٖۤ اِثْمًا مُّبِيْنًا ﴿۵۰﴾ — (دیگر گناہوں سے قطع نظر) یہی ایک گناہ ان کے مستحق عذاب ہونے کے لیے کافی ہے۔ ع۷

توضیح: اللہ تعالیٰ کے متعلق یہ عقیدہ پیدا کرلینا کہ اللہ تعالیٰ اپنے مقرب بندوں، ملائکہ، انبیاء علیہم السلام، اجنہ، اولیائے کرام کی سفارشات پر بندوں کے معاملات کا دنیا وآخرت میں فیصلہ کرتے ہیں۔

نیز پیغمبروں وبزرگوں کے مرنے کے بعد اللہ تعالیٰ انھیں اپنے کچھ اختیارات بھی عطا کرتے ہیں، اس لیے ان حضرات کو واسطہ وسیلہ بنائے بغیر دنیا وآخرت کے کام نہیں بنتے وغیرہ۔

ایسے تمام عقائد کو اللہ تعالیٰ انسانوں کی من گھڑت اور جھوٹی باتیں قرار دیتے ہیں۔ یہ مشرکانہ عقائد ہیں شرک ایسا سنگین گناہ ہے کہ ہزار ہا نیکیوں کے باوجود انھیں جہنم کا مستحق بنادیتا ہے۔

اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ اُوْتُوْا نَصِيْبًا مِّنَ الْكِتٰبِ — اے نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کیا آپ نے ان لوگوں کو نہیں دیکھا جن کو کتاب کا کچھ حصہ دیا گیا ہے مگر وہ ہیں

يُؤْمِنُوْنَ بِالْجِبْتِ وَالطَّاغُوْتِ — بت وشیطان پر ایمان لاتے ہیں (اوہام، جن وشیطان، بے اصل، بے حقیقت بے فائدہ باتوں پر اعتقاد رکھتے ہیں) اور طاغوت کی اطاعت

کرتے ہیں۔

توضیح : قرآنی اصطلاح میں طاغوت سے مراد وہ شخص ہے جو حدود بندگی سے گزر جائے۔من مانی زندگی گزارے اوراللہ تعالیٰ کے بندوں سے بھی اللہ تعالیٰ کے احکام کی خلاف ورزی کرائے اورانھیں برائی پر ہرطرح مجبور کردے۔کوئی شخص صحیح معنوں میں مسلمان نہیں ہوسکتا جب تک کہ طاغوتی احکام سے یکسر انکار نہ کردے۔

وَيَقُوْلُوْنَ لِلَّذِيْنَ كَفَرُوْا هٰٓؤُلَآءِ اَهْدٰى مِنَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا سَبِيْلًا ﴿۵۱﴾ — اورکافروں کے تعلق سے کہتے ہیں کہ ایمان لانے والوں سے تو یہی زیادہ صحیح راستہ پر ہیں۔

اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ لَعَنَهُمُ اللّٰهُ ؕ — یہ وہ لوگ ہیں جن پراللہ تعالیٰ نے لعنت فرمائی (انھیں اپنی رحمت سے محروم کردیا)

وَمَنْ يَّلْعَنِ اللّٰهُ فَلَنْ تَجِدَ لَهٗ نَصِيْرًا ﴿۵۲﴾ — اورجس پراللہ تعالیٰ لعنت کرے تم اس کا کسی کوحامی مددگار نہ پاؤ گے۔

اَمْ لَهُمْ نَصِيْبٌ مِّنَ الْمُلْكِ — کیااللہ تعالیٰ کی حکومت میں ان کا کوئی حصہ ہے؟

فَاِذًا لَّا يُؤْتُوْنَ النَّاسَ نَقِيْرًا ﴿۵۳﴾ — اگرایسا ہوتا توتم لوگوں کوتل برابر بھی نہ دیں گے (یہ اتنے حاسد ہیں کہ) دوسروں کوذرہ برابر بھی حصہ دار نہ بناتے اوراتنے تنگ دل ہیں کہ اعتراف حق میں بھی بخل سے کام لیتے ہیں۔

منزل ۱

اَمْ يَحْسُدُوْنَ النَّاسَ عَلٰى مَآ اٰتٰىهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ ۚ — یالوگوں سے یہ اس لیے حسد کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے انھیں اپنے فضل سے نوازا ہے۔(یہاں ''ناس'' سے حضرات صحابہ کرام مراد ہیں۔)

فَقَدْ اٰتَيْنَآ اٰلَ اِبْرٰهِيْمَ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ — پھر کیا یہ حقیقت نہیں ہے کہ ہم نے ابراہیمؑ کی اولاد کوکتاب وحکمت عطا کی تھی۔

وَاٰتَيْنٰهُمْ مُّلْكًا عَظِيْمًا ﴿۵۴﴾ — اورہم نے انھیں ملک عظیم عطا کیا۔

توضیح : ابراہیمؑ کی اولاد میں آل اسحاقؑ دین وحکومت کی نعمتوں سے سرفراز کیے جاتے رہے۔اب یہ نعمت عظمیٰ آل اسمٰعیلؑ کے حصے میں آئی توحسد کرنے لگے۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں ابراہیم علیہ السلام سے ہم نے امامت وپیشوائی کا جووعدہ کیا تھا، وہ آل ابراہیم میں صرف انھیں لوگوں کے لیے تھا جوہماری بھیجی ہوئی کتاب کے مطابق عمل پیراہونا چاہتے ہوں۔

فَمِنْهُمْ مَّنْ اٰمَنَ بِهٖ وَمِنْهُمْ مَّنْ صَدَّ عَنْهُ ؕ — پھران میں (بنی اسحاق میں) بعض نے اس کتاب کومانا اوران میں بعض نے نہ مانا۔(تعلیمات الٰہی سے روگردانی کی اورلوگوں کوبھی دین

	حق سے روکتے رہے۔)
وَ كَفٰى بِجَهَنَّمَ سَعِيْرًا ﴿۵۵﴾	اوران لوگوں کے لئے جہنم کی دہکتی ہوئی آگ کافی ہے۔
اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِاٰيٰتِنَا سَوْفَ نُصْلِيْهِمْ نَارًا ؕ	جن لوگوں نے ہمارے احکام کا انکار کیا نہ مانا ہم انھیں بہت جلد دہکتی ہوئی آگ میں داخل کریں گے۔
كُلَّمَا نَضِجَتْ جُلُوْدُهُمْ	جب ان کے بدن کی جلد گل اور جل جائے گی تو
بَدَّلْنٰهُمْ جُلُوْدًا غَيْرَهَا لِيَذُوْقُوا الْعَذَابَ ؕ	ہم اس کی جگہ دوسری کھال پیدا کریں گے تاکہ وہ عذاب کا مزہ چکھتے رہیں۔
اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَزِيْزًا حَكِيْمًا ﴿۵۶﴾	یقیناً اللہ تعالیٰ بڑے ہی زبردست حکیم ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی ہر تجویز بڑی ہی حکیمانہ ہے۔
وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ	اور جو لوگ ہماری ہدایتوں کو مان لیتے اور نیک عمل کرتے ہیں۔
سَنُدْخِلُهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا ؕ	ہم انھیں ایسے باغوں میں داخل کریں گے جن کے نیچے نہریں بہتی ہوں گی، جس میں وہ ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے اور اس میں ان کے لیے پاکیزہ
لَهُمْ فِيْهَآ اَزْوَاجٌ مُّطَهَّرَةٌ ؗ	بیویاں ہوں گی۔
وَّنُدْخِلُهُمْ ظِلًّا ظَلِيْلًا ﴿۵۷﴾	اور ہم انھیں گھنے سایوں میں (جو نہایت ہی پرفضا ہوں گے) داخل کریں گے۔
اِنَّ اللّٰهَ يَاْمُرُكُمْ اَنْ تُؤَدُّوا الْاَمٰنٰتِ اِلٰٓى اَهْلِهَا ۙ	اللہ تعالیٰ تم کو ہدایت دیتے ہیں کہ امانت ان ہی لوگوں کو دی جائے جو اس کے اہل ہیں۔
وَاِذَا حَكَمْتُمْ بَيْنَ النَّاسِ اَنْ تَحْكُمُوْا بِالْعَدْلِ ؕ	اور جب تم لوگوں میں فیصلہ کرنے کے لیے حاکم بنائے جاؤ تو عادلانہ فیصلہ کیا کرو۔
اِنَّ اللّٰهَ نِعِمَّا يَعِظُكُمْ بِهٖ ؕ	یقیناً اللہ تعالیٰ تم کو اس قرآن کے ذریعہ بہترین نصیحت کرتے ہیں۔
اِنَّ اللّٰهَ كَانَ سَمِيْعًاۢ بَصِيْرًا ﴿۵۸﴾	بے شک اللہ تعالیٰ تمہاری باتوں کو (بذاتہ کسی واسطے وسیلے کے بغیر) سننے والے اور تمہارے احوال جاننے والے ہیں۔
يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَطِيْعُوا اللّٰهَ	اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرو اور اللہ تعالیٰ کے رسول کا کہنا

الربع

منزل ۱

وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ وَاُولِى الْاَمْرِ مِنْكُمْ ۚ — مانو اور تم میں جو صاحب حکومت ہیں ان کا بھی حکم مانو۔

فَاِنْ تَنَازَعْتُمْ فِيْ شَيْءٍ — پھر اگر تمہارے درمیان کوئی نزاع پیدا ہو جائے

فَرُدُّوْهُ اِلَى اللّٰهِ وَالرَّسُوْلِ — تو اس کو اللہ اور رسول کی طرف رجوع کرو۔

اِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ ؕ — اگر واقعی تم اللہ پر اور روز آخرت پر یقین رکھتے ہو۔

ذٰلِكَ خَيْرٌ وَّاَحْسَنُ تَاْوِيْلًا ﴿٥٩﴾ — یہی صحیح روش ہے اور انجام کے لحاظ سے بھی بہتر ہے۔ ع ٨ ۵

اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ يَزْعُمُوْنَ — (اے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کیا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان لوگوں کو نہیں دیکھا جو دعوے کرتے ہیں کہ

اَنَّهُمْ اٰمَنُوْا بِمَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ — وہ اس کتاب پر ایمان رکھتے ہیں جو آپ پر نازل کی گئی ہے۔

وَمَآ اُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ — اور اس کتاب پر بھی جو آپ سے پہلے نازل کی گئی تھی۔

يُرِيْدُوْنَ اَنْ يَّتَحَاكَمُوْٓا اِلَى الطَّاغُوْتِ — تصفیہ کے لیے اپنے مقدمات شیاطین کے پاس لے جانا چاہتے ہیں۔ (یعنی سرکش انسان کے قوانین سے فائدہ اٹھانا چاہتے ہیں۔ کعب بن اشرف یہودی مراد ہے۔) منزل ١

وَقَدْ اُمِرُوْٓا اَنْ يَّكْفُرُوْا بِهٖ ؕ — حالانکہ انھیں حکم دیا گیا تھا اس کو نہ مانیں۔

وَيُرِيْدُ الشَّيْطٰنُ اَنْ يُّضِلَّهُمْ ضَلٰلًۢا بَعِيْدًا ﴿٦٠﴾ — اور شیطان تو چاہتا ہے کہ انھیں بہکا کر گمراہی کی حد کو پہنچائے۔

وَاِذَا قِيْلَ لَهُمْ تَعَالَوْا اِلٰى مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ وَاِلَى الرَّسُوْلِ — اور جب ان سے کہا جاتا ہے کہ اپنے نزاعات کے فیصلے کے لیے) اللہ کے نازل کیے ہوئے احکام کے مطابق اللہ کے رسول کی طرف آؤ۔

رَاَيْتَ الْمُنٰفِقِيْنَ يَصُدُّوْنَ عَنْكَ صُدُوْدًا ﴿٦١﴾ — آپ ان منافقین کو دیکھتے ہیں کہ یہ آپ کی طرف آنے سے کتراتے ہیں۔

توضیح: جس مقدمے میں انھیں توقع ہوتی ہے کہ فیصلہ ان کے حق میں ہوگا تو اس کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس لے آتے ہیں اور جس مقدمہ میں اندیشہ ہوتا کہ فیصلہ ان کے خلاف ہوگا تو انکار کر دیتے۔

فَكَيْفَ اِذَآ اَصَابَتْهُمْ مُّصِيْبَةٌۢ بِمَا قَدَّمَتْ اَيْدِيْهِمْ	پھر انھیں کیسی ندامت ہوگی جب انھیں کے ہاتھوں لائی ہوئی مصیبت ان ہی پر آپڑے گی۔
ثُمَّ جَآءُوْكَ يَحْلِفُوْنَ ۖ بِاللّٰهِ اِنْ اَرَدْنَآ اِلَّآ اِحْسَانًا وَّتَوْفِيْقًا ﴿٦٢﴾	پھر اس وقت وہ اللہ تعالیٰ کی قسمیں کھاتے ہوئے آپ کے پاس آتے ہیں واللہ ہمارا مقصد اس کے سوا کچھ نہ تھا کہ (کسی طرح فریقین میں) بھلائی اور موافقت ہو جائے۔
اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ يَعْلَمُ اللّٰهُ مَا فِيْ قُلُوْبِهِمْ ۚ	ان کی نیتوں اور دلوں کے احوال کو اللہ تعالیٰ پوری طرح جانتے ہیں۔
فَاَعْرِضْ عَنْهُمْ وَعِظْهُمْ	لہٰذا آپ ان کی باتوں کا کوئی خیال نہ کیجئے اور انھیں نصیحت کیے جایئے۔
وَقُلْ لَّهُمْ فِيْٓ اَنْفُسِهِمْ قَوْلًاۢ بَلِيْغًا ﴿٦٣﴾	اور انھیں اس طرح نصیحت کیجئے کہ بات ان کے دلوں میں اتر جائے۔
وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا لِيُطَاعَ بِاِذْنِ اللّٰهِ ۭ	رسول کو بھیجنے کا مقصد ہی یہ ہے کہ باذن الٰہی رسول کی پوری پوری اطاعت کی جائے۔
وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ جَآءُوْكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُوْلُ	اگر وہ اپنے حق میں ظلم کر لیتے ہیں، اللہ و رسول کے (احکام کے) خلاف کوئی کام کر بیٹھے تو انھیں چاہئے تھا کہ اللہ تعالیٰ سے معافی مانگتے ہوئے آپ کے پاس آتے اور رسول بھی ان کے لیے دعا کرتے تو
لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِيْمًا ﴿٦٤﴾	وہ اللہ تعالیٰ کو توبہ قبول کرنے والا اور رحم کرنے والا پاتے۔
فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُوْنَ حَتّٰى يُحَكِّمُوْكَ فِيْمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ	پس نہیں نہیں (اے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) آپؐ کے رب کی قسم۔ یہ لوگ اپنے اختلافی معاملات میں آپ کو حکم بنا کر آپ سے فیصلہ چاہے بغیر ہرگز ہرگز ایمان سے مشرف نہیں ہو سکتے۔
ثُمَّ لَا يَجِدُوْا فِيْٓ اَنْفُسِهِمْ حَرَجًا مِّمَّا قَضَيْتَ وَيُسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا ﴿٦٥﴾	پھر آپؐ جو کچھ فیصلہ کرتے (اگر وہ ان کے خلاف بھی پڑتا) تو اپنے دلوں میں کوئی ناگواری محسوس نہ کرتے۔ اور خوشی خوشی مان لیتے (کہ

منزل ۱

انصاف ہوا ہے)

وَلَوْ اَنَّا كَتَبْنَا عَلَيْهِمْ اَنِ اقْتُلُوْٓا اَنْفُسَكُمْ اَوِ اخْرُجُوْا مِنْ دِيَارِكُمْ مَّا فَعَلُوْهُ اِلَّا قَلِيْلٌ مِّنْهُمْ ؕ وَلَوْ اَنَّهُمْ فَعَلُوْا مَا يُوْعَظُوْنَ بِهٖ

اگر ہم ان کی اصلاح وتزکیہ کے لیے ان پر یہ فرض کیے دیتے کہ اپنے آپ کو قتل کرڈالیں یا اپنے گھر بار چھوڑ کر نکل جائیں تو ان میں سے چند کے سوا کوئی عمل نہ کرتے اور اگر یہ ان نصیحتوں پر کاربند ہوتے جو انھیں کی جاتی رہی ہیں تو

لَكَانَ خَيْرًا لَّهُمْ وَاَشَدَّ تَثْبِيْتًا ۙ۟﴿۶۶﴾

ان کے حق میں بہتر اور دین میں زیادہ ثابت قدمی کا موجب ہوتا۔

وَّاِذًا لَّاٰتَيْنٰهُمْ مِّنْ لَّدُنَّآ اَجْرًا عَظِيْمًا ۙ۟﴿۶۷﴾

اور جب وہ ایسا کرتے تو ہم ان کو اپنے پاس سے بڑا اجر عطا کرتے۔

وَّلَهَدَيْنٰهُمْ صِرَاطًا مُّسْتَقِيْمًا ﴿۶۸﴾

اور (باطل کے ہنگاموں میں) انھیں راہ حق پر قائم رکھتے۔

منزل ۱

توضیح: جو نصیحتیں انھیں کی گئی تھیں وہ باہمی قتال اور ترکِ وطن سے بھی کہیں زیادہ آسان تھیں۔

وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ فَاُولٰٓئِكَ مَعَ الَّذِيْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ

واقعہ یہ ہے کہ جو لوگ اللہ ورسول کی تعلیم وہدایت کے مطابق زندگی بسر کرتے ہیں وہ قیامت کے دن ان لوگوں کے ساتھ ہوں گے جن پر اللہ تعالیٰ نے بڑا فضل فرمایا (وہ فضل وانعام پانے والے)

مِّنَ النَّبِيّٖنَ وَالصِّدِّيْقِيْنَ وَالشُّهَدَآءِ وَالصّٰلِحِيْنَ ۚ

نبیین، صدیقین اور شہدا اور صالحین میں سے ہوں گے۔

وَحَسُنَ اُولٰٓئِكَ رَفِيْقًا ﴿۶۹﴾ ذٰلِكَ الْفَضْلُ مِنَ اللّٰهِ ؕ وَكَفٰى بِاللّٰهِ عَلِيْمًا ﴿۷۰﴾

اور کیا ہی اچھی ہے ان حضرات کی رفاقت اور کیسے اچھے ہیں ان کے رفیق یہ فضل عظیم اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے اور اللہ تعالیٰ یہ جاننے کے لیے کافی ہیں کہ کون کس مرتبہ کا اہل ہے۔ ع ۹ ۱۱ ۲

توضیح: یہ ہدایتیں نازل ہورہی تھیں کہ اس اثنا میں یہ خبریں آنے لگیں کہ دشمن اکٹھے ہوکر مدینہ پر حملہ کی تیاریاں کرر ہے ہیں۔ فلاں قبیلہ کے تیور بدل رہے ہیں۔ مبلغین اسلام کو دین کی تعلیم سکھانے کی دعوت دے کر لے جانے اور اس طرح فریب دے کر انھیں شہید کرنے کے واقعات بھی پیش آچکے تھے۔ نت نئے تدبیریں سوچی جارہی تھیں۔ مدینہ کے

باہر اہل مدینہ کی جان و مال کے خطرات بڑھ گئے تھے۔ان حالات میں حکم دیا گیا کہ

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا خُذُوْا حِذْرَكُمْ — اے ایمان والو (دشمنوں سے ہوشیار) اپنے ہتھیار سے لیس رہو۔

فَانْفِرُوْا ثُبَاتٍ اَوِ انْفِرُوْا جَمِيْعًا ﴿٧١﴾ — پھر موقع بہ موقع جہاد کے لیے الگ الگ دستوں کی شکل میں یا اجتماعی طور پر نکلو۔

وَاِنَّ مِنْكُمْ لَمَنْ لَّيُبَطِّئَنَّ ۚ — اور تم میں کوئی ایسا بھی ہے، جو لڑنے سے جی چراتا ہے (بزدل ہے)

فَاِنْ اَصَابَتْكُمْ مُّصِيْبَةٌ قَالَ قَدْ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيَّ اِذْ لَمْ اَكُنْ مَّعَهُمْ شَهِيْدًا ﴿٧٢﴾ — پھر لڑائی میں تم کو نقصان پہنچتا ہے تو کہتا ہے اللہ نے مجھ پر بڑا ہی کرم کیا کہ میں اس وقت ان کے ساتھ نہ تھا (ورنہ میں بھی مبتلائے آفات ہوجاتا)

وَلَئِنْ اَصَابَكُمْ فَضْلٌ مِّنَ اللّٰهِ — اور اگر اللہ تعالیٰ کی طرف سے تم پر فضل ہو

لَيَقُوْلَنَّ كَاَنْ لَّمْ تَكُنْۢ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَهٗ مَوَدَّةٌ — تو کہتا ہے اس طرح کہتا ہے کہ گویا تمہارے اور اس کے درمیان محبت کا تو کوئی تعلق تھا ہی نہیں

يّٰلَيْتَنِيْ كُنْتُ مَعَهُمْ فَاَفُوْزَ — کہ کاش میں بھی ان کے ساتھ ہوتا تو میرا کام بن جاتا۔

فَوْزًا عَظِيْمًا ﴿٧٣﴾ — جو کامیابی حاصل کرنے کا خواہش مند ہے۔

فَلْيُقَاتِلْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ الَّذِيْنَ يَشْرُوْنَ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا بِالْاٰخِرَةِ ۭ — اس کو چاہئے کہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں ان لوگوں سے لڑے جو آخرت کو چھوڑ کر صرف دنیا کے خریدار بنے ہوئے ہیں۔

وَمَنْ يُّقَاتِلْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَيُقْتَلْ اَوْ يَغْلِبْ فَسَوْفَ نُؤْتِيْهِ اَجْرًا عَظِيْمًا ﴿٧٤﴾ — اور جو کوئی اللہ تعالیٰ کی راہ میں جنگ کرے اور شہید ہوجائے یا غالب آئے تو ہم اس کو عنقریب اجر عظیم دیں گے۔

وَمَا لَكُمْ لَا تُقَاتِلُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَالْمُسْتَضْعَفِيْنَ مِنَ الرِّجَالِ وَالنِّسَآءِ وَالْوِلْدَانِ الَّذِيْنَ يَقُوْلُوْنَ — اور تم کو کیا ہوگیا کہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں نہیں لڑتے۔اور وہ بے بس کمزور مرد اور عورتیں اور بچے (جو دینداری کی وجہ سے اکثریت کے ظلم کا شکار ہیں) کہتے ہیں۔

رَبَّنَآ اَخْرِجْنَا مِنْ هٰذِهِ الْقَرْيَةِ الظَّالِمِ اَهْلُهَا ۚ
اے ہمارے پروردگار ہم کو اس بستی سے نکال لیے جہاں کے رہنے والے ظالم ہیں۔

توضیح: اشارہ ہے ان مظلوم مردوں اور بچوں کی طرف جو مکہ میں اور عرب کے دوسرے قبائل میں اسلام قبول کر چکے تھے۔ مگر ہجرت پر قادر نہ تھے مدینہ نہ آسکتے تھے اور ظلم وستم سے اپنے آپ کو بچا بھی نہ سکتے تھے۔

وَاجْعَلْ لَّنَا مِنْ لَّدُنْكَ وَلِيًّا ۚ
اور اپنی طرف سے کسی کو ہمارا حامی بنایئے۔

وَّاجْعَلْ لَّنَا مِنْ لَّدُنْكَ نَصِيْرًا ۷۵
اور اپنی طرف ہمارا مددگار مقرر فرمایئے۔

اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا يُقَاتِلُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۚ
جو مومن ہیں وہ تو اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کے لیے لڑتے ہیں۔

وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا يُقَاتِلُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ الطَّاغُوْتِ
اور جو کافر ہوتے ہیں وہ نظام باطل کے لیے لڑتے ہیں۔

فَقَاتِلُوْٓا اَوْلِيَآءَ الشَّيْطٰنِ ۚ
لہٰذا تم شیطان کے ساتھیوں سے لڑو۔

اِنَّ كَيْدَ الشَّيْطٰنِ كَانَ ضَعِيْفًا ۷۶ ۱۰ ع ۶ ۷
یقیناً شیطان کی چالیں بڑی ہی کمزور ہوتی ہیں۔ (اور شیطان کے ساتھی بڑے ہی بزدل)

اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ قِيْلَ لَهُمْ كُفُّوْٓا اَيْدِيَكُمْ وَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ ۚ
(اے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم) کیا آپ نے ان لوگوں کو نہیں دیکھا؟ (ضرور دیکھا ہے) جنہیں کہا گیا۔ اپنے ہاتھوں کو روکو (صبر سے کام لو) نماز قائم رکھو اور زکوۃ دیتے رہو۔

توضیح: یہ حکم انھیں اس لیے بارگراں گزرنے لگا کہ مخالفین کی شرارتوں سے ان کے دلوں میں انتقام کا جذبہ پیدا ہو گیا تھا بدلہ لینے کے لیے بے تاب تھے۔

فَلَمَّا كُتِبَ عَلَيْهِمُ الْقِتَالُ اِذَا فَرِيْقٌ مِّنْهُمْ يَخْشَوْنَ النَّاسَ
پھر جب (ان کی خواہش کے مطابق) جہاد فرض کیا گیا تو ان میں بعض فریق (دشمنوں کی اکثریت اور ان کی قوت دیکھ کر) ان سے اس طرح ڈرنے لگے۔

كَخَشْيَةِ اللّٰهِ اَوْ اَشَدَّ خَشْيَةً ۚ
جیسے اللہ تعالیٰ سے ڈرنا چاہیئے بلکہ اس سے بھی کچھ زیادہ ہی۔

وَقَالُوْا رَبَّنَا لِمَ كَتَبْتَ عَلَيْنَا الْقِتَالَ ۚ
اور کہنے لگے اے ہمارے پروردگار ہم پر ابھی جہاد کا حکم کیوں فرض کر دیا گیا۔

لَوْلَآ اَخَّرْتَنَآ اِلٰٓى اَجَلٍ قَرِيْبٍ ؕ
کیوں نہ ہمیں کچھ اور مہلت دی ہوتی۔

قُلْ مَتَاعُ الدُّنْيَا قَلِيْلٌ ۚ
(اے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) ان سے کہئے دنیا کا سرمایہ زندگی (آخرت کے مقابلے میں) تھوڑا ہے (بلکہ نہ ہونے میں شمار ہے)

وَالْاٰخِرَةُ خَيْرٌ لِّمَنِ اتَّقٰى ۟
اور آخرت ہر طرح بہتر ہے اس کیلئے جو اللہ تعالیٰ کی نافرمانی سے بچتا ہے۔

وَلَا تُظْلَمُوْنَ فَتِيْلًا ۷۷
وہاں تم پر ذرہ برابر بھی ظلم نہیں کیا جائے گا (یعنی تمہاری رتی برابر حق تلفی نہیں ہوگی۔)

اَيْنَ مَا تَكُوْنُوْا يُدْرِكْكُّمُ الْمَوْتُ
(اب رہا موت کا خوف) موت تو جہاں بھی تم رہو گے آ کر رہے گی۔

وَلَوْ كُنْتُمْ فِيْ بُرُوْجٍ مُّشَيَّدَةٍ ؕ
خواہ تم کتنے ہی مضبوط و بلند قلعوں میں بند و محفوظ رہو

وَاِنْ تُصِبْهُمْ حَسَنَةٌ يَّقُوْلُوْا هٰذِهٖ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ ۚ
(ان لوگوں کا یہ حال ہے) اگر انھیں دنیا کا کوئی فائدہ پہنچتا ہے (فتح یا مال غنیمت) تو کہتے ہیں یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے۔

وَاِنْ تُصِبْهُمْ سَيِّئَةٌ
اور اگر انھیں (جنگ و جدال میں یا کسی وقت بھی کوئی مصیبت پہنچتی ہے

يَّقُوْلُوْا هٰذِهٖ مِنْ عِنْدِكَ ؕ
تو کہتے ہیں (اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) یہ تمہاری بدولت ہے۔

قُلْ كُلٌّ مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ ؕ
کہہ دیجئے (نفع و نقصان) سب کچھ اللہ تعالیٰ ہی کی طرف سے ہے۔

فَمَالِ هٰٓؤُلَآءِ الْقَوْمِ لَا يَكَادُوْنَ يَفْقَهُوْنَ حَدِيْثًا ۷۸
آخر اس قوم کو کیا ہو گیا کہ وہ کسی بات کو سمجھنا ہی نہیں چاہتی۔

مَآ اَصَابَكَ مِنْ حَسَنَةٍ فَمِنَ اللّٰهِ ۫
اے انسان جب تجھ کو کوئی بھلائی پہنچتی ہے تو وہ اللہ تعالیٰ ہی کی طرف سے ہے۔

وَمَآ اَصَابَكَ مِنْ سَيِّئَةٍ فَمِنْ نَّفْسِكَ ؕ
اور جو بھی مصیبت تجھ پر آتی ہے وہ تیرے ہی (بداعمالیوں کے) سبب ہے (اور۔ وہ بھی اللہ تعالیٰ ہی کے حکم سے آتی ہے)

وَاَرْسَلْنٰكَ لِلنَّاسِ رَسُوْلًا ؕ
اور (اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) ہم نے آپ کو (تمام لوگوں کی اصلاح کے لیے) رسول بنا کر بھیجا ہے۔ (آپ کا وجود لوگوں کے لیے سراپا رحمت ہے)

وَكَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيْدًا ۷۹
اور (اس بات پر) اللہ تعالیٰ کی گواہی کافی ہے۔

منزل ۱

مَنْ يُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ ۚ
جس نے رسول کی اطاعت کی یقیناً اس نے اللہ تعالیٰ کی اطاعت کی۔

وَمَنْ تَوَلّٰى فَمَآ اَرْسَلْنٰكَ عَلَيْهِمْ حَفِيْظًا ؕ﴿٨٠﴾
اور جس نے روگردانی کی تو ہم نے آپ کو ان پر نگران بنا کر نہیں بھیجا۔ (یہ اپنے اعمال کے خود ذمہ دار ہیں)

وَيَقُوْلُوْنَ طَاعَةٌ ؗ
اور وہ (جب آپ کے سامنے ہوتے ہیں تو) کہتے ہیں (ہمارا کام تو) اطاعت ہے (آپ کو اپنی اطاعت کا یقین دلاتے ہیں)

فَاِذَا بَرَزُوْا مِنْ عِنْدِكَ بَيَّتَ طَآئِفَةٌ مِّنْهُمْ غَيْرَ الَّذِيْ تَقُوْلُ ؕ
پھر جب آپ کے پاس سے باہر جاتے ہیں تو ان میں کی ایک جماعت راتوں میں جمع ہو کر آپ کی باتوں کے خلاف مشورے کرتی ہے۔

وَاللّٰهُ يَكْتُبُ مَا يُبَيِّتُوْنَ ۚ
اللہ تعالیٰ لکھتے جاتے ہیں راتوں میں وہ جو کچھ مشورہ کرتے ہیں۔

فَاَعْرِضْ عَنْهُمْ وَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ ؕ وَكَفٰى بِاللّٰهِ وَكِيْلًا ﴿٨١﴾
لہٰذا آپ ان کی طرف التفات نہ کیجئے اللہ پر بھروسہ رکھئے اور کارسازی کے لیے اللہ کافی ہے۔

منزل ١

توضیح: بے خوف رہئے۔ ان کی خفیہ سازشوں سے نہ گھبرائیے اور نہ ان کے خلاف کوئی تدبیریں سوچئے۔

اَفَلَا يَتَدَبَّرُوْنَ الْقُرْاٰنَ ؕ
کیا یہ لوگ قرآن میں غور نہیں کرتے۔

وَلَوْ كَانَ مِنْ عِنْدِ غَيْرِ اللّٰهِ
اگر یہ لوگ قرآن (اللہ تعالیٰ کے سوا) کسی اور کلام ہوتا

لَوَجَدُوْا فِيْهِ اخْتِلَافًا كَثِيْرًا ﴿٨٢﴾
تو وہ اس میں (بہت سارے) اختلاف پاتے۔

توضیح: مخالفین، منافقین، ضعیف الایمان۔ ان کی ساری مخالفتیں اس لیے تھیں کہ وہ قرآن کریم کو اللہ تعالیٰ کا کلام نہیں سمجھتے تھے۔ کلام الٰہی کے ہونے میں انھیں شک تھا۔ اس لیے انھیں فرمایا جارہا ہے۔ اگر یہ کلام خالق انسان۔ خالق فطرت کا نہ ہوتا کسی اور کا ہوتا تو اس میں اور عقل وفطرت انسانی میں ٹکراؤ ہوتا۔ احکام ناقابل عمل ہوتے۔ انسان کے فطری جذبات ومطالبات کچھ ہوتے۔ احکام وہدایت کچھ اور دوسرا مطلب یہ ہے کہ خود قرآنی احکامات میں تضاد ہوتا حالانکہ ایسا نہیں ہے بلکہ قرآنی احکام شروع سے آخر تک ہم آہنگ ہیں۔ بعض مصلحین قوم جو احکامات الٰہی سے بے بہرہ تھے انہوں نے اپنی عقل سے انسانوں کی اصلاح کے لیے یہ نصیحت کی کہ حرص۔ غم۔ غصہ جنسی میلانات۔ اکل وشرب کی خواہشات یہ سب بہیمانہ صفات ہیں، انھیں مٹا دینا چاہئے۔ اکل وشرب کے مطالبات چونکہ مٹائے نہیں جاسکتے اس لیے ان کو کم سے کم درجے میں رکھنا چاہئے یا پھر نصیحت کی کہ ترکِ دنیا ہی سے اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل ہوسکتی ہے۔

درحقیقت قال اللہ وقال الرسول میں انسان کے فطری مطالبات ہی کی تکمیل کا سامان ہے۔ عالم وہ نہیں جو بے بہرہ انسانوں کے سامنے دین کو صرف قال اللہ وقال الرسول کہہ کر پیش کردے۔ بلکہ عالم و ماہر وہ ہے جو دین الٰہی میں انسان کی عقل وفطرت سے جو چیز ہم آہنگ ہے اس کو واضح کرے اور انھیں دعوت الی اللہ دے۔

وَاِذَا جَآءَهُمْ اَمْرٌ مِّنَ الْاَمْنِ اَوِ الْخَوْفِ اَذَاعُوْا بِهٖ ؕ (جو منافق اور ضعیف الایمان ہیں ان کی کج فہمیوں کا حال یہ ہے کہ) جب ان کے پاس امن یا خوف کی کوئی خبر پہنچتی ہے تو بلا تحقیق اس کو مشہور کردیتے ہیں۔

وَلَوْ رَدُّوْهُ اِلَى الرَّسُوْلِ وَاِلٰٓى اُولِى الْاَمْرِ مِنْهُمْ اور اگر وہ اس خبر کو پیغمبر اور اپنے ذمہ دار احکام تک پہنچاتے تو

لَعَلِمَهُ الَّذِيْنَ يَسْتَنْۢبِطُوْنَهٗ مِنْهُمْ ؕ اہل تحقیق اس کے صحیح یا غلط ہونے کی جانچ کرلیتے (اور صحیح نتیجہ پر پہنچتے)

توضیح: اس وقت حالات پرسکون نہ تھے۔ دشمن بے بنیاد اور مبالغہ آمیز افواہیں پھیلاتے تھے۔ جس سے اہل مدینہ اور قرب وجوار میں دہشت پھیل جاتی۔ بعض وقت اصل خطرہ کو چھپانے کی غرض سے امن کی خبریں بھی دیتے تا کہ مسلمان بے خبر رہیں اس قسم کی خبروں کو پھیلانے سے منع کیا گیا۔

منزل ۱

وَلَوْلَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهٗ لَاتَّبَعْتُمُ الشَّيْطٰنَ اِلَّا قَلِيْلًا ﴿۸۳﴾ اور اگر تم پر اللہ تعالیٰ کا فضل اور مہربانی نہ ہوتی تو چند اشخاص کے سوا تم سب شیطان کے پیچھے ہولیتے۔

فَقَاتِلْ فِىْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۚ لہٰذا (اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم) اللہ تعالیٰ کی راہ میں لڑے جایئے۔

لَا تُكَلَّفُ اِلَّا نَفْسَكَ آپ اپنے سوا کسی کے ذمہ دار نہیں ہیں (ہر شخص اپنے عمل کا ذمہ دار ہے)

وَحَرِّضِ الْمُؤْمِنِيْنَ ۚ اور مومنین کو (قتال فی سبیل اللہ کی) ترغیب دیتے رہیئے۔

عَسَى اللّٰهُ اَنْ يَّكُفَّ بَاْسَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ؕ ہوسکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کافروں کو لڑائی سے روک دیں (اور ان کی قوت کو پارہ پارہ کردیں)

وَاللّٰهُ اَشَدُّ بَاْسًا وَّاَشَدُّ تَنْكِيْلًا ﴿۸۴﴾ اور اللہ تعالیٰ جنگ کے اعتبار سے بھی سخت ہیں اور سزا کے لحاظ سے بھی سخت تر۔

مَنْ يَّشْفَعْ شَفَاعَةً حَسَنَةً يَّكُنْ لَّهٗ نَصِيْبٌ مِّنْهَا ۚ جو شخص نیک کام کی سفارش کرے گا وہ اس میں سے حصہ پائے گا۔

وَمَنْ يَّشْفَعْ شَفَاعَةً سَيِّئَةً يَّكُنْ لَّهٗ كِفْلٌ مِّنْهَا ؕ
اور جو ناپسندیدہ باتوں اور برے کام کی سفارش کرے گا وہ اس کا برا بدل پائے گا۔

موضح القرآن:۔ اگر کوئی محتاج کو دولت مند سے کچھ دلوادے تو اس خیرات کے ثواب دلوانے والا بھی شریک اور اگر کوئی کافر بدکار شریر کو چھڑوا دے پھر وہ بدکاری کرے تو چھڑوانے والا بھی اس فساد میں شریک ہے۔

وَكَانَ اللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ مُّقِيْتًا ۝۸۵
اور اللہ تعالیٰ ہر بات پر نظر رکھنے والے ہیں۔

وَاِذَا حُيِّيْتُمْ بِتَحِيَّةٍ
جب کوئی تم کو سلام کرے (چاہے وہ تمہارا مخالف ہی کیوں نہ ہو)

فَحَيُّوْا بِاَحْسَنَ مِنْهَآ اَوْ رُدُّوْهَا ؕ
تو اس سے بہتر طریقہ پر جواب دو یا پھر وہی الفاظ دہرادو۔ یقیناً اللہ

اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ حَسِيْبًا ۝۸۶
تعالیٰ ہر چیز کا حساب لینے والے ہیں۔

النصف

اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ؕ
اللہ ہی الہ واحد ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے ساتھ کوئی معبود نہیں

لَيَجْمَعَنَّكُمْ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ لَا رَيْبَ فِيْهِ ؕ
(پرسش اعمال کے لیے) تم سب قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کے حضور جمع کیے جاؤ گے جس کے واقع ہونے میں کوئی شک نہیں۔

وَمَنْ اَصْدَقُ مِنَ اللّٰهِ حَدِيْثًا ۝۸۷ ع ۱۱ ۸
اللہ تعالیٰ سے بڑھ کر بات کا سچا کون ہے؟

فَمَا لَكُمْ فِی الْمُنٰفِقِيْنَ فِئَتَيْنِ
پھر تمہیں کیا ہوگیا کہ منافقین (کی روش دیکھنے کے باوجود ان) کے بارے میں دو فریق ہوگئے ہو۔

توضیح: ایک فریق کہتا ہے کہ یہ منافق ہیں۔ دوسرا کہتا ہے ان کے اعمال کچھ ہی ہوں۔ آخر یہ کلمہ گوتو ہیں۔ منافق نہیں ہوسکتے۔ نماز پڑھتے ہیں روزہ رکھتے ہیں (اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ وہ منافق ہیں)

وَاللّٰهُ اَرْكَسَهُمْ بِمَا كَسَبُوْا ؕ
اور اللہ تعالیٰ نے ان کی منافقانہ روش کی پاداش میں ان کو پھر گمراہی کی طرف پلٹا دیا ہے۔

اَتُرِيْدُوْنَ اَنْ تَهْدُوْا مَنْ اَضَلَّ اللّٰهُ ؕ
کیا تم اس شخص کو راستہ پر لے آنا چاہتے ہو، جسے اللہ تعالیٰ نے گمراہی میں پڑا رہنے دیا ہو۔

وَمَنْ يُّضْلِلِ اللّٰهُ فَلَنْ تَجِدَ لَهٗ سَبِيْلًا ۝۸۸
جسے اللہ تعالیٰ نے گمراہی میں پڑا رہنے دیا ہو۔ تم اس کیلئے کوئی راہ نہ پاؤ گے۔

وَدُّوْا لَوْ تَكْفُرُوْنَ كَمَا كَفَرُوْا — وہ چاہتے ہی یہ ہیں کہ جس طرح وہ خود کافر ہیں تم بھی انھیں کی طرح ہو جاؤ۔

فَتَكُوْنُوْنَ سَوَآءً — تا کہ تم اور وہ دونوں برابر ہو جائیں۔

فَلَا تَتَّخِذُوْا مِنْهُمْ اَوْلِيَآءَ — لہٰذا ان میں سے کسی کو دوست نہ بناؤ۔

حَتّٰى يُهَاجِرُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ؕ — یہاں تک کہ وہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں ہجرت کر کے (مدینہ) آجائیں۔

توضیح: نبیٔ محترم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جب مکہ سے مدینہ ہجرت فرمائی۔ جہاں مسلمانوں کی جان و مال کا ایک گونہ تحفظ ہو گیا تو حکم دیا گیا کہ جہاں جہاں اور جس علاقہ میں مسلمان کفار کے زیر اثر ہیں اور آزادانہ اسلامی زندگی گزار نہیں سکتے، وہ سب مدینہ ہجرت کر آئیں ہجرت کی قدرت رکھنے کے باوجود جنہیں اپنے گھر بار کا چھوڑنا گوارا نہ ہوا، وہ سب منافق قرار دیئے گئے اور جو مجبور تھے مستضعفین میں شمار کیا گیا۔

فَاِنْ تَوَلَّوْا فَخُذُوْهُمْ وَاقْتُلُوْهُمْ حَيْثُ وَجَدْتُّمُوْهُمْ ۪ — اور جو جماعت سے پلٹ جائیں یعنی مرتد ہو جائیں تو انھیں جہاں پاؤ، پکڑو اور قتل کر دو۔

وَلَا تَتَّخِذُوْا مِنْهُمْ وَلِيًّا وَّلَا نَصِيْرًا ﴿۸۹﴾ — اور ان میں سے کسی کو اپنا دوست اور رفیق نہ بناؤ۔

اِلَّا الَّذِيْنَ يَصِلُوْنَ اِلٰى قَوْمٍۢ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَهُمْ مِّيْثَاقٌ — البتہ وہ منافق اس حکم سے مستثنیٰ ہیں جو کسی ایسی قوم سے جا ملیں جن کے ساتھ تمہارا معاہدہ ہے۔

اَوْ جَآءُوْكُمْ حَصِرَتْ صُدُوْرُهُمْ — یا اسی طرح وہ منافق بھی اس حکم سے مستثنیٰ ہیں جو تم سے ملتے جلتے رہتے ہیں جن کے دل جدال و قتال سے گریز کرتے ہیں۔

اَنْ يُّقَاتِلُوْكُمْ اَوْ يُقَاتِلُوْا قَوْمَهُمْ ؕ — نہ تم سے لڑنا چاہتے ہیں اور نہ اپنی قوم سے۔

وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ لَسَلَّطَهُمْ عَلَيْكُمْ فَلَقٰتَلُوْكُمْ ۚ — اور اگر اللہ تعالیٰ چاہتے تو ان کو تم پر مسلط کر دیتے اور وہ تم سے قتال شروع کر دیتے۔

فَاِنِ اعْتَزَلُوْكُمْ فَلَمْ يُقَاتِلُوْكُمْ وَاَلْقَوْا اِلَيْكُمُ السَّلَمَ ۙ فَمَا جَعَلَ اللّٰهُ لَكُمْ عَلَيْهِمْ سَبِيْلًا ﴿۹۰﴾ — پھر اگر وہ تمہارے خلاف کوئی سازش نہ کریں اور نہ تم سے لڑیں اور تمہارے ساتھ صلح و آشتی کا پیشکش کریں تو (اس کے بعد) اللہ تعالیٰ نے تمہارے لیے ان پر دست درازی کی کوئی سند جواز نہیں رکھی۔

منزل ۱

سَتَجِدُوْنَ اٰخَرِيْنَ يُرِيْدُوْنَ اَنْ يَّاْمَنُوْكُمْ وَيَاْمَنُوْا قَوْمَهُمْ ؕ
ایک اور قسم کے منافق بھی تمہیں ملیں گے چاہتے ہیں تم سے بھی امن وسلامتی کے ساتھ رہیں اور اپنی قوم سے بھی لیکن۔

كُلَّمَا رُدُّوْٓا اِلَى الْفِتْنَةِ اُرْكِسُوْا فِيْهَا ۚ
جب انھیں فتنہ انگیزی کے لیے بلایا جائے تو اس میں کود ہی پڑیں۔ (یعنی تمہارے خلاف کوئی سازش کرے تو یہ ان کا ساتھ دیں۔)

فَاِنْ لَّمْ يَعْتَزِلُوْكُمْ وَيُلْقُوْٓا اِلَيْكُمُ السَّلَمَ
لہٰذا اگر ایسے لوگ تمہاری مخالفت سے باز نہ آئیں اور تمہاری طرف امن وسلامتی کا ہاتھ نہ بڑھائیں۔

وَيَكُفُّوْٓا اَيْدِيَهُمْ فَخُذُوْهُمْ وَاقْتُلُوْهُمْ حَيْثُ ثَقِفْتُمُوْهُمْ ؕ
اور اپنی دست درازیوں سے نہ رکیں۔ پھر وہ جہاں کہیں ملیں انھیں پکڑ واور قتل کردو۔

وَاُولٰٓئِكُمْ جَعَلْنَا لَكُمْ عَلَيْهِمْ سُلْطٰنًا مُّبِيْنًا ﴿٩١﴾ ع ۱۲ / ۹
یہ وہ لوگ ہیں جنہیں ہر طرح پکڑنے اور قتل کرنے کی ایک واضح سند جواز اللہ تعالیٰ نے تم کو دی ہے۔

توضیح: یہ وہ منافق تھے جو اپنی کافر قوم ہی کے ساتھ رہتے سہتے۔ اور مسلمانوں کے خلاف وہ جو بھی کارروائی کرتے تو یہ ان کا ساتھ دیتے۔ مسلمانوں کے لیے یہ مسئلہ بڑا ہی پیچیدہ ہو گیا تھا کہ آخر ان کے ساتھ کیا معاملہ کیا جانا چاہئے؟ بعض کہتے کچھ بھی ہو یہ مسلمان تو ہیں۔ کلمہ پڑھتے ہیں۔ نماز، روزہ، تلاوت قرآن سب کچھ ہے ان کے ساتھ کفار کا سا معاملہ کیسے کیا جا سکتا ہے؟ اللہ تعالیٰ نے اس اختلاف کا فیصلہ فرما دیا کہ یہ منافق ہیں یہ جہاں ملیں قتل کر دیئے جائیں۔

نوٹ:۔ اس کے بعد بعض خرابیوں اور کمزوریوں کی اصلاح کے احکام دیئے گئے۔

وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ اَنْ يَّقْتُلَ مُؤْمِنًا اِلَّا خَطَـًٔا ۚ
اور کسی مومن کے لیے ہرگز جائز نہیں کہ دوسرے مومن کو قتل کرے سوائے اس کے کہ نادانستہ ہو جائے۔

وَمَنْ قَتَلَ مُؤْمِنًا خَطَـًٔا فَتَحْرِيْرُ رَقَبَةٍ مُّؤْمِنَةٍ
اور جو کوئی کسی مومن کو غلطی سے قتل کر دے تو ایک مومن غلام کو آزاد کرے۔

وَّدِيَةٌ مُّسَلَّمَةٌ اِلٰٓى اَهْلِهٖٓ اِلَّآ اَنْ يَّصَّدَّقُوْا ؕ
اور مقتول کے وارثوں کو خوں بہا دے۔ ہاں اگر وہ (مقتول کے ورثا خوں بہا) معاف کر دیں (تو انھیں اختیار ہے) مگر غلام آزاد کرے۔

فَاِنْ كَانَ مِنْ قَوْمٍ عَدُوٍّ لَّكُمْ وَهُوَ مُؤْمِنٌ
ہاں اگر مقتول مومن ہو اور اس کا تعلق اس قوم سے ہو جو تم سے دشمنی رکھتی ہے تو خوں بہا نہ دیا جائے۔

فَتَحْرِيْرُ رَقَبَةٍ مُّؤْمِنَةٍ ؕ — صرف مسلمان غلام آزاد کرے۔

وَاِنْ كَانَ مِنْ قَوْمٍۢ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَهُمْ مِّيْثَاقٌ — اوراگر مقتول ایسے لوگوں میں سے ہوجس سے تمہارا معاہدہ ہے۔

فَدِيَةٌ مُّسَلَّمَةٌ اِلٰٓى اَهْلِهٖ وَتَحْرِيْرُ رَقَبَةٍ مُّؤْمِنَةٍ ۚ — تواس کے وارثوں کوخوں بہادیا جائے اور مومن غلام آزاد کرے۔

فَمَنْ لَّمْ يَجِدْ فَصِيَامُ شَهْرَيْنِ مُتَتَابِعَيْنِ ۡ تَوْبَةً مِّنَ اللّٰهِ ؕ — لہٰذا اگر کسی میں اس کی استطاعت نہ ہوتو اس کو چاہئے کہ مسلسل دوماہ کے روزے (کفارے کے طور پر) رکھے توبہ کا یہ طریقہ اللہ تعالیٰ نے مقرر کردیا ہے۔

وَكَانَ اللّٰهُ عَلِيْمًا حَكِيْمًا ﴿۹۲﴾ — اورواقعی اللہ تعالیٰ بڑے ہی جاننے والے حکمت والے ہیں (تجاویز الٰہی نہایت ہی عالمانہ وحکیمانہ ہیں)

وَمَنْ يَّقْتُلْ مُؤْمِنًا مُّتَعَمِّدًا — اور جوکوئی کسی مومن کو عمداً (دانستہ) قتل کردے۔

فَجَزَآؤُهٗ جَهَنَّمُ خٰلِدًا فِيْهَا — تو (آخرت میں) اس کی جزا جہنم ہےجس میں وہ ہمیشہ ہمیشہ رہے گا۔

وَغَضِبَ اللّٰهُ عَلَيْهِ وَلَعَنَهٗ وَاَعَدَّ لَهٗ عَذَابًا عَظِيْمًا ﴿۹۳﴾ — اوراس پر اللہ تعالیٰ کا غضب اور اللہ تعالیٰ کی لعنت ہوتی رہے گی اور اس کے لیے (اللہ تعالیٰ نے) بڑا ہی سخت عذاب تیار کررکھا ہے۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا ضَرَبْتُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَتَبَيَّنُوْا — اے ایمان والو جب تم اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کے لیے نکلو تو تحقیق سے کام لیا کرو (یعنی دوست ودشمن کی جانچ کرلیا کرو)

وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ اَلْقٰٓى اِلَيْكُمُ السَّلٰمَ لَسْتَ مُؤْمِنًا ۚ — اورکوئی شخص تم پرسلام میں سبقت کرے (سلام کے ذریعہ جوشعار اسلامی ہے اپنا مسلمان ہونا ظاہر کرے) تو جواب میں یہ نہ کہو کہ تومسلمان نہیں ہے (ہوسکتا ہے کہ وہ سچا مسلمان ہو)

توضیح: ایک دفعہ صحابہ کے لشکر میں ایک شخص سلام کہتا ہوا آیا۔ اس کی غرض یہ تھی چونکہ میں مسلمان ہوں ان کو خبر کردوں تا کہ غلطی سے مجھے قتل نہ کرڈالیں۔ صحابہ میں سے ایک شخص نے اس خیال سے کہ یہ صرف ظاہرداری کرتا ہے۔ اسے قتل کرڈالا۔ چونکہ یہ قتل اسلامی قانون کے خلاف تھا اس لیے یہ آیت نازل ہوئی جنگ کے موقع پر کافر جان بچانے کی خاطر مسلمانوں کو دیکھتے تو السلام علیکم کہتے اور کلمہ لاالٰہ الا اللہ پڑھ کر اپنا مسلمان ہونا ظاہر کرتے اور بچ جاتے۔ بعض وقت

مسلمانوں کو شبہ ہوتا کہ یہ کافر ہے۔ جان بچانے کے لیے حیلہ کر رہا ہے قتل کر بیٹھتے اور اس کی چیزیں مال غنیمت کے طور پر لے لیتے۔ حضرت نبیٔ محترم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ایسے موقعوں پر سخت تنبیہ فرماتے پھر بھی ایسے واقعات پیش آتے رہے۔ آخر کار اللہ تعالیٰ نے اس سلسلہ میں ہدایتیں نازل فرمائیں جس کا منشا یہ ہے کہ تحقیق سے کام لیا جائے شبہ پر کسی کا قتل نہ ہونا چاہئے۔ ایک کافر کو غلطی سے چھوڑ دینا کئی درجہ بہتر ہے کہ ایک مومن کو شبہ پر قتل کر دیا جائے۔

تَبْتَغُوْنَ عَرَضَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ز
تم تو دنیا کے (زائل ہو جانے والے) مال غنیمت ہی کو تلاش کرتے ہو۔

فَعِنْدَ اللّٰهِ مَغَانِمُ كَثِيْرَةٌ ط
پس اللہ تعالیٰ کے پاس (تمہارے لیے) بہت سی غنیمتیں ہیں (اور وہ اہل ایمان کے لیے مختص ہیں۔ اپنے وقت پر مل کر رہیں گی)

كَذٰلِكَ كُنْتُمْ مِّنْ قَبْلُ فَمَنَّ اللّٰهُ عَلَيْكُمْ
تم بھی تو اس سے پہلے ایسے ہی تھے پھر اللہ تعالیٰ نے تم پر احسان کیا (تم کو مسلمان ہونے کی توفیق بخشی۔)

فَتَبَيَّنُوْا ط اِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرًا ﴿۹۴﴾
لہٰذا اچھی طرح تحقیق کر لو (اس کے بعد تلوار اٹھاؤ) تم جو کچھ عمل کرتے ہو۔ بے شک اللہ تعالیٰ اس سے باخبر ہیں۔

منزل ۱

لَا يَسْتَوِي الْقٰعِدُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ غَيْرُ اُولِي الضَّرَرِ
جو مسلمان کسی عذر کے بغیر (گھروں میں) بیٹھے رہتے ہیں (شریک جہاد نہیں ہوتے اور لڑنے سے جی چراتے ہیں)

وَالْمُجٰهِدُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ ط
اور وہ مجاہدین جو اللہ تعالیٰ کی راہ میں جان و مال سے جہاد کرتے ہیں، وہ دونوں برابر نہیں ہو سکتے۔

فَضَّلَ اللّٰهُ الْمُجٰهِدِيْنَ بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ عَلَى الْقٰعِدِيْنَ دَرَجَةً ط
اللہ تعالیٰ نے جان و مال سے جہاد کرنے والوں کو بیٹھے رہنے والوں پر فضیلت بخشی اور درجات بڑھائے۔

وَكُلًّا وَّعَدَ اللّٰهُ الْحُسْنٰى ط
اللہ تعالیٰ نے سبھوں کو اچھا اجر دینے کا وعدہ فرمایا ہے (دیگر اعمال صالحہ کی وجہ)

وَفَضَّلَ اللّٰهُ الْمُجٰهِدِيْنَ عَلَى الْقٰعِدِيْنَ اَجْرًا عَظِيْمًا ﴿۹۵﴾
اور اللہ تعالیٰ نے جہاد کرنے والوں کو بیٹھے رہنے والوں پر فضیلت بخشی اور اجر عظیم عطا فرمایا۔

دَرَجٰتٍ مِّنْهُ وَمَغْفِرَةً وَّرَحْمَةً ط
جن کے لیے اللہ تعالیٰ کے پاس بڑے بڑے درجات ہیں اور مغفرت ہے اور رحمت ہے۔

وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ﴿٩٦﴾ اور اللہ تعالیٰ بڑے ہی بخشنے والے بڑے ہی رحیم ہیں۔

(وَكَانَ بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَحِيْمًا ۔ وہ اہل ایمان پر بڑے ہی رحیم ہیں)

اِنَّ الَّذِيْنَ تَوَفّٰىهُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ ظَالِمِيْٓ اَنْفُسِهِمْ قَالُوْا فِيْمَ كُنْتُمْ ؕ قَالُوْا كُنَّا مُسْتَضْعَفِيْنَ فِي الْاَرْضِ ؕ جولوگ نفاق کی حالت میں مرتے ہیں، فرشتے جب ان کی روح قبض کرنے لگتے ہیں تو پوچھتے ہیں تم کس حال میں تھے۔ (کیوں تمہاری یہ حالت ہے) تو کہتے ہیں ہم اپنے وطن میں مجبور و بے بس تھے۔

قَالُوْٓا اَلَمْ تَكُنْ اَرْضُ اللّٰهِ وَاسِعَةً فَتُهَاجِرُوْا فِيْهَا ؕ فرشتے کہیں گے کیا اللہ تعالیٰ کی زمین وسیع نہ تھی کہ تم وہاں ہجرت کر جاتے (ان کا عذر نا قابل قبول ہوگا)

فَاُولٰٓئِكَ مَاْوٰىهُمْ جَهَنَّمُ ؕ لہٰذا ان سب کا ٹھکانا جہنم ہوگا۔

وَسَآءَتْ مَصِيْرًا ﴿٩٧﴾ اور وہ بہت ہی بری جگہ ہے۔

اِلَّا الْمُسْتَضْعَفِيْنَ مِنَ الرِّجَالِ وَالنِّسَآءِ وَالْوِلْدَانِ البتہ جو مرد معذور ہیں اور عورتیں اور بچے جو بے بس ہیں۔

لَا يَسْتَطِيْعُوْنَ حِيْلَةً وَّلَا يَهْتَدُوْنَ سَبِيْلًا ﴿٩٨﴾ (ہجرت کے لیے) نہ تو کچھ استطاعت رکھتے ہیں اور نہ ہی راستہ جانتے ہیں۔

فَاُولٰٓئِكَ عَسَى اللّٰهُ اَنْ يَّعْفُوَ عَنْهُمْ ؕ یہ وہ لوگ ہیں ہوسکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ انھیں معاف کر دیں گے۔

وَكَانَ اللّٰهُ عَفُوًّا غَفُوْرًا ﴿٩٩﴾ اور (واقعی) اللہ تعالیٰ معاف کرنے والے بڑے ہی بخشنے والے ہیں۔

موضح القرآن:۔ یہ آیت ان کے حق میں ہے، جو کافروں کے شہر میں دل سے مسلمان ہیں اور ان کے ظلم کی وجہ ظاہر نہیں ہو سکتے۔ اگر اپنی روزی آپ پیدا کر سکتے ہیں اور سفر کی تدبیر سے واقف ہیں تو انکا عذر قبول نہ کرنا چاہئے اور شہر میں جا رہیں۔ ملک حق تعالیٰ کا کشادہ ہے اگر وہاں سے نہ نکلیں اور اسی میں رہیں تو ان پر عذاب ہوگا اور اگر نہ جا رہیں اور پرائے بس میں تو امید ہے کہ اللہ تعالیٰ انھیں بخش دیں۔ اس سے ظاہر ہے کہ جس ملک میں مسلمان کھلا نہ رہ سکے وہاں سے نکلنا فرض ہے۔

وَمَنْ يُّهَاجِرْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اور جو اللہ تعالیٰ کی راہ میں ہجرت کرے (یعنی اپنے دین کی حفاظت کے لیے ترک وطن کرے۔)

يَجِدْ فِي الْاَرْضِ مُرٰغَمًا كَثِيْرًا وَّسَعَةً ؕ — تو وہ زمین میں کشادہ جگہ اور بافراغت روزی پائے گا۔

وَمَنْ يَّخْرُجْ مِنْۢ بَيْتِهٖ مُهَاجِرًا اِلَى اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ ثُمَّ يُدْرِكْهُ الْمَوْتُ — اور جو اپنے گھر سے اللہ اور اس کے رسول کی طرف ہجرت کے لیے نکلے پھر راستہ میں اس کو موت آ جائے۔

فَقَدْ وَقَعَ اَجْرُهٗ عَلَى اللّٰهِ ؕ — اس کا اجر اللہ تعالیٰ کے ذمہ ہو چکا۔

وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ﴿۱۰۰﴾ — اور اللہ تعالیٰ بڑی ہی بخشش فرمانے رحم کرنے والے ہیں۔ ع ۱۴

وَاِذَا ضَرَبْتُمْ فِي الْاَرْضِ فَلَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ اَنْ تَقْصُرُوْا مِنَ الصَّلٰوةِ ۖ — اور جب تم سفر کے لیے نکلو تو اپنی نماز کو مختصر کر لینے میں تم پر کوئی مواخذہ نہ ہوگا۔

اِنْ خِفْتُمْ اَنْ يَّفْتِنَكُمُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ؕ — اگر یہ اندیشہ ہو کہ کافر تمہیں ستائیں گے۔ منزل ۱

توضیح: سفر سے عام سفر مراد ہے جہاد کے لیے ہو۔ یا تجارت کے لیے یا کسی اور کام کے لیے نماز کا قصر کرنا درست ہے اور کافروں کے ستانے کا ڈر اس وقت تھا جب یہ حکم آیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عمل سے ہر سفر میں قصر کی سہولت ملی۔

چار رکعت والی نماز میں دو رکعت نماز پڑھی جائے گی۔ مغرب کے تین رکعت پڑھے جائیں گے البتہ فجر کی سنت نماز پڑھی جائے گی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سفر میں بھی فجر کی سنت پڑھا کرتے تھے۔

اِنَّ الْكٰفِرِيْنَ كَانُوْا لَكُمْ عَدُوًّا مُّبِيْنًا ﴿۱۰۱﴾ — یقیناً کافر تمہارے کھلے دشمن ہیں۔

وَاِذَا كُنْتَ فِيْهِمْ — (اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم) جب آپ جنگ کے موقع پر مسلمانوں کے ساتھ ہوں۔

فَاَقَمْتَ لَهُمُ الصَّلٰوةَ — اور بہ حالت جنگ انھیں نماز پڑھانے کے لیے کھڑے ہوں۔

فَلْتَقُمْ طَآئِفَةٌ مِّنْهُمْ مَّعَكَ — تو ان میں سے ایک جماعت آپ کے ساتھ کھڑی رہے۔

وَلْيَاْخُذُوْٓا اَسْلِحَتَهُمْ ۣ — اور اپنے ہتھیار سنبھالے رہے یعنی مصلح ہو کر نماز پڑھے۔

فَاِذَا سَجَدُوْا فَلْيَكُوْنُوْا مِنْ وَّرَآئِكُمْ ۠ — پھر جب وہ سجدہ کر لیں تو تمہارے پیچھے دشمن کے مقابل چلے جاویں۔

وَلْتَاْتِ طَآىِٕفَةٌ اُخْرٰى لَمْ يُصَلُّوْا فَلْيُصَلُّوْا مَعَكَ
اور دوسری جماعت جس نے ابھی نماز نہیں پڑھی (جو دشمن کے مقابل کھڑی تھی) وہ آکر آپ کے ساتھ نماز پڑھے (دوسری رکعت بھی پڑھ کر دشمن کے مقابل آجائے۔ پہلا گروہ دوسرے گروہ کے آجانے کے بعد نماز کی تکمیل کرلے)

وَلْيَاْخُذُوْا حِذْرَهُمْ وَاَسْلِحَتَهُمْ ۚ
اور اپنے حفاظتی ہتھیار کے ساتھ مسلح رہے۔

وَدَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَوْ تَغْفُلُوْنَ عَنْ اَسْلِحَتِكُمْ وَاَمْتِعَتِكُمْ
کافر تو یہ چاہتے ہیں کہ تم اپنے ہتھیاروں اور سامان حرب سے ذرا بھی غافل ہوجاؤ

فَيَمِيْلُوْنَ عَلَيْكُمْ مَّيْلَةً وَّاحِدَةً ۭ
تو وہ تم پر یکبارگی حملہ کردیں۔

وَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ اِنْ كَانَ بِكُمْ اَذًى مِّنْ مَّطَرٍ اَوْ كُنْتُمْ مَّرْضٰٓى اَنْ تَضَعُوْٓا اَسْلِحَتَكُمْ ۚ
اور اگر بارش کی وجہ تم کو تکلیف پہنچے یا تم بیمار ہو تو ہتھیار اتار دینے میں کوئی مضائقہ نہیں۔

وَخُذُوْا حِذْرَكُمْ ۭ
مگر پھر بھی اپنے حفاظتی سامان کے ساتھ چوکنے رہو۔

اِنَّ اللّٰهَ اَعَدَّ لِلْكٰفِرِيْنَ عَذَابًا مُّهِيْنًا ﴿۱۰۲﴾
بے شک اللہ تعالیٰ نے کافروں کیلئے ذلت آمیز عذاب تیار کر رکھا ہے۔

فَاِذَا قَضَيْتُمُ الصَّلٰوةَ فَاذْكُرُوا اللّٰهَ قِيٰمًا وَّقُعُوْدًا وَّعَلٰي جُنُوْبِكُمْ ۚ
جب تم نماز سے فارغ ہوجاؤ تو اٹھتے بیٹھتے لیٹے ہر حال میں اللہ تعالیٰ کو (اسوۂ حسنہ کے مطابق) یاد کرتے رہو۔

توضیح: اس آیت سے ظاہر ہے کہ نماز مسلمانوں کے لیے ایک ایسا عمل ہے جس سے کسی حال میں غفلت جائز نہیں حتی کہ عین جنگ کی حالت میں بھی۔

فَاِذَا اطْمَاْنَنْتُمْ فَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ ۚ
اور جب تمہیں اطمینان نصیب ہوجائے یعنی خوف جاتا رہے تو اس طرح نماز پڑھو (جس طرح امن کی حالت میں پڑھتے ہو)

اِنَّ الصَّلٰوةَ كَانَتْ عَلَي الْمُؤْمِنِيْنَ كِتٰبًا مَّوْقُوْتًا ﴿۱۰۳﴾
بے شک نماز پابندیٔ وقت کے ساتھ اہل ایمان پر فرض ہے۔

وَلَا تَهِنُوْا فِي ابْتِغَاۗءِ الْقَوْمِ ۭ
اور کفار کے تعاقب میں ذرا سی بھی مداہنت نہ برتو یعنی کسی قسم کی کمزوری نہ دکھاؤ۔

اِنْ تَكُوْنُوْا تَاْلَمُوْنَ فَاِنَّهُمْ يَاْلَمُوْنَ كَمَا تَاْلَمُوْنَ ۚ

اگر جنگ میں تم زخم خوردہ ہو گئے ہو تو کفار بھی تمہاری طرح زخم خوردہ ہیں۔

توضیح: باطل کے لیے کفار اس قدر تکلیف برداشت کرتے ہیں تو اہل حق کے لیے کیا کچھ نہ کرنا۔

وَتَرْجُوْنَ مِنَ اللّٰهِ مَا لَا يَرْجُوْنَ ؕ

اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے (جس اجر کی) تم امید رکھتے ہو وہ نہیں رکھتے۔

وَكَانَ اللّٰهُ عَلِيْمًا حَكِيْمًا ﴿۱۰۴﴾ ع ۱۵ ۱۲

اور اللہ تعالیٰ بڑے ہی جاننے والے حکمت والے ہیں۔

یعنی جنگ کی تدابیر تعاقب کا حکم نہایت ہی عالمانہ وحکیمانہ ہے۔

اِنَّآ اَنْزَلْنَآ اِلَيْكَ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ

(اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) بے شک ہم نے یہ کتاب آپ حق کے ساتھ نازل کی ہے۔

لِتَحْكُمَ بَيْنَ النَّاسِ بِمَآ اَرٰىكَ اللّٰهُ ؕ

تاکہ آپ ہدایت الٰہی کے مطابق لوگوں کے مقدمات فیصل کریں۔

وَلَا تَكُنْ لِّلْخَآئِنِيْنَ خَصِيْمًا ﴿۱۰۵﴾

اور بددیانت لوگوں کی حمایت ومدافعت میں جھگڑنے والوں کا ساتھ نہ دو۔

وَّاسْتَغْفِرِ اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ﴿۱۰۶﴾ منزل ۱

اور اللہ تعالیٰ سے معافی مانگتے رہو۔ بے شک اللہ تعالیٰ بڑے ہی درگزر کرنے والے بڑے ہی رحیم ہیں۔

توضیح: ایک شخص طعمہ نے ایک انصاری کی زرہ چرالی۔ زرہ کے مالک نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے استغاثہ کیا اور طعمہ پر اپنا شبہ ظاہر کیا۔ مگر طعمہ کے بھائی بندوں نے آپس میں اتفاق کرکے ایک یہودی پر الزام تھوپ دیا۔ قریب تھا کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مقدمہ کی ظاہری روداد کی بناء پر یہودی کے خلاف فیصلہ فرمادیتے اتنے میں وحی آئی اور معاملہ کی ساری حقیقت کھول دی گئی۔ اس آیۂ کریمہ میں یہ عام ہدایت اہل ایمان کو ملتی ہے کہ تم دغابازوں خائنوں کے طرف دار نہ بنو اور نہ ان کی طرف سے بحث کرو۔ مسلمان وکیل جو چوروں، رہزنوں، خائنوں اور ہر قسم کے مجرموں کی طرف سے مقدمات میں وکالت کرتے۔ اور اپنی لسانی طاقت اور مغالطہ آمیز تقریروں سے ان کو سزا سے بچالیتے ہیں، انھیں اس ارشاد ربانی پر عمل کرنا چاہئے۔

وَلَا تُجَادِلْ عَنِ الَّذِيْنَ يَخْتَانُوْنَ اَنْفُسَهُمْ ؕ

اور نہ ان لوگوں کا ساتھ دو جو خود ہی معصیت کے مرتکب ہیں۔

اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ مَنْ كَانَ خَوَّانًا اَثِيْمًا ﴿۱۰۷﴾

یقیناً اللہ تعالیٰ خیانت کار عادی گنہگار کو پسند نہیں فرماتے۔

يَّسْتَخْفُوْنَ مِنَ النَّاسِ وَلَا

یہ لوگوں سے تو اپنے گناہ چھپاتے ہیں لیکن اللہ تعالیٰ سے نہیں چھپا سکتے۔

يَسْتَخْفُوْنَ مِنَ اللّٰهِ

وَهُوَ مَعَهُمْ اِذْ يُبَيِّتُوْنَ مَا لَا يَرْضٰى مِنَ الْقَوْلِ ؕ — اور وہ (اللہ) اس وقت بھی ان کے ساتھ ہے۔ جب یہ راتوں کو چھپ کر اللہ تعالیٰ کی مرضی کے خلاف مشورے کرتے ہیں۔

وَكَانَ اللّٰهُ بِمَا يَعْمَلُوْنَ مُحِيْطًا ﴿١٠٨﴾ — اور اللہ تعالیٰ ان کے تمام اعمال کو احاطہ کیے ہوئے ہیں۔

هٰۤاَنْتُمْ هٰۤؤُلَآءِ جٰدَلْتُمْ عَنْهُمْ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۟ — تم وہی تو ہو کہ ان مجرمین کی طرف سے دنیا کی زندگی میں (ان کی حمایت میں انھیں بچانے جرم سے بری ثابت کرنے کی) خوب خوب وکالت کرتے ہو۔

فَمَنْ يُّجَادِلُ اللّٰهَ عَنْهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ — پھر قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کے سامنے ان کی طرف سے کون بحث کرے گا۔

اَمْ مَّنْ يَّكُوْنُ عَلَيْهِمْ وَكِيْلًا ﴿١٠٩﴾ — یا ان کی طرف سے کون ان کا وکیل بنے گا (یعنی کون ان کی کارسازی کرے گا)

منزل ١

وَمَنْ يَّعْمَلْ سُوْٓءًا اَوْ يَظْلِمْ نَفْسَهٗ ثُمَّ يَسْتَغْفِرِ اللّٰهَ يَجِدِ اللّٰهَ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ﴿١١٠﴾ — اور جو شخص کوئی برا کام کر بیٹھے یا اپنے حق میں ظلم کر جائے پھر وہ اللہ تعالیٰ سے معافی چاہے تو وہ یقیناً اللہ تعالیٰ کو بڑا ہی بخشنے والا بڑا ہی رحم کرنے والا پائے گا۔

وَمَنْ يَّكْسِبْ اِثْمًا فَاِنَّمَا يَكْسِبُهٗ عَلٰى نَفْسِهٖ ؕ — اور جو کوئی گناہ کرتا ہے اس کا ذمہ دار خود ہوتا ہے یا جو گناہ کرتا ہے اس کا وبال اسی پر ہے۔

وَكَانَ اللّٰهُ عَلِيْمًا حَكِيْمًا ﴿١١١﴾ — اور اللہ تعالیٰ بڑے ہی جاننے والے حکمت والے ہیں۔

وَمَنْ يَّكْسِبْ خَطِيْٓـَٔةً اَوْ اِثْمًا ثُمَّ يَرْمِ بِهٖ بَرِيْٓـًٔا — اور جو کوئی سوچ سمجھ کر برا کام یا کوئی گناہ کرے پھر اس گناہ کو کسی بے گناہ کے سر تھوپ دے۔

فَقَدِ احْتَمَلَ بُهْتَانًا وَّاِثْمًا مُّبِيْنًا ﴿١١٢﴾ — تو اس نے بہتان اور صریح گناہ کا بار اٹھالیا۔

ع ١٦

توضیح: ابن جریر نے فرمایا کہ ”خطیئۃ“ عمداور بلاعمد ہر دو گناہ پر شامل ہے اور اثم سے وہی گناہ مراد ہے جو عمداً کیا جائے۔

وَلَوْلَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكَ وَرَحْمَتُهٗ — اور اگر اللہ تعالیٰ کا فضل اور اللہ تعالیٰ کی رحمت آپ ؐ کے شامل حال نہ ہوتی

لَهَمَّتْ طَّآئِفَةٌ مِّنْهُمْ اَنْ يُّضِلُّوْكَ ؕ	تو ان میں کا ایک فریق قطعاً آپ سے ایک غلط فیصلہ کروالیتا۔
وَمَا يُضِلُّوْنَ اِلَّآ اَنْفُسَهُمْ	وہ اپنے سوا کسی کا بہکا نہیں سکتے۔
وَمَا يَضُرُّوْنَكَ مِنْ شَيْءٍ ؕ	اور وہ آپ کا کچھ بگاڑ نہیں سکتے۔
وَاَنْزَلَ اللّٰهُ عَلَيْكَ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَعَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ ؕ	اور اللہ تعالیٰ نے آپ پر کتاب نازل کی اور دانائی بخشی اور آپ کو ان تمام امور کی تعلیم دی جو فرائض نبوت انجام دینے کے لئے ضروری ہیں۔
وَكَانَ فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكَ عَظِيْمًا ﴿١١٣﴾	اور آپ پر یہ اللہ تعالیٰ کا بڑا فضل ہے۔
لَا خَيْرَ فِيْ كَثِيْرٍ مِّنْ نَّجْوٰىهُمْ	ان کی اکثر و بیشتر سرگوشیوں میں بھلائی نہیں ہے۔
اِلَّا مَنْ اَمَرَ بِصَدَقَةٍ اَوْ مَعْرُوْفٍ اَوْ اِصْلَاحٍ بَيْنَ النَّاسِ ؕ	سوائے اس کے کہ کوئی صدقہ، خیرات یا کسی نیک کام کا مشورہ دے یا لوگوں کے معاملات میں اصلاح کی تجویز پیش کرے۔
وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ ابْتِغَآءَ مَرْضَاتِ اللّٰهِ	اور جو کوئی ایسے کام اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کے لیے کرے گا۔
فَسَوْفَ نُؤْتِيْهِ اَجْرًا عَظِيْمًا ﴿١١٤﴾	تو ہم عنقریب اس کو بڑا اجر عطا کریں گے۔
وَمَنْ يُّشَاقِقِ الرَّسُوْلَ مِنْۢ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُ الْهُدٰى	اور ہدایت واضح ہو جانے کے بعد جو کوئی رسول کی مخالفت کرے گا۔
وَيَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيْلِ الْمُؤْمِنِيْنَ نُوَلِّهٖ مَا تَوَلّٰى وَنُصْلِهٖ جَهَنَّمَ ؕ	اور اہل ایمان (صحابہ کرام صالحین سلف) کی روش اختیار نہ کرے گا تو ہم اس کو اسی حالت پر الٹ دیں گے جس راہ کو وہ اختیار کر رکھا ہے اور قیامت کے دن ہم اس کو جہنم میں داخل کریں گے۔
وَسَآءَتْ مَصِيْرًا ﴿١١٥﴾	اور وہ (نہایت ہی) بری جگہ ہے۔
اِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ اَنْ يُّشْرَكَ بِهٖ	یقیناً اللہ تعالیٰ (اس گناہ کو ہرگز) معاف نہیں فرماتے کہ کسی کو اللہ کے ساتھ شریک فرمانروائی قرار دے۔
وَيَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ يَّشَآءُ ؕ	اور اس کے سوا دوسرے تمام گناہ معاف کیے جاسکتے ہیں جس کو حق تعالیٰ

الثلاثة · منزل ١ · ع ١٧

معاف کرنا چاہیں۔

توضیح: ایک دوسری آیت میں صراحتاً آیا ہے کہ مشرک کے لیے جنت حرام ہے۔

حدیث قدسی میں ہے کہ: ائے ابن آدم اگر تیرے گناہ آسمان وزمین کے خلا کو پر کرنے کے برابر ہوں گے مگر شرک کا شائبہ بھی ان میں نہ ہوگا تو میں قادر ہوں کہ سب گناہ کو بخش دوں۔ (ترمذی)

بعض کہتے ہیں کہ یہ آیت بھی طعمہ کے بارے میں نازل ہوئی وہ مکہ چل دیا اور شرک کی حالت میں مرا بعض نے کہا کہ ایک بوڑھے سائل کے بارے میں نازل ہوئی۔ جس نے کہا کہ ائے اللہ کے نبی ﷺ میں شرک سے محفوظ ہوں مگر بڑا گنہگار رہوں۔ آپؐ پر یہ آیت اتری۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ مجھے سارے قرآن میں یہ آیت بہت پسند ہے۔

وَمَنْ يُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًاۢ بَعِيْدًا ﴿۱۱۶﴾ جس نے اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی اور شریک ٹھہرایا وہ راہ راست سے بہت دور جا پڑا۔

اِنْ يَّدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖٓ اِلَّآ اِنٰثًا ۚ اللہ تعالیٰ کے سوا (مدد کے لیے) اُناث کو پکارتے ہیں۔

توضیح:۔ مشرکین مکہ مدد کے لیے فرشتوں کو پکارتے تھے۔ عربی زبان میں ملائکہ صیغہ تانیث کے ساتھ آیا ہے۔

وَاِنْ يَّدْعُوْنَ اِلَّا شَيْطٰنًا مَّرِيْدًا ﴿۱۱۷﴾ اور (وہ دراصل) شیطان سرکش کو (مدد کے لیے) پکارتے ہیں

لَّعَنَهُ اللّٰهُ ۘ جس پر اللہ تعالیٰ نے لعنت کی ہے۔

وَقَالَ لَاَتَّخِذَنَّ مِنْ عِبَادِكَ نَصِيْبًا مَّفْرُوْضًا ﴿۱۱۸﴾ اور (شیطان نے اللہ تعالیٰ سے) کہا تھا کہ میں آپ کے بندوں سے اپنا حصہ لے کر رہوں گا۔

توضیح: ان کے اندر بداعتقادی پیدا کروں گا اور اپنا تابعدار بنالوں گا۔

وَّلَاُضِلَّنَّهُمْ وَلَاُمَنِّيَنَّهُمْ اور انھیں بہکاؤں گا۔ نجات کی بے جا امیدیں دلاتا رہوں گا۔

توضیح: ان کو یہ امید دلاؤں گا کہ محمد ﷺ کا کوئی امتی دوزخ میں نہ جائے گا۔ آپ ؐ کا امتی ہونا ہی نجات کے لیے کافی ہے۔ اگرچہ کہ اس کا عمل مستوجب عذاب ہی کیوں نہ ہو۔

وَلَاٰمُرَنَّهُمْ فَلَيُبَتِّكُنَّ اٰذَانَ الْاَنْعَامِ اور میں ان کو حکم دوں گا (جس کی بناء پر وہ اپنے معبودانِ باطل کی نیاز ونذر کے لیے بطور نشانی) چوپایوں کے کان چیرتے (کاٹتے) رہیں گے (تاکہ ان جانوروں کا بزرگوں کے لئے مختص ہوجانا عوام پر عیاں ہوجائے۔ اور وہ بھی ان کا دیکھا دیکھی شرک کرنے لگیں)

منزل ۱

وقف لازم

وَلَاٰمُرَنَّهُمْ فَلَيُغَيِّرُنَّ خَلْقَ اللّٰهِ ؕ اور انھیں معصیت کا حکم دوں گا پھر وہ اللہ تعالیٰ کی بنائی ہوئی صورتوں کو بگاڑا کریں گے (اس میں ردو بدل کریں گے)

ڈاڑھی منڈھوانا۔ بدن گودوانا۔ مردوں کو زنانی وضع دینا اور عورتوں کو مردوں کے رنگ ڈھنگ میں ڈھالنا جس کی ابتدا رومیوں نے کی تھی۔ یہ سب اعمال فسق ہیں اور بڑی ہی معصیت ہے۔

وَمَنْ يَّتَّخِذِ الشَّيْطٰنَ وَلِيًّا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ اور جو شخص اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر شیطان کو اپنا رفیق بنائے گا یعنی اللہ تعالیٰ کی اطاعت کے بجائے شیطان کی عبادت کرے گا۔

فَقَدْ خَسِرَ خُسْرَانًا مُّبِيْنًا ﴿۱۱۹﴾ تو وہ انتہائی نقصان میں رہا۔ ایسا نقصان جس کی تلافی ممکن نہیں۔

يَعِدُهُمْ وَيُمَنِّيْهِمْ ؕ وہ (شیطان) ان سے جھوٹے وعدے کرتا اور انھیں بیجا امیدیں دلاتا رہتا ہے۔

وَمَا يَعِدُهُمُ الشَّيْطٰنُ اِلَّا غُرُوْرًا ﴿۱۲۰﴾ اور شیطان ان سے صرف جھوٹے وعدے کرتا ہے

اُولٰٓئِكَ مَاْوٰىهُمْ جَهَنَّمُ ۫ وَلَا يَجِدُوْنَ عَنْهَا مَحِيْصًا ﴿۱۲۱﴾ لہٰذا ایسے تمام لوگوں کا ٹھکانا جہنم ہے۔ جہاں سے وہ نکل نہ سکیں گے۔ (یہ وہ لوگ ہیں جو شیطان کی پیروی کرتے ہیں۔)

منزل ۱

وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ اور جو لوگ (اللہ رسول کی تعلیم کے مطابق) ایمان لاتے اور نیک کام کرتے ہیں۔

سَنُدْخِلُهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا ؕ ہم ان کو یقیناً ایسے باغوں میں داخل کریں گے جن کے نیچے نہریں بہتی ہوں گی۔ جس میں وہ ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے۔

وَعْدَ اللّٰهِ حَقًّا ؕ وَمَنْ اَصْدَقُ مِنَ اللّٰهِ قِيْلًا ﴿۱۲۲﴾ اللہ تعالیٰ کا وعدہ سچا ہے اور اللہ تعالیٰ سے زیادہ بات کا سچا کون ہوسکتا ہے۔

لَيْسَ بِاَمَانِيِّكُمْ وَلَآ اَمَانِيِّ اَهْلِ الْكِتٰبِ ؕ (نجات کا انحصار) نہ تمہاری بیجا تمناؤں پر ہے اور نہ اہل کتاب کی خام خیالیوں پر

مَنْ يَّعْمَلْ سُوْٓءًا يُّجْزَ بِهٖ ۙ جو کوئی برا کام کرے (نجات اخروی کے تعلق سے مشرکانہ عقیدہ رکھے) وہ اس کی جزا پائے گا۔

وَلَا يَجِدْ لَهٗ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَلِيًّا وَّلَا اور اللہ تعالیٰ کے مقابلہ میں کسی کو اپنے لیے حامی و مددگار نہ پائیگا۔

نَصِيْرًا ﴿۱۲۳﴾

وَمَنْ يَّعْمَلْ مِنَ الصّٰلِحٰتِ مِنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى وَهُوَ مُؤْمِنٌ
اور جو کوئی نیک عمل کرے چاہے مرد ہو یا عورت بشرطیکہ وہ مومن ہو۔

فَاُولٰٓئِكَ يَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ وَلَا يُظْلَمُوْنَ نَقِيْرًا ﴿۱۲۴﴾
ایسے ہی لوگ جنت میں داخل کیے جائیں گے اور ان کے اجر میں رتی برابر کمی نہ کی جائے گی۔ (ان پر کسی قسم کا ظلم نہ ہوگا)

وَمَنْ اَحْسَنُ دِيْنًا مِّمَّنْ اَسْلَمَ وَجْهَهٗ لِلّٰهِ وَهُوَ مُحْسِنٌ
اس سے بہتر کس کا طریقۂ زندگی ہوسکتا ہے جس نے اللہ تعالیٰ کے آگے سر تسلیم جھکا دیا ہو اور وہ نیک کردار بھی ہو۔

وَّاتَّبَعَ مِلَّةَ اِبْرٰهِيْمَ حَنِيْفًا ط
اور حنیف ہو کر ملت ابراہیمی کی پیروی کرے (حنیف وہ جو باطل سے کٹ کر حق سے جڑ جائے)

وَاتَّخَذَ اللّٰهُ اِبْرٰهِيْمَ خَلِيْلًا ﴿۱۲۵﴾
اور اللہ تعالیٰ نے ابراہیمؑ کو اپنا دوست بنایا (جو ملت ابراہیمی کا پیرو ہوگا۔ اس کو اللہ تعالیٰ دوست بنالیں گے)

وَلِلّٰهِ مَا فِى السَّمٰوٰتِ وَمَا فِى الْاَرْضِ ط
اور جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے سب اللہ تعالیٰ ہی کا ہے۔

وَكَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَىْءٍ مُّحِيْطًا ﴿۱۲۶﴾
اور اللہ تعالیٰ ہر چیز کا احاطہ کیے ہوئے ہیں (یعنی کوئی چیز اللہ تعالیٰ کے احاطہ علمی سے باہر نہیں ہے۔)

منزل ۱ ع ۱۸ ۱۵

وَيَسْتَفْتُوْنَكَ فِى النِّسَآءِ ط
(محمد ﷺ) عورتوں کے بارے میں لوگ آپؐ سے (مزید وضاحت چاہتے ہیں۔) فتویٰ طلب کرتے ہیں۔

قُلِ اللّٰهُ يُفْتِيْكُمْ فِيْهِنَّ لا
کہہ دیجئے ان عورتوں کے بارے میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔ (ان کے ساتھ نکاح کے معاملے میں اجازت دیتا ہے)

وَمَا يُتْلٰى عَلَيْكُمْ فِى الْكِتٰبِ فِىْ يَتٰمَى النِّسَآءِ
اور (وہ ہدایت یاد دلاتے ہیں جو قبل ازیں اس کتاب (قرآن) میں یتیم لڑکیوں کے بارے میں دیئے گئے تھے۔

الّٰتِىْ لَا تُؤْتُوْنَهُنَّ مَا كُتِبَ لَهُنَّ وَتَرْغَبُوْنَ اَنْ تَنْكِحُوْهُنَّ
ان عورتوں و لڑکیوں کے حقوق تم ادا تو نہیں کرتے (ان کے مال و دولت کی خاطر) ان سے نکاح کرنا چاہتے ہو۔

توضیح: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اس سلسلہ میں فرماتی ہیں کہ جن کی سرپرستی میں ایسی یتیم لڑکیاں ہوتیں۔ جن کے

پاس والدین کی چھوڑی ہوئی کچھ دولت ہوتی تو وہ ان کے ساتھ مختلف طریقوں سے ظلم کرتے۔ اگر لڑکی مالدار ہونے کے ساتھ خوب صورت ہوتی تو چاہتے کہ خود اس سے نکاح کرے اور مہر ونفقہ ادا کیے بغیر مال ومنال سے فائدہ اٹھائے اگر وہ بدصورت ہوتی تو نہ اس سے نکاح کرتے اور نہ کسی دوسرے سے نکاح ہونے دیتے اس اندیشہ سے کہ کل اس کے حقوق کا مطالبہ کرنے والا کوئی پیدا ہوجائے گا۔

وَالْمُسْتَضْعَفِيْنَ مِنَ الْوِلْدَانِ ۙ اور وہ احکام بے بس اور لاوارث بچوں سے متعلق بھی ہیں اور اللہ تعالیٰ

وَاَنْ تَقُوْمُوْا لِلْيَتٰمٰى بِالْقِسْطِ ؕ تمہیں یتیموں کے ساتھ پورا پورا انصاف کرنے کی ہدایت فرماتے ہیں۔

وَمَا تَفْعَلُوْا مِنْ خَيْرٍ فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِهٖ عَلِيْمًا ﴿۱۲۷﴾ اور تم جو بھی نیک کام کروگے تو بے شک اللہ تعالیٰ اس کو بخوبی جانتے ہیں (تم کو اس کا بھرپور اجر دیں گے)

وَاِنِ امْرَاَةٌ خَافَتْ مِنْۢ بَعْلِهَا نُشُوْزًا اَوْ اِعْرَاضًا اور اگر کسی عورت کو اپنے شوہر سے ناگوار سلوک اور بے اعتنائی کا اندیشہ لاحق ہو۔

(جبکہ عورت دائم المریض ہوجائے جسمانی تعلق کے قابل نہ رہے اور شوہر دوسری عورت بیاہ لائے۔)

فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَآ اَنْ يُّصْلِحَا بَيْنَهُمَا صُلْحًا ؕ تو (اس صورت میں) ان دونوں پر ایک دوسرے کے حقوق وواجبات میں باہم صلح کی کوشش کرنے میں کوئی گناہ نہیں ہے۔

وَالصُّلْحُ خَيْرٌ ؕ صلح بہتر ہے (علیحدہ ہوجانے سے)

وَاُحْضِرَتِ الْاَنْفُسُ الشُّحَّ ؕ اور نفس انسانی (تنگ دلی اور) بخل کی جانب جلد مائل ہوجاتا ہے۔

توضیح: ۱۔ عورت کی طرف سے تنگدلی یہ کہ اپنے اندر بے رغبتی کے اسباب رکھتے ہوئے بھی وہ سلوک چاہے جو ایک مرغوب بیوی کے ساتھ کیا جاتا ہے۔

۲۔ اور مرد کی طرف سے تنگ دلی یہ کہ جو عورت دل سے اتر جانے کے بعد بھی اس کے ساتھ رہنا چاہتی ہو اس کے حقوق حد سے زیادہ گھٹادے۔

وَاِنْ تُحْسِنُوْا وَتَتَّقُوْا اور اگر تم (عورتوں کے ساتھ) احسان کرو اور پرہیزگاری اختیار کرو۔

فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرًا ﴿۱۲۸﴾ تو یقین رکھو کہ اللہ تعالیٰ تمہارے اعمال سے باخبر ہیں۔ (اس کی اچھی جزاء دیں گے)

منزل ۱

وَلَنْ تَسْتَطِيْعُوْٓا اَنْ تَعْدِلُوْا بَيْنَ النِّسَآءِ وَلَوْ حَرَصْتُمْ	تم کتنی ہی کوشش کرولیکن اپنی بیویوں کے درمیان برابری عدل وانصاف نہ کرسکوگے۔
فَلَا تَمِيْلُوْا كُلَّ الْمَيْلِ فَتَذَرُوْهَا كَالْمُعَلَّقَةِ ؕ	لہٰذا کسی ایک طرف اس طرح مائل نہ ہوجاؤ کہ دوسری (کو چھوڑ دو گویا ہوا میں لٹک رہی ہے) سے بےتعلق ہوجاؤ۔ (اس طرح سے کہ اس کا شمار نہ شوہر والی میں ہو کہ شوہر سے احسان کی امید رکھے نہ آزاد کہ دوسرے سے نکاح کرلے۔)
وَاِنْ تُصْلِحُوْا وَتَتَّقُوْا	اوراگر تم آپس میں موافقت کرلو (اوران کے معاملے میں) اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو (اس کے باوجود بھی کچھ کوتاہیاں ہوجائیں۔)
فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ﴿١٢٩﴾	تو یقین رکھو کہ حق تعالیٰ بڑے ہی بخشنے والے بڑے ہی مہربان ہیں۔
وَاِنْ يَّتَفَرَّقَا يُغْنِ اللّٰهُ كُلًّا مِّنْ سَعَتِهٖ ؕ	اوراگر (موافقت کی انتہائی کوشش کے باوجود) میاں بیوی ایک دوسرے سے علیحدہ ہوجائیں تو (گھبرانے کی بات نہیں) اللہ تعالیٰ اپنی وسیع قدرت سے ایک کو دوسرے کی محتاجی سے بے نیاز کردیں گے۔
وَكَانَ اللّٰهُ وَاسِعًا حَكِيْمًا ﴿١٣٠﴾	اوراللہ تعالیٰ بڑی ہی وسعت اور حکمت والے ہیں۔
وَلِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ؕ	اور آسمانوں اورزمین میں جو کچھ ہے سب اللہ تعالیٰ ہی کا ہے۔
وَلَقَدْ وَصَّيْنَا الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلِكُمْ	تم سے پہلے جن کو ہم نے کتاب دی تھی انھیں بھی یہی ہدایت کی تھی۔
وَاِيَّاكُمْ اَنِ اتَّقُوا اللّٰهَ ؕ	اورتم کو بھی یہی ہدایت کی جاتی ہے کہ (اپنے تمام معاملات زندگی کی انجام دہی میں) اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو۔

توضیح: اس بات کو ہر وقت ملحوظ رکھو کہ کوئی حرکت اللہ تعالیٰ کی مرضی اوراللہ تعالیٰ کے حکم وہدایت کے خلاف نہ ہونے پائے۔

وَاِنْ تَكْفُرُوْا فَاِنَّ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ؕ	اوراگر (اس نصیحت پر عمل کرنے سے) انکار کروگے تو (سن لو) زمین وآسمانوں میں جو کچھ ہے اللہ تعالیٰ ہی کا ہے۔
وَكَانَ اللّٰهُ غَنِيًّا حَمِيْدًا ﴿١٣١﴾	اوراللہ تعالیٰ بے نیاز اور سزاوار حمد وثنا ہے۔
وَلِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ؕ	اورزمین وآسمانوں میں جو کچھ ہے اللہ تعالیٰ ہی کا ہے۔

منزل ١

وَ كَفٰى بِاللّٰهِ وَكِيْلًا ﴿۱۳۲﴾
اور کارسازی کے لیے اللہ تعالیٰ کافی ہے۔

اِنْ يَّشَاْ يُذْهِبْكُمْ اَيُّهَا النَّاسُ وَيَاْتِ بِاٰخَرِيْنَ ؕ
لوگو اگر وہ چاہے تو تم کو دنیا سے نیست و نابود کردے اور تمہاری جگہ اور لوگوں کو پیدا کرے۔

وَكَانَ اللّٰهُ عَلٰى ذٰلِكَ قَدِيْرًا ﴿۱۳۳﴾
اور یقیناً اللہ تعالیٰ ایسا کرنے پر پوری طرح قادر ہے۔

مَنْ كَانَ يُرِيْدُ ثَوَابَ الدُّنْيَا
جو شخص اپنی نیکیوں کا بدلہ صرف دنیا ہی میں چاہتا ہے (وہ سن لے کہ)

فَعِنْدَ اللّٰهِ ثَوَابُ الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ ؕ
اللہ تعالیٰ کے پاس ثواب دنیا بھی ہے اور بدلِ آخرت بھی۔

وَكَانَ اللّٰهُ سَمِيْعًا ۢ بَصِيْرًا ﴿۱۳۴﴾ ع ۱۹ ۸ ۱۲
اور اللہ تعالیٰ (دانا، بینا جاننے اور سننے والے ہیں کہ تم طالب دنیا ہو یا طالب آخرت) خوب سننے دیکھنے والے ہیں۔

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُوْنُوْا قَوّٰمِيْنَ بِالْقِسْطِ شُهَدَآءَ لِلّٰهِ
اے ایمان والو انصاف پر قائم رہو (اور معاملات میں) اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کے لیے صحیح صحیح گواہی دیا کرو۔

وَلَوْ عَلٰۤى اَنْفُسِكُمْ
اگر چہ کہ معاملہ تمہاری اپنی ذات کا ہو۔

اَوِ الْوَالِدَيْنِ وَالْاَقْرَبِيْنَ ۚ منزل ۱
یا (اس کا تعلق) والدین سے ہو یا رشتہ داروں سے

اِنْ يَّكُنْ غَنِيًّا اَوْ فَقِيْرًا
اگر وہ دولت مند ہوں یا نادار

فَاللّٰهُ اَوْلٰى بِهِمَا ۫
اللہ تعالیٰ تم سے زیادہ ان کے خیر خواہ ہیں۔

فَلَا تَتَّبِعُوا الْهَوٰۤى اَنْ تَعْدِلُوْا ۚ
لہٰذا تم (کسی کی محبت میں طرفداری کے تحت) خواہش نفس پر چل کر عدل وانصاف کو نہ چھوڑو۔

وَاِنْ تَلْوٗۤا اَوْ تُعْرِضُوْا فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرًا ﴿۱۳۵﴾
پھر اگر (صاف صاف گواہی دینے کے بجائے) پیچیدہ بات کہو گے یا صحیح صحیح واقعہ بیان نہ کروگے تو یقین رکھو کہ اللہ تعالیٰ تمہارے اعمال سے پوری طرح باخبر ہیں۔

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ
اے ایمان والو اللہ اور رسول پر ایمان لاؤ۔

وَالْكِتٰبِ الَّذِيْ نَزَّلَ عَلٰى رَسُوْلِهٖ وَالْكِتٰبِ الَّذِيْۤ اَنْزَلَ
اور اس کتاب پر جو اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول پر نازل کی ہے۔ اور ان کتابوں پر بھی جو اس سے پہلے نازل کی گئی ہیں (ایمان لاؤ۔ یعنی یہ

مِنْ قَبْلُ ؕ
یقین رکھو کہ یہ کتابیں اللہ تعالیٰ ہی نے نازل کی ہیں۔)

وَمَنْ يَّكْفُرْ بِاللّٰهِ وَمَلٰٓئِكَتِهٖ وَكُتُبِهٖ وَرُسُلِهٖ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ
اور جو شخص اللہ تعالیٰ اور اللہ تعالیٰ کے فرشتوں اور اللہ تعالیٰ کی کتابوں اور رسولوں اور یومِ آخرت کا انکار کرے۔

فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًاۢ بَعِيْدًا ۝۱۳۶
تو وہ گمراہی کی انتہا کو پہنچ گیا۔ (اب اس کے ایمان لانے کی توقع نہیں رہی)

اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ثُمَّ كَفَرُوْا ثُمَّ اٰمَنُوْا ثُمَّ كَفَرُوْا ثُمَّ ازْدَادُوْا كُفْرًا
جو لوگ ایمان لائے، پھر کفر کی راہ اختیار کی، پھر ایمان لائے پھر کفر کیا، پھر کفر میں بڑھتے ہی گئے۔

لَّمْ يَكُنِ اللّٰهُ لِيَغْفِرَ لَهُمْ وَلَا لِيَهْدِيَهُمْ سَبِيْلًا ۝۱۳۷ؕ
اللہ تعالیٰ انھیں معاف نہ کریں گے اور نہ انھیں سیدھی راہ دکھائیں گے۔

بَشِّرِ الْمُنٰفِقِيْنَ بِاَنَّ لَهُمْ عَذَابًا اَلِيْمًا ۝۱۳۸ۙ
(اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) منافقین کو خوشخبری سنایئے کہ ان کے لیے دردناک عذاب ہے۔

الَّذِيْنَ يَتَّخِذُوْنَ الْكٰفِرِيْنَ اَوْلِيَآءَ مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِيْنَ ؕ
یہ وہ لوگ ہیں اہلِ ایمان کو چھوڑ کر کافروں کو دوست بناتے ہیں (ان کا ساتھ دیتے ہیں۔)

اَيَبْتَغُوْنَ عِنْدَهُمُ الْعِزَّةَ
کیا وہ اس طریقے سے ان کے ہاں عزت حاصل کرنا چاہتے ہیں۔

فَاِنَّ الْعِزَّةَ لِلّٰهِ جَمِيْعًا ۝۱۳۹ؕ
(حالانکہ) ساری عزت اللہ تعالیٰ ہی کے لیے ہے (اور کسی کو عزت عطا کرنا اللہ تعالیٰ ہی کے اختیار میں ہے)

وَقَدْ نَزَّلَ عَلَيْكُمْ فِى الْكِتٰبِ
اور اللہ تعالیٰ نے تم پر یہ بات فرض کر دی ہے۔

اَنْ اِذَا سَمِعْتُمْ اٰيٰتِ اللّٰهِ يُكْفَرُ بِهَا وَيُسْتَهْزَاُ بِهَا فَلَا تَقْعُدُوْا مَعَهُمْ
جب تم یہ سنو کہ اللہ تعالیٰ کے احکام وہدایت کی افادیت کا انکار ہو رہا ہے اور اس کا مذاق اڑایا جا رہا ہے تو تم ان کے ساتھ بیٹھے نہ رہو۔

حَتّٰى يَخُوْضُوْا فِىْ حَدِيْثٍ غَيْرِهٖٓ ۖ
تا آنکہ وہ کسی دوسری باتوں میں لگ جائیں۔

اِنَّكُمْ اِذًا مِّثْلُهُمْ ؕ
ورنہ اس صورت میں تم بھی انھیں کی طرح ہو جاؤ گے (یعنی تمہارا شمار بھی

منزل ۱

انھیں میں ہوگا)۔

اِنَّ اللّٰهَ جَامِعُ الْمُنٰفِقِيْنَ وَالْكٰفِرِيْنَ فِيْ جَهَنَّمَ جَمِيْعًا ۝۱۴۰
یقیناً اللہ تعالیٰ تمام منافقوں اور کافروں کو جہنم میں جمع کریں گے۔

الَّذِيْنَ يَتَرَبَّصُوْنَ بِكُمْ ۚ فَاِنْ كَانَ لَكُمْ فَتْحٌ مِّنَ اللّٰهِ قَالُوْٓا اَلَمْ نَكُنْ مَّعَكُمْ ۖ
جو اس بات کے منتظر ہیں (دیکھیں کہ دنیا میں تمہاری مساعی کا کیا انجام ہوتا ہے۔) اگر اللہ تعالیٰ کی طرف سے تمہیں فتح حاصل ہو تو کہتے ہیں کیا ہم تمہارے ساتھ نہ تھے۔

وَاِنْ كَانَ لِلْكٰفِرِيْنَ نَصِيْبٌ ۙ قَالُوْٓا اَلَمْ نَسْتَحْوِذْ عَلَيْكُمْ وَنَمْنَعْكُمْ مِّنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ۭ
اور اگر کافروں کو فتح نصیب ہوتی تو ان سے کہتے کیا ہم تم پر غالب نہ تھے (یعنی ہم تمہارے خلاف لڑنے پر پوری طرح قادر تھے۔) اور تم کو مسلمانوں کے ہاتھوں سے بچایا نہ تھا۔

توضیح: ہم مسلمانوں سے مل کر پوری طرح تم سے مقابلہ کر سکتے تھے لیکن تمہارے بچاؤ کے لیے ہم نے ایسا نہ کیا اور

منزل ۱ مسلمانوں کے ہاتھ سے تم کو بچایا۔

فَاللّٰهُ يَحْكُمُ بَيْنَكُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ۭ
لہٰذا اللہ تعالیٰ قیامت کے دن تمہارے اور انکے درمیان فیصلہ کر دینگے۔

وَلَنْ يَّجْعَلَ اللّٰهُ لِلْكٰفِرِيْنَ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ سَبِيْلًا ۝۱۴۱ ع
اور اللہ تعالیٰ مؤمنین کے مقابلہ میں کافروں کے لیے رعایت کی کوئی سبیل نہ نکالیں گے۔ ركوع ۱۷

اِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ يُخٰدِعُوْنَ اللّٰهَ وَهُوَ خَادِعُهُمْ ۚ
واقعہ یہ ہے کہ منافق (اپنے زعم میں) اللہ تعالیٰ کو دھوکا دے رہے ہیں۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ ہی نے انھیں دھوکے میں ڈال رکھا ہے۔

وَاِذَا قَامُوْٓا اِلَى الصَّلٰوةِ قَامُوْا كُسَالٰى ۙ
(ان کے منافق ہونے کی ظاہری علامتیں یہ ہیں کہ) جب وہ نماز کے لیے اٹھتے ہیں تو بڑی ہی کاہلی سستی کرتے ہیں۔

يُرَاۗءُوْنَ النَّاسَ وَلَا يَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ اِلَّا قَلِيْلًا ۝۱۴۲
محض لوگوں کو دکھانے کیلئے (نمازیں پڑھتے ہیں اور) اللہ تعالیٰ کا ذکر بھی نہیں کرتے مگر بہت ہی کم (ان کے دل ذکر آخرت سے خالی رہتے ہیں)

مُّذَبْذَبِيْنَ بَيْنَ ذٰلِكَ ۖ
کفر اور اسلام کے درمیان حالت کش مکش میں ہیں۔

لَآ اِلٰى هٰٓؤُلَاۗءِ وَلَآ اِلٰى هٰٓؤُلَاۗءِ ۭ
یہ ان کی طرف ہوتے ہیں اور نہ ان کی طرف۔

توضیح: اہل ایمان کا غلبہ دیکھا تو ان کا دم بھرنے لگے اور اہل کفر کی کامیابیاں نظر آئیں تو ان کا ساتھ دیا۔

وَمَنْ يُّضْلِلِ اللّٰهُ فَلَنْ تَجِدَ لَهٗ سَبِيْلًا ١٤٣

اور جس کو اللہ تعالیٰ ہی گمراہی میں پڑا رہنے دیں پھر آپؐ اس کے لیے (بچاؤ کی) کوئی صورت نہیں پا سکتے۔

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوا الْكٰفِرِيْنَ اَوْلِيَآءَ مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِيْنَ ؕ

اے ایمان والو! اہل ایمان کو چھوڑ کر کافروں کو اپنا رفیق نہ بناؤ۔

اَتُرِيْدُوْنَ اَنْ تَجْعَلُوْا لِلّٰهِ عَلَيْكُمْ سُلْطٰنًا مُّبِيْنًا ١٤٤

(احکام الٰہی کے خلاف) کیا تم اللہ تعالیٰ کا صریح الزام اپنے سر لینا چاہتے ہو؟

توضیح: ان کافروں کو اپنا خیر خواہ سمجھ کر دوست نہ بناؤ انہیں دوست بنانا نزول عذاب کو دعوت دینا ہے۔

اِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ فِى الدَّرْكِ الْاَسْفَلِ مِنَ النَّارِ ۚ

یقیناً منافق جہنم کے آخری (نچلے) طبقے میں ہوں گے (جہاں بدترین قسم کا عذاب ہوگا)

وَلَنْ تَجِدَ لَهُمْ نَصِيْرًا ١٤٥

اور آپ کسی کو ان کا حمایتی نہ پاؤ گے۔

اِلَّا الَّذِيْنَ تَابُوْا وَاَصْلَحُوْا

ہاں جنہوں نے (کافرانہ و منافقانہ روش سے) توبہ کی اور اپنی حالت سنواری (اصلاح کی اپنے آپ کو خوبیوں سے آراستہ کیا۔)

وَاعْتَصَمُوْا بِاللّٰهِ وَاَخْلَصُوْا دِيْنَهُمْ لِلّٰهِ

اور اللہ تعالیٰ کے احکام پر مضبوطی سے جمے رہے اور انہوں نے اپنے دین کو اللہ تعالیٰ کے لیے خاص کر لیا۔

فَاُولٰٓئِكَ مَعَ الْمُؤْمِنِيْنَ ؕ وَسَوْفَ يُؤْتِ اللّٰهُ الْمُؤْمِنِيْنَ اَجْرًا عَظِيْمًا ١٤٦

لہٰذا ایسے تمام لوگ اہل ایمان کے ساتھ شمار کیے جائیں گے اور اللہ تعالیٰ عنقریب مومنوں کو اجر عظیم دیں گے۔

مَا يَفْعَلُ اللّٰهُ بِعَذَابِكُمْ اِنْ شَكَرْتُمْ وَاٰمَنْتُمْ ؕ

اگر تم ایمان لاؤ اور اللہ تعالیٰ کے شکر گزار بندے بنے رہو تو اللہ تعالیٰ تمہیں کیوں سزا دیں گے۔

وَكَانَ اللّٰهُ شَاكِرًا عَلِيْمًا ١٤٧

اور اللہ تعالیٰ بڑے ہی جاننے والے قدرداں ہیں۔
(متقین کو جانتے ہیں اور ان کی قدر کرتے ہیں)۔

لَا يُحِبُّ اللّٰهُ الْجَهْرَ بِالسُّوْٓءِ مِنَ الْقَوْلِ اِلَّا مَنْ ظُلِمَ ؕ
اللہ تعالیٰ کو پسند نہیں کہ کوئی چیخ چیخ کر کسی کی برائی (بیان) کرے۔ سوائے اس کے کہ جس پر ظلم کیا گیا ہو۔

توضیح: (ظالم کی شکایت تو کی جاسکتی ہے لیکن شکایت خلافِ واقعہ نہ ہو۔)

وَكَانَ اللّٰهُ سَمِيْعًا عَلِيْمًا ۝۱۴۸
اور اللہ تعالیٰ (سب کچھ) سننے جاننے والے ہیں۔

اِنْ تُبْدُوْا خَيْرًا اَوْ تُخْفُوْهُ اَوْ تَعْفُوْا عَنْ سُوْٓءٍ
اگر تم نیکیوں کو ظاہر کردیا چھپائے رکھو یا برائی سے درگزر کرو۔

فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَفُوًّا قَدِيْرًا ۝۱۴۹
تو اللہ تعالیٰ بھی بڑے ہی معاف کرنے والے ہیں (عفو وکرم پر) بڑی ہی قدرت رکھتے ہیں (یعنی کسی کی مجال نہیں کہ عفو وکرم پر اعتراض کرے)

اِنَّ الَّذِيْنَ يَكْفُرُوْنَ بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖ
جو لوگ اللہ اور اس کے رسول کے منکر ہیں۔

وَيُرِيْدُوْنَ اَنْ يُّفَرِّقُوْا بَيْنَ اللّٰهِ وَرُسُلِهٖ
اور اللہ اور اس کے رسولوں میں تفریق پیدا کرنا چاہتے ہیں۔

وَيَقُوْلُوْنَ نُؤْمِنُ بِبَعْضٍ وَّنَكْفُرُ بِبَعْضٍ ۙ
اور کہتے ہیں ہم بعض کو مانتے ہیں اور بعض کو نہیں مانتے۔

وَّيُرِيْدُوْنَ اَنْ يَّتَّخِذُوْا بَيْنَ ذٰلِكَ سَبِيْلًا ۝۱۵۰
ایمان اور کفر کے درمیان (بین بین) ایک (نئی) راہ تجویز کرنا چاہتے ہیں (اسلام کے سوا کوئی نیا مذہب ایجاد کرنا چاہتے ہیں)

اُولٰٓئِكَ هُمُ الْكٰفِرُوْنَ حَقًّا ۚ
بلاشبہ ایسے تمام لوگ کافر ہیں۔

وَاَعْتَدْنَا لِلْكٰفِرِيْنَ عَذَابًا مُّهِيْنًا ۝۱۵۱
اور کافروں کے لیے ہم نے ذلت آمیز سزا تیار کر رکھی ہے۔

وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖ
اور جو لوگ اللہ تعالیٰ پر اور اس کے رسولوں پر ایمان رکھتے ہیں۔

وَلَمْ يُفَرِّقُوْا بَيْنَ اَحَدٍ مِّنْهُمْ
اور وہ ان میں سے کسی کے درمیان فرق نہیں کرتے۔

اُولٰٓئِكَ سَوْفَ يُؤْتِيْهِمْ اُجُوْرَهُمْ ؕ
یہ وہ لوگ ہیں جن کو ان کی نیکیوں کا عنقریب بدلہ دیا جائے گا۔

وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ۝۱۵۲ۧ
اور اللہ تعالیٰ بڑے ہی بخشنے والے رحم فرمانے والے ہیں۔

توضیح: یہاں سے یہودیوں کا ذکر ہے۔ یہودیوں کے کئی سردار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور اور کہا اگر آپ سچے ہیں تو ایک کتاب آسمان سے لے آئیں، جیسا کہ موسیٰ پر توریت اتری تھی۔ اس پر ذیل کی آیت نازل ہوئی اس

پورے رکوع میں یہودیوں کی مجرمانہ روش کے اہم اہم اجزاء بیان کیے گئے ہیں اوراس سے یہ بھی مقصود تھا کہ بعض حقائق اہل ایمان کے سامنے آجائیں جن کا تعلق عیسیٰؑ سے ہے۔

يَسْـَٔلُكَ اَهْلُ الْكِتٰبِ اَنْ تُنَزِّلَ عَلَيْهِمْ كِتٰبًا مِّنَ السَّمَآءِ

(اے محمد ﷺ) اہل کتاب آپ سے مطالبہ کرتے ہیں کہ آپؐ آسمان سے ایک (لکھی لکھائی) کتاب ان پر نازل کرادیں۔

فَقَدْ سَاَلُوْا مُوْسٰۤى اَكْبَرَ مِنْ ذٰلِكَ

یہ اس سے بڑھ کر (گستاخانہ) مطالبہ موسیٰؑ سے بھی کرچکے ہیں۔

فَقَالُوْۤا اَرِنَا اللّٰهَ جَهْرَةً فَاَخَذَتْهُمُ الصّٰعِقَةُ بِظُلْمِهِمْ ۚ

چنانچہ انہوں نے کہا ہمیں اللہ تعالیٰ کو کھلم کھلا دکھا دیجئے اس (گستاخانہ) مطالبہ کی پاداش میں بجلی نے انہیں آلیا ان پر بجلی گری اوران کا خاتمہ کردیا (پھر اللہ تعالیٰ نے موسیٰ کی دعا سے انہیں زندہ کیا)

ثُمَّ اتَّخَذُوا الْعِجْلَ مِنْۢ بَعْدِ مَا جَآءَتْهُمُ الْبَيِّنٰتُ فَعَفَوْنَا عَنْ ذٰلِكَ ۚ

ان کے پاس واضح دلائل آجانے کے بعد انہوں نے گوسالہ پرستی اختیار کی۔ اس کے باوجود ہم نے درگزر سے کام لیا۔

وَاٰتَيْنَا مُوْسٰى سُلْطٰنًا مُّبِيْنًا ﴿١٥٣﴾

اور (سرکشوں کے مقابلہ میں) ہم نے موسیٰؑ کو غالب رکھا۔

وَرَفَعْنَا فَوْقَهُمُ الطُّوْرَ بِمِيْثَاقِهِمْ

اوران سے عہد (اطاعت) لینے کیلئے ہم نے ان کے اوپر طور کے پہاڑ کو معلق کردیا۔ (اس کے باوجود وہ اطاعت سے گریز ہی کرتے رہے) منزل ١

وَقُلْنَا لَهُمُ ادْخُلُوا الْبَابَ سُجَّدًا

اورہم نے انہیں حکم دیا تھا کہ (شہر کے) دروازے سے عاجزی کے ساتھ داخل ہونا۔

وَّقُلْنَا لَهُمْ لَا تَعْدُوْا فِى السَّبْتِ

اورہم نے ان سے یہ بھی کہا تھا کہ ہفتہ کے بارے میں تجاوز نہ کرنا (یعنی تجاویز الٰہی کے خلاف مچھلی کا شکار نہ کرنا۔)

وَاَخَذْنَا مِنْهُمْ مِّيْثَاقًا غَلِيْظًا ﴿١٥٤﴾

اورہم نے ان سے (مذکورہ امور پر) پختہ عہد لیا (پھر بھی وہ عہد شکنی ہی کرتے رہے)

فَبِمَا نَقْضِهِمْ مِّيْثَاقَهُمْ وَكُفْرِهِمْ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ

لہٰذا ان کی عہد شکنی کی وجہ اوراحکام الٰہی سے انکار کے نتیجہ میں۔

وَقَتْلِهِمُ الْاَنْۢبِيَآءَ بِغَيْرِ حَقٍّ وَّقَوْلِهِمْ قُلُوْبُنَا غُلْفٌ ؕ

اور ناحق انبیاء علیہم السلام کو قتل کرنے کی پاداش میں اوران کے اس طرح کہنے کے سبب کہ ہمارے دلوں پر پردے پڑے ہوئے ہیں۔

(یعنی اب کوئی نصیحت ہمارے دلوں میں اثر نہیں سکتی، غضب الٰہی کے مستحق بنے)

بَلْ طَبَعَ اللّٰهُ عَلَيْهَا بِكُفْرِهِمْ فَلَا يُؤْمِنُوْنَ اِلَّا قَلِيْلًا ﴿١٥٥﴾

بلکہ ان کے کفر کی وجہ اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں پر مہر لگا دی ہے۔ پس وہ ایمان نہیں لاتے مگر بہت ہی تھوڑے۔

وَّبِكُفْرِهِمْ وَقَوْلِهِمْ عَلٰى مَرْيَمَ بُهْتَانًا عَظِيْمًا ﴿١٥٦﴾

اوران کے کفر کی وجہ اور حضرت مریمؑ پر بہتان عظیم باندھنے کے سبب۔

وَّقَوْلِهِمْ اِنَّا قَتَلْنَا الْمَسِيْحَ عِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ۚ

اوران کے یہ کہنے کی وجہ سے کہ ہم نے اللہ تعالیٰ کے رسول عیسیٰؑ بن مریمؑ کو قتل کر دیا ہے (اللہ تعالیٰ نے انہیں اپنی رحمت سے دور کر دیا)

وَمَا قَتَلُوْهُ وَمَا صَلَبُوْهُ وَلٰكِنْ شُبِّهَ لَهُمْ ۭ

نہ تو انہوں نے ان کو قتل کیا اور نہ ان کو سولی پر چڑھایا بلکہ ان کو شبہ ہو گیا۔ (یعنی ان کی صورت دکھائی دی۔ اور وہ اسی مغالطہ میں پڑ گئے کہ انہوں نے عیسیٰؑ کو سولی دی ہے)

وَاِنَّ الَّذِيْنَ اخْتَلَفُوْا فِيْهِ لَفِيْ شَكٍّ مِّنْهُ ۭ منزل ١

اور جو لوگ ان کے بارے میں اختلاف کرتے ہیں وہ دراصل اس تعلق سے شک میں مبتلا ہیں۔

مَا لَهُمْ بِهٖ مِنْ عِلْمٍ اِلَّا اتِّبَاعَ الظَّنِّ ۚ

ان کو اس کا حقیقی علم نہیں ہے وہ تو صرف اپنے وہم و گمان کی پیروی کرتے ہیں (حقیقت حال سے بے خبر ہیں)

وَمَا قَتَلُوْهُ يَقِيْنًا ﴿١٥٧﴾ بَلْ رَّفَعَهُ اللّٰهُ اِلَيْهِ ۭ

انہوں نے ان کو یقیناً قتل نہیں کیا۔ بلکہ (واقعہ یہ ہے کہ) اللہ تعالیٰ نے انہیں اپنی طرف زندہ اٹھالیا۔

وَكَانَ اللّٰهُ عَزِيْزًا حَكِيْمًا ﴿١٥٨﴾

اور اللہ تعالیٰ کی تجاویز نہایت ہی اٹل اور حکیمانہ ہیں۔

وَاِنْ مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ اِلَّا لَيُؤْمِنَنَّ بِهٖ قَبْلَ مَوْتِهٖ ۚ

اور (قرب قیامت نزول عیسیٰؑ کے وقت) اہل کتاب میں سے (جو بھی زندہ ہوں گے حضرت عیسیٰؑ کی موت سے پہلے ان پر ایمان لائیں گے)

وَيَوْمَ الْقِيٰمَةِ يَكُوْنُ عَلَيْهِمْ شَهِيْدًا ﴿١٥٩﴾

اور قیامت کے دن وہ (حضرت عیسیٰؑ) ان پر گواہ ہوں گے۔

فَبِظُلْمٍ مِّنَ الَّذِيْنَ هَادُوْا حَرَّمْنَا

لہٰذا یہودیوں کی ظالمانہ روش کے سبب ہم نے بہت سی پاکیزہ

عَلَيْهِمْ طَيِّبٰتٍ اُحِلَّتْ لَهُمْ	(اور مرغوب) چیزیں جو ان پر حلال تھیں حرام کردیں۔
وَبِصَدِّهِمْ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ كَثِيْرًا ﴿۱۶۰﴾	اور اس سبب سے بھی کہ وہ بہت سے لوگوں کو اللہ تعالیٰ کی راہ سے روکتے تھے۔
وَّاَخْذِهِمُ الرِّبٰوا وَقَدْ نُهُوْا عَنْهُ وَاَكْلِهِمْ اَمْوَالَ النَّاسِ بِالْبَاطِلِ ؕ	اور اس لیے بھی کہ منع کیے جانے کے باوجود سود لیتے تھے اور اس سبب سے بھی کہ لوگوں کے مال حرام طریقوں سے کھاتے تھے۔
وَاَعْتَدْنَا لِلْكٰفِرِيْنَ مِنْهُمْ عَذَابًا اَلِيْمًا ﴿۱۶۱﴾	اور ان میں سے جو کافر ہیں ان کے لیے ہم نے درد ناک عذاب تیار کر رکھا ہے۔
لٰكِنِ الرّٰسِخُوْنَ فِى الْعِلْمِ مِنْهُمْ	لیکن ان میں سے جو علم میں پختہ ہیں۔
وَالْمُؤْمِنُوْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ وَمَآ اُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ	اور جو مومن ہیں، وہ اس کتاب پر ایمان لاتے ہیں جو آپؐ پر نازل کی گئی ہے۔ اور ان کتابوں پر بھی جو آپؐ سے پہلے نازل کی گئی تھیں۔
وَالْمُقِيْمِيْنَ الصَّلٰوةَ وَالْمُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ	اور جو نماز قائم کرتے ہیں اور زکوۃ دیتے ہیں
وَالْمُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ ؕ	اور وہ اللہ تعالیٰ پر اور یوم آخرت پر (کتاب وسنت کے مطابق) ایمان رکھتے ہیں۔
اُولٰٓئِكَ سَنُؤْتِيْهِمْ اَجْرًا عَظِيْمًا ﴿۱۶۲﴾	ہم انھیں عنقریب اجر عظیم الجنۃ (جیسی بیش بہا دولت) سے سرفراز کریں گے۔

توضیح: یہ حضرت عبداللہ بن سلامؓ اور حضرت اسیدؓ ثعلبہؓ ہیں اور آیت کا یہی شان نزول ہے۔

اِنَّآ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ كَمَآ اَوْحَيْنَآ اِلٰى نُوْحٍ وَّالنَّبِيّٖنَ مِنْۢ بَعْدِهٖ ۚ	(اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم) ہم نے آپؐ کی طرف اسی طرح وحی بھیجی ہے جس طرح نوحؑ اور ان کے بعد اور نبیوں کی طرف بھیجی تھی
وَاَوْحَيْنَآ اِلٰٓى اِبْرٰهِيْمَ وَاِسْمٰعِيْلَ وَاِسْحٰقَ وَيَعْقُوْبَ وَالْاَسْبَاطِ	اور ہم نے ابراہیمؑ اور اسمٰعیلؑ اور اسحاقؑ اور یعقوبؑ اور ان کے دیگر افراد خاندان کی طرف وحی بھیجی۔
وَعِيْسٰى وَاَيُّوْبَ وَيُوْنُسَ وَهٰرُوْنَ وَسُلَيْمٰنَ ۚ وَاٰتَيْنَا دَاوٗدَ زَبُوْرًا ﴿۱۶۳﴾	اور عیسیٰؑ اور ایوبؑ اور یونسؑ اور سلیمانؑ کی طرف بھی اور ہم نے داؤدؑ کو (کتاب) زبور عطا کی تھی۔

منزل ۲

ع ۲۲ / ۲

وَرُسُلًا قَدْ قَصَصْنٰهُمْ عَلَيْكَ مِنْ قَبْلُ	اوران تمام رسولوں کی طرف (وحی بھیجی تھی) جن کے احوال اس سے قبل ہم آپؐ سے بیان کر چکے ہیں۔
وَرُسُلًا لَّمْ نَقْصُصْهُمْ عَلَيْكَ ؕ	اوران رسولوں کی طرف بھی جن کے احوال ہم نے آپؐ سے بیان نہیں کیے
وَكَلَّمَ اللّٰهُ مُوْسٰى تَكْلِيْمًا ۚ﴿۱۶۴﴾	اوراللہ تعالیٰ نے موسیٰ سے (خاص طور پر) کلام فرمایا۔
رُسُلًا مُّبَشِّرِيْنَ وَمُنْذِرِيْنَ	یہ تمام رسول (اہل ایمان کو جنت ومغفرت کی) خوشخبری دینے والے اور (منکریں حق کو دوزخ سے) ڈرانے والے تھے۔
لِئَلَّا يَكُوْنَ لِلنَّاسِ عَلَى اللّٰهِ حُجَّةٌۢ بَعْدَ الرُّسُلِ ؕ	تاکہ رسولوں کے آنے کے بعد لوگوں کے لیے کوئی حجت باقی نہ رہے۔
وَكَانَ اللّٰهُ عَزِيْزًا حَكِيْمًا ﴿۱۶۵﴾	اور تجاویز الٰہی نہایت ہی اٹل اور حکیمانہ ہیں۔
لٰكِنِ اللّٰهُ يَشْهَدُ بِمَآ اَنْزَلَ اِلَيْكَ اَنْزَلَهٗ بِعِلْمِهٖ ۚ	(اس پر بھی لوگ اگر نہیں مانتے ہیں تو نہ مانیں) خود اللہ تعالیٰ گواہی دیتے ہیں کہ جو کتاب آپؐ پر نازل کی ہے اپنے علم سے نازل کی ہے۔
وَالْمَلٰٓئِكَةُ يَشْهَدُوْنَ ؕ وَكَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيْدًا ؕ﴿۱۶۶﴾	اور ملائکہ بھی گواہی دیتے ہیں (اور آپؐ کے یقین واطمینان کے لیے) اللہ کی گواہی کافی ہے۔
اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَصَدُّوْا عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ	جن لوگوں نے کفر کیا (اس کو اللہ تعالیٰ کا کلام نہ مانا) اور لوگوں کو راہ حق سے روکا
قَدْ ضَلُّوْا ضَلٰلًا بَعِيْدًا ﴿۱۶۷﴾	وہ راہ حق سے یقیناً بہت دور جا پڑے۔ (اب انکے ایمان لانے کی توقع نہیں)
اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَظَلَمُوْا لَمْ يَكُنِ اللّٰهُ لِيَغْفِرَ لَهُمْ	جو لوگ کافر ہوئے (حق بات کا انکار کیا) اور ظلم کرتے رہے اور اپنی کافرانہ روش سے دوسروں کا بھی نقصان کیا اللہ تعالیٰ انہیں بخشنے والے نہیں۔
وَلَا لِيَهْدِيَهُمْ طَرِيْقًا ۙ﴿۱۶۸﴾	اور نہ انہیں راہ ہدایت دکھائیں گے۔
اِلَّا طَرِيْقَ جَهَنَّمَ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا ؕ	سوائے جہنم کی راہ کے جس میں وہ ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے۔
وَكَانَ ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ يَسِيْرًا ﴿۱۶۹﴾	اور اس طرح (جہنم میں ڈال دینا) اللہ پر آسان ہے۔

منزل ١

يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَآءَكُمُ الرَّسُوْلُ بِالْحَقِّ مِنْ رَّبِّكُمْ فَاٰمِنُوْا خَيْرًا لَّكُمْ ؕ

اے لوگو! اللہ کے رسول تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف سے سچی بات لے کر آئے ہیں۔ اگر تم (ان پر) ایمان لاؤ تو تمہارے لیے بہتر ہے۔

وَاِنْ تَكْفُرُوْا فَاِنَّ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ

اور اگر تم انکار کروگے (ایمان نہ لاؤ گے تو جان لو) جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے سب اللہ تعالیٰ ہی کا ہے یعنی اللہ کی گرفت سے بچ نہ سکو گے اللہ تعالیٰ کا قانون سارے عالم میں جاری وساری ہے۔

وَكَانَ اللّٰهُ عَلِيْمًا حَكِيْمًا ﴿١٧٠﴾

اور اللہ تعالیٰ (سب کچھ) جاننے والے اور حکمت والے ہیں۔

يٰۤاَهْلَ الْكِتٰبِ لَا تَغْلُوْا فِيْ دِيْنِكُمْ

اے اہل کتاب تم اپنے دین میں غلومت کرو یعنی حد سے مت بڑھو۔

وَلَا تَقُوْلُوْا عَلَى اللّٰهِ اِلَّا الْحَقَّ ؕ

اور اللہ تعالیٰ کے بارے میں کوئی ایسی بات نہ کہو جو حقیقت کے خلاف ہو۔

اِنَّمَا الْمَسِيْحُ عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ وَكَلِمَتُهٗ ۚ

یقیناً مسیح ابن مریم اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں (اللہ تعالیٰ کے بیٹے نہیں ہیں) اور اللہ تعالیٰ کا ایک کلمہ (فرمان) ہیں۔

اَلْقٰىهَاۤ اِلٰى مَرْيَمَ وَرُوْحٌ مِّنْهُ ز

جو مریم کی طرف بھیجا گیا تھا اور وہ اس (اللہ) کی پیدا کردہ روحوں میں سے ایک تھے۔

فَاٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖ ۚ

لہٰذا اللہ اور اس کے رسولوں پر ایمان لاؤ۔ (مسیح کے ابن اللہ ہونے کے عقیدے سے توبہ کرو)

وَلَا تَقُوْلُوْا ثَلٰثَةٌ ؕ

اور تم نہ کہو کہ (خدا) تین ہیں (عیسائی تثلیث کے قائل تھے۔ اللہ، عیسیٰ اور مریم کو خدا مانتے تھے)

اِنْتَهُوْا خَيْرًا لَّكُمْ ؕ اِنَّمَا اللّٰهُ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ ؕ

(ایسے عقائد باطلہ سے) باز آجاؤ تو تمہارے لیے بہتر ہے حقیقی معبود تو اللہ الٰہ واحد ہی ہے۔

سُبْحٰنَهٗۤ اَنْ يَّكُوْنَ لَهٗ وَلَدٌ م

وہ اولاد (کی احتیاج) سے منزہ ہے۔

وقف لازم

لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ؕ

اسی کے لیے ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ (موجودات) زمین پر ہیں (سب اللہ ہی کی ملک ہیں)

وَكَفٰى بِاللّٰهِ وَكِيْلًا ﴿١٧١﴾

اور (حاجت روائی، کارسازی وکارفرمائی کے لیے بلا شرکت غیرے تنہا) اللہ تعالیٰ کافی ہیں۔

۲۳ ع ۳

لَنْ يَّسْتَنْكِفَ الْمَسِيْحُ اَنْ يَّكُوْنَ عَبْدًا لِّلّٰهِ
مسیحؑ نے تو اپنے کو اللہ کا بندہ ہونے پر کبھی عار تک محسوس نہیں کیا۔

وَلَا الْمَلٰٓئِكَةُ الْمُقَرَّبُوْنَ ؕ
اور نہ مقرب فرشتوں کے لیے یہ بات موجب عار ہے۔

وَمَنْ يَّسْتَنْكِفْ عَنْ عِبَادَتِهٖ وَيَسْتَكْبِرْ فَسَيَحْشُرُهُمْ اِلَيْهِ جَمِيْعًا ﴿١٧٢﴾
اور جو کوئی اللہ تعالیٰ کی عبادت (اور اللہ کا بندہ ہونے کو) عار جانے اور سرکش بنا رہے تو اللہ تعالیٰ ان سب کو (جوابدہی کے لیے) اپنے پاس جمع کریں گے۔

فَاَمَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ
لہٰذا جو لوگ (اس بات پر) ایمان رکھتے ہیں (کہ وہ اللہ تعالیٰ ہی کے بندے ہیں) اور اعمال صالحہ انجام دیتے رہتے ہیں۔

فَيُوَفِّيْهِمْ اُجُوْرَهُمْ وَيَزِيْدُهُمْ مِّنْ فَضْلِهٖ ۚ
تو وہ اپنے اعمال صالحہ کا پورا پورا بدل دیئے جائیں گے اور اللہ تعالیٰ انھیں اپنے فضل سے اور بھی زیادہ عطا کریں گے۔

وَاَمَّا الَّذِيْنَ اسْتَنْكَفُوْا وَاسْتَكْبَرُوْا فَيُعَذِّبُهُمْ عَذَابًا اَلِيْمًا ۙ
اور جن لوگوں نے (اللہ تعالیٰ کی بندگی کو اپنے لیے) موجب عار (وننگ) جانا اور تکبر کیا (اپنی بڑائی کے پندار میں رہے) تو وہ انہیں دردناک عذاب دیگا۔

وَّلَا يَجِدُوْنَ لَهُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَلِيًّا وَّلَا نَصِيْرًا ﴿١٧٣﴾
اور وہ (آخرت میں) اپنے لیے اللہ تعالیٰ کے مقابلہ میں اپنا کوئی حامی، (دوست) ومددگار نہ پائیں گے (جیسا کہ وہ سمجھتے تھے)

يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَآءَكُمْ بُرْهَانٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَاَنْزَلْنَآ اِلَيْكُمْ نُوْرًا مُّبِيْنًا ﴿١٧٤﴾
اے لوگو! تمہارے رب کی طرف سے تمہارے پاس ایک واضح دلیل آچکی ہے (وہ نشانی آخری رسول محترم محمد ﷺ ہیں) اور ہم نے (کفر وضلالت کی تاریکی دور کرنے کیلئے) تمہاری طرف ایک صاف روشنی (قرآن مجید) نازل کی (تا کہ تم کفر وضلالت حق وباطل میں تمیز کرسکو)

فَاَمَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَاعْتَصَمُوْا بِهٖ
لہٰذا جو لوگ اللہ تعالیٰ پر ایمان لائے (اللہ تعالیٰ ہی کو معبود حقیقی جانا) اور اسی (کی شریعت پر) مضبوطی کے ساتھ جمے رہے۔

فَسَيُدْخِلُهُمْ فِيْ رَحْمَةٍ مِّنْهُ وَفَضْلٍ ۙ
تو اللہ تعالیٰ انہیں اپنے خصوصی فضل ورحمت میں شامل فرمالیں گے۔

وَّيَهْدِيْهِمْ اِلَيْهِ صِرَاطًا مُّسْتَقِيْمًا ﴿١٧٥﴾
اور انھیں اپنی طرف پہنچنے کا سیدھا راستہ دکھائیں گے (اور صراط مستقیم پر استقامت بخشیں گے)

منزل ١

یَسْتَفْتُوْنَكَ ؕ (اے نبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) لوگ آپ سے (کلالہ کے بارے میں) پوچھتے ہیں (کلالہ وہ جس کے نہ ماں ہو اور نہ باپ اور نہ بیٹا ہو نہ بیٹی)

قُلِ اللّٰهُ یُفْتِیْكُمْ فِی الْكَلٰلَةِ ؕ کہہ دیجئے کلالہ کی (میراث کے بارے میں) اللہ تعالیٰ کا حکم ہے کہ

اِنِ امْرُؤٌا هَلَكَ لَیْسَ لَهٗ وَلَدٌ اگر کوئی شخص مرجائے اور وہ لاولد ہو

وَّلَهٗۤ اُخْتٌ فَلَهَا نِصْفُ مَا تَرَكَ ۚ اور اس کی ایک بہن ہو تو اس کو ترکے کا نصف حصہ ملے گا۔

وَهُوَ یَرِثُهَاۤ اِنْ لَّمْ یَكُنْ لَّهَا وَلَدٌ ؕ اور اگر (بہن مرجائے) اور اسکی اولاد نہ ہو تو اس کے مال کا وارث بھائی ہوگا۔

فَاِنْ كَانَتَا اثْنَتَیْنِ فَلَهُمَا الثُّلُثٰنِ مِمَّا تَرَكَ ؕ اگر میت کی دو بہنیں ہوں (یا دو سے زیادہ) تو وہ ترکے کا دو ثلث پائیں گی (یعنی ترکہ کے تین حصے کیے جائیں گے جس میں سے دو حصے بہنیں پائیں گے)

وَاِنْ كَانُوْۤا اِخْوَةً رِّجَالًا وَّنِسَآءً اور اگر بھائی بہن ہوں۔

فَلِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْاُنْثَیَیْنِ ؕ تو مرد کا حصہ دو عورتوں کے حصے کے برابر ہے۔

یُبَیِّنُ اللّٰهُ لَكُمْ اَنْ تَضِلُّوْا ؕ اللہ تعالیٰ نے تمہارے لیے تفصیلی احکام بیان کردیئے تاکہ تم بھٹکتے نہ پھرو۔

وَاللّٰهُ بِكُلِّ شَیْءٍ عَلِیْمٌ ۠﴿۱۷۶﴾ اور اللہ تعالیٰ ہر چیز کو خوب جانتے ہیں۔

آیاتھا ۱۲۰ (۵) سُوْرَةُ الْمَآئِدَةِ مَدَنِیَّةٌ (۱۱۲) رکوعھا ۱۶

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اللہ تعالیٰ کے نام سے جو رحمٰن ورحیم ہیں۔

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اَوْفُوْا بِالْعُقُوْدِ ؕ۬ اے ایمان والو (اللہ تعالیٰ سے بندگی واطاعت کا) جو عہد واقرار تم نے کیا ہے، اس کو پورا کرو۔

اُحِلَّتْ لَكُمْ بَهِیْمَةُ الْاَنْعَامِ تمہارے لیے تمام چوپائے (گائے اونٹ، بھیڑ، بکری اور جوان کے مشابہ ہوں جیسے ہرن نیل گاؤ وغیرہ) حلال کیے گئے ہیں۔

اِلَّا مَا یُتْلٰى عَلَیْكُمْ سوائے ان بہائم کے (جو بہ دلائل شرعیہ حدیث وغیرہ مستثنیٰ کیے گئے ہوں جیسے گدھ، گدھا خچر وغیرہ) جن کا ذکر آگے آتا ہے۔

غَیْرَ مُحِلِّی الصَّیْدِ وَاَنْتُمْ حُرُمٌ ؕ شکار بھی تم پر حرام ہے، جب تم حالت احرام میں ہو۔

المنزل الثانی ٢

اِنَّ اللّٰهَ يَحْكُمُ مَا يُرِيْدُ ۝١	یقیناً اللہ تعالیٰ (تمہارے لیے) جومناسب سمجھتے ہیں حکم دیتے ہیں۔
يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُحِلُّوْا شَعَآئِرَ اللّٰهِ	اے ایمان والو اللہ تعالیٰ کے نام کی چیزوں کی بےحرمتی نہ کرو۔
وَلَا الشَّهْرَ الْحَرَامَ	اور نہ حرمت والے مہینوں کی۔

تشریح : حرمت حج کے تین مہینے ہیں، شوال ذیقعدہ، ۱۰/ذی الحجہ (محرم، رجب، احترام کے) ان مہینوں میں شکار۔ لڑائی۔ جدال قتال وغیرہ حرام ہے مفاد دنیا کے پیش نظر کرتے یہ تھے کہ ذیقعدہ کا مہینہ آتا تو اس کو صفر کا مہینہ قرار دیتے اور صفر کے مہینے کو ذیقعدہ کا ایسا کرنے سے منع کیا گیا۔

وَلَا الْهَدْيَ وَلَا الْقَلَآئِدَ	اور نہ قربانی کے جانوروں کی بےحرمتی کرو جو اللہ تعالیٰ کی نذر کردیئے گئے ہوں۔ اور نہ ان جانوروں کی جن کی گردنوں میں پٹے باندھے گئے ہوں۔ (یعنی اللہ تعالیٰ کی نذر و نیاز کی علامات و نشانیاں لگادی گئی ہوں)
وَلَآ آٰمِّيْنَ الْبَيْتَ الْحَرَامَ	اور نہ ان لوگوں کی جو عظمت والے گھر کعبۃ اللہ کے قصد سے جارہے ہوں۔
يَبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنْ رَّبِّهِمْ وَرِضْوَانًا ؕ	(اور جو) اپنے پروردگار کے فضل اور اسکی خوشنودی کے طلب گار ہوں۔
وَاِذَا حَلَلْتُمْ فَاصْطَادُوْا ؕ	اور جب احرام اتاردو تو شکار کرسکتے ہو۔
وَلَا يَجْرِمَنَّكُمْ شَنَاٰنُ قَوْمٍ اَنْ صَدُّوْكُمْ عَنِ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اَنْ تَعْتَدُوْا ۘ	اور ایسا تو کبھی نہ ہونا چاہئے کہ تم کسی قوم سے محض اس عداوت کی بناء پر کہ انہوں نے تم کو کعبۃ اللہ کی زیارت سے روک دیا تھا زیادتی کرنے لگو۔
وَتَعَاوَنُوْا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوٰى ۠	نیکی اور خداترسی کے کاموں میں ایک دوسرے کے ساتھ تعاون کیا کرو۔
وَلَا تَعَاوَنُوْا عَلَى الْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ ۠	اور گناہ ظلم و زیادتی کے کاموں میں کوئی تعاون نہ کرو۔
وَاتَّقُوا اللّٰهَ ؕ	اللہ تعالیٰ کے احکام کی خلاف ورزی (کے نتائج بد) سے ڈرتے رہو۔
اِنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ ۝٢	بیشک اللہ تعالیٰ بہت سخت گرفت والے ہیں۔
حُرِّمَتْ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةُ	مرا ہوا جانور تم پر حرام کیا گیا ہے۔
وَالدَّمُ وَلَحْمُ الْخِنْزِيْرِ وَمَآ اُهِلَّ لِغَيْرِ اللّٰهِ بِهٖ	اور بہتا ہوا خون اور سور کا گوشت اور وہ جانور بھی جو غیر اللہ کے لیے (ان کی خوشنودی کے واسطے) نامزد کیا گیا ہو۔
وَالْمُنْخَنِقَةُ وَالْمَوْقُوْذَةُ	اور جو جانور گلا گھٹنے سے مرجائے اور جو کوئی ضرب (یا چوٹ) کھا کر مرے۔

منزل ۲

وقف لازم

الربع

وَالْمُتَرَدِّیَۃُ وَالنَّطِیْحَۃُ — اور جو بلندی سے گر کر مرے اور جو سینگ کھا کر (یا ٹکر سے) مرے۔

وَمَآ اَکَلَ السَّبُعُ اِلَّا مَا ذَکَّیْتُمْ قف — اور وہ جانور جس کو درندہ نے پھاڑ کھایا ہو۔ سوائے اس کے کہ (وہ ابھی زندہ ہو اور) تم اس کو ذبح کر لو۔

وَمَا ذُبِحَ عَلَی النُّصُبِ — اور وہ جانور جو غیر اللہ کی پرستش گاہوں (درگاہوں، چلوں اور استھانوں میں) ذبح کیے گئے ہوں۔ (اگر چہ کہ بوقت ذبح غیر اللہ کا نام نہ لیا گیا ہو۔ اللہ تعالیٰ ہی کے نام سے ذبح کیا گیا ہو۔) (یہ سب حرام ہیں)

وَاَنْ تَسْتَقْسِمُوْا بِالْاَزْلَامِ ط ذٰلِکُمْ فِسْقٌ ط — اور تمہارا (تیروں وغیرہ سے) فال کے ذریعہ قسمت معلوم کرنا بھی حرام ہے۔ یہ سب گناہ کے کام ہیں۔

توضیح: عرب میں فال نکالنے کا ایک طریقہ یہ تھا کہ ایک پانسہ یعنی ایک تیر پر اِفْعَلْ لکھتے یعنی یہ کام کرنا چاہئے۔ دوسرے پر لَاتَفْعَلْ اور تیسرا خالی ہوتا کسی کام کے کرنے یا نہ کرنے یا کسی بات کے ہونے یا نہ ہونے کے معلوم کرنے کا ارادہ کرتے تو ترکش سے تیر نکالتے۔ اِفْعَلْ لکھا ہوا تیر نکلتا تو وہ کام کرتے اور لَاتَفْعَلْ والا تیر نکلتا تو وہ کام نہ کرتے۔ اور خالی تیر نکلتا تو پھر نکالتے۔

اَلْیَوْمَ یَئِسَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا مِنْ دِیْنِکُمْ — آج کافر تمہارے دین سے ناامید ہو چکے ہیں۔

توضیح: ابتدائے اسلام میں مومنوں اور کافروں کے درمیان کھانے پینے کا کوئی امتیاز نہ تھا اس لیے کافروں کو یہ امید تھی کہ معاشرت کا یہ تعلق جو ہنوز باقی ہے۔ شاید مسلمان آئندہ دین اسلام سے پلٹ جائیں لیکن حلت وحرمت کے بعد جب یہ تعلق منقطع ہو گیا تو ان کی تمام توقعات پر پانی پھر گیا اور انھیں یقین ہو گیا کہ اب مسلمان اپنے دین سے پلٹنے والے نہیں۔ لہٰذا اس رشتہ کے ٹوٹ جانے کی وجہ کافروں کی طرف سے نقصان کا خوف تمہارے دل میں نہ آنا چاہئے۔

فَلَا تَخْشَوْھُمْ وَاخْشَوْنِ ط — لہٰذا تم ان سے مت ڈرو مجھ ہی سے ڈرتے رہو۔ (میرے احکام کی مخالفت نہ کرو۔ تمہارا دل خوف الٰہی سے معمور ہونا چاہئے تا کہ حلت وحرمت کے احکام کی خلاف ورزی کی جرأت نہ ہو سکے۔)

اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ — آج میں نے تمہارے لیے تمہارا دین مکمل کر دیا۔

وَاَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ نِعْمَتِیْ — اور اپنی نعمتیں تم پر پوری کر دیں۔

وَرَضِیْتُ لَکُمُ الْاِسْلَامَ دِیْنًا ط — اور تمہارے لئے اسلام کو بہ حیثیت دین پسند کیا۔

فَمَنِ اضْطُرَّ فِيْ مَخْمَصَةٍ غَيْرَ مُتَجَانِفٍ لِّاِثْمٍ ۙ

(یہ حلت وحرمت کے مذکورہ احکام میں ایک استثنٰی یہ ہے کہ) جو شخص بھوک سے بیتاب ہوجائے گناہ کی طرف مائل نہ ہو (اور مضطر ہوکر بقدر قوت لا یموت احکام الٰہی کی خلاف ورزی کا قصد رکھے بغیر کچھ کھا پی لے تو اللہ تعالیٰ ضرور اس کو معاف کریں گے۔)

فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ③

بے شک اللہ تعالیٰ بڑے ہی بخشنے والے رحم کرنے والے ہیں۔

توضیح: حضرت عمرؓ سے روایت ہے کہ یہ آیت عصر کے وقت جمعہ کے دن ذی الحجہ کی نویں تاریخ حجۃ الوداع میں ۱۰ ھ میں نازل ہوئی۔ اس کے نزول کے بعد تین مہینے کے قریب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم زندہ رہے۔

يَسْـَٔلُوْنَكَ مَاذَآ اُحِلَّ لَهُمْ ؕ

(اے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) لوگ آپ سے پوچھتے ہیں کہ کون کونسی چیزیں ان کے لیے حلال ہیں؟

قُلْ اُحِلَّ لَكُمُ الطَّيِّبٰتُ ۙ

(اے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کہہ دیجئے تمہارے لیے پاک اور مرغوب چیزیں حلال کردی گئی ہیں۔

توضیح: پھاڑ کھانے والے درندے شیر، چیتا، باز، مردار خور پرندے، گدھے، حشرات الارض چوہا وغیرہ حرام ہیں، نیز جانوروں میں کونچلیوں والے اور پرندوں میں پنجوں سے پکڑ کر کھانے والے حرام ہیں۔ منزل ۲

وَمَا عَلَّمْتُمْ مِّنَ الْجَوَارِحِ مُكَلِّبِيْنَ تُعَلِّمُوْنَهُنَّ مِمَّا عَلَّمَكُمُ اللّٰهُ ۫

اور جن شکاری جانوروں کو تم نے سدھایا ہوا انھیں شکار کرنا سکھایا ہو۔ اور جس طریق سے اللہ تعالیٰ نے تمہیں شکار کرنا سکھایا ہے۔ اس طریق پر تم نے سکھایا ہو۔

فَكُلُوْا مِمَّآ اَمْسَكْنَ عَلَيْكُمْ

تو جو شکار وہ تمہارے لیے اپنی گرفت میں لے رکھیں (یا انھیں تمہارے لیے زخمی کریں) تو اسے کھا سکتے ہو۔

وَاذْكُرُوا اسْمَ اللّٰهِ عَلَيْهِ ۠

البتہ (شکاری جانور کو شکار پر چھوڑنے کے وقت) اس پر اللہ کا نام بھی لیا کرو۔

وَاتَّقُوا اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ سَرِيْعُ الْحِسَابِ ④

اور اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو۔ بے شک اللہ تعالیٰ بہت جلد حساب لینے والے ہیں (یعنی شکار وغیرہ میں اس قدر منہمک نہ ہوجاؤ کہ حرام وحلال کی تمیز اور فرائض کا خیال جاتا رہے۔

اَلْيَوْمَ اُحِلَّ لَكُمُ الطَّيِّبٰتُ ؕ

آج تمہارے لیے پاکیزہ چیزیں حلال کردی گئیں۔

وَطَعَامُ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ

اور (اس کے علاوہ) اہل کتاب کا کھانا بھی تمہارے لیے حلال ہے۔

حِلٌّ لَّكُمْ ۖ

وَطَعَامُكُمْ حِلٌّ لَّهُمْ ۠ — اور تمہارا کھانا ان کے لیے حلال ہے (یعنی ذبیحہ)

توضیح: اہل کتاب اب اپنے دین پر قائم نہیں رہے اس لیے ان کا ذبیحہ درست نہیں۔

وَالْمُحْصَنٰتُ مِنَ الْمُؤْمِنٰتِ — اور پاک دامن ایمان والی عورتوں میں سے

وَالْمُحْصَنٰتُ مِنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلِكُمْ — اور اہل کتاب کی پاکدامن عورتوں سے نکاح کرنا بھی تمہارے لیے حلال ہے جنہیں تم سے پہلے کتاب دی گئی تھی۔

اِذَآ اٰتَيْتُمُوْهُنَّ اُجُوْرَهُنَّ — بشرطیکہ تم ان کا مہر دے دو۔

مُحْصِنِيْنَ غَيْرَ مُسٰفِحِيْنَ — ان سے عفت قائم رکھنی مقصود ہو۔ بدکاری اور چند دن کے لئے شہوت رانی مقصود نہ ہو۔

وَلَا مُتَّخِذِيْٓ اَخْدَانٍ ؕ — اور نہ پوشیدہ طریقہ پر ناجائز تعلقات رکھو۔

منزل ٢

وَمَنْ يَّكْفُرْ بِالْاِيْمَانِ فَقَدْ حَبِطَ عَمَلُهٗ ۠ — اور جو شخص ایمان کے ساتھ کفر کا رویہ اختیار کرے گا (یعنی حلال قطعی کی حلت یا حرام قطعی کی حرمت کا انکار کرے گا) تو اس کے تمام نیک اعمال برباد کیے جائیں گے۔

وَهُوَ فِي الْاٰخِرَةِ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ ۝٥ ۧ — اور وہ آخرت میں نقصان اٹھانے والوں میں سے ہوگا (ایسا نقصان جس کی تلافی کسی طرح ممکن نہ ہو) ع ٥ / ٥

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا قُمْتُمْ اِلَى الصَّلٰوةِ — اے ایمان والو جب تم نماز کے لیے اٹھو۔

فَاغْسِلُوْا وُجُوْهَكُمْ وَاَيْدِيَكُمْ اِلَى الْمَرَافِقِ — تو اپنا منہ اور اپنے ہاتھ کہنیوں تک دھولو

وَامْسَحُوْا بِرُءُوْسِكُمْ وَاَرْجُلَكُمْ اِلَى الْكَعْبَيْنِ ؕ — اور اپنے سر کا مسح کرو اور اپنے پیر ٹخنوں تک (دھولیا کرو)

توضیح: وضو میں منہ دھونا کہنیوں تک ہاتھ دھونا اور سر کا مسح کرنا اور ٹخنوں تک پاؤں دھونا فرض ہے۔ اس میں کوئی عمل ترک ہو جائے تو وضو نہیں ہوتا۔

وَاِنْ كُنْتُمْ جُنُبًا فَاطَّهَّرُوْا ؕ
اور اگر تم کو نہانے کی حاجت ہو تو نہا کر پاک ہو جاؤ۔

وَاِنْ كُنْتُمْ مَّرْضٰۤى اَوْ عَلٰى سَفَرٍ
اور اگر تم بیمار ہو یا سفر کی حالت میں ہو۔

اَوْ جَآءَ اَحَدٌ مِّنْكُمْ مِّنَ الْغَآئِطِ
یا تم میں سے کوئی رفع حاجت کر کے آیا ہو۔

اَوْ لٰمَسْتُمُ النِّسَآءَ فَلَمْ تَجِدُوْا مَآءً
یا تم نے اپنی بیویوں سے صحبت کی ہو اور پھر تمہیں پانی نہ ملے۔

فَتَيَمَّمُوْا صَعِيْدًا طَيِّبًا
تو پاک مٹی سے تیمم کر لو (اس کا طریقہ یہ ہے کہ مٹی پر دونوں ہاتھ مار کر پہلے)

فَامْسَحُوْا بِوُجُوْهِكُمْ وَاَيْدِيْكُمْ مِّنْهُ ؕ
اپنے منہ پر پھیر لو اور (پھر دوسری بار اسی طرح ہاتھ مٹی پر مار کر) اپنے ہاتھوں پر (کہنیوں تک) پھیر لو۔

مَا يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيَجْعَلَ عَلَيْكُمْ مِّنْ حَرَجٍ
اللہ تعالیٰ تم پر کوئی بار ڈالنا نہیں چاہتے۔

وَّلٰكِنْ يُّرِيْدُ لِيُطَهِّرَكُمْ
بلکہ تم کو پاک و صاف رکھنا چاہتے ہیں۔

وَلِيُتِمَّ نِعْمَتَهٗ عَلَيْكُمْ
اور چاہتے ہیں کہ تم پر اپنی نعمتیں پوری کر دیں۔

لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ۝٦
تاکہ تم (اللہ تعالیٰ کی بخشی ہوئی نعمتوں پر) شکر کرتے رہو۔

منزل ٢

وَاذْكُرُوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ
اور اللہ تعالیٰ نے تم پر جو فضل و احسان کیے ہیں انھیں یاد رکھو (کہ اللہ تعالیٰ نے تم کو دین کی تعلیم دیکر تمہارے لیے دنیا و آخرت کی سعادت کا سامان کر دیا)

وَمِيْثَاقَهُ الَّذِيْ وَاثَقَكُمْ بِهٖۤ ۙ
اور اس پختہ عہد و پیمان کو بھی پیش نظر رکھو جو اللہ تعالیٰ نے تم سے لیا تھا۔

اِذْ قُلْتُمْ سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا ۫
اس وقت تم نے یہ اقرار کیا تھا "ہم نے سنا اور ہم نے اطاعت قبول کر لی"۔

وَاتَّقُوا اللّٰهَ ؕ
اور اللہ تعالیٰ سے ڈرو (یعنی اقرار بندگی کے پورا نہ کرنے کی جو سزا اللہ تعالیٰ نے مقرر کی ہے۔ اس کے انجام سے ڈرو)

اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ۝٧
بے شک اللہ تعالیٰ (نہ صرف تمہارے ظاہری اعمال کو دیکھتے ہیں بلکہ) دلوں کے احوال سے تک واقف ہیں۔

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُوْنُوْا قَوّٰمِيْنَ لِلّٰهِ شُهَدَآءَ بِالْقِسْطِ ۫
اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کے لیے صحیح صحیح گواہی دینے کے لیے کھڑے ہونے والے بنو۔

وَلَا يَجْرِمَنَّكُمْ شَنَاٰنُ قَوْمٍ عَلٰٓى اَلَّا تَعْدِلُوْا ؕ
اور (کہیں ایسا نہ ہو) کسی قوم کی دشمنی کا جذبہ تمہیں انصاف سے باز رکھے۔

اِعْدِلُوْا ۟ هُوَ اَقْرَبُ لِلتَّقْوٰى ۫
انصاف کیا کرو۔ جانبداری نہ برتو۔ یہی بات پرہیزگاری کے قریب ہے۔

وَاتَّقُوا اللّٰهَ ؕ
اور اللہ تعالیٰ سے ڈرو (یعنی انصاف نہ کرنے کا جو انجام آخرت اللہ تعالیٰ نے مقرر کر رکھا ہے اس ڈرو)

اِنَّ اللّٰهَ خَبِيْرٌۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ۞٨
بیشک اللہ تعالیٰ (بذاتہ) تمہارے اعمال سے باخبر ہیں (کسی کے خبر دینے کے بعد باخبر نہیں ہوتے جیسا کہ لوگوں کا عقیدہ ہے)

وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ ۙ لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّاَجْرٌ عَظِيْمٌ ۞٩
اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں سے وعدہ کر رکھا ہے جو (الٰہی تعلیم کے مطابق) ایمان لے آئے اور نیک کام کرتے رہے ان کے لیے مغفرت اور اجر عظیم ہے۔

وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَكَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَآ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ الْجَحِيْمِ ۞١٠
اور جنہوں نے (الٰہی تعلیم کو قبول کرنے سے) انکار کیا اور ہماری آیتوں اور اس کے اچھے و برے حقیقی (ابدی) انجام کو جھٹلایا وہ سب دوزخی ہیں۔

منزل ٢

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اذْكُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ
اے ایمان والو اللہ تعالیٰ نے جو احسانات تم پر کیے ہیں انھیں یاد رکھو۔

اِذْ هَمَّ قَوْمٌ اَنْ يَّبْسُطُوْٓا اِلَيْكُمْ اَيْدِيَهُمْ فَكَفَّ اَيْدِيَهُمْ عَنْكُمْ ۚ
جب کہ تمہاری (مخالف) قوم نے تم پر دست درازی کرنی چاہی۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے ان کی دست درازیوں سے تم کو بچالیا۔

٢ ع ٢

وَاتَّقُوا اللّٰهَ ؕ وَعَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ ۞١١
اور اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو (یعنی کوئی کام مرضیات الٰہی کے خلاف نہ کرو) اور اہل ایمان کو اللہ تعالیٰ ہی پر بھروسہ رکھنا چاہئے۔

توضیح: (چاہے ظاہری اسباب موجود ہوں یا نہ ہوں۔ بعض اوقات اسباب موجود ہوتے ہیں لیکن چیز وجود میں نہیں آتی اور بعض اوقات اس کے برعکس ہوتا ہے)

وَلَقَدْ اَخَذَ اللّٰهُ مِيْثَاقَ بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ ۚ
اور اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل سے ایسا ہی اقرار لیا تھا۔

وَبَعَثْنَا مِنْهُمُ اثْنَيْ عَشَرَ نَقِيْبًا ؕ وَقَالَ اللّٰهُ اِنِّيْ مَعَكُمْ ؕ
اور ہم نے ان میں بارہ سرداران قبیلہ مقرر کیے تھے۔ اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا میں تمہارے ساتھ ہوں اگر تم نماز قائم کرو۔

لَئِنْ اَقَمْتُمُ الصَّلٰوةَ

وَاٰتَيْتُمُ الزَّكٰوةَ وَاٰمَنْتُمْ بِرُسُلِيْ
اورزکوۃ ادا کرتے رہو۔اور میرے پیغمبروں پر ایمان لاؤ۔

وَعَزَّرْتُمُوْهُمْ وَاَقْرَضْتُمُ اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا
اوران کا ساتھ دواوراللہ تعالیٰ کواحسن طریقہ سے قرض دو(یعنی دین حق کی بقاواشاعت میں مال خرچ کرتے رہوگے)

لَّاُكَفِّرَنَّ عَنْكُمْ سَيِّاٰتِكُمْ
تو میں ضرورتم سے تمہاری برائیاں دورکرتا رہوں گا

وَلَاُدْخِلَنَّكُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ۚ
اورتم کوایسی جنت میں داخل کروں گا جس کے نیچے نہریں بہتی ہوں گی (جس کا نہایت ہی خوشنما منظر ہوگا)

فَمَنْ كَفَرَ بَعْدَ ذٰلِكَ مِنْكُمْ فَقَدْ ضَلَّ سَوَآءَ السَّبِيْلِ ⑫
پھراس کے بعدتم میں سے جوکوئی کفرکرے گا تووہ سیدھے راستے سے بھٹک گیا۔

توضیح: قرض اس لیےفرمایا کہ جس طرح قرض واجب الاداہوتا ہےاسی طرح اللہ تعالیٰ اس کا ضرور بدلہ دیں گے۔

فَبِمَا نَقْضِهِمْ مِّيْثَاقَهُمْ لَعَنّٰهُمْ
توانکی عہد شکنی کی وجہ ہم نے ان(کواپنی رحمت سے دورکردیا)پرلعنت کی

وَجَعَلْنَا قُلُوْبَهُمْ قٰسِيَةً ۚ
اورہم نے ان کے دلوں کوسخت کردیا(قبولیت حق کی صلاحیت سلب کرلی) منزل ۲

يُحَرِّفُوْنَ الْكَلِمَ عَنْ مَّوَاضِعِهٖ ۙ
(اب ان کا یہ حال ہے کہ) کلام(الٰہی) میں تحریف کرتے ہیں کلمات کو اپنے موضوع سے ہٹادیتے ہیں۔

وَنَسُوْا حَظًّا مِّمَّا ذُكِّرُوْا بِهٖ ۚ
اورجوتعلیم انھیں دی گئی تھی اس کا بیشتر حصہ بھلادیا اور(گناہ کے گناہ ہونے کا بھی انھیں احساس نہ رہا)

وَلَا تَزَالُ تَطَّلِعُ عَلٰى خَآئِنَةٍ مِّنْهُمْ اِلَّا قَلِيْلًا مِّنْهُمْ
ان میں سے چند کے سوا آپؐ آئے دن ان کی کسی نہ کسی خیانت سے آگاہ ہوتے رہیں گے(جوان سے ہوتی رہتی ہیں)

فَاعْفُ عَنْهُمْ وَاصْفَحْ ۭ
آپ انھیں معاف کیجئے اوردرگزرسے کام لیجئے۔

اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ ⑬
یقیناً اللہ تعالیٰ احسان کرنے والوں سے محبت رکھتے ہیں۔

وَمِنَ الَّذِيْنَ قَالُوْٓا اِنَّا نَصٰرٰٓى اَخَذْنَا مِيْثَاقَهُمْ
اوران لوگوں میں سے جوکہتے ہیں ہم نصاریٰ ہیں(حضرت عیسیٰ کی امت)ہم نے ان سے بھی عہدواقرارلیا تھا)

فَنَسُوْا حَظًّا مِّمَّا ذُكِّرُوْا بِهٖ ۠
مگرانہوں نے بھی ان نصیحتوں کا بیشتر حصہ بھلادیا جوانھیں کی گئی تھیں۔

فَاَغْرَيْنَا بَيْنَهُمُ الْعَدَاوَةَ وَالْبَغْضَآءَ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ ؕ — تو ہم نے ان کے درمیان قیامت تک کے لیے بغض دشمنی ڈال دی۔

وَسَوْفَ يُنَبِّئُهُمُ اللّٰهُ بِمَا كَانُوْا يَصْنَعُوْنَ ﴿١٤﴾ — اور وہ جو کچھ (برائیاں) کرتے رہے تھے عنقریب اللہ تعالیٰ وہ سب انھیں بتادیں گے۔

يٰۤاَهْلَ الْكِتٰبِ قَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلُنَا — اے اہل کتاب یقیناً ہمارے رسول (پیغمبر آخر الزماں) تمہارے پاس آگے ہیں۔

يُبَيِّنُ لَكُمْ كَثِيْرًا مِّمَّا كُنْتُمْ تُخْفُوْنَ مِنَ الْكِتٰبِ — کتاب اللہ کی (جس اصولی و بنیادی) تعلیم کو تم نے چھپائے رکھا ہے اس میں بہت سی باتوں کو وہ کھول کھول کر تمہارے سامنے بیان کرتے ہیں۔

وَيَعْفُوْا عَنْ كَثِيْرٍ ؕ — اور بہت سی باتوں سے درگزر کرتے ہیں۔

قَدْ جَآءَكُمْ مِّنَ اللّٰهِ نُوْرٌ وَّ كِتٰبٌ مُّبِيْنٌ ﴿١٥﴾ — یقیناً اللہ تعالیٰ کی طرف سے تمہارے پاس ایک نور (علم کی روشنی) واضح کتاب (قرآن مجید) آچکی ہے۔

يَّهْدِيْ بِهِ اللّٰهُ مَنِ اتَّبَعَ رِضْوَانَهٗ سُبُلَ السَّلٰمِ — اللہ تعالیٰ اس کتاب کے ذریعہ ان لوگوں کو جو رضائے الٰہی کے طالب ہوتے ہیں، سلامتی کی راہیں دکھاتے ہیں۔ منزل ٢

وَيُخْرِجُهُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ بِاِذْنِهٖ — اور انھیں جہل کی تاریکیوں سے نکال کر علم کی روشنی میں لے آتے ہیں۔

وَيَهْدِيْهِمْ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ﴿١٦﴾ — اور انھیں صراط مستقیم پر چلنے کی ہدایت دیتے ہیں۔

لَقَدْ كَفَرَ الَّذِيْنَ قَالُوْۤا اِنَّ اللّٰهَ هُوَ الْمَسِيْحُ ابْنُ مَرْيَمَ ؕ — بلاشبہ وہ لوگ کافر ہیں جو کہتے ہیں اللہ تعالیٰ ہی عیسیٰ ابن مریمؑ ہیں (یعنی اللہ تعالیٰ ہی عیسیٰ ابن مریم کی شکل میں آئے تھے وغیرہ)

قُلْ فَمَنْ يَّمْلِكُ مِنَ اللّٰهِ شَيْـًٔا اِنْ اَرَادَ اَنْ يُّهْلِكَ الْمَسِيْحَ ابْنَ مَرْيَمَ وَاُمَّهٗ وَمَنْ فِى الْاَرْضِ جَمِيْعًا ؕ — (اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم) آپ ان سے کہیے عیسیٰ بن مریم اور ان کی ماں اور جتنے لوگ زمین پر ہیں ان سب کو اگر اللہ تعالیٰ ہلاک کرنا چاہیں تو کس کی مجال ہے کہ اس سے باز رکھے۔

توضیح: عیسیٰ بن مریم عین اللہ نہیں تھے۔ اللہ تعالیٰ مخلوقات کی صورت میں جلوہ گر نہیں ہوتے۔

وَلِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ — آسمانوں اور زمین اور جو کچھ ان کے درمیان ہے سب پر اللہ تعالیٰ کی

وَمَا بَيْنَهُمَا ؕ
فرمانروائی ہے۔

يَخْلُقُ مَا يَشَآءُ ؕ وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ قَدِيْرٌ ﴿١٧﴾
اللہ تعالیٰ جس کو جس طریقہ سے چاہتے ہیں پیدا فرماتے ہیں (آدمؑ کو بغیر ماں باپ پیدا کیا اور عیسیٰ بن مریم کو باپ کے بغیر) اور اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہیں۔

توضیح: عیسائیوں نے اپنی طرف سے یہ عقیدہ گھڑ لیا تھا کہ حضرت عیسیٰؑ کی شکل میں اللہ تعالیٰ جلوہ گر ہوتے ہیں ان آیات میں اس عقیدہ کی تردید فرمائی گئی ہے۔ افسوس کہ اکثر اہل تصوف کے پاس ایسا ہی عقیدہ تصوف کا روح رواں ہے جو کلام الٰہی کی رو سے کفر ہے)

وَقَالَتِ الْيَهُوْدُ وَالنَّصٰرٰى نَحْنُ اَبْنٰٓؤُا اللّٰهِ وَاَحِبَّآؤُهٗ ؕ
اور یہود و نصاریٰ کہتے ہیں ہم اللہ کے بیٹے ہیں اور اس کے پیارے ہیں (یعنی اللہ تعالیٰ انھیں بہت چاہتے ہیں)

قُلْ فَلِمَ يُعَذِّبُكُمْ بِذُنُوْبِكُمْ ؕ
(اے نبی! صلی اللہ علیہ وسلم) آپ ان سے کہئے پھر وہ تمہاری بداعمالیوں کے سبب تمہیں کیوں عذاب دیتا ہے۔

بَلْ اَنْتُمْ بَشَرٌ مِّمَّنْ خَلَقَ ؕ
بلکہ (واقعہ یہ ہے کہ جیسے اور مخلوقات ہیں) ویسے تم بھی ایک انسانی مخلوق ہو۔

منزل ۲

يَغْفِرُ لِمَنْ يَّشَآءُ وَيُعَذِّبُ مَنْ يَّشَآءُ ؕ
اللہ تعالیٰ (اپنے قانونِ مغفرت کے تحت) جسے چاہتے ہیں بخش دیتے ہیں۔ اور (قانون تعذیب کے تحت) جسے چاہتے ہیں عذاب دیتے ہیں

توضیح: کسی کی رائے ومشورے وسفارش کی بناء پر کسی کے جنتی اور دوزخی ہونے کا فیصلہ نہ ہوگا۔

وَلِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ
آسمانوں اور زمین اور جو کچھ ان کے درمیان ہے۔

وَمَا بَيْنَهُمَا ۫ وَاِلَيْهِ الْمَصِيْرُ ﴿١٨﴾
سب پر اللہ تعالیٰ ہی کی نگرانی ہے۔ اور سب کو اسی کی طرف لوٹ کر جانا ہے

يٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ قَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلُنَا
اے اہل کتاب تمہارے پاس ہمارے رسول محمد صلی اللہ علیہ وسلم آئے ہیں۔

يُبَيِّنُ لَكُمْ عَلٰى فَتْرَةٍ مِّنَ الرُّسُلِ
تمہیں احکام سے واقف کراتے ہیں۔ ایسے وقت آئے ہیں کہ ایک مدت دراز سے رسولوں کی آمد کا سلسلہ ملتوی تھا۔

توضیح: عیسیٰؑ اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان تقریباً چھ سو سال کا زمانہ گزرا ہے۔ اس درمیان کوئی نبی نہیں گزرے۔ (بخاری)

اَنْ تَقُوْلُوْا مَا جَآءَنَا مِنْۢ بَشِيْرٍ وَّلَا نَذِيْرٍ ۫
تاکہ تم یہ عذر نہ کرسکو کہ ہمارے پاس کوئی (جنت کی) بشارت دینے والا اور (دوزخ کے عذاب سے) ڈرانے والا نہیں آیا۔

فَقَدْ جَآءَكُمْ بَشِيْرٌ وَّنَذِيْرٌ ؕ اب تمہارے پاس خوشخبری سنانے والے اور (عذاب سے) ڈرانے والے (اللہ کے رسولؐ) آ گئے ہیں۔

وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ قَدِيْرٌ ۟﴿١٩﴾ اور اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہیں۔

توضیح: اگر تم پیغمبرؐ کی بات نہ مانو گے تو اللہ تعالیٰ تمہیں فنا کر کے ایسی قوم پیدا کرنے پر قادر ہیں جو تمہاری طرح نافرمان نہ ہو گی۔

وَاِذْ قَالَ مُوْسٰى لِقَوْمِهٖ يٰقَوْمِ اذْكُرُوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ اور وہ واقعہ بھی قابل ذکر ہے جب کہ موسیٰؑ نے اپنی قوم سے کہا تھا۔ اے میری قوم کے لوگو اللہ تعالیٰ کے اس احسان کو پیش نظر رکھو جو اس نے تم پر کیئے

اِذْ جَعَلَ فِيْكُمْ اَنْۢبِيَآءَ وَجَعَلَكُمْ مُّلُوْكًا ۖ جب کہ اللہ تعالیٰ نے تم ہی میں سے نبی پیدا کیے اور تم کو بادشاہت عطا کی۔

وَّاٰتٰىكُمْ مَّا لَمْ يُؤْتِ اَحَدًا مِّنَ الْعٰلَمِيْنَ ﴿٢٠﴾ اور تم کو اتنا کچھ دیا کہ اہل عالم میں سے کسی کو نہیں دیا۔

يٰقَوْمِ ادْخُلُوا الْاَرْضَ الْمُقَدَّسَةَ الَّتِیْ كَتَبَ اللّٰهُ لَكُمْ اے میری قوم اس مقدس شہر میں داخل ہو جاؤ جس کی فتح اللہ تعالیٰ نے تمہارے نصیب میں لکھ دی ہے۔

وَلَا تَرْتَدُّوْا عَلٰۤى اَدْبَارِكُمْ فَتَنْقَلِبُوْا خٰسِرِيْنَ ﴿٢١﴾ اور (مقابلے میں) پیٹھ نہ دکھاؤ ورنہ ناکام و نامراد لوٹو گے۔

قَالُوْا يٰمُوْسٰۤى اِنَّ فِيْهَا قَوْمًا جَبَّارِيْنَ ۖ قوم نے جواب دیا اے موسیٰؑ اس شہر میں بڑے طاقتور لوگ رہتے ہیں۔

وَاِنَّا لَنْ نَّدْخُلَهَا حَتّٰى يَخْرُجُوْا مِنْهَا ۚ اور ہم ہرگز اس (شہر) میں داخل نہ ہوں گے جب تک کہ وہ وہاں سے نکل نہ جائیں۔

فَاِنْ يَّخْرُجُوْا مِنْهَا فَاِنَّا دٰخِلُوْنَ ﴿٢٢﴾ ہاں اگر وہ وہاں سے نکل جائیں تو بلاشبہ ہم شہر میں داخل ہو جائیں گے۔

قَالَ رَجُلٰنِ مِنَ الَّذِيْنَ يَخَافُوْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمَا ادْخُلُوْا عَلَيْهِمُ الْبَابَ ۚ اللہ تعالیٰ سے ڈرنے والے سپاہیوں نے جن پر اللہ تعالیٰ نے فضل فرمایا تھا کہا تم (ان پر حملہ آور ہو کر) شہر کے دروازے تک تو پہنچ جاؤ۔

فَاِذَا دَخَلْتُمُوْهُ فَاِنَّكُمْ غٰلِبُوْنَ ۬ۚ پھر جب تم دروازہ میں داخل ہو جاؤ گے تو یقیناً تم غالب آ جاؤ گے۔

وَعَلَى اللّٰهِ فَتَوَكَّلُوۡۤا اِنۡ كُنۡتُمۡ مُّؤۡمِنِيۡنَ۝۲۳
اگر تم مومن ہو تو اللہ تعالیٰ ہی پر پورا پورا بھروسہ رکھو۔

قَالُوۡا يٰمُوۡسٰٓى اِنَّا لَنۡ نَّدۡخُلَهَاۤ اَبَدًا مَّا دَامُوۡا فِيۡهَا
قوم نے بڑی ہی گستاخی کے ساتھ جواب دیا کہ جب تک شہر کے لوگ شہر میں رہیں گے ہم ہرگز اس شہر میں داخل نہ ہوں گے۔

فَاذۡهَبۡ اَنۡتَ وَرَبُّكَ فَقَاتِلَاۤ اِنَّا هٰهُنَا قٰعِدُوۡنَ۝۲۴
لہٰذا آپ اور آپ کا پروردگار دونوں جاؤ اور لڑو ہم تو یہیں بیٹھے رہتے ہیں۔

قَالَ رَبِّ اِنِّىۡ لَاۤ اَمۡلِكُ اِلَّا نَفۡسِىۡ وَاَخِىۡ
(ان کا یہ گستاخانہ جواب سن کر موسیٰؑ نے) کہا اے میرے پروردگار! میں اپنے اور اپنے بھائی کے سوا کسی اور پر اختیار نہیں رکھتا۔

فَافۡرُقۡ بَيۡنَنَا وَبَيۡنَ الۡقَوۡمِ الۡفٰسِقِيۡنَ۝۲۵
لہٰذا ب ہمارے اور نافرمان لوگوں کے درمیان جدائی ڈال دیجئے (یعنی نافرمانوں کو ہم سے علیحدہ کر دیجئے)

قَالَ فَاِنَّهَا مُحَرَّمَةٌ عَلَيۡهِمۡ اَرۡبَعِيۡنَ سَنَةً ۚ
اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ وہ ملک ان پر چالیس برس تک کے لیے حرام کر دیا گیا (وہ وہاں جانے نہ پائیں گے)

يَتِيۡهُوۡنَ فِى الۡاَرۡضِ ؕ فَلَا تَاۡسَ عَلَى الۡقَوۡمِ الۡفٰسِقِيۡنَ۝۲۶ ع ۸
اب یہ (جنگل صحرا بہ صحرا مارے مارے) پھرتے رہیں گے لہٰذا ب ایسے نافرمانوں (کی تباہ حالی) پر آپ افسوس نہ کیجئے۔

وَاتۡلُ عَلَيۡهِمۡ نَبَاَ ابۡنَىۡ اٰدَمَ بِالۡحَقِّ ۘ (وقف لازم)
اور (اے محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) ان کو آدمؑ کے دو بیٹوں (ہابیل اور قابیل) کے حالات سنائیے (جو بالکل) سچے ہیں۔

اِذۡ قَرَّبَا قُرۡبَانًا فَتُقُبِّلَ مِنۡ اَحَدِهِمَا
جب کہ ان دونوں نے (اللہ تعالیٰ کی جناب میں) منتیں مانی تھیں ان میں سے ایک کی منت قبول ہوئی۔

وَلَمۡ يُتَقَبَّلۡ مِنَ الۡاٰخَرِ ؕ
اور دوسرے کی قبول نہیں ہوئی۔

قَالَ لَاَقۡتُلَنَّكَ ؕ قَالَ اِنَّمَا يَتَقَبَّلُ اللّٰهُ مِنَ الۡمُتَّقِيۡنَ۝۲۷ (النصف)
تب (قابیل ہابیل سے) کہنے لگا کہ میں تجھے قتل کر دوں گا۔ اس نے کہا اللہ تعالیٰ پرہیزگاروں کی نیاز قبول کرتے ہیں۔

لَئِنۡۢ بَسَطْتَّ اِلَىَّ يَدَكَ لِتَقۡتُلَنِىۡ
اگر تو مجھے قتل کرنے کے لیے مجھ پر ہاتھ اٹھائے گا۔

مَاۤ اَنَا بِبَاسِطٍ يَّدِىَ اِلَيۡكَ
تو میں تجھے قتل کرنے کے لیے تجھ پر ہاتھ نہ اٹھاؤں گا۔

لِاَقْتُلَكَ ۚ

اِنِّيْٓ اَخَافُ اللّٰهَ رَبَّ الْعٰلَمِيْنَ۝۲۸ — (کیونکہ) میں رب العالمین سے ڈرتا ہوں۔

اِنِّيْٓ اُرِيْدُ اَنْ تَبُوْٓاَ بِاِثْمِيْ وَاِثْمِكَ — میں چاہتا ہوں کہ تو میرے گناہ میں بھی ماخوذ ہو اور اپنے گناہوں میں بھی

فَتَكُوْنَ مِنْ اَصْحٰبِ النَّارِ ۚ — پھر تو دوزخیوں کے زمرہ میں شامل ہو جائے گا

وَذٰلِكَ جَزٰٓؤُا الظّٰلِمِيْنَ۝۲۹ — اور ظلم کرنے والوں کی یہی سزا ہے۔

فَطَوَّعَتْ لَهٗ نَفْسُهٗ قَتْلَ اَخِيْهِ — پھر اس کو اس کے نفس نے (بہ رغبت قلبی) اپنے بھائی کے قتل پر ابھارا۔

فَقَتَلَهٗ فَاَصْبَحَ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ۝۳۰ — پھر اس نے اس کو قتل کر ڈالا اور خسارہ اٹھانے والوں میں سے ہو گیا۔

توضیح:۔ سوچنے لگا کہ مقتول کی لاش کو کیا کیا جائے کیونکہ اس وقت تک کسی کی موت واقع ہوئی نہ تھی۔

فَبَعَثَ اللّٰهُ غُرَابًا يَّبْحَثُ فِي الْاَرْضِ لِيُرِيَهٗ كَيْفَ يُوَارِيْ سَوْءَةَ اَخِيْهِ ۭ — پھر اللہ تعالیٰ نے ایک کوے کو بھیجا وہ زمین کریدنے لگا تا کہ اس کو دکھائے کہ اپنے بھائی کی لاش کس طرح چھپائے

قَالَ يٰوَيْلَتٰٓى اَعَجَزْتُ اَنْ اَكُوْنَ مِثْلَ هٰذَا الْغُرَابِ — (قاتل نے یہ دیکھ کر اپنے دل میں) کہا افسوس ہے مجھ پر کہ میں اس کوے سے بھی گیا گزرا ہو گیا (کہ اپنے بھائی کی لاش چھپانے کی تدبیر خود سوچ نہ سکا)

فَاُوَارِيَ سَوْءَةَ اَخِيْ ۚ فَاَصْبَحَ مِنَ النّٰدِمِيْنَ۝۳۱ — لہٰذا اس طرح اس نے اپنے بھائی کی لاش چھپا دی۔ پھر (اپنی اس بے عقلی پر اپنے جی میں) نہایت پشیمان ہوا۔

مِنْ اَجْلِ ذٰلِكَ ۛ كَتَبْنَا عَلٰي بَنِيْٓ اِسْرَاۗءِيْلَ — اس قتل کی وجہ ہم نے بنی اسرائیل کے لیے قانون جاری کر دیا۔

اَنَّهٗ مَنْ قَتَلَ نَفْسًۢا بِغَيْرِ نَفْسٍ اَوْ فَسَادٍ فِي الْاَرْضِ — کہ جو کوئی (اپنی جان کے تحفظ کے سوا) کسی کو بلا وجہ قتل کرے گا یا زمین میں فساد پھیلائے گا

فَكَاَنَّمَا قَتَلَ النَّاسَ جَمِيْعًا ۭ — تو گویا اس نے تمام لوگوں کو قتل کیا (یعنی قتل و خون کی بنیاد ڈالی۔ دنیا کے تمام قتل و خون کا ذمہ دار ہوا)

وَمَنْ اَحْيَاهَا فَكَاَنَّمَآ اَحْيَا النَّاسَ جَمِيْعًا ۭ — اور جو کوئی اس کی زندگی کا موجب ہوا (یعنی قاتل سے قصاص لے کر خوں ریزی کا انسداد کیا) تو گویا اس نے حیات عامہ کا تحفظ کیا۔

وَلَقَدْ جَآءَتْهُمْ رُسُلُنَا بِالْبَيِّنٰتِ ز

اور (یہ ایک حقیقت ہے کہ) بنی اسرائیل کے پاس ہمارے رسول کھلی کھلی ہدایتیں لے کر آتے رہے (تاکہ قوم امن وسلامتی کی زندگی بسر کرے۔ اور قتل وخوں ریزی اور فتنہ وفساد سے محفوظ رہے۔)

ثُمَّ اِنَّ كَثِيْرًا مِّنْهُمْ بَعْدَ ذٰلِكَ فِي الْاَرْضِ لَمُسْرِفُوْنَ ۝۳۲

پھر اس کے بعد بھی ان میں سے بہت سے لوگ ملک میں فتنہ وفساد پھیلاتے رہے۔

اِنَّمَا جَزٰٓؤُا الَّذِيْنَ يُحَارِبُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ

جو لوگ اللہ اور اس کے رسول سے جھگڑتے ہیں (یعنی اللہ ورسول کی مخالفت کرتے ہیں)

وَيَسْعَوْنَ فِي الْاَرْضِ فَسَادًا

اور ملک میں فساد پھیلاتے پھرتے ہیں۔

اَنْ يُّقَتَّلُوْٓا اَوْ يُصَلَّبُوْٓا

ان کی سزا یہی ہے کہ قتل کر دیئے جائیں یا سولی پر چڑھا دیئے جائیں

اَوْ تُقَطَّعَ اَيْدِيْهِمْ وَاَرْجُلُهُمْ مِّنْ خِلَافٍ

یا ان کے ہاتھ پاؤں مخالف سمت سے کاٹے جائیں (یعنی بایاں پاؤں اور داہنا ہاتھ یا داہنا پاؤں اور بایاں ہاتھ

اَوْ يُنْفَوْا مِنَ الْاَرْضِ ط

یا ملک سے نکال دیئے جائیں (شہر بدر کیے جائیں)

منزل ۲

ذٰلِكَ لَهُمْ خِزْيٌ فِي الدُّنْيَا

دنیا میں ان کے لیے اس طرح کی ذلت ورسوائی ہے

وَلَهُمْ فِي الْاٰخِرَةِ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ۝۳۳

اور آخرت میں ان کے لیے بڑا ہی سخت عذاب ہے۔

اِلَّا الَّذِيْنَ تَابُوْا مِنْ قَبْلِ اَنْ تَقْدِرُوْا عَلَيْهِمْ ج

ہاں جن لوگوں نے توبہ کی قبل اس کے کہ تم ان پر قابو پالو (یعنی تمہاری گرفت میں آنے سے پہلے توبہ کر لیں تو انھیں معاف کیا جائے گا۔)

فَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝۳۴

لہٰذا ب (اچھی طرح جان لو کہ) اللہ تعالیٰ بڑے ہی بخشنے والے رحم فرمانے والے ہیں۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ

اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ کی (نافرمانی کے انجام) سے ڈرو۔

وَابْتَغُوْٓا اِلَيْهِ الْوَسِيْلَةَ

اور اس کا قرب حاصل کرنے کے ذرائع تلاش کرو (ترک معاصی طاعتِ الٰہی ذرائع قرب ہیں)

وَجَاهِدُوْا فِيْ سَبِيْلِهٖ

اور اس کی راہ میں جہاد کرو (یعنی اللہ تعالیٰ کی زمین سے فتنہ وفساد دور کرنے کی پوری پوری جدوجہد کرتے رہو، قرب الٰہی کا یہ بہترین ذریعہ ہے۔

لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ﴿٣٥﴾ (یہ تعلیم تم کو اس لیے دی جاتی ہے) تا کہ تم فلاح آخرت حاصل کر سکو۔

توضیح: ایک عرصے سے اس آیت کریمہ کی غلط تعبیر کی جارہی ہے جس کے نتیجہ میں گمراہی پھیلتی اور پھیلائی جارہی ہے۔اس آیت میں جو لفظ وسیلہ ہے اس کو واسطے کے معنی میں استعمال کر کے یہ ثابت کرنے کی کوشش کی جاتی ہے کہ اس آیت کریمہ میں حکم ہے کہ اللہ و بندہ کے درمیان بزرگوں کو واسطہ بنایا جائے۔حالانکہ وسیلہ کے معنی عربی میں قرب کے ہیں۔ہم جس مفہوم میں توسل و واسطہ کہتے ہیں یعنی اللہ و بندہ کے درمیان سفارشی بنانا۔لفظ وسیلہ کے یہ معنی نہیں ہیں۔اس آیت کے مخاطبین اول حضرات صحابۂ کرام تھے۔اس حکم کی تعمیل میں ان حضرات نے کن کن بزرگوں کو اپنے اللہ تعالیٰ کے درمیان واسطہ بنایا؟

سب سے بزرگ تر حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تھے (بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر) کسی ضعیف سے ضعیف حدیث سے بھی ثابت نہیں کیا جا سکتا کہ صحابہ کرام نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو واسطہ بنایا ہو اور اس تعلق سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نذر و منت کی ہو۔ مصیبتوں میں مدد کے لیے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پکارا ہو۔آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مزار پر جا کر سجدے و طواف کیئے ہوں۔

صحابہ کرام کے بعد حضرات تابعین کا دور آتا ہے۔ان حضرات کے بزرگ حضرات صحابہ کرام ہی تھے مگر صحابہ کرام کے تعلق سے بھی تابعین نے ایسا کوئی عقیدہ پیدا نہیں کیا اور نہ کوئی ایسا عمل کیا جیسا کہ مسلمان غلط رہنمائی کی بناء پر بزرگوں، پیر و مرشد کو وسیلہ بناتے ہیں۔

زیر بحث آیت کریمہ کا اگر یہی مفہوم ہے جو جہلا سمجھتے ہیں، تو اس کا مطلب یہ ہوا کہ زیر بحث آیت کریمہ کا مطلب اور مفہوم حضرات صحابہ کرام ہی نے سمجھا نہ حضرات تابعین نے العیاذ باللہ۔

اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَوْ اَنَّ لَهُمْ مَّا فِي الْاَرْضِ جَمِيْعًا	جو لوگ کافر ہیں (الٰہی تعلیم کا انکار کرتے ہیں) اگر ان کے پاس روئے زمین کے تمام خزانے (مال و متاع) ہوں۔
وَّمِثْلَهٗ مَعَهٗ لِيَفْتَدُوْا بِهٖ مِنْ عَذَابِ يَوْمِ الْقِيٰمَةِ	اور اس کے ساتھ اتنے ہی اور ہوں تا کہ وہ اس کو بطور تاوان دے کر روز قیامت کے عذاب سے چھوٹ جائیں
مَا تُقُبِّلَ مِنْهُمْ ۚ وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿٣٦﴾	تب بھی وہ چیزیں ان سے ہرگز قبول نہیں کی جائیں گی اور ان کے لیے دردناک عذاب ہے۔
يُرِيْدُوْنَ اَنْ يَّخْرُجُوْا مِنَ النَّارِ وَمَا هُمْ بِخٰرِجِيْنَ مِنْهَا ۡ	(ہر چند کہ) وہ آگ سے نکلنا چاہیں گے (مگر) اور وہ اس سے نکل نہ سکیں گے۔
وَلَهُمْ عَذَابٌ مُّقِيْمٌ ﴿٣٧﴾	اور ان کو دائمی عذاب ہوگا۔

وَالسَّارِقُ وَالسَّارِقَةُ — (ایک تعزیری حکم یہ بھی دیا جاتا ہے کہ جو مرد اور جو عورت چوری کرے۔

فَاقْطَعُوْٓا اَيْدِيَهُمَا — تو ان کے ہاتھ (کلائی تک) کاٹ ڈالو۔

جَزَآءًۢ بِمَا كَسَبَا نَكَالًا مِّنَ اللّٰهِ ؕ — ان کی بداعمالیوں بدکرداریوں کی اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہی عبرتناک سزا ہے۔

وَاللّٰهُ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ﴿۳۸﴾ — اور اللہ تعالیٰ بڑے ہی زبردست حکیم ہیں (یعنی یہ سزا بڑی ہی حکیمانہ ہے، اس کے سوا جو سزا بھی تجویز کی جائے گی وہ یقیناً نامناسب ہی ہوگی)

فَمَنْ تَابَ مِنْۢ بَعْدِ ظُلْمِهٖ وَاَصْلَحَ فَاِنَّ اللّٰهَ يَتُوْبُ عَلَيْهِ ؕ — پھر جو شخص ارتکاب جرم کے بعد توبہ کرے اور اپنی اصلاح کرلے تو اللہ تعالیٰ بھی اس کے حال پر مہربان ہوجائیں گے (اور آئندہ بھی ارتکاب جرم سے بچائے رکھیں گے)

اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۳۹﴾ — بیشک اللہ تعالیٰ (توبہ کے بعد) بڑے ہی بخشنے والے رحم فرمانیوالے ہیں

اَلَمْ تَعْلَمْ اَنَّ اللّٰهَ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ — اے نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کیا آپ نہیں جانتے کہ آسمانوں اور زمین کی فرمانروائی اللہ ہی کے لیے ہے۔ (جس کا کوئی شریک نہیں) منزل ۲

يُعَذِّبُ مَنْ يَّشَآءُ وَيَغْفِرُ لِمَنْ يَّشَآءُ ؕ — (قانون تعذیب کے تحت) وہ جسے چاہے عذاب کرے اور (قانون مغفرت کے تحت) جسے چاہے بخش دے (اس میں کسی کی سعی وسفارش کو دخل نہیں)

وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ﴿۴۰﴾ — اور اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہیں (یعنی کسی کی رائے ومشورہ کے بغیر تنہا فیصلہ کرنے پر قادر ہیں)

يٰٓاَيُّهَا الرَّسُوْلُ لَا يَحْزُنْكَ الَّذِيْنَ يُسَارِعُوْنَ فِي الْكُفْرِ — اے رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) جو لوگ کفر میں دوڑے دوڑے جاتے ہیں، اس سے آپ کو رنجیدہ خاطر نہ ہونا چاہئے۔ مع ۳

مِنَ الَّذِيْنَ قَالُوْٓا اٰمَنَّا بِاَفْوَاهِهِمْ — یہ ان لوگوں میں سے ہیں جو منہ سے تو کہتے ہیں کہ ہم ایمان لے آئے۔

وَلَمْ تُؤْمِنْ قُلُوْبُهُمْ ۛ — مگر ان کے دل ایمان نہیں لائے (اس لیے ایمان کی شرط اول اقرار باللسان تصدیق بالقلب ہے) الوقف علی الاول الجوز ۱۲

وَمِنَ الَّذِيْنَ هَادُوْا ۛ — اور جو (زیادہ تر) یہودیوں میں سے ہیں۔

سَمّٰعُوْنَ لِلْكَذِبِ — یہ لوگ غلط باتیں بنانے کے لیے جاسوسی کرتے پھرتے ہیں

سَمّٰعُوْنَ لِقَوْمٍ اٰخَرِیْنَ ۙ — اور ایسے لوگوں (کو بہکانے) کے لیے جاسوسی کرتے ہیں

لَمْ یَاْتُوْكَ ؕ — جو ابھی آپ کے پاس نہیں آئے

یُحَرِّفُوْنَ الْكَلِمَ مِنْۢ بَعْدِ مَوَاضِعِهٖ ۚ — کلام الٰہی کے الفاظ کو ان کا صحیح مقام متعین ہونے کے بعد بدل دیتے ہیں یعنی اصل موضوع سے پھیر دیتے یا اس میں تحریف کرتے ہیں

یَقُوْلُوْنَ اِنْ اُوْتِیْتُمْ هٰذَا فَخُذُوْهُ — اور (لوگوں سے) کہتے ہیں، اگر تم کو یہ حکم ہے تو اسے قبول کرلو

وَاِنْ لَّمْ تُؤْتَوْهُ فَاحْذَرُوْا ؕ — اور اگر اس کے خلاف ہو تو نہ مانو۔

توضیح: یہود توریت میں اپنی طرف سے غلط سلط باتیں لکھ لیتے اور لوگوں سے کہتے کہ اگر محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) وہی بات کہیں جو ہماری کتاب میں لکھی ہوئی ہے تو اس کو مان لو۔

وَمَنْ یُّرِدِ اللّٰهُ فِتْنَتَهٗ فَلَنْ تَمْلِكَ لَهٗ مِنَ اللّٰهِ شَیْـًٔا ؕ — اور جس کو اللہ تعالیٰ مورد عتاب قرار دیں تو آپ اس کے (بچاؤ کے) لیے اللہ تعالیٰ کے مقابلہ میں کسی طرح کا اختیار نہیں رکھتے۔

اُولٰٓىِٕكَ الَّذِیْنَ لَمْ یُرِدِ اللّٰهُ اَنْ یُّطَهِّرَ قُلُوْبَهُمْ ؕ — یہ وہ لوگ ہیں جن کے قلوب کو اللہ تعالیٰ نے ان کے نفاق کی وجہ پاک کرنا نہ چاہا۔

لَهُمْ فِی الدُّنْیَا خِزْیٌ ۚۖ — ان کے لیے دنیا میں بھی ذلت وخواری ہے۔

وَّلَهُمْ فِی الْاٰخِرَةِ عَذَابٌ عَظِیْمٌ ۝٤١ — اور آخرت میں بھی ان کے لیے سخت ترین عذاب ہے۔

سَمّٰعُوْنَ لِلْكَذِبِ اَكّٰلُوْنَ لِلسُّحْتِ ؕ — یہ جھوٹی باتیں بنانے کے لیے جاسوسی کرنے والے اور (رشوت وغیرہ کا) حرام مال کھانے والے ہیں۔

فَاِنْ جَآءُوْكَ فَاحْكُمْ بَیْنَهُمْ — اگر یہ آپ کے پاس (اپنے معاملات میں تصفیہ کے لئے) آئیں تو آپ ان کے درمیان فیصلہ کیجئے۔

اَوْ اَعْرِضْ عَنْهُمْ ۚ — یا ان سے اعراض کیجئے (فیصلہ کرنے یا نہ کرنے کا آپ کو اختیار ہے)

وَاِنْ تُعْرِضْ عَنْهُمْ فَلَنْ یَّضُرُّوْكَ شَیْـًٔا ؕ — اور اگر آپ ان سے اعراض کریں تو (یہ اندیشہ نہ کیجئے کہ وہ آپ کو کوئی نقصان پہنچائیں گے) وہ قطعاً آپ کو کوئی ضرر نہ پہنچا سکیں گے۔

وَاِنْ حَكَمْتَ فَاحْكُمْ بَیْنَهُمْ — اور اگر آپ ان کے درمیان فیصلہ کریں تو منصفانہ فیصلہ کیجئے۔

منزل ٢

بِالْقِسْطِ ؕ

اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُقْسِطِيْنَ۝۴۲	یقیناً اللہ تعالیٰ انصاف کرنے والوں کو پسند کرتے ہیں۔
وَكَيْفَ يُحَكِّمُوْنَكَ وَعِنْدَهُمُ التَّوْرٰىةُ	وہ کیوں آپؐ سے فیصلہ کرانا چاہیں گے جب کہ خود ان کے پاس تورات موجود ہے۔
فِيْهَا حُكْمُ اللّٰهِ ثُمَّ يَتَوَلَّوْنَ مِنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ ؕ	اس میں اللہ تعالیٰ کا حکم موجود ہے (جس کو وہ جانتے ہیں) پھر اس کے باوجود حکم الٰہی سے روگردانی کرتے ہیں۔ (احکام الٰہی کے مطابق اپنے نزاعات کا فیصلہ نہیں چاہتے اپنی مرضی کے مطابق آپؐ سے فیصلہ کروانا چاہتے ہیں)
وَمَآ اُولٰٓئِكَ بِالْمُؤْمِنِيْنَ۝۴۳ ع ۶/۱۰	دراصل وہ مومن ہی نہیں ہیں۔

توضیح: الٰہی تعلیمات کے مطابق اپنے معاملات طے نہ کرنا نفی ایمان کی علامت ہے۔

اِنَّآ اَنْزَلْنَا التَّوْرٰىةَ فِيْهَا هُدًى وَّنُوْرٌ ۚ	ہم نے تورات نازل کی جس میں ہدایت اور (عقائد صحیحہ کی) تعلیم تھی۔ (نور سے مراد علم ہے)
يَحْكُمُ بِهَا النَّبِيُّوْنَ الَّذِيْنَ اَسْلَمُوْا لِلَّذِيْنَ هَادُوْا (منزل ۲)	اسی کتاب کے مطابق انبیاء علیہم السلام جو اللہ تعالیٰ کے فرمانبردار بندے ہوتے ہیں یہودیوں کو حکم دیتے رہے
وَالرَّبّٰنِيُّوْنَ وَالْاَحْبَارُ بِمَا اسْتُحْفِظُوْا مِنْ كِتٰبِ اللّٰهِ وَكَانُوْا عَلَيْهِ شُهَدَآءَ ۚ	اور تمام علمائے حق اور مذہبی پیشوا بھی جو اللہ تعالیٰ کی کتاب کی حفاظت کے ذمہ دار تھے (اسی توریت کے مطابق فیصلہ کرتے تھے) اور اس کتاب کے من اللہ ہونے کے گواہ بھی تھے۔

توضیح: الٰہی تعلیمات کے مطابق کاروبار معاملات میں عمل پیرا ہونا بھی کتاب اللہ کی حفاظت ہے۔

فَلَا تَخْشَوُا النَّاسَ وَاخْشَوْنِ	تو تم لوگوں سے مت ڈرو مجھ ہی سے ڈرو۔

توضیح: یہ اندیشہ نہ کرو کہ اگر ہم کلام الٰہی کی تصدیق کریں گے تو عام لوگوں کی نظروں سے گر جائیں گے جاہ و مرتبہ میں فرق آجائے گا۔

وَلَا تَشْتَرُوْا بِاٰيٰتِيْ ثَمَنًا قَلِيْلًا ؕ	اور (دنیا کے) قلیل معاوضہ پر میری آیتوں کو نہ بیچو (یعنی لوگوں سے پیسہ لے کر احکام الٰہی کے خلاف کوئی فیصلہ نہ دو)
وَمَنْ لَّمْ يَحْكُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ	اور جو کوئی اللہ تعالیٰ کے نازل کیے ہوئے احکام کے مطابق فیصلہ نہ

فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْكٰفِرُوْنَ﴿۴۴﴾ کرے تو ایسے ہی لوگ کافر ہیں۔

توضیح: یہودیوں کا ایسا ہی عمل تھا وہ اپنی افترائی باتوں کو حکم الٰہی بتلا کر گمراہ ہوئے۔ اور دوسروں کی گمراہی کا بھی سبب بنے۔

وَكَتَبْنَا عَلَيْهِمْ فِيْهَآ اَنَّ النَّفْسَ بِالنَّفْسِ ۙ اور ہم نے ان (یہودیوں) پر (تورات) میں یہ بات فرض کی تھی (کہ اگر کوئی کسی کو ناحق عمداً قتل یا زخمی کردے اور صاحب حق دعوے کردے تو) جان کے بدلے جان

وَالْعَيْنَ بِالْعَيْنِ وَالْاَنْفَ بِالْاَنْفِ وَالْاُذُنَ بِالْاُذُنِ وَالسِّنَّ بِالسِّنِّ ۙ وَالْجُرُوْحَ قِصَاصٌ ؕ اور آنکھ کے بدلے آنکھ اور ناک کے بدلے ناک اور کان کے بدلے کان اور دانت کے بدلے دانت اور زخموں کا بدلہ اسی طرح ہے۔

توضیح: کوئی کسی کو ناحق قتل کردے تو قاتل کو قتل کردیا جانا چاہئے۔ اسی طرح کوئی کسی کی آنکھ پھوڑ دے تو اس کی بھی آنکھ پھوڑ دینے کا فیصلہ دینا چاہئے۔

فَمَنْ تَصَدَّقَ بِهٖ فَهُوَ كَفَّارَةٌ لَّهٗ ؕ پھر جو شخص ملزم کو معاف کردے (جس کو معاف کرنے کا حق پہنچتا ہے) تو وہ اس کے لیے کفارہ ہوگا۔

وَمَنْ لَّمْ يَحْكُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ اور جو کوئی اللہ تعالیٰ کے نازل کیے ہوئے احکام کے مطابق فیصلہ نہ کرے۔

فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ﴿۴۵﴾ تو ایسے ہی لوگ ظالم ہیں۔

توضیح: قصاص اس قتل یا جرم میں ہے جب ناحق اور عمداً ہو خطا کی صورت میں خوں بہا ہے جس کے مسائل سورہ نساء کے رکوع وَمَا كَانَ مُؤْمِن میں گزر چکے ہیں۔

مسئلہ:۔ اَلنَّفْسَ بِالنَّفْسِ میں آزاد اور غلام مسلمان اور کافر ذِمّی اور مرد اور عورت اور کبیر وصغیر شریف ورذیل بادشاہ اور رعیت سب داخل ہیں۔ البتہ خود اپنے مملوک غلام اور اپنی اولاد کے قصاص کے احکام کی تفصیل کتب حدیث وفقہ میں مل سکتی ہے۔

وَقَفَّيْنَا عَلٰٓى اٰثَارِهِمْ بِعِيْسَى ابْنِ مَرْيَمَ اور ان پیغمبروں کے بعد ہم نے انھیں کے طریقہ پر عیسیٰ بن مریم کو انجیل دے کر بھیجا۔

مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ مِنَ التَّوْرٰىةِ ۪ جو اپنے سے پہلے کی کتاب کی تصدیق کرتے تھے۔ (تمام کتب الٰہیہ کی تصدیق کرنا لوازمات رسالت سے ہے)

وَاٰتَيْنٰهُ الْاِنْجِيْلَ فِيْهِ هُدًى وَّنُوْرٌ ۙ وَّمُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ ہم نے عیسیٰ بن مریم کو انجیل نامی کتاب دی جس میں ہدایت ونصیحت تھی اور وہ (انجیل) اپنے سے قبل کی کتاب (یعنی توریت) کی بھی تصدیق

مِنَ التَّوْرٰىةِ — کرتی تھی (یہ بھی کتب الٰہیہ کے لوازم سے ہے)

وَهُدًى وَّمَوْعِظَةً لِّلْمُتَّقِيْنَ ﴿٤٦﴾ — اور جس میں اللہ تعالیٰ سے ڈرنے والوں کے لیے ہدایت ونصیحت تھی۔

وَلْيَحْكُمْ اَهْلُ الْاِنْجِيْلِ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ فِيْهِ ؕ — اور اہل انجیل کو چاہئے کہ جو احکام اللہ تعالیٰ نے اس میں نازل فرمائے ہیں، اس کے مطابق فیصلہ دیا کریں۔

وَمَنْ لَّمْ يَحْكُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ ﴿٤٧﴾ — اور جو کوئی اللہ تعالیٰ کے نازل کیے ہوئے احکام کے مطابق فیصلہ نہ کرے تو ایسے تمام لوگ نافرمان ہیں۔

وَاَنْزَلْنَآ اِلَيْكَ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ — اور (اے پیغمبر ﷺ) ہم نے آپؐ کی طرف کتاب برحق (قرآن) نازل کی ہے (یعنی ایسی کتاب جس میں حقائق بیان کیے گئے ہیں۔

مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ مِنَ الْكِتٰبِ — جو اپنے سے پہلے کتابوں کی تصدیق کرتی ہے (یعنی اس میں بنیادی اصولی وہی تعلیم ہے جو اس سے پہلے کی کتابوں میں دی گئی تھی)

وَمُهَيْمِنًا عَلَيْهِ — اور (یہ کتاب پچھلی کتابوں کی) محافظ ونگہبان ہے۔

منزل ۲ **توضیح:** اگر مذہبی قومیں یہود ونصاریٰ اور دیگر قومیں یہ معلوم کرنا چاہیں کہ ان کے پاس اللہ تعالیٰ کے رسولوں نے کیا تعلیم پیش کی تھی تو وہ ان کو قرآن ہی میں ملے گی۔

فَاحْكُمْ بَيْنَهُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ — لہٰذا اے نبی ﷺ جو احکام اللہ تعالیٰ نے نازل فرمائے ہیں، اس کے مطابق ان کے درمیان فیصلہ کیجئے

وَلَا تَتَّبِعْ اَهْوَآءَهُمْ عَمَّا جَآءَكَ مِنَ الْحَقِّ ؕ — اور جو علمی حقائق آپ تک پہنچے ہیں اس سے ہٹ کر ان کے خواہشات کی پیروی نہ کیجئے۔

لِكُلٍّ جَعَلْنَا مِنْكُمْ شِرْعَةً وَّمِنْهَاجًا ؕ — ہم نے تم میں سے ہر ایک (امت) کے لیے (ذکر وعبادت کے) الگ الگ طریقے مقرر کیے ہیں۔

وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ لَجَعَلَكُمْ اُمَّةً وَّاحِدَةً — اور اگر اللہ تعالیٰ چاہتے تو تم سب کو ایک ہی امت بنا دیتے۔

وَّلٰكِنْ لِّيَبْلُوَكُمْ فِيْ مَآ اٰتٰىكُمْ — لیکن جو احکام تمہیں دیئے گئے ہیں، اس سے تمہاری آزمائش مقصود ہے۔

توضیح: ذکر عبادت الٰہی کے طریقوں اور اس کے جزوی اختلاف کو اس لیے رکھا کہ تم کو آزمایا جائے یعنی تمہارا امتحان لے کہ تم ہر کتاب کی اصولی وبنیادی تعلیم اور اوامر ونواہی کو دیکھ کر ہر آنے والی کتاب پر ایمان لے آتے ہو یا فروعی وجزوی

اختلافات کو دیکھ کر سرے سے کتاب الٰہی کا انکار کرتے ہو۔ لہٰذا جزوی اختلافات کی الجھنوں میں نہ پھنسو اور اس وقت جو تعلیم تمہارے سامنے ہے، اس پر عمل کرنے کا جو طریقہ تمہیں بتایا جا رہا ہے اس کو اختیار کرو۔

فَاسْتَبِقُوا الْخَيْرٰتِ ؕ — لہٰذا نیکیوں میں سبقت کرو (نیک بننے میں) ایک دوسرے سے آگے بڑھو۔

اِلَى اللّٰهِ مَرْجِعُكُمْ جَمِيْعًا — (یہ حقیقت پیش نظر رکھو کہ) تم سب کو (ایک دن عقیدہ وعمل کے محاسبہ کے لیے) اللہ تعالیٰ کے پاس حاضر ہونا ہے۔

فَيُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ فِيْهِ تَخْتَلِفُوْنَ ۟ؔ۴۸ — جس بات میں تم اختلاف کرتے رہے تھے وہاں اس کی حقیقت سے تمہیں آگاہ کر دیا جائے گا۔

وَاَنِ احْكُمْ بَيْنَهُمْ بِمَاۤ اَنْزَلَ اللّٰهُ — اور (اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اللہ تعالیٰ نے جو احکام نازل کیے ہیں اس کے مطابق لوگوں کے درمیان (ان کے معاملات کا) فیصلہ کیا کیجئے۔

توضیح: ابن اسحاق نے حضرت ابن عباس سے روایت کی ہے کہ چند علماء و روسائے یہود حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں آ کر ملتمس ہوئے کہ ہماری قوم سے ہمارا کچھ مقدمہ ہے۔ اگر آپ ہمارے موافق فیصلہ فرما دیں تو ہم آپ کی اتباع کریں جس سے بقیہ یہود بھی متبع ہو جائیں گے۔ آپ نے صاف انکار فرما دیا۔ جس کی بناء پر آیت ان احکم۔۔۔۔ الخ نازل ہوئی۔

منزل ۲

وَلَا تَتَّبِعْ اَهْوَآءَهُمْ وَاحْذَرْهُمْ — اور آپ ان کی خواہشات کی پیروی نہ کیجئے اور ان سے ہوشیار رہیے۔

اَنْ يَّفْتِنُوْكَ عَنْۢ بَعْضِ مَاۤ اَنْزَلَ اللّٰهُ اِلَيْكَ ؕ — کہ کہیں یہ لوگ آپ کو (اپنی سازشوں اور شرارتوں کے ذریعہ) اللہ تعالیٰ کے نازل کیے ہوئے بعض احکام سے منحرف کرنے نہ پائیں۔

فَاِنْ تَوَلَّوْا فَاعْلَمْ اَنَّمَا يُرِيْدُ اللّٰهُ اَنْ يُّصِيْبَهُمْ بِبَعْضِ ذُنُوْبِهِمْ ؕ — پھر اگر وہ (الٰہی تعلیم سے) روگردانی کریں تو آپ جان لیجئے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے بعض گناہوں کی وجہ سے انھیں مبتلائے عذاب کرنے کا فیصلہ فرما لیا ہے۔

وَاِنَّ كَثِيْرًا مِّنَ النَّاسِ لَفٰسِقُوْنَ ۟ؔ۴۹ — اور یقیناً ان لوگوں کی اکثریت نافرمان ہے۔

اَفَحُكْمَ الْجَاهِلِيَّةِ يَبْغُوْنَ ؕ — تو کیا یہ لوگ جاہل انسانوں کے بتائے ہوئے احکام وتجاویز کے مطابق اپنے نزاعات کا فیصلہ چاہتے ہیں (اور جاہل انسانوں کے بتائے ہوئے دستور کی اتباع کرنا چاہتے ہیں)

وَمَنْ اَحْسَنُ مِنَ اللّٰهِ حُكْمًا — اور یقین کرنے والوں کے نزدیک (فیصلہ کرنے میں) اللہ تعالیٰ سے

لِّقَوْمٍ يُّوْقِنُوْنَ۝۵۰ بہتر کون ہوسکتا ہے؟

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوا الْيَهُوْدَ وَالنَّصٰرٰٓى اَوْلِيَآءَ ؔ اے ایمان والوتم (منافقوں کی طرح) یہود ونصاریٰ کو دوست مت بناؤ۔

بَعْضُهُمْ اَوْلِيَآءُ بَعْضٍ ؕ یہ آپس میں ایک دوسرے کے دوست ہیں۔

توضیح: یہودیوں کی یہودیوں سے نصرانی کی نصرانیوں سے دوستی ہوتی ہے لیکن اہل ایمان واہل کفر میں دوستی نہیں ہوسکتی۔

وَمَنْ يَّتَوَلَّهُمْ مِّنْكُمْ فَاِنَّهٗ مِنْهُمْ ؕ اورتم میں سے جو کوئی ان سے دوستی کرے گا پس وہ یقیناً ان ہی لوگوں میں سے ہوگا (کیونکہ دوستی کسی خاص مناسبت کے ساتھ ہوتی ہے)

اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ۝۵۱ یقیناً اللہ تعالیٰ ظالموں کی رہنمائی نہیں کرتے۔

توضیح: جو لوگ کفار یہود ونصاریٰ کو دوست بناتے ہیں اللہ تعالیٰ انھیں ظالموں میں شمار فرماتے ہیں۔

فَتَرَى الَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ يُّسَارِعُوْنَ فِيْهِمْ پس جن لوگوں کے دلوں میں نفاق کا مرض ہے۔آپ دیکھیں گے کہ وہ دوڑے دوڑے ان میں جاملیں گے۔

يَقُوْلُوْنَ نَخْشٰٓى اَنْ تُصِيْبَنَا دَآئِرَةٌ ؕ (اگر کوئی ملامت کرے تو) کہتے ہیں (اگر محمد ﷺ کا ساتھ دیں تو) ہم کو ڈر ہے کہ کہیں زمانہ کی گردش ہم کو اپنی لپیٹ میں نہ لے لے۔

توضیح: جیسے قحط وغیرہ۔اور کہتے ہیں کہ مصلحتاً ہم ان سے میل جول رکھتے ہیں چونکہ یہ ہمارے ساہوکار ہیں،قرض وغیرہ مل جاتا ہے۔اگر ظاہری میل جول ترک کریں تو دقت ہوگی۔ظاہر میں اس طرح کہتے ہیں لیکن دل میں اور مطلب لیتے کہ کفار مسلمانوں پر غالب آجائیں تو ہم کو ان کی دوستی کام آئے گی۔

فَعَسَى اللّٰهُ اَنْ يَّاْتِيَ بِالْفَتْحِ اَوْ اَمْرٍ مِّنْ عِنْدِهٖ ہوسکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ (اہل ایمان کو) فتح نصیب کریں یا اپنے پاس سے کوئی اور بات (موافقت میں) ظاہر کردیں۔

فَيُصْبِحُوْا عَلٰى مَآ اَسَرُّوْا فِيْٓ اَنْفُسِهِمْ نٰدِمِيْنَ۝۵۲ پھر اس وقت یہ لوگ (اپنے اس نفاق پر جسے) وہ اپنے دلوں میں چھپائے رکھے تھے پشیمان ہوں گے۔

وَيَقُوْلُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَهٰٓؤُلَآءِ الَّذِيْنَ اَقْسَمُوْا بِاللّٰهِ جَهْدَ اَيْمَانِهِمْ ۙ اِنَّهُمْ لَمَعَكُمْ ؕ اور اس وقت اہل ایمان (تعجب سے) کہیں گے کیا یہی وہ لوگ ہیں جو بڑے ہی مبالغہ کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی قسمیں کھایا کرتے تھے کہ وہ تمہارے ساتھ ہیں۔

ع ۷ = وقف لازم وقف منزل۱۲ وقف منزل عندالبعض ۱۲

منزل ۲

حَبِطَتْ اَعْمَالُهُمْ فَاَصْبَحُوْا خٰسِرِيْنَ۝٥٣
ان کی ساری تدبیریں (جوحفظ یا تقدم کے تحت کی گئی تھیں) اکارت گئیں اور وہ ناکام رہے۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَنْ يَّرْتَدَّ مِنْكُمْ عَنْ دِيْنِهٖ
اے ایمان والو تم میں جو کوئی اپنے دین سے پھر جائے (یعنی مرتد ہوجائے تو اللہ تعالیٰ کو اس کی پرواہ نہیں)

فَسَوْفَ يَاْتِي اللّٰهُ بِقَوْمٍ يُّحِبُّهُمْ وَيُحِبُّوْنَهٗٓ ۙ
پھر عنقریب اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں کو پیدا کریں گے کہ (اللہ تعالیٰ انھیں محبوب رکھیں گے اور وہ اللہ تعالیٰ کو)

اَذِلَّةٍ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اَعِزَّةٍ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ ۡ
جو مومنین پر بڑے ہی نرم دل ہوں گے اور کافروں پر سخت ہوں گے۔

توضیح: یعنی دین کے معاملہ میں کسی طرح کی مداہنت انھیں گوارا نہیں ہوگی۔ ؎

ہو جو حلقہ یاراں تو ابریشم کی طرح نرم　　　رزم حق و باطل ہو تو فولاد ہے مومن

يُجَاهِدُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ
وہ اللہ کی راہ میں (دین حق کو عام کرنے۔ پھیلانے میں جدوجہد) جہاد کرتے رہیں گے۔

وَلَا يَخَافُوْنَ لَوْمَةَ لَآئِمٍ ۭ
اور کسی ملامت کرنے والے کی ملامت سے خوف نہیں کھائیں گے۔

ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ ۭ
یہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے۔ جس کو چاہتے ہیں (یہ اعزاز) عطا فرماتے ہیں۔

وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ۝٥٤
اور (واقعی) اللہ تعالیٰ بڑے ہی صاحب فضل (جودوکرم سنئے) اور جاننے والے ہیں (کہ کون اس فضل کا مستحق ہوسکتا ہے)

اِنَّمَا وَلِيُّكُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوا
یقیناً اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول اور وہ لوگ جو ایمان لائے ہیں، تمہارے دوست ہیں۔

الَّذِيْنَ يُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَيُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَهُمْ رٰكِعُوْنَ۝٥٥
جو نماز قائم کرتے ہیں اور زکوۃ دیتے ہیں۔ اور وہ (اللہ تعالیٰ کے ہر حکم کے آگے) جھک جاتے ہیں۔

وَمَنْ يَّتَوَلَّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا فَاِنَّ حِزْبَ اللّٰهِ هُمُ الْغٰلِبُوْنَ۝٥٦ۧ
اور جو شخص اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول اور اہل ایمان کو دوست رکھتا ہے تو وہ اللہ تعالیٰ کی جماعت ہے وہی (دشمن پر) غالب آتی ہے۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوا الَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا دِيْنَكُمْ

اے ایمان والو ان لوگوں کو دوست نہ بناؤ جنھوں نے تمہارے دین کو کھیل اور مذاق بنائے رکھا ہے۔

هُزُوًا وَّلَعِبًا مِّنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلِكُمْ وَالْكُفَّارَ اَوْلِيَآءَ ۚ

جو اہل کتاب سے ہیں۔ جنہیں تم سے پہلے کتاب دی گئی تھی اور کافروں کو۔

وَاتَّقُوا اللّٰهَ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ۝٥٧

اور اللہ سے ڈرو اگر تم ایمان دار ہو۔ (اطاعت وخوف الٰہی شیوۂ ایمان ہے)

وَاِذَا نَادَيْتُمْ اِلَى الصَّلٰوةِ اتَّخَذُوْهَا هُزُوًا وَّلَعِبًا ؕ

جب تم نماز کے لیے اذاں کہتے ہو تو وہ اس کا بھی مذاق اڑاتے ہیں۔ کھیل بتاتے ہیں۔

ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ قَوْمٌ لَّا يَعْقِلُوْنَ ۝٥٨

یہ (حرکتیں) وہ اس لیے کرتے ہیں کہ وہ ایک ایسی بے وقوف قوم ہے جو (دین کے بارے میں) سمجھ سے کام نہیں لیتی۔

قُلْ يٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ هَلْ تَنْقِمُوْنَ مِنَّآ

کہیے۔ اے اہل کتاب کیا تم ہم سے (اس لیے) عداوت رکھتے ہو کہ (ہم میں کوئی عیب یا برائی ہے)

اِلَّآ اَنْ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَمَآ اُنْزِلَ اِلَيْنَا منزل ٢

سوائے اس کے کہ ہم اللہ تعالیٰ پر (اللہ تعالیٰ کی تعلیم کے مطابق) ایمان رکھتے ہیں۔ اور اس کتاب (قرآن) پر جو ہماری طرف بھیجی گئی ہے۔

وَمَآ اُنْزِلَ مِنْ قَبْلُ ۙ

اور ان کتابوں پر بھی جو اس سے پہلے نازل کی گئی ہیں۔ (توریت انجیل وغیرہ)

وَاَنَّ اَكْثَرَكُمْ فٰسِقُوْنَ ۝٥٩

اور تم میں اکثر بدکردار ہیں۔

قُلْ هَلْ اُنَبِّئُكُمْ بِشَرٍّ مِّنْ ذٰلِكَ مَثُوْبَةً عِنْدَ اللّٰهِ ؕ

اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپؐ ان سے کہیے (دنیا میں تمہاری شرارتوں کی پاداش میں تم پر کچھ مصیبتیں ضرور آتی ہیں) کیا میں بتاؤں تمہاری ان شرارتوں کا بدل جو اللہ کے پاس ہے۔

مَنْ لَّعَنَهُ اللّٰهُ وَغَضِبَ عَلَيْهِ

ان پر اللہ تعالیٰ نے لعنت کی اور غضبناک ہوئے۔

وَجَعَلَ مِنْهُمُ الْقِرَدَةَ وَالْخَنَازِيْرَ وَعَبَدَ الطَّاغُوْتَ ؕ

اور ان میں سے کسی کو بندر اور کسی کو سور بنا دیا اور (انہوں نے) شیطان کی پرستش کی۔

اُولٰٓئِكَ شَرٌّ مَّكَانًا وَّاَضَلُّ	ایسے لوگوں کے لیے (آخرت میں) بدترین ٹھکانا ہے۔
عَنْ سَوَآءِ السَّبِيْلِ ﴿٦٠﴾	اور وہ سیدھے راستے سے بھٹک گئے (اب ان کے راہ یاب ہونے کی توقع نہیں رہی)
وَاِذَا جَآءُوْكُمْ قَالُوْٓا اٰمَنَّا	اور یہ لوگ جب تمہارے پاس آتے ہیں تو کہتے ہیں ہم ایمان لائے۔
وَقَدْ دَّخَلُوْا بِالْكُفْرِ وَهُمْ قَدْ خَرَجُوْا بِهٖ ؕ	اور وہ کفر ہی کے ساتھ آئے تھے اور وہ اسی کفر کے ساتھ واپس ہوئے۔
وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا كَانُوْا يَكْتُمُوْنَ ﴿٦١﴾	اور اللہ تعالیٰ جانتے ہیں جو کچھ وہ چھپائے رکھتے ہیں (یعنی جس مرض نفاق کو وہ چھپاتے ہیں اللہ تعالیٰ اس سے واقف ہیں)
وَتَرٰى كَثِيْرًا مِّنْهُمْ يُسَارِعُوْنَ فِى الْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ وَاَكْلِهِمُ السُّحْتَ ؕ	اور آپ ان میں اکثر کو دیکھیں گے کہ وہ گناہوں اور ظلم وزیادتیوں اور حرام مال کھانے میں جلدی کرتے ہیں (کسی قسم کی پس وپیش نہیں کرتے۔ نتائج سے بے پرواہ ہوتے ہیں)
لَبِئْسَ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿٦٢﴾	کیا ہی برے کام ہیں جو یہ کرتے ہیں۔
لَوْلَا يَنْهٰىهُمُ الرَّبّٰنِيُّوْنَ وَالْاَحْبَارُ عَنْ قَوْلِهِمُ الْاِثْمَ وَاَكْلِهِمُ السُّحْتَ ؕ	ان کے علماء وفقہاء مشائخ انھیں گناہوں کی باتوں اور حرام خوری سے منع کیوں نہیں کرتے۔
لَبِئْسَ مَا كَانُوْا يَصْنَعُوْنَ ﴿٦٣﴾	(علمائے یہود وفقہا کی) یہ روش (مداہنت) کیا ہی بری ہے جو وہ اختیار کیے ہوئے ہیں۔

توضیح: مطلب یہ ہے کہ اکابرو پیشوایانِ قوم۔ قوم کی برائیوں پر انھیں کیوں سرزنش نہیں کرتے اور ان کی بداعتقادیوں اور بدعملیوں کو ان کے سامنے رکھ کر اس کے انجام سے انھیں کیوں نہیں ڈراتے۔ ان کا یہ طریقہ نہایت ہی برا ہے۔

وَقَالَتِ الْيَهُوْدُ يَدُ اللّٰهِ مَغْلُوْلَةٌ ؕ	اور یہود نے کہا اللہ تعالیٰ کا ہاتھ بندھا ہوا ہے (یعنی نعوذ باللہ اللہ تعالیٰ بخیل ہو گئے ہیں)
غُلَّتْ اَيْدِيْهِمْ وَلُعِنُوْا بِمَا قَالُوْا ۘ	دراصل انھیں کے ہاتھ بندھے ہوئے ہیں اور اس بات کے کہنے کی وجہ لعنت کیے گئے ہیں۔ (یہ خود ہی بخیل ہیں۔ بخل میں ضرب المثل ہیں)

منزل ٢

وقف لازم

بَلْ یَدٰهُ مَبْسُوْطَتٰنِ ۙ یُنْفِقُ کَیْفَ یَشَآءُ ؕ

بلکہ اللہ تعالیٰ کے دونوں ہاتھ کھلے ہوئے ہیں (بڑے ہی جواد و کریم ہیں) (اللہ تعالیٰ کے تعلق سے بخل کا تصور بھی نہیں کیا جاسکتا) اللہ تعالیٰ جس طرح چاہتے ہیں خرچ کرتے ہیں۔

توضیح: یہود اللہ تعالیٰ کو نعوذ باللہ بخیل اس لیے کہنے لگے تھے کہ صدیوں سے وہ اللہ تعالیٰ کی عنایات سے محروم کر دیئے گئے تھے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل و رحمت سے مایوسی کے بعد ایسی باتیں کہہ رہے تھے جو ان کے مومن نہ ہونے کی علامت ہے۔ اس پاداش میں وہ رحمت الٰہی سے دور کر دیئے گئے۔

وَلَیَزِیْدَنَّ کَثِیْرًا مِّنْهُمْ مَّآ اُنْزِلَ اِلَیْكَ مِنْ رَّبِّكَ طُغْیَانًا وَّ کُفْرًا ؕ

اور اے نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) جو کچھ آپؐ پر آپؐ کے پروردگار کی طرف سے نازل کیا جاتا ہے۔ اس سے ان کی اکثریت سرکشی اور کفر ہی بڑھتی ہی جاتی ہے۔

وَاَلْقَیْنَا بَیْنَهُمُ الْعَدَاوَةَ وَالْبَغْضَآءَ اِلٰی یَوْمِ الْقِیٰمَةِ ؕ

اور ہم نے ان کے درمیان قیامت تک کے لیے بغض و دشمنی ڈال دی۔

کُلَّمَآ اَوْقَدُوْا نَارًا لِّلْحَرْبِ اَطْفَاَهَا اللّٰهُ ۙ

جب بھی یہ (دین و اسلام کے خلاف) جنگ و جدال کے لیے آگ بھڑکاتے ہیں (فتنہ انگیزی کرنا چاہتے ہیں) اللہ تعالیٰ اس کو بجھا دیتے ہیں (ان میں باہم پھوٹ اور اختلاف پیدا کر دیتے ہیں)۔ منزل ٢

وَیَسْعَوْنَ فِی الْاَرْضِ فَسَادًا ؕ وَاللّٰهُ لَا یُحِبُّ الْمُفْسِدِیْنَ ﴿۶۴﴾

اور وہ ملک میں شر و فساد پھیلاتے رہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ مفسدوں کو پسند نہیں کرتے۔

وَلَوْ اَنَّ اَهْلَ الْکِتٰبِ اٰمَنُوْا وَاتَّقَوْا لَکَفَّرْنَا عَنْهُمْ سَیِّاٰتِهِمْ وَلَاَدْخَلْنٰهُمْ جَنّٰتِ النَّعِیْمِ ﴿۶۵﴾

اور اگر اہل کتاب ایمان لاتے اور پرہیزگاری اختیار کرتے تو ہم ان سے ان کی برائیاں دور کر دیتے اور ہم انھیں نعمتوں سے بھری ہوئی جنتوں میں داخل کرتے۔

وَلَوْ اَنَّهُمْ اَقَامُوا التَّوْرٰىةَ وَالْاِنْجِیْلَ وَمَآ اُنْزِلَ اِلَیْهِمْ مِّنْ رَّبِّهِمْ

اور اگر وہ توریت اور انجیل اور جو کتابیں ان کے رب کی طرف سے ان پر نازل کی گئی تھیں انھیں قائم رکھتے (یعنی ان میں تحریف نہ کرتے اور ان پر عمل پیرا رہتے)

لَاَکَلُوْا مِنْ فَوْقِهِمْ وَمِنْ تَحْتِ

تو وہ اپنے اوپر اور نیچے سے کھاتے (یعنی ہر وقت آسمان سے بارش

اَرْجُلِهِمْ ؕ — ہوتی اور زمین سے بہ افراط اناج، میوہ پھل ترکاریاں پیدا ہوتیں۔)

مِنْهُمْ اُمَّةٌ مُّقْتَصِدَةٌ ؕ وَ كَثِيْرٌ مِّنْهُمْ سَآءَ مَا يَعْمَلُوْنَ﴿٦٦﴾ — ان میں کچھ لوگ راہِ اعتدال پر ہیں۔ اور ان میں بہت سے نہایت ہی برے اعمال کے مرتکب ہیں۔

يٰۤاَيُّهَا الرَّسُوْلُ بَلِّغْ مَاۤ اُنْزِلَ اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ ؕ — پیغمبر (محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) جو احکام آپ پر نازل کیے گئے ہیں انھیں (بلا اندیشہ ضررِ جان و مال) لوگوں تک پہنچاتے رہئے۔

وَاِنْ لَّمْ تَفْعَلْ فَمَا بَلَّغْتَ رِسَالَتَهٗ ؕ — اور اگر ایسا نہ کیا (یعنی احکامِ الٰہی کے پہنچانے میں) تساہل برتا تو (اس کے یہ معنی ہوں گے کہ) آپؐ نے اپنے فرائض رسالت انجام نہیں دیئے۔

وَاللّٰهُ يَعْصِمُكَ مِنَ النَّاسِ ؕ — اللہ تعالیٰ آپؐ کو لوگوں کے شر سے محفوظ رکھیں گے۔

توضیح: آپؐ بلا خوف و خطر احکامِ الٰہی پہنچاتے رہیے۔ حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ حضرات صحابہ کرام راتوں کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نگہبانی کرتے تھے۔ جب یہ آیت نازل ہوئی تو آپؐ نے صحابہؓ سے فرمایا کہ اب اٹھ جاؤ اللہ تعالیٰ نے میری حفاظت فرما دی ہے۔

اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِى الْقَوْمَ الْكٰفِرِيْنَ﴿٦٧﴾ — بے شک اللہ تعالیٰ کافر قوم کو ہدایت نہیں دیتے۔

توضیح: سنتِ الٰہی یہ ہے کہ جب تک لوگ باطل کو حق سمجھ کر حق کا انکار کرتے رہیں گے اور طالبِ ہدایت نہ ہوں گے انھیں ہدایت نصیب نہیں ہوتی۔ اگرچہ کہ وہ اپنے زعم میں بڑے عالم ہی کیوں نہ کہلائیں۔

قُلْ يٰۤاَهْلَ الْكِتٰبِ لَسْتُمْ عَلٰى شَىْءٍ حَتّٰى تُقِيْمُوا التَّوْرٰىةَ وَالْاِنْجِيْلَ وَمَاۤ اُنْزِلَ اِلَيْكُمْ مِّنْ رَّبِّكُمْ ؕ — کہئے اے اہلِ کتاب تم ہدایت کے کسی مقام تک پہنچ نہیں سکتے جب تک کہ تم توریت اور انجیل کی تعلیمات پر قائم نہ ہو جاؤ اور جو کچھ کتابیں تمہاری طرف تمہارے پروردگار کی طرف سے نازل کی گئی ہیں (ان پر پوری طرح جمے نہ رہو)

وَلَيَزِيْدَنَّ كَثِيْرًا مِّنْهُمْ مَّاۤ اُنْزِلَ اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ طُغْيَانًا وَّ كُفْرًا ۚ — اور (اے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) یہ قرآن جو آپؐ کے پروردگار کی طرف سے نازل کیا گیا ہے، اس سے ان کی اکثریت سرکشی اور کفر میں بڑھتی ہی جائے گی۔

فَلَا تَاْسَ عَلَى الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ﴿٦٨﴾ — لہٰذا آپ کافر قوم پر افسوس نہ کیجئے۔

اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَالَّذِيْنَ هَادُوْا — یقیناً وہ لوگ جو ایمان لائے اور وہ جو یہودی ہوئے۔

وَالصّٰبِـُٔوْنَ وَالنَّصٰرٰى مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَعَمِلَ صَالِحًا فَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ۝٦٩

اور ستارہ پرست اور عیسائی ہو گئے ان میں سے جو بھی اللہ تعالیٰ پر اور آخرت کے دن (قیامت) پر ایمان لاے اور نیک کام کرے تو (قیامت کے دن) ان پر نہ کچھ خوف طاری ہوگا اور نہ وہ حزن وملال میں مبتلا ہوں گے۔

لَقَدْ اَخَذْنَا مِيْثَاقَ بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ

یقیناً ہم نے بنی اسرائیل سے عہد لیا تھا (کہ جو بھی رسول ان کے پاس آتے رہیں گے، ان پر ایمان لائیں گے اور ان کی رسالت کا اقرار کرینگے)

وَاَرْسَلْنَآ اِلَيْهِمْ رُسُلًا ؕ

اور ہم نے ان کی طرف رسول بھیجے۔

كُلَّمَا جَآءَهُمْ رَسُوْلٌۢ بِمَا لَا تَهْوٰٓى اَنْفُسُهُمْ ۙ

جب بھی ان کے پاس رسول آئے اور وہ تعلیم پیش کی جس کو ان کے دل نہیں چاہتے تھے۔

فَرِيْقًا كَذَّبُوْا وَفَرِيْقًا يَّقْتُلُوْنَ۝٧٠

توانہوں نے انبیاء علیہم السلام کی ایک جماعت کو جھٹلایا اور ایک جماعت کو قتل کر دیا۔

وَحَسِبُوْٓا اَلَّا تَكُوْنَ فِتْنَةٌ

اور یہ سمجھتے رہے کہ وہ (کسی عذاب الٰہی میں) مبتلا نہ کیے جائیں گے۔

فَعَمُوْا وَصَمُّوْا ثُمَّ تَابَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ

اس سے اور بھی اندھے بہرے بنے رہے۔ پھر بھی اللہ تعالیٰ نے ان پر مہربانی فرمائی (پھر رسول بھیجا)

ثُمَّ عَمُوْا وَصَمُّوْا كَثِيْرٌ مِّنْهُمْ ؕ

پھر بھی ان میں سے بہت سارے اندھے بہرے ہی بنے رہے (نتائج پر غور تک نہ کیا)

وَاللّٰهُ بَصِيْرٌۢ بِمَا يَعْمَلُوْنَ۝٧١

اور اللہ تعالیٰ ان کے سارے اعمال کو دیکھتے رہے ہیں

لَقَدْ كَفَرَ الَّذِيْنَ قَالُوْٓا اِنَّ اللّٰهَ هُوَ الْمَسِيْحُ ابْنُ مَرْيَمَ ؕ وَقَالَ الْمَسِيْحُ يٰبَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ

یقیناً وہ لوگ بھی کافر ہیں جو کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ہی مسیح ابن مریم کی شکل میں جلوگر ہیں (اور جو اس عقیدہ کو نجات کا ذریعہ سمجھتے ہیں اور لوگوں کو باور کراتے ہیں کہ عیسیٰ ابن مریم نے راز میں یہ تعلیم دی تھی)

اعْبُدُوا اللّٰهَ رَبِّيْ وَرَبَّكُمْ ؕ

حالانکہ مسیح نے یہ کہہ دیا تھا کہ اے بنی اسرائیل (اللہ تعالیٰ کی ہدایت کے مطابق) اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو جو میرا بھی رب ہے اور تمہارا بھی (مشرکانہ عقائد سے باز آو)

منزل ٢

اِنَّهٗ مَنْ يُّشْرِكْ بِاللّٰهِ	(واقعہ یہ ہے کہ) جوکوئی اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک کریگا (انبیا علیہم السلام اوراولیائے کرام کواللہ تعالیٰ کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی فرمانروائی میں شریک کارسمجھ کرمدد کیلئے پکارے گا ان کے آگے لوازم عبادت نذرومنت مانے گا۔)
فَقَدْ حَرَّمَ اللّٰهُ عَلَيْهِ الْجَنَّةَ وَمَاْوٰىهُ النَّارُ ؕ	توہرایسے شخص پراللہ تعالیٰ نے جنت حرام کردی ہے۔اوراس کا (ابدی) ٹھکانہ جہنم ہے۔
وَمَا لِلظّٰلِمِيْنَ مِنْ اَنْصَارٍ ﴿۷۲﴾	اورظالمین (مشرکین) کا کوئی حامی ومددگار نہ ہوگا۔

توضیح: مطلب یہ ہے کہ یہ لوگ اپنے جن مشرکانہ عقائد کونجات کا ذریعہ سمجھ رہے ہیں وہ جہنم میں جانے کا سبب بنے گا۔

لَقَدْ كَفَرَ الَّذِيْنَ قَالُوْٓا اِنَّ اللّٰهَ ثَالِثُ ثَلٰثَةٍ ۘ	یقیناً کافر ہیں وہ لوگ جو کہتے ہیں اللہ تین میں کا تیسرا ہے۔

وقف لازم

توضیح: یعنی اللہ عیسیٰ ابن مریم۔روح القدس (جبرئیل امین) یہ عیسائیوں کا عقیدۂ تثلیث ہے۔

منزل ۲

وَمَا مِنْ اِلٰهٍ اِلَّآ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ ؕ وَاِنْ لَّمْ يَنْتَهُوْا عَمَّا يَقُوْلُوْنَ لَيَمَسَّنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿۷۳﴾	حالانکہ اس معبود یکتا کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں اوراگر وہ ایسے (عقائد) واقوال سے باز نہ آئیں توان میں سے ایسے کافروں کودرد ناک عذاب پہنچ کررہے گا۔
اَفَلَا يَتُوْبُوْنَ اِلَى اللّٰهِ وَيَسْتَغْفِرُوْنَهٗ ؕ	توپھرکیوں یہ لوگ اللہ تعالیٰ کے آگے توبہ نہیں کرتے؟ اوراسی سے (اپنے گناہوں کی) معافی کیوں نہیں مانگتے۔
وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۷۴﴾	اوراللہ تعالیٰ توبڑے ہی بخشنے رحم فرمانے والے ہیں۔(بشرطیکہ انسان کفروشرک سے توبہ کرے)
مَا الْمَسِيْحُ ابْنُ مَرْيَمَ اِلَّا رَسُوْلٌ ۚ	مسیح ابن مریم توصرف اللہ تعالیٰ کے رسول تھے۔
قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ ؕ	ان سے پہلے بھی بہت سے رسول گزرچکے ہیں (یعنی پہلے کے رسول بھی

بشر ہی تھے) یہ بھی بشر ہیں۔ اولادِ آدم ہیں۔

وَاُمُّهٗ صِدِّيْقَةٌ ؕ كَانَا يَاْكُلٰنِ الطَّعَامَ ؕ

اوران کی ماں بہت ہی سچی (راست باز) تھیں یہ دونوں (انسان تھے) کھانا کھاتے تھے (یعنی لوازمات بشری رکھتے تھے)

اُنْظُرْ كَيْفَ نُبَيِّنُ لَهُمُ الْاٰيٰتِ

غور تو کیجئے ہم نے ان لوگوں کیلئے اپنی آیتیں کس طرح کھول کھول کر بیان کیں۔ (یعنی کتنے واضح الفاظ میں ان کے باطل عقائد کی تردید کردی۔)

ثُمَّ انْظُرْ اَنّٰى يُؤْفَكُوْنَ ﴿۷۵﴾

پھران کے حال پر غور کیجئے (اتنی واضح تفہیم کے باوجود) وہ کدھر بہکے جارہے ہیں۔

قُلْ اَتَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ

اے پیغمبر (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) ان سے کہئے کیا تم اللہ تعالیٰ کے سوا غیر اللہ کی عبادت کرتے ہو۔

مَا لَا يَمْلِكُ لَكُمْ ضَرًّا وَّلَا نَفْعًا ؕ

جو تمہیں نہ ضرر پہنچانے کا اختیار رکھتے ہیں اور نہ نفع کا اور (واقعہ یہ ہے

وَاللّٰهُ هُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ﴿۷۶﴾ منزل ۲

کہ) اللہ تعالیٰ ہی سب کچھ سننے اور جاننے والے ہیں۔

قُلْ يٰۤاَهْلَ الْكِتٰبِ لَا تَغْلُوْا فِيْ دِيْنِكُمْ غَيْرَ الْحَقِّ

کہئے اے اہل کتاب اپنے دین میں ناحق مبالغہ نہ کرو۔

وَلَا تَتَّبِعُوْۤا اَهْوَآءَ قَوْمٍ قَدْ ضَلُّوْا مِنْ قَبْلُ

اور نہ ایسے لوگوں کی خواہشات کے پیچھے چلو جو اس سے پہلے خود بھی گمراہ ہوئے۔

وَاَضَلُّوْا كَثِيْرًا وَّضَلُّوْا عَنْ سَوَآءِ السَّبِيْلِ ﴿۷۷﴾ ع ۱۰ ۱۴

اور بہتوں کو گمراہ کیا۔ اور وہ خود بھی سیدھی راہ سے بھٹکے رہے۔

لُعِنَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْۢ بَنِيْۤ اِسْرَآءِيْلَ عَلٰى لِسَانِ دَاوٗدَ وَعِيْسَى ابْنِ مَرْيَمَ ؕ

بنی اسرائیل میں سے جو لوگ کافر ہوئے ان پر داؤدؑ اور عیسیٰؑ ابن مریم کی زبان سے لعنت کی گئی۔

ذٰلِكَ بِمَا عَصَوْا وَّكَانُوْا يَعْتَدُوْنَ ﴿۷۸﴾

اس وجہ سے کہ انہوں نے نافرمانی کی اور حدود الٰہی سے تجاوز کر گئے۔

كَانُوْا لَا يَتَنَاهَوْنَ عَنْ مُّنْكَرٍ فَعَلُوْهُ ؕ

وہ لوگوں کو برے کاموں سے روکتے بھی نہ تھے اور خود بھی ان کے مرتکب ہوتے تھے۔

لَبِئْسَ مَا كَانُوْا يَفْعَلُوْنَ ۝٧٩

کیا ہی بری روش تھی جس پر وہ چل رہے تھے۔

تَرٰى كَثِيْرًا مِّنْهُمْ يَتَوَلَّوْنَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ؕ

ان میں اکثر لوگوں کو آپؐ دیکھتے ہیں کہ وہ (اہل ایمان کو چھوڑ کر) کافروں کو دوست بناتے ہیں۔

لَبِئْسَ مَا قَدَّمَتْ لَهُمْ اَنْفُسُهُمْ

اپنی ذات کے لیے انہوں نے کیا ہی برا سامان اپنے آگے بھیجا (یعنی حیات بعد الموت کے لیے انہوں نے کیا ہی بری تیاری کی)

اَنْ سَخِطَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ وَفِي الْعَذَابِ هُمْ خٰلِدُوْنَ ۝٨٠

کہ اللہ تعالیٰ ان سے ناراض ہو گئے اور وہ ہمیشہ ہمیشہ کے لیے مبتلائے عذاب کر دیئے گئے۔

وَلَوْ كَانُوْا يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالنَّبِيِّ وَمَآ اُنْزِلَ اِلَيْهِ

اور اگر وہ اللہ تعالیٰ اور نبی پر اور جو کتاب نبی پر اتاری گئی ہے اس پر ایمان لاتے (یعنی یقین رکھتے)

مَا اتَّخَذُوْهُمْ اَوْلِيَآءَ وَلٰكِنَّ كَثِيْرًا مِّنْهُمْ فٰسِقُوْنَ ۝٨١

اور ان (کافروں) کو دوست نہ بناتے (تو ان کے لیے بہتر ہوتا) لیکن ان میں اکثر فاسق ہی ہیں۔

لَتَجِدَنَّ اَشَدَّ النَّاسِ عَدَاوَةً لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوا الْيَهُوْدَ وَالَّذِيْنَ اَشْرَكُوْا ۚ

(محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اہل ایمان کے ساتھ سب سے زیادہ دشمنی کرنے والوں میں آپؐ یہود اور مشرکین کو پاؤ گے۔

وَلَتَجِدَنَّ اَقْرَبَهُمْ مَّوَدَّةً لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوا الَّذِيْنَ قَالُوْٓا اِنَّا نَصٰرٰى ؕ

اور دوستی کے لحاظ سے اہل ایمان سے قریب تر ان لوگوں کو پاؤ گے جو اپنے کو نصاریٰ کہتے ہیں۔

ذٰلِكَ بِاَنَّ مِنْهُمْ قِسِّيْسِيْنَ وَرُهْبَانًا

یہ اس لیے کہ ان میں عالم بھی ہیں اور عابد بھی۔

وَّاَنَّهُمْ لَا يَسْتَكْبِرُوْنَ ۝٨٢

اور وہ تکبر نہیں کرتے۔

توضیح: علماء نے کہا کہ نصاریٰ سے مراد نجاشی بادشاہ حبش اور اس کے ساتھی ہیں۔ حضرت جعفر طیار سے جب انہوں نے قرآن سنا تو ان کے دل نرم پڑ گئے اور ساتھ ہی وہ مسلمان ہو گئے۔

منزل ٢

وَاِذَا سَمِعُوْا مَآ اُنْزِلَ اِلَى الرَّسُوْلِ
اور جب وہ اس کلام کو سنتے ہیں جو رسول اللہ ﷺ پر نازل ہوا۔

تَرٰۤى اَعْيُنَهُمْ تَفِيْضُ مِنَ الدَّمْعِ مِمَّا عَرَفُوْا مِنَ الْحَقِّ ۚ
(تو) تم دیکھتے ہو کہ حق کو پہچان لینے کی وجہ ان کی آنکھوں سے آنسو رواں ہیں۔

يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَآ اٰمَنَّا فَاكْتُبْنَا مَعَ الشّٰهِدِيْنَ ﴿۸۳﴾
وہ کہتے ہیں اے ہمارے رب ہم ایمان لائے۔ لہٰذا ہمیں حق کی گواہی دینے والوں میں شمار فرمالیجئے۔

وَمَا لَنَا لَا نُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَمَا جَآءَنَا مِنَ الْحَقِّ ۙ
اور (کہتے ہیں) جب حق بات ہمارے پاس آچکی تو پھر کوئی وجہ نہیں کہ ہم ایمان نہ لائیں۔

توضیح: حبشہ کے لوگوں نے نجاشی اور اس کے ساتھ ایمان لانے والوں پر طعن کیا کہ بغیر دیکھے ایمان لائے تو انہوں نے جواب میں یہ بات کہی وَمَا لَنَا لَا نُؤْمِنُ بِاللّٰهِ (موضح القرآن)

وَنَطْمَعُ اَنْ يُّدْخِلَنَا رَبُّنَا مَعَ الْقَوْمِ الصّٰلِحِيْنَ ﴿۸۴﴾
اور ہم امید رکھتے ہیں کہ ہمارا رب ہمیں نیک بندوں کے ساتھ (جنت میں) داخل فرمادے گا۔

فَاَثَابَهُمُ اللّٰهُ بِمَا قَالُوْا جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ؕ
اس اقرار (حق) کے بدلے اللہ تعالیٰ انھیں ایسی جنت میں داخل کریں گے جس کے نیچے نہریں بہتی ہونگی جس میں وہ ہمیشہ رہیں گے۔

وَذٰلِكَ جَزَآءُ الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۸۵﴾
اور یہی جزاء ہے (ایمان لانے والے) نیکوکاروں کی۔

وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَكَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَآ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ الْجَحِيْمِ ﴿۸۶﴾
اور جن لوگوں نے حق کا انکار کیا اور ہمارے احکام جھٹلائے وہ سب دوزخی ہیں۔

ع ۱۱

توضیح: مکہ میں جب کافروں نے مسلمانوں پر ظلم کیا تو حضرت محمد ﷺ نے اجازت دی کہ وہ کسی اور ملک میں جارہیں۔ قریب اسی (۸۰) مسلمان بعض تنہا اور بعض اہل وعیال سمیت ملک حبشہ ہجرت کر گئے۔ پھر مکہ کے کافروں نے وہاں کے بادشاہ کو بہکایا کہ اس قوم کو اپنے ملک میں نہ رہنے دیں اس لئے کہ یہ عیسیٰ علیہ السلام کو غلام کہتے ہیں۔ تب بادشاہ نے مسلمانوں کو بلوایا اور قرآن پڑھوا کر سنا۔ اس کے علماء بہت روئے اور کہا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی زبان سے ہم نے ایسا ہی سنا ہے اور ہمیں خبر دی ہے کہ ان کے بعد قیامت سے پہلے اک اور نبی آئیں گے۔ وہ بیشک یہی نبی ہیں۔ بعد میں وہ بادشاہ حبشہ مسلمان ہوا۔ ان کے حق میں یہ آیتیں نازل ہوئیں۔ (موضح القرآن)

نوٹ: جو لوگ تارک الدنیا ہو کر نفس کشی اور رہبانیت کو بڑی نیکی سمجھتے تھے۔ اندیشہ تھا کہ ان کی دیکھا دیکھی مسلمان بھی ایسا

ہی کرنے لگیں۔ لہٰذا حکم دیا گیا۔

یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تُحَرِّمُوْا طَیِّبٰتِ مَآ اَحَلَّ اللّٰهُ لَكُمْ	اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو۔ اللہ تعالیٰ نے جو لذیذ مرغوب غذائیں تمہارے لئے حلال کردی ہیں ان کو اپنے پر حرام مت کرلو

توضیح: حلال چیزوں کو کسی وجہ سے بھی ترک کردینا گویا انھیں حرام کرلینا ہے۔ سوائے اس کے کہ کسی مرض کی وجہ سے ایسا کیا گیا ہو۔

وَلَا تَعْتَدُوْا ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا یُحِبُّ الْمُعْتَدِیْنَ ﴿۸۷﴾	اور حدود شرعیہ سے آگے نہ بڑھو۔ یقیناً حد سے گزرنے والوں کو اللہ پسند نہیں فرماتے (اللہ تعالیٰ کی حلال کی ہوئی شئے کو نہ تو حرام قرار دو اور نہ اللہ تعالیٰ کی حرام کی ہوئی چیز کو اپنے پر حلال کرلو)
وَكُلُوْا مِمَّا رَزَقَكُمُ اللّٰهُ حَلٰلًا طَیِّبًا ۪	اور اللہ تعالیٰ نے جن پاکیزہ و حلال چیزوں کو تمہارا رزق بنایا ہے کھاؤ۔
وَّاتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِیْٓ اَنْتُمْ بِهٖ مُؤْمِنُوْنَ ﴿۸۸﴾	اور اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو جس پر تم ایمان لائے ہو (معصیت سے بچنا ہی تقویٰ ہے۔)
لَا یُؤَاخِذُكُمُ اللّٰهُ بِاللَّغْوِ فِیْٓ اَیْمَانِكُمْ	اللہ تعالیٰ ایسی قسموں پر کوئی مواخذہ نہیں فرماتے جو (بول چال میں) بلاقصد تمہاری زبان سے نکل جاویں۔ منزل ۲
وَلٰكِنْ یُّؤَاخِذُكُمْ بِمَا عَقَّدْتُّمُ الْاَیْمَانَ ۚ	مگر جو قسمیں تم جان بوجھ کر کھاتے ہو ان پر اللہ تعالیٰ ضرور مواخذہ کریں گے (ایسی قسمیں توڑ دینی چاہئیں)
فَكَفَّارَتُهٗٓ اِطْعَامُ عَشَرَةِ مَسٰكِیْنَ	اور اس طرح قسم کو توڑنے کا کفارہ دس مسکینوں کو کھانا کھلانا ہے۔
مِنْ اَوْسَطِ مَا تُطْعِمُوْنَ اَهْلِیْكُمْ	اوسط قسم کا کھانا جو تم اپنے اہل وعیال کو کھلاتے ہو۔
اَوْ كِسْوَتُهُمْ اَوْ تَحْرِیْرُ رَقَبَةٍ ؕ	یا انھیں (اوسط قسم کے) کپڑے پہنا دو یا غلام آزاد کرو
فَمَنْ لَّمْ یَجِدْ فَصِیَامُ ثَلٰثَةِ اَیَّامٍ ؕ	لہٰذا جس کسی میں (ان تینوں باتوں کی) استطاعت نہ ہو تو تین روزے رکھے۔
ذٰلِكَ كَفَّارَةُ اَیْمَانِكُمْ اِذَا حَلَفْتُمْ ؕ	یہ تمہاری قسموں کا کفارہ ہے (مطلب یہ ہے کہ تم نے اگر حلال چیزیں نہ کھانے کی قسم کھائی ہے تو اس کو توڑ دو اور کفارہ ادا کردو۔)
وَاحْفَظُوْٓا اَیْمَانَكُمْ ؕ	اپنی قسموں کو پورا کرو (یعنی ایسی باتوں کی قسمیں نہ کھایا کرو جن پر تم عمل نہ کرسکو یا گناہ کرنے یا نیک کام نہ کرنے کی قسم نہ کھایا کرو۔)

كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمْ اٰيٰتِهٖ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ﴿٨٩﴾
اس طرح اللہ تعالیٰ نے تمہارے (فائدے کے) لئے اپنے احکام صاف صاف بیان کردیئے ہیں تاکہ تم شکر گزار بندے بنے رہو۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَيْسِرُ وَالْاَنْصَابُ وَالْاَزْلَامُ رِجْسٌ مِّنْ عَمَلِ الشَّيْطٰنِ
اے ایمان والو یقیناً شراب اور جوا اور استھان (پتھر سے تراشی ہوئی مورتیں یا بزرگوں کے نام کی قبریں، درگاہیں، چلّے وغیرہ کی تعظیم یہ سب انصاف کی تعریف میں آتے ہیں) اور فال نکالنے کے تیر (یہ سب) گندے اور شیطانی کام ہیں۔

فَاجْتَنِبُوْهُ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ﴿٩٠﴾
لہٰذا ان چیزوں سے بچتے رہو (یہ تعلیم تم کو اس لئے دی جاتی ہے) تاکہ تم فلاح پاؤ۔

اِنَّمَا يُرِيْدُ الشَّيْطٰنُ اَنْ يُّوْقِعَ بَيْنَكُمُ الْعَدَاوَةَ وَالْبَغْضَآءَ فِي الْخَمْرِ وَالْمَيْسِرِ
یقیناً شیطان تو یہ چاہتا ہے کہ جوے اور شراب کے ذریعہ تمہارے درمیان بغض اور دشمنی پیدا کردے۔

وَيَصُدَّكُمْ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ وَعَنِ الصَّلٰوةِ ۚ
اور تمہیں ذکر اللہ اور نماز سے غافل کردے۔

منزل ٢

توضیح: یہاں ذکر اللہ سے مراد ایک دوسرے کے حقوق و واجبات کی ادائی ہے۔

فَهَلْ اَنْتُمْ مُّنْتَهُوْنَ ﴿٩١﴾
کیا تم ان کاموں سے باز نہ آؤ گے؟

وَاَطِيْعُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ وَاحْذَرُوْا ۚ
اور اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرو اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کرو اور (اطاعت نہ کرنے کے انجام بد سے) ڈرتے رہو۔

فَاِنْ تَوَلَّيْتُمْ فَاعْلَمُوْٓا اَنَّمَا عَلٰى رَسُوْلِنَا الْبَلٰغُ الْمُبِيْنُ ﴿٩٢﴾
پھر اگر تم احکام الٰہی سے روگردانی کروگے تو جان لو کہ ہمارے رسولؐ کے ذمہ صرف واضح طور پر احکام پہنچا دینا ہے (یہ سمجھ کر کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بخشوائیں گے، خبردار کسی حکم کی خلاف ورزی نہ کرنا)

لَيْسَ عَلَى الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ جُنَاحٌ فِيْمَا طَعِمُوْٓا
جو ایمان لائے اور نیک کام کرتے رہے ان پر ان چیزوں کا کوئی گناہ نہیں جو وہ (سابق میں) کھاچکے یا استعمال کرچکے (یعنی جنہوں نے امتناعی احکام سے پہلے جوے کا پیسہ کھالیا تھا)

اِذَا مَا اتَّقَوْا وَّاٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ ثُمَّ اتَّقَوْا وَّاٰمَنُوْا ثُمَّ اتَّقَوْا وَّاَحْسَنُوْا ؕ	بشرطیکہ وہ آئندہ (ان چیزوں سے) بچتے رہیں اور ایمان پر جمے رہیں اور نیک رویہ اختیار کریں۔ پھر (جن باتوں سے روکا گیا) ان سے پرہیز کریں (اور جو حکم الٰہی آئے اس کو بہ سروچشم) مان لیں پھر اللہ تعالیٰ سے ڈرتے اور نیک کام کرتے رہیں۔
وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۹۳﴾	اور اللہ تعالیٰ نیک لوگوں کو محبوب رکھتے ہیں (یعنی پسند فرماتے ہیں)
يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَيَبْلُوَنَّكُمُ اللّٰهُ بِشَىْءٍ مِّنَ الصَّيْدِ تَنَالُهٗۤ اَيْدِيْكُمْ وَرِمَاحُكُمْ	(حالت احرام میں شکار کرنے کی ممانعت ہے اسلئے حکم دیا گیا ہے) اے ایمان والو۔ اللہ تعالیٰ شکار سے تمہاری قدرے آزمائش کرتے رہیں گے جن تک تمہارے ہاتھ اور نیزے پہنچ سکیں گے (یعنی اللہ تعالیٰ شکار کو تمہارے قابو میں اور تمہارے نیزوں کی زد میں لاکر تمہارا امتحان کرینگے)
لِيَعْلَمَ اللّٰهُ مَنْ يَّخَافُهٗ بِالْغَيْبِ ۚ	تا کہ اللہ تعالیٰ عملاً بھی آزمائش کرلیں کہ کون (اللہ تعالیٰ سے) غائبانہ ڈرتا ہے۔
فَمَنِ اعْتَدٰى بَعْدَ ذٰلِكَ	پھر اس کے بعد جو کوئی (احکام الٰہی سے) تجاوز کرے گا، (یعنی اللہ تعالیٰ سے بے خوف ہوکر شکار کے موقع سے فائدہ اٹھائیگا)
فَلَهٗ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿۹۴﴾	تو اس کے لئے دردناک عذاب ہے (یعنی جہنم کی آگ میں جلتا رہیگا)
يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَقْتُلُوا الصَّيْدَ وَاَنْتُمْ حُرُمٌ ؕ	اے ایمان والو حالت احرام میں شکار نہ کرو (اگرچیکہ شکار کتنا ہی تم سے قریب اور تمہاری زد میں آجائے)
وَمَنْ قَتَلَهٗ مِنْكُمْ مُّتَعَمِّدًا	اور تم میں جو کوئی عمداً اس حالت میں شکار کرے
فَجَزَآءٌ مِّثْلُ مَا قَتَلَ مِنَ النَّعَمِ	تو اس کے بدلے اس شکار کا ہم قیمت کوئی مویشی نذر دے۔
يَحْكُمُ بِهٖ ذَوَا عَدْلٍ مِّنْكُمْ	جانور کی قیمت کا تعین (اور روزوں کا تعین) تم میں سے دو عادل کرینگے۔
هَدْيًاۢ بٰلِغَ الْكَعْبَةِ اَوْ كَفَّارَةٌ طَعَامُ مَسٰكِيْنَ	کفارہ کا جانور (قربانی کے لئے) کعبۃ اللہ بھیجا جائے گا یا (اس گناہ کے) کفارہ میں مسکینوں کو کھانا کھلایا جائے گا۔
اَوْ عَدْلُ ذٰلِكَ صِيَامًا لِّيَذُوْقَ وَبَالَ اَمْرِهٖ ؕ	یا اس کے بدلے روزے رکھنے ہوں گے تا کہ اپنے کئے کی سزا بھگت لے۔

ع ۱۲ / ۲

منزل ۲

عَفَا اللّٰهُ عَمَّا سَلَفَ ؕ وَمَنْ عَادَ	اس حکم سے پہلے جو غلطی ہوئی اللہ تعالیٰ نے اس کو معاف کر دیا
فَيَنْتَقِمُ اللّٰهُ مِنْهُ ؕ	اور آئندہ جو کوئی اس کا اعادہ کرے گا تو اللہ تعالیٰ اس سے انتقام لینگے۔
وَاللّٰهُ عَزِيْزٌ ذُو انْتِقَامٍ ﴿۹۵﴾	اور اللہ تعالیٰ زبردست انتقام لینے والے ہیں۔
اُحِلَّ لَكُمْ صَيْدُ الْبَحْرِ وَطَعَامُهٗ	تمہارے لئے سمندر کا شکار اور اس کا کھانا (حالت احرام میں بھی) حلال کر دیا گیا ہے۔
مَتَاعًا لَّكُمْ وَلِلسَّيَّارَةِ ۚ	تمہارے اور مسافروں کے فائدے کے لئے (چاہے تم اس کو حالت سفر میں کھاؤ یا مقیم رہ کر یا قافلہ کے لئے اس کو توشہ بناؤ)
وَحُرِّمَ عَلَيْكُمْ صَيْدُ الْبَرِّ مَا دُمْتُمْ حُرُمًا ؕ	اور تم پر خشکی کا شکار حرام ہے جب تک کہ تم حالت احرام میں ہو۔
وَاتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِيْٓ اِلَيْهِ تُحْشَرُوْنَ ﴿۹۶﴾	اور اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو جس کے سامنے تم (محاسبہ اعمال کے لئے) حاضر کئے جاؤ گے۔
جَعَلَ اللّٰهُ الْكَعْبَةَ الْبَيْتَ الْحَرَامَ قِيٰمًا لِّلنَّاسِ وَالشَّهْرَ الْحَرَامَ وَالْهَدْيَ وَالْقَلَآئِدَ ؕ	اللہ تعالیٰ نے قابل احترام مکان کعبۃ اللہ کو لوگوں کی جان و مال کے تحفظ کا ذریعہ بنایا۔ اور حرمت کے مہینوں اور قربانی کے جانوروں کو بھی (قتل وغارت گری کے انسداد کا ذریعہ بنایا)
ذٰلِكَ لِتَعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ	یہ اس (بات کا یقین دلانے کے) لئے کہ تم جان لو کہ جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے اس کو اللہ تعالیٰ (اچھی طرح) جانتے ہیں۔

منزل ۲

توضیح: ایک ایسا ملک جہاں کوئی منظم حکومت نہ ہو اور جہاں کے لوگ قبائلی زندگی بسر کرتے ہوں۔ قتل وغارت گری کے عادی ہوں، وہاں لوگوں کی جان و مال کے تحفظ کے لئے اللہ تعالیٰ نے حدودِ حرم میں ہمیشہ ہمیشہ کے لئے اور حرمت کے مہینوں میں جدال وقتال لوٹ وغارت گری کو حرام فرما کر امن قائم فرمایا۔

وَاَنَّ اللّٰهَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ﴿۹۷﴾	اور یقیناً اللہ تعالیٰ ہر چیز کو جانتے ہیں (یعنی جان و مال کے تحفظ اور امن وامان کے بہتر سے بہتر طریقوں سے بخوبی واقف ہیں۔
اِعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ	(اچھی طرح) جان لو کہ اللہ تعالیٰ سخت سزا دینے والے ہیں۔ (خلاف ورزی کے انجام سے بچ نہ سکو گے)

وَاَنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿٩٨﴾	اور (اگر سہواً ہوجائے تو) اللہ تعالیٰ بڑے ہی بخشنے والے رحم فرمانیوالے ہیں
مَا عَلَى الرَّسُوْلِ اِلَّا الْبَلٰغُ ؕ	رسول کے ذمہ توصرف احکام پہنچادینا ہے۔
وَاللّٰهُ يَعْلَمُ مَا تُبْدُوْنَ وَمَا تَكْتُمُوْنَ ﴿٩٩﴾	اور اللہ تعالیٰ جانتے ہی ہیں جو کچھ تم ظاہر کرتے ہو اور جو کچھ چھپاتے ہو (یعنی یہ جانتے ہیں کہ اس تعلیم کے بعد تم نے اس کی کتنی قدر کی اور کس قدر ناقدری)
قُلْ لَّا يَسْتَوِى الْخَبِيْثُ وَالطَّيِّبُ	(اے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کہئے پاک اور ناپاک چیزیں برابر نہیں ہوتیں۔
وَلَوْ اَعْجَبَكَ كَثْرَةُ الْخَبِيْثِ ۚ	اگر چہ کہ ناپاک چیزوں کی کثرت تمہیں بھلی ہی کیوں نہ لگے۔

توضیح: گندگی اور پاکیزگی کا وزن اور قیمت ایک دوسرے کی زیادتی کی وجہ نہیں ہے۔ پاکیزگی اگر کم سے کم بھی ہو تو اپنی پاکیزگی کی وجہ نہایت ہی بیش بہا چیز ہے اور گندگی کتنی ہی زیادہ ہو اس کا نہ تو کوئی وزن ہے اور نہ کوئی قیمت۔لہٰذا برائی کی کثرت دیکھ کر مرعوب ومتاثر نہ ہونا چاہئے۔

فَاتَّقُوا اللّٰهَ يٰۤاُولِى الْاَلْبَابِ	اے عقلمندو (عقل سے کام لو) اللہ تعالیٰ ہی سے ڈرو (یعنی اللہ تعالیٰ کے احکام کی خلاف ورزی کے انجام سے ڈرتے رہو۔)
لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ﴿١٠٠﴾	(یہ تعلیم تم کواسلئے دی گئی ہے) تا کہ تم (آخرت کی) کامیابی حاصل کرسکو۔
يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَسْـَٔلُوْا عَنْ اَشْيَآءَ اِنْ تُبْدَ لَكُمْ تَسُؤْكُمْ ۚ	اے ایمان والوایسی چیزوں کے بارے میں سوالات نہ کیا کرو کہ اگران کی حقیقت تم پر ظاہر کردی جائے تو تمہیں برا لگے۔
وَاِنْ تَسْـَٔلُوْا عَنْهَا حِيْنَ يُنَزَّلُ الْقُرْاٰنُ تُبْدَ لَكُمْ ؕ	اگر نزول قرآن کے وقت پوچھوگے تو وہ تمہیں بتادی جائیں گی۔
عَفَا اللّٰهُ عَنْهَا ؕ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ حَلِيْمٌ ﴿١٠١﴾	اللہ تعالیٰ نے ایسی باتوں سے درگزر فرمایا۔ اللہ تعالیٰ بڑے ہی بخشنے والے حلیم الطبع ہیں۔
قَدْ سَاَلَهَا قَوْمٌ مِّنْ قَبْلِكُمْ ثُمَّ اَصْبَحُوْا بِهَا كٰفِرِيْنَ ﴿١٠٢﴾	اسطرح کی باتیں تم سے پہلے والوں نے بھی پوچھی تھیں (جب وہ انھیں بتادی گئیں) تو انہوں نے اس کی صحت کا انکار کردیا۔ (مثلاً کسی نے سوال کیا کہ میرا باپ کون ہے جواب آیا کہ جن کو تم اپنا باپ سمجھ رہے ہو، وہ تمہارا باپ نہیں ہے۔ بلکہ تم کسی اور کی نسل سے ہو۔ صحیح جواب ملنے پر

مَا جَعَلَ اللّٰهُ مِنْۢ بَحِيْرَةٍ
انکار کر دیا) اللہ تعالیٰ نے بحیرہ کو حرام نہیں کیا (بحیرہ وہ اونٹنی جو بتوں کے نذر کی جاتی تھی اس کے کان پھاڑ کر چھوڑ دیتے تھے تا کہ کوئی اس کا دودھ دوہ نہ سکے۔)

وَّلَا سَآئِبَةٍ وَّلَا وَصِيْلَةٍ وَّلَا حَامٍ ۙ
اور نہ سائبہ نہ وصیلہ نہ حام کو (حرام قرار دیا)

توضیح: سائبہ وہ جانور جو بتوں کے نام پر چھوڑ دئے جاتے جن سے کوئی کام نہ لیتے تھے جیسے آج بھی سانڈ چھوڑے جاتے ہیں۔

وصیلہ: وہ اونٹنی جو پہلے اور آخر دو مادہ بچے دے۔

حام: وہ اونٹ جس کی نسل سے چند بچے لے کر سواری وغیرہ کا کام ترک کر دیتے تھے۔

وَّلٰكِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا يَفْتَرُوْنَ عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ ؕ
لیکن اہل کفر اللہ تعالیٰ پر جھوٹی باتیں افترا کرتے ہیں۔ (یعنی ان کی حرمت کو اللہ تعالیٰ کی طرف منسوب کرتے ہیں۔)

توضیح: ہر زمانے میں جہلا کا یہ طریقہ رہا اور اب بھی ہے۔ گائے، بیل، بکرے، مرغ کسی بت قبر یا دیو یا پیر کے نام پر چھوڑتے ہیں۔ ان سے کوئی خدمت لینا ان کو مارنا یا ذبح کرنا حرام سمجھتے ہیں۔ اس طرح اہلِ عرب بھی مختلف طریقوں سے جانور چھوڑا کرتے تھے۔ منزل ۲

وَاَكْثَرُهُمْ لَا يَعْقِلُوْنَ ۝۱۰۳
اور ان میں اکثر سمجھ بوجھ سے کام نہیں لیتے (اپنے بڑوں کی دیکھا دیکھی ایسی جاہلانہ باتیں کہتے ہیں)

وَاِذَا قِيْلَ لَهُمْ تَعَالَوْا اِلٰى مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ وَاِلَى الرَّسُوْلِ
اور جب ان سے کہا جاتا ہے کہ اس تعلیم کی طرف آؤ جو اللہ تعالیٰ نے نازل کی ہے اور جو تعلیم رسول دے رہے ہیں۔

قَالُوْا حَسْبُنَا مَا وَجَدْنَا عَلَيْهِ اٰبَآءَنَا ؕ
تو کہتے ہمارے لئے وہی طریقہ (عبادت) کافی ہے۔ جس پر ہم نے اپنے باپ دادا کو (کرتے ہوئے) پایا ہے۔

اَوَلَوْ كَانَ اٰبَآؤُهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ شَيْـًٔا وَّلَا يَهْتَدُوْنَ ۝۱۰۴
اگرچہ کہ ان کے باپ دادا کچھ جانتے ہی نہ ہوں اور نہ سیدھی راہ پر ہوں۔ (اس کے باوجود انھیں کے غلط طریقہ پر چلنا چاہتے ہیں)

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا عَلَيْكُمْ اَنْفُسَكُمْ ۚ
اے ایمان والو تم پر تمہارے اپنے نفس کا حق ہے۔ (تو پہلے اپنے عقائد کی اصلاح کر لو اور گناہوں سے بچو)

لَا يَضُرُّكُمْ مَّنْ ضَلَّ اِذَا اهْتَدَيْتُمْ ؕ
اگر تم ہدایت پر قائم رہو تو کوئی گمراہ شخص تمہارا کچھ نہیں بگاڑ سکتا۔

إِلَى اللّٰهِ مَرْجِعُكُمْ جَمِيْعًا

تم سب کو محاسبہ اعمال کیلئے اللہ تعالیٰ ہی کے سامنے لوٹ کر جانا ہے۔

فَيُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿١٠٥﴾

پھر وہ تم کو تمہارے ان سب اعمال سے آگاہ کر دے گا جنہیں تم (دنیا میں) کیا کرتے تھے۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا شَهَادَةُ بَيْنِكُمْ اِذَا حَضَرَ اَحَدَكُمُ الْمَوْتُ حِيْنَ الْوَصِيَّةِ اثْنٰنِ ذَوَا عَدْلٍ مِّنْكُمْ

اے ایمان والو جب تم میں سے کسی کی موت کا وقت آجائے تو وصیت کے وقت تم (مسلمانوں) میں سے دو انصاف پسند قابل اعتبار گواہ لو۔

اَوْ اٰخَرٰنِ مِنْ غَيْرِكُمْ اِنْ اَنْتُمْ ضَرَبْتُمْ فِى الْاَرْضِ

یا (مسلمان نہ ملیں تو) غیر مسلم میں سے دو گواہ کر لو اگر تم سفر کی حالت میں ہو۔

فَاَصَابَتْكُمْ مُّصِيْبَةُ الْمَوْتِ ط

پھر تم پر موت کی مصیبت طاری ہو۔

تَحْبِسُوْنَهُمَا مِنْۢ بَعْدِ الصَّلٰوةِ

تو نماز کے بعد ان گواہوں کو روک رکھو۔

فَيُقْسِمٰنِ بِاللّٰهِ اِنِ ارْتَبْتُمْ لَا نَشْتَرِىْ بِهٖ ثَمَنًا وَّلَوْ كَانَ ذَا قُرْبٰى لا

اگر تم کو ان گواہوں کی نسبت کچھ شک ہو تو وہ دونوں اللہ تعالیٰ کی قسمیں کھائیں کہ وہ (کسی دنیاوی مفاد کے لئے) غلط شہادت نہیں دیں گے۔ اگرچہ ان کا قریبی رشتہ دار ہی کیوں نہ ہو۔

وَلَا نَكْتُمُ شَهَادَةَ لا اللّٰهِ

اور اللہ تعالیٰ کی (خوشنودی کی خاطر) شہادت کو نہ چھپائیں گے (صحیح صحیح گواہی دیں گے) ورنہ

اِنَّآ اِذًا لَّمِنَ الْاٰثِمِيْنَ ﴿١٠٦﴾

اس صورت میں ہم بڑے ہی گنہگار ہوں گے۔

فَاِنْ عُثِرَ عَلٰٓى اَنَّهُمَا اسْتَحَقَّآ اِثْمًا

پھر اگر پتہ چل جائے کہ ان دونوں نے اپنے آپ کو گناہ میں ملوث کیا ہے (یعنی غلط گواہی دی ہے)

فَاٰخَرٰنِ يَقُوْمٰنِ مَقَامَهُمَا مِنَ الَّذِيْنَ اسْتَحَقَّ عَلَيْهِمُ الْاَوْلَيٰنِ

تو دو اور گواہ ان کی جگہ کھڑے ہو جائیں (جنہوں نے ان کا حق مارنا چاہا تھا) جو (میت سے) قرابت قریبہ رکھتے ہوں۔

فَيُقْسِمٰنِ بِاللّٰهِ لَشَهَادَتُنَآ اَحَقُّ مِنْ شَهَادَتِهِمَا وَمَا اعْتَدَيْنَآ صلے

پھر وہ اللہ تعالیٰ کی قسم کھا کر کہیں کہ ہماری شہادت ان کی شہادت سے زیادہ صحیح ہے اور ہم نے (اپنی گواہی میں) کوئی زیادتی نہیں کی (یعنی کوئی غلط بات نہیں کہی) ورنہ

اِنَّآ اِذًا لَّمِنَ الظّٰلِمِيْنَ ۝۱۰۷
ہم ظالموں میں سے ہوجائیں گے۔

ذٰلِكَ اَدْنٰٓى اَنْ يَّاْتُوْا بِالشَّهَادَةِ عَلٰى وَجْهِهَآ
اس طریقہ سے بہت ممکن ہے کہ وہ صحیح صحیح شہادت دینے پر مجبور ہوجائیں۔

اَوْ يَخَافُوْٓا اَنْ تُرَدَّ اَيْمَانٌۢ بَعْدَ اَيْمَانِهِمْ ؕ
یا اس بات سے خوف کھائیں کہ ہماری قسمیں ان کی قسموں کے بعد رد کر دی جائیں گی۔

وَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاسْمَعُوْا ؕ
اللہ سے ڈرو (اور جو بھی حکم دیا جائے بہ عزم اطاعت) غور سے سنو۔

وَاللّٰهُ لَا يَهْدِى الْقَوْمَ الْفٰسِقِيْنَ ۝۱۰۸ ع
اور (واقعہ ہیکہ) اللہ تعالیٰ نافرمانوں کو اصلاح حال کی توفیق نہیں دیتے۔

يَوْمَ يَجْمَعُ اللّٰهُ الرُّسُلَ فَيَقُوْلُ مَاذَآ اُجِبْتُمْ ؕ
وہ دن یاد رکھنے کے قابل ہے جس دن اللہ تعالیٰ تمام رسولوں کو جمع کریں گے پھر ان سے پوچھیں گے تمہیں اپنی دعوت کا کیا جواب ملا تھا۔

قَالُوْا لَا عِلْمَ لَنَا ؕ
وہ عرض کریں گے (باطن کا حال) ہم نہیں جانتے۔

اِنَّكَ اَنْتَ عَلَّامُ الْغُيُوْبِ ۝۱۰۹
یقیناً آپ ہی غیب کی باتوں کے جاننے والے ہیں۔ (ان کے دلوں کا حال)

منزل ۲

اِذْ قَالَ اللّٰهُ يٰعِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ اذْكُرْ نِعْمَتِيْ عَلَيْكَ وَعَلٰى وَالِدَتِكَ ۘ
(وہ مکالمہ بھی قابل ذکر ہے) جب کہ اللہ تعالیٰ (قیامت میں) عیسیٰ علیہ السلام سے کہیں گے۔ اے عیسیٰ ابن مریم میرے ان احسانات کو یاد کرو جو میں نے تم پر اور تمہاری والدہ پر کئے۔

وقف لازم

اِذْ اَيَّدْتُّكَ بِرُوْحِ الْقُدُسِ ۣ
جب کہ میں نے جبرئیل سے تمہاری مدد کی۔

تُكَلِّمُ النَّاسَ فِى الْمَهْدِ وَكَهْلًا ۚ
تم زمانہ شیرخوارگی میں اور بڑی عمر کو پہنچ کر لوگوں سے باتیں کیا کرتے تھے (کہ میں اللہ ہی کا بندہ اور اس کا رسول ہوں اللہ نے مجھے کتاب دی ہے۔ لہٰذا اللہ ہی کی عبادت کرو جو میرا بھی رب ہے اور تمہارا بھی)

وَاِذْ عَلَّمْتُكَ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَالتَّوْرٰىةَ وَالْاِنْجِيْلَ ۚ
اور اس وقت میں نے تم کو کتاب کا علم سکھایا دانائی بخشی توریت و انجیل کی تعلیم دی۔

وَاِذْ تَخْلُقُ مِنَ الطِّيْنِ كَهَيْـَٔةِ الطَّيْرِ بِاِذْنِىْ
اور جب تم مٹی سے پرندوں کی شکلیں میرے حکم سے بناتے تھے۔

فَتَنْفُخُ فِيْهَا فَتَكُوْنُ طَيْرًا بِاِذْنِيْ	پھر تم اس میں پھونک مارتے تو وہ میرے حکم سے (پرندہ ہوکر) اڑنے لگتا۔
وَتُبْرِئُ الْاَكْمَهَ وَالْاَبْرَصَ بِاِذْنِيْ ۚ	اور تم مادر زاد اندھے اور برص کے مریض کو میرے حکم سے بھلا چنگا کئے دیتے تھے۔
وَاِذْ تُخْرِجُ الْمَوْتٰى بِاِذْنِيْ ۚ	اور جب تم میرے حکم سے مردہ کو زندہ کرتے تھے۔
وَاِذْ كَفَفْتُ بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ عَنْكَ	اور جبکہ میں نے بنی اسرائیل کی دست درازیوں سے تمہیں بچائے رکھا۔
اِذْ جِئْتَهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ	جب تم ان کے پاس (واضح) نشانیوں کے ساتھ آئے۔
فَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْهُمْ اِنْ هٰذَآ اِلَّا سِحْرٌ مُّبِيْنٌ ۝۱۱۰	تو ان میں جو کافر تھے کہنے لگے یہ تو کھلے جادو کے سوا اور کچھ نہیں۔
وَاِذْ اَوْحَيْتُ اِلَى الْحَوَارِيّٖنَ اَنْ اٰمِنُوْا بِيْ وَبِرَسُوْلِيْ ۚ	اور اس وقت میں نے حوارین کو توفیق دی کہ مجھ پر اور میرے رسولوں پر ایمان لائیں۔

توضیح : حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ساتھی اور ان کی اتباع کرنے والوں کے لئے قرآن مجید میں ''حواری'' کی اصطلاح استعمال ہوئی ہے۔

قَالُوْٓا اٰمَنَّا وَاشْهَدْ بِاَنَّنَا مُسْلِمُوْنَ ۝۱۱۱	انہوں نے کہا کہ ہم ایمان لائے۔ آپ گواہ رہئے کہ ہم مسلمان ہیں (اطاعت گزار و فرمانبردار ہیں)
اِذْ قَالَ الْحَوَارِيُّوْنَ يٰعِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ	اس وقت حواریوں نے عیسیٰ ابن مریم سے کہا تھا۔
هَلْ يَسْتَطِيْعُ رَبُّكَ اَنْ يُّنَزِّلَ عَلَيْنَا مَآئِدَةً مِّنَ السَّمَآءِ ۭ	کیا آپ کا پروردگار ہمارے لئے (کھانے پینے کی چیزوں سے) جما جمایا دسترخوان آسمان سے بھیج سکتا ہے؟
قَالَ اتَّقُوا اللّٰهَ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ۝۱۱۲	عیسیٰؑ نے کہا اگر تم مومن ہو تو اللہ تعالیٰ سے ڈرو (یہ بڑی گستاخانہ بات ہے)
قَالُوْا نُرِيْدُ اَنْ نَّاْكُلَ مِنْهَا	انہوں نے کہا (ہم بے ادبی نہیں کررہے ہیں) ہم چاہتے ہیں کہ (روزگار سے بےفکر رہ کر) اس دسترخوان سے کھائیں پئیں۔
وَتَطْمَىِٕنَّ قُلُوْبُنَا وَنَعْلَمَ اَنْ قَدْ صَدَقْتَنَا	اور ہمارے دل مطمئن ہوجائیں اور ہم جان لیں کہ آپ نے ہم سے سچ کہا ہے۔

الربع

وَنَكُوْنَ عَلَيْهَا مِنَ الشّٰهِدِيْنَ ﴿١١٣﴾

اور ہم اس پر (خوان نعمت کے مُنزّل من اللہ ہونے پر) گواہ ہیں۔

قَالَ عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ اللّٰهُمَّ رَبَّنَآ اَنْزِلْ عَلَيْنَا مَآئِدَةً مِّنَ السَّمَآءِ تَكُوْنُ لَنَا عِيْدًا لِّاَوَّلِنَا وَاٰخِرِنَا وَاٰيَةً مِّنْكَ ۚ

عیسیٰؑ ابن مریم نے دعا کی کہ اے میرے پروردگار ہم پر آسمان سے (اکل وشراب کے سامان سے بھرا ہوا) ایک خوان نعمت نازل فرمایئے۔ کہ (وہ دن) ہمارے اور ہمارے بعد آنے والوں کیلئے عید قرار پائے اور وہ آپ کی طرف سے (آپ کی تائید ونصرت کی) ایک نشانی بھی ہو۔

وَارْزُقْنَا وَاَنْتَ خَيْرُ الرّٰزِقِيْنَ ﴿١١٤﴾

اور اس طرح ہمارے رزق کا سامان کر دیجئے اور آپ تو بہترین رزق دینے والے ہیں۔

قَالَ اللّٰهُ اِنِّيْ مُنَزِّلُهَا عَلَيْكُمْ ۚ

(اس دعا کے جواب میں) اللہ تعالیٰ نے فرمایا (میں ایسا خوان نعمت) تمہارے لئے بھیجتا ہوں (مگر یہ بات سن لو)

فَمَنْ يَّكْفُرْ بَعْدُ مِنْكُمْ فَاِنِّيْٓ اُعَذِّبُهٗ عَذَابًا لَّآ اُعَذِّبُهٗٓ اَحَدًا مِّنَ الْعٰلَمِيْنَ ﴿١١٥﴾

ع ١٥/٧ ٥

پھر اس کے بعد تم میں سے جو کوئی کفران نعمت کرے گا تو میں اس کو ایسی سزا دوں گا کہ اہل عالم میں سے کسی کو نہ دوں گا۔

وَاِذْ قَالَ اللّٰهُ يٰعِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ

اور (قیامت کے روز ہونے والے اس مکالمہ کو پیش نظر رکھو) جب اللہ تعالیٰ عیسیٰ ابن مریم سے پوچھیں گے۔

ءَاَنْتَ قُلْتَ لِلنَّاسِ اتَّخِذُوْنِيْ وَاُمِّيَ اِلٰهَيْنِ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ۭ

وقف النبي ﷺ

کیا تم نے لوگوں سے کہا تھا؟ کہ اللہ کے سوا (یا اللہ کے ساتھ) مجھے اور میری ماں کو معبود (ومستعان) قرار دے لو؟

قَالَ سُبْحٰنَكَ مَا يَكُوْنُ لِيْٓ اَنْ اَقُوْلَ مَا لَيْسَ لِيْ ۤ بِحَقٍّ ۭ

حضرت عیسیٰؑ جواب دیں گے (اللہ تعالیٰ اس طرح کی شرکت سے) آپ پاک ہیں۔ میرے لئے یہ بات کیسے سزاوار ہوسکتی ہے کہ میں ایسی بات کہوں جس کا مجھے کوئی حق نہیں۔

اِنْ كُنْتُ قُلْتُهٗ فَقَدْ عَلِمْتَهٗ ۭ

اگر میں نے ایسی بات کہی تھی تو آپ اس کو ضرور جانتے ہیں۔

تَعْلَمُ مَا فِيْ نَفْسِيْ وَلَآ اَعْلَمُ مَا فِيْ نَفْسِكَ ۭ

آپ جانتے ہیں جو کچھ میرے دل میں ہے میں نہیں جانتا جو کچھ آپ کے ضمیر میں ہے (یعنی اس طرح پوچھنے کا کیا مقصد ہے میں نہیں جانتا)

اِنَّكَ اَنْتَ عَلَّامُ الْغُيُوْبِ ﴿١١٦﴾

بیشک آپ غیب کی ساری چیزوں (اور احوال) کو جانتے ہیں۔

مَا قُلْتُ لَهُمْ اِلَّا مَآ اَمَرْتَنِيْ بِهٖٓ
میں نے ان سے (ایسی) کوئی بات تو نہیں کہی تھی سوائے اس کے جس کا آپ نے حکم دیا تھا۔

اَنِ اعْبُدُوا اللّٰهَ رَبِّيْ وَرَبَّكُمْ ۚ
وہ یہ کہ تم اللہ ہی کی عبادت کرو جو میرا بھی رب ہے اور تمہارا بھی۔

وَكُنْتُ عَلَيْهِمْ شَهِيْدًا مَّا دُمْتُ فِيْهِمْ ۚ
اور میں جب تک ان میں رہا اسی بات کے حق ہونے کی شہادت دیتا رہا۔

فَلَمَّا تَوَفَّيْتَنِيْ كُنْتَ اَنْتَ الرَّقِيْبَ عَلَيْهِمْ ۭ
پھر جب آپ نے مجھے اپنی طرف آسمان پر زندہ اٹھالیا تو آپ ہی ان پر نگران رہے۔

وَاَنْتَ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ شَهِيْدٌ ۝۱۱۷
اور آپ تو (کائنات کی) ہر چیز کے نگران ہیں۔

اِنْ تُعَذِّبْهُمْ فَاِنَّهُمْ عِبَادُكَ ۚ
اگر آپ انھیں عذاب دیں تو وہ آپ ہی کے بندے ہیں۔

وَاِنْ تَغْفِرْ لَهُمْ فَاِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ۝۱۱۸
اور اگر آپ انھیں معاف کردیں تو بے شک آپ بڑے ہی زبردست حکیم ہیں (یعنی آپ کا ہر فعل اور ہر تجویز نہایت ہی حکیمانہ ہے)

منزل ۲

قَالَ اللّٰهُ هٰذَا يَوْمُ يَنْفَعُ الصّٰدِقِيْنَ صِدْقُهُمْ ۭ
اللہ جواب میں فرمائیں گے (حق کو جھٹلانے والوں کی مغفرت کا سوال ہی کیا ہے) آج وہ دن ہے کہ سچے لوگوں کو ان کی سچائی کام دیگی (یعنی رحمت الٰہی کے مستحق وہی لوگ ہونگے جنھوں نے دعوت حق کی تصدیق کی۔

لَهُمْ جَنّٰتٌ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا ۭ
ان کے لئے جنت ہے جس کے نیچے نہریں بہتی ہوں گی۔ جس میں وہ ہمیشہ ہمیشہ (عیش و آرام سے) رہیں گے۔

رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ ۭ
اللہ تعالیٰ ان سے راضی ہوگئے اور وہ اللہ تعالیٰ کی عطا سے راضی ہوگئے۔

ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ۝۱۱۹
یہی بڑی کامیابی ہے۔

لِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا فِيْهِنَّ ۭ
آسمان اور زمین اور جو کچھ ان دونوں کے درمیان ہے سب اللہ تعالیٰ کا ہے (یعنی تمام موجودات کے بلا شرکت غیرے تنہا مالک و فرمانروا اللہ تعالیٰ ہی ہیں۔)

ع ۱۶ / ۶

وَهُوَ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۝۱۲۰
اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔

توضیح: اپنے کسی مقرب سے مقرب بندہ کو اعزازاً بھی کسی ادنیٰ قسم کا اختیار تفویض کئے بغیر اور کسی کی رائے

ومشورے بغیر زمین وآسمان کی بلاشرکت غیرے فرمانروائی پر پوری طرح قادر ہے۔

تمہید سورۂ انعام

اس سورۃ میں تمام تر خطاب مشرکین مکہ سے ہے ان کے مشرکانہ عقائد کی تردید نہایت موثر انداز میں عقل وفطرت کے مطابق کی گئی ہے اور انکے اکثر اعتراضات کا فیصلہ کن جواب دیا گیا ہے۔اس سورۃ کو آیتوں کی اچھی طرح سمجھنے کیلئے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ مشرکین کے مشرکانہ عقائد اور اس کی علت کو قدرے تفصیل کے ساتھ بیان کردیا جائے۔ یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام دنیا میں اس علم وہدایت حق کو لے کر تشریف لائے۔جس کا سرچشمہ لا الہ الا اللہ ہے۔

اس ابتدائی پیام حق کو سمجھانے کے لئے اللہ تعالیٰ نے اپنے کلام میں ان الفاظ کو استعمال فرمایا جو عام طور پر ایک بادشاہ شہنشاہ کے لئے عام بول چال میں استعمال کئے جاتے ہیں۔ جیسے اَلْمَلِكُ مَالِكَ الْمُلْكِ اور کچھ لوازم شاہی جیسے تخت کرسی وغیرہ۔

الٰہی تعلیم سے جوں جوں دوری ہوتی گئی، لوگ ہدایت الٰہی کو بھولتے گئے۔مگر کلام الٰہی کے الفاظ اَلْمَلِكُ مَالِكَ الْمُلْكِ تخت وکرسی یادرہ گئے۔جن کو اللہ تعالیٰ اپنے کلام میں استعمال فرماتے رہے۔شیطان جو ابتداء ہی سے انسان کا دشمن ہے وہ تو انسان کو گمراہ کرنے کے مواقع ڈھونڈھتا ہی رہتا ہے۔اس نے ذہنوں میں یہ بات بٹھادی کہ جب اللہ تعالیٰ بادشاہ ہیں، شہنشاہ ہیں ان کے لئے تخت وکرسی بھی ہے تو پھر ان کے لئے مندرجہ ذیل لوازم شاہی کا ہونا بھی ضروری ہے۔

۱۔مصاحب ہوں مشیر ہوں، ملک کے متعدد حصے کئے جائیں اور ہر حصہ کا نظم ونسق قائم رکھنے کے لئے علیحدہ علیحدہ بااختیار حاکم مقرر ہوں جو اپنے اختیارات حاصلہ سے اپنے حدود ارضی میں حکومت چلائیں۔ پھر جو امور ان کے اختیار سے خارج ہوں اس کے لئے بادشاہ کی خدمت میں سفارشات پیش کریں۔سفارشات پیش ہونے پر بادشاہ اپنے مصاحب ومشیروں سے مشورہ لے کر ان کی سفارشات قبول کرتے ہوئے فرمان اعلیٰ جاری کرے وغیرہ۔

۲۔جس طرح دنیا کا کوئی بادشاہ راست اپنی رعیت کے احوال سے باخبر نہیں ہوتا اور رعیت کے حالات سے باخبر رہنے کے لئے وہ رعیت پر نگرانی کرنے والے افراد مقرر کرتا ہے اور جب یہ نگرانی کرنے والے بادشاہ کو رعیت کے احوال سے باخبر کرتے ہیں تو بادشاہ باخبر ہوتا ہے۔

۳۔جیسے ایک بادشاہ اپنے مقرب لوگوں کی سفارشات ومعروضات پر ان کے متعلقین ومتوسلین کو انعامات دیتا ہے۔منصب وجاگیرات عطا کرتا ہے، ان کی خطاؤں کو معاف کردیتا ہے اور خدمات کے صلہ میں ان کے حال پر بڑی بڑی نوازشیں کرتا ہے۔اسی طرح بدعقیدہ لوگ اللہ تعالیٰ کے بارے میں ایسے ہی من گھڑت عقائد رکھتے ہیں۔اور ان کا یہ بھی خیال ہے کہ اللہ تعالیٰ کی رحمت کا مستحق بننے اور ابدی نجات حاصل کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ کو خاص تعلیم نازل کرنے کی ضرورت ہی کیا تھی۔

اس بناء پر وہ دوبارہ حیاتِ جسمانی اور قیامت ومحاسبہ اعمال کے قائل نہ تھے انکا عقیدہ یہ تھا کہ انسان مرتے ہی فرشتے اس کی روح کو اللہ تعالیٰ کے پاس لے جاتے ہیں اور اللہ تعالیٰ بزرگوں کی سعی سفارش یا ان کی نسبتوں سے روح کے ناری وناجی ہونے کا فیصلہ کر دیتے ہیں، وغیرہ وغیرہ۔ ان گھڑے ہوئے عقیدوں کے سبب وہ قرآن مجید کو اللہ تعالیٰ کی کتاب اور محمد ﷺ کو اللہ تعالیٰ کا رسول ماننے کے لئے تیار نہ تھے۔ اور ان کا خیال یہ بھی تھا کہ اللہ تعالیٰ کے رسول کے لئے یہ بھی ضروری ہے کہ وہ مافوق البشر طاقتوں کا حامل ہو۔ رسول کا انسانوں میں سے ہونا یعنی بشر ہونا ان کے لئے عجیب بات تھی۔ ایسے ہی کچھ اور اعتراضات تھے جو نزول قرآن کے زمانہ میں ان کے دلوں میں پیدا ہوتے رہے تھے جن کا ہر وقت جواب بھی نازل ہوتا رہا۔ اور تزکیہ نفس کی تعلیم کے بعض اجزا بھی ساتھ ساتھ نازل کئے جاتے رہے۔

آیاتھا ۱۶۵ (۶) سُوْرَةُ الْاَنْعَامِ مَكِّيَّةٌ (۵۵) رکوعھا ۲۰

سورۂ انعام مکہ میں نازل ہوئی اور اس میں ایک سو پینسٹھ آیتیں اور بیس رکوع ہیں۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے نام (اسی کی مدد) سے جو رحمٰن اور رحیم ہے، میں اس کام کا آغاز کر رہا ہوں۔

منزل ۲

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَجَعَلَ الظُّلُمٰتِ وَالنُّوْرَ ۬ؕ

تمام تعریف اللہ تعالیٰ ہی کے لئے ہے جس نے آسمانوں اور زمین کو بنایا اور اندھیرا (تاریکی) اور روشنی بنائی یعنی دن رات (تاکہ اچھے برے صحیح وغلط حق وباطل کی تمیز ہو سکے۔)

توضیح : کائنات خود بخود پیدا نہیں ہوگئی جیسا کہ ملحدین کا عقیدہ ہے۔ نظام سماوی وارضی اور نظام آخرت بلا شرکت غیرے اللہ تعالیٰ ہی کا بنایا ہوا ہے۔ اس لیے ساری تعریف اللہ تعالیٰ ہی کے لئے ہے۔

جن مشرکین کا یہ اعتقاد ہے کہ اللہ تعالیٰ کی فرمانروائی مقرب بندوں کی رائے ومشوروں سے ہو رہی ہے۔ انھیں اس حقیقت پر غور کرنا چاہئے کہ زمین وآسمان پیدا کرتے وقت کون موجود تھا؟

کس کے مشورہ سے یہ زمین وآسمان وجود میں آئے؟

نیز دنیا کی کوئی چیز بنائے بغیر از خود نہیں بنتی تو کائنات کی بے شمار مخلوق ان گنت موجودات، انسان، حیوان، دریا، پہاڑ، درخت، پودے پیدا کئے بغیر کس طرح وجود میں آسکتے ہیں؟

اس ناقابل انکار حقیقت کو تسلیم کرنے کے بجائے۔

ثُمَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِرَبِّهِمْ يَعْدِلُوْنَ ﴿١﴾
پھر بھی کافر (مخلوقات۔ مقربانِ الٰہی، ملائکہ، اجنّہ، پیغمبروں، بزرگوں کو) اپنے پروردگار کے برابر قرار دیتے ہیں۔

توضیح : ان معنوں میں کہ ان کی رائے مشورے اور سفارشات سے حق تعالیٰ فرمانروائی کررہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اس طرح کے عجز و نقص سے پاک اور تنہا کائناتِ ارضی و سماوی کی فرمانروائی پر پوری طرح قادر ہیں۔ سبحان اللہ کا یہی مفہوم ہے۔ خالق و مخلوق میں رتی برابر، برابری کا تصوّر بھی شرک ہے۔ اس لیے کہ اللہ تعالیٰ خالق ہیں اور باقی سب مخلوق، چاہے وہ ملائکہ ہوں کہ انبیاء یا اور کوئی مخلوق۔

هُوَ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ مِّنْ طِيْنٍ ثُمَّ قَضٰٓى اَجَلًا ؕ
(اللہ) وہی تو ہے جس نے تم کو مٹی سے پیدا کیا۔ پھر زندگی کی ایک مدّت مقرر کی۔

وَاَجَلٌ مُّسَمًّى عِنْدَهٗ
اور (اسکے سوا) ایک اور مدّت مقرر کی جو اُس (اللہ) کے پاس طے شدہ ہے۔

ثُمَّ اَنْتُمْ تَمْتَرُوْنَ ﴿٢﴾
پھر بھی تم اللہ تعالیٰ کے الٰہِ واحد ہونے کے بارے میں شک و شبہات میں پڑے ہوئے ہے۔

وَهُوَ اللّٰهُ فِى السَّمٰوٰتِ وَفِى الْاَرْضِ ؕ
وہ اللہ ہی ہے جو آسمانوں اور زمین میں موجود ہے۔ منزل ۲

توضیح : یہاں الٰہ مخدوف ہے۔ اس کی وضاحت سورۂ زخرف پارہ ۲۵ کے آخری رکوع سے ہوتی ہے۔
وَهُوَ الَّذِىْ فِى السَّمَآءِ اِلٰهٌ وَّفِى الْاَرْضِ اِلٰهٌ ؕ

يَعْلَمُ سِرَّكُمْ وَجَهْرَكُمْ وَيَعْلَمُ مَا تَكْسِبُوْنَ ﴿٣﴾
وہ تمہاری پوشیدہ باتوں اور ظاہر حالات کو جانتا ہے جو کچھ تم کرتے ہو۔

وَمَا تَاْتِيْهِمْ مِّنْ اٰيَةٍ مِّنْ اٰيٰتِ رَبِّهِمْ
اور اللہ تعالیٰ کے اِلٰہ واحد ہونے کی نشانیوں میں سے ان کے پاس ان کے رب کی طرف سے جو بھی نشانی آتی ہے۔

اِلَّا كَانُوْا عَنْهَا مُعْرِضِيْنَ ﴿٤﴾
مگر وہ اس سے اعراض ہی کر جاتے ہیں (نہیں مانتے پیٹھ پھیر کر چل دیتے ہیں)

فَقَدْ كَذَّبُوْا بِالْحَقِّ لَمَّا جَآءَهُمْ ؕ
جب بھی ان کے پاس حق آیا تو انھوں نے اس کو جھٹلا دیا۔

فَسَوْفَ يَاْتِيْهِمْ اَنْۢبٰٓؤُا مَا كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ ﴿٥﴾
لہٰذا جن چیزوں کا یہ مذاق اڑاتے ہیں عنقریب اس کا انجام ان کے سامنے آئے گا (عذاب آئے گا یا مسلمان غالب ہوں گے)

اَلَمۡ يَرَوۡا كَمۡ اَهۡلَكۡنَا مِنۡ قَبۡلِهِمۡ مِّنۡ قَرۡنٍ مَّكَّنّٰهُمۡ فِي الۡاَرۡضِ مَا لَمۡ نُمَكِّنۡ لَّكُمۡ | کیاان لوگوں نے نہیں دیکھا کہ ان سے پہلے کتنی ہی قوموں کو ہم نے ہلاک کر دیا۔ ان کو ملک میں بڑا اقتدار بخشا تھا، ویسا اقتدار تم کو نہیں دیا گیا۔

وَاَرۡسَلۡنَا السَّمَآءَ عَلَيۡهِمۡ مِّدۡرَارًا | اور ہم نے اُن پر آسمان سے لگا تار مینہ برسایا (روزی کا ذریعہ بنایا)

وَّجَعَلۡنَا الۡاَنۡهٰرَ تَجۡرِيۡ مِنۡ تَحۡتِهِمۡ | اور نہریں جاری کیں جو اُن کے (مکانوں سے) نیچے کی طرف بہہ رہی تھیں

فَاَهۡلَكۡنٰهُمۡ بِذُنُوۡبِهِمۡ | پھر ہم نے اُن کو اُن کے گناہوں کے سبب ہلاک کر دیا۔

وَاَنۡشَاۡنَا مِنۡۢ بَعۡدِهِمۡ قَرۡنًا اٰخَرِيۡنَ ۞ ٦ | اور ہم نے ان کے بعد (ان کی جگہ) دوسری قوموں کو آباد کیا۔

وَلَوۡ نَزَّلۡنَا عَلَيۡكَ كِتٰبًا فِيۡ قِرۡطَاسٍ فَلَمَسُوۡهُ بِاَيۡدِيۡهِمۡ | اور اگر ہم کاغذ پر لکھی ہوئی کتاب آپؐ پر نازل کرتے پھر وہ اُس کو اپنے ہاتھوں میں لے کر دیکھ بھی لیتے۔

لَقَالَ الَّذِيۡنَ كَفَرُوۡۤا اِنۡ هٰذَاۤ اِلَّا سِحۡرٌ مُّبِيۡنٌ ۞ ٧ | (تب بھی) کافر یہی کہتے یہ تو ایک کھلا جادو ہے۔

توضیح: کافروں کا ایک اعتراض یہ بھی تھا کہ کاغذ پر لکھی لکھائی کتاب آپؐ پر کیوں نازل نہیں کی گئی اس کا جواب مذکورہ آیت میں دیا گیا ہے۔

منزل ٢

وَقَالُوۡا لَوۡلَاۤ اُنۡزِلَ عَلَيۡهِ مَلَكٌ ؕ | اور انھوں نے (یہ بھی کہا) اس نبی پر کوئی فرشتہ (آسمان سے) کیوں اُتارا نہ گیا (جس سے اُس کے رسول ہونے کی تصدیق ہوتی۔)

وَلَوۡ اَنۡزَلۡنَا مَلَكًا لَّقُضِيَ الۡاَمۡرُ ثُمَّ لَا يُنۡظَرُوۡنَ ۞ ٨ | اور اگر ہم فرشتہ نازل کرتے تو پھر کبھی کا فیصلہ ہو چکا ہوتا۔ پھر وہ ذرا بھی مہلت نہ پاتے (یعنی عذاب نازل ہو جاتا)

وَلَوۡ جَعَلۡنٰهُ مَلَكًا لَّجَعَلۡنٰهُ رَجُلًا | اور اگر ہم اُسکو (فرشتے کو) رسول بنا کر بھیجتے تو اسکو بھی انسان ہی بنا کر بھیجتے

وَّلَلَبَسۡنَا عَلَيۡهِمۡ مَّا يَلۡبِسُوۡنَ ۞ ٩ | اور انھیں اُسی شبہ میں ڈالے رکھتے جس شبہ میں وہ اب پڑے ہوئے ہیں۔

توضیح: انسانوں کو انسانیت کی تعلیم دینے کے لیے رسول بھیجے جاتے ہیں۔ رسول صرف پیغمبر ہی نہیں ہوتے بلکہ انسانیت کا ایک نمونہ ہوتے ہیں۔ انسان کی فطرت ہے کہ انسان کو دیکھ کر ہی انسان بنتا ہے اس لیے برگزیدہ انسانوں کو بھیجنا فطرتِ انسانی کے عین مطابق ہے۔

وَلَقَدِ اسْتُهْزِئَ بِرُسُلٍ مِّنْ قَبْلِكَ فَحَاقَ بِالَّذِيْنَ سَخِرُوْا مِنْهُمْ مَّا كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ ﴿۱۰﴾ ع ۱ ۱۰ ۷

اور اے نبیؐ آپ سے پہلے بھی بہت سے رسولوں کا مذاق اُڑایا گیا ہے۔ پھر جس عذاب کے آنے کا انھوں نے مذاق اڑایا تھا، وہ اُن پر واقع ہو کر رہا۔

قُلْ سِيْرُوْا فِي الْاَرْضِ ثُمَّ انْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُكَذِّبِيْنَ ﴿۱۱﴾

(اے نبیؐ) ان سے کہیئے زمین پر چل پھر کر تو دیکھو جھٹلانے والوں کا کیا انجام ہوا۔ (کس طرح تباہ و برباد کیے گئے)

قُلْ لِّمَنْ مَّا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ قُلْ لِّلّٰهِ ؕ

(اے نبیؐ) ان سے پوچھیئے آسمانوں اور زمین میں جو کچھ (مخلوق) ہے وہ کس کی مِلک ہے؟ کہیئے سب کچھ اللہ ہی کا ہے (جس کو تم بھی جانتے ہو)

كَتَبَ عَلٰى نَفْسِهِ الرَّحْمَةَ ؕ

(اللہ تعالیٰ نے) اپنے آپ پر رحمت لازم کر لی ہے۔

لَيَجْمَعَنَّكُمْ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ لَا رَيْبَ فِيْهِ ؕ

(رحم وعدل کا تقاضہ ہی یہ ہے) کہ تم کو محاسبۂ اعمال لے لیے قیامت کے دن جمع کرے جس کے واقع ہونے میں کوئی شک وشبہ نہیں۔

اَلَّذِيْنَ خَسِرُوْٓا اَنْفُسَهُمْ فَهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ ﴿۱۲﴾ منزل ۲

جو لوگ اپنی ہی تباہی کا باعث بنتے ہیں، ایمان نہیں لاتے ہیں۔

توضیح: جن کے پیشِ نظر آخرت کی زندگی نہیں ہوتی وہ انتہائی نقصان میں رہتے ہیں۔ ایسا نقصان جس کی تلافی ممکن نہیں۔

وَلَهٗ مَا سَكَنَ فِي الَّيْلِ وَالنَّهَارِ ؕ وَهُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ﴿۱۳﴾

اور جو مخلوق رات (کی تاریکیوں) اور دن (کے اُجالے) میں بستی ہے، اُسی کی ہے (اسی کے تابع فرمان ہے) اور وہی (ہر ایک کی فریاد) سننے والا (اور سب کے احوال) جاننے والا ہے۔

قُلْ اَغَيْرَ اللّٰهِ اَتَّخِذُ وَلِيًّا فَاطِرِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَهُوَ يُطْعِمُ وَلَا يُطْعَمُ ؕ

(جب یہ حقیقت ہے تو اے نبیؐ) کہیئے کیا میں (اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر) غیر اللہ کو اپنا کارساز (حاجت روا) بناؤں (اور اس اللہ تعالیٰ کو کارساز وحاجت روا نہ سمجھوں جو) وہی آسمانوں اور زمین کا پیدا کرنے والا ہے۔ اور وہی (سب کو) کھلاتا پلاتا ہے۔ وہ خود کھانے سے بے نیاز ہے۔

قُلْ اِنِّيْٓ اُمِرْتُ اَنْ اَكُوْنَ اَوَّلَ مَنْ اَسْلَمَ وَلَا تَكُوْنَنَّ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ﴿۱۴﴾

کہیئے مجھے یہی حکم دیا گیا ہے کہ میں سب سے پہلے اسلام لانے والوں میں سے ہو جاؤں (یعنی اسی کا اطاعت گزار بندہ بنا رہوں) اور مشرکین میں سے نہ ہو جاؤں۔

توضیح: انبیاء علیہم السلام سے شرک جیسے قبیح فعل کا صدور بعید از قیاس ہے۔ یہاں دراصل امّت کو یہ تاثر دیا گیا ہے کہ ایسی حرکت کے بعد نبی بھی نہیں بچ سکتے تو اُمت کیسے بچ سکتی ہے؟

قُلْ اِنِّیْٓ اَخَافُ اِنْ عَصَیْتُ رَبِّیْ عَذَابَ یَوْمٍ عَظِیْمٍ ﴿۱۵﴾	(اے نبیؐ) کہہ دیجئے اگر میں اپنے رب کی نافرمانی کروں تو اس دن کے سخت ترین عذاب سے ڈرتا ہوں (جو قیامت کے دن لاحق ہوگا۔)
مَنْ یُّصْرَفْ عَنْهُ یَوْمَئِذٍ فَقَدْ رَحِمَهٗ ط	اس روز جس شخص سے عذاب ٹال دیا گیا تو اللہ تعالیٰ نے اس پر بڑی مہربانی کی۔
وَذٰلِكَ الْفَوْزُ الْمُبِیْنُ ﴿۱۶﴾	اور یہ بڑی ہی نمایاں کامیابی ہے۔
وَاِنْ یَّمْسَسْكَ اللّٰهُ بِضُرٍّ فَلَا كَاشِفَ لَهٗٓ اِلَّا هُوَ ط	اور اگر اللہ تمہیں کوئی تکلیف یا نقصان پہنچائیں تو اس کے سوا اس کو کوئی دور کرنے والا نہیں۔
وَاِنْ یَّمْسَسْكَ بِخَیْرٍ فَهُوَ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ ﴿۱۷﴾	اور اگر وہ تمہیں بھلائی پہنچائے (تو کوئی اس کا روکنے والا نہیں) پس وہ ہر چیز پر قادر ہے۔
وَهُوَ الْقَاهِرُ فَوْقَ عِبَادِهٖ ط وَهُوَ الْحَكِیْمُ الْخَبِیْرُ ﴿۱۸﴾	اور وہ اپنے بندوں پر (پُورا پُورا اختیار رکھتا ہے) غالب ہے اور وہ بڑا ہی دانا (ہر چیز سے) باخبر ہے۔
قُلْ اَیُّ شَیْءٍ اَكْبَرُ شَهَادَةً ط قُلِ اللّٰهُ قف	ان سے پوچھئے کہ سب سے بڑھ کر (قرینِ انصاف) کس کی شہادت معتبر ہوسکتی ہے؟ کہہ دیجئے اللہ تعالیٰ کی۔
شَهِیْدٌۢ بَیْنِیْ وَبَیْنَكُمْ قف	وہ میرے اور تمہارے درمیان گواہ ہے (اس سے بڑھ کر بڑی گواہی کونسی ہوسکتی ہے؟)
وَاُوْحِیَ اِلَیَّ هٰذَا الْقُرْاٰنُ لِاُنْذِرَكُمْ بِهٖ	اور (یہ بھی کہیئے) یہ قرآن مجھ پر وحی کیا گیا ہے تاکہ میں اس (قرآن) کے ذریعہ تم کو ڈراؤں۔

توضیح: ڈرانا یہ کہ اگر تم اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی اور کو الٰہ قرار دو گے، حاجت روا اور کارساز سمجھو گے ان سے نذر و منّت مانگو گے، قربانی و چڑھاوے ڑھاؤ گے تو دائمی عذاب سے دوچار ہوجاؤ گے۔

وَمَنْۢ بَلَغَ ط	اور جس شخص تک وہ پہنچ سکے اس کو آگاہ کردوں (و نیز جس شخص تک یہ تعلیم پہنچے اُس کے بھی یہی فرائض ہوں گے۔)

اَئِنَّكُمْ لَتَشْهَدُوْنَ اَنَّ مَعَ اللّٰهِ اٰلِهَةً اُخْرٰى ؕ

کیا تم اس بات کی شہادت دیتے ہو کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ (اللہ تعالیٰ کے سوا) اور بھی معبود ہیں۔

قُلْ لَّآ اَشْهَدُ ۚ قُلْ اِنَّمَا هُوَ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ

(اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کہہ دیجئے میں تو ایسی غلط شہادت نہیں دے سکتا۔ کہہ دیجئے صرف وہی ایک معبود ہے۔ (قابلِ عبادت، لائق استعانت)

وقف لازم باختلاف

وَّاِنَّنِيْ بَرِيْٓءٌ مِّمَّا تُشْرِكُوْنَ ﴿١٩﴾

اور میں تمہارے اُن مشرکانہ اعمال سے بے تعلق ہوں جنھیں تم کیا کرتے ہو۔

اَلَّذِيْنَ اٰتَيْنٰهُمُ الْكِتٰبَ يَعْرِفُوْنَهٗ كَمَا يَعْرِفُوْنَ اَبْنَآءَهُمْ ۘ

جن لوگوں کو (تم سے پہلے) ہم نے کتابیں دی تھیں وہ انھیں (ہمارے ان پیغمبر کو) اسی طرح جانتے ہیں جس طرح وہ اپنے بیٹوں کو پہچانتے ہیں

وقف لازم

اَلَّذِيْنَ خَسِرُوْٓا اَنْفُسَهُمْ فَهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ ﴿٢٠﴾

جو لوگ اپنی آپ تباہی کا باعث بنتے ہیں وہی ایمان نہیں لاتے۔

ع ٢ ٨

توضیح: جن کے پیشِ نظر آخرت اور محاسبۂ اعمال کا یقین نہیں ہوتا وہی نا قابل تلافی نقصان اُٹھاتے ہیں۔

وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا

اور اس سے بڑھ کر ظالم کون ہوسکتا ہے جو اللہ تعالیٰ کے تعلق سے جھوٹی باتیں بنائے۔

توضیح: کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے مقرب بندوں کو اپنی فرمانروائی میں شریک کر رکھا ہے۔ ان سے مدد مانگنا گویا اللہ تعالیٰ ہی سے مدد مانگنا ہے وغیرہ

اَوْ كَذَّبَ بِاٰيٰتِهٖ ؕ

یا احکام الٰہی کو جھٹلا دے یعنی جو حقائق اللہ تعالیٰ نے بیان فرمائے ہیں، ان کی تکذیب کرے۔

اِنَّهٗ لَا يُفْلِحُ الظّٰلِمُوْنَ ﴿٢١﴾

یقیناً (ایسے) ظالم فلاح نہیں پاتے۔

وَيَوْمَ نَحْشُرُهُمْ جَمِيْعًا ثُمَّ نَقُوْلُ لِلَّذِيْنَ اَشْرَكُوْٓا اَيْنَ شُرَكَآؤُكُمُ الَّذِيْنَ كُنْتُمْ تَزْعُمُوْنَ ﴿٢٢﴾

اور جس دن ہم اُن سب کو جمع کریں گے۔ پھر ہم شرک کرنے والوں سے پوچھیں گے۔ کہاں ہیں وہ تمہارے شریک؟ جن کے بارے میں تمہارا اِدّعا تھا (کہ وہ تمہیں مصائب سے بچائیں گے۔)

ثُمَّ لَمْ تَكُنْ فِتْنَتُهُمْ اِلَّآ اَنْ قَالُوْا وَاللّٰهِ رَبِّنَا مَا كُنَّا

پھر تو اُن سے کوئی عذر نہ بن پڑے گا۔ سوائے اس کے کہ کہیں گے قسم ہے اللہ تعالیٰ کی جو ہمارا پروردگار ہے ہم مشرکین میں سے

مُشْرِكِيْنَ ﴿۲۳﴾
نہ تھے۔

اُنْظُرْ كَيْفَ كَذَبُوْا عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ
دیکھئے اپنے آپ پر وہ کس دروغ بیانی سے کام لیں گے۔

وَضَلَّ عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَفْتَرُوْنَ ﴿۲۴﴾
اور (اللہ تعالیٰ کے تعلق سے) جو مشرکانہ عقائد انھوں نے (بطور خود) گھڑ رکھے تھے وہ سب اُن کے ذہنوں سے نکل جائیں گے۔

وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّسْتَمِعُ اِلَيْكَ ۚ
اور اُن میں بعض ایسے بھی ہیں جو (بظاہر بڑی توجہ سے) آپ کی طرف کان لگائے رکھتے ہیں (حالانکہ وہ سنتے سمجھتے کچھ نہیں)

وَجَعَلْنَا عَلٰى قُلُوْبِهِمْ اَكِنَّةً اَنْ يَّفْقَهُوْهُ
اور ہم نے (انکارِ حق کی پاداش میں) ان کے دلوں پر پردے ڈال دیئے، ہیں تا کہ سمجھ ہی نہ سکیں۔

وَفِيْٓ اٰذَانِهِمْ وَقْرًا ؕ
اوران کے کانوں میں ثقل پیدا کر دیا (کہ حق بات سُن ہی نہ سکیں)

وَاِنْ يَّرَوْا كُلَّ اٰيَةٍ
اور اگر یہ صداقت کے تمام آثار (ونشانیاں) دیکھ بھی لیں۔

لَّا يُؤْمِنُوْا بِهَا ؕ حَتّٰٓى اِذَا جَآءُوْكَ يُجَادِلُوْنَكَ
تو ایمان نہ لائیں۔تا آنکہ جب وہ آپؐ کے پاس آتے ہیں تو جھگڑنے کے لیے ہی آتے ہیں (حق کو سمجھنے کے لیے نہیں آتے)

يَقُوْلُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اِنْ هٰذَآ اِلَّآ اَسَاطِيْرُ الْاَوَّلِيْنَ ﴿۲۵﴾
کافر (کلامِ الٰہی سن کر) کہتے ہیں یہ تو پہلے کے لوگوں کی کہانیاں ہیں۔

وَهُمْ يَنْهَوْنَ عَنْهُ وَيَنْئَوْنَ عَنْهُ ۚ
اور وہ اس سے (اوروں کو بھی) روکتے ہیں اور خود بھی اس سے رُکتے ہیں۔

وَاِنْ يُّهْلِكُوْنَ اِلَّآ اَنْفُسَهُمْ وَمَا يَشْعُرُوْنَ ﴿۲۶﴾
اور وہ (اس طرح کی حرکتوں سے) اپنے آپ کو ہلاک کرتے ہیں۔ اور انھیں اس کا شعور تک نہیں۔

وَلَوْ تَرٰٓى اِذْ وُقِفُوْا عَلَى النَّارِ فَقَالُوْا يٰلَيْتَنَا نُرَدُّ
اور کاش آپؐ ان کو اُس وقت دیکھتے جبکہ وہ دوزخ کے کنارے لا کھڑا کیے جائیں گے (انھیں اُمید پیدا ہوگی شاید کہ وہ پھر دنیا میں بھیجے جائیں (اس وقت) وہ کہیں گے کیا ہی اچھا ہوتا کہ ہم (دنیا میں) واپس لوٹائے جاتے۔

وَلَا نُكَذِّبَ بِاٰيٰتِ رَبِّنَا وَنَكُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۲۷﴾
تو اپنے پروردگار کے احکام کو نہ جھٹلاتے اور ایمان لانے والوں میں شامل ہوجاتے۔

منزل ۲

بَلْ بَدَا لَهُمْ مَّا كَانُوْا يُخْفُوْنَ مِنْ قَبْلُ ؕ
بلکہ جس حقیقت کو وہ اس سے قبل چھپائے رکھے تھے وہ ان پر ظاہر ہوجائے گی (ان کا مشرک ہونا ثابت ہوجائے گا)

وَلَوْ رُدُّوْا لَعَادُوْا لِمَا نُهُوْا عَنْهُ
اور اگر وہ دنیا میں لوٹائے بھی جاتے تو جن (مشرکانہ اعمال) سے انھیں منع کیا گیا تھا پھر وہی کرنے لگتے۔

وَاِنَّهُمْ لَكٰذِبُوْنَ ۞۲۸
اور یہ بڑے ہی جھوٹے ہیں۔

وَقَالُوْا اِنْ هِيَ اِلَّا حَيَاتُنَا الدُّنْيَا
اور (منکرانِ حق) کہتے ہیں، زندگی تو بس اسی دنیا کی ہے۔

وَمَا نَحْنُ بِمَبْعُوْثِيْنَ ۞۲۹
اور ہم (مرنے کے بعد) دوبارہ (زندہ) نہیں اُٹھائے جائیں گے۔

وَلَوْ تَرٰۤى اِذْ وُقِفُوْا عَلٰى رَبِّهِمْ ؕ
اور کاش آپ اُن کو اس وقت دیکھتے جب وہ اپنے پروردگار کے سامنے (محاسبۂ اعمال کے لیے) لا کھڑا کئے جائیں گے۔

قَالَ اَلَيْسَ هٰذَا بِالْحَقِّ ؕ
(اللہ تعالیٰ) فرمائیں گے کیا یہ (دوبارہ زندہ ہونا) ایک حقیقت نہیں ہے؟

قَالُوْا بَلٰى وَرَبِّنَا ؕ
تو وہ کہیں گے۔ ہاں ہمارے پروردگار کی قسم بجا و برحق ہے۔

قَالَ فَذُوْقُوا الْعَذَابَ بِمَا كُنْتُمْ تَكْفُرُوْنَ ۞۳۰ ع ۳ ۹
اللہ تعالیٰ فرمائیں گے تم اپنے کفر کے بدلے (جو دنیا میں کیا کرتے تھے) عذاب کے مزے چکھو۔

قَدْ خَسِرَ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِلِقَآءِ اللّٰهِ ؕ
یقیناً تباہ و برباد ہوگئے وہ لوگ جنھوں نے (محاسبۂ اعمال کے لیے) اللہ تعالیٰ کے آگے حاضری ہونے کو جھٹلایا۔

حَتّٰۤى اِذَا جَآءَتْهُمُ السَّاعَةُ بَغْتَةً قَالُوْا يٰحَسْرَتَنَا عَلٰى مَا فَرَّطْنَا فِيْهَا ۙ
یہاں تک کہ جب اُن پر قیامت اچانک آموجود ہوگی (اس وقت) وہ کہیں گے۔ افسوس ہم پر۔ اس معاملہ میں ہم سے کس قدر کوتاہی ہوگئی (ہم نے کتنی بڑی غلطی کی)

وَهُمْ يَحْمِلُوْنَ اَوْزَارَهُمْ عَلٰى ظُهُوْرِهِمْ ؕ
اور وہ اپنے اعمال کے بوجھ (گناہ) اپنی پیٹھوں پر اُٹھائے ہوں گے۔

اَلَا سَآءَ مَا يَزِرُوْنَ ۞۳۱
کیا ہی بُرا بوجھ ہوگا، جسے وہ اُٹھائے ہوں گے۔

وَمَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَاۤ اِلَّا لَعِبٌ وَّلَهْوٌ ؕ
اور دنیا کی زندگی (آخرت کی حقیقی ابدی سرور و شادمانی کی زندگی کے مقابلہ میں) ایک کھیل تماشہ سے زیادہ نہیں۔

وَلَلدَّارُ الْاٰخِرَةُ خَيْرٌ لِّلَّذِيْنَ يَتَّقُوْنَ ؕ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ۝۳۲

اور آخرت کا گھر نہایت ہی اچھا ہے اُن لوگوں کے لیے جو (اللہ تعالیٰ) سے ڈرتے ہیں (اور مرضیاتِ الٰہی کے مطابق زندگی بسر کرتے ہیں) کیا تم اتنی بات بھی نہیں سمجھتے۔

قَدْ نَعْلَمُ اِنَّهٗ لَيَحْزُنُكَ الَّذِيْ يَقُوْلُوْنَ

(اے نبیؐ) یہ لوگ آپ کے تعلق سے جو باتیں کہتے ہیں ہم جانتے ہیں کہ آپ کو تکلیف پہنچتی ہے۔

فَاِنَّهُمْ لَا يُكَذِّبُوْنَكَ وَلٰكِنَّ الظّٰلِمِيْنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ يَجْحَدُوْنَ۝۳۳

دراصل وہ آپ کو نہیں جھٹلا رہے ہیں بلکہ یہ ظالم اللہ تعالیٰ کے احکام (الٰہی تعلیمات کا) انکار کیے جا رہے ہیں۔

توضیح: نبیٔ محترم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا سب سے بڑا دشمن ابوجہل تھا۔ حضرت علیؓ سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ اس نے خود نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے گفتگو کرتے ہوئے کہا۔ اِنَّا لَا نُكَذِّبُكَ وَلٰكِنْ نُكَذِّبُ مَا جِئْتَ بِهٖ ترجمہ: ہم آپ کو جھوٹا نہیں سمجھتے مگر جو کچھ آپ پیش کرتے ہیں، اُسے جھوٹ قرار دیتے ہیں۔

جنگِ بدر کے موقع پر اَخنس بن شریق نے تخلیہ میں ابوجہل سے کہا۔ یہاں میرے اور تمہارے سوا کوئی تیسرا موجود نہیں ہے۔ سچ بتاؤ تم محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو سچّا سمجھتے ہو یا جھوٹا۔ اس نے جواب دیا۔ خدا کی قسم محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ایک سچّا آدمی ہے۔ عمر بھر کبھی جھوٹ نہیں کہا۔ ان کی پیغمبری کا اقرار کرنا ہمارے لیے باعثِ عار ہے۔ منزل ۲

وَلَقَدْ كُذِّبَتْ رُسُلٌ مِّنْ قَبْلِكَ فَصَبَرُوْا عَلٰى مَا كُذِّبُوْا وَاُوْذُوْا

اور آپؐ سے پہلے بہت سے رسول جھٹلائے جا چکے ہیں، مگر وہ اس تکذیب اور اُن اذیتوں پر جو انھیں پہنچائی گئی تھی، صبر کرتے رہے۔

حَتّٰٓى اَتٰىهُمْ نَصْرُنَا ۚ وَلَا مُبَدِّلَ لِكَلِمٰتِ اللّٰهِ ۚ

یہاں تک کہ ہماری مدد ان کو آ پہنچی اور (رسولوں سے کیا ہوا وعدۂ نصرت بدل نہیں سکتا) خدا تعالیٰ کی باتوں کو کوئی بدلنے والا نہیں۔

وَلَقَدْ جَآءَكَ مِنْ نَّبَاِی الْمُرْسَلِيْنَ۝۳۴

اور ان رسولوں کے ساتھ جو کچھ پیش آیا، اس کی خبریں آپ تک پہنچ چکی ہیں (کہ کس طرح اللہ تعالیٰ نے اُن کی وقتاً فوقتاً مدد کی تھی۔)

وَاِنْ كَانَ كَبُرَ عَلَيْكَ اِعْرَاضُهُمْ

اور اگر اُن کی روگردانی آپؐ پر شاق گزرتی ہے۔

فَاِنِ اسْتَطَعْتَ اَنْ تَبْتَغِيَ نَفَقًا فِي الْاَرْضِ

اگر آپ میں اتنی طاقت ہے تو زمین میں کوئی سرنگ ڈھونڈ ھ نکالیے۔

اَوْ سُلَّمًا فِي السَّمَآءِ فَتَاْتِيَهُمْ بِاٰيَةٍ ؕ
یا آسمان میں (چڑھنے کے لیے) کوئی سیڑھی بنا لیجئے۔ پھر ان کے پاس کوئی معجزہ لے آیئے۔

توضیح: کفّارِ مکّہ آپ سے معجزات کا مطالبہ کیا کرتے تھے اور آپ کے دل میں خواہش پیدا ہوتی۔ کیا ہی اچھا ہوتا کہ کوئی معجزہ دیا جاتا جس کو دیکھ کر یہ سارے لوگ ایمان لاتے اس کے جواب میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ لَجَمَعَهُمْ عَلَى الْهُدٰى
اور اگر اللہ تعالیٰ چاہتے تو ان سب کو (جبراً) ہدایت پر جمع کر دیتے (مگر بالجبر حق کو مان لینا خود انسان کے لیے مفید نہیں ہوتا)

فَلَا تَكُوْنَنَّ مِنَ الْجٰهِلِيْنَ ۝۳۵
لہٰذا آپؐ بے علم لوگوں کی طرح نہ ہو جایئے۔

النصف

اِنَّمَا يَسْتَجِيْبُ الَّذِيْنَ يَسْمَعُوْنَ ؔؕ
واقعہ یہ ہے کہ دعوتِ حق وہی لوگ قبول کرتے ہیں، جو غور (گوشِ دل) سے سنتے ہیں۔

۱ وقف غفران وقف منزل عند البعض علی یسمعون ۱۲

وَالْمَوْتٰى يَبْعَثُهُمُ اللّٰهُ ثُمَّ اِلَيْهِ يُرْجَعُوْنَ ۝۳۶
اور مُردوں کو اللہ تعالیٰ (قیامت کے دن اجسام کے ساتھ دوبارہ قبروں سے) اُٹھائیں گے۔ پھر وہ سب محاسبۂ اعمال کے لیے اُسی کی عدالت میں لائے جائیں گے۔

توضیح: بعض کافر تو میں عالمِ آخرت کو ایک روحانی عالم سمجھتے ہیں۔

وَقَالُوْا لَوْلَا نُزِّلَ عَلَيْهِ اٰيَةٌ مِّنْ رَّبِّهٖ ؕ
اور (کافروں کا ایک اعتراض یہ تھا) کہتے تھے اس (نبی) پر اس کے رب کی طرف سے کوئی معجزہ کیوں نہیں نازل کیا گیا۔

قُلْ اِنَّ اللّٰهَ قَادِرٌ عَلٰٓى اَنْ يُّنَزِّلَ اٰيَةً
(اے نبیؐ) کہیئے اللہ تعالیٰ معجزہ عطاء کرنے پر پوری طرح قادر ہیں۔

وَّلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ۝۳۷
لیکن ان میں سے اکثر لوگ نہیں جانتے (کہ معجزہ نہ دینے میں کیا حکمتِ الٰہی ہے)

توضیح: اللہ تعالیٰ کا یہ کلام جو انسانوں کی عقل و فطرت کے مطابق ہے۔ اس کو معجزہ کے زور سے منوا کر حق تعالیٰ نہیں چاہتے کہ انسان کی فطرتی اور عقلی صلاحیتوں کو اور ان کی فراست اور ذہانت کو معطل کر دیں۔ یہ ایک حقیقت ہے کہ معجزہ کی بناء پر جو بات مانی جاتی ہے۔ اس میں استحکام اور پائیداری نہیں ہوتی کیونکہ اکثر یہ دیکھا گیا ہے کہ اہلِ باطل سے جب کوئی بات خرقِ عادت ظاہر ہوتی ہے تو لوگ اس کے آگے بھی جھک جاتے ہیں۔ لہٰذا حق و باطل کا وہی امتیاز حقیقی و پائیدار ہوتا ہے جو عقل کی روشنی میں حاصل ہوتا ہے اسی لیے ارشادِ الٰہی ہے کہ اے لوگو معجزات کا مطالبہ نہ کرو بلکہ دعوتِ حق پر غور کرو۔ یقیناً تم اس

حقیقت کو تسلیم کرو گے جو تمہاری سامنے پیش کی گئی ہے۔ ارجس کے حق ہونے کی بے شمار نشانیاں تمہارے اندر اور تمہارے اطراف موجود ہیں۔

وَمَا مِنْ دَآبَّةٍ فِي الْاَرْضِ وَلَا طٰٓئِرٍ يَّطِيْرُ بِجَنَاحَيْهِ اِلَّآ اُمَمٌ اَمْثَالُكُمْ ؕ

اور زمین پر چلنے پھرنے والے جانور اور اپنے دونوں بازوؤں پر (فضاء میں) اڑنے والے پرندے سب تمہاری طرح گروہوں میں بٹے ہوئے ہیں۔

توضیح: اُن کی زندگی بھی ایک باقاعدہ منصوبہ کے تحت ہے جس میں اللہ تعالیٰ کی مرضی کا دخل ہے۔ یعنی اللہ تعالیٰ کا نظامِ حیات اور ہر چیز کی تقدیر کتابِ الٰہی (لوحِ محفوظ) میں لکھی ہے۔ اس سورۃ کی آیت ۵۹ **وَعِنْدَهٗ مَفَاتِحُ الْغَيْبِ** میں اس کی تفصیل ہے۔

مَا فَرَّطْنَا فِي الْكِتٰبِ مِنْ شَيْءٍ

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔ ہم نے اُن کے نوشتۂ تقدیر میں کوئی کمی نہیں کی ہے۔

ثُمَّ اِلٰى رَبِّهِمْ يُحْشَرُوْنَ ﴿۳۸﴾

پھر وہ سب (اپنے اپنے اعمال کی جواب دہی کے لیے) اپنے پروردگار کے سامنے حاضر کیے جائیں گے۔

وَالَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا صُمٌّ وَّبُكْمٌ فِي الظُّلُمٰتِ ؕ

اور جن لوگوں نے ہماری تعلیمات کو جھٹلایا بہرے اور گونگے ہیں (جہل کی) تاریکیوں میں پڑے ہوئے ہیں۔

مَنْ يَّشَاِ اللّٰهُ يُضْلِلْهُ ؕ

اللہ تعالیٰ جسے چاہتے ہیں گمراہی میں پڑا رہنے دیتے ہیں (یعنی جو شخص طالبِ ہدایت نہیں ہوتا گمراہی میں پڑا رہتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کو اسی حالت میں چھوڑ دیتے ہیں۔)

وَمَنْ يَّشَاْ يَجْعَلْهُ عَلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ﴿۳۹﴾

اور جسے چاہتے ہیں سیدھی راہ دکھاتے ہیں۔ یعنی جو طالبِ ہدایت ہوتا ہے اس کو صراطِ مستقیم پر چلنے کی توفیق بخشتے ہیں۔

قُلْ اَرَءَيْتَكُمْ اِنْ اَتٰىكُمْ عَذَابُ اللّٰهِ

کہیئے (اے لوگو) کیا تم نے کبھی اس بات پر غور کیا ہے اگر تم پر اللہ تعالیٰ کا عذاب آجائے

اَوْ اَتَتْكُمُ السَّاعَةُ اَغَيْرَ اللّٰهِ تَدْعُوْنَ ۚ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿۴۰﴾

یا تم پر قیامت کی گھڑی آجائے تو کیا تم اس وقت بھی مدد کے لیے کسی غیر اللہ (ملائکہ انبیاء علیہم السلام اور بزرگوں) کو پکارو گے؟ اگر تم سچّے ہو۔

منزل ۲

بَلْ اِيَّاهُ تَدْعُوْنَ فَيَكْشِفُ مَا تَدْعُوْنَ اِلَيْهِ اِنْ شَآءَ وَتَنْسَوْنَ مَا تُشْرِكُوْنَ ؏ ﴿۴۱﴾ ۱۱ ع ۱۰

بلکہ تم (ایسی مصیبت کے وقت) اللہ تعالیٰ ہی کو پکارو گے تو جس مصیبت کو دفع کرنے کے لیے اس کو پکارتے ہو وہ چاہے تو دور کردے۔ اور جن کو تم نے (اللہ تعالیٰ کی نافرمانروائی میں) شریک بنائے رکھا تھا اس وقت انھیں بھول جاتے ہو۔

وَلَقَدْ اَرْسَلْنَآ اِلٰٓى اُمَمٍ مِّنْ قَبْلِكَ

اور ہم نے آپؐ سے پہلے بہت سی اُمتوں کی طرف اپنے رسول بھیجے۔

فَاَخَذْنٰهُمْ بِالْبَاْسَآءِ وَالضَّرَّآءِ لَعَلَّهُمْ يَتَضَرَّعُوْنَ ﴿۴۲﴾

پھر ہم نے (ان کی نافرمانیوں کی وجہ) انھیں سختیوں اور تکلیفوں میں مبتلاء کیا تاکہ وہ (خشیت الٰہی کے ساتھ) تائب ہوں۔

فَلَوْلَآ اِذْ جَآءَهُمْ بَاْسُنَا تَضَرَّعُوْا

پھر جب ہماری طرف سے ان پر مصیبتیں آئیں تو (توبہ و خشیت الٰہی کے ساتھ) رجوعِ الی اللہ کیوں نہ ہوئے۔

وَلٰكِنْ قَسَتْ قُلُوْبُهُمْ

لیکن ان کے دل (نرم پڑنے کے بجائے) اور بھی سخت ہوگئے۔

وَزَيَّنَ لَهُمُ الشَّيْطٰنُ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿۴۳﴾ منزل ۲

اور شیطان نے اُن کی بداعمالیوں کو (اُن کی نظر میں) آراستہ کر دکھایا۔

توضیح: یعنی شیطان نے اُن کو یہ سمجھایا کہ اللہ تعالیٰ کے بڑے بڑے نیک بندے بھی بڑی بڑی مصیبتوں میں مبتلاء رہے ہیں۔ اسی طرح تم پر بھی مصیبتیں آرہی ہیں تو یہ مت سمجھو کہ اللہ تعالیٰ تم سے ناراض ہیں بلکہ بندوں پر مصیبتوں کا آتے رہنا بھی بندوں کے نیک ہونے کی علامت ہے۔ لہٰذا تمہارا عقیدہ و عمل برا نہیں ہے۔ اس طرح شیطان نے انھیں بہکا کر ان کے مشرکانہ عقائد و اعمال میں اور بھی پختگی پیدا کردی۔

فَلَمَّا نَسُوْا مَا ذُكِّرُوْا بِهٖ

پھر جب انھوں نے اُن نصیحتوں کو بھلا دیا جو (کتاب اللہ کے ذریعہ) انھیں دی گئی تھیں۔

فَتَحْنَا عَلَيْهِمْ اَبْوَابَ كُلِّ شَيْءٍ ؕ

تو آزمائش کے طور پر (ہر طرح کی خوشحالی کے دروازے کھول دیئے۔

حَتّٰٓى اِذَا فَرِحُوْا بِمَآ اُوْتُوْٓا

یہاں تک کہ جب وہ ان چیزوں سے خوش ہوگئے جو انھیں دی گئی تھیں۔

توضیح: اپنی اس دنیاوی ترقی و کامرانی کو دیکھ کر جو انھیں دی گئی تھی اترانے لگے اور سمجھتے رہے کہ انھیں یہ ساری خوشحالی واسطے وسیلوں کے سبب حاصل ہوئی ہے، جنھیں وہ اختیار کیے ہوئے ہیں۔

اَخَذْنٰهُمْ بَغْتَةً فَاِذَا هُمْ

تو ہم نے انھیں اچانک اپنی گرفت میں لیا دفعۃً عذاب نازل کیا۔ پھر

مُّبْلِسُوْنَ۝۴۴ وہ اسی وقت مایوس ہو کر رہ گئے۔ (یعنی ان کی ساری توقعات پر پانی پھر گیا۔ واسطے وسیلے کام نہ آئے۔)

فَقُطِعَ دَابِرُ الْقَوْمِ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا ؕ پھر ظالم قوموں کی جڑیں کاٹ دی گئیں یعنی انکا نام ونشان بھی باقی نہیں رکھا

وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ۝۴۵ اور ساری تعریف اللہ تعالیٰ ہی کے لیے ہے جو سارے عالمین کے رب (سب کے حاجت روا، کارساز خالق ورزاق) ہیں۔

توضیح: اللہ تعالیٰ کی فرمانروائی میں اللہ تعالیٰ کے مقرب بندے وملائکہ، انبیاء علیہم السلام بھی شریک ہوتے تو وہ بھی تعریف کے مستحق ہوتے۔ ساری تعریف اللہ تعالیٰ ہی کے لیے ہونا اس بات کی دلیل ہے کہ اللہ تعالیٰ تنہا بلا شرکت غیرے فرمانروا ہیں۔

قُلْ اَرَءَيْتُمْ اِنْ اَخَذَ اللّٰهُ سَمْعَكُمْ وَاَبْصَارَكُمْ وَخَتَمَ عَلٰى قُلُوْبِكُمْ مَّنْ اِلٰهٌ غَيْرُ اللّٰهِ يَاْتِيْكُمْ بِهٖ ؕ (ان کافروں سے) کہئے۔ کیا تم نے اس بات پر غور کیا ہے اگر اللہ تعالیٰ تمہاری سماعت اور تمہاری بصارت چھین لیں اور تمہارے دلوں پر مہر لگا دیں تو اللہ تعالیٰ کے سوا کون ایسا ہے؟ جو تمہیں سمع و بصر کی قوتیں لوٹا دے۔

اُنْظُرْ كَيْفَ نُصَرِّفُ الْاٰيٰتِ ثُمَّ هُمْ يَصْدِفُوْنَ۝۴۶ اے نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) دیکھئے ہم کس طرح بار بار اپنے دلائل بیان کرتے ہیں پھر بھی وہ (حقائق سے) روگردانی کرتے ہیں۔ منزل ۲

قُلْ اَرَءَيْتَكُمْ اِنْ اَتٰىكُمْ عَذَابُ اللّٰهِ بَغْتَةً اَوْ جَهْرَةً کہئے کیا تم نے کبھی اس بات پر بھی غور کیا ہے۔ اگر تم پر اللہ تعالیٰ کا عذاب دفعتاً حالتِ بے خبری یا باخبری میں آجاے۔

هَلْ يُهْلَكُ اِلَّا الْقَوْمُ الظّٰلِمُوْنَ۝۴۷ تو کیا ظالم قوم کے سوا کوئی اور بھی ہلاک ہوسکتا ہے؟

توضیح: وہ سب مبتلائے عذاب ہونگے جنکا عقیدہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے مقرب بندے اُنھیں اللہ تعالیٰ عذاب سے بچالینگے۔

وَمَا نُرْسِلُ الْمُرْسَلِيْنَ اِلَّا مُبَشِّرِيْنَ وَمُنْذِرِيْنَ ۚ اور ہم (اپنے) رسولوں کو محض اس لیے بھیجتے رہے ہیں کہ وہ (دعوتِ حق قبول کرنے والوں کو جنّت ودرجاتِ جنّت کی) خوشخبری سنائیں۔ اور (انکار کرنے والوں کو عذابِ الٰہی سے) ڈرائیں۔

فَمَنْ اٰمَنَ وَاَصْلَحَ فَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ۝۴۸ لہٰذا جو کوئی ایمان لائے اور (اپنے عقائد کی) اصلاح کرلے (نیکوں کار بن جائے) تو اا یسے لوگوں کو کچھ خوف نہ ہوگا اور نہ وہ (کسی طرح کے) حزن وملال میں مبتلا ہوں گے۔

وَالَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا يَمَسُّهُمُ الْعَذَابُ بِمَا كَانُوْا يَفْسُقُوْنَ ﴿۴۹﴾	اور جن لوگوں نے ہماری آیتوں کو جھٹلایا، اُن کی نافرمانیوں کی وجہ انھیں عذاب ہوگا۔
قُلْ لَّاۤ اَقُوْلُ لَكُمْ عِنْدِيْ خَزَآئِنُ اللّٰهِ وَلَاۤ اَعْلَمُ الْغَيْبَ	کہیے میں تم سے یہ تونہیں کہتا کہ اللہ تعالیٰ کے غیبی خزانے میرے پاس ہیں اور نہ یہ کہ میں غیب کا جاننے والا ہوں۔
وَلَاۤ اَقُوْلُ لَكُمْ اِنِّيْ مَلَكٌ ۚ	اور نہ میں تم سے یہ کہتا ہوں کہ میں فرشتہ ہوں۔
اِنْ اَتَّبِعُ اِلَّا مَا يُوْحٰۤى اِلَيَّ ؕ	میں تو اُس حکم کی اتباع کرتا ہوں جو میری طرف وحی کیا جاتا ہے۔
قُلْ هَلْ يَسْتَوِي الْاَعْمٰى وَالْبَصِيْرُ ؕ	کہیے کیا اندھا اور آنکھ والا برابر ہوسکتا ہے؟
اَفَلَا تَتَفَكَّرُوْنَ ﴿۵۰﴾	کیا تم اتنا بھی نہیں سوچتے؟ (غور وفکر سے کام نہیں لیتے؟)
وَاَنْذِرْ بِهِ الَّذِيْنَ يَخَافُوْنَ اَنْ يُّحْشَرُوْۤا اِلٰى رَبِّهِمْ	اور (اے نبی ﷺ) اس قرآن کے ذریعہ اُن لوگوں کو ڈراتے رہیے جو یہ خوف رکھتے ہیں کہ (محاسبۂ اعمال کے لیے) وہ اپنے پروردگار کے سامنے حاضر کیے جائیں گے۔
لَيْسَ لَهُمْ مِّنْ دُوْنِهٖ وَلِيٌّ وَّلَا شَفِيْعٌ	(اور وہ جانتے ہیں کہ) اللہ کے سوا نہ تو اُن کا کوئی دوست ہے اور نہ کوئی سفارش کرنے والا۔
لَّعَلَّهُمْ يَتَّقُوْنَ ﴿۵۱﴾	(یہ تعلیم انھیں اس لیے دی گئی ہے کہ) تا کہ وہ پارسا و پرہیز گار بنے رہیں۔
وَلَا تَطْرُدِ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَدٰوةِ وَالْعَشِيِّ يُرِيْدُوْنَ وَجْهَهٗ ؕ	اے نبی ﷺ ان لوگوں کو (جو غریب و نادار ہیں، دعوت حق قبول کر چکے ہیں اور) جو صبح و شام (ہر حاجت و مشکلات میں) اپنے ہی رب کو (مدد کے لئے) پکارتے ہیں، رضائے الٰہی کے جویا ہیں (روسائے قریش کی خاطر) انھیں اپنے سے دور نہ کیجئے۔

ع ۵ | منزل ۲

توضیح: روسائے قریش دعوتِ حق سننے کے لیے رسول اللہ ﷺ کے پاس نہیں آتے تھے عذر یہ کرتے تھے کہ معمولی قسم کے لوگ آپؐ کے پاس جمع رہتے ہیں۔ ان کے ساتھ بیٹھنا ہماری رئیسانہ شان کے خلاف ہے۔ اِدھر رسول اللہ ﷺ کے قلبِ مبارک میں یہ خیال آتا رہتا کہ اگر روسائے قریش ایمان لے آئیں تو عوام بھی بے جھجک ایمان لے آئیں گے۔
لہٰذا اس تعلق سے آپؐ کے دل میں یہ خیال پیدا ہوا کہ غریب لوگ اس وقت نہ آئیں جس وقت روسائے قریش آپؐ کے پاس بیٹھے ہوں یا روسائے قریش کے آنے کا وقت ہو۔ روسائے قریش کی دراصل یہ ایک چال تھی۔ اللہ تعالیٰ نے آپؐ کو اُن

کی چال سے باخبر کر دیا اور نصیحت فرمائی کہ آپؐ روسائے قریش کی خاطر غریب اہل ایمان کو اپنے پاس سے نہ اُٹھائیں۔

مَا عَلَيْكَ مِنْ حِسَابِهِمْ مِّنْ شَيْءٍ	ان کے حساب (اِن کی بداعمالیوں) کی آپؐ پر کوئی ذمہ داری نہیں ہے۔
وَّمَا مِنْ حِسَابِكَ عَلَيْهِمْ مِّنْ شَيْءٍ	اور نہ آپؐ کے حساب کی جواب دہی ان پر ہے۔
فَتَطْرُدَهُمْ فَتَكُوْنَ مِنَ الظّٰلِمِيْنَ﴿۵۲﴾	اگر آپ انھیں اپنے سے دور کر دیں تو ظالموں میں ہوجاؤ گے (آپ کا شمار بھی نامناسب کام کرنے والوں میں ہوجائے گا۔)
وَكَذٰلِكَ فَتَنَّا بَعْضَهُمْ بِبَعْضٍ	اور اسی طرح ہم نے بعض لوگوں کی بعض سے آزمائش کی ہے۔ روسائے قریش کے مقابلے میں غربا کو ایمان کی توفیق بخشی۔
لِّيَقُوْلُوْٓا اَهٰٓؤُلَاۗءِ مَنَّ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِّنْۢ بَيْنِنَا ۭ	تا کہ یہ (روسائے قریش یہ حسرت آمیز کلمات) کہیں کیا یہی لوگ، ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے ہم پر فضیلت دی ہے۔
اَلَيْسَ اللّٰهُ بِاَعْلَمَ بِالشّٰكِرِيْنَ﴿۵۳﴾	(اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں) کیا اللہ تعالیٰ اپنے شکر گزار بندوں کو نہیں جانتے (یقیناً جانتے ہیں)

توضیح: دراصل بات یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ طالب حق کو ہدایت دیتے ہیں۔ چاہے وہ کتنے ہی غریب کیوں نہ ہوں۔ اللہ تعالیٰ کی نظر عنایت کے وہی مستحق ہوتے ہیں جو اپنے قلب میں حق کی طلب رکھتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے فضلِ عظیم کا مستحق بننے کے لیے امارت غربت معیار نہیں۔ لہٰذا غریب ایمان والوں کو اپنے سے دور رکھنے کے بجائے آپؐ ان کی عزت افزائی کیجئے۔ کیونکہ انھوں نے دعوتِ الٰہی قبول کر لی ہے۔ منزل ۲

حضرت سعد بن وقاص روایت کرتے ہیں کہ یہ آیت ہم چھ آدمیوں کے حق میں اُتری ہے۔ یعنی سعدؓ اور ابن مسعودؓ اور صہیب اور بلالؓ اور عمارؓ اور مقداد کہ ہم لوگ جنابِ رسول خدا ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوتے تو قریب ہوکر بیٹھتے اور باتیں سنتے کفّار قریش کو یہ بات ناگوار ہوتی۔

روساء قریش نے کہا ہمارا دل آپؐ کی باتیں سننے کو تو چاہتا ہے لیکن ہم کو ان غلاموں کے ساتھ بیٹھتے ہوئے شرم آتی ہے۔ لہٰذا جب ہم آپؐ کے پاس آیا کریں تو آپ انھیں اپنے پاس سے اٹھا دیا کیجئے اور جب ہم چلے جائیں تو پھر آپ کو اختیار ہے، انھیں اپنے پاس بیٹھا لیں۔ آپؐ نے اس بات کو مان لیا تو روسائے قریش نے کہا۔ آپؐ ہمیں اس مضمون کی ایک تحریر لکھ دیجئے آپؐ نے کاغذ منگوایا اور حضرت علیؓ کو لکھنے کے لیے بلایا۔ اتنے میں جبرئیل امین یہ آیت لے کر آئے۔ گو کہ طالبانِ حق غریب ہیں۔ لیکن ان کی خاطر داری مقدم رکھنی چاہئے۔ تب سے آپؐ ہماری بہت خاطر کرنے لگے۔

وَاِذَا جَآءَكَ الَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِاٰيٰتِنَا فَقُلْ سَلٰمٌ عَلَيْكُمْ	اور جب آپؐ کے پاس وہ لوگ آئیں جنھوں نے ہماری تعلیم قبول کر لی ہے تو آپؐ اُن سے سلام علیکم کہا کرو۔
كَتَبَ رَبُّكُمْ عَلٰى نَفْسِهِ الرَّحْمَةَ ۙ	(اور یہ بھی کہیئے) تمہارے پروردگار نے رحمت اختیار کی ہے۔
اَنَّهٗ مَنْ عَمِلَ مِنْكُمْ سُوْٓءًۢا بِجَهَالَةٍ	تم میں سے جو کوئی جہالت کی وجہ کوئی بُرا کام کر بیٹھے۔
ثُمَّ تَابَ مِنْۢ بَعْدِهٖ وَاَصْلَحَ ۙ	پھر اس کے بعد (ساتھ ہی) توبہ کر لے اور (اپنے عقیدہ اور اعمال کی) اصلاح کر لے۔
فَاَنَّهٗ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۵۴﴾	تو اللہ تعالیٰ بخشنے والے رحم فرمانے والے ہیں۔
وَكَذٰلِكَ نُفَصِّلُ الْاٰيٰتِ وَلِتَسْتَبِيْنَ	اور اسی طرح ہم اپنے احکام کھول کھول کر بیان کرتے ہیں تا کہ آپ کو
سَبِيْلُ الْمُجْرِمِيْنَ ﴿۵۵﴾ ع ۶/۵/۱۲	مجرمین کی چال کا پتہ چل جائے۔

توضیح : وہ چال یہ تھی کہ اگر آپؐ اپنی مجلس میں امیر وغریب کا امتیاز جائز رکھیں تو روسائے قریش غریب اہل ایمان پر طعن کر سکیں کہ تم ایمان لانے کے بعد بھی محمد ﷺ کی نظروں میں ذلیل ہی رہے۔ اور ہم ایمان نہ لا کر بھی معزز ہی رہے۔ اس طرح اہل ایمان کو رسول اللہ ﷺ سے ناراض کرا دیں اور جو لوگ ایمان لائے ہیں۔ ان کی خاطر شکنی ہو اور وہ حق سے پھر جائیں۔ منزل ۲

قُلْ اِنِّيْ نُهِيْتُ اَنْ اَعْبُدَ الَّذِيْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ؕ	اے نبی (کفارِ مشرکین سے) کہیئے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا تم جنھیں پکارتے ہو، مجھے اُن کی عبادت سے منع کیا گیا ہے۔
قُلْ لَّآ اَتَّبِعُ اَهْوَآءَكُمْ ۙ	کہہ دیجئے میں تمہارے (باطل) خواہشات (باطل عقائد) کی پیروی نہیں کرتا۔
قَدْ ضَلَلْتُ اِذًا وَّمَآ اَنَا مِنَ الْمُهْتَدِيْنَ ﴿۵۶﴾	اگر میں ایسا کروں تو بے راہ ہو جاؤں گا اور میرا شمار ہدایت یافتہ لوگوں میں نہ ہوگا۔
قُلْ اِنِّيْ عَلٰى بَيِّنَةٍ مِّنْ رَّبِّيْ وَكَذَّبْتُمْ بِهٖ ؕ	کہیئے میں تو اپنے رب کی طرف سے (عقلی فطری) واضح دلیل پر قائم ہوں اور تم اس کی تکذیب کرتے ہو۔
مَا عِنْدِيْ مَا تَسْتَعْجِلُوْنَ بِهٖ ؕ اِنِ الْحُكْمُ اِلَّا لِلّٰهِ ؕ	تم جس چیز کے لئے (عذاب یا جس آخری فیصلہ کی) جلدی کرتے ہو وہ تو میرے پاس (میرے اختیار میں) نہیں ہے (اس کے واقع ہونے کا ایسا) حکم تو اللہ ہی کے اختیار میں ہے۔

يَقُصُّ الْحَقَّ وَهُوَ خَيْرُ الْفٰصِلِيْنَ﴿۵۷﴾	وہی امرِ حق بیان فرماتا ہے اور وہی (حق و باطل کا) بہترین فیصلہ کرنے والا ہے
قُلْ لَّوْ اَنَّ عِنْدِيْ مَا تَسْتَعْجِلُوْنَ بِهٖ لَقُضِيَ الْاَمْرُ بَيْنِيْ وَبَيْنَكُمْ ؕ	کہہ دیجئے جس چیز کی تم جلدی کر رہے ہو اگر وہ میرے اختیار میں ہوتی تو میرے اور تمہارے درمیان (کبھی کا) فیصلہ ہو چکا ہوتا۔
وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِالظّٰلِمِيْنَ﴿۵۸﴾	اور اللہ تعالیٰ تو ظالموں سے خوب واقف ہیں۔
وَعِنْدَهٗ مَفَاتِحُ الْغَيْبِ لَا يَعْلَمُهَآ اِلَّا هُوَ ؕ	اور اسی (اللہ) کے پاس غیب کی کنجیاں، ہیں جن کو اُس کے سوا کوئی نہیں جانتا۔
وَيَعْلَمُ مَا فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ ؕ	یعنی تمام خزائنِ غیبیہ اللہ تعالیٰ ہی کے اختیار میں ہیں۔ اور وہ بحر و بر (یعنی خشکی و تری کی) سب چیزوں کو جانتا ہے۔
وَمَا تَسْقُطُ مِنْ وَّرَقَةٍ اِلَّا يَعْلَمُهَا	اور جو پتہ (درخت سے) جھڑتا ہے وہ اس کو بھی جانتا ہے،
وَلَا حَبَّةٍ فِيْ ظُلُمٰتِ الْاَرْضِ وَلَا رَطْبٍ وَّلَا يَابِسٍ اِلَّا فِيْ كِتٰبٍ مُّبِيْنٍ﴿۵۹﴾	اور زمین کے اندر تہ بہ تہ تاریکیوں میں کوئی دانہ اور کوئی خشک و تر چیز ایسی نہیں ہے جو اللہ تعالیٰ کی کتاب یعنی (لوحِ محفوظ) میں لکھی ہوئی نہ ہو۔
وَهُوَ الَّذِيْ يَتَوَفّٰىكُمْ بِالَّيْلِ	وہی تو ہے جو رات کو سونے کی حالت میں تمہاری روح قبض کرتا ہے۔
وَيَعْلَمُ مَا جَرَحْتُمْ بِالنَّهَارِ	اور جو کچھ تم دن میں کرتے ہو اُس کو بھی جانتا ہے۔
ثُمَّ يَبْعَثُكُمْ فِيْهِ لِيُقْضٰۤى اَجَلٌ مُّسَمًّى ۚ	(اور کاروبار کی انجام دہی کے لیے) پھر تمہیں نیند سے جگاتا ہے تاکہ متعین (یہی سلسلہ جاری رکھ کر زندگی کی) مدّت پوری کرے۔
ثُمَّ اِلَيْهِ مَرْجِعُكُمْ ثُمَّ يُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ﴿۶۰﴾	پھر تم سب کو اسی (اللہ) کی طرف لوٹ کر جانا ہے۔ پھر تم جو کچھ بداعمالیاں کرتے رہے تھے وہ تمہیں (گِن گِن کر) بتادے گا۔
وَهُوَ الْقَاهِرُ فَوْقَ عِبَادِهٖ	اور وہ اپنے بندوں پر غالب (ومقتدر) ہے۔
وَيُرْسِلُ عَلَيْكُمْ حَفَظَةً ؕ	اور (اسی نے) تمہاری حفاظت کے لیے نگہبان (فرشتے) مقرر کیے۔
حَتّٰۤى اِذَا جَآءَ اَحَدَكُمُ الْمَوْتُ تَوَفَّتْهُ رُسُلُنَا وَهُمْ لَا يُفَرِّطُوْنَ﴿۶۱﴾	یہاں تک کہ جب تم میں سے کسی کی موت آجاتی ہے تو ہمارے فرشتے اس کی روح قبض کر لیتے ہیں۔ اور وہ قبضِ روح کے مقررہ وقت میں ذرا بھی کوتاہی نہیں کرتے۔

ثُمَّ رُدُّوْٓا اِلَى اللّٰهِ مَوْلٰىهُمُ الْحَقِّ ؕ
پھر سب کے سب (قیامت کے دن محاسبۂ اعمال کے لیے) اللہ تعالیٰ کی طرف جوان کا حقیقی کارساز ہے، لائے جائیں گے۔

اَلَا لَهُ الْحُكْمُ ۟ وَهُوَ اَسْرَعُ الْحٰسِبِيْنَ ۝
خبردار (اچھی طرح سُن لو) فیصلہ اُسی کے اختیار میں ہے اور وہی بہت جلد حساب لینے والا ہے۔

قُلْ مَنْ يُّنَجِّيْكُمْ مِّنْ ظُلُمٰتِ الْبَرِّ وَالْبَحْرِ تَدْعُوْنَهٗ تَضَرُّعًا وَّخُفْيَةً ۚ
(اے نبی) ان سے پوچھئے بحر و بر کی تاریکیوں سے تمہیں کون نجات بخشتا ہے۔ نہایت ہی خشیت کے ساتھ دل ہی دل میں اُسی کو (مدد کے لیے) پکارتے ہو۔

لَئِنْ اَنْجٰنَا مِنْ هٰذِهٖ لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الشّٰكِرِيْنَ ۝
اگر اللہ تعالیٰ ہم کو اس مصیبت سے نجات بخشیں تو ہم اُسی کے شکرگزار ہوں گے۔

قُلِ اللّٰهُ يُنَجِّيْكُمْ مِّنْهَا وَمِنْ كُلِّ كَرْبٍ ثُمَّ اَنْتُمْ تُشْرِكُوْنَ ۝
کہیئے اللہ تعالیٰ ہی تم کو اس مصیبت اور ہر تکلیف سے بچاتے ہیں۔ پھر بھی تم (اس کے ساتھ) شرک کرتے ہو۔

توضیح: مثلاً یہ کہنا کہ اگر پیغمبروں بزرگوں کا واسطہ وسیلہ نہ ہوتا تو ہماری دعائیں قبول نہ ہوتیں، یہ بھی شرک ہے۔ منزل ٢

قُلْ هُوَ الْقَادِرُ عَلٰٓى اَنْ يَّبْعَثَ عَلَيْكُمْ عَذَابًا مِّنْ فَوْقِكُمْ اَوْ مِنْ تَحْتِ اَرْجُلِكُمْ
کہیئے وہ اس بات پر قادر ہے کہ کسی وقت بھی آسمان سے تم پر عذاب بھیجے یا تمہارے پاؤں کے نیچے سے (بہ شکلِ زلزلہ) عذاب آئے۔

اَوْ يَلْبِسَكُمْ شِيَعًا وَّيُذِيْقَ بَعْضَكُمْ بَاْسَ بَعْضٍ ؕ
یا تم کو فرقہ واریت میں بانٹ کر تمہارے اتحاد کو پارہ پارہ کردے اور ایک دوسرے سے لڑا کر (آپس میں) لڑائی کا مزہ چکھادے

اُنْظُرْ كَيْفَ نُصَرِّفُ الْاٰيٰتِ لَعَلَّهُمْ يَفْقَهُوْنَ ۝
دیکھئے ہم کس طرح بار بار (مختلف طریقوں سے) اپنی آیتیں بیان کرتے ہیں تاکہ وہ حق و باطل کو سمجھیں۔

وَكَذَّبَ بِهٖ قَوْمُكَ وَهُوَ الْحَقُّ ؕ
اور اس قرآن کو آپؐ کی قوم نے جھٹلا دیا حالانکہ قرآن سراسر حق ہے۔

قُلْ لَّسْتُ عَلَيْكُمْ بِوَكِيْلٍ ۝
کہیئے میں تم پر مسلّط نہیں کیا گیا ہوں (تمہیں اختیار ہے چاہے مانو یا نہ مانو)

لِكُلِّ نَبَاٍ مُّسْتَقَرٌّ ۫ وَّسَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ۝
ہر چیز کے (ظہور میں) آنے کا ایک وقت مقرر ہے اور عنقریب تم کو معلوم ہوجائے گا۔

وَاِذَا رَاَيْتَ الَّذِيْنَ يَخُوْضُوْنَ فِيْٓ اٰيٰتِنَا
اور جب آپ دیکھیں کہ وہ ہماری آیتوں کے متعلق بے ہودہ بکواس کر رہے ہیں۔

فَاَعْرِضْ عَنْهُمْ حَتّٰى يَخُوْضُوْا فِيْ حَدِيْثٍ غَيْرِهٖ ؕ
تو آپؐ اُن سے الگ ہو جایئے تا آنکہ وہ اور باتوں میں مصروف ہو جائیں۔

وَاِمَّا يُنْسِيَنَّكَ الشَّيْطٰنُ
اور اگر آپؐ کو شیطان بھول میں ڈال دے

فَلَا تَقْعُدْ بَعْدَ الذِّكْرٰى مَعَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ ﴿٦٨﴾
تو یاد آجانے کے بعد ظالموں کے پاس نہ بیٹھے رہیئے۔

وَمَا عَلَى الَّذِيْنَ يَتَّقُوْنَ مِنْ حِسَابِهِمْ مِّنْ شَيْءٍ
اور پرہیزگاروں پر لوگوں کے حساب کی جواب دہی نہیں ہے۔

وَّلٰكِنْ ذِكْرٰى لَعَلَّهُمْ يَتَّقُوْنَ ﴿٦٩﴾
اس کے باوجود نصیحت تو ضروری ہے تاکہ وہ (گمراہی سے) بچ جائیں۔

وَذَرِ الَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا دِيْنَهُمْ لَعِبًا وَّلَهْوًا
اور جن لوگوں نے اپنے دین کو کھیل تماشہ بنائے رکھا ہے اُنھیں اُن کے حال پر چھوڑ دیجئے۔

وَّغَرَّتْهُمُ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا
دنیا کی زندگی نے انھیں دھوکہ میں ڈال رکھا ہے۔

وَذَكِّرْ بِهٖٓ اَنْ تُبْسَلَ نَفْسٌۢ بِمَا كَسَبَتْ ۖ
اُنھیں قرآن کے ذریعہ نصیحت کیا کیجئے تاکہ کوئی شخص (قیامت کے دن اپنے باطل عقائد و) اعمال کی پاداش میں عذاب میں مبتلا نہ ہونے پائے۔

لَيْسَ لَهَا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَلِيٌّ وَّلَا شَفِيْعٌ ۚ
کیونکہ (اُس روز) اللہ تعالیٰ کے سوا (اللہ تعالیٰ کے مقابلہ میں) کوئی غیر اللہ اس کا نہ مددگار ہوگا اور نہ سفارشی۔

وَاِنْ تَعْدِلْ كُلَّ عَدْلٍ لَّا يُؤْخَذْ مِنْهَا ؕ
اور اگر وہ (اپنی مجرمانہ روش کی پاداش میں) ہر وہ چیز جو روئے زمین پر ہے فدیہ میں دینا چاہے تو اس سے ہرگز قبول نہ کی جائے گی۔

اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ اُبْسِلُوْا بِمَا كَسَبُوْا ۚ
یہی وہ لوگ ہیں جو اپنی مشرکانہ روش کی پاداش میں ہلاکت میں ڈالے گئے

لَهُمْ شَرَابٌ مِّنْ حَمِيْمٍ وَّعَذَابٌ اَلِيْمٌۢ بِمَا كَانُوْا يَكْفُرُوْنَ ﴿٧٠﴾
انھیں پینے کے لیے کھولتا ہوا پانی اور دردناک سزائیں ہیں۔ اس سبب سے کہ وہ کفر کرتے تھے۔

منزل ٢

ع ٨ / ١٤

قُلْ اَنَدْعُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا يَنْفَعُنَا وَلَا يَضُرُّنَا

(اے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کہہ دیجئے۔ کیا ہم اللہ تعالیٰ کے سوا غیر اللہ (یعنی اللہ کے مقرب بندوں) کو مدد کے لیے پکاریں جو نہ ہم کو کسی طرح کا نفع پہنچا سکتے ہیں اور نہ ضرر۔

وَنُرَدُّ عَلٰٓى اَعْقَابِنَا بَعْدَ اِذْ هَدٰىنَا اللّٰهُ

اللہ تعالیٰ ہم کو (دین اسلام کی) ہدایت دینے کے بعد کیا ہم اُلٹے پاؤں پھر جائیں یعنی مرتد ہو جائیں (جس باطل عقیدے کو ترک کر کے آئے ہیں کیا اُسے دوبارہ اختیار کریں)

كَالَّذِى اسْتَهْوَتْهُ الشَّيٰطِيْنُ فِى الْاَرْضِ حَيْرَانَ

اُس شخص کی طرح جس کو شیطان نے صحرا میں حیران و پریشان کر دیا ہو (بھٹکا دیا ہو)

لَهٗٓ اَصْحٰبٌ يَّدْعُوْنَهٗٓ اِلَى الْهُدَى ائْتِنَا ؕ

اس کے کچھ رفیق ہوں اُس کو راستے کی طرف بُلا رہے ہوں کہ ہماری طرف آ۔

قُلْ اِنَّ هُدَى اللّٰهِ هُوَ الْهُدٰى ؕ

کہئے سیدھا راستہ تو وہی ہے جو اللہ تعالیٰ نے دکھایا ہے یعنی اللہ تعالیٰ کی عبادت کا صحیح طریقہ وہی ہے جو اللہ تعالیٰ نے بتلایا ہے۔

وَاُمِرْنَا لِنُسْلِمَ لِرَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿٧١﴾

اور ہمیں حکم دیا گیا ہے کہ (اسی طریقہ کے مطابق) رب العالمین کے آگے سرِ نیاز جھکائیں۔

وَاَنْ اَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاتَّقُوْهُ ؕ وَهُوَ الَّذِيْٓ اِلَيْهِ تُحْشَرُوْنَ ﴿٧٢﴾

اور یہ کہ نماز قائم رکھیں اور اسی سے ڈریں۔ اور وہی تو ہے جس کے پاس (محاسبۂ اعمال کے لیے) تم حاضر کیے جاؤ گے۔

وَهُوَ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ بِالْحَقِّ ؕ

اور وہی تو ہے جس نے آسمانوں اور زمین کو با مقصد بنایا (عبث نہیں پیدا کیا)

وَيَوْمَ يَقُوْلُ كُنْ فَيَكُوْنُ ۬ؕ

اور جس دن (اُس انجام کے ظاہر ہونے کا) وہ حکم دے گا کہ ہو جا تو وہ ہو جائے گا۔ حشر برپا ہوگا، یعنی قیامت واقع ہو جائے گی۔

قَوْلُهُ الْحَقُّ ؕ وَلَهُ الْمُلْكُ

اُس کا یہ ارشاد برحق ہے (یعنی اللہ تعالیٰ کی یہ بات ہو کر رہے گی) اور فرمانروائی اسی کے لیے (مختص) ہے۔

يَوْمَ يُنْفَخُ فِى الصُّوْرِ ؕ

جس دن صور پھونکا جائے گا (قیامت اسی دن برپا ہوگی)

منزل ۲

الثلاثة

عٰلِمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ ؕ
وہی پوشیدہ وظاہر کا جاننے والا ہے۔

وَهُوَ الْحَكِيْمُ الْخَبِيْرُ ﴿۷۳﴾
اور وہی حکیم وخبیر ہے۔(یعنی تجاویز الٰہی بڑے ہی حکیمانہ و ماہرانہ ہیں)

وَاِذْ قَالَ اِبْرٰهِيْمُ لِاَبِيْهِ اٰزَرَ
(وہ واقعہ بھی یاد رکھنے کے قابل ہے) اور جب ابراہیمؑ نے اپنے باپ آذر سے کہا۔

اَتَتَّخِذُ اَصْنَامًا اٰلِهَةً ۚ
کیا تم بتوں کو معبود قرار دیتے ہو۔(یعنی گزرے ہوئے بزرگوں کی مورتیاں بنا کر ان کی پرستش کرتے ہو۔)

اِنِّيْٓ اَرٰىكَ وَقَوْمَكَ فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ﴿۷۴﴾
میں تم کو اور تمہاری قوم کو کھلی گمراہی میں دیکھتا ہوں۔

وَكَذٰلِكَ نُرِيْٓ اِبْرٰهِيْمَ مَلَكُوْتَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ
اور اسی طرح ہم نے ابراہیمؑ کو آسمانوں اور زمین میں اپنی فرمانروائی دکھائی (ایسی فرمانروائی جس میں اللہ کا کوئی شریک نہیں۔)

وَلِيَكُوْنَ مِنَ الْمُوْقِنِيْنَ ﴿۷۵﴾
تاکہ وہ یقین کرنے والوں میں سے ہو جائیں۔(یعنی مشاہدہ کی بناء پر قوتِ یقین کے ساتھ لوگوں کو حق کی طرف بلائیں۔ اور اللہ کا معبود ومستعان حقیقی، کارساز وحاجت روا ہونا ذہن نشین کرائیں۔)

فَلَمَّا جَنَّ عَلَيْهِ الَّيْلُ رَاٰ كَوْكَبًا ۚ قَالَ هٰذَا رَبِّيْ ۚ
جب رات کی تاریکی اُن پر چھا گئی تو ایک روشن ستارہ دیکھا (بطورِ معارضہ قوم کو الزام دینے کے لیے) کہا یہ میرا پروردگار ہے۔

فَلَمَّآ اَفَلَ قَالَ لَآ اُحِبُّ الْاٰفِلِيْنَ ﴿۷۶﴾
پھر جب وہ ستارہ غروب ہو گیا تو (حضرت ابراہیمؑ نے) کہا میں غائب ہو جانے والوں کو پسند نہیں کرتا۔(اِسی طرح)

فَلَمَّا رَاَ الْقَمَرَ بَازِغًا قَالَ هٰذَا رَبِّيْ ۚ
پھر جب آپ نے چاند کو چمکتا دمکتا دیکھا تو کہا ہاں یہ میرا رب ہے۔

فَلَمَّآ اَفَلَ قَالَ لَئِنْ لَّمْ يَهْدِنِيْ رَبِّيْ لَاَكُوْنَنَّ مِنَ الْقَوْمِ الضَّآلِّيْنَ ﴿۷۷﴾
پھر جب وہ (چاند بھی) غروب ہو گیا تو کہا اگر میرا رب مجھ کو ہدایت نہ دے تو (ایسی چیزوں کو رب مان کر) میں بھی راہ حق سے بھٹکے ہوئے لوگوں میں سے ہو جاؤں گا۔

فَلَمَّا رَاَ الشَّمْسَ بَازِغَةً
پھر جب آپؑ نے آفتاب کو طلوع ہوتے دیکھا۔

قَالَ هٰذَا رَبِّيْ هٰذَآ اَكْبَرُ ۚ
کہا ہاں یہ میرا رب ہے یہ (کہ سب سے زیادہ) بڑا ہے۔

منزل ۲

فَلَمَّآ اَفَلَتْ قَالَ يٰقَوْمِ اِنِّيْ بَرِيْٓءٌ مِّمَّا تُشْرِكُوْنَ۝۷۸

پھر جب وہ بھی غروب ہوگیا تو کہا اے میری قوم جن چیزوں کو تم (اللہ تعالیٰ کا) شریک قرار دیتے ہو میں اُس سے بے تعلق ہوں۔

توضیح: کواکب پرستی اور شمس وقمر کو متصرف فی العالم سمجھنا بھی شرک ہے۔

اِنِّيْ وَجَّهْتُ وَجْهِيَ لِلَّذِيْ فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ حَنِيْفًا وَّمَآ اَنَا مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ۝۷۹

میں (ان تمام غیر اللہ سے بے رُخ ہو کر جن کو لوگ اللہ تعالیٰ کے ساتھ الٰہ بنائے ہوئے ہیں) اپنا رُخ اخلاص کے ساتھ اُس ذاتِ واحد کی طرف کر چکا یعنی اللہ کا ہو رہا جس نے زمین و آسمانوں کو پیدا کیا اور میں مشرکین میں سے نہیں ہوں۔

(یعنی حاجتوں مصیبتوں میں غیر اللہ کی طرف متوجہ ہونے والوں میں سے نہیں ہوں مدد کے لیے اللہ تعالیٰ ہی کو پکارتا ہوں)

وَحَآجَّهٗ قَوْمُهٗ ۭ قَالَ اَتُحَآجُّوْٓنِّيْ فِي اللّٰهِ وَقَدْ هَدٰىنِ ۭ

اور اُن کی قوم اُن سے جھگڑنے لگی (آپؑ کی بات نہ مانی) (ابراہیمؑ نے اپنی قوم سے) کہا کیا تم مجھ سے اللہ تعالیٰ کے (اِلٰہ واحد ہونے کے) بارے میں جھگڑتے ہو۔ اُس نے مجھے سیدھا راستہ دکھایا۔

منزل ۲

وَلَآ اَخَافُ مَا تُشْرِكُوْنَ بِهٖٓ اِلَّآ اَنْ يَّشَاۗءَ رَبِّيْ شَيْـــًٔـا ۭ

اور جن چیزوں کو تم اُس کا شریک قرار دیتے ہو میں اُن سے نہیں ڈرتا سوائے اس کے کہ میرا رب ہی (کسی مصلحت کے تحت) ایسا چاہے۔

توضیح: اللہ تعالیٰ مخالفینِ حق کی تنبیہ کے لیے مصیبت بھیجتے ہیں۔ اور دعوتِ حق کے ماننے والوں پر مصائب اس لیے آتے ہیں کہ وہ گناہوں سے پاک ہوتے رہیں اور اس لیے بھی کہ دنیا کے رنج و آلام کو دیکھ کر اُخروی زندگی کے تمنائی بنے رہے۔ لہٰذا بندوں پر مصائب کا آتے رہنا بھی ایک عالمانہ نظام ہے۔

وَسِعَ رَبِّيْ كُلَّ شَيْءٍ عِلْمًا ۭ

اور میرا رب ہر چیز کے تعلق سے بڑا ہی وسیع العلم ہے۔

اَفَلَا تَتَذَكَّرُوْنَ۝۸۰

کیا پھر بھی تم نصیحت حاصل نہیں کرتے؟

وَكَيْفَ اَخَافُ مَآ اَشْرَكْتُمْ

اور میں کس طرح (ان سے) ڈر سکتا ہوں جنھیں تم نے شریکِ خدا بنا رکھا ہے۔

وَلَا تَخَافُوْنَ اَنَّكُمْ اَشْرَكْتُمْ بِاللّٰهِ

اور تم اللہ تعالیٰ کے ساتھ دوسروں کو شریکِ قرار دیتے ہوئے بھی نہیں ڈرتے۔

مَا لَمْ يُنَزِّلْ بِهٖ عَلَيْكُمْ سُلْطٰنًا ؕ — جس کے جواز میں اللہ تعالیٰ نے تم پر کوئی دلیل نازل نہیں کی۔

فَاَيُّ الْفَرِيْقَيْنِ اَحَقُّ بِالْاَمْنِ ۚ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ﴿۸۱﴾ — پس دونوں فریقوں میں سے کونسا فریق امن کا مستحق ہے؟ (بتاؤ) اگر تم جانتے ہو۔ وقف لازم

اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَلَمْ يَلْبِسُوْٓا اِيْمَانَهُمْ بِظُلْمٍ — جولوگ ایمان لائے (یعنی اللہ تعالیٰ ہی کو معبود و مستعان مانا) اور انھوں نے اپنے ایمان کو شرک کی آمیزش سے پاک رکھا۔

اُولٰٓئِكَ لَهُمُ الْاَمْنُ وَهُمْ مُّهْتَدُوْنَ ﴿۸۲﴾ — اُن ہی کے لیے امن وسلامتی ہے (یعنی وہی اللہ تعالیٰ کے عذاب سے محفوظ و مامون رہیں گے) اور وہی ہدایت پانے والے ہیں۔ ع ۲/۹ ۱۵

توضیح: ظلم سے مُراد شرک ہے امن وہدایت کے مستحق ہونے کے لیے شرک سے پاک ہونا لازم ہے۔

وَتِلْكَ حُجَّتُنَآ اٰتَيْنٰهَآ اِبْرٰهِيْمَ عَلٰى قَوْمِهٖ ؕ — اور یہ وہ لائل ہیں جو ہم نے ابراہیمؑ کو اُن کی قوم کے مقابلہ میں سکھائے تھے۔

نَرْفَعُ دَرَجٰتٍ مَّنْ نَّشَآءُ ؕ — ہم جس کو چاہتے ہیں فضیلتِ علمی عطاء کرتے ہیں۔

اِنَّ رَبَّكَ حَكِيْمٌ عَلِيْمٌ ﴿۸۳﴾ — بے شک تمہارا پروردگار بڑا ہی دانا جاننے والا ہے۔ منزل ۲

وَوَهَبْنَا لَهٗٓ اِسْحٰقَ وَيَعْقُوْبَ ؕ — اور ہم نے اُنھیں اسحٰق (نامی فرزند) اور یعقوب (نامی پوتا) بخشا۔

كُلًّا هَدَيْنَا ۚ — ہم نے سب کو راہِ ہدایت بخشی۔

وَنُوْحًا هَدَيْنَا مِنْ قَبْلُ — اور ان سے پہلے ہم نے نوحؑ کو بھی راہِ ہدایت دی تھی۔

وَمِنْ ذُرِّيَّتِهٖ دَاوٗدَ وَسُلَيْمٰنَ وَاَيُّوْبَ وَيُوْسُفَ وَمُوْسٰى وَهٰرُوْنَ ؕ — اور ان کی آل واولاد میں سے داؤدؑ وسلیمانؑ اور ایوبؑ و یوسفؑ اور موسیٰؑ وہارونؑ کو بھی (ہدایت کے اعلیٰ مقام پر فائز کیا یعنی نبوت عطاء کی)

وَكَذٰلِكَ نَجْزِى الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۸۴﴾ — ہم نیکوکاروں کو (ان کی نیکیوں کا) ایسا ہی بدل عطا کرتے ہیں۔

وَزَكَرِيَّا وَيَحْيٰى وَعِيْسٰى وَاِلْيَاسَ ؕ كُلٌّ مِّنَ الصّٰلِحِيْنَ ﴿۸۵﴾ — اور اسی طرح زکریاؑ اور عیسٰیؑ اور یحییٰؑ اور الیاسؑ سب کے سب صالحین میں سے تھے۔

وَاِسْمٰعِيْلَ وَالْيَسَعَ وَيُوْنُسَ وَلُوْطًا ؕ وَكُلًّا فَضَّلْنَا عَلَى الْعٰلَمِيْنَ ﴿۸۶﴾ — اور اسماعیلؑ اور یسعؑ اور یونسؑ اور لوطؑ ہم نے ان سب کو (نبوت) دے کر سارے عالم پر فضیلت بخشی۔

وَمِنْ اٰبَآئِهِمْ وَذُرِّيّٰتِهِمْ وَاِخْوَانِهِمْ ۚ وَاجْتَبَيْنٰهُمْ وَهَدَيْنٰهُمْ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ﴿۸۷﴾

اور اُن کے آبا واجداد اور اُن کی اولاد اور اُن کے بھائی کو بھی برگزیدہ کیا اور انھیں (جنّت کی) سیدھی راہ دکھائی۔

ذٰلِكَ هُدَى اللّٰهِ يَهْدِيْ بِهٖ مَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ ؕ

یہ اللہ تعالیٰ کی ہدایت ہے اللہ تعالیٰ اپنے بندوں میں سے جسے چاہتے ہیں ہدایت دیتے ہیں۔

توضیح: سنّتِ الٰہی یہ ہے کہ طالبِ ہدایت کو ہدایت دی جاتی ہے۔

وَلَوْ اَشْرَكُوْا لَحَبِطَ عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿۸۸﴾

(بہ فرضِ محال) اگر یہ لوگ بھی شرک کرتے تو ان کی نیکیاں بھی برباد کردی جاتیں۔

اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ اٰتَيْنٰهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحُكْمَ وَالنُّبُوَّةَ ۚ

یہ وہ لوگ ہیں جن کو ہم نے کتاب دی دانائی بخشی اور نبوت سے سرفراز کیا۔

فَاِنْ يَّكْفُرْ بِهَا هٰٓؤُلَآءِ فَقَدْ وَكَّلْنَا بِهَا قَوْمًا لَّيْسُوْا بِهَا بِكٰفِرِيْنَ ﴿۸۹﴾ منزل ۲

اگر یہ (کفّار قریش) ان باتوں سے انکار کریں تو ہم نے (ان پر ایمان لانے کے لیے) ایسی قوم کا انتخاب کیا ہے کہ وہ کبھی اُن کا انکار نہ کرے گی (مدینہ کے انصار مُراد، ہیں)

اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ هَدَى اللّٰهُ فَبِهُدٰىهُمُ اقْتَدِهْ ؕ

یہ وہ لوگ ہیں جنھیں اللہ تعالیٰ نے ہدایت بخشی لہٰذا انھیں کے طریقے کی تم اقتدا کرو۔

قُلْ لَّآ اَسْئَلُكُمْ عَلَيْهِ اَجْرًا ؕ

(اے نبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم) انھیں یہ بھی کہیئے کہ میں اس قرآن کے سنانے کا تم سے کوئی صلہ نہیں چاہتا۔

اِنْ هُوَ اِلَّا ذِكْرٰى لِلْعٰلَمِيْنَ ﴿۹۰﴾ ع ۸ ۱۶

یہ قرآن تو سارے عالم کے لیے ایک نصیحت نامہ ہے۔

وَمَا قَدَرُوا اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهٖٓ

اور لوگوں نے اللہ تعالیٰ کی جیسی قدر جاننی چاہیئے تھی نہ جانی۔

اِذْ قَالُوْا مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ عَلٰى بَشَرٍ مِّنْ شَيْءٍ ؕ

جب انھوں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے انسان پر (وحی یا کتاب وغیرہ) کچھ بھی نازل نہیں کی۔

قُلْ مَنْ اَنْزَلَ الْكِتٰبَ الَّذِيْ جَآءَ بِهٖ مُوْسٰى

ان سے پوچھیے جو کتاب موسیٰؑ لائے تھے وہ کس نے نازل کی تھی۔

نُوْرًا وَّهُدًى لِّلنَّاسِ تَجْعَلُوْنَهٗ قَرَاطِيْسَ	جس میں لوگوں کے لیے علم کی روشنی اور ہدایتیں تھیں جسے تم نے علیحدہ اوراق میں نقل کر رکھا ہے۔
تُبْدُوْنَهَا وَتُخْفُوْنَ كَثِيْرًا ۚ	جس کے بعض اجزاء کو تم بیان کرتے ہو، اور اکثر (اہم) اجزاء کو چھپاتے ہو۔
وَعُلِّمْتُمْ مَّا لَمْ تَعْلَمُوْٓا اَنْتُمْ وَلَآ اٰبَآؤُكُمْ ؕ	اور اس کتاب کے ذریعہ تمہیں وہ تعلیم دی گئی ہے جسے تم جانتے تھے نہ تمہارے باپ دادا۔
قُلِ اللّٰهُ ۙ ثُمَّ ذَرْهُمْ فِيْ خَوْضِهِمْ يَلْعَبُوْنَ ﴿۹۱﴾	کہہ دو اللہ (اللہ ہی نے اس کتاب کو نازل فرمایا تھا) پھر ان (معترضین) کو اُن کے حال پر چھوڑ دیجئے کہ وہ اپنی (اسی باطل) بے ہودہ بکواس میں مبتلا رہیں۔
وَهٰذَا كِتٰبٌ اَنْزَلْنٰهُ مُبٰرَكٌ	اور یہ (قرآن) بابرکت کتاب ہے جسے ہم نے نازل کیا ہے جو
مُّصَدِّقُ الَّذِيْ بَيْنَ يَدَيْهِ	اپنے سے پہلے کی کتابوں کی تصدیق کرتی ہے (یعنی اُصولاً اس میں وہی تعلیم ہے جو اس سے پہلے نازل کی گئی تھی۔)
وَلِتُنْذِرَ اُمَّ الْقُرٰى وَمَنْ حَوْلَهَا ؕ	اور جو اس لیے نازل کی گئی ہے کہ آپؐ مکہ اور اس کے اطراف رہنے والوں کو (یعنی ساری دنیا کو) اس بات سے آگاہ کر دیں (کہ جو اس تعلیم کو قبول نہیں کرے گا، اس کا ابدی ٹھکانا جہنّم ہے)
وَالَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ يُؤْمِنُوْنَ بِهٖ	اور (واقعہ یہ ہے کہ) جو لوگ حیاتِ آخرہ پر یقین رکھتے ہیں وہی اس کتاب پر بھی ایمان رکھتے ہیں۔
وَهُمْ عَلٰى صَلَاتِهِمْ يُحَافِظُوْنَ ﴿۹۲﴾	اور وہ (اہتمام کے ساتھ) اپنی نمازوں کی حفاظت کرتے ہیں۔
وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا	اور اس سے بڑھ کر ظالم کون ہوسکتا ہے جو اللہ تعالیٰ پر جھوٹی باتیں افتراء کرے۔
اَوْ قَالَ اُوْحِيَ اِلَيَّ وَلَمْ يُوْحَ اِلَيْهِ شَيْءٌ	یا یہ کہیئے کہ میری طرف وحی کی جاتی ہے جب کہ اس پر کوئی چیز وحی نہ کی جاتی ہو۔
وَّمَنْ قَالَ سَاُنْزِلُ مِثْلَ مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ ؕ	اور وہ بھی جو یہ کہے کہ میں بھی اللہ کی نازل کی ہوئی کتاب کی طرح ایک کتاب بنا کر لاسکتا ہوں۔

وَلَوْ تَرٰۤى اِذِ الظّٰلِمُوْنَ فِيْ غَمَرٰتِ الْمَوْتِ

کاش آپؐ ان ظالموں (مشرکوں) کو اس وقت دیکھتے جب کہ یہ موت کی سختیوں میں مبتلاء ہوتے۔

وَالْمَلٰٓئِكَةُ بَاسِطُوْۤا اَيْدِيْهِمْ ۚ

اور فرشتے (عذاب کے لیے) انکی طرف ہاتھ بڑھا رہے ہوں گے۔

اَخْرِجُوْۤا اَنْفُسَكُمْ ؕ اَلْيَوْمَ تُجْزَوْنَ عَذَابَ الْهُوْنِ

(اور کہہ رہے ہوں گے) اپنی جان آپ نکالو۔ آج تمہیں ذلّت آمیز عذاب دیا جائے گا۔

بِمَا كُنْتُمْ تَقُوْلُوْنَ عَلَى اللّٰهِ غَيْرَ الْحَقِّ وَكُنْتُمْ عَنْ اٰيٰتِهٖ تَسْتَكْبِرُوْنَ۝۹۳

اس سبب سے کہ تم اللہ تعالیٰ کے متعلق جھوٹی باتیں کہتے تھے اور تم احکامِ الٰہی سے سرکشی کرتے تھے یعنی نہ مانتے تھے۔

وَلَقَدْ جِئْتُمُوْنَا فُرَادٰى كَمَا خَلَقْنٰكُمْ اَوَّلَ مَرَّةٍ

اور (کہا جائے گا) تم ہمارے پاس اسی طرح تنہا آئے ہو جس طرح ہم نے تم کو پہلی مرتبہ (بے سروسامان) پیدا کیا تھا۔

وَّتَرَكْتُمْ مَّا خَوَّلْنٰكُمْ وَرَآءَ ظُهُوْرِكُمْ ۚ

اور جو کچھ مال ومتاع ہم نے تمہیں عطا کیا تھا، وہ سب اپنی پیٹھ پیچھے (دنیا میں) چھوڑ آئے۔

منزل ۲

وَمَا نَرٰى مَعَكُمْ شُفَعَآءَكُمُ الَّذِيْنَ زَعَمْتُمْ اَنَّهُمْ فِيْكُمْ شُرَكٰٓؤُا ؕ

کیا بات ہے کہ ہم تمہارے ساتھ تمہارے سفارشیوں کو نہیں دیکھ رہے ہیں۔ جن کے متعلق تمہارا گمان تھا کہ وہ تمہارے (شفیع) اور ہمارے شریک ہیں۔

لَقَدْ تَّقَطَّعَ بَيْنَكُمْ وَضَلَّ عَنْكُمْ مَّا كُنْتُمْ تَزْعُمُوْنَ۝۹۴

تمہارے اوران (شرکاء) کے درمیان (جو عقیدت مندیاں) تھیں، وہ سب (آج) ختم ہوگئیں۔ اور جو دعوے تم کرتے تھے وہ سب جاتے رہے۔

توضیح: ان کے سفارشی ہونے کے تعلق سے جو تصوارت ذہن میں تھے۔ وہ سب فنا ہوگئے۔ کام نہ آئے۔

اِنَّ اللّٰهَ فَالِقُ الْحَبِّ وَالنَّوٰى ؕ

بیشک اللہ تعالیٰ ہی دانے اور گٹھلی کو پھاڑ کر (درخت وپودے) اُگاتے ہیں۔

يُخْرِجُ الْحَيَّ مِنَ الْمَيِّتِ وَمُخْرِجُ الْمَيِّتِ مِنَ الْحَيِّ ؕ

وہ جاندار کو بے جان سے اور بے جان کو جان دار سے پیدا کرتے ہیں۔

ذٰلِكُمُ اللّٰهُ فَاَنّٰى تُؤْفَكُوْنَ۝۹۵

یہی تو اللہ ہے پھر تم کدھر بہکائے جا رہے ہو۔

فَالِقُ الْاِصْبَاحِ ۚ
(وہی رات کی تاریکی سے) صبح کی روشنی نمودار کرتے ہیں۔

وَجَعَلَ الَّيْلَ سَكَنًا وَّالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ حُسْبَانًا ؕ
اللہ ہی نے رات کو سکون و آرام کے لیے بنایا اور چاند اور سورج کو (اپنے اپنے محور پر ایک مقررہ حساب سے) گھومتے رہنے کا پابند بنایا (تاکہ مہینوں سال اور صدیوں کا شمار ہوتا رہے)

ذٰلِكَ تَقْدِيْرُ الْعَزِيْزِ الْعَلِيْمِ ۝۹۶
یہ ایک نہایت ہی زبردست جاننے والے (اللہ) علیم کا مقرر کیا ہوا نظام ہے (جس میں کسی کی سفارش و مشورہ کو دخل نہیں)

وَهُوَ الَّذِيْ جَعَلَ لَكُمُ النُّجُوْمَ لِتَهْتَدُوْا بِهَا فِيْ ظُلُمٰتِ الْبَرِّ وَالْبَحْرِ ؕ
اور وہی تو ہے جس نے تمہارے لیے ستارے بنائے تاکہ جنگلوں اور دریاؤں کے اندھیروں میں ان سے راستے معلوم کرو۔

قَدْ فَصَّلْنَا الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَ ۝۹۷
عقل سے کام لینے والوں کے لیے ہم نے اپنی آیتیں کھول کھول کر بیان کر دی ہیں۔

وَهُوَ الَّذِيْٓ اَنْشَاَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ
اور وہی تو ہے جس نے تم کو ایک شخص واحد سے پیدا کیا۔

فَمُسْتَقَرٌّ وَّمُسْتَوْدَعٌ ؕ
پھر تمہارے لیے چند روز ٹھہرنے اور (سپردِ خاک ہونے) کی جگہ تجویز فرمائی۔

قَدْ فَصَّلْنَا الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ يَّفْقَهُوْنَ ۝۹۸
سمجھنے والوں کیلئے ہم نے اپنی آیتیں وضاحت کے ساتھ بیان کر دیں۔

وَهُوَ الَّذِيْٓ اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً ۚ
اور وہ اللہ ہی تو ہے جس نے آسمان سے مینہ برسایا۔

فَاَخْرَجْنَا بِهٖ نَبَاتَ كُلِّ شَيْءٍ فَاَخْرَجْنَا مِنْهُ خَضِرًا
پھر ہم ہی اس (مینہ) کے ذریعہ ہر قسم کی روئیدگی (نباتات) اور سرسبز وشاداب کھیت اُگاتے ہیں۔

نُّخْرِجُ مِنْهُ حَبًّا مُّتَرَاكِبًا ۚ
اس سے تہ بہ تہ دانے دار اناج پیدا کرتے ہیں۔

وَمِنَ النَّخْلِ مِنْ طَلْعِهَا قِنْوَانٌ دَانِيَةٌ
اور کھجور کے گابھے میں سے کھجور کے گچھے جو بوجھ سے جھکے پڑتے ہیں نکالے۔

وَّجَنّٰتٍ مِّنْ اَعْنَابٍ وَّالزَّيْتُوْنَ
اور انگور کے باغ اور زیتون اور انار کے درخت پیدا کیے

منزل ۲

وَالرُّمَّانَ مُشْتَبِهًا وَّغَيْرَ مُتَشَابِهٍ ؕ
جو بظاہر ایک دوسرے سے ملتے جلتے ہیں، ذایقہ کے اعتبار سے ایک دوسرے سے جُدا جُدا ہیں۔

اُنْظُرُوْٓا اِلٰى ثَمَرِهٖٓ اِذَآ اَثْمَرَ وَيَنْعِهٖ ؕ
(ذرا غور سے) ان پھلوں کو دیکھو ذرا ذرا سے دانے کس طرح تدریجاً پھل بنتے ہیں اور (پکنے پر کس قدر) خوش ذائقہ ہوتے ہیں۔

اِنَّ فِيْ ذٰلِكُمْ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ﴿۹۹﴾
ایمان لانے والوں کیلئے ان میں اللہ تعالیٰ کی قدرت کے کئی ایک نشان ہیں

توضیح: یہ نظامِ کائنات اہلِ ایمان وطالبانِ حق کو بہ زبانِ حال کہہ رہا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہی اِلٰہ واحد ہیں وہی لائق عبادت قابلِ استعانت ہیں۔ اور یہ نظامِ الٰہی اُن تمام انسانوں کے لیے ہیں جو اللہ تعالیٰ کو الٰہ واحد مانتے ہیں اور جو نہیں مانتے اور جو اپنے اور اللہ تعالیٰ کے درمیان پیغمبروں بزرگوں کو واسطہ وسیلہ بناتے ہیں اور جو نہیں بناتے۔ سب کیلئے بود و باش کا یکساں نظام اس باطل عقیدے کی تردید کر رہا ہے کہ اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں سے خوش و راضی ہوتے ہیں جو اللہ تعالیٰ کے مقرب بندوں کو واسطہ وسیلہ بناتے ہیں اور ایسے بندوں پر مہربانی نہیں کرتے جو واسطے وسیلے کے قائل نہیں۔

منزل ۲

وَجَعَلُوْا لِلّٰهِ شُرَكَآءَ الْجِنَّ وَخَلَقَهُمْ
ایسے لوگ بھی ہیں جنھوں نے جنوں کو اللہ تعالیٰ کا شریک ٹھیرایا ہے۔ حالانکہ ان کو اللہ تعالیٰ نے پیدا کیا ہے۔ (خالق ومخلوق میں رتی برابر کا تصور بھی شرک ہے)

وَخَرَقُوْا لَهٗ بَنِيْنَ وَبَنٰتٍۭ بِغَيْرِ عِلْمٍ ؕ
اور انھوں نے بِلا دلیلِ علمی اللہ تعالیٰ کے لیے (اجنّہ و ملائکہ کو) بیٹے و بیٹیاں تجویز کر رکھا ہے۔

ع ۱۲ ۶ ۱۸
سُبْحٰنَهٗ وَتَعٰلٰى عَمَّا يَصِفُوْنَ ﴿۱۰۰﴾
وہ پاک بلند و برتر ہے ان باتوں سے جو مشرکین بیان کرتے ہیں۔

توضیح: اللہ تعالیٰ کی نسبت مشرکانہ عقائد رکھنا گو یا اللہ تعالیٰ کے لیے نقص وعیب ثابت کرنا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہر نقص و خامی سے پاک ومنزّہ ہیں۔

بَدِيْعُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ اَنّٰى يَكُوْنُ لَهٗ وَلَدٌ
آسمانوں اور زمین کو پہلی دفعہ پیدا کرنے والے (اُس ذاتِ والاشان) کے لیے اولاد کیوں کر تجویز کی جاسکتی ہے۔

وَّلَمْ تَكُنْ لَّهٗ صَاحِبَةٌ ؕ
جب کہ انھیں بیوی نہ ہو (صمد ہوں اور شانِ بے نیازی رکھتے ہوں۔)

وَخَلَقَ كُلَّ شَيْءٍ ۚ وَهُوَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ﴿۱۰۱﴾
اللہ ہی نے ہر چیز کو پیدا فرمایا۔ وہی ہر چیز کی حقیقت کو جانتے ہیں۔ (نظم ونسق کی تمام تجاویز سے باخبر ہیں)

ذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمْ ۚ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ خَالِقُ كُلِّ شَیْءٍ فَاعْبُدُوْهُ ۚ وَهُوَ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ وَّكِیْلٌ ﴿۱۰۲﴾

یہی اللہ تمہارے پروردگار ہیں۔ اللہ کے سوا کوئی معبود و مستعان نہیں۔ وہی ہر شے کے پیدا کرنے والے ہیں لہٰذا (بلا شرکتِ غیرے) اللہ کی عبادت کرو۔ (اللہ سے استعانت (مدد) چا ہو)۔ اللہ ہر شے کے حاجت روا کارساز (ماویٰ وملجا) ہیں۔

لَا تُدْرِكُهُ الْاَبْصَارُ ۫ وَهُوَ یُدْرِكُ الْاَبْصَارَ ۚ

(اللہ کی یہ شان ہے کہ) نگاہیں اس کا ادراک نہیں کرسکتیں یعنی دیکھ نہیں پاتیں۔ اور وہ ساری نگاہوں پر نگاہ رکھے ہوے ہے (ساری مخلوقات ہر آن اللہ تعالیٰ کی نظروں میں ہے)

وَهُوَ اللَّطِیْفُ الْخَبِیْرُ ﴿۱۰۳﴾

اور وہ نہایت ہی باریک بین ہر حال سے باخبر ہیں۔

قَدْ جَآءَكُمْ بَصَآىِٕرُ مِنْ رَّبِّكُمْ ۚ

یقیناً تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف سے بصیرت پیدا کرنے والی تعلیم پہنچ چکی ہے۔

فَمَنْ اَبْصَرَ فَلِنَفْسِهٖ ۚ وَمَنْ عَمِیَ فَعَلَیْهَا ؕ

لہٰذا جس نے بصیرت حاصل کی اس کا فائدہ اسی کو ہوگا۔ اور جو اندھا بنا رہا اس کا وبال اسی پر پڑے گا۔

وَمَاۤ اَنَا عَلَیْكُمْ بِحَفِیْظٍ ﴿۱۰۴﴾

اور میں تم پر نگہبان نہیں ہوں (تمہارے اعمال کے تم خود ذمّہ دار ہو۔)

وَكَذٰلِكَ نُصَرِّفُ الْاٰیٰتِ وَلِیَقُوْلُوْا دَرَسْتَ

اور اسی طرح اپنی آیتیں مختلف انداز سے بیان کرتے ہیں تا کہ کافر یہ نہ کہیں کہ آپؐ اہل کتاب سے سیکھ کر آئے ہیں۔

وَلِنُبَیِّنَهٗ لِقَوْمٍ یَّعْلَمُوْنَ ﴿۱۰۵﴾

اور اس لیے بھی کہ جو لوگ سوجھ بوجھ سے کام لیتے ہیں ان پر حق وصداقت ظاہر ہوجائے۔

اِتَّبِعْ مَاۤ اُوْحِیَ اِلَیْكَ مِنْ رَّبِّكَ ۚ

اے نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) ان احکام کی پوری پوری اتباع کیجئے جو تمہارے رب کی طرف سے تم پر وحی کیے گئے ہیں (خواہ جاہل اس کے خلاف لاکھ ہنگامہ آرائی کریں، فتنہ وفساد مچائیں یا کچھ ہی کریں)

لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ وَاَعْرِضْ عَنِ الْمُشْرِكِیْنَ ﴿۱۰۶﴾

اللہ تعالیٰ کے سوا (اللہ تعالیٰ کے ساتھ) کوئی معبود و مستعان نہیں (وہی عبادت واستعانت کے لائق ہے) اور آپؐ مشرکین سے کنارہ کش ہوجایئے

وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ مَآ اَشْرَكُوْا ؕ
اور اگر اللہ تعالیٰ چاہتے تو مشرکین شرک نہ کرتے (اللہ تعالیٰ سب کو شرک سے باز رکھتے مگر اللہ کے دین میں جبر نہیں۔ اگر کوئی جبراً حق کو مان لے تو وہ اس کے لیے نفع بخش نہ ہوگا۔)

وَمَا جَعَلْنٰكَ عَلَيْهِمْ حَفِيْظًا ۚ
اور (اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم) ہم نے آپ کو ان پر نگہبان بنا کر نہیں بھیجا۔

وَمَآ اَنْتَ عَلَيْهِمْ بِوَكِيْلٍ ﴿۱۰۷﴾
اور نہ آپ اُن کی (برائیوں کے) ذمّہ دار ہیں۔

وَلَا تَسُبُّوا الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ
اللہ تعالیٰ کے سوا جن کو یہ لوگ حاجتوں اور مصیبتوں میں مدد کے لیے پکارتے ہیں، آپ انھیں بُرا بھلا نہ کہیئے۔

فَيَسُبُّوا اللّٰهَ عَدْوًاۢ بِغَيْرِ عِلْمٍ ؕ
کہ کہیں وہ بھی مخالفت کے جوش میں جہل کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کو بھی بُرا بھلا کہنے لگیں۔

كَذٰلِكَ زَيَّنَّا لِكُلِّ اُمَّةٍ عَمَلَهُمْ ۠
اسی طرح ہم نے ہر ایک فرقہ کے اعمال اُن کی نظر میں اچھے کر دکھائے (تا کہ ان کا امتحان لیں)

ثُمَّ اِلٰى رَبِّهِمْ مَّرْجِعُهُمْ
پھر انھیں (محاسبۂ اعمال کیلئے) اپنے پروردگار ہی کی طرف لوٹ کر جانا ہے۔

فَيُنَبِّئُهُمْ بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿۱۰۸﴾
پھر ہم انھیں بتا دیں گے کہ وہ کن اعمال کے مرتکب تھے۔

وَاَقْسَمُوْا بِاللّٰهِ جَهْدَ اَيْمَانِهِمْ
اور وہ (منکرانِ حق) اللہ تعالیٰ کی قسمیں کھاتے ہیں۔

لَئِنْ جَآءَتْهُمْ اٰيَةٌ لَّيُؤْمِنُنَّ بِهَا ؕ
کہ اگر اُن کے پاس کوئی معجزہ آتا تو وہ اُس پر ضرور ایمان لے آتے۔

قُلْ اِنَّمَا الْاٰيٰتُ عِنْدَ اللّٰهِ
کہیئے معجزات تو اللہ تعالیٰ کے اختیار میں ہیں۔

وَمَا يُشْعِرُكُمْ ۙ اَنَّهَآ اِذَا جَآءَتْ لَا يُؤْمِنُوْنَ ﴿۱۰۹﴾
اور (اے ایمان والو) تم کیا جانو اگر معجزہ آ بھی جائے تب بھی وہ ایمان نہ لائیں گے (پہلے کی طرح کہیں گے یہ جادو ہے یا کچھ اور عذر کر جائینگے)

وَنُقَلِّبُ اَفْـِٕدَتَهُمْ وَاَبْصَارَهُمْ
اور ہم اُن کے دل اور اُن کی نگاہوں کو اُلٹ دیں گے۔

كَمَا لَمْ يُؤْمِنُوْا بِهٖٓ اَوَّلَ مَرَّةٍ
جس طرح پہلی مرتبہ وہ اس قرآن پر ایمان نہ لائے تھے (ویسے پھر بھی ایمان نہ لائیں گے)

وَّنَذَرُهُمْ فِيْ طُغْيَانِهِمْ يَعْمَهُوْنَ ﴿۱۱۰﴾
اور ہم اُن کو اُن کی سرکشی میں چھوڑ دیں گے کہ وہ اسی میں بھٹکتے رہیں۔

توضیح: معجزہ کا مطالبہ بھی سرکشی کی علامت ہے۔

منزل ۲

ع ۱۳ / ۱۹

وَلَوْ اَنَّنَا نَزَّلْنَآ اِلَيْهِمُ الْمَلٰٓئِكَةَ وَكَلَّمَهُمُ الْمَوْتٰى

اور اگر ہم اُن کی طرف فرشتے اُتارتے اور ان سے مُردے باتیں کرنے لگتے

وَحَشَرْنَا عَلَيْهِمْ كُلَّ شَيْءٍ قُبُلًا مَّا كَانُوْا لِيُؤْمِنُوْٓا اِلَّآ اَنْ يَّشَآءَ اللّٰهُ

اور ہم دنیا کی ہر چیز ان کے سامنے جمع کردیتے تب بھی وہ ایمان نہ لاتے سوائے اس کے کہ مشیتِ الٰہی یہی ہو کہ وہ ایمان لائیں۔

وَلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ يَجْهَلُوْنَ ﴿١١١﴾

لیکن ان کی اکثریت جہالت ہی کو اپنائے ہوئے ہے (اب ان سے ایمان لانے کی توقع نہیں)

وَكَذٰلِكَ جَعَلْنَا لِكُلِّ نَبِيٍّ عَدُوًّا

اور اسی طرح ہم نے شیطان سیرت انسانوں اور شیطان صفت جناتوں کو ہمیشہ سے ہر نبی کا دشمن بنایا ہے۔

شَيٰطِيْنَ الْاِنْسِ وَالْجِنِّ

(یہ باہم متحد ہو کر نبیؑ کے خلاف سازش کیا کرتے ہیں۔ یہ سنّت اس لیے جاری رکھی کہ جب تک دشمن قوی سے قوی تر نہ ہو باطل کے مقابلے میں حق کی قوت کا اندازہ نہیں کیا جاسکتا)

يُوْحِيْ بَعْضُهُمْ اِلٰى بَعْضٍ زُخْرُفَ الْقَوْلِ غُرُوْرًا ؕ

ایک دوسرے کے دل میں (خوش آئند اور) فریب آمیز باتیں ڈالتے ہیں (لوگوں کو دینِ حق کی مخالفت پر اُبھارتے ہیں)

وَلَوْ شَآءَ رَبُّكَ مَا فَعَلُوْهُ فَذَرْهُمْ وَمَا يَفْتَرُوْنَ ﴿١١٢﴾

اور اگر آپؐ کا پروردگار چاہتا (کہ وہ ایسا نہ کریں) تو وہ کبھی ایسا نہ کرتے۔لہٰذا انکو اور یہ جو کچھ باتیں بنارہے ہیں، اسی حال پر چھوڑ دیجئے۔

وَلِتَصْغٰٓى اِلَيْهِ اَفْـِٕدَةُ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ

(وہ ایسے کام اس لیے بھی کرتے ہیں) اُن لوگوں کے دِل اس طرف مائل ہوجائیں، جو (الٰہی تعلیمات کے مطابق) حیاتِ آخرہ پر ایمان نہیں رکھتے۔

وَلِيَرْضَوْهُ وَلِيَقْتَرِفُوْا مَا هُمْ مُّقْتَرِفُوْنَ ﴿١١٣﴾

اور وہ جن برائیوں کو کرتے رہے تھے اُسی کو پسند کریں اسی میں مبتلاء رہیں۔

اَفَغَيْرَ اللّٰهِ اَبْتَغِيْ حَكَمًا وَّهُوَ الَّذِيْٓ اَنْزَلَ اِلَيْكُمُ الْكِتٰبَ مُفَصَّلًا ؕ

کہئے کیا میں (تمہارے اور اپنے درمیان فیصلہ کرنے کیلئے کسی) غیر اللہ کو حکم بناؤں؟ اللہ ہی تو ہے جس نے تفصیل کے ساتھ تمہاری طرف کتاب نازل فرمائی۔

وَالَّذِيْنَ اٰتَيْنٰهُمُ الْكِتٰبَ يَعْلَمُوْنَ اَنَّهٗ مُنَزَّلٌ مِّنْ رَّبِّكَ بِالْحَقِّ
اور جن لوگوں کو ہم نے کتاب (توراۃ) دی ہے وہ جانتے ہیں کہ یہ کتاب (قرآن) برحق تمہارے پروردگار کی جانب سے نازل ہوئی ہے۔

فَلَا تَكُوْنَنَّ مِنَ الْمُمْتَرِيْنَ ﴿١١٤﴾
پس آپؐ شک کرنے والوں میں سے نہ ہوجائیں۔

وَتَمَّتْ كَلِمَتُ رَبِّكَ صِدْقًا وَّعَدْلًا ؕ
آپ کے رب کا کلام (قرآن) عدل، انصاف وصداقت پر مبنی ہے۔

لَا مُبَدِّلَ لِكَلِمٰتِهٖ ۚ وَهُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ﴿١١٥﴾
(اہل کتاب، مشرکین مکہ ومنکرین کی خواہش کی بناء پر) اللہ تعالیٰ کے کلام میں کوئی تبدیلی نہیں کی جاسکتی وہ سب کچھ سنتا اور جانتا ہے (جو کچھ یہ کہتے ہیں)

وَاِنْ تُطِعْ اَكْثَرَ مَنْ فِي الْاَرْضِ يُضِلُّوْكَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ؕ
اکثر لوگ جو زمین (کے گوشوں گوشوں) پر آباد ہیں۔ اگر آپ ان کے مشوروں پر چلیں گے تو وہ آپ کو اللہ تعالیٰ کی راہ سے ہٹادیں گے۔

اِنْ يَّتَّبِعُوْنَ اِلَّا الظَّنَّ وَاِنْ هُمْ اِلَّا يَخْرُصُوْنَ ﴿١١٦﴾
وہ تو محض اپنے وہم وگمان کی پیروی کرتے ہیں اور وہ (بے سروپا قیاسی باتیں کرتے ہیں) سب اٹکل ہی دوڑاتے ہیں۔

اِنَّ رَبَّكَ هُوَ اَعْلَمُ مَنْ يَّضِلُّ عَنْ سَبِيْلِهٖ ۚ منزل ٢
بلا شبہ آپ کا پروردگار خوب جانتا ہے کہ کون اُس کی راہ سے بھٹکا ہوا ہے۔

وَهُوَ اَعْلَمُ بِالْمُهْتَدِيْنَ ﴿١١٧﴾
اور وہ اُن سے بھی واقف ہے جو راہِ ہدایت پر ہیں۔

فَكُلُوْا مِمَّا ذُكِرَ اسْمُ اللّٰهِ عَلَيْهِ اِنْ كُنْتُمْ بِاٰيٰتِهٖ مُؤْمِنِيْنَ ﴿١١٨﴾
جس جانور پر (ذبح کے وقت) اللہ تعالیٰ کا نام لیا جائے تم اُس کا گوشت کھالیا کرو۔ اگر تم اللہ تعالیٰ کے احکام (کی صداقت) پر ایمان رکھتے ہو۔

وَمَا لَكُمْ اَلَّا تَاْكُلُوْا مِمَّا ذُكِرَ اسْمُ اللّٰهِ عَلَيْهِ
آخر تم کو یہ کیا ہوگیا کہ اُس جانور کو نہیں کھاتے جس پر اللہ تعالیٰ کا نام لیا گیا ہو۔

وَقَدْ فَصَّلَ لَكُمْ مَّا حَرَّمَ عَلَيْكُمْ
جو چیزیں تم پر حرام ہیں تفصیل کے ساتھ تمھیں بتادی گئی ہیں۔

اِلَّا مَا اضْطُرِرْتُمْ اِلَيْهِ ؕ
سوائے اس کے کہ اس کے کھانے کے لیے مجبور ہوجاؤ۔
(اضطراری کیفیت طاری ہوجائے)

وَاِنَّ كَثِيْرًا لَّيُضِلُّوْنَ بِاَهْوَآئِهِمْ بِغَيْرِ عِلْمٍ ؕ
اکثر جاہل بے سمجھے بوجھے اپنی ہواوہوس کی بناء پر لوگوں کو گمراہ کیا کرتے ہیں۔

اِنَّ رَبَّكَ هُوَ اَعْلَمُ بِالْمُعْتَدِيْنَ ﴿۱۱۹﴾ بیشک آپ کا پروردگار حدودِ الٰہی سے متجاوز ہونے والوں کو خوب جانتے ہے

وَذَرُوْا ظَاهِرَ الْاِثْمِ وَبَاطِنَهٗ ؕ ظاہری و باطنی تمام گناہوں کو ترک کردو۔

توضیح: مشرکین کے بہکاوے میں آکر وہ جانور نہ کھاؤ جو اپنی موت آپ مرا ہو۔ یا غیر اللہ کے نام پر ذبح کیا گیا ہو۔

اِنَّ الَّذِيْنَ يَكْسِبُوْنَ الْاِثْمَ سَيُجْزَوْنَ بِمَا كَانُوْا يَقْتَرِفُوْنَ ﴿۱۲۰﴾ یقیناً جو لوگ گناہ کررہے ہیں وہ عنقریب اپنے کیے ہوئے گناہوں کی سزا پائیں گے۔

وَلَا تَاْكُلُوْا مِمَّا لَمْ يُذْكَرِ اسْمُ اللّٰهِ عَلَيْهِ وَاِنَّهٗ لَفِسْقٌ ؕ تم ایسے جانوروں کو نہ کھاؤ جن پر اللہ تعالیٰ کا نام نہ لیا گیا ہو (یعنی جو اپنی موت آپ مرا ہو) کیونکہ یہ بڑی ہی نافرمانی کی بات ہے۔ (اطاعت سے انحراف ہے۔ یعنی جن اشیاء پر اللہ تعالیٰ کے سوا غیر کا نام بطور تقرب پکارا جائے یا دل میں خیال غیر کا رکھا جائے کہ وہ قبول کر کے مُراد پوری کردے یا کرادے تو ایسی چیزوں کو خواہ جانور ہوں یا دیگر اشیائے خوردنی ان کو مت کھاؤ اور سمجھ رکھو کہ اس قسم کی چیزوں کا کھانا یقیناً ناپاک ہے۔)

وَاِنَّ الشَّيٰطِيْنَ لَيُوْحُوْنَ اِلٰٓى اَوْلِيٰٓـِٕهِمْ لِيُجَادِلُوْكُمْ ۚ اور شیاطین اپنے ساتھیوں کے دِلوں میں شکوک (واعتراضات) پیدا کرتے ہیں تاکہ وہ (اللہ کی تعلیم کے بارے میں) تم سے جھگڑتے رہیں۔

وَاِنْ اَطَعْتُمُوْهُمْ اِنَّكُمْ لَمُشْرِكُوْنَ ﴿۱۲۱﴾ اور اگر تم ان (مشرکین) کے کہنے پر چلو گے (یعنی ان کے غلط طریقوں کی پیروی کرو گے) تو یقیناً تم بھی مشرک ہو جاؤ گے۔

توضیح: حضرت عبداللہ بن عباس کی روایت ہے کہ علمائے یہود نبیٔ محترم صلی اللہ علیہ وسلم پر اعتراض کرنے کے لیے جہلائے عرب سے کہا کرتے کہ جس جانور کو تم اپنے ہاتھ سے اللہ کا نام لے کر ذبح کرتے ہو وہ تو حلال ہوا۔ اور جو جانور اللہ تعالیٰ کے حکم سے اپنی موت آپ مرتا ہے تو وہ کس طرح حرام ہوا؟

اَوَمَنْ كَانَ مَيْتًا فَاَحْيَيْنٰهُ وَجَعَلْنَا لَهٗ نُوْرًا کیا وہ شخص جو (دین و ایمان کے تعلق سے) مُردہ تھا پھر ہم نے اس کو حیاتِ (ایمانی) بخشی اور ہم نے اُس کیلئے (ایمان کی) روشنی عطا کی۔

يَّمْشِيْ بِهٖ فِي النَّاسِ كَمَنْ مَّثَلُهٗ فِي الظُّلُمٰتِ جس کی روشنی میں وہ لوگوں کے درمیان چلتا پھرتا ہے (زندگی کی راہ طے کرتا ہے) کیا وہ اس شخص کی طرح ہو سکتا ہے جو (جہل کی) تاریکیوں

منزل ۲

میں پڑا ہوا ہو۔

لَيْسَ بِخَارِجٍ مِّنْهَا ؕ وہ اُس سے نکل نہیں سکتا (کیونکہ وہ جہل کو علم سمجھ رہا ہے۔)

كَذٰلِكَ زُيِّنَ لِلْكٰفِرِيْنَ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿۱۲۲﴾ اسی طرح کافروں کے لیے وہ اعمال خوشنما بنا دیئے گئے ہیں جنھیں وہ (بھلے سمجھ کر) کرتے ہیں۔

توضیح: جو لوگ رہنمائی کو رہزنی سمجھتے ہیں، سنّتِ الٰہی یہ ہے کہ صحیح راہ نہ پائیں۔

وَكَذٰلِكَ جَعَلْنَا فِيْ كُلِّ قَرْيَةٍ اَكٰبِرَ مُجْرِمِيْهَا لِيَمْكُرُوْا فِيْهَا ؕ اور اسی طرح ہم نے ہر بستی میں وہاں کے اکابرین کو مجرم بنائے رکھا ہے تاکہ وہ وہاں اپنے مکر وفریب کا جال پھیلائے رکھیں۔

توضیح: اس آیت میں فرمایا جب کسی آبادی میں کوئی داعیٔ حق کھڑا ہوتا ہے تو وہاں کے سردار محسوس کرتے ہیں کہ اگر دعوتِ حق کامیاب ہوگئی تو ان کے ظالمانہ اختیارات کا خاتمہ ہو جائے گا، اس لیے انھیں داعیٔ حق سے ایک طرح کی ذاتی دشمنی اور کد ہو جاتا ہے وہ طرح طرح کی مکاریاں کرتے ہیں، تاکہ لوگ دعوتِ حق قبول نہ کریں۔

وَمَا يَمْكُرُوْنَ اِلَّا بِاَنْفُسِهِمْ وَمَا يَشْعُرُوْنَ ﴿۱۲۳﴾ اور وہ جو کچھ مکر وفریب کرتے ہیں، اپنے ہی ساتھ کرتے ہیں مگر انھیں اس کا شعور تک نہیں۔

وَاِذَا جَآءَتْهُمْ اٰيَةٌ قَالُوْا لَنْ نُّؤْمِنَ اور جب بھی کوئی نشانی ان کے سامنے آتی ہے تو (مغرورانہ انداز میں) کہتے ہیں ہم ہرگز نہ مانیں گے۔

حَتّٰى نُؤْتٰى مِثْلَ مَآ اُوْتِيَ رُسُلُ اللّٰهِ ؔ جب تک کہ ہم کو بھی وہ چیز نہ دی جائے جو اللہ کے رسولوں کو دی گئی ہے۔

توضیح: رسول صرف پیغامبر ہی نہیں ہوتے۔ بلکہ الٰہی تعلیم کا عملی نمونہ بھی ہوتے ہیں۔ فطرتِ انسانی یہ ہے کہ جب تک اس کے سامنے کوئی عملی نمونہ نہ ہو صحیح معنوں میں اتباع نہیں کرسکتا۔ رسولوں کے ذریعہ ہدایت کا سامان کرنا ہی فطرتِ انسانی کے مطابق ہے۔ ہر آدمی کا قلب محلِّ وحی نہیں ہوتا۔ ہر شخص کے پاس جبرئیل امین نہیں بھیجتے جاتے۔

اَللّٰهُ اَعْلَمُ حَيْثُ يَجْعَلُ رِسَالَتَهٗ ؕ اللہ تعالیٰ جانتے ہیں کہ اپنی رسالت کا کام کس سے لیں۔

سَيُصِيْبُ الَّذِيْنَ اَجْرَمُوْا صَغَارٌ عِنْدَ اللّٰهِ اِن لوگوں کو جنھوں نے یہ جُرم کیا ہے۔ عنقریب اللہ تعالیٰ کے پاس ذلّت آمیز سزا ملے گی۔

وَعَذَابٌ شَدِيْدٌ بِمَا كَانُوْا يَمْكُرُوْنَ ﴿۱۲۴﴾ (اور ان شرارتوں کی پاداش میں) یہ سخت ترین عذاب سے دوچار ہوں گے۔

منزل ۲ وقف لازم وقف منزل

فَمَنْ يُّرِدِ اللّٰهُ اَنْ يَّهْدِيَهٗ يَشْرَحْ صَدْرَهٗ لِلْاِسْلَامِ ۚ
لہٰذا اللہ تعالیٰ جس کو ہدایت دینا چاہتے ہیں، اس کا سینہ اسلام کے لیے کھول دیتے ہیں۔

توضیح: ہدایت انھیں دی جاتی ہے جو طالبِ ہدایت ہوتے ہیں وَيَهْدِيْٓ اِلَيْهِ مَنْ يُّنِيْبُ

وَمَنْ يُّرِدْ اَنْ يُّضِلَّهٗ
اور جسے چاہتے ہیں۔اُس کو(اُسی کی) گمراہی میں پڑا رہنے دیتے ہیں۔

يَجْعَلْ صَدْرَهٗ ضَيِّقًا حَرَجًا كَاَنَّمَا يَصَّعَّدُ فِي السَّمَآءِ ۭ
اس کے سینے میں ضیق (تنگی) پیدا کر دیتے ہیں۔ اور وہ ایسی گرانی محسوس کرتا ہے۔جیسے آسمان پر چڑھ رہا ہو۔

توضیح: وہ محسوس کرنے لگتا ہے کہ اسلام قبول کرنا گویا معلق آسمان پر چڑھنا ہے جو ممکن ہی نہیں۔

كَذٰلِكَ يَجْعَلُ اللّٰهُ الرِّجْسَ عَلَى الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ ١٢٥
اسی طرح اللہ تعالیٰ کفر وشرک کی گندگی ان لوگوں پر مسلّط کر دیتے ہیں جو ایمان نہیں لاتے۔

توضیح: جو لوگ الٰہی تعلیم کو جو بالکلیہ عقل وفطرت کے مطابق ہے، قبول نہیں کرتے تو انھیں شرک کی نجاستوں ہی میں پڑا رہنے دیتے ہیں۔

وَهٰذَا صِرَاطُ رَبِّكَ مُسْتَقِيْمًا ۭ
اور تمہارے رب کا مقرر کیا ہوا سیدھا راستہ یہی ہے۔
(جو بلا کھٹکے منزلِ مقصود یعنی جنّت میں پہنچا دیتا ہے)

قَدْ فَصَّلْنَا الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ يَّذَّكَّرُوْنَ ١٢٦
ہم نے واضح کر دیا ہے نشانیوں کو، غور کرنے والوں کے لئے (جو لوگ نصیحت حاصل کرنا چاہتے ہیں، ان کے لیے ہم نے اپنی تعلیم کے حق ہونے کے تفصیلی دلائل بیان کر دیئے ہیں۔)

لَهُمْ دَارُ السَّلٰمِ عِنْدَ رَبِّهِمْ
اُن کے لیے اُن کے رب کے پاس سلامتی کا گھر (الجنہ) ہے (جہاں وہ ہر آفت ومصیبت سے محفوظ وخوشحال زندگی گزاریں گے۔)

توضیح: دارالسلام سے مُراد جنّت ہے۔حساب کے بعد اہلِ جنّت، جنّت میں داخل ہوں گے تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے ان کو سلام پیش کیا جائے گا۔ سَلٰمٌ عَلَيْكُمْ بِمَا صَبَرْتُمْ فَنِعْمَ عُقْبَى الدَّارِ ۭ ٢٤ تم نے صبر وشکر کے ساتھ زندگی گزاری تم پر سلامتی ہو۔آخرت کیا ہی بہتر گھر ہے)

وَهُوَ وَلِيُّهُمْ بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ١٢٧
اُن کے نیک اعمال کی وجہ اللہ تعالیٰ ان کے مددگار ہیں۔

وَيَوْمَ يَحْشُرُهُمْ جَمِيْعًا ۚ
اور جس دن اللہ تعالیٰ تمام جن وانس کو جمع کریں گے (فرمائیں گے)

يٰمَعْشَرَ الْجِنِّ قَدِ اسْتَكْثَرْتُمْ مِّنَ الْاِنْسِ ۚ	اے جنات کی جماعت تم نے انسانوں کے گمراہ کرنے میں بڑا حصّہ لیا۔
وَقَالَ اَوْلِيٰٓؤُهُمْ مِّنَ الْاِنْسِ	اور انسانوں میں سے جو ان سے تعلق رکھتے تھے کہیں گے۔
رَبَّنَا اسْتَمْتَعَ بَعْضُنَا بِبَعْضٍ	اے ہمارے رب ہم نے ایک دوسرے سے (ناجائز) فائدہ اٹھایا۔
وَّبَلَغْنَآ اَجَلَنَا الَّذِيْٓ اَجَّلْتَ لَنَا ؕ	تا آنکہ ہم اس ساعت کو پہنچ گئے جو آپ نے ہمارے لیے مقرر رکھی تھی (یعنی قیامت)
قَالَ النَّارُ مَثْوٰىكُمْ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اِلَّا مَا شَآءَ اللّٰهُ ؕ	اللہ تعالیٰ ارشاد فرمائیں گے۔ تمہارا مستقل ٹھکانا آتش جہنّم ہے جس میں تم ہمیشہ ہمیشہ رہو گے۔ مگر جنھیں اللہ تعالیٰ بچانا چاہیں۔
اِنَّ رَبَّكَ حَكِيْمٌ عَلِيْمٌ ﴿١٢٨﴾	بے شک آپ کا رب بڑا ہی جاننے والا حکمت والا ہے۔ (کہ کون کس سزا کا مستحق ہے۔ جزاء وسزا کی ہر تجویز بڑی ہی عالمانہ اور حکیمانہ ہے)
وَكَذٰلِكَ نُوَلِّيْ بَعْضَ الظّٰلِمِيْنَ بَعْضًا بِمَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ﴿١٢٩﴾ ۱۵ ع ۲	اور اسی طرح ہم بعض کفّار ومشرکین کو (جہنّم میں) ایک دوسرے کے قریب رکھیں گے۔ (ان کے اعمال کے سبب جو وہ کرتے تھے)
يٰمَعْشَرَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ اَلَمْ يَاْتِكُمْ رُسُلٌ مِّنْكُمْ	(قیامت کے دن کہا جائے گا) اے گروہِ جن وانس کیا تمہارے پاس تم ہی میں سے رسول نہیں آئے۔
يَقُصُّوْنَ عَلَيْكُمْ اٰيٰتِيْ	جو تمھیں میری آیتیں (احکام) پڑھ کر سناتے۔
وَيُنْذِرُوْنَكُمْ لِقَآءَ يَوْمِكُمْ هٰذَا ؕ	اور اس دن کے آموجود ہونے (اور قیامت کی جزاء اور سزا) سے تمھیں ڈراتے نہ تھے۔
قَالُوْا شَهِدْنَا عَلٰٓى اَنْفُسِنَا	وہ کہیں گے ہم اپنے آپ پر گواہ ہیں (یعنی ہم کو اپنے قصور کا اعتراف ہے۔ بے شک آپ کے رسول آئے تھے اور انھوں نے محاسبۂ اعمال کے دن سے ڈرایا تھا)
وَغَرَّتْهُمُ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا	اور دنیا کی (خوش حال) زندگی نے انھیں دھوکہ میں ڈال رکھا تھا۔

توضیح: یا تو یہ سمجھ رہے تھے کہ انھیں دوبارہ جی اٹھنا نہیں ہے یا دنیا کی خوشحال زندگی کو اس بات کی علامت سمجھتے

رہے کہ آخرت بھی اچھی ہوگی۔ یا سمجھتے رہے کہ بزرگوں کی سعی وسفارش سے کام نکل جائے گا وغیرہ

وَشَهِدُوْا عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ اَنَّهُمْ كَانُوْا كٰفِرِيْنَ﴿۱۳۰﴾	اور خود اپنے خلاف گواہی دیں گے (اقرار کریں گے) کہ واقعی وہ کافر تھے (اللہ کے رسول کی تعلیمات کا انھوں نے انکار کیا تھا)
ذٰلِكَ اَنْ لَّمْ يَكُنْ رَّبُّكَ مُهْلِكَ الْقُرٰى بِظُلْمٍ وَّاَهْلُهَا غٰفِلُوْنَ﴿۱۳۱﴾	یہ شہادت ان سے اس لیے لی جائے گی تا کہ یہ معلوم ہوجائے کہ آپ کا پروردگار ایسا نہیں ہے کہ ظلم کے ساتھ ہلاک کردے اور وہاں کے رہنے والوں کو خبر بھی نہ ہو (کہ کس پاداش میں انھیں ہلاک کیا گیا ہے ان کا کیا قصور تھا)

توضیح : اللہ تعالیٰ کسی بستی والوں کو اس وقت تک ہلاک نہیں کرتے جب تک کہ ان کے پاس رسول بھیج کر انھیں متنبہ نہ کرادے کہ اگر تم الٰہی تعلیمات پر عمل نہ کرو گے تو تمہیں ہلاک کیا جائے گا۔

وَلِكُلٍّ دَرَجٰتٌ مِّمَّا عَمِلُوْا ؕ	اور ہر ایک کے لیے بہ لحاظِ اعمال درجات مقرر ہیں (یعنی شرک وکفر کی شدّت وکمی کے لحاظ سے سزا مقرر ہے۔)
وَمَا رَبُّكَ بِغَافِلٍ عَمَّا يَعْمَلُوْنَ﴿۱۳۲﴾	اور جو کچھ وہ (بداعمالیاں) کررہے ہیں (اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم) آپ کا پروردگار اُن سے بے خبر نہیں ہے۔
وَرَبُّكَ الْغَنِيُّ ذُو الرَّحْمَةِ ؕ	اور آپ کا پروردگار ہر بات سے مستغنی (بے نیاز) اور بڑی رحمت والا ہے۔

منزل ۲

توضیح : دنیا کے تمام انسان اللہ تعالیٰ کی عبادت میں لگ جائیں تو اللہ تعالیٰ کی عظمت وجلال میں ذرّہ برابر اضافہ نہیں ہوتا اور سب کے سب انکار کردیں تو اللہ تعالیٰ کی عظمت وکبریائی میں ذرّہ برابر کمی واقع نہیں ہوتی۔

اِنْ يَّشَاْ يُذْهِبْكُمْ وَيَسْتَخْلِفْ مِنْۢ بَعْدِكُمْ مَّا يَشَآءُ كَمَآ اَنْشَاَكُمْ مِّنْ ذُرِّيَّةِ قَوْمٍ اٰخَرِيْنَ﴿۱۳۳﴾	اگر وہ چاہے تو تم سب کو فنا کردے۔ اور تمہارے بعد جس کو چاہے تمہارا جانشین بنادے جیسا کہ تم کو گزرے ہوئے لوگوں کی نسل سے پیدا کیا۔
اِنَّ مَا تُوْعَدُوْنَ لَاٰتٍ ۙ وَّمَآ اَنْتُمْ بِمُعْجِزِيْنَ﴿۱۳۴﴾	بے شک جو وعدہ (عذاب) تم سے کیا گیا ہے (اٹل ہے) آکر رہے گا۔ اور تم اس کو روک نہ سکو گے۔
قُلْ يٰقَوْمِ اعْمَلُوْا عَلٰى مَكَانَتِكُمْ اِنِّيْ عَامِلٌ ۚ	اے میری قوم کے لوگو تم (اپنی جگہ پر) عمل کیے جاؤ اور میں (اللہ تعالیٰ کی تعلیم کے مطابق) عمل کیے جارہا ہوں۔

فَسَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ۙ مَنْ تَكُوْنُ لَهٗ عَاقِبَةُ الدَّارِ ؕ

عنقریب تم جان لوگے کہ آخرت کا گھر (الجنتہ) کس کے لیے ہے۔

اِنَّهٗ لَا يُفْلِحُ الظّٰلِمُوْنَ ﴿١٣٥﴾

یقیناً ظالم (مشرک) کبھی نجات نہیں پا سکتے۔

وَجَعَلُوْا لِلّٰهِ مِمَّا ذَرَاَ مِنَ الْحَرْثِ وَالْاَنْعَامِ نَصِيْبًا

اور وہ اللہ تعالیٰ ہی کی پیدا کی ہوئی کھیتی اور مویشوں میں اللہ تعالیٰ کا بھی ایک حصّہ مقرر کرتے ہیں (اونٹ، گائے بھیڑ اور اناج وغیرہ میں)

فَقَالُوْا هٰذَا لِلّٰهِ بِزَعْمِهِمْ وَهٰذَا لِشُرَكَآئِنَا ۚ

اور بزعمِ خیال خود کہتے ہیں۔ یہ حصّہ اللہ تعالیٰ کے لیے ہے اور یہ ہمارے شریکوں (معبودانِ باطل) کے لیے

فَمَا كَانَ لِشُرَكَآئِهِمْ فَلَا يَصِلُ اِلَى اللّٰهِ ۚ

پھر جو حصّہ ان کے شریکوں کا ہوتا۔ وہ تو اللہ تعالیٰ کی طرف پہنچایا جا سکتا تھا۔

وَمَا كَانَ لِلّٰهِ فَهُوَ يَصِلُ اِلٰى شُرَكَآئِهِمْ ؕ

اور جو حصّہ اللہ تعالیٰ کے نام کا نکالا ہوا ہوتا وہ ان کے شرکاء کی طرف پہنچایا جاتا۔

منزل ٢

توضیح: طریقہ یہ مقرر کر رکھا تھا کہ جانوروں کی جس تعداد میں سے وہ اللہ تعالیٰ کا حصّہ مقرر کر دیتے اتنی مقدار میں جانور پیدا نہ ہوتے تو اللہ تعالیٰ کا حصّہ نکالتے نہ تھے۔ اس طرح زراعت میں اگر کمی ہوتی تب بھی اللہ تعالیٰ کے نام کا حصّہ نہ نکالتے اور جن اکابر قوم کو انھوں نے اللہ تعالیٰ کا شریک قرار دیا ہے اُن کے نام سے مقرر کیے ہوئے حصّہ میں کمی نہ کرتے تھے۔ مشرکین عرب منّت مانتے تھے کہ اپنی زراعت اور مویشی میں سے اتنا حصّہ اللہ تعالیٰ کے لیے نکالیں گے اور اتنا بتوں کے لیے اللہ کا حصّہ فقیروں کو دیتے اور بتوں کا ان کے مجاوروں کو اگر اللہ تعالیٰ کے حصّہ میں سے کچھ کم وبیش ہو جاتا تو اس کی پرواہ نہ کرتے لیکن بتوں کی نیاز کی بڑی نگہداشت کرتے اور کہتے اُن کے حصّہ میں سے کچھ کم نہ ہونا چاہئے۔

اللہ تعالیٰ کے سوا دوسرے کسی کی نذر یا منّت شرک ہے۔

سَآءَ مَا يَحْكُمُوْنَ ﴿١٣٦﴾

انھوں نے کیا ہی بُری تجویزیں ایجاد کر رکھی ہیں۔

وَكَذٰلِكَ زَيَّنَ لِكَثِيْرٍ مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ قَتْلَ اَوْلَادِهِمْ شُرَكَآؤُهُمْ

اور اسی طرح ان کے بہت سے شرکاء نے قتلِ اولاد کے عمل کو مشرکین کی نظروں میں پسندیدہ بنا رکھا ہے۔

لِيُرْدُوْهُمْ وَلِيَلْبِسُوْا عَلَيْهِمْ دِيْنَهُمْ ؕ

تا کہ اپنے عقیدت مندوں کو تباہی میں ڈال رکھیں اور ان کے دین کو خلط ملط کر دیں۔ یعنی اپنے مذموم اور ظالمانہ طریقوں کو دین کے نام سے برقرار رکھیں۔

وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ مَا فَعَلُوْهُ فَذَرْهُمْ وَمَا يَفْتَرُوْنَ ﴿۱۳۷﴾

اور اگر اللہ تعالیٰ چاہتے تو وہ لوگ ایسی حرکات نہ کرتے لہٰذا آپ انھیں (ان کے حال پر) چھوڑ دیجئے جو کچھ افترائی اعمال کیے جا رہے ہیں کیے جائیں۔

وَقَالُوْا هٰذِهٖ اَنْعَامٌ وَّحَرْثٌ حِجْرٌ ۖ

اور (جانوروں اور کھیت کے ایک حصہ کو مخصوص کر کے) کہتے ہیں یہ جانور اور کھیت مخصوص ہیں۔

لَّا يَطْعَمُهَآ اِلَّا مَنْ نَّشَآءُ بِزَعْمِهِمْ

بہ زعم خود کہتے ہیں۔ ان کو کوئی نہیں کھا سکتا مگر جس کو ہم کھلانا چاہیں۔

وَاَنْعَامٌ حُرِّمَتْ ظُهُوْرُهَا

اور (کہتے ہیں) یہ مخصوص مویشی ہیں جن پر سواری و بار برداری حرام کر دی گئی ہے۔

وَاَنْعَامٌ لَّا يَذْكُرُوْنَ اسْمَ اللّٰهِ عَلَيْهَا افْتِرَآءً عَلَيْهِ ؕ

اور کچھ جانور ہیں، جن پر وہ (بوقتِ ذبح) اللہ تعالیٰ کا نام نہیں لیتے۔ یہ سب باتیں انھوں نے اللہ تعالیٰ پر افتراء کی تھیں۔

سَيَجْزِيْهِمْ بِمَا كَانُوْا يَفْتَرُوْنَ ﴿۱۳۸﴾

انھوں نے جو کچھ افترا پردازیاں کی ہیں، اسکا انھیں عنقریب بدلہ دیا جائیگا۔

وَقَالُوْا مَا فِيْ بُطُوْنِ هٰذِهِ الْاَنْعَامِ خَالِصَةٌ لِّذُكُوْرِنَا

(افترائی باتوں میں سے ایک بات بھی) اور وہ کہتے ہیں کہ اس جانور کے پیٹ میں جو بچہ ہے وہ خالص مردوں کے لیے ہے۔

وَمُحَرَّمٌ عَلٰٓى اَزْوَاجِنَا ۚ

اور وہ ہماری عورتوں پر حرام ہے۔

وَاِنْ يَّكُنْ مَّيْتَةً فَهُمْ فِيْهِ شُرَكَآءُ ؕ

اور اگر وہ بچہ مُردہ پیدا ہو تو مرد اور عورت اس کھانے میں شریک ہو سکتے ہیں۔

سَيَجْزِيْهِمْ وَصْفَهُمْ ؕ

(حلال و حرام کے بارے میں) اس طرح کی جھوٹی باتیں جو انھوں نے گھڑ رکھی ہیں عنقریب انھیں اس کی سزا مل کر رہے گی۔

اِنَّهٗ حَكِيْمٌ عَلِيْمٌ ﴿۱۳۹﴾

بے شک اللہ ہی حکمت والا جاننے والا ہے۔

توضیح: اللہ تعالیٰ جانتے ہیں کہ کونسی چیزیں مفید ہیں اور کونسی مضر۔ جو مفید ہیں انھیں حلال اور جو مُضر ہیں۔ حرام قرار دی گئیں۔ غیرِ حکیم کو کیا حق ہے کہ وہ حلال و حرام کی تجاویز کرے۔

قَدْ خَسِرَ الَّذِيْنَ قَتَلُوْٓا اَوْلَادَهُمْ سَفَهًۢا بِغَيْرِ عِلْمٍ

یقیناً وہ لوگ بڑے ہی نقصان میں رہے جنھوں نے اپنی اولاد کو بے سمجھی ونادانی سے قتل کیا۔ (مشرکین کی ایک بے ہودگی یہ تھی کہ لڑکیوں کو قتل کرتے اور بڑے فخر سے اس کو بیان کرتے تھے)

وَّحَرَّمُوْا مَا رَزَقَهُمُ اللّٰهُ افْتِرَآءً عَلَى اللّٰهِ ۭ

اور کھانے پینے کی جو چیزیں اللہ تعالیٰ نے انھیں دی تھیں۔ اللہ تعالیٰ پر افترا پردازی کر کے اُن چیزوں کو انھوں نے اپنے پر حرام ٹھہرالیا۔

قَدْ ضَلُّوْا وَمَا كَانُوْا مُهْتَدِيْنَ ۝١٤٠

یقیناً وہ بھٹک گئے اور ہدایت پانے والوں میں سے نہ ہوئے۔

وَهُوَ الَّذِيْٓ اَنْشَاَ جَنّٰتٍ مَّعْرُوْشٰتٍ وَّغَيْرَ مَعْرُوْشٰتٍ

اور وہ (اللہ) ہی تو ہے جس نے (طرح طرح کے) باغ پیدا کیے۔ ایک وہ جن کی بیلیں چھڑیوں پر چڑھائی جاتی ہیں (جو اپنے تنوں پر کھڑے نہیں رہ سکتیں) دوسرے وہ درخت جو اپنے تنوں پر کھڑے ہوتے ہیں (جنھیں سہارے کی حاجت نہیں)

وَّالنَّخْلَ وَالزَّرْعَ مُخْتَلِفًا اُكُلُهٗ

اور کھجور کے باغ (نخلستان) پیدا کیے اور کھیتیاں اُگائیں جن میں طرح طرح کے پھل ہوتے ہیں جو ذائقہ، ہیئت، کیفیت میں مختلف النوع ہوتی ہیں۔

وَالزَّيْتُوْنَ وَالرُّمَّانَ مُتَشَابِهًا وَّغَيْرَ مُتَشَابِهٍ ۭ

اور زیتون اور انار جو ایک دوسرے سے ملتے جلتے ہیں اور بعض ایک دوسرے سے نہیں ملتے۔

كُلُوْا مِنْ ثَمَرِهٖٓ اِذَآ اَثْمَرَ وَاٰتُوْا حَقَّهٗ يَوْمَ حَصَادِهٖ ڮ

ان کے پھل کھاؤ جب یہ تیار ہو جائیں (پک جائیں) اور جس دن فصل کاٹو اس کا حق (زکوۃ) ادا کیا کرو

وَلَا تُسْرِفُوْا ۭ اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الْمُسْرِفِيْنَ ۝١٤١ۙ

اور اسراف نہ کرو بے شک اللہ تعالیٰ اسراف کرنے والوں کو پسند نہیں کرتے۔

اس کا شانِ نزول یہ ہے کہ حضرت ثابت بن قیس نے اپنے باغ کے کھجور درختوں سے اُتروائے اور دن بھر مساکین کو تقسیم کرتے رہے حتّٰی کہ شام کو ان کے پاس ایک بھی کھجور نہ بچا۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے فرمایا: یہ اسراف ہے جو اللہ تعالیٰ کو محبوب نہیں ہے مال کو اس طرح نہ دینا چاہیئے کہ خود محتاج ہو کر رہ جائیں۔

وَمِنَ الْاَنْعَامِ حَمُوْلَةً وَّفَرْشًا ۭ

اور مویشیوں میں بوجھ اٹھانے والے بھی پیدا کئے اور زمین سے لگے

ہوئے بھی (اور مویشیوں میں سے وہ جانور پیدا کیے جن سے سواری وبار برداری کے کام لیے جاتے ہیں (اونٹ گھوڑا وغیرہ) اور وہ جانور بھی جو بوقتِ ذبح زمین پر لٹائے جاتے ہیں (بکرے وغیرہ)

كُلُوْا مِمَّا رَزَقَكُمُ اللّٰهُ وَلَا تَتَّبِعُوْا خُطُوٰتِ الشَّيْطٰنِ ؕ	اللہ تعالیٰ نے جو کچھ تم کو دیا ہے کھاؤ (اور پیو) اور شیطان کے قدم بہ قدم نہ چلو
اِنَّهٗ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ ﴿١٤٢﴾	وہ تمہارا کھلا دشمن ہے۔

توضیح: یہ سب اللہ تعالیٰ کی بخشی ہوئی چیزیں ہیں۔ اس بخشش وعطاء میں کسی اور کا دخل نہیں مَا كَانَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ کے مصداق منع وعطاء میں اللہ کے سوا کسی کو کسی قسم کا اختیار نہیں۔

ثَمٰنِيَةَ اَزْوَاجٍ ۚ مِنَ الضَّاْنِ اثْنَيْنِ وَمِنَ الْمَعْزِ اثْنَيْنِ ؕ	یہ آٹھ نر مادہ ہیں۔ دو بھیڑ و دنبہ کی قسم سے اور اور دو بکری کی قسم سے۔
قُلْ ءٰٓالذَّكَرَيْنِ حَرَّمَ اَمِ الْاُنْثَيَيْنِ	اے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان سے پوچھئے کیا اللہ تعالیٰ نے ان دونوں نروں وحرام کیا ہے یا دونوں ماداؤں کو۔
اَمَّا اشْتَمَلَتْ عَلَيْهِ اَرْحَامُ الْاُنْثَيَيْنِ ؕ	یا وہ (بچے) جو دونوں مادہ (بھیڑوں وبکریوں) کی جنین (پیٹ) میں پرورش پاتے ہوں۔
نَبِّئُوْنِيْ بِعِلْمٍ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿١٤٣﴾	اگر تم اس بیان میں سچے ہو تو کسی دلیلِ علمی سے ثابت کر دکھاؤ۔
وَمِنَ الْاِبِلِ اثْنَيْنِ وَمِنَ الْبَقَرِ اثْنَيْنِ ؕ	اور اسی طرح دو اونٹ کی قسم سے اور دو گائے کی قسم سے
قُلْ ءٰٓالذَّكَرَيْنِ حَرَّمَ اَمِ الْاُنْثَيَيْنِ	(اے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) ان سے پوچھئے کیا اللہ تعالیٰ نے ان کے نر حرام کیے ہیں یا مادہ۔
اَمَّا اشْتَمَلَتْ عَلَيْهِ اَرْحَامُ الْاُنْثَيَيْنِ ؕ	یا وہ جو دونوں مادہ (اونٹنی اور گائے) کے جنین (رحم) میں لپٹے ہوئے ہوں۔
اَمْ كُنْتُمْ شُهَدَآءَ اِذْ وَصّٰىكُمُ اللّٰهُ بِهٰذَا ۚ	کیا تم اس وقت موجود تھے جب اللہ تعالیٰ نے ان کے حرام ہونے کا تمہیں حکم دیا تھا۔

منزل ٢

فَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا لِّيُضِلَّ النَّاسَ بِغَيْرِ عِلْمٍ ؕ

تو اس سے بڑھ کر ظالم کون ہوسکتا ہے جو اللہ تعالیٰ پر جھوٹی باتیں افتراء کرے اور علم کے بغیر لوگوں کو گمراہ کرے۔

اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِى الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ ١٤٤

یقیناً اللہ تعالیٰ (ایسے) ظالموں کو راہِ ہدایت نہیں دکھلاتے

قُلْ لَّاۤ اَجِدُ فِىْ مَاۤ اُوْحِىَ اِلَىَّ مُحَرَّمًا عَلٰى طَاعِمٍ يَّطْعَمُهٗۤ

(اے نبی ﷺ) اُن سے کہیئے جو وحی میرے پاس آئی ہے، اس میں سے کوئی چیز میں ایسی نہیں پاتا جو کسی کھانے والے پر حرام ہو۔

اِلَّاۤ اَنْ يَّكُوْنَ مَيْتَةً اَوْ دَمًا مَّسْفُوْحًا اَوْ لَحْمَ خِنْزِيْرٍ فَاِنَّهٗ رِجْسٌ اَوْ فِسْقًا اُهِلَّ لِغَيْرِ اللّٰهِ بِهٖ ۚ

سوائے اس کے کہ وہ مرا ہوا ہو یا ذبح کے بعد کا بہتا ہوا خون یا خنزیر کا گوشت نجس و ناپاک ہے۔ یا وہ جو غیر اللہ کی خوشنودی کے لیے نام زد کی گئی ہو گناہ کی ہو۔

حضرت ابن عباسؓ نے اس آیت عَلٰى طَاعِمٍ يَّطْعَمُهٗۤ کو پڑھ کر فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے جو حلال کیا ہے وہ حلال اور جو حرام کیا وہ حرام ہے اور جس سے سکوت کیا وہ عفو ہے (ابوداؤد۔حاکم)

اور وہ جانور (بکرے وغیرہ) جو غیر اللہ کے نام پر چھوڑتے ہیں اور اُن کی خوشنودی کے لیے ذبح کیے جاتے ہیں یہ سب اُهِلَّ لِغَيْرِ اللّٰهِ میں داخل ہیں۔

منزل ٢

فَمَنِ اضْطُرَّ غَيْرَ بَاغٍ وَّلَا عَادٍ فَاِنَّ رَبَّكَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ١٤٥

ہاں جس پر اضطراری کیفیت طاری ہوجائے (بھوک سے بیتاب و بے قرار ہوجائے اور ان میں کوئی چیز بقدر لا یموت کھالے یعنی جان بچانے کے لیے کھالے۔ نافرمانی نہ کرے اور نہ حد سے باہر نکل جائے تو یقیناً آپ کا رب بخشنے اور رحم کرنے والا ہے۔

وَعَلَى الَّذِيْنَ هَادُوْا حَرَّمْنَا كُلَّ ذِىْ ظُفُرٍ ۚ

اور یہودیوں پر ہم نے ناخن والے سب جانور حرام کردیئے تھے (یعنی چیرے ہوئے کھروں والے جانور)

وَمِنَ الْبَقَرِ وَالْغَنَمِ حَرَّمْنَا عَلَيْهِمْ شُحُوْمَهُمَاۤ اِلَّا مَا حَمَلَتْ ظُهُوْرُهُمَاۤ اَوِ الْحَوَايَاۤ اَوْ مَا اخْتَلَطَ بِعَظْمٍ ؕ

اور گائے، بکری کی چربی بھی ہم نے ان پر حرام کردی تھی سوائے اس کے کہ جو ان کی پیٹھ اور آنتوں میں لگی ہوی ہو یا ہڈی سے چمٹی رہی ہو۔

ذٰلِكَ جَزَيْنٰهُمْ بِبَغْيِهِمْ ۖ وَاِنَّا لَصٰدِقُوْنَ ١٤٦

یہ سزا ہم نے ان کی سرکشی کے سبب دی تھی اور یقیناً ہم صحیح بات بتانے والے ہیں۔

فَاِنْ كَذَّبُوْكَ — پھر اگر یہ لوگ آپؐ کی تکذیب کر رہے ہیں (آپ کو جھٹلا رہے ہیں)

فَقُلْ رَّبُّكُمْ ذُوْ رَحْمَةٍ وَّاسِعَةٍ ۚ — تو کہہ دیجئے تمہارا پروردگار نہایت واسع الرحمت ہے (ورنہ کبھی کا تمہارا خاتمہ کر دیا گیا ہوتا۔ اب بھی اپنی مجرمانہ روش سے باز آ جاؤ تو وہ تمہیں اپنے دامنِ رحمت میں جگہ دے گا۔)

وَلَا يُرَدُّ بَاْسُهٗ عَنِ الْقَوْمِ الْمُجْرِمِيْنَ ﴿١٤٧﴾ — اور (اپنی اس باغیانہ روش پر اڑے رہو گے تو سن لو) مجرم قوم سے اللہ تعالیٰ کا عذاب ٹالا نہیں جا سکتا۔

سَيَقُوْلُ الَّذِيْنَ اَشْرَكُوْا لَوْ شَآءَ اللّٰهُ مَآ اَشْرَكْنَا وَلَآ اٰبَآؤُنَا وَلَا حَرَّمْنَا مِنْ شَيْءٍ ۭ — مشرکین یہ کہتے ہیں اگر اللہ تعالیٰ کو منظور ہوتا تو ہم اور ہمارے باپ دادا شرک نہ کرتے (یعنی یہ کام اللہ تعالیٰ کو پسند نہ ہوتے تو ہمیں کرنے نہ دیتے) اور نہ ہم کسی چیز کو حرام ٹھہراتے۔

كَذٰلِكَ كَذَّبَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ حَتّٰى ذَاقُوْا بَاْسَنَا ۭ — اسی طرح ان سے پہلے کے لوگوں نے بھی جھوٹی باتیں کہی تھیں تا آنکہ انھوں نے ہمارے عذاب کا مزہ چکھ لیا۔

قُلْ هَلْ عِنْدَكُمْ مِّنْ عِلْمٍ فَتُخْرِجُوْهُ لَنَا ۭ — کہیئے کیا تمہارے پاس کوئی سندِ علمی ہے؟ (اگر ہے) تو ہمارے پاس پیش کر دو۔

اِنْ تَتَّبِعُوْنَ اِلَّا الظَّنَّ وَاِنْ اَنْتُمْ اِلَّا تَخْرُصُوْنَ ﴿١٤٨﴾ — تم تو محض وہم گمان کی اتباع اور قیاس آرائیوں سے کام لیتے ہو۔

قُلْ فَلِلّٰهِ الْحُجَّةُ الْبَالِغَةُ ۚ — کہئے فیصلہ کُن دلیل تو اللہ ہی کے پاس ہے۔

فَلَوْ شَآءَ لَهَدٰىكُمْ اَجْمَعِيْنَ ﴿١٤٩﴾ — اگر اللہ تعالیٰ چاہتے تو تم سب ہی کو ہدایت بخشتے۔

توضیح: اللہ تعالیٰ بندوں پر اپنی مشیت مسلّط فرماتے تو سب کے سب ہدایت پر ہوتے۔ بہ جبر ہدایت یافتہ بنانا گویا بندوں کے اختیار کو سلب کرنا ہے۔ ایسا کرنا ظلم ہوتا۔ اللہ تعالیٰ کسی پر رتّی برابر ظلم کرنے کے نقص سے پاک ومنزہ ہیں۔ انسان فطرتاً اپنے حدودِ امکانی میں بااختیار رہے۔ بے اختیار نہیں رہنا چاہتا۔ نیز انسان سے متعلق مشیت الٰہی یہ ہے کہ نیکی یا بدی، ایمان وکفر، اطاعت ومعصیت، ہدایت وضلالت، ان میں سے جو بھی راہ اپنے لیے منتخب کرے، اللہ تعالیٰ وہی راہ اس کیلئے آسان کر دیتے ہیں۔

قُلْ هَلُمَّ شُهَدَآءَكُمُ الَّذِيْنَ — (اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم) آپؐ ان سے کہئے اپنے ان گواہوں کو لے آؤ جو اس

منزل ٢

يَشْهَدُوْنَ اَنَّ اللّٰهَ حَرَّمَ هٰذَا ۚ

بات کی شہادت دیں کہ اللہ تعالیٰ نے ان چیزوں کو حرام کر دیا ہے (جس کو تم حرام سمجھتے ہو)

فَاِنْ شَهِدُوْا فَلَا تَشْهَدْ مَعَهُمْ ۚ

پھر اگر وہ شہادت بھی دیں تو آپؐ اُن کی موافقت میں گواہی نہ دیجئے۔

وَلَا تَتَّبِعْ اَهْوَآءَ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا

اور نہ اُن کے باطل خیالات کا اتباع کیجئے جو ہماری آیتوں کی تکذیب کرتے ہیں۔

وَالَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ

اور وہ لوگ جو آخرت پر ایمان نہیں رکھتے (آخرت کے منکرین ہیں)

وَهُمْ بِرَبِّهِمْ يَعْدِلُوْنَ ﴿۱۵۰﴾ ع ۱۸ ۵

وہ اپنے پروردگار کے ساتھ دوسروں کو بھی (اللہ تعالیٰ) کے برابر قرار دیتے ہیں۔

قُلْ تَعَالَوْا اَتْلُ مَا حَرَّمَ رَبُّكُمْ عَلَيْكُمْ

پیغمبر ﷺ! کہیئے (لوگو) آؤ میں تمہیں سناؤں کہ تمہارے رب نے تم پر کن چیزوں کو حرام کیا ہے

اَلَّا تُشْرِكُوْا بِهٖ شَيْئًا وَّبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا ۚ منزل ۲

یہ کہ اللہ تعالیٰ کے سوا یا اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک نہ بناؤ اور والدین کے ساتھ نیک سلوک کرو۔

وَلَا تَقْتُلُوْٓا اَوْلَادَكُمْ مِّنْ اِمْلَاقٍ ۭ

اور مفلسی کے خوف سے اپنی اولاد کو قتل نہ کرو۔

(حضرت محمد ﷺ سے عبداللہ بن مسعودؓ نے پوچھا تھا کہ حضور شرک کے بعد کونسا بڑا گناہ ہے تو آپؐ نے فرمایا کہ تو اپنی اولاد کو قتل کرے اس خوف سے کہ وہ تیرے ساتھ رزق میں شریک ہوگا (بخاری مسلم)

نَحْنُ نَرْزُقُكُمْ وَاِيَّاهُمْ ۚ

ہم تم کو بھی رزق دیتے ہیں اور اُن کو بھی۔

وَلَا تَقْرَبُوا الْفَوَاحِشَ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطَنَ ۚ

اور بے شرمی بے حیائی کی باتوں کے قریب بھی نہ جاؤ خواہ وہ کھلی ہوں یا چھپی۔

وَلَا تَقْتُلُوا النَّفْسَ الَّتِيْ حَرَّمَ اللّٰهُ اِلَّا بِالْحَقِّ ۭ

اور جس کا قتل کرنا اللہ تعالیٰ نے حرام قرار دیا ہے اس کو قتل نہ کرو سوائے اس کے کہ شرعاً کسی کا قتل کرنا جائز ہو۔

ذٰلِكُمْ وَصّٰىكُمْ بِهٖ لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ ﴿۱۵۱﴾

اس طرح اس (قرآن) کے ذریعہ تمہیں حکم دیا جاتا ہے کہ تا کہ تم سمجھ بوجھ سے کام لو۔

وَلَا تَقْرَبُوْا مَالَ الْيَتِيْمِ اِلَّا

اور یتیم کے مال کے قریب بھی نہ جاؤ مگر ایسے طریقہ سے جو نہایت ہی

بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ حَتّٰى يَبْلُغَ اَشُدَّهٗ ۚ	پسندیدہ ہوتا آنکہ وہ اپنی جوانی کو پہنچ جائیں (اپنے نفع ونقصان کو سمجھ کی ان میں صلاحیت پیدا ہو)
وَاَوْفُوا الْكَيْلَ وَالْمِيْزَانَ بِالْقِسْطِ ۚ	اور ناپ تول میں کمی بیشی نہ کیا کرو۔
لَا نُكَلِّفُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا ۚ	ہم نے کسی کو اس کی وسعتِ نفس سے زیادہ مکلف نہیں کیا (یعنی اس کی طاقت سے زیادہ بار نہیں ڈالا)
وَاِذَا قُلْتُمْ فَاعْدِلُوْا وَلَوْ كَانَ ذَا قُرْبٰى ۚ	اور جب بات کہوتو کھری کھری اور انصاف کی کہو اگر چہ کہ تمہارا قرابت دار ہی کیوں نہ ہو۔
وَبِعَهْدِ اللّٰهِ اَوْفُوْا ۭ	اور اللہ تعالیٰ سے کیے ہوئے عہد واقرار کو پورا کرو۔ (عہد بندگی۔عہد اطاعت اور وہ عہد جو اللہ تعالیٰ کا نام لیکر اللہ سے کیا گیا ہو)
ذٰلِكُمْ وَصّٰىكُمْ بِهٖ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ ١٥٢	اس طرح قرآن کے ذریعہ اللہ تعالیٰ نے تم کو ان باتوں کی ہدایت کی ہے تا کہ تم نصیحت پذیر ہو جاؤ۔
وَاَنَّ هٰذَا صِرَاطِيْ مُسْتَقِيْمًا فَاتَّبِعُوْهُ ۚ	اور یہ بھی ہدایت کی کہ یہی میرا سیدھا راستہ ہے۔لہٰذا تم اسی راستہ پر چلو۔
وَلَا تَتَّبِعُوا السُّبُلَ فَتَفَرَّقَ بِكُمْ عَنْ سَبِيْلِهٖ ۭ	اور دوسری راہوں پر نہ چلو کہ وہ راہیں تم کو اللہ تعالیٰ کی راہ سے ہٹا دیں گی۔
ذٰلِكُمْ وَصّٰىكُمْ بِهٖ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ ١٥٣	یہ وہ ہدایتیں ہیں جو (قرآن کے ذریعہ) اللہ تعالیٰ نے تمہیں دی ہیں تا کہ تم پرہیز گار بنو۔
ثُمَّ اٰتَيْنَا مُوْسَى الْكِتٰبَ تَمَامًا عَلَى الَّذِيْٓ اَحْسَنَ وَتَفْصِيْلًا لِّكُلِّ شَيْءٍ وَّهُدًى وَّرَحْمَةً	پھر ہم نے موسیٰ کو کتاب دی جس میں تمام اچھے کاموں کی تعلیم اور رحمتِ الٰہی سے مالا مال ہونے کے تفصیلی طور وطریق بتلائے گئے تھے۔
لَّعَلَّهُمْ بِلِقَاۗءِ رَبِّهِمْ يُؤْمِنُوْنَ ١٥٤ ۧ	تا کہ وہ اپنے پروردگار کے روبرو (جواب دہی کے لیے) حاضر ہونے کا یقین کریں (اور اسی یقین کے ساتھ اپنی آخرت کو سنوارنے کی کوشش میں لگے رہیں۔)

منزل ٢

ع ١٩ / ٢

وَهٰذَا كِتٰبٌ اَنْزَلْنٰهُ مُبٰرَكٌ
اور یہ ایک کتاب ہے۔جس کو ہم نے نازل کیا ہے جو بڑی ہی بابرکت ہے۔

فَاتَّبِعُوْهُ وَاتَّقُوْا لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ ﴿۱۵۵﴾
لہٰذا تم اس کی اتباع کرو۔اور (اس پر عمل نہ کرنے کے نتائج سے) ڈرو (یہ تعلیم اس لیے دی جاتی ہے) تا کہ تم پر رحم کیا جائے۔

اَنْ تَقُوْلُوْٓا اِنَّمَآ اُنْزِلَ الْكِتٰبُ عَلٰى طَآئِفَتَيْنِ مِنْ قَبْلِنَا ۪
(کتاب کے نازل کرنے میں یہ بھی حکمت تھی) کہ تم کہہ سکو کہ کتاب تو ہم سے پہلے کے دو گروہوں کو دی گئی تھی۔

وَاِنْ كُنَّا عَنْ دِرَاسَتِهِمْ لَغٰفِلِيْنَ ﴿۱۵۶﴾
اور ہم کچھ خبر نہ تھی کہ وہ کیا پڑھتے پڑھاتے تھے

اَوْ تَقُوْلُوْا لَوْ اَنَّآ اُنْزِلَ عَلَيْنَا الْكِتٰبُ لَكُنَّآ اَهْدٰى مِنْهُمْ ۚ
یا تم یوں کہتے اگر کتاب ہم پر نازل کی جاتی تو ہم اُن سے زیادہ راست رو ثابت ہوتے۔

فَقَدْ جَآءَكُمْ بَيِّنَةٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَهُدًى وَّرَحْمَةٌ ۚ
یقیناً تمہارے پاس تمہارے پروردگار کی طرف سے ایک واضح کتاب آچکی جو موجب ہدایت ورحمت ہے۔

فَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ كَذَّبَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ وَصَدَفَ عَنْهَا ۭ
اب اس سے زیادہ ظالم کون ہوگا۔جو اللہ تعالیٰ کی تعلیمات کو جھٹلا دے اور لوگوں کو بھی اس سے روکے۔ منزل ۲

سَنَجْزِى الَّذِيْنَ يَصْدِفُوْنَ عَنْ اٰيٰتِنَا سُوْٓءَ الْعَذَابِ بِمَا كَانُوْا يَصْدِفُوْنَ ﴿۱۵۷﴾
جو لوگ ہماری تعلیمات سے (لوگوں کو) روکتے ہیں اس پاداش میں ہم بھی انھیں سخت ترین سزا دیں گے۔

هَلْ يَنْظُرُوْنَ اِلَّآ اَنْ تَاْتِيَهُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ
کیا وہ لوگ اس بات کے منتظر ہیں کہ اُن کے پاس فرشتے آئیں۔

اَوْ يَاْتِىَ رَبُّكَ اَوْ يَاْتِىَ بَعْضُ اٰيٰتِ رَبِّكَ ۭ
یا خود آپ کا پروردگار آئے یا آپ کے رب کی کچھ خاص نشانیاں آئیں۔(کیا اس وقت وہ ایمان لائیں گے)

يَوْمَ يَاْتِىْ بَعْضُ اٰيٰتِ رَبِّكَ
جس دن آپ کے رب کے رب کی مخصوص نشانیاں ظاہر ہوں گی۔

توضیح: دَآبَّةُ الْاَرْضِ۔ایک جانور کا زمین سے نکلنا لوگوں سے باتیں کرنا۔آفتاب کا مغرب سے طلوع ہونا وغیرہ۔

لَا يَنْفَعُ نَفْسًا اِيْمَانُهَا لَمْ تَكُنْ اٰمَنَتْ مِنْ قَبْلُ
اُس وقت کسی شخص کا ایمان لانا سودمند نہ ہوگا۔کیونکہ وہ اس سے پہلے ایمان لایا نہ تھا۔

اَوْ كَسَبَتْ فِيْٓ اِيْمَانِهَا خَيْرًا ؕ — یا ایمان کی حالت میں نیک عمل نہ کیا ہوگا۔

توضیح: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ تین چیزیں ایسی ہیں جن کے ظاہر ہونے کے بعد کوئی ایمان لائے گا تو وہ ایمان نفع نہ دیگا اور گناہوں سے توبہ کرنا بھی مفید نہ ہوگا۔ مغرب سے سورج کا طلوع ہونا۔ دجّال کا نکلنا۔ دابۃ الارض کا زمین سے نکلنا۔

قُلِ انْتَظِرُوْٓا اِنَّا مُنْتَظِرُوْنَ۝١٥٨ — اے پیغمبر ان سے کہیئے۔ اس گھڑی کا تم بھی انتظار کرو اور ہم بھی انتظار کرتے ہیں۔

اِنَّ الَّذِيْنَ فَرَّقُوْا دِيْنَهُمْ وَكَانُوْا شِيَعًا لَّسْتَ مِنْهُمْ فِيْ شَيْءٍ ؕ — جن لوگوں نے اپنے دین میں تفرقے ڈالے اور کئی (گمراہ) فرقوں میں بٹ گئے آپ کا ان سے کوئی تعلق نہیں۔

اِنَّمَآ اَمْرُهُمْ اِلَى اللّٰهِ ثُمَّ يُنَبِّئُهُمْ بِمَا كَانُوْا يَفْعَلُوْنَ۝١٥٩ — یقیناً ان کا فیصلہ اللہ تعالیٰ کے اختیار میں ہے۔ پھر وہ انھیں بتائے گا جو کچھ وہ کیا کرتے تھے۔

مَنْ جَآءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهٗ عَشْرُ اَمْثَالِهَا ۚ — (جزائے اعمال کی نسبت سنّتِ الٰہی یہ ہے کہ) جو اللہ تعالیٰ کے حضور ایک نیکی لے آئے گا تو اُس کو اس کا دس گنا ملے گا۔

وَمَنْ جَآءَ بِالسَّيِّئَةِ فَلَا يُجْزٰٓى اِلَّا مِثْلَهَا وَهُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ۝١٦٠ — اور جو کسی گناہ یا برائی کے ساتھ آئے گا تو اُس کو اُسی کے برابر سزا ملے گی (جس قدر اُس نے گناہ کیے ہیں) اور اُن پر ظلم نہیں کیا جائے گا۔ منزل ٢

قُلْ اِنَّنِيْ هَدٰىنِيْ رَبِّيْٓ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ۚ — آپ کہہ دیجئے کہ مجھے میرے رب نے سیدھی راہ دکھائی ہے۔

دِيْنًا قِيَمًا مِّلَّةَ اِبْرٰهِيْمَ حَنِيْفًا ۚ — وہ ایک دین مستحکم ملّتِ ابراہیمی ہے (باطل سے کٹ کر اللہ ہی کا ہو رہنا ہے۔) جو ایک کی طرف مائل ہونا ہے۔

وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ۝١٦١ — ابراہیمؑ شرک کرنے والوں میں سے نہ تھے۔

قُلْ اِنَّ صَلَاتِيْ وَنُسُكِيْ وَمَحْيَايَ وَمَمَاتِيْ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ۝١٦٢ — اور یہ بھی کہیئے میرے (ہر قسم کی عبادت) نماز (روزہ نذر و منّت قربانیاں۔ میرا جینا اور میرا مرنا اللہ تعالیٰ ہی (کی خوشنودی) کیلئے ہے جو سارے جہانوں کا (بلا شرکتِ غیرے) تنہا پرورش کرنے والا ہے۔

لَا شَرِيْكَ لَهٗ ۚ وَبِذٰلِكَ اُمِرْتُ وَاَنَا اَوَّلُ الْمُسْلِمِيْنَ۝١٦٣ — اس کا کوئی شریک نہیں (یعنی اس کے نظامِ ربوبیت میں کوئی فرد خلق کسی حیثیت سے بھی خواہ اعزازاً سہی شریک و دخیل نہیں ہے۔) اور مجھے یہی

حکم ملا اور تعلیم دی گئی۔ میں سب سے پہلے اس بات کا ماننے والا ہوں۔

قُلْ اَغَيْرَ اللّٰهِ اَبْغِيْ رَبًّا	کہیئے کیا میں غیر اللہ کو اپنا رب (حاجت روا) قرار دوں۔ (اُن غیر اللہ کو جو اللہ تعالیٰ ہی کے محتاج ہیں جو خود محتاج ہو وہ دوسروں کا حاجت روا کیسے ہوسکتا ہے؟)
وَّهُوَ رَبُّ كُلِّ شَيْءٍ ؕ	وہی (کائنات کی) ہر چیز کے (بلا شرکت غیرے تنہا) حاجت روا ہیں۔
وَلَا تَكْسِبُ كُلُّ نَفْسٍ اِلَّا عَلَيْهَا ۚ	اور ہر شخص اپنے کیے کا آپ ذمہ دار ہے (اس کے بُرے اعمال کا وبال اسی پر پڑے گا)
وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰى ۚ	اور کوئی شخص کسی دوسرے کے گناہوں کا بوجھ نہ اٹھائے گا۔
ثُمَّ اِلٰى رَبِّكُمْ مَّرْجِعُكُمْ فَيُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ فِيْهِ تَخْتَلِفُوْنَ ﴿١٦٤﴾	پھر تم جب اپنے رب کے پاس لوٹائے جاؤ گے تو ہم تمہیں بتا دیں گے کہ تم نے (دین حق میں) کیا کیا اختلاف پیدا کیے تھے۔
وَهُوَ الَّذِيْ جَعَلَكُمْ خَلٰٓئِفَ الْاَرْضِ	وہ وہی تو ہے جس نے تم کو زمین پر صاحبِ اختیار بنایا۔
وَرَفَعَ بَعْضَكُمْ فَوْقَ بَعْضٍ دَرَجٰتٍ لِّيَبْلُوَكُمْ فِيْ مَاۤ اٰتٰىكُمْ ؕ	اور تم میں سے بعض کو بعض پر فضیلت بخشی۔ تاکہ جو کچھ اس نے تم کو دیا ہے اس میں تمہاری آزمائش کرے (اگرچہ کہ اللہ تعالیٰ جانتے ہیں کہ کون کیا عمل کرتا ہے۔ لیکن آزمائش اتمام حُجّت کا باعث ہوتی ہے۔)
اِنَّ رَبَّكَ سَرِيْعُ الْعِقَابِ ۖ وَاِنَّهٗ لَغَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿١٦٥﴾	بے شک آپ کا رب بہت جلد سزا دینے والا ہے اور واقعی وہ (توبہ کے بعد) بڑا ہی بخشنے والا مہربانی فرمانے والا بھی ہے۔

النصف ع ۲۰ ۷

آیاتها ۲۰٦ (۷) سُوْرَةُ الْاَعْرَافِ مَكِّيَّةٌ (۳۹) رکوعها ۲۴

سورۂ اعراف مکی ہے اور اس میں ۲۰٦ آیتیں اور ۲۴ رکوع ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ	اللہ کے نام (اسی کی مدد) سے جو رحمٰن اور رحیم ہے۔ (میں اس کام کا آغاز کر رہا ہوں۔)
الٓمّٓصٓ ﴿١﴾	الف۔ لام۔ میم۔ صاد (یہ حروفِ مقطعات ہیں۔ ان کے کوئی معنی صحیح اسناد کے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے منقول نہیں ہیں)

كِتٰبٌ اُنْزِلَ اِلَيْكَ فَلَا يَكُنْ فِيْ صَدْرِكَ حَرَجٌ مِّنْهُ	یہ ایک کتاب ہے جو آپ کی طرف نازل کی گئی ہے۔(اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم) آپ کے دل میں اس تعلق سے کسی قسم کی گرانی پیدا نہ ہونی چاہیئے۔
لِتُنْذِرَ بِهٖ وَذِكْرٰى لِلْمُؤْمِنِيْنَ ②	(کتاب کے نزول کا مقصد یہ ہے) کہ آپ اسکے ذریعہ (لوگوں کو نقصانِ آخرت سے) ڈرائیں اور (اس میں) ایمان والوں کیلئے نصیحت ہے۔
اِتَّبِعُوْا مَآ اُنْزِلَ اِلَيْكُمْ مِّنْ رَّبِّكُمْ	(اے لوگو) جو کتاب تمہاری طرف تمہارے رب کی طرف سے نازل کی گئی ہے (علماً وعملاً) اس کی اِتباع کرو۔
وَلَا تَتَّبِعُوْا مِنْ دُوْنِهٖٓ اَوْلِيَآءَ ؕ	اور اس کے سوا کسی اور کی اتباع نہ کرو۔
قَلِيْلًا مَّا تَذَكَّرُوْنَ ③	تم بہت ہی کم نصیحت پذیر ہوتے ہو۔

توضیح: (اس حکم میں قرآن وسنّت دونوں کی اتباع داخل ہے۔صرف قرآن وحدیث ہی کی اِتباع فرض اور واجب ہے۔اس کے علاوہ کسی کی اتباع فرض نہیں ہے)

منزل ٢

وَكَمْ مِّنْ قَرْيَةٍ اَهْلَكْنٰهَا	اور کتنی ہی بستیاں تھیں جنھیں ہم نے تباہ کر دیا۔
فَجَآءَهَا بَاْسُنَا بَيَاتًا اَوْ هُمْ قَآئِلُوْنَ ④	تو اُن بستوں پر ہمارا عذاب (اچانک) رات کے وقت آیا۔ یا (دن کو جب وہ اپنے گھروں میں) وہ جب قیلولہ (آرام) کر رہے تھے۔
فَمَا كَانَ دَعْوٰىهُمْ اِذْ جَآءَهُمْ بَاْسُنَآ اِلَّآ اَنْ قَالُوْٓا اِنَّا كُنَّا ظٰلِمِيْنَ ⑤	جب ان پر ہمارا عذاب آیا تو انھوں نے اس کے سوا اور کچھ نہ کہا کہ واقعی ہم ہی ظالم تھے۔
فَلَنَسْـَٔلَنَّ الَّذِيْنَ اُرْسِلَ اِلَيْهِمْ	پھر جن لوگوں کی طرف پیغمبر بھیجے گئے تھے ہم ان سے ضرور پوچھیں گے (یعنی ان کا جواب لیں گے۔)
وَلَنَسْـَٔلَنَّ الْمُرْسَلِيْنَ ⑥ ۙ	اور ہم رسولوں سے بھی پوچھیں گے کہ (تم نے کس حد تک اپنے فرائض رسالت کی تکمیل کی۔)
فَلَنَقُصَّنَّ عَلَيْهِمْ بِعِلْمٍ وَّمَا كُنَّا غَآئِبِيْنَ ⑦	پھر ہم (اپنے ذاتی) علم کی بناء پر ان کے حالاتِ (زندگی) بیان کر دیں گے کہ ہم بے خبر نہ تھے۔
وَالْوَزْنُ يَوْمَئِذِ ِالْحَقُّ ۚ	اس دن (لوگوں کے) اعمال کا وزن کیا جانا حق ہے۔

فَمَنْ ثَقُلَتْ مَوَازِيْنُهٗ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۝۸
لہٰذا جس کا نامۂ اعمال (میزان میں) وزنی ہوگا۔ پس وہی کامیاب وبامُراد ہوں گے (انھیں کی نجات ہوگی۔)

وَمَنْ خَفَّتْ مَوَازِيْنُهٗ فَاُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ خَسِرُوْٓا اَنْفُسَهُمْ بِمَا كَانُوْا بِاٰيٰتِنَا يَظْلِمُوْنَ ۝۹
اور جس کا پلّہ ہلکا ہوگا، ایسے ہی لوگ اپنا نقصان اٹھانے والے ہوں گے۔ اس سبب سے کہ وہ ہمارے احکام خاطر میں نہ لاتے تھے۔

وَلَقَدْ مَكَّنّٰكُمْ فِي الْاَرْضِ
اور ہم نے تم کو زمین پر بسایا۔

وَجَعَلْنَا لَكُمْ فِيْهَا مَعَايِشَ ؕ قَلِيْلًا مَّا تَشْكُرُوْنَ ۝۱۰ ع ۸
اور اس میں تمہارے لیے زندگی کا سامان مہیّا کیا لیکن تم بہت ہی کم شکر گزار ہو (کم ہی ہیں جو اطاعت کرتے ہیں)

وَلَقَدْ خَلَقْنٰكُمْ ثُمَّ صَوَّرْنٰكُمْ
اور ہم ہی نے تم کو پیدا کیا پھر ہم ہی نے تمہاری صورت بنائی۔

ثُمَّ قُلْنَا لِلْمَلٰٓئِكَةِ اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ ۖ
پھر ہم نے فرشتوں سے کہا آدم (علیہ السلام) کو سجدہ کریں۔

فَسَجَدُوْٓا اِلَّآ اِبْلِيْسَ ؕ لَمْ يَكُنْ مِّنَ السّٰجِدِيْنَ ۝۱۱ منزل ۲
تو ابلیس کے سوا سبھوں نے سجدہ کیا کہ وہ سجدہ کرنے والوں میں شامل نہ ہوا۔

قَالَ مَا مَنَعَكَ اَلَّا تَسْجُدَ اِذْ اَمَرْتُكَ ؕ
اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ میرے حکم کے باوجود کس چیز نے تجھے سجدہ کرنے سے باز رکھا۔

قَالَ اَنَا خَيْرٌ مِّنْهُ ۚ خَلَقْتَنِيْ مِنْ نَّارٍ وَّخَلَقْتَهٗ مِنْ طِيْنٍ ۝۱۲
ابلیس نے کہا میں اُس سے (آدم سے) بہتر ہوں۔ کیونکہ آپ نے مجھے آگ سے پیدا کیا اور اُس کو مٹی سے بنایا۔

قَالَ فَاهْبِطْ مِنْهَا
(اس گستاخانہ جواب پر) اللہ تعالیٰ نے فرمایا تو (آسمان سے) نیچے اُتر جا۔

فَمَا يَكُوْنُ لَكَ اَنْ تَتَكَبَّرَ فِيْهَا
تجھے کوئی حق نہیں کہ یہاں رہ کر تکبر کرے۔ اپنی بڑائی جتائے۔

فَاخْرُجْ اِنَّكَ مِنَ الصّٰغِرِيْنَ ۝۱۳
پس تو یہاں سے نکل جا۔ بے شک تو ذلیلوں میں سے ایک ذلیل ہے۔

توضیح: امرِ حق کو حقیر جاننا اور تسلیم نہ کرنا تکبّر ہے۔ حدیث میں آیا ہے کہ ہر نافرمان، سرکش بدزبان تکبر وغرور کرنے والا اہلِ نار سے ہے۔ (بخاری ومسلم)

قَالَ اَنْظِرْنِيْٓ اِلٰى يَوْمِ يُبْعَثُوْنَ ۝۱۴
(شیطان نے) کہا مجھے اُٹھائے جانے کے دن (قیامت) تک مہلت دیجئے۔ (یعنی میں جتنی بھی شرارتیں کرسکوں گرفت نہ کی جائے)

قَالَ اِنَّكَ مِنَ الْمُنْظَرِيْنَ ﴿١٥﴾	اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ تجھے مہلت دی گئی (جتنی شرارتیں چاہے کرلے)
قَالَ فَبِمَآ اَغْوَيْتَنِيْ	شیطان نے کہا جس طرح آپ نے میری گمراہی کا سامان کیا۔
لَاَقْعُدَنَّ لَهُمْ صِرَاطَكَ الْمُسْتَقِيْمَ ﴿١٦﴾	میں بھی ان (کو گمراہ کرنے) کے لئے آپ (اللہ تعالیٰ) کے سیدھے راستے پر بیٹھا رہوں گا۔
ثُمَّ لَاٰتِيَنَّهُمْ مِّنْۢ بَيْنِ اَيْدِيْهِمْ وَمِنْ خَلْفِهِمْ وَعَنْ اَيْمَانِهِمْ وَعَنْ شَمَآئِلِهِمْ ؕ	پھر میں ان کے آگے سے اور پیچھے سے اور اُن کی داہنی جانب سے اور اُن کی بائیں جانب سے یعنی جس طرح بھی بن پڑے گا چاروں طرف سے آتا رہوں گا۔ (انھیں بہکانے میں کوئی دقیقہ اٹھا نہ رکھوں گا)
وَلَا تَجِدُ اَكْثَرَهُمْ شٰكِرِيْنَ ﴿١٧﴾	اور (اللہ تعالیٰ) آپ اُن میں سے اکثر کو (اطاعت گزار و) احسان مند نہ پاؤ گے۔
قَالَ اخْرُجْ مِنْهَا مَذْءُوْمًا مَّدْحُوْرًا ؕ	(اللہ تعالیٰ نے) فرمایا۔ تو یہاں سے ذلیل وخوار ہو کر نکل۔
لَمَنْ تَبِعَكَ مِنْهُمْ لَاَمْلَئَنَّ جَهَنَّمَ مِنْكُمْ اَجْمَعِيْنَ ﴿١٨﴾	ان میں سے جو تیرا کہنا مانے گا میں ضرور ان سب سے جہنّم کو بھر دوں گا۔
وَيٰٓاٰدَمُ اسْكُنْ اَنْتَ وَزَوْجُكَ الْجَنَّةَ	اور (اللہ تعالیٰ نے فرمایا) اے آدم تم اور تمہاری بیوی جنّت میں رہو۔
فَكُلَا مِنْ حَيْثُ شِئْتُمَا	پھر دونوں (جنّت میں) جہاں سے چاہو کھاؤ (پیو)
وَلَا تَقْرَبَا هٰذِهِ الشَّجَرَةَ فَتَكُوْنَا مِنَ الظّٰلِمِيْنَ ﴿١٩﴾	مگر (اتنی بات یاد رکھو) اس درخت کے قریب بھی نہ جانا کیونکہ ایسا کرو گے تو ظالمین میں شامل ہو جاؤ گے۔
فَوَسْوَسَ لَهُمَا الشَّيْطٰنُ لِيُبْدِيَ لَهُمَا	پھر شیطان نے ان کے دلوں میں وسوسہ ڈالا تاکہ اُن پر ظاہر کر دے
مَا وٗرِيَ عَنْهُمَا مِنْ سَوْاٰتِهِمَا	اُن کے وہ پوشیدہ اعضاء جو ایک دوسرے سے چھپائے گئے تھے۔
وَقَالَ مَا نَهٰىكُمَا رَبُّكُمَا عَنْ هٰذِهِ الشَّجَرَةِ	اور (شیطان نے ان سے) کہا تمہارے رب نے اس درخت کے نہ کھانے سے محض اس لیے منع کیا ہے

منزل ٢

اِلَّآ اَنْ تَكُوْنَا مَلَكَيْنِ اَوْ تَكُوْنَا مِنَ الْخٰلِدِيْنَ۝٢٠

کہ کہیں تم دونوں فرشتے نہ ہو جاؤ یا ہمیشہ ہمیشہ زندہ رہنے والوں میں سے ہو جاؤ۔

وَقَاسَمَهُمَآ اِنِّيْ لَكُمَا لَمِنَ النّٰصِحِيْنَ۝٢١

اور قسم کھا کر انھیں باور کرایا کہ میں تمہارے خیر خواہوں میں سے ہوں۔

فَدَلّٰىهُمَا بِغُرُوْرٍ ۚ

غرض۔ انھیں دھوکہ سے معصیت کی طرف لے آیا (اعلیٰ مقام سے اسفل) زمین پر اتارے گئے۔

فَلَمَّا ذَاقَا الشَّجَرَةَ بَدَتْ لَهُمَا سَوْاٰتُهُمَا

پھر جب ان دونوں نے اس درخت کو چکّھا تو ان کے پوشیدہ اعضاء ایک دوسرے پر کھل گئے (اس درخت کی یہ تاثیر تھی یا ممانعت کی وجہ ایسا ہوا)

وَطَفِقَا يَخْصِفٰنِ عَلَيْهِمَا مِنْ وَّرَقِ الْجَنَّةِ ۭ

اور وہ دونوں اپنے ستر بہشت کے (درختوں کے) پتّوں سے ڈھانکنے لگے۔

وَنَادٰىهُمَا رَبُّهُمَآ اَلَمْ اَنْهَكُمَا عَنْ تِلْكُمَا الشَّجَرَةِ

اور ان کے رب نے انھیں پکارا۔ کیا میں نے تم کو اس درخت (کے پاس جانے) سے منع نہ کیا تھا۔

وَاَقُلْ لَّكُمَآ اِنَّ الشَّيْطٰنَ لَكُمَا عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ۝٢٢

اور تمہیں جتا نہ دیا تھا کہ شیطان تمہارا کھلا دشمن ہے۔

قَالَا رَبَّنَا ظَلَمْنَآ اَنْفُسَنَا ۫

دونوں نے کہا اے ہمارے پروردگار ہم نے اپنے اوپر ظلم کیا۔

وَاِنْ لَّمْ تَغْفِرْ لَنَا وَتَرْحَمْنَا لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ۝٢٣

اور اگر آپ نے ہمیں بخش نہ دیا اور ہم پر رحم نہ فرمایا تو یقیناً ہم بڑے ہی خسارہ اٹھانے والوں میں سے ہو جائیں گے۔

قَالَ اهْبِطُوْا بَعْضُكُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ ۚ

اللہ تعالیٰ نے فرمایا تم سب (بہشت سے) نیچے زمین پر اتر جاؤ تم ایک دوسرے کے دشمن رہو گے۔

وَلَكُمْ فِي الْاَرْضِ مُسْتَقَرٌّ وَّمَتَاعٌ اِلٰى حِيْنٍ۝٢٤

اور تمہارے لیے زمین پر ایک مقررہ مدّت تک) رہنا سہنا ہے۔ اور ایک مقررہ مدت تک اس سے فائدہ اُٹھانا ہے۔

قَالَ فِيْهَا تَحْيَوْنَ وَفِيْهَا تَمُوْتُوْنَ وَمِنْهَا تُخْرَجُوْنَ۝٢٥

اور فرمایا تم کو اسی زمین میں زندگی بسر کرنی ہے۔ اور اسی میں مرنا ہے۔ اور اسی میں سے نکالے جاؤ گے یعنی زندہ کر کے اُٹھائے جاؤ گے۔

منزل ٢

ع ٢ ١٥ ٩

توضیح: روزِ ازل ہی سے تجربہ کرایا گیا کہ شیطان بنی آدم کا دشمن ہے۔ وہ اُنھیں جنّت سے محروم رکھنے کے لیے ہر بُرائی کو بھلائی کی شکل میں پیش کرتا رہے گا۔

یٰبَنِیْۤ اٰدَمَ قَدْ اَنْزَلْنَا عَلَیْكُمْ — اے بنی آدم ہم نے تمہارے لیے لباس پیدا کیا۔

لِبَاسًا یُّوَارِیْ سَوْاٰتِكُمْ وَرِیْشًا ؕ — جو تمہارے ستر (قابلِ شرم حصوں) کو چھپاتا ہے۔ (جاڑے اور گرمی سے جسم کو بچاتا ہے) باعث زینت بھی ہے۔

وَلِبَاسُ التَّقْوٰی ۙ ذٰلِكَ خَیْرٌ ؕ — اور پرہیزگاری کا لباس اس سے بہتر ہے (ایمان اور اس کے ثمرات)

ذٰلِكَ مِنْ اٰیٰتِ اللّٰهِ لَعَلَّهُمْ یَذَّكَّرُوْنَ۝۲۶ — یہ (آدم اور ابلیس کا واقعہ) اللہ تعالیٰ کی نشانیوں میں سے ایک نشانی ہے تاکہ لوگ اس واقعہ سے نصیحت حاصل کریں (اور اپنے ازلی دشمن شیطان کے شر سے ہوشیار اور اس کی چالوں سے باخبر رہیں)

یٰبَنِیْۤ اٰدَمَ لَا یَفْتِنَنَّكُمُ الشَّیْطٰنُ كَمَاۤ اَخْرَجَ اَبَوَیْكُمْ مِّنَ الْجَنَّةِ — اے اولادِ آدمؑ کہیں شیطان تم کو اپنی شرارتوں کا تختۂ مشق نہ بنا دے۔

توضیح: جیسا کہ تمہارے والدین (آدم و حوا) کو دھوکا دے کر جنّت سے باہر کروایا۔

یَنْزِعُ عَنْهُمَا لِبَاسَهُمَا لِیُرِیَهُمَا سَوْاٰتِهِمَا ؕ — ان سے ان کا لباس بھی اُتروا دیا تاکہ ان کے مخصوص اعضا انھیں دکھا دے۔

اِنَّهٗ یَرٰىكُمْ هُوَ وَقَبِیْلُهٗ مِنْ حَیْثُ لَا تَرَوْنَهُمْ ؕ — یقیناً وہ اور اس کا قبیلہ (ایک لشکر کا لشکر) تم کو اس طرح دیکھتا ہے کہ تم ان کو دیکھ نہیں سکتے۔

توضیح: مطلب یہ ہے کہ شیطان تمہارا چھپا ہوا دشمن ہے۔ ایسے دشمن سے بہت زیادہ ہوشیار رہنے کی ضرورت ہے۔

اِنَّا جَعَلْنَا الشَّیٰطِیْنَ اَوْلِیَآءَ لِلَّذِیْنَ لَا یُؤْمِنُوْنَ۝۲۷ — ان لوگوں کے لیے جو (باطل عقائد میں مبتلاء ہیں) الٰہی تعلیم کو قبول کرنا نہیں چاہتے ہم شیاطین کو ان کا دوست بنا دیتے ہیں۔

(جیسا کہ ارشادِ الٰہی ہے۔ وَمَنْ یَّعْشُ عَنْ ذِكْرِ الرَّحْمٰنِ نُقَیِّضْ لَهٗ شَیْطٰنًا فَهُوَ لَهٗ قَرِیْنٌ۝۳۶ (الزخرف)

ترجمہ: اور جو کوئی اللہ رحمٰن کی یاد سے آنکھیں بند کر لے ہم اُس پر ایک شیطان مقرر کر دیتے ہیں اور وہ اس کا ساتھی ہوجاتا ہے

وَاِذَا فَعَلُوْا فَاحِشَةً قَالُوْا وَجَدْنَا عَلَیْهَاۤ اٰبَآءَنَا وَاللّٰهُ اَمَرَنَا بِهَا ؕ — اور جب یہ لوگ بے حیائی کا کام کرتے ہیں تو کہتے ہیں کہ ہم نے اپنے باپ دادا کو اسی طریق پر پایا ہے اور اللہ تعالیٰ نے بھی ہم کو ایسا ہی حکم دیا ہے۔

توضیح : یہاں پر فاحشہ سے مُراد ننگے ہوکر طواف کرنا ہے جیسا کہ جہلائے عرب میں دستور تھا۔ وہ کہتے تھے کہ ہم اس طرح کرتے ہیں جیسے ہماری ماؤں نے ہم کو جنا۔ یہ بات شیطان کے وسوسے سے انھوں نے ایجاد کی تھی (ابن کثیر)

قُلْ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَاْمُرُ بِالْفَحْشَآءِ ؕ
کہیے۔ اللہ تعالیٰ بے حیائی کے کاموں کا حکم نہیں دیتے۔

اَتَقُوْلُوْنَ عَلَى اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ۝٢٨
کیا تم اللہ تعالیٰ کے بارے میں ایسی باتیں کہتے ہو جس کو تم نہیں جانتے۔

قُلْ اَمَرَ رَبِّيْ بِالْقِسْطِ ۫
پیغمبر (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کہیے میرے رب نے (تہذیب و شائستگی) عدل وانصاف کا حکم دیا ہے۔

وَاَقِيْمُوْا وُجُوْهَكُمْ عِنْدَ كُلِّ مَسْجِدٍ
اور ہر عبادت کے موقع پر جذبۂ اطاعت گزاری کے ساتھ اپنا رُخ سیدھا رکھو

وَّادْعُوْهُ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ ؕ
اور شرک کی آمیزش کے بغیر (ہر چھوٹی بڑی حاجت ومصیبت میں مدد کے لیے) اُسی (اللہ تعالیٰ) کو پکارو (عبادت اُسی کے لیے مختص ہے)

كَمَا بَدَاَكُمْ تَعُوْدُوْنَ ۝٢٩ؕ
تم کو اللہ تعالیٰ نے ابتداءً جس طرح (جسم کے ساتھ) پیدا کیا تھا اسی طرح دوسری بار بھی (جسم کے ساتھ) پیدا کیے جاؤ گے۔

فَرِيْقًا هَدٰى وَفَرِيْقًا حَقَّ عَلَيْهِمُ الضَّلٰلَةُ ؕ
بعض کو اللہ تعالیٰ نے ہدایت دی اور بعض پر گمراہی ثابت ہوئی۔

اِنَّهُمُ اتَّخَذُوا الشَّيٰطِيْنَ اَوْلِيَآءَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ
انھوں نے اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر شیطانوں کو اپنا حامی ومشیر بنالیا۔

وَيَحْسَبُوْنَ اَنَّهُمْ مُّهْتَدُوْنَ ۝٣٠
وہ سمجھتے رہے کہ وہ ہدایت پر ہیں۔

يٰبَنِيْٓ اٰدَمَ خُذُوْا زِيْنَتَكُمْ عِنْدَ كُلِّ مَسْجِدٍ
اے اولادِ آدم عبادت کے ہر موقع پر لباس سے آراستہ رہو۔

توضیح : جاہلیت کے دور میں لوگ برہنہ یا نیم برہنہ حالت میں کعبۃ اللہ کا طواف کرنا ضروری سمجھتے۔ تھے ان کا عقیدہ تھا کہ عبادت کے وقت دنیا جو ایک ناپاک مقام ہے اس کا کم سے کم سامان جسم پر رہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس سے منع فرمایا۔

وَّكُلُوْا وَاشْرَبُوْا وَلَا تُسْرِفُوْا ۚ
اور کھاؤ پیو۔ مگر کھانے پینے کی چیزوں کو ضائع نہ کرو۔ یہ اسراف ہے۔

اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الْمُسْرِفِيْنَ ۝٣١ۧ
یقیناً اللہ تعالیٰ اسراف کرنے والوں کو پسند نہیں فرماتے۔

توضیح: عموماً مشرکین کسی دُور مقام اِستھانوں پر جاتے تو کھانے پینے کا جو سامان بچ جاتا اس کو گھر لانا معیوب سمجھتے۔ جانوروں کو کھلا دیتے یا تالاب ونہروں میں ڈال دیتے ان کا دیکھا دیکھی مسلمان بھی حج کے موسم میں ایسا ہی کرتے جس سے منع کیا گیا۔

قُلْ مَنْ حَرَّمَ زِيْنَةَ اللّٰهِ الَّتِيْٓ اَخْرَجَ لِعِبَادِهٖ وَالطَّيِّبٰتِ مِنَ الرِّزْقِ ؕ

اے نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) ان سے پوچھئے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کے لیے جو سامانِ زینت اچھا لباس اور مرغوب غذائیں پیدا کی ہیں، ان کا استعمال کس نے حرام کیا ہے۔

قُلْ هِيَ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا خَالِصَةً يَّوْمَ الْقِيٰمَةِ ؕ

کہہ دیجئے۔ یہ چیزیں دنیا کی زندگی میں اہلِ ایمان کے لیے ہیں۔ قیامت کے دن (اُخروی زندگی میں سامانِ زینت اور ہر قسم کی مرغوب غذائیں صرف) اہلِ ایمان کے لیے مختص رہیں گی۔

كَذٰلِكَ نُفَصِّلُ الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَ ۝٣٢

اسی طرح ہم اپنی آیتیں سمجھ بوجھ سے کام لینے والوں کے لیے صاف صاف بیان کیے دیتے ہیں۔

قُلْ اِنَّمَا حَرَّمَ رَبِّيَ الْفَوَاحِشَ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطَنَ وَالْاِثْمَ وَالْبَغْيَ بِغَيْرِ الْحَقِّ

کہیئے۔ میرے رب نے بے حیائی کے کاموں کو چاہے علانیہ ہوں کہ پوشیدہ حرام فرمایا ہے اور ہر طرح کے گناہ کو اور ناحق کسی پر ظلم زیادتی کرنے کو بھی۔

منزل ٢

وَاَنْ تُشْرِكُوْا بِاللّٰهِ مَا لَمْ يُنَزِّلْ بِهٖ سُلْطٰنًا

اور اس بات کو بھی کہ تم اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی ایسی چیز کو شریک ٹھیراؤ جس کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے کوئی دلیل علمی نازل نہیں فرمائی۔

وَّاَنْ تَقُوْلُوْا عَلَى اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ۝٣٣

اور یہ بھی کہ اللہ تعالیٰ پر ایسی باتیں کہو جس کا تمہیں علم نہیں ہے۔

مثلاً نجات بزرگوں کے واسطے وسیلے اور نسبتوں سے ہو جاتی ہے۔ اور کتنے ہی گناہ کیے جاؤ بزرگوں کی سفارش پر اللہ تعالیٰ بخش دیں گے۔ تصوف کی وہ تمام تعلیم جس کا عنوان وحدۃ الوجود، وحدۃ الشہود اور جس کے بنیادی اجزاء وجودِ واحد، انائے واحد وغیرہ یہ سب باتیں اَنْ تَقُوْلُوْا عَلَى اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ کے تحت آتی ہیں۔ (الاعراف: ٣٨) کیا تم اللہ تعالیٰ کے بارے میں ایسی باتیں کہتے ہو جن کو تم نہیں جانتے۔

وَلِكُلِّ اُمَّةٍ اَجَلٌ ۚ فَاِذَا جَآءَ اَجَلُهُمْ لَا يَسْتَاْخِرُوْنَ سَاعَةً وَّلَا يَسْتَقْدِمُوْنَ ۝٣٤

ہر ایک گروہ کے لیے ایک وقت مقرر ہے۔ جب ان کا وہ مقررہ وقت آجاتا ہے تو ایک ساعت پیچھے، ہٹ سکیں گے اور نہ آگے بڑھ سکیں گے۔

توضیح: اس مقررہ مدّت میں ان کے مجرمانہ افعال کی سزا انھیں نہ ملے تو اس کے یہ معنی نہیں، ہیں کہ وہ سزا سے بچ جائیں گے۔

یٰبَنِیْٓ اٰدَمَ اِمَّا یَاْتِیَنَّكُمْ رُسُلٌ مِّنْكُمْ	اے بنی آدم اگر تمہارے پاس تمہیں میں سے رسول آئیں
یَقُصُّوْنَ عَلَیْكُمْ اٰیٰتِیْ ۙ فَمَنِ اتَّقٰى وَاَصْلَحَ	میرے احکام تمہیں سنائیں۔ پھر جو کوئی (احکام الٰہی کی خلاف ورزی سے) بچے اور (اپنے عقائد کی) اصلاح کرلے۔
فَلَا خَوْفٌ عَلَیْهِمْ وَلَا هُمْ یَحْزَنُوْنَ۝۳۵	تو ایسے لوگوں پر نہ کچھ خوف طاری ہوگا اور نہ وہ کسی قسم کے حزن وملال میں مبتلا ہوں گے۔
وَالَّذِیْنَ كَذَّبُوْا بِاٰیٰتِنَا وَاسْتَكْبَرُوْا عَنْهَآ	اور جن لوگوں نے ہماری تعلیمات کو جھٹلایا اور اُن سے سرکشی وسرتابی کی
اُولٰٓىِٕكَ اَصْحٰبُ النَّارِ ۚ هُمْ فِیْهَا خٰلِدُوْنَ۝۳۶	وہ سب دوزخی ہوں گے اور وہ اسی میں ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے۔
فَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا اَوْ كَذَّبَ بِاٰیٰتِهٖ ؕ	پھر اس بڑھ کر ظالم کون ہوگا جو اللہ تعالیٰ پر جھوٹ باندھے یا اللہ تعالیٰ کی آیتوں کی تکذیب کرے۔
اُولٰٓىِٕكَ یَنَالُهُمْ نَصِیْبُهُمْ مِّنَ الْكِتٰبِ ؕ	اُن کو اُن کے نصیب کا لکھا مل جائے گا۔
حَتّٰٓى اِذَا جَآءَتْهُمْ رُسُلُنَا یَتَوَفَّوْنَهُمْ ۙ	یہاں تک کہ جب ہمارے فرشتے ان کی روح قبض کرنے کے لیے آئیں گے۔
قَالُوْٓا اَیْنَ مَا كُنْتُمْ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ؕ	وہ اُن سے پوچھیں گے، اللہ تعالیٰ کے سوا جن کو تم مدد کے لیے پکارتے اب وہ کہاں ہیں
قَالُوْا ضَلُّوْا عَنَّا وَشَهِدُوْا عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ اَنَّهُمْ كَانُوْا كٰفِرِیْنَ۝۳۷	تو کہیں گے۔ وہ تو ہمارے ذہنوں سے گم ہوگئے۔ اور اپنے ہی خلاف شہادت دیں گے کہ وہ کافر تھے (اپنے کافر ہونے کا اقرار کریں گے۔)
قَالَ ادْخُلُوْا فِیْٓ اُمَمٍ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِكُمْ مِّنَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ فِی النَّارِ ؕ	تو اللہ تعالیٰ فرمائیں گے جو فرقے تم سے پہلے گزر چکے ہیں جنات میں سے اور انسانوں میں سے تم بھی ان کے ساتھ دوزخ میں داخل ہوجاؤ۔

منزل ۲

كُلَّمَا دَخَلَتْ اُمَّةٌ لَّعَنَتْ اُخْتَهَا ؕ

جب بھی کوئی جماعت جہنّم میں داخل ہوگی تو اپنی جیسی دوسری جماعت پر لعنت کرے گی۔

حَتّٰۤى اِذَا ادَّارَكُوْا فِيْهَا جَمِيْعًا ۙ

یہاں تک کہ اس میں سب داخل ہوجائیں گے۔

قَالَتْ اُخْرٰىهُمْ لِاُوْلٰىهُمْ رَبَّنَا هٰۤؤُلَآءِ اَضَلُّوْنَا

تو پچھلی جماعت پہلی جماعت کو کہے گی اے ہمارے پروردگار ان لوگوں نے ہمیں گمراہ کیا تھا۔

فَاٰتِهِمْ عَذَابًا ضِعْفًا مِّنَ النَّارِ ۬ؕ

لہٰذا انھیں آتش جہنّم کا دُگنا عذاب دیجئے۔

قَالَ لِكُلٍّ ضِعْفٌ وَّلٰكِنْ لَّا تَعْلَمُوْنَ ۳۸

اللہ تعالیٰ فرمائیں گے۔ ہر ایک کے لیے دُگنا ہی ہے لیکن تم نہیں جانتے۔ (یعنی انھوں نے تم کو گمراہ کیا اور تم نے دوسروں کو مگر تم اپنے کو بھول رہے ہو۔)

وَقَالَتْ اُوْلٰىهُمْ لِاُخْرٰىهُمْ فَمَا كَانَ لَكُمْ عَلَيْنَا مِنْ فَضْلٍ

اور پہلی جماعت پچھلی جماعت سے کہے گی۔ تم کو ہم پر وہ کونسی فوقیت ہے کہ تمہارے مقابلہ میں ہم کو زیادہ عذاب دیا جائے (گمراہ ہونے اور دوسروں کو گمراہ کرنے میں تم ہم برابر ہیں)

فَذُوْقُوا الْعَذَابَ بِمَا كُنْتُمْ تَكْسِبُوْنَ ۳۹

تو تم اپنی بداعمالیوں کے بدلے عذاب کا مزہ چکھتے رہو۔

اِنَّ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا وَاسْتَكْبَرُوْا عَنْهَا

جن لوگوں نے ہماری تعلیمات کو جھٹلایا اور سرتابی کی

لَا تُفَتَّحُ لَهُمْ اَبْوَابُ السَّمَآءِ

ان کے لیے آسمان کے دروازے کھولے نہ جائیں گے۔

وَلَا يَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ حَتّٰى يَلِجَ الْجَمَلُ فِيْ سَمِّ الْخِيَاطِ ؕ

اور نہ وہ جنّت میں داخل ہوں گے۔ یہاں تک کہ اونٹ سوئی کے ناکہ میں سے نہ نکل جائے (جس طرح اونٹ کا سوئی کے ناکہ میں داخل ہونا ناممکن ہے اسی طرح ہمارے احکام کی تکذیب کرنے والوں کا جنّت میں جانا محال ہے)

وَكَذٰلِكَ نَجْزِى الْمُجْرِمِيْنَ ۴۰

اور ہم مجرمین کو ایسی ہی سزا دیتے ہیں۔

لَهُمْ مِّنْ جَهَنَّمَ مِهَادٌ وَّمِنْ

اُن کے لیے آتش جہنّم کا بچھونا ہوگا اور اوڑھنا بھی اُسی آگ کا ہوگا۔

منزل ۲ ع ۸

فَوْقِهِمْ غَوَاشٍ ؕ

وَ كَذٰلِكَ نَجْزِي الظّٰلِمِيْنَ ۝۴۱ — اسی طرح ہم ظالموں کو سزا دیتے ہیں۔

وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَا نُكَلِّفُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَآ ۡ — اور جو لوگ ایمان لائے اور نیک کام کیے۔ ہم کسی نفس پر اس کی قوتِ برداشت سے زیادہ بار نہیں ڈالتے۔

اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ ۚ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ۝۴۲ — ایسے ہی لوگ جنتی ہیں جس میں وہ ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے۔

وَنَزَعْنَا مَا فِيْ صُدُوْرِهِمْ مِّنْ غِلٍّ — اور (ایک دوسرے سے) جو کچھ بغض وعداوت ان کے دِلوں میں ہوگی ہم وہ سب دور کر دیں گے (یعنی ہم دنیا کی باہم کدورتوں سے ان کے سینوں کو صاف کر دیں گے۔)

تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهِمُ الْاَنْهٰرُ ۚ — (جس جنّت میں وہ رہیں گے) اس میں نہریں بہہ رہی ہوں گی۔

توضیح: دودھ کی نہر جس میں کبھی کسی طرح کی بُو اور سڑن پیدا نہ ہوگی نہایت ہی لذیز شفاف خوش ذائقہ پانی کی نہریں اور طرح طرح کے رسیلے میووں کے رس کی نہریں اور مصفّٰی شہد کی نہریں بہہ رہی ہوں گی وہ بڑا ہی روح پرور منظر ہوگا۔ منزل ۲

وَقَالُوا الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ هَدٰىنَا لِهٰذَا ۣ — اور وہ کہیں گے اللہ تعالٰی کا شکر واحسان ہے کہ اُس نے ہم کو اس مقام تک پہنچایا۔

وَمَا كُنَّا لِنَهْتَدِيَ لَوْلَآ اَنْ هَدٰىنَا اللّٰهُ ۚ — اور اگر اللہ تعالٰی ہمیں راہ نہ دکھاتے تو ہم کبھی راہ نہ پاتے

لَقَدْ جَآءَتْ رُسُلُ رَبِّنَا بِالْحَقِّ ؕ — واقعی ہمارے پروردگار کے پیغمبر صحیح تعلیمات کے ساتھ آئے تھے

وَنُوْدُوْٓا اَنْ تِلْكُمُ الْجَنَّةُ اُوْرِثْتُمُوْهَا بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ۝۴۳ — اور اُن سے پُکار پُکار کر کہا جائے گا کہ تم اس جنّت کے وارث بنا دیئے گئے یہ اُن اعمال کا صلہ ہے جو دنیا میں تم نے کیے تھے۔ الثلثة

وَنَادٰٓى اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ اَصْحٰبَ النَّارِ — اور جنّتی دوزخیوں کو پُکار پُکار کر کہیں گے

اَنْ قَدْ وَجَدْنَا مَا وَعَدَنَا رَبُّنَا حَقًّا — کہ ہم سے ہمارے رب نے (جنّت کا) جو وعدہ کیا تھا ہم نے اس کو سچا پایا۔

فَهَلْ وَجَدْتُّمْ مَّا وَعَدَ رَبُّكُمْ حَقًّا ؕ — تو تم سے تمہارے رب نے (دوزخ کا) جو وعدہ کیا تھا کیا تم نے بھی اس کو واقعہ کے مطابق پایا۔

قَالُوْا نَعَمْ ۚ فَاَذَّنَ مُؤَذِّنٌۢ بَيْنَهُمْ	(دوزخی) جواب دیں گے ہاں۔ پھران کے درمیان ایک پکارنے والا پکار کر کہے گا
اَنْ لَّعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الظّٰلِمِيْنَ ۝٤٤	کہ ظالموں (مشرکوں) پر اللہ تعالیٰ کی لعنت ہو۔
الَّذِيْنَ يَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَيَبْغُوْنَهَا عِوَجًا ۚ	یہ وہ لوگ ہیں جو لوگوں کو اللہ تعالیٰ کی راہ سے روکتے تھے اور اُس میں عیب ونقص تلاش کرتے تھے۔
وَهُمْ بِالْاٰخِرَةِ كٰفِرُوْنَ ۝٤٥	اور وہ آخرت کے بھی منکر تھے۔
وَبَيْنَهُمَا حِجَابٌ ۚ	اور اُن (دوزخیوں اور جنتیوں) کے درمیان ایک پردہ حائل ہوگا۔
وَعَلَى الْاَعْرَافِ رِجَالٌ يَّعْرِفُوْنَ كُلًّاۢ بِسِيْمٰىهُمْ ۚ	اور اس بلندی پر جس کا نام اعراف ہے کچھ لوگ ہوں گے وہ (اپنے متعارف لوگوں میں سے) ہرایک کو ان کی نشانیوں سے پہچان لیں گے
وَنَادَوْا اَصْحٰبَ الْجَنَّةِ اَنْ سَلٰمٌ عَلَيْكُمْ ۣ	اور اہلِ جنّت کو پکار کر کہیں گے تم پر سلامتی ہو۔
لَمْ يَدْخُلُوْهَا وَهُمْ يَطْمَعُوْنَ ۝٤٦	یہ (اہلِ اعراف) ابھی جنّت میں داخل تو نہ ہوئے ہونگے مگر انھیں اُمید ہوگی (کہ وہ جنّت میں داخل کردیئے جائیں گے)
وَاِذَا صُرِفَتْ اَبْصَارُهُمْ تِلْقَآءَ اَصْحٰبِ النَّارِ ۙ	اور جب اُن کی نگاہیں پلٹ کر دوزخیوں پر جا پڑیں گی۔
قَالُوْا رَبَّنَا لَا تَجْعَلْنَا مَعَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ ۝٤٧	عرض کریں گے۔ اے ہمارے پروردگار ہم کو ان ظالموں کے ساتھ شمار نہ کیجئے۔
وَنَادٰٓى اَصْحٰبُ الْاَعْرَافِ رِجَالًا يَّعْرِفُوْنَهُمْ بِسِيْمٰىهُمْ	اور اہل اعراف بعض لوگوں کو ان کی صورتوں سے پہچان کر انھیں آواز دینگے۔
قَالُوْا مَآ اَغْنٰى عَنْكُمْ جَمْعُكُمْ وَمَا كُنْتُمْ تَسْتَكْبِرُوْنَ ۝٤٨	کہیں گے تمہاری اکثریت اور تمہارا اپنے کو بڑا سمجھنا تمہارے کچھ کام نہ آیا
اَهٰٓؤُلَآءِ الَّذِيْنَ اَقْسَمْتُمْ لَا	(پھر مومنوں کی طرف اشارہ کر کے کہیں گے) کیا یہ وہی لوگ ہیں جن

وقف لازم باختلاف

منزل ٢

ع ٥

يَنَالُهُمُ اللّٰهُ بِرَحْمَةٍ ؕ	کے بارے میں تم قسمیں کھایا کرتے تھے کہ اللہ تعالیٰ انھیں اپنی رحمت سے سرفراز نہ کریں گے۔(کیونکہ یہ لوگ اللہ تعالیٰ کے مقرب بندوں کو اختیار نہ رکھنے والے کہتے تھے۔اس کے برخلاف انھیں کہا جائے گا)
اُدْخُلُوا الْجَنَّةَ لَا خَوْفٌ عَلَيْكُمْ وَلَآ اَنْتُمْ تَحْزَنُوْنَ۝۴۹	(اے ایمان والو!) جنّت میں داخل ہو جاؤ نہ تم پر کبھی خوف طاری ہوگا۔ اور نہ تم (کسی طرح کے) رنج وغم میں مبتلا کیے جاؤ گے۔
وَنَادٰٓى اَصْحٰبُ النَّارِ اَصْحٰبَ الْجَنَّةِ	اور دوزخی جنتیوں سے (نہایت اِلحاح وزاری سے) پُکار پُکار کر کہیں گے۔
اَنْ اَفِيْضُوْا عَلَيْنَا مِنَ الْمَآءِ اَوْ مِمَّا رَزَقَكُمُ اللّٰهُ ؕ	کہ ہم پر تھوڑا سا پانی اُنڈیل دو یا جو رزق اللہ تعالیٰ نے تمھیں عنایت فرمایا ہے (اس میں سے تھوڑا ہمیں بھی دے دو)
قَالُوْٓا اِنَّ اللّٰهَ حَرَّمَهُمَا عَلَى الْكٰفِرِيْنَ۝۵۰ۙ	جنّتی جواب دیں گے بلا شبہ اللہ تعالیٰ نے کافروں پر یہ دونوں چیزیں حرام کردی ہیں۔
الَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا دِيْنَهُمْ لَهْوًا وَّلَعِبًا وَّغَرَّتْهُمُ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا ۚ	یہ وہ لوگ ہیں جنھوں نے اپنے دین کو کھیل تماشہ بنا رکھا تھا اور دنیا کی زندگی نے انھیں دھوکہ میں ڈال رکھا تھا۔
فَالْيَوْمَ نَنْسٰىهُمْ كَمَا نَسُوْا لِقَآءَ يَوْمِهِمْ هٰذَا ۙ	(اللہ تعالیٰ فرمائیں گے) آج ہم انھیں ایسا ہی بھلا دیں گے جیسا اُنھوں نے اس دن کے آنے کو بُھلا رکھا تھا۔

منزل ۲

توضیح: نَتْرُكُهُمْ فِي الْعَذَابِ كَالْمُنْسِيِّيْنَ ہم ان کو بھولنے والوں کی طرح عذاب میں چھوڑے رکھیں گے وہ عذاب میں جلتے رہیں گے اور ہم انھیں پوچھیں گے بھی نہیں۔

وَمَا كَانُوْا بِاٰيٰتِنَا يَجْحَدُوْنَ۝۵۱	اور اس وجہ سے بھی کہ وہ ہماری آیتوں کے منکر تھے۔
وَلَقَدْ جِئْنٰهُمْ بِكِتٰبٍ فَصَّلْنٰهُ عَلٰى عِلْمٍ	اور ہم نے اِن کے پاس ایک کتاب پہنچا دی ہے جس میں ہم نے (اپنے عِلم ازلی کے تحت) نہایت عمدہ وضاحت کی ہے
هُدًى وَّرَحْمَةً لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ۝۵۲	ایمان لانے والوں کے لیے اس میں ہدایت وراحت کا سامان ہے۔
هَلْ يَنْظُرُوْنَ اِلَّا تَاْوِيْلَهٗ ؕ	کیا یہ لوگ اس وعدۂ عذاب کے منتظر ہیں۔
يَوْمَ يَاْتِيْ تَاْوِيْلُهٗ	جس دن وہ واقع ہو جائے گا۔
يَقُوْلُ الَّذِيْنَ نَسُوْهُ مِنْ قَبْلُ	تو جو لوگ پہلے سے اس روز کو بھولے ہوئے تھے، وہ بول اٹھیں گے۔

قَدْ جَآءَتْ رُسُلُ رَبِّنَا بِالْحَقِّ ۚ

بے شک ہمارے رب کے پیغمبر حق بات (صحیح تعلیمات) کے ساتھ آئے تھے (مگر ہم نے نہ مانا)

فَهَلْ لَّنَا مِنْ شُفَعَآءَ فَيَشْفَعُوْا لَنَآ

کیا اب یہ ہوسکتا ہے کہ ہم کو کوئی سفارشی ملیں جو ہمارے حق میں سفارش کریں

اَوْ نُرَدُّ فَنَعْمَلَ غَيْرَ الَّذِيْ كُنَّا نَعْمَلُ ؕ

یا ہم دنیا میں واپس بھیج دیئے جائیں تا کہ جو اعمال ہم کیا کرتے تھے اُن کے برخلاف (اچھے) عمل کرسکیں۔

قَدْ خَسِرُوْٓا اَنْفُسَهُمْ وَضَلَّ عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَفْتَرُوْنَ ۟﴿۵۳﴾

بے شک انھوں نے اپنا آپ نقصان کیا اور (نجات کے تعلق سے) جو کچھ باتیں گھڑ رکھی تھیں وہ سب ذہن سے نکل گئیں۔

اِنَّ رَبَّكُمُ اللّٰهُ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ فِيْ سِتَّةِ اَيَّامٍ

یقیناً تمہارا پروردگار وہی تو جس نے آسمانوں اور زمین کو چھ دنوں میں پیدا کیا۔

ثُمَّ اسْتَوٰى عَلَى الْعَرْشِ ۫

پھر (کارفرمائی کے لیے) عرش (تختِ سلطنت) پر جلوہ افروز ہوا۔

يُغْشِي الَّيْلَ النَّهَارَ يَطْلُبُهٗ حَثِيْثًا ۙ

وہی رات کو دن پر ڈھانکتا ہے (دن اور رات) ایک دوسرے کے پیچھے لگے رہتے ہیں۔ (یعنی دن کی روشنی کو رات سے بدل دیتا ہے اور پھر رات گزرتے ہی دن کی روشنی کو نمودار کر دیتا ہے۔ (دن جاتا ہے رات آتی ہے اور رات گزرتی ہے تو دن نمودار ہوجاتا ہے۔)

وَّالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ وَالنُّجُوْمَ مُسَخَّرٰتٍۭ بِاَمْرِهٖ ؕ

اور سورج اور چاند اور تارے پیدا کیے جو اسی کے حکم کے تحت اپنا اپنا کام کیے جارہے ہیں۔

اَلَا لَهُ الْخَلْقُ وَالْاَمْرُ ؕ

دیکھو! سب مخلوق بھی اسی کی ہے اور حکم بھی اسی کا ہے۔ (تمہیں معلوم ہونا چاہیئے ہر چیز کو عدم سے وجود میں لانا اُسی کی شان ہے۔ تدبیر، تصرف، فرمانروائی اسی کی سزوار ہے۔)

تَبٰرَكَ اللّٰهُ رَبُّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۵۴﴾

اللہ تعالیٰ بڑی برکت والے فیض رساں ہیں سارے عالم کے پرورش کرنے والے ہیں۔

اُدْعُوْا رَبَّكُمْ تَضَرُّعًا وَّخُفْيَةً ؕ

(ہر آفت ومصیبت حاجت وضرورت میں کسی مقرب سے مقرب بندہ کا

واسطہ وسیلہ لیے بغیر مدد کے لیے) اپنے ہی پروردگار کو دل ہی دل میں نہایت عاجزی کے ساتھ پکارو۔

اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِيْنَ ۝۵۵ — حدودِ بندگی سے نکل جانے والوں کو اللہ تعالیٰ پسند نہیں فرماتے۔

توضیح: آفت و مصیبت میں اللہ تعالیٰ کے سوا اللہ تعالیٰ کے مقرب بندوں کو مدد کے لیے پکارنا یا ان کا واسطہ وسیلہ لینا۔ اللہ تعالیٰ کے مقرر کیے ہوئے حدودِ بندگی کو توڑنا ہے۔

وَلَا تُفْسِدُوْا فِي الْاَرْضِ بَعْدَ اِصْلَاحِهَا — دنیا کی اصلاح ہونے کے بعد فساد نہ پھیلاؤ (کہ نئی نئی بدعات و شرکیہ افعال نکال کر اصل دین کو مٹاؤ)

وَادْعُوْهُ خَوْفًا وَّطَمَعًا ؕ — خوف و امید کے ساتھ (کسی کو واسطہ وسیلہ بنائے بغیر) مدد کے لیے راست اللہ ہی کو پکارو۔

اِنَّ رَحْمَتَ اللّٰهِ قَرِيْبٌ مِّنَ الْمُحْسِنِيْنَ ۝۵۶ — بے شک اللہ تعالیٰ کی رحمت نیکوکاروں سے قریب ہے۔

توضیح: نیکوکار وہ ہیں جن کے عقیدہ میں شرک اور عمل میں بدعت نہ ہو۔ منزل ۲

وَهُوَ الَّذِيْ يُرْسِلُ الرِّيٰحَ بُشْرًاۢ بَيْنَ يَدَيْ رَحْمَتِهٖ ؕ — اور (اللہ) وہی تو ہے جو اپنی رحمت (مینہ برسانے) سے پہلے (بارش کی) خوشخبری دینے والی سرد ہوائیں بھیجتا ہے۔

حَتّٰۤى اِذَاۤ اَقَلَّتْ سَحَابًا ثِقَالًا سُقْنٰهُ لِبَلَدٍ مَّيِّتٍ — یہاں تک کہ جب وہ پانی سے بادلوں کو اٹھا لاتی ہیں تو ہم (ان بادلوں کو) کسی مُردہ (خشک) زمین کی طرف ہانک لے جاتے ہیں۔

فَاَنْزَلْنَا بِهِ الْمَآءَ فَاَخْرَجْنَا بِهٖ مِنْ كُلِّ الثَّمَرٰتِ ؕ — پس ہم اس سے پانی برساتے ہیں۔ پھر ہم اس پانی سے ہر قسم کے پھل (میوے) پیدا کرتے ہیں۔

كَذٰلِكَ نُخْرِجُ الْمَوْتٰى لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ ۝۵۷ — اسی طرح مُردوں کو بھی زمین سے نکال کھڑا کریں گے (یہ بات اس لیے بیان کی گئی ہے) تا کہ تم (اس امر واقعہ سے) نصیحت حاصل کرو۔

یعنی موت کے بعد کی زندگی کو یقینی سمجھو اور اللہ تعالیٰ کے بتلائے ہوئے طریق پر اپنے آپ کو سنوارنے کی کوشش کیے جاؤ۔

وَالْبَلَدُ الطَّيِّبُ يَخْرُجُ نَبَاتُهٗ بِاِذْنِ رَبِّهٖ ۚ
اور جو زمین اچھی ہوتی ہے، اس کی پیداوار بھی اللہ تعالیٰ کے حکم سے ہری بھری اور اچھی ہی نکلتی ہے۔

وَالَّذِیْ خَبُثَ لَا یَخْرُجُ اِلَّا نَكِدًا ؕ
اور وہ زمین جو ناقص ہوتی ہے اس سے ناکارہ چیزیں، ہی نکلتی ہیں (پیدا ہوتی ہیں)

كَذٰلِكَ نُصَرِّفُ الْاٰیٰتِ لِقَوْمٍ یَّشْكُرُوْنَ ۟﴿۵۸﴾
اس طرح ہم شکر گزار بندوں کے لیے طرح طرح سے (اپنے معبود ومستعان اور الٰہ واحد ہونے کی) نشانیاں بیان کرتے رہتے ہیں۔

توضیح: نصیحتیں تو سب ہی کے لیے ہیں مگر ان سے فائدہ وہی اٹھاتے ہیں جو اِن پر عمل پیرا ہوتے ہیں اور نقصان وہی اٹھاتے ہیں جو الٰہی تعلیمات سے کنارہ کش ہوتے ہیں۔

لَقَدْ اَرْسَلْنَا نُوْحًا اِلٰی قَوْمِهٖ
(یہ ایک حقیقت ہے کہ) ہم نے نوحؑ کو ان کی قوم کی طرف بھیجا تھا۔

فَقَالَ یٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَیْرُهٗ ؕ
اور انھوں نے اپنی قوم سے کہا اے میری قوم کے لوگو اللہ تعالیٰ ہی کی بندگی کرو۔ اس کے سوا تمہارا کوئی معبود (ومستعان) نہیں ہے۔

اِنِّیْۤ اَخَافُ عَلَیْكُمْ عَذَابَ یَوْمٍ عَظِیْمٍ ۟﴿۵۹﴾
یقیناً میں تمہارے بارے میں ایک بڑے ہولناک دن کے عذاب کا اندیشہ رکھتا ہوں۔

قَالَ الْمَلَاُ مِنْ قَوْمِهٖۤ اِنَّا لَنَرٰىكَ فِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ ۟﴿۶۰﴾
قوم کے سرداروں نے کہا ہم تم کو کھلی گمراہی میں دیکھتے ہیں۔

قَالَ یٰقَوْمِ لَیْسَ بِیْ ضَلٰلَةٌ وَّلٰكِنِّیْ رَسُوْلٌ مِّنْ رَّبِّ الْعٰلَمِیْنَ ۟﴿۶۱﴾
نوحؑ نے کہا۔ اے میری قوم کے لوگو مجھ میں کسی طرح کی گمراہی نہیں ہے۔ بلکہ میں تو پروردگار عالم کا پیغمبر ہوں۔

اُبَلِّغُكُمْ رِسٰلٰتِ رَبِّیْ وَاَنْصَحُ لَكُمْ
میں تم کو اپنے پروردگار کا پیغام پہنچاتا ہوں اور تمہارا خیر خواہ ہوں۔

وَاَعْلَمُ مِنَ اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ۟﴿۶۲﴾
اور میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایسی باتیں جانتا ہوں جس کو تم نہیں جانتے۔ (یعنی اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس تعلیم کو جانتا ہوں جو تمہاری نجات کا واحد ذریعہ ہے۔)

اَوَعَجِبْتُمْ اَنْ جَآءَكُمْ ذِكْرٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ عَلٰی رَجُلٍ مِّنْكُمْ
کیا تم کو اس بات پر تعجب ہے کہ تمہارے رب کی طرف سے تم ہی میں سے ایک شخص کے ذریعہ تمہارے پاس نصیحت آئی۔

لِيُنْذِرَكُمْ وَلِتَتَّقُوْا وَلَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ ﴿۶۳﴾
تاکہ تم کو (شرک کے انجام بد سے) ڈرائے اور (یہ بھی مقصد ہے کہ) تم پرہیزگار بنو۔ تم پر رحم کیا جائے۔

فَكَذَّبُوْهُ فَاَنْجَيْنٰهُ وَالَّذِيْنَ مَعَهٗ فِي الْفُلْكِ
پھر انھوں نے نوحؑ کی تکذیب کی تو ہم نے نوحؑ کو اور اُن لوگوں کو جو نوحؑ کے ساتھ کشتی میں سوار تھے اپنے عذاب سے بچالیا۔

وَاَغْرَقْنَا الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا ؕ
اور جن لوگوں نے ہماری تعلیمات کو جھٹلایا ہم نے اُن سب کو طوفان میں غرق کردیا۔

ع ۸ ۱۵ اِنَّهُمْ كَانُوْا قَوْمًا عَمِيْنَ ﴿۶۴﴾
یقیناً وہ ایک اندھی قوم تھی (یعنی ان کے دل ایمان کی بصیرت سے عاری تھے)

وَاِلٰى عَادٍ اَخَاهُمْ هُوْدًا ؕ
اور اسی طرح قوم عاد کی طرف ان کی برادری کے ایک فرد ہودؑ کو بھیجا۔

قَالَ يٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ
انھوں نے کہا اے میری قوم کے لوگو (اللہ تعالیٰ کی تعلیم کے مطابق) اللہ تعالیٰ ہی کی عبادت کرو۔

منزل ۲ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ ؕ
اس کے سوا تمہارا کوئی معبود (ومستعان) نہیں۔

اَفَلَا تَتَّقُوْنَ ﴿۶۵﴾
کیا تم اپنی اس غلط روش سے باز نہ آؤ گے؟

قَالَ الْمَلَاُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ قَوْمِهٖۤ
اُن کی قوم کے کافر سرداروں نے کہا

اِنَّا لَنَرٰىكَ فِيْ سَفَاهَةٍ
یقیناً ہم تم کو کم عقل (صحیح راستے سے بھٹکا ہوا) دیکھتے ہیں۔

وَّاِنَّا لَنَظُنُّكَ مِنَ الْكٰذِبِيْنَ ﴿۶۶﴾
اور ہم تم کو جھوٹے لوگوں میں سے سمجھتے ہیں۔

قَالَ يٰقَوْمِ لَيْسَ بِيْ سَفَاهَةٌ
ہودؑ نے کہا اے قوم مجھ میں ذرا بھی بے وقوفی نہیں ہے۔

وَّلٰكِنِّيْ رَسُوْلٌ مِّنْ رَّبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۶۷﴾
لیکن میں تو پروردگارِ عالم کا بھیجا ہوا پیغمبر ہوں۔

اُبَلِّغُكُمْ رِسٰلٰتِ رَبِّيْ
میں تم کو اپنے رب کا پیغام (تعلیماتِ الٰہی) پہنچاتا ہوں۔

وَاَنَا لَكُمْ نَاصِحٌ اَمِيْنٌ ﴿۶۸﴾
اور میں تمہارا سچا خیر خواہ ہوں۔ (امانت دار ہوں اپنی طرف سے اللہ تعالیٰ کے احکام میں کوئی کمی پیشی نہیں کرتا۔ اللہ تعالیٰ کا ہر حکم بلا کم وکاست پہنچاتا ہوں)

اَوَعَجِبْتُمْ اَنْ جَآءَكُمْ ذِكْرٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ عَلٰى رَجُلٍ مِّنْكُمْ لِيُنْذِرَكُمْ ؕ
کیا تم اس بات پر تعجب کرتے ہو کہ تمہارے پاس تمہارے پروردگار کی طرف سے تمہیں میں کے ایک شخص کے ذریعہ نصیحت آئی تا کہ تم کو (آخرت کے ابدی عذاب سے) ڈرائے۔

وَاذْكُرُوْٓا اِذْ جَعَلَكُمْ خُلَفَآءَ مِنْۢ بَعْدِ قَوْمِ نُوْحٍ
اور اللہ تعالیٰ کے اس احسان کو یاد کرو جب کہ نوحؑ کی قوم کے بعد تم کو زمین کا وارث بنایا۔

وَّزَادَكُمْ فِى الْخَلْقِ بَصْۜطَةً ۚ
اور تمہیں خوب پھیلایا اور تم کو زیادہ کر دیا۔

فَاذْكُرُوْٓا اٰلَآءَ اللّٰهِ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ﴿۶۹﴾
لہٰذا اللہ تعالیٰ کی ان نعمتوں کو مستحضر رکھو (کفرانِ نعمت نہ کرو) اللہ تعالیٰ ہی کے معبود و مستعان ہونے کی یہ تعلیم اس لیے دی گئی ہے) تا کہ تم فلاحِ آخرت حاصل کرسکو۔

قَالُوْٓا اَجِئْتَنَا لِنَعْبُدَ اللّٰهَ وَحْدَهٗ
اُن سرداروں نے کہا کیا تم ہمارے پاس اس لیے آئے ہو کہ ہم صرف ایک اللہ کی عبادت کریں۔

وَنَذَرَ مَا كَانَ يَعْبُدُ اٰبَآؤُنَا ۚ
اور ان سب کو چھوڑ دیں جنھیں ہمارے آبا و اجداد پوجتے آئے ہیں۔

فَاْتِنَا بِمَا تَعِدُنَآ اِنْ كُنْتَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ ﴿۷۰﴾
تو تم ہمارے پاس اُس عذاب کو لے آؤ (جس کی) ہم کو دھمکی دے رہے ہو، اگر تم سچّے ہو۔

قَالَ قَدْ وَقَعَ عَلَيْكُمْ مِّنْ رَّبِّكُمْ رِجْسٌ وَّغَضَبٌ ؕ
اللہ کے پیغمبر نے کہا یقیناً تم پر تمہارے رب کی طرف سے عذاب متعین ہو چکا اور تم غضب الٰہی کے مستحق ہو چکے

اَتُجَادِلُوْنَنِىْ فِىْٓ اَسْمَآءٍ سَمَّيْتُمُوْهَآ اَنْتُمْ وَاٰبَآؤُكُمْ
تو کیا تم مجھ سے ایسے ناموں کے بارے میں جھگڑتے ہو جن کو تم نے اور تمہارے باپ دادا نے اپنی طرف سے گھڑ رکھا ہے۔

مَّا نَزَّلَ اللّٰهُ بِهَا مِنْ سُلْطٰنٍ ؕ
جن کے شریکِ خدائی ہونے کی کوئی دلیل اللہ تعالیٰ نے نازل نہیں کی ہے۔

توضیح: بزرگانِ دین کے ایسے نام جیسے ''غوث الاعظم''، غوثِ اعظم دستگیر، غوث الثقلین، غوث الوریٰ، محبوب سبحانی، قطبِ ربانی، بندہ نواز، نکتہ نواز، غریب نواز وغیرہ یہ سب اسماء اسی نوعیت کے ہیں۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ اپنے کسی بندے کو تا آنکہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو بھی ایسا خطاب یا نام نہیں عطا فرمایا جس سے شرک کی بو آتی ہو قرآن و حدیث میں ایسے اسماء کی کوئی دلیل یا مثال نہیں ملتی۔ یہ سب نام ہمارے باپ دادا یا ہمارے اپنے گھڑے ہوئے ہیں جن کی تائید کتاب و سنّت سے نہیں ہوتی۔

فَانْتَظِرُوْٓا اِنِّيْ مَعَكُمْ مِّنَ الْمُنْتَظِرِيْنَ۝۷۱

لہٰذا۔عذاب کا تم بھی انتظار کرو اور میں بھی تمہارے ساتھ منتظر ہوں۔

فَاَنْجَيْنٰهُ وَالَّذِيْنَ مَعَهٗ بِرَحْمَةٍ مِّنَّا

لہٰذا ہم نے ہودؑ کو اور اُن لوگوں کو جنھوں نے ان کا ساتھ دیا اپنی رحمت سے بچا لیا۔

وَقَطَعْنَا دَابِرَ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا وَمَا كَانُوْا مُؤْمِنِيْنَ۝۷۲ ع ۸/۱۶

اور جنھوں نے دعوتِ حق کو جھٹلایا ہم نے انھیں نیست و نابود کر دیا کیونکہ وہ مومن ہی نہ تھے۔

توضیح: متواتر آٹھ دن سات رات اس شدت سے آندھی کا طوفان آیا جس نے ایک ایک سرکش کو اٹھا کر زمین و آسمان کے درمیان معلّق کر دیا۔ پھر ہر ایک کو کھوپڑی کے بل دے پٹکا۔ جس سے بھیجا نکل پڑا اور دھڑ سے الگ ہو گیا۔ حضرت ہودؑ مع مومنین ایک حجرہ میں پناہ گزیں رہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو اور تمام اہل ایمان کو اس تباہی سے محفوظ رکھا۔

وَاِلٰي ثَمُوْدَ اَخَاهُمْ صٰلِحًا ۘ

اور قوم ثمود کی طرف ان کے بھائی صالحؑ کو بھیجا۔

قَالَ يٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ ۭ منزل ۲

(صالح علیہ السلام نے قوم کو اس طرح مخاطب کیا) اے میری قوم کے لوگو اللہ تعالیٰ ہی کی عبادت کرو اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی تمہارا معبود (ومستعان حاجت روا مشکل کشا) نہیں ہے۔

قَدْ جَاۗءَتْكُمْ بَيِّنَةٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ ۭ هٰذِهٖ نَاقَةُ اللّٰهِ لَكُمْ اٰيَةً فَذَرُوْهَا تَاْكُلْ فِيْٓ اَرْضِ اللّٰهِ

یقیناً تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف سے ایک واضح دلیل آ چکی ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کی اونٹنی ہے جو تمہارے لیے ایک معجزہ ہے جو پتھر کی چٹان میں سے پیدا کی گئی) تو اس کو آزاد چھوڑ دو تا کہ وہ اللہ تعالیٰ کی زمین پر چرتی پھرے۔

وَلَا تَمَسُّوْهَا بِسُوْۗءٍ فَيَاْخُذَكُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ۝۷۳

اور اس کو ذرا بھی نقصان نہ پہنچاؤ ورنہ دردناک عذاب تمہیں اپنی گرفت میں لے لیگا۔

وَاذْكُرُوْٓا اِذْ جَعَلَكُمْ خُلَفَاۗءَ مِنْۢ بَعْدِ عَادٍ

اور اللہ تعالیٰ کا وہ احسان یاد کرو جب کہ اللہ تعالیٰ نے قومِ عاد کے بعد تم کو زمین کا وارث بنایا۔

وَّبَوَّاَكُمْ فِي الْاَرْضِ تَتَّخِذُوْنَ مِنْ سُهُوْلِهَا قُصُوْرًا وَّتَنْحِتُوْنَ

اور تم کو زمین پر بسایا (تم کو وہ صلاحیتیں بخشیں جس سے) تم زمین کے ہموار میدانوں میں عالیشان محل بناتے ہو اور پہاڑوں کو تراش کر

الْجِبَالَ بُيُوْتًا ۚ
گھر بناتے ہو۔

فَاذْكُرُوْٓا اٰلَاۗءَ اللّٰهِ وَلَا تَعْثَوْا فِي الْاَرْضِ مُفْسِدِيْنَ۝٧٤
لہٰذا اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کو مستحضر رکھو اور ملک میں فساد مچاتے مت پھرو (مشرکانہ عقائد کی تعلیم دیتے نہ پھرو)

قَالَ الْمَلَاُ الَّذِيْنَ اسْتَكْبَرُوْا مِنْ قَوْمِهٖ
اُن کی قوم کے سرداروں نے کہا جو متکبر تھے۔ (جنھوں نے دعوتِ حق کے مقابلے میں بڑی سرکشی کی تھی)

لِلَّذِيْنَ اسْتُضْعِفُوْا لِمَنْ اٰمَنَ مِنْهُمْ
اُن غریب و کمزور لوگوں سے جو اُنھیں میں سے ایمان لائے تھے۔

اَتَعْلَمُوْنَ اَنَّ صٰلِحًا مُّرْسَلٌ مِّنْ رَّبِّهٖ ۭ
کیا تم یقین کرتے ہو کہ صالحؑ اپنے رب کی طرف سے بھیجے ہوئے، ہیں

قَالُوْٓا اِنَّا بِمَآ اُرْسِلَ بِهٖ مُؤْمِنُوْنَ۝٧٥
اہلِ ایمان نے جواب دیا بے شک جس پیامِ حق کے ساتھ وہ بھیجے گئے ہیں، ہم اس پر پورا پورا یقین رکھتے ہیں۔

قَالَ الَّذِيْنَ اسْتَكْبَرُوْٓا اِنَّا بِالَّذِيْٓ اٰمَنْتُمْ بِهٖ كٰفِرُوْنَ۝٧٦
اُن سرکش متکبّروں نے (اہلِ ایمان سے) کہا۔ جس بات پر تم ایمان لائے ہو۔ ہم اس کے منکر ہیں۔

فَعَقَرُوا النَّاقَةَ وَعَتَوْا عَنْ اَمْرِ رَبِّهِمْ
غرض انھوں نے اونٹنی کے پاؤں کی رگیں کاٹ دیں اور اپنے پروردگار کے حکم سے سرکشی کی۔

وَقَالُوْا يٰصٰلِحُ ائْتِنَا بِمَا تَعِدُنَآ اِنْ كُنْتَ مِنَ الْمُرْسَلِيْنَ۝٧٧
اور انھوں نے کہا۔ اے صالحؑ اگر تم واقعی اللہ تعالیٰ کے رسول ہو تو اُس عذاب کو ہمارے پاس لے آؤ جس سے تم ہمیں ڈراتے ہو۔ اگر تم پیغمبر ہو۔

فَاَخَذَتْهُمُ الرَّجْفَةُ فَاَصْبَحُوْا فِيْ دَارِهِمْ جٰثِمِيْنَ۝٧٨
پھر زلزلے نے انھیں آلیا۔ اور وہ اپنے گھروں میں اوندھے منہ گر کر ہلاک ہوئے۔

فَتَوَلّٰى عَنْهُمْ وَقَالَ يٰقَوْمِ لَقَدْ
تب صالح علیہ السلام ان سے منہ موڑ کر چلے اور کہا۔

اَبْلَغْتُكُمْ رِسَالَةَ رَبِّيْ وَنَصَحْتُ لَكُمْ
اے میری قوم میں نے تم کو اپنے رب کا پیغام پہنچایا۔ اور میں نے (ممکنہ) خیر خواہی کی۔

توضیح: صالح علیہ السلام نے دو سو اسّی برس کی عمر پائی۔ دعوتِ حق پیش کرتے رہے۔ قوم کی نافرمانی کی وجہ زلزلہ

آیا۔ نافرمان ہلاکت خیز گڑگڑاہٹ سے ہلاک ہوئے۔ اللہ تعالیٰ نے اہل ایمان کو محفوظ رکھا۔ پھر آپ نے اہلِ ایمان کے ساتھ وہاں سے ہجرت فرمائی۔

وَلٰكِنْ لَّا تُحِبُّوْنَ النّٰصِحِيْنَ﴿۷۹﴾	لیکن تم تو اپنے خیرخواہوں ہی کو پسند نہیں کرتے۔
وَلُوْطًا اِذْ قَالَ لِقَوْمِهٖۤ اَتَاْتُوْنَ الْفَاحِشَةَ مَا سَبَقَكُمْ بِهَا مِنْ اَحَدٍ مِّنَ الْعٰلَمِيْنَ﴿۸۰﴾	اور جب ہم نے لوطؑ کو پیغمبر بنا کر بھیجا تو لوطؑ نے اپنی قوم سے کہا کہ تم ایسی بے حیائی کے کام کرتے ہو کہ تم سے پہلے دنیا میں کسی نے بھی نہیں کیے۔
اِنَّكُمْ لَتَاْتُوْنَ الرِّجَالَ شَهْوَةً مِّنْ دُوْنِ النِّسَآءِ ؕ	کہ تم عورتوں کے بجائے شہوت رانی کے لیے مردوں کی تلاش میں نکلتے ہو۔
بَلْ اَنْتُمْ قَوْمٌ مُّسْرِفُوْنَ﴿۸۱﴾	بلکہ تم حد سے نکل جانے والی قوم ہو (کہ اللہ تعالیٰ کی بخشی ہوئی صلاحیتوں کا بے جا بے محل استعمال کرتے ہو یہ بھی اسراف ہے اور اللہ تعالیٰ کو سخت ناپسند ہے۔
وَمَا كَانَ جَوَابَ قَوْمِهٖۤ اِلَّاۤ اَنْ قَالُوْۤا اَخْرِجُوْهُمْ مِّنْ قَرْيَتِكُمْ ۚ	قوم کے پاس اس کا کوئی جواب نہ تھا بجز یہ کہنے کہ انھیں بستی سے نکال باہر کردو۔
اِنَّهُمْ اُنَاسٌ يَّتَطَهَّرُوْنَ﴿۸۲﴾	(وہ طعن کے طور پر کہتے ہیں) یہی بڑے پاکباز انسان ہیں۔
فَاَنْجَيْنٰهُ وَاَهْلَهٗۤ اِلَّا امْرَاَتَهٗ ۖ كَانَتْ مِنَ الْغٰبِرِيْنَ﴿۸۳﴾	پھر ہم نے لوط علیہ السلام اور ان کے متعلقین کو عذاب سے نجات بخشی سوائے ان کی بیوی کے جو مستحق عذاب تھی۔
وَاَمْطَرْنَا عَلَيْهِمْ مَّطَرًا ؕ	اور ہم نے ان پر پتھروں کی بارش برسائی۔
فَانْظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُجْرِمِيْنَ﴿۸۴﴾	پھر دیکھئے مجرمین کا کیا انجام ہوا۔

توضیح: حضرت لوط علیہ السلام حضرت ابراہیم السلام کے بھتیجے تھے۔ سُدوم میں مقیم تھے۔ ان کی قوم بداعمالی کی وجہ سے برباد کردی گئی۔ ان پر پتھر برسائے گئے۔ سب ہلاک وتباہ ہوگئے۔ حضرت لوط علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے حکم سے شہر سے نکل پڑے۔ ان کے ساتھ اہلِ ایمان بھی تھے۔ سوائے ان کی بیوی کے وہ بھی عذاب میں ہلاک ہوئی۔

وَاِلٰى مَدْيَنَ اَخَاهُمْ شُعَيْبًا ؕ	اور مدین والوں کی طرف بھائی شعیب کو رسول بنا کر بھیجا۔

توضیح: حضرت شعیب علیہ السلام حضرت میکائیل کے فرزند تھے۔ مدین میں رہتے تھے۔ یہاں کے باشندوں کو اصحاب ایکہ بھی کہتے ہیں۔ یہ قوم ناپ تول میں کمی اور سیدھی راہ میں رکاوٹ ڈالنے کی عادی تھی۔ حضرت شعیب علیہ السلام نے ڈرایا۔ یہ بڑے فصیح وبلیغ اللسان تھے۔ آپ کو خطیب الانبیاء کہا جاتا ہے۔

قَالَ يٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ ؕ	شعیب علیہ السلام نے کہا۔ اے میری قوم تم (اللہ تعالیٰ کی تعلیم کے مطابق) اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو۔ اس اللہ کے سوا کوئی تمہارا الٰہ نہیں ہے۔
قَدْ جَآءَتْكُمْ بَيِّنَةٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ	یقیناً تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف سے ایک واضح دلیل آچکی ہے
فَاَوْفُوا الْكَيْلَ وَالْمِيْزَانَ	تم ناپ تول کی صحت کا پورا پورا خیال رکھو۔
وَلَا تَبْخَسُوا النَّاسَ اَشْيَآءَهُمْ	اور لوگوں کے مال میں نقصان نہ کرو۔

توضیح: لوگوں کو تول یا ناپ کر دے تو کمی کرے اور لوگوں سے ناپ تول کرلے تو زیادہ لے۔ یہ سب فساد فی الارض ہے۔

وَلَا تُفْسِدُوْا فِى الْاَرْضِ بَعْدَ اِصْلَاحِهَا ؕ	اصلاحِ حال کی تعلیم آجانے کے بعد ملک میں فساد نہ پھیلاؤ۔
ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ﴿۸۵﴾	اگر تم ایمان والے ہو تو یہ نصیحت تمہارے لیے نہایت ہی اچھی ہے۔
وَلَا تَقْعُدُوْا بِكُلِّ صِرَاطٍ تُوْعِدُوْنَ وَتَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ مَنْ اٰمَنَ بِهٖ وَتَبْغُوْنَهَا عِوَجًا ۚ	جو لوگ ایمان لا چکے ہیں انھیں راہ حق سے روکنے دھمکانے ٹیڑھے راستہ پر چلانے کی غرض سے شہر کے ہر راستہ پر بیٹھا نہ کرو۔
وَاذْكُرُوْٓا اِذْ كُنْتُمْ قَلِيْلًا فَكَثَّرَكُمْ ۠ وَانْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُفْسِدِيْنَ ﴿۸۶﴾	اور اللہ کا وہ احسان یاد کرو جب کہ تم تعداد میں کم تھے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے تمھیں کثیر جماعت بنا دیا۔ اور دیکھو فساد کرنے والوں کا کیسا بُرا انجام ہوا۔
وَاِنْ كَانَ طَآئِفَةٌ مِّنْكُمْ اٰمَنُوْا بِالَّذِيْٓ اُرْسِلْتُ بِهٖ	اور اگر تم میں سے ایک جماعت (اس تعلیم پر) ایمان لائی ہے جسے دے کر مجھے بھجوایا گیا ہے۔
وَطَآئِفَةٌ لَّمْ يُؤْمِنُوْا فَاصْبِرُوْا حَتّٰى يَحْكُمَ اللّٰهُ بَيْنَنَا ۚ وَهُوَ خَيْرُ الْحٰكِمِيْنَ ﴿۸۷﴾	اور ایک جماعت ایمان نہیں لائی تو صبر کرو (یہ بات اُن کے نبی نے کہی) تا کہ آنکہ اللہ تعالیٰ ہمارے درمیان فیصلہ کردیں اور وہ بہترین فیصلہ کرنے والے ہیں۔

قَالَ الْمَلَاُ الَّذِيْنَ اسْتَكْبَرُوْا مِنْ قَوْمِهٖ — ان کی قوم کے مغرور سرداروں نے کہا۔

لَنُخْرِجَنَّكَ يٰشُعَيْبُ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَكَ مِنْ قَرْيَتِنَآ — اے شعیب ہم تم کو اوران کو جو تمہارے ساتھ ایمان لائے ہیں اپنی بستی سے نکال باہر کر دیں گے۔

اَوْ لَتَعُوْدُنَّ فِيْ مِلَّتِنَا ؕ — یا پھر تم ہمارے مذہب میں آجاؤ۔

قَالَ اَوَلَوْ كُنَّا كٰرِهِيْنَ ﴿٨٨﴾ — شعیبؑ نے کہا اگر ہم اس طرح مُرتد ہونے کو سخت نا پسند ہی کیوں نہ کرتے ہوں تب بھی؟

قَدِ افْتَرَيْنَا عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا اِنْ عُدْنَا فِيْ مِلَّتِكُمْ بَعْدَ اِذْ نَجّٰىنَا اللّٰهُ مِنْهَا ؕ — اگر ہم تمہارے باطل مذہب میں لوٹ کر آجائیں جس سے اللہ تعالیٰ نے ہمیں نجات بخشی تھی (تو اس کا مطلب یہ ہوا کہ) اللہ تعالیٰ پر جھوٹی باتیں بنائیں گویا دین کا ایک ڈھونگ رچایا تھا۔

وَمَا يَكُوْنُ لَنَآ اَنْ نَّعُوْدَ فِيْهَآ — اوراب ہمارے لیے ممکن نہیں ہیکہ اس (باطل) مذہب میں لوٹ آئیں۔

اِلَّآ اَنْ يَّشَآءَ اللّٰهُ رَبُّنَا ؕ — سوائے اس کے کہ اللہ تعالیٰ ہی چاہیں جو ہمارے رب ہیں۔

وَسِعَ رَبُّنَا كُلَّ شَيْءٍ عِلْمًا ؕ — ہمارے پروردگار کا علم ہر شئے پر محیط ہے (ساری چیزیں اللہ تعالیٰ کے علم میں ہیں)

عَلَى اللّٰهِ تَوَكَّلْنَا ؕ — ہم اللہ تعالیٰ ہی پر بھروسہ رکھتے ہیں۔

(مخالفین کو یہ جواب دینے کے ساتھ ہی حضرت شعیب علیہ السلام اور آپ کے ساتھیوں نے دعا کی)

رَبَّنَا افْتَحْ بَيْنَنَا وَبَيْنَ قَوْمِنَا بِالْحَقِّ وَاَنْتَ خَيْرُ الْفٰتِحِيْنَ ﴿٨٩﴾ — اے ہمارے پروردگار ہمارے اور ہماری قوم کے درمیان ٹھیک فیصلہ کر دیجئے اور آپ بہترین فیصلہ کرنے والے ہیں۔

وَقَالَ الْمَلَاُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ قَوْمِهٖ — قوم کے سرداروں نے جو کافر تھے اپنی قوم سے کہا۔

لَئِنِ اتَّبَعْتُمْ شُعَيْبًا اِنَّكُمْ اِذًا لَّخٰسِرُوْنَ ﴿٩٠﴾ — اگر تم نے شعیبؑ کی اتباع کی تو تم نقصان میں پڑ جاؤ گے۔

فَاَخَذَتْهُمُ الرَّجْفَةُ — پس ایک سخت آواز (چیخ) نے انھیں اپنی گرفت میں لیا۔

فَاَصْبَحُوْا فِيْ دَارِهِمْ جٰثِمِيْنَ ﴿۹۱﴾ۚۖ

پھر وہ اپنے گھروں میں اوندھے منہ گر کر ہلاک ہوئے۔

الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا شُعَيْبًا كَاَنْ لَّمْ يَغْنَوْا فِيْهَا ۚ

جن لوگوں نے شعیبؑ کی تکذیب کی (وہ ایسے مِٹے) گویا کہ اِن بستیوں میں کبھی آباد ہی نہ تھے۔

م ۲

اَلَّذِيْنَ كَذَّبُوْا شُعَيْبًا كَانُوْا هُمُ الْخٰسِرِيْنَ ﴿۹۲﴾

جن لوگوں نے شعیبؑ کو جھٹلایا وہ برباد ہو کر رہے۔

فَتَوَلّٰى عَنْهُمْ وَقَالَ يٰقَوْمِ لَقَدْ اَبْلَغْتُكُمْ رِسٰلٰتِ رَبِّيْ وَنَصَحْتُ لَكُمْ ۚ

پھر (شعیبؑ) ان سے منہ موڑ کر چلے اور کہا اے میری قوم میں نے تم کو اپنے رب کے احکام پہنچا دیئے (اپنے فرائض کی تکمیل کر دی) اور تمہارے لیے (ہر طرح کی) خیر خواہی کی۔

فَكَيْفَ اٰسٰى عَلٰى قَوْمٍ كٰفِرِيْنَ ﴿۹۳﴾ۧ

ع ۱۱

پھر میں (ایسی) کافر قوم کی تباہی پر کیونکر افسوس کروں۔ (جس نے دعوتِ حق قبول کرنے سے انکار کر دیا)

وَمَآ اَرْسَلْنَا فِيْ قَرْيَةٍ مِّنْ نَّبِيٍّ اِلَّآ اَخَذْنَآ اَهْلَهَا بِالْبَاْسَآءِ وَالضَّرَّآءِ

اور ہم نے کسی بستی میں کوئی پیغمبر ایسا نہیں بھیجا جہاں کے رہنے والوں کو (جو ایمان نہ لائے تھے) کسی آفت و مصیبت میں مبتلا نہ کر دیا ہو۔

لَعَلَّهُمْ يَضَّرَّعُوْنَ ﴿۹۴﴾

تا کہ وہ (آہ وزاری کے ساتھ) رجوع اِلی اللہ ہوں۔

ثُمَّ بَدَّلْنَا مَكَانَ السَّيِّئَةِ الْحَسَنَةَ حَتّٰى عَفَوْا

پھر ہم نے ان کی خستہ حالی کو خوشحالی سے بدل دیا یہاں تک کہ وہ خوب خوشحال ہوتے گئے۔

وَّقَالُوْا قَدْ مَسَّ اٰبَآءَنَا الضَّرَّآءُ وَالسَّرَّآءُ

اور وہ یہ کہتے رہے ہمارے باپ دادا پر بھی خوشحالی و بدحالی کے دور آتے رہے (یہ نہ جانا کہ خوشحالی و بدحالی کے ذریعہ ان کا امتحان لیا جا رہا ہے)

فَاَخَذْنٰهُمْ بَغْتَةً وَّهُمْ لَا يَشْعُرُوْنَ ﴿۹۵﴾

پس ہم نے انھیں اچانک اپنی گرفت میں لیا اور انھیں اس کا شعور بھی نہ تھا۔

وَلَوْ اَنَّ اَهْلَ الْقُرٰٓى اٰمَنُوْا وَاتَّقَوْا

اور اگر ان بستیوں کے رہنے والے ایمان لاتے اور (ایمان نہ لانے کے انجام سے) ڈرتے۔

لَفَتَحْنَا عَلَيْهِمْ بَرَكٰتٍ مِّنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ

تو ہم ان پر زمین و آسمان سے برکتیں نازل کرتے۔

وَلٰكِنْ كَذَّبُوْا فَاَخَذْنٰهُمْ بِمَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ﴿۹۶﴾

لیکن انھوں نے (دعوتِ حق کی) تکذیب کی تو ہم نے ان کو ان کے اعمال کے سبب اپنی گرفت میں لیا۔

اَفَاَمِنَ اَهْلُ الْقُرٰۤى اَنْ يَّاْتِيَهُمْ بَاْسُنَا بَيَاتًا وَّهُمْ نَآىِٕمُوْنَ﴿۹۷﴾

کیا ان بستیوں کے رہنے والے اس بات سے بے خوف ہو گئے ہیں کہ ہمارا عذاب ان کے پاس راتوں رات آئے جبکہ وہ سو رہے ہوتے ہیں۔

اَوَاَمِنَ اَهْلُ الْقُرٰۤى اَنْ يَّاْتِيَهُمْ بَاْسُنَا ضُحًى وَّهُمْ يَلْعَبُوْنَ﴿۹۸﴾

یا ان بستیوں کے رہنے والے اس بات سے بے خوف ہو گئے ہیں کہ ہمارا عذاب (اچانک) دن میں آئے جبکہ وہ کھیل کود میں مصروف ہوں۔

اَفَاَمِنُوْا مَكْرَ اللّٰهِ ۚ

تو کیا یہ لوگ اللہ تعالیٰ کی گرفت سے اتنے نڈر ہو گئے ہیں

فَلَا يَاْمَنُ مَكْرَ اللّٰهِ اِلَّا الْقَوْمُ الْخٰسِرُوْنَ ۧ﴿۹۹﴾ ع ١٢ / ٢

اللہ تعالیٰ کی گرفت سے وہی لوگ بے خوف رہتے ہیں جو خسارہ پانے والے ہوتے ہیں۔ (نقصان اُٹھانے والے ہوتے ہیں)

اَوَلَمْ يَهْدِ لِلَّذِيْنَ يَرِثُوْنَ الْاَرْضَ مِنْۢ بَعْدِ اَهْلِهَاۤ

پچھلے لوگوں کے (ہلاک ہو جانے کے) بعد جو لوگ زمین کے وارث ہوئے کیا ان کے لیے یہ بات موجبِ ہدایت نہ ہوئی

اَنْ لَّوْ نَشَآءُ اَصَبْنٰهُمْ بِذُنُوْبِهِمْ ۚ منزل ٢

اگر ہم چاہتے تو ان کے گناہوں کے سبب ان پر بلائیں نازل کرتے۔

وَنَطْبَعُ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ فَهُمْ لَا يَسْمَعُوْنَ﴿۱۰۰﴾

اور ہم (انتقاماً) ان کے دِلوں پر مہر لگا دیتے پھر وہ کچھ سن نہ پاتے۔

تِلْكَ الْقُرٰى نَقُصُّ عَلَيْكَ مِنْ اَنْۢبَآىِٕهَا ۚ

یہ وہ بستیاں ہیں جن کے کچھ احوال ہم تمھیں سناتے ہیں

وَلَقَدْ جَآءَتْهُمْ رُسُلُهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ ۚ

یقیناً اِن کے پاس ان کے پیغمبر کھلی نشانیوں کے ساتھ آئے تھے۔

فَمَا كَانُوْا لِيُؤْمِنُوْا بِمَا كَذَّبُوْا مِنْ قَبْلُ ؕ

مگر جس بات کو وہ جھٹلا چکے تھے پھر اس کو ماننے والے نہ تھے۔

كَذٰلِكَ يَطْبَعُ اللّٰهُ عَلٰى قُلُوْبِ الْكٰفِرِيْنَ﴿۱۰۱﴾

اسی طرح اللہ تعالیٰ (انتقاماً ایمان نہ لانے کے نتیجہ میں) کافروں کے دل پر مہر لگا دیتے ہیں۔

وَمَا وَجَدْنَا لِاَكْثَرِهِمْ مِّنْ عَهْدٍ ۚ

اور ہم نے ان میں سے اکثر لوگوں کو اپنے قول و اقرار کا پابند نہ پایا۔

وَاِنْ وَّجَدْنَآ اَكْثَرَهُمْ لَفٰسِقِيْنَ﴿۱۰۲﴾
بلکہ ان کی اکثریت کو ہم نے نافرمان (وبدکار) ہی پایا۔

ثُمَّ بَعَثْنَا مِنْۢ بَعْدِهِمْ مُّوْسٰى بِاٰيٰتِنَآ اِلٰى فِرْعَوْنَ وَمَلَا۟ئِهٖ فَظَلَمُوْا بِهَا ۚ
پھران کے بعد ہم نے موسیٰؑ کو اپنے معجزات کے ساتھ فرعون اور اُس کے سرداروں کے پاس بھیجا تو انھوں نے اُن (معجزات) کا انکار کیا۔

فَانْظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُفْسِدِيْنَ﴿۱۰۳﴾
پھر دیکھئے ان مفسدوں کا کیا انجام ہوا۔

وَقَالَ مُوْسٰى يٰفِرْعَوْنُ اِنِّيْ رَسُوْلٌ مِّنْ رَّبِّ الْعٰلَمِيْنَ﴿۱۰۴﴾ۙ
اور موسیٰؑ نے کہا اے فرعون میں رب العلمین کا بھیجا ہوا رسول ہوں۔

حَقِيْقٌ عَلٰٓى اَنْ لَّآ اَقُوْلَ عَلَى اللّٰهِ اِلَّا الْحَقَّ ؕ
(رسول ہونے کی حیثیت سے) مجھ پر لازم ہے کہ میں اللہ تعالیٰ پر حق بات کے سوا کوئی (غلط) بات نہ کہوں۔

قَدْ جِئْتُكُمْ بِبَيِّنَةٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ
بلا شبہ (میں اپنے نبی ہونے کے ثبوت میں) تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف سے واضح معجزات لے کر آیا ہوں۔

فَاَرْسِلْ مَعِيَ بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ﴿۱۰۵﴾ؕ
لہٰذا بنی اسرائیل کو میرے ساتھ بھیجیے۔

قَالَ اِنْ كُنْتَ جِئْتَ بِاٰيَةٍ فَاْتِ بِهَآ اِنْ كُنْتَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ﴿۱۰۶﴾
فرعون نے کہا واقعی اگر تم کوئی نشانی لائے ہو تو دِکھاؤ اگر تم (اس بیان میں) سچے ہوں۔

فَاَلْقٰى عَصَاهُ فَاِذَا هِيَ ثُعْبَانٌ مُّبِيْنٌ﴿۱۰۷﴾ۚۖ
پس موسیٰؑ نے اپنا عصاء (زمین پر) ڈال دیا پھر وہ اسی آن ایک بڑا (خوفناک) اژدہا بن گیا۔

وَّنَزَعَ يَدَهٗ فَاِذَا هِيَ بَيْضَآءُ لِلنّٰظِرِيْنَ﴿۱۰۸﴾ࣖ
اور (موسیٰؑ نے) اپنا ہاتھ نکالا تو دیکھنے والوں کے لیے وہ اس قدر روشن تھا کہ (اُس کی شعاعیں) سورج کی شعاعوں پر غالب تھیں۔ (غَلَبَ شُعَاعُهَا شُعَاعُ الشَّمْس)

قَالَ الْمَلَاُ مِنْ قَوْمِ فِرْعَوْنَ اِنَّ هٰذَا لَسٰحِرٌ عَلِيْمٌ﴿۱۰۹﴾ۙ
(ان معجزات کو دیکھنے کے بعد) فرعون کی قوم کے سرداروں نے (آپس میں) کہا یقیناً یہ شخص بڑا (ہی) جادوگر ہے۔

يُّرِيْدُ اَنْ يُّخْرِجَكُمْ مِّنْ اَرْضِكُمْ ۚ
یہ تم کو تمہارے ملک سے بے دخل کرنا چاہتے ہیں کہو تمہاری کیا رائے ہے۔

منزل ۲
ع ۱۳

فَمَاذَا تَاْمُرُوْنَ﴿۱۱۰﴾

قَالُوْٓا اَرْجِهْ وَاَخَاهُ — انھوں نے (فرعون سے) کہا۔ موسیٰ اور ان کے بھائی کو جواب کے انتظار میں رکھئے۔

وَاَرْسِلْ فِی الْمَدَآئِنِ حٰشِرِیْنَ﴿۱۱۱﴾ — اور تمام شہروں میں اپنے کارندے بھیجئے۔

یَاْتُوْكَ بِكُلِّ سٰحِرٍ عَلِیْمٍ﴿۱۱۲﴾ — تا کہ تمام ماہر جادوگروں کو آپ کے پاس لے آئیں۔

وَجَآءَ السَّحَرَةُ فِرْعَوْنَ — پس جادوگر فرعون کے پاس آ گئے۔

قَالُوْٓا اِنَّ لَنَا لَاَجْرًا اِنْ كُنَّا نَحْنُ الْغٰلِبِیْنَ﴿۱۱۳﴾ — جادوگروں نے کہا۔ اگر ہم اس مقابلہ میں کامیاب ہو جائیں تو ہمارے لیے کوئی صلہ ہے؟

قَالَ نَعَمْ وَاِنَّكُمْ لَمِنَ الْمُقَرَّبِیْنَ﴿۱۱۴﴾ — (فرعون نے) کہا ہاں ضرور ملے گا اور تم ہمارے مقرب بنائے جاؤ گے۔

توضیح: جادوگروں کو اتنی تو سمجھ تھی کہ فرعون کا ساتھ دینے سے پہلے فرعون سے اپنے حقوق منوا لیے مگر آج اُمّت کے عوام وخواص کوتاہ اندیش ہو گئے ہیں کہ وہ اہم مسائل میں بھی اپنے جائز حقوق کے تحفظ کو پیشِ نظر نہیں رکھتے اور آنکھ بند کیے اہل باطل کی گردِ راہ بن جاتے ہیں۔

منزل ۲

قَالُوْا یٰمُوْسٰٓی اِمَّآ اَنْ تُلْقِیَ وَاِمَّآ اَنْ نَّكُوْنَ نَحْنُ الْمُلْقِیْنَ﴿۱۱۵﴾ — (فرعون سے اپنا حق منوا لینے کے بعد) جادوگروں نے کہا اے موسیٰؑ یا تو آپ (اپنا جادو) پہلے ڈالیئے یا ہم اس کی ابتدا کریں؟

قَالَ اَلْقُوْا ۚ فَلَمَّآ اَلْقَوْا سَحَرُوْٓا اَعْیُنَ النَّاسِ وَاسْتَرْهَبُوْهُمْ — موسیٰؑ نے کہا تم ہی ابتداء کرو۔ پھر جادوگروں نے جب اپنا جادو دکھایا تو لوگوں کی آنکھوں کو مسحور کر دیا۔

(یعنی حقیقت کے خلاف لاٹھیوں اور رسیوں کو اُن کی نظر میں سانپ کر دکھایا اور انھیں خوف زدہ کر دیا۔)

وَجَآءُوْ بِسِحْرٍ عَظِیْمٍ﴿۱۱۶﴾ — اور ایک بڑی جادوگری دکھائی۔

وَاَوْحَیْنَآ اِلٰی مُوْسٰٓی اَنْ اَلْقِ عَصَاكَ ۚ — اور ہم نے موسیٰؑ کو وحی کی کہ اپنا عصاء زمین پر ڈال دے۔

فَاِذَا هِیَ تَلْقَفُ مَا یَاْفِكُوْنَ﴿۱۱۷﴾ — پس (عصاء کا زمین پر ڈالنا تھا کہ اژدہا بن گیا) وہ اُسی وقت اُن ساری چیزوں کو نگل گیا۔ جو کچھ اُنھوں نے (جادو کے ذریعہ) بنایا تھا۔

فَوَقَعَ الْحَقُّ وَبَطَلَ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿۱۱۸﴾

پس حق ظاہر ہو گیا (جو بات حق تھی ظاہر ہو گئی) اور جو کچھ (سحر کاری) انھوں نے کیا تھا باطل ثابت ہوا۔

فَغُلِبُوْا هُنَالِكَ وَانْقَلَبُوْا صٰغِرِيْنَ ﴿۱۱۹﴾

مقابلے میں وہ (فرعون اور اس کے ساتھی) مغلوب اور شکست خوردہ ہو گئے۔

وَاُلْقِيَ السَّحَرَةُ سٰجِدِيْنَ ﴿۱۲۰﴾

(اور اس کیفیت نے جادوگروں کو سجدہ ریز ہونے پر مجبور کر دیا) اور جادوگر سجدہ میں گر گئے۔

قَالُوْٓا اٰمَنَّا بِرَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۱۲۱﴾

انھوں نے کہا ہم سارے جہاں کے پروردگار پر ایمان لائے۔

رَبِّ مُوْسٰى وَهٰرُوْنَ ﴿۱۲۲﴾

جو موسیٰؑ اور ہارونؑ کا (بھی) رب ہے۔

قَالَ فِرْعَوْنُ اٰمَنْتُمْ بِهٖ قَبْلَ اَنْ اٰذَنَ لَكُمْ ۚ

فرعون نے کہا قبل اس کہ میں تمھیں اجازت دوں کیا تم ان پر ایمان لے آئے ہو؟

اِنَّ هٰذَا لَمَكْرٌ مَّكَرْتُمُوْهُ فِي الْمَدِيْنَةِ

یقیناً یہ کوئی زبردست سازش ہے جو تم نے اس شہر (دارالسلطنت) میں کی ہے۔

لِتُخْرِجُوْا مِنْهَآ اَهْلَهَا ۚ

تا کہ یہاں سے اس کے شہریوں کا نکال دو۔

فَسَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ﴿۱۲۳﴾

عنقریب تم (اس کے انجام کو) جانو گے۔

لَاُقَطِّعَنَّ اَيْدِيَكُمْ وَاَرْجُلَكُمْ مِّنْ خِلَافٍ

یقیناً میں تمہارے ہاتھ پاؤں مخالف سمتوں سے کٹوا دوں گا۔

ثُمَّ لَاُصَلِّبَنَّكُمْ اَجْمَعِيْنَ ﴿۱۲۴﴾

پھر میں تم سب کو سولی پر چڑھوا دوں گا۔

قَالُوْٓا اِنَّآ اِلٰى رَبِّنَا مُنْقَلِبُوْنَ ﴿۱۲۵﴾

انھوں نے کہا (تمام معبودانِ باطل کو چھوڑ کر) ہم اپنے رب کی طرف پلٹ گئے ہیں۔

وَمَا تَنْقِمُ مِنَّآ اِلَّآ اَنْ اٰمَنَّا بِاٰيٰتِ رَبِّنَا لَمَّا جَآءَتْنَا ۭ

اور کہا تم ہم سے محض اس لیے انتقام لینا چاہتے ہو کہ ہم اپنے پروردگار کی آیتوں پر ایمان لائے جب وہ ہمارے پاس آئیں۔ (پھر ساتھ ہی دعا کر دی)

رَبَّنَآ اَفْرِغْ عَلَيْنَا صَبْرًا وَّتَوَفَّنَا

اے ہمارے پروردگار (جو بھی مصیبتیں ہم پر آئیں) ہمیں توفیق بخشے

منزل ۲

مُسْلِمِيْنَ۝١٢٦ کہ ہم انھیں بخوشی برداشت کرلیں اور ہمیں فرمانبرداری کی حالت میں موت دیجئے۔

توضیح: جادوگر جانتے تھے کہ وہ جادو کا سانپ کسی کو نقصان نہیں پہنچا سکتا۔ مگر جب حضرت موسیٰؑ کا اژدھا جادو کے سانپوں کو نگل گیا تو جادوگروں نے جان لیا کہ یہ جادو نہیں۔ اللہ کی طرف سے حضرت موسیٰؑ کا معجزہ ہے فوراً ایمان لے آئے۔

وَقَالَ الْمَلَاُ مِنْ قَوْمِ فِرْعَوْنَ اور فرعون کی قوم کے سرداروں نے کہا

اَتَذَرُ مُوْسٰى وَقَوْمَهٗ لِيُفْسِدُوْا فِي الْاَرْضِ کیا آپ موسیٰؑ اور اُن کی قوم کو یوں ہی چھوڑ دیں گے کہ ملک میں فساد پھیلاتے رہیں۔

توضیح: جاہل قسم کے لوگ اپنے باطل عقیدہ کے خلاف جب بھی صدائے حق سنتے ہیں تو اس کو فساد پھیلانا کہتے ہیں۔

وَيَذَرَكَ وَاٰلِهَتَكَ ۭ اور آپ کو اور آپ کے معبودوں کو چھوڑ دیں (نہ مانیں)

قَالَ سَنُقَتِّلُ اَبْنَآءَهُمْ فرعون نے کہا ہم ابھی ان کے لڑکوں کو قتل کریں گے۔

وَنَسْتَحْيٖ نِسَآءَهُمْ ۚ اور ان کی لڑکیوں کو (خدمت وتعیّشات کے لیے) زندہ رہنے دیں گے

وَاِنَّا فَوْقَهُمْ قٰهِرُوْنَ۝١٢٧ اور ہم ان پر ہر طرح غالب (ومقتدر) ہیں۔

قَالَ مُوْسٰى لِقَوْمِهِ اسْتَعِيْنُوْا بِاللّٰهِ وَاصْبِرُوْا ۚ موسیٰؑ نے اپنی قوم سے کہا اللہ تعالیٰ سے مدد مانگو اور (ثابت قدم رہو) صبر کرو۔

توضیح: اِسْتَعِيْنُوْ بِاللّٰهِ کی اس تعلیم کی موجودگی میں استعانت بالا ولیا کا جو عقیدہ آج اُمّت میں پیدا کیا گیا ہے۔ شرک ہے اور اس مشرکانہ عقیدہ کو جس بے خوفی وبے باکی کے ساتھ پھیلایا جارہا ہے کیا یہ غضبِ الٰہی کو دعوت دینا نہیں ہے؟

اِنَّ الْاَرْضَ لِلّٰهِ ڐ يُوْرِثُهَا مَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ ۭ (موسیٰؑ نے یہ بھی کہا) یہ زمین اللہ کی ہے وہ اپنے بندوں میں سے جسے چاہتے ہیں اس کا مالک بنادیتے ہیں۔

وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِيْنَ۝١٢٨ (لیکن) آخرت کی (کامیاب وبامُراد) زندگی تم متقین ہی کیلئے ہے۔

قَالُوْٓا اُوْذِيْنَا مِنْ قَبْلِ اَنْ تَاْتِيَنَا وَمِنْۢ بَعْدِ مَا جِئْتَنَا ۭ موسیٰؑ کی قوم نے جواب دیا آپ کے آنے سے پہلے بھی ہمیں اذیتیں پہنچائی جاتی رہیں اور آپ کے آنے کے بعد بھی (ستائے جارہے ہیں)

قَالَ عَسٰى رَبُّكُمْ اَنْ يُّهْلِكَ عَدُوَّكُمْ موسیٰؑ نے کہا ہوسکتا ہے کہ تمہارا رب تمہارے دشمنوں کو ہلاک کردے۔

وَيَسْتَخْلِفَكُمْ فِي الْاَرْضِ اور تمہیں خلافت ارضی بخشے پھر دیکھے کہ تم اپنے دورِ حکومت میں کیسے عمل

ع ۱۵ / ۵

فَيَنْظُرَ كَيْفَ تَعْمَلُوْنَ ﴿۱۲۹﴾
کرتے ہو؟

توضیح: خلافتِ ارضی کا عطا کرنا بھی ایک امتحان ہے نہ کہ نیکیوں کا صلہ جیسا کہ لوگ سمجھتے ہیں۔

وَلَقَدْ اَخَذْنَآ اٰلَ فِرْعَوْنَ بِالسِّنِيْنَ
اور ہم نے فرعونیوں کو قحط میں (ماخوذ کیا۔ بالفاظ استمنان) پکڑ لیا۔

وَنَقْصٍ مِّنَ الثَّمَرٰتِ لَعَلَّهُمْ يَذَّكَّرُوْنَ ﴿۱۳۰﴾
اور پھلوں میں کمی کر دی (بہت کم پھل آنے لگے) تا کہ وہ نصیحت حاصل کریں (رجوع الی اللہ ہوں)

فَاِذَا جَآءَتْهُمُ الْحَسَنَةُ قَالُوْا لَنَا هٰذِهٖ ۚ
پھر جب انھیں خوشحالی نصیب ہوتی ہے تو کہتے ہیں ہم تو اس کے مستحق تھے۔

وَاِنْ تُصِبْهُمْ سَيِّئَةٌ يَّطَّيَّرُوْا بِمُوْسٰى وَمَنْ مَّعَهٗ ۭ
اور جب ان پر کوئی مُصیبت آ پڑتی ہے تو موسیٰؑ اور اُن کے ساتھیوں سے بدشگونی لیتے ہیں۔

اَلَآ اِنَّمَا طٰۗىِٕرُهُمْ عِنْدَ اللّٰهِ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۱۳۱﴾
انھیں اس سے آگاہ ہونا چاہیئے کہ ان کی (نحوستیں) صعوبتیں اللہ تعالیٰ کے پاس طے شدہ تھیں لیکن ان کی اکثریت نہیں جانتی۔

منزل ۲

وَقَالُوْا مَهْمَا تَاْتِنَا بِهٖ مِنْ اٰيَةٍ لِّتَسْحَرَنَا بِهَا ۙ
اور انھوں نے (موسیٰؑ سے) کہا ہم پر جادو کرنے کے لیے تم کتنی ہی نشانیاں لے کر آؤ۔

فَمَا نَحْنُ لَكَ بِمُؤْمِنِيْنَ ﴿۱۳۲﴾
ہم تو تم پر ایمان لانے والے نہیں (یعنی نہ آپ کو پیغمبر مانیں گے اور نہ آپ کی دعوتِ ایمان قبول کریں گے۔)

فَاَرْسَلْنَا عَلَيْهِمُ الطُّوْفَانَ وَالْجَرَادَ وَالْقُمَّلَ وَالضَّفَادِعَ وَالدَّمَ اٰيٰتٍ مُّفَصَّلٰتٍ ۣ
پھر (بالآخر) ہم نے اُن پر طوفان بھیجا اور ٹڈی دل چھوڑے اور جوئیں اور مینڈک اور خون کی بارش کی کتنی ہی واضح (کھلی کھلی) نشانیاں بھیجیں۔

فَاسْتَكْبَرُوْا وَكَانُوْا قَوْمًا مُّجْرِمِيْنَ ﴿۱۳۳﴾
پھر بھی وہ سرکشی کرتے رہے وہ بڑی ہی مجرم قوم تھی۔

وَلَمَّا وَقَعَ عَلَيْهِمُ الرِّجْزُ قَالُوْا يٰمُوْسَى ادْعُ لَنَا رَبَّكَ
اور جب بھی اُن پر عذاب کی کوئی صورت پیش آتی۔ (تو گھبرا کر) کہتے اے موسیٰؑ اپنے رب سے ہمارے لیے دُعا کیجیے۔

بِمَا عَهِدَ عِنْدَكَ ۚ
جیسا اُس نے تم سے عہد کر رکھا ہے (یعنی تمہاری دعاؤں کو قبول کرنے کا

وعدہ کیا ہے)

لَئِنْ كَشَفْتَ عَنَّا الرِّجْزَ لَنُؤْمِنَنَّ لَكَ
اگر آپ نے ہم سے عذاب کو ٹال دیا تو ہم آپ پر ضرور ایمان لائیں گے۔

وَلَنُرْسِلَنَّ مَعَكَ بَنِيٓ اِسْرَآءِيْلَ ۝۱۳۴
اور بنی اسرائیل کو بھی آپ کے ساتھ کر دیں گے۔

فَلَمَّا كَشَفْنَا عَنْهُمُ الرِّجْزَ اِلٰٓى اَجَلٍ هُمْ بٰلِغُوْهُ اِذَا هُمْ يَنْكُثُوْنَ ۝۱۳۵
پھر جب ہم چند روز کے لیے ان پر آئی ہوئی مصیبتوں کو ٹال دیتے تو وہ اسی وقت اپنے قول وقرار سے پھر جاتے۔

فَانْتَقَمْنَا مِنْهُمْ فَاَغْرَقْنٰهُمْ فِي الْيَمِّ بِاَنَّهُمْ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا وَكَانُوْا عَنْهَا غٰفِلِيْنَ ۝۱۳۶
بالآخر ہم نے ان سے انتقام لیا اور انھیں غرق دریا کر دیا اس لیے کہ انھوں نے ہماری نشانیوں کا انکار کیا۔(اس کے انجام پر غور نہ کیا) اور وہ اس انجام سے واقف نہ تھے۔

وَاَوْرَثْنَا الْقَوْمَ الَّذِيْنَ كَانُوْا يُسْتَضْعَفُوْنَ مَشَارِقَ الْاَرْضِ وَمَغَارِبَهَا الَّتِيْ بٰرَكْنَا فِيْهَا ؕ
اور ہم نے ان لوگوں کو جو بالکل کمزور کر دیئے گئے تھے۔ مشرق سے مغرب تک (مُلک شام کا) وارث بنا دیا جس میں ہم نے برکتیں رکھیں تھیں۔

منزل ۲

وَتَمَّتْ كَلِمَتُ رَبِّكَ الْحُسْنٰى عَلٰى بَنِيٓ اِسْرَآءِيْلَ ۙ بِمَا صَبَرُوْا ؕ
اور (اے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) آپ کے پروردگار ے بنی اسرائیل کے حق میں ان کے صبر کے بدلے اپنا وعدہ پورا کر دیا۔

وَدَمَّرْنَا مَا كَانَ يَصْنَعُ فِرْعَوْنُ وَقَوْمُهٗ وَمَا كَانُوْا يَعْرِشُوْنَ ۝۱۳۷
فرعون اور اس کی قوم نے جو (کچھ صنعتی کارخانے اور) عالیشان محل بناتے رہے تھے سب کو ہم نے تباہ کر دیا۔ اور اُن باغوں کو بھی جن کی بیلیں مانڈھے چڑھائی گئی تھیں۔

الربع

وَجٰوَزْنَا بِبَنِيٓ اِسْرَآءِيْلَ الْبَحْرَ فَاَتَوْا عَلٰى قَوْمٍ يَّعْكُفُوْنَ عَلٰٓى اَصْنَامٍ لَّهُمْ ۚ
اور ہم نے بنی اسرائیل کو دریا سے پار اُتار دیا۔ پھر ان کا گزر ایسی قوم پر ہوا جو اپنے بُتوں کے سامنے مُراقبہ کیے (آنکھ بند کئے نہایت ہی ادب واحترام کے ساتھ سر جھکائے) بیٹھی تھی۔

قَالُوْا يٰمُوْسَى اجْعَلْ لَّنَآ اِلٰهًا كَمَا لَهُمْ اٰلِهَةٌ ؕ
انھوں نے (یہ دیکھ کر بنی اسرائیل نے کہا) کہا اے موسیٰ ہمارے لئے بھی معبود بنا دیجئے جس طرح ان کے لئے معبود ہیں۔

قَالَ اِنَّكُمْ قَوْمٌ تَجْهَلُوْنَ ۝۱۳۸
موسیٰ نے کہا واقعی تم بڑی جاہل قوم ہو۔

اِنَّ هٰٓؤُلَآءِ مُتَبَّرٌ مَّا هُمْ فِيْهِ — یہ سب لوگ جس شغل میں ہیں ہلاک و برباد ہونے والے ہیں۔

وَبٰطِلٌ مَّا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۝١٣٩ — اور جو کچھ وہ کر رہے ہیں باطل کام ہیں۔

قَالَ اَغَيْرَ اللّٰهِ اَبْغِيْكُمْ اِلٰهًا — (موسیٰؑ نے کہا) کیا میں غیر اللہ کو تمہارا الٰہ قرار دوں حالانکہ اُسی نے تم کو

وَّهُوَ فَضَّلَكُمْ عَلَى الْعٰلَمِيْنَ ۝١٤٠ — (کتاب دی) اور سارے عالم پر فضیلت بخشی۔

وَاِذْ اَنْجَيْنٰكُمْ مِّنْ اٰلِ فِرْعَوْنَ — اور (ہمارے اُن احسانات کو یاد کرو) جب کہ ہم نے تم کو فرعونیوں کے

يَسُوْمُوْنَكُمْ سُوْٓءَ الْعَذَابِ ۚ — ظلم سے نجات دی وہ تمہیں بڑی ہی سخت اذیتیں پہنچاتے تھے۔

يُقَتِّلُوْنَ اَبْنَآءَكُمْ وَيَسْتَحْيُوْنَ — تمہارے لڑکوں کو قتل کر دیا کرتے تھے اور تمہاری عورتوں کو (اپنی

نِسَآءَكُمْ ؕ — خدمات کے لیے) زندہ رہنے دیتے تھے۔

ع ١٧ وَفِيْ ذٰلِكُمْ بَلَآءٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ عَظِيْمٌ ۝١٤١ — اور اس میں تمہارے پروردگار کی طرف سے ایک سخت آزمائش تھی۔

وَوٰعَدْنَا مُوْسٰى ثَلٰثِيْنَ لَيْلَةً — اور ہم نے موسیٰ سے تیس راتوں کی میعاد مقرر کی تھی،

وَّاَتْمَمْنٰهَا بِعَشْرٍ — اور دس (راتیں اور) ملا کر اس کو پورا کر دیا۔

منزل ٢ فَتَمَّ مِيْقَاتُ رَبِّهٖٓ اَرْبَعِيْنَ لَيْلَةً ۚ — پھر اس طرح ان کے پروردگار کی چالیس راتوں کی میعاد پوری ہوگئی۔

وَقَالَ مُوْسٰى لِاَخِيْهِ هٰرُوْنَ — تو موسیٰؑ نے اپنے بھائی ہارون سے کہا (میرے کوہِ طور پر جانے کے

اخْلُفْنِيْ فِيْ قَوْمِيْ — بعد) میری قوم میں میری جانشینی کیجئے۔

وَاَصْلِحْ وَلَا تَتَّبِعْ سَبِيْلَ — اور (ان کے عقائد کی) اصلاح کرتے رہیئے اور مفسدین کی راہ اختیار نہ

الْمُفْسِدِيْنَ ۝١٤٢ — کیجئے۔

توضیح: اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو چالیس راتوں کے لیے بلایا تھا تاکہ انھیں توراۃ عنایت کی جائے۔ ابن عباسؓ کہتے ہیں کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنی قوم سے کہا تھا کہ اللہ تعالیٰ نے تیس راتوں کے لیے طلب فرمایا ہے۔ میں تم میں اپنے بھائی ہارون کو اپنی جگہ چھوڑ جاتا ہوں۔ جب موسیٰؑ تشریف لے گئے تو اللہ تعالیٰ نے دس راتیں اور بڑھا دیں۔ اس عشرۂ آخر میں بنی اسرائیل نے بچھڑے کی پرستش کی چنانچہ سامری کے بچھڑا بنانے کا واقعہ آگے آتا ہے۔

وَلَمَّا جَآءَ مُوْسٰى لِمِيْقَاتِنَا — اور جب موسیٰؑ ہمارے مقررہ وقت پر آئے اور ان کے رب نے اُن سے

وَكَلَّمَهٗ رَبُّهٗ ۙ — کلام فرمایا (بات کی)

قَالَ رَبِّ اَرِنِيْٓ اَنْظُرْ اِلَيْكَ ؕ — موسیٰؑ نے کہا اے میرے پروردگار مجھے اپنا دیدار کروائیے کہ میں ایک

نظر آپ کو دیکھ لوں

قَالَ لَنۡ تَرٰىنِیۡ وَلٰكِنِ انۡظُرۡ اِلَى الۡجَبَلِ — اللہ تعالیٰ نے فرمایا تم مجھے نہیں دیکھ سکتے لیکن پہاڑ کی طرف دیکھئے۔

فَاِنِ اسۡتَقَرَّ مَكَانَهٗ فَسَوۡفَ تَرٰىنِیۡ ۚ — پھر اگر پہاڑ اپنی حالت پر قائم رہے تو تم مجھے دیکھ سکو گے۔

فَلَمَّا تَجَلّٰى رَبُّهٗ لِلۡجَبَلِ جَعَلَهٗ دَكًّا وَّخَرَّ مُوۡسٰى صَعِقًا ۚ — پھر ان کے رب نے پہاڑ پر تجلی فرمائی تو (انوارِ ربّانی کی تجلّی نے) اُس (پہاڑ) کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا، اور موسیٰؑ غش کھا کر گر پڑے۔

فَلَمَّاۤ اَفَاقَ قَالَ سُبۡحٰنَكَ تُبۡتُ اِلَيۡكَ وَاَنَا اَوَّلُ الۡمُؤۡمِنِيۡنَ ﴿۱۴۳﴾ — پھر جب انھیں ہوش آیا تو کہا۔ حق تعالیٰ آپ (اپنی کسی بھی مخلوق کی مشابہت سے پاک ومنزّہ ہیں)
(لَيۡسَ كَمِثۡلِهٖ آپ کی شان ہے۔ یعنی کوئی چیز آپ کی مثل نہیں) میں توبہ کرتا ہوں کہ میں نے آپ سے ایسی فرمائش کیوں کی اور میں سب سے پہلے آپ پر ایمان لاتا ہوں۔

توضیح: جو لوگ دنیا میں دیدارِ الٰہی کے دعویدار ہیں وہ کس خواب وخیال میں ہیں ایک اولوالعزم پیغمبر اور نبی کے لیے اس دنیا میں دیدارِ الٰہی ممکن نہیں تو بزرگانِ دین صوفیاء وغیرہ کس طرح دیدارِ الٰہی کر سکتے ہیں۔ تجلی ذاتی اور تجلی نوری کی تقسیم کر کے اس عالم میں دیدارِ الٰہی کو ثابت کرنا صرف منطقی داؤ پیچ ہے۔ اور بزرگوں سے ایسی باتیں منسوب کرنا بہتان تراشی ہے۔ منزل ۲

قَالَ يٰمُوۡسٰۤى اِنِّى اصۡطَفَيۡتُكَ عَلَى النَّاسِ بِرِسٰلٰتِىۡ وَبِكَلَامِىۡ ۖ — اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے موسیٰؑ میں نے تم کو اپنے پیام وکلام سے سارے جہاں کے لوگوں پر فضیلت بخشی۔ (سب سے ممتاز کیا)

فَخُذۡ مَاۤ اٰتَيۡتُكَ وَكُنۡ مِّنَ الشّٰكِرِيۡنَ ﴿۱۴۴﴾ — لہٰذا جو کچھ میں نے تمہیں عطاء کیا ہے اس کو لو اور میرے شکر گزار بندوں میں شامل ہو جاؤ۔

وَكَتَبۡنَا لَهٗ فِى الۡاَلۡوَاحِ مِنۡ كُلِّ شَىۡءٍ مَّوۡعِظَةً وَّتَفۡصِيۡلًا لِّكُلِّ شَىۡءٍ ۚ — اور ہم نے اُن کے لیے (توریت کی) تختیوں میں ہر قسم کی نصیحت اور ہر چیز کی تفصیل لکھ دی۔

فَخُذۡهَا بِقُوَّةٍ وَّاۡمُرۡ قَوۡمَكَ يَاۡخُذُوۡا بِاَحۡسَنِهَا ؕ — پھر کہا ان ہدایتوں پر مضبوطی کے ساتھ جمے رہو اور قوم کو بھی حکم دو کہ اس تعلیم پر (کما حقہ، جمی رہے۔ یعنی) نہایت اچھے طریقہ سے عمل کرے۔

سَاُورِيۡكُمۡ دَارَ الۡفٰسِقِيۡنَ ﴿۱۴۵﴾ — میں ابھی تم کو نافرمانوں (کا مقام اور اُن) کی اُجڑی ہوئی بستیاں دکھاؤں گا۔

توضیح: فرعون اور قومِ عمالقہ مُراد ہیں کہ نافرمانی کے نتیجہ میں تباہ کر دیئے گئے۔

سَاَصۡرِفُ عَنۡ اٰيٰتِىَ الَّذِيۡنَ يَتَكَبَّرُوۡنَ فِى الۡاَرۡضِ بِغَيۡرِ الۡحَـقِّ ؕ
میں ایسے لوگوں کو اپنی نشانیوں سے برگشتہ ہی رکھوں گا جو بلا استحقاق دنیوں زندگی میں از راہِ تکبر جھگڑتے رہتے ہیں۔

وَاِنۡ يَّرَوۡا كُلَّ اٰيَةٍ لَّا يُؤۡمِنُوۡا بِهَا‌ ۚ
اگر وہ راہِ ہدایت کی ساری نشانیاں بھی دیکھ لیں تب بھی ایمان نہ لائینگے۔

وَاِنۡ يَّرَوۡا سَبِيۡلَ الرُّشۡدِ لَا يَتَّخِذُوۡهُ سَبِيۡلًا ۚ
اور اگر وہ نیکی کا راستہ دیکھیں تو اُسے اختیار نہ کریں۔

وَاِنۡ يَّرَوۡا سَبِيۡلَ الۡغَىِّ يَتَّخِذُوۡهُ سَبِيۡلًا‌ ؕ
اور اگر وہ گمراہی کی راہ دیکھیں تو اس کو اختیار کریں گے۔

ذٰ لِكَ بِاَنَّهُمۡ كَذَّبُوۡا بِاٰيٰتِنَا
یہ انتقام الٰہی ان کے ہماری آیتوں کو جھٹلانے کی وجہ سے ہے۔

وَكَانُوۡا عَنۡهَا غٰفِلِيۡنَ ﴿۱۴۶﴾
اور وہ اُس سے غفلت ہی برتتے رہے (کوئی توجہ نہ کی)

وَالَّذِيۡنَ كَذَّبُوۡا بِاٰيٰتِنَا وَلِقَآءِ الۡاٰخِرَةِ حَبِطَتۡ اَعۡمَالُهُمۡ‌ ؕ
اور جن لوگوں نے ہماری آیتوں کی تکذیب کی اور آخرت کے پیش آنے کو غلط جانا ان کے سارے اعمال ضائع (کئے جائیں گے) ہو گئے۔

هَلۡ يُجۡزَوۡنَ اِلَّا مَا كَانُوۡا يَعۡمَلُوۡنَ ﴿۱۴۷﴾
یہ جو کچھ عمل کرتے رہے تھے اُسی کا بدلہ انھیں ملے گا۔

ع ١٧

وَاتَّخَذَ قَوۡمُ مُوۡسٰى مِنۡۢ بَعۡدِهٖ مِنۡ حُلِيِّهِمۡ عِجۡلًا جَسَدًا لَّهٗ خُوَارٌ‌ ؕ
اور موسیٰؑ کے (کوہ طور پر جانے کے) بعد آپ کی قوم نے اپنے طلائی زیورات سے گائے کے بچھڑے کا ایک مجسمہ بنالیا جس سے گائے کی سی آواز نکلتی تھی۔

اَلَمۡ يَرَوۡا اَنَّهٗ لَا يُكَلِّمُهُمۡ وَلَا يَهۡدِيۡهِمۡ سَبِيۡلًا‌ ۘ
کیا انھوں نے اس بات پر غور نہیں کیا کہ نہ وہ ان سے بات کر سکتا ہے۔ اور نہ اُن کو راہِ ہدایت دکھا سکتا ہے۔

وقف لازم

اِتَّخَذُوۡهُ وَكَانُوۡا ظٰلِمِيۡنَ ﴿۱۴۸﴾
اس کو انھوں نے معبود بنالیا اور گنہگار رہوئے۔

وَلَمَّا سُقِطَ فِىۡۤ اَيۡدِيۡهِمۡ وَرَاَوۡا اَنَّهُمۡ قَدۡ ضَلُّوۡا ۙ
اور جب وہ اپنے کیے پشیمان ہوئے اور محسوس کیا کہ واقعی انھوں نے گمراہی اختیار کی تھی۔

قَالُوۡا لَـئِنۡ لَّمۡ يَرۡحَمۡنَا رَبُّنَا وَيَغۡفِرۡ لَـنَا لَنَكُوۡنَنَّ مِنَ الۡخٰسِرِيۡنَ ﴿۱۴۹﴾
تو کہا اگر ہمارا رب ہم پر رحم نہ فرمائے اور ہمارے گناہ معاف نہ کرے تو ہم خسارہ پانے والوں میں سے ہو جائیں گے (ایسا خسارہ جس کی تلافی کسی طرح ممکن نہیں)

وَلَمَّا رَجَعَ مُوْسٰٓى اِلٰى قَوْمِهٖ غَضْبَانَ اَسِفًا ۙ
اور جب موسیٰؑ اپنی قوم میں نہایت غصّے و رنج کی حالت میں واپس آئے۔

قَالَ بِئْسَمَا خَلَفْتُمُوْنِيْ مِنْۢ بَعْدِيْ ۚ
تو کہا تم نے میرے (غیاب) میں کیسی بدنظمی پیدا کی۔

اَعَجِلْتُمْ اَمْرَ رَبِّكُمْ ۚ
کیا تم اپنے رب کے حکم کا انتظار نہیں کر سکتے تھے (کس بناء پر گوسالہ پرستی میں جلدی کی)

وَاَلْقَى الْاَلْوَاحَ وَاَخَذَ بِرَاْسِ اَخِيْهِ يَجُرُّهٗٓ اِلَيْهِ ۭ
اور (غصّہ کی حالت میں) تورات کی تختیاں زمین پر ڈال دیں اور اپنے بھائی ہارون کے سر کے بال پکڑ کر کھینچنے لگے۔

قَالَ ابْنَ اُمَّ اِنَّ الْقَوْمَ اسْتَضْعَفُوْنِيْ وَكَادُوْا يَقْتُلُوْنَنِيْ ڮ
موسیٰؑ کے بھائی نے کہا اے میرے (ماں جائے) بھائی میں انھیں منع کرتا ہی رہا مگر لوگوں نے مجھے بے اختیار بنا رکھا تھا اور قریب تھا کہ وہ مجھے قتل ہی کر ڈالتے۔

فَلَا تُشْمِتْ بِيَ الْاَعْدَاۗءَ
آپ (مجھے موردِ الزام ٹھہرا کر) میرے دشمنوں کو خوش ہونیکا موقع نہ دیجیے۔

وَلَا تَجْعَلْنِيْ مَعَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ ۝۱۵۰
اور مجھے ان ظالموں کے ساتھ شمار نہ کیجیے۔

قَالَ رَبِّ اغْفِرْ لِيْ وَلِاَخِيْ وَاَدْخِلْنَا فِيْ رَحْمَتِكَ ڮ وَاَنْتَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِيْنَ ۝۱۵۱
موسیٰؑ نے دعا کی اے میرے پروردگار مجھے اور میرے بھائی کو بخش دیجیے اور اپنی رحمت میں داخل فرمائیے آپ تو بڑے ہی رحم فرمانے والے ہیں۔

اِنَّ الَّذِيْنَ اتَّخَذُوا الْعِجْلَ
(جواب ارشاد ہوا) جن لوگوں نے بچھڑے کو معبود بنالیا تھا

سَيَنَالُهُمْ غَضَبٌ مِّنْ رَّبِّهِمْ وَذِلَّةٌ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۭ
بہت جلد ان کے پروردگار کی طرف سے ان پر غضب نازل ہوگا اور دنیا کی زندگی میں ذلّت نصیب ہوگی۔

وَكَذٰلِكَ نَجْزِي الْمُفْتَرِيْنَ ۝۱۵۲
اور ہم فتنہ پھیلانے والوں کو ایسا ہی بدلہ دیا کرتے ہیں۔

وَالَّذِيْنَ عَمِلُوا السَّيِّاٰتِ ثُمَّ تَابُوْا مِنْۢ بَعْدِهَا وَاٰمَنُوْٓا ۡ
اور جن لوگوں نے بُرے کام کیے پھر اس کے بعد انھوں نے توبہ کی اور ایمان لے آئے۔ (یعنی اپنے غلط عقائد کی اصلاح کر لی اور اللہ تعالیٰ ہی کو معبود و مُستعان جانا)

اِنَّ رَبَّكَ مِنْۢ بَعْدِهَا لَغَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝۱۵۳
تو بے شک تمہارا رب توبہ کے بعد بڑا ہی بخشنے والا رحم کرنے والا ہے۔

وَلَمَّا سَكَتَ عَنْ مُّوْسَى الْغَضَبُ
اور جب موسیٰؑ کا غصّہ ٹھنڈا ہوا تو تختیاں اٹھالیں۔

اَخَذَ الْاَلْوَاحَ ۚ

وَفِیْ نُسْخَتِهَا هُدًی وَّرَحْمَةٌ لِّلَّذِیْنَ هُمْ لِرَبِّهِمْ یَرْهَبُوْنَ﴿۱۵۴﴾ اوراس میں ان لوگوں کے لیے جو اپنے رب (کی نافرمانی کے انجامِ بد) سے ڈرتے رہتے ہیں ہدایتیں اور رحمتیں تھی۔

توضیح: جب اس طرح گوسالہ پرستی کا قصہ ختم ہوا تو موسیٰ علیہ السلام نے توریت کے احکام سُنائے آپ کی قوم شُبہات اوراعتراضات پیدا کرنے کی عادی تھی۔کہا ہم کو کیسے معلوم ہو کہ یہ اللہ تعالیٰ کے احکام ہیں؟ خود اللہ تعالیٰ ہی ہم سے کہہ دیں تو ہم یقین کریں۔آپ نے اللہ تعالیٰ سے عرض کیا۔حکم ہوا کہ ان میں سے کچھ آدمی جنھیں یہ معتبر سمجھتے ہوں منتخب کیے جائیں۔ہم خود ان سے کہہ دیں گے کہ یہ ہمارے ہی احکام ہیں۔

وَاخْتَارَ مُوْسٰی قَوْمَهٗ سَبْعِیْنَ رَجُلًا لِّمِیْقَاتِنَا ۚ چنانچہ موسیٰؑ نے اپنی قوم کے ستر آدمی منتخب کیے۔(اور انھیں کوہِ طور پر پہنچادیا۔)

توضیح: جب موسیٰؑ کی قوم نے اللہ تعالیٰ کا کلام سُنا تو اس میں ایک اور شُبہ پیدا کیا۔کہا۔نہ جانے کون بول رہا ہے؟ آپ کو رسول نہ مانیں گے۔جب تک کہ اللہ تعالیٰ کو علانیہ دیکھ نہ لیں۔

فَلَمَّاۤ اَخَذَتْهُمُ الرَّجْفَةُ پھر جب ایک زلزلہ نے انھیں اپنی گرفت میں لیا۔

قَالَ رَبِّ لَوْ شِئْتَ اَهْلَكْتَهُمْ مِّنْ قَبْلُ وَاِیَّایَ ؕ تو موسیٰؑ نے عرض کیا اے میرے پروردگار اگر ان کی ہلاکت منظور تھی تو اس سے پہلے ہی آپ تعالیٰ انھیں اور مجھے ہلاک کیے ہوتے۔

اَتُهْلِكُنَا بِمَا فَعَلَ السُّفَهَآءُ مِنَّا ۚ ہم میں سے چند بے وقوفوں کے قصور پر کیا آپ ہم سب کو ہلاک کردینگے۔

اِنْ هِیَ اِلَّا فِتْنَتُكَ ؕ (گوسالہ پرستی کا) یہ واقعہ تو آپ کی طرف سے ایک امتحان تھا۔

تُضِلُّ بِهَا مَنْ تَشَآءُ وَتَهْدِیْ مَنْ تَشَآءُ ؕ ایسے امتحان سے آپ جسے چاہیں ہدایت بخشیں اور جسے چاہیں گمراہی میں پڑا رہنے دیں۔

توضیح: طالب ہدایت کو ہدایت دی جاتی ہے اور جو گمراہی کو ہی ہدایت سمجھتا ہے اور اُسی پر اَڑا رہتا ہے اس کو اسی حالت پر چھوڑ دیا جاتا ہے۔جیسا کہ ارشادِ الٰہی ہے اَللّٰهُ یَجْتَبِیْۤ اِلَیْهِ مَنْ یَّشَآءُ وَیَهْدِیْۤ اِلَیْهِ مَنْ یُّنِیْبُ جو کوئی رجوعِ اِلَی اللہ ہوتا ہے اللہ تعالیٰ اُسے ہدایت بخشتے ہیں۔طالب ہدایت کے لیے محرومی کہاں؟

اَنْتَ وَلِیُّنَا فَاغْفِرْ لَنَا وَارْحَمْنَا (اور موسیٰؑ نے پکارا) اللہ تعالیٰ آپ ہی ہمارے کارساز ہیں۔ہمیں بخش دیجیے اور ہم پر رحم فرمائیے۔

وَاَنۡتَ خَيۡرُ الۡغٰفِرِيۡنَ﴿۱۵۵﴾	اور آپ ہی سب سے بہتر بخشنے والے ہیں۔
وَاكۡتُبۡ لَنَا فِىۡ هٰذِهِ الدُّنۡيَا حَسَنَةً وَّفِى الۡاٰخِرَةِ اِنَّا هُدۡنَاۤ اِلَيۡكَ ؕ	اور آپ ہی اس دنیا میں بھی ہمارے لیے اچھائی (اپنے عذاب سے مامون رہنا) لکھ دیجیے اور آخرت میں بھی۔
قَالَ عَذَابِىۡۤ اُصِيۡبُ بِهٖ مَنۡ اَشَآءُ ۚ	اللہ تعالیٰ نے فرمایا میں اپنا عذاب جس پر چاہتا ہوں واقع کرتا ہوں۔ (اگر چہ کہ ہر نافرمان مستحقِ عذاب ہوتا ہے لیکن پھر بھی اللہ تعالیٰ اپنے عذاب سب پر نازل نہیں فرماتا)
وَرَحۡمَتِىۡ وَسِعَتۡ كُلَّ شَىۡءٍ ؕ	اور (فرمایا) میری رحمت تو ہر چیز پر چھائی ہوئی ہے۔

توضیح: رحمت عام ہے غیر مستحقین بھی دنیا میں رحمتِ الٰہی سے سرفراز ہوتے رہتے ہیں۔

فَسَاَكۡتُبُهَا لِلَّذِيۡنَ يَتَّقُوۡنَ وَيُؤۡتُوۡنَ الزَّكٰوةَ	مگر رحمتِ خاص انھیں کے لیے لکھوں گا جو نافرمانیوں سے بچتے ہیں (اللہ تعالیٰ کے احکام کا پاس ولحاظ رکھتے ہیں) اور زکوٰۃ دیتے ہیں۔
وَالَّذِيۡنَ هُمۡ بِاٰيٰتِنَا يُؤۡمِنُوۡنَ﴿۱۵۶﴾	اور یہی لوگ ہماری نشانیوں (جب ہماری تعلیم اُن کے پاس آتی ہے تو وہ اس پر) ایمان لاتے ہیں۔
اَلَّذِيۡنَ يَتَّبِعُوۡنَ الرَّسُوۡلَ النَّبِىَّ الۡاُمِّىَّ	یہ وہ لوگ ہیں جو رسولِ (عربی اور) نبی اُمّی کی اتباع کرتے ہیں۔
الَّذِىۡ يَجِدُوۡنَهٗ مَكۡتُوۡبًا عِنۡدَهُمۡ فِى التَّوۡرٰٮةِ وَالۡاِنۡجِيۡلِ ۚ	جن کے اوصاف کو وہ اپنی کتاب توریت وانجیل میں لکھا ہوا پاتے ہیں۔
يَاۡمُرُهُمۡ بِالۡمَعۡرُوۡفِ وَيَنۡهٰٮهُمۡ عَنِ الۡمُنۡكَرِ	وہ انھیں نیک کاموں کا حکم دیتے ہیں اور بُری باتوں بُرے کاموں سے روکتے ہیں۔
وَيُحِلُّ لَهُمُ الطَّيِّبٰتِ وَيُحَرِّمُ عَلَيۡهِمُ الۡخَبٰۤئِثَ	اور پاک چیزوں کو ان کے لیے حلال کرتے ہیں اور ناپاک چیزوں کو ان پر حرام قرار دیتے ہیں۔
وَيَضَعُ عَنۡهُمۡ اِصۡرَهُمۡ	اور اُن سے اُن کے بوجھ اُتار دیتے ہیں۔ (یعنی اُنھیں جن رسم ورواج کی بھاری پابندیوں میں جکڑ کر رکھا گیا تھا، اُن سے رہائی دلاتے ہیں)

وَالْاَغْلٰلَ الَّتِیْ كَانَتْ عَلَيْهِمْ ؕ — اور رسم ورواج کی جو زنجیریں اُن کی گردنوں میں پڑی ہوئی تھیں (اُنھیں اُتار دیتے ہیں)

فَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِهٖ وَعَزَّرُوْهُ وَنَصَرُوْهُ — لٰہذا جو لوگ اِن نبی اُمّی پر ایمان لائے اور اُن کی حمایت و مدد کی

وَاتَّبَعُوا النُّوْرَ الَّذِیْۤ اُنْزِلَ مَعَهٗۤ ۙ — اور جو نور (القرآن) ان کے ساتھ نازل کیا گیا ہے اس کی اتباع کی تو

اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ۠ ﴿١٥٧﴾ — ایسے ہی لوگ دنیا و آخرت میں فلاح پانے والے ہیں (یعنی انھیں کے لیے آخرت کی کامیاب و بامُراد زندگی ہے) ع ١٩

توضیح: آج بھی اور قیامت تک آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی لائی ہوئی تعلیمات پر جو لوگ عمل پیرا ہوں گے آخرت کی کامیاب و بامُراد زندگی سے فیض یاب ہوں گے۔

قُلْ يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ اِنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَيْكُمْ جَمِيْعَا ۨ — اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم یہ اعلان کر دیجیے کہ لوگو! میں اللہ کا رسول ہوں تم سب کی طرف بھیجا گیا ہوں (یعنی ساری انسانیت کے لیے اللہ تعالیٰ کا پیام پہنچانے پر مامور ہوں)

الَّذِیْ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۚ — اسکی طرف سے (جو بلاشرکتِ غیرے تنہا) آسمانوں وزمین کا فرمانروا ہے۔ منزل ٢

لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ يُحْیٖ وَيُمِيْتُ ۠ — اس کے سوا کوئی معبود (ومستعان) نہیں۔ (وہی عبادت کے قابل اور استعانت کے لائق ہے) وہی زندگی بخشا اور وہی موت دیتا ہے۔

فَاٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهِ النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ — پس تم اللہ جل شانہ پر ایمان لاؤ اور رسولِ اُمّی کو اللہ کا رسول تسلیم کرو۔

الَّذِیْ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَكَلِمٰتِهٖ — یہ (رسول) خود بھی اللہ تعالیٰ ہی کو معبود (ومستعان) مانتے اور اللہ کی تمام باتوں پر یقین رکھتے ہیں۔

وَاتَّبِعُوْهُ لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُوْنَ ﴿١٥٨﴾ — اور اُسی رسول کی اتباع کرو۔ تاکہ تم ہدایت پاسکو۔

وَمِنْ قَوْمِ مُوْسٰۤى اُمَّةٌ يَّهْدُوْنَ بِالْحَقِّ وَبِهٖ يَعْدِلُوْنَ ﴿١٥٩﴾ — اور موسیٰؑ کی قوم میں ایک جماعت ایسی بھی تھی جو الٰہی تعلیمات کے مطابق لوگوں کو ہدایت کیا کرتی اور اس کے مطابق عدل وانصاف بھی کرتی تھی۔

وَقَطَّعْنٰهُمُ اثْنَتَیْ عَشْرَةَ اَسْبَاطًا اُمَمًا ؕ — اور ہم نے انھیں (بنی اسرائیل کو) بارہ قبائل میں تقسیم کیا اور ان کی بڑی بڑی جماعتیں بنائیں۔

وَاَوْحَيْنَاۤ اِلٰى مُوْسٰۤى اِذِ اسْتَسْقٰىهُ قَوْمُهٗۤ — اور جب موسیٰؑ کی قوم نے پانی مانگا تو ہم نے ان کی طرف وحی بھیجی۔

اَنِ اضْرِبْ بِّعَصَاكَ الْحَجَرَ ۚ
کہ اپنا عصاء پتھر پر مارے۔

فَانْۢبَجَسَتْ مِنْهُ اثْنَتَا عَشْرَةَ عَيْنًا ؕ
(عصاء مارنا تھا کہ) اس سے بارہ چشمے پھوٹ نکلے۔

قَدْ عَلِمَ كُلُّ اُنَاسٍ مَّشْرَبَهُمْ ؕ
ہر قبیلہ نے اپنے لیے پانی لینے کی جگہ پہچان لی۔

وَظَلَّلْنَا عَلَيْهِمُ الْغَمَامَ
اور ہم نے ان پر بادلوں کا سایہ کیا (دھوپ وگرمی سے محفوظ رکھا)

وَاَنْزَلْنَا عَلَيْهِمُ الْمَنَّ وَالسَّلْوٰى ؕ
اور ہم اُن پر من وسلویٰ اُتارتے رہے۔

توضیح: من شہد کی طرح کا میٹھا حلوہ ’’سلویٰ‘‘ بیٹر کی طرح کے پرندے۔

كُلُوْا مِنْ طَيِّبٰتِ مَا رَزَقْنٰكُمْ ؕ
(اور انھیں کہا گیا) پاکیزہ ومرغوب غذائیں کھاتے رہو جو ہم نے تمہیں دی ہیں۔

وَمَا ظَلَمُوْنَا وَلٰكِنْ كَانُوْۤا اَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُوْنَ ۝۱۶۰
(اس عطاء کے بعد بھی سرکشی کی) انھوں نے ہمارا تو کچھ نہ بگاڑا بلکہ وہ اپنا آپ ہی نقصان کرتے رہے۔

وَاِذْ قِيْلَ لَهُمُ اسْكُنُوْا هٰذِهِ الْقَرْيَةَ
اور جب ان سے کہا گیا کہ اس بستی میں سکونت اختیار کرو

وَكُلُوْا مِنْهَا حَيْثُ شِئْتُمْ
اور اس کی پیداوار سے (حسبِ منشاء) جہاں سے چاہو کھاؤ پیو۔

منزل ۲

وَقُوْلُوْا حِطَّةٌ وَّادْخُلُوا الْبَابَ سُجَّدًا
اور کہو حق تعالیٰ ہم سے ہمارے گناہ معاف فرما دیجئے اور شہر کے دروازہ سے عاجزی وانکساری کے ساتھ ’’حِطَّةٌ‘‘ کہتے ہوئے داخل ہوجاؤ۔

نَّغْفِرْ لَكُمْ خَطِيْٓـٰٔتِكُمْ ؕ سَنَزِيْدُ الْمُحْسِنِيْنَ ۝۱۶۱
ہم تمہاری خطاؤں کو معاف کردیں گے۔ ہم نیک کاروں کو (ان کی محنت سے) زیادہ، ہی عطاء کرتے ہیں۔

فَبَدَّلَ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا مِنْهُمْ قَوْلًا غَيْرَ الَّذِيْ قِيْلَ لَهُمْ
مگر ان میں جو ظالم تھے اُس لفظ حطة کو بدل کر جس کا انھیں حکم دیا گیا تھا اُس جگہ اور لفظ کہنا شروع کیا۔

فَاَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ رِجْزًا مِّنَ السَّمَآءِ بِمَا كَانُوْا يَظْلِمُوْنَ ۝۱۶۲ ع
لہٰذا (اس جُرم کی پاداش میں) ہم نے ان پر آسمان سے عذاب بھیجا۔

ع ۲۰ / ۵

وَسْـَٔلْهُمْ عَنِ الْقَرْيَةِ الَّتِيْ كَانَتْ حَاضِرَةَ الْبَحْرِ ۘ
اور آپ ان سے ان بستی والوں کا حال پوچھئے جو دریا کے کنارے آباد تھی۔
(یہ یہودیوں کی بستی تھی جنھیں ہفتہ کے دن شکار کرنے سے منع کیا گیا تھا)

وقف لازم

اِذْ يَعْدُوْنَ فِي السَّبْتِ
جب کہ انھوں نے ہفتہ کے بے حرمتی کی۔

اِذْ تَاْتِيْهِمْ حِيْتَانُهُمْ يَوْمَ سَبْتِهِمْ شُرَّعًا — جب ہفتہ کا دن ہوتا تو مچھلیاں ان کے سامنے سطحِ آب پر آتی تھیں۔

وَّيَوْمَ لَا يَسْبِتُوْنَ ۙ لَا تَاْتِيْهِمْ ۛ — اور ہفتہ کا دن نہ ہوتا تو نہ آتیں (دکھائی بھی نہ دیتی تھیں)

كَذٰلِكَ ۛ نَبْلُوْهُمْ بِمَا كَانُوْا يَفْسُقُوْنَ ﴿۱۶۳﴾ — اسی طرح ہم نے (ان کی مسلسل) نافرمانیوں کی وجہ انھیں سخت آزمائش میں مبتلا کر دیا۔

وَاِذْ قَالَتْ اُمَّةٌ مِّنْهُمْ لِمَ تَعِظُوْنَ قَوْمًا ۙ — اُس وقت اُن ہی میں سے ایک جماعت نے کہا۔ تم ایسی قوم کو کیوں نصیحت کرتے ہو

اللّٰهُ مُهْلِكُهُمْ اَوْ مُعَذِّبُهُمْ عَذَابًا شَدِيْدًا ؕ — جنھیں اللہ تعالیٰ ہلاک کرنے والے ہیں یا انھیں سخت ترین عذاب دینے والے ہیں۔

قَالُوْا مَعْذِرَةً اِلٰى رَبِّكُمْ وَلَعَلَّهُمْ يَتَّقُوْنَ ﴿۱۶۴﴾ — تو انھوں نے کہا اس لیے کہ تمہارے پروردگار کے سامنے معذرت کرسکیں (کہ الٰہی ہم نے اپنا فرض پورا کر دیا) اور یہ بھی مقصد تھا کہ شاید وہ نافرمانی سے بچیں۔

فَلَمَّا نَسُوْا مَا ذُكِّرُوْا بِهٖٓ — پھر جب انھوں نے اُن نصیحتوں کو بھلا دیا جو انھیں کی گئی تھیں۔

اَنْجَيْنَا الَّذِيْنَ يَنْهَوْنَ عَنِ السُّوْٓءِ — تو ہم نے اُن لوگوں کو بچالیا جو لوگوں کو بُرائی سے روکتے تھے۔

وَاَخَذْنَا الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا بِعَذَابٍۢ بَئِيْسٍۢ بِمَا كَانُوْا يَفْسُقُوْنَ ﴿۱۶۵﴾ — اور ہم نے ان سب کو جو ظالم تھے نافرمانیوں کے نتیجہ میں سخت عذاب میں پکڑ لیا۔

فَلَمَّا عَتَوْا عَنْ مَّا نُهُوْا عَنْهُ قُلْنَا لَهُمْ كُوْنُوْا قِرَدَةً خٰسِئِيْنَ ﴿۱۶۶﴾ — پھر جن اعمال سے انھیں منع کیا گیا تھا جب وہ اُن پر مُصر ہوئے اور ہمارے حکم سے سرکشی کرنے لگے (جس کے بعد اصلاح کی کوئی توقع باقی نہ رہی) تو ہم نے (براہِ قہر) کہہ دیا ذلیل بندر ہو جاؤ۔

توضیح: اس حکم کے ساتھ ہی ان کی صورتیں مسخ ہو گئیں۔ تین روز زندہ رہے۔

وَاِذْ تَاَذَّنَ رَبُّكَ — اور (وہ واقعہ بھی قابلِ ذکر ہے) جب کہ آپؐ کے رب نے (یہود کو) آگاہ کر دیا تھا۔

لَيَبْعَثَنَّ عَلَيْهِمْ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ مَنْ يَّسُوْمُهُمْ سُوْٓءَ الْعَذَابِ ؕ — کہ وہ ان پر قیامت تک ایسے اشخاص مسلط کرتا رہے گا جو اُنھیں بُری طرح تکلیفیں پہنچاتے رہیں گے۔ (قتل، خوں ریزی، شہر بدر کرنا، ٹیکس

مقرر کرنا وغیرہ)

اِنَّ رَبَّكَ لَسَرِيۡعُ الۡعِقَابِ ۖۚ بلاشبہ تمہارا پروردگار بہت جلد عذاب کرنے والا ہے۔

وَاِنَّهٗ لَغَفُوۡرٌ رَّحِيۡمٌ ۝۱۶۷ اور یقیناً وہ (معافی چاہنے والوں پر) بڑا ہی مہربان ہے۔

وَقَطَّعۡنٰهُمۡ فِى الۡاَرۡضِ اُمَمًا ۚ اور ہم نے اُن کو فرقوں میں بانٹ کر ملک کے مختلف حصوں میں منتشر کر دیا۔

مِنۡهُمُ الصّٰلِحُوۡنَ وَمِنۡهُمۡ دُوۡنَ ذٰلِكَ ۫ بعض اُن میں سے نیکوکار اور بعض بدکار تھے۔

وَبَلَوۡنٰهُمۡ بِالۡحَسَنٰتِ وَالسَّيِّاٰتِ لَعَلَّهُمۡ يَرۡجِعُوۡنَ ۝۱۶۸ اور ہم نے انھیں خوشحالی و بدحالی میں مبتلاء کر کے آزماتے رہے تاکہ وہ رجوعِ اِلی اللہ ہوں۔

فَخَلَفَ مِنۡۢ بَعۡدِهِمۡ خَلۡفٌ وَّرِثُوا الۡكِتٰبَ پھر ان کے بعد ایسے ناخلف ان کے جانشین ہوئے جو کتاب اللہ کے وارث ہونے کے باوجود

يَاۡخُذُوۡنَ عَرَضَ هٰذَا الۡاَدۡنٰى (مفادِ آخرت کو بھلا کر) اس چندروزہ دنیا کے فوائد کو (ناجائز طریقوں سے) حاصل کرنے کی دُھن میں لگے رہے۔ منزل ۲

وَيَقُوۡلُوۡنَ سَيُغۡفَرُ لَنَا ۚ (گناہ بھی کرتے ہیں) اور کہتے ہیں ہم تو بخش دیئے جائیں گے۔

توضیح: یہودیوں کا اعتقاد ہے کہ وہ ایک نبی کی اُمّت اور نبی کی اولاد ہیں۔اس لیے ان کے رات کے گناہ دن کو اور دن کے گناہ رات کو معاف کر دیئے جاتے ہیں۔ کچھ دوسرے دنیا پرست اُن پر طعن کرتے ہیں لیکن وہ بھی دنیا پرستی کی اس حد کو پہنچ گئے ہیں کہ

وَاِنۡ يَّاۡتِهِمۡ عَرَضٌ مِّثۡلُهٗ يَاۡخُذُوۡهُ ؕ اگر ان کے پاس ویسا ہی مال آجائے تو یہ طعن کرنے والے اسے لے لیتے ہیں۔
(یعنی حرام و حلال کی تمیز کیے بغیر اس سے اپنا دامن بھر لیتے ہیں۔)

اَلَمۡ يُؤۡخَذۡ عَلَيۡهِمۡ مِّيۡثَاقُ الۡكِتٰبِ کیا اِن سے کتاب کی نسبت عہد نہیں لیا گیا تھا

اَنۡ لَّا يَقُوۡلُوۡا عَلَى اللّٰهِ اِلَّا الۡحَـقَّ وَدَرَسُوۡا مَا فِيۡهِ ؕ کہ اللہ تعالیٰ پر سچ بات کے سوا کچھ نہیں کہیں گے۔ اور جو کچھ اس کتاب میں ہے وہ اس کو پڑھ بھی چکے ہیں۔

وَالدَّارُ الْاٰخِرَةُ خَيْرٌ لِّلَّذِيْنَ يَتَّقُوْنَ ؕ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ﴿۱۶۹﴾

(جس کی بنیادی تعلیم یہ ہے کہ) آخرت کا اعلیٰ ترین مقام تو اُن لوگوں کیلئے ہے جو حلال و حرام کو جانتے اور اللہ تعالیٰ (جھوٹی باتیں اللہ تعالیٰ کی طرف منسوب کرنے) سے ڈرتے ہیں۔ کیا پھر بھی عقل سے کام نہیں لیتے (یعنی اپنے نفع و نقصان آخرت کو سمجھنے کی کوشش نہیں کرتے)

وَالَّذِيْنَ يُمَسِّكُوْنَ بِالْكِتٰبِ

اور جو لوگ کتاب اللہ کی تعلیم پر مضبوطی کے ساتھ جمے رہتے ہیں (اپنا عقیدہ کتاب اللہ کے مطابق رکھتے ہیں۔)

وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ ؕ

اور نماز قائم کرتے ہیں (پابندی کے ساتھ نماز پڑھتے ہیں)

اِنَّا لَا نُضِيْعُ اَجْرَ الْمُصْلِحِيْنَ﴿۱۷۰﴾

یقیناً ہم اصلاح کرنے والوں کا اجر ضائع نہیں کرتے۔

توضیح: عقائد کی اصلاح کیے بغیر صرف نماز کا پابند کرا دینا اصلاح کا صحیح طریقہ نہیں ہے۔

وَاِذْ نَتَقْنَا الْجَبَلَ فَوْقَهُمْ كَاَنَّهٗ ظُلَّةٌ

اور اُنھیں وہ واقعہ بھی یاد ہوگا جب کہ ہم نے اِن کے سروں پر پہاڑ کو معلق کر دیا تھا۔

وَّظَنُّوْٓا اَنَّهٗ وَاقِعٌۢ بِهِمْ ۚ

اور وہ ڈر رہے تھے کہ وہ (پہاڑ) ان پر گر پڑنے کو ہے۔

خُذُوْا مَآ اٰتَيْنٰكُمْ بِقُوَّةٍ

(اس وقت ہم نے اس سے یہ عہد لیا تھا کہ) جو کتاب ہم نے تم کو دی ہے اس کو پوری قوت کے ساتھ لو (یعنی اس کی تعلیم پر سختی کے ساتھ جمے رہو)

وَّاذْكُرُوْا مَا فِيْهِ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ﴿۱۷۱﴾

اور جو احکام اس میں دیئے گئے ہیں انھیں مُستحضر رکھو (یعنی ان پر عمل پیرا رہو) تا کہ تم تقویٰ اختیار کرو۔

وَاِذْ اَخَذَ رَبُّكَ مِنْۢ بَنِيْٓ اٰدَمَ مِنْ ظُهُوْرِهِمْ ذُرِّيَّتَهُمْ وَاَشْهَدَهُمْ عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ ۚ

اور وہ واقعہ بھی قابلِ ذکر ہے جب کہ آپ کے پروردگار نے اولادِ آدم سے اِن کی پُشت سے ان کی تمام ذُرّیت کو نکال کر ان سے خود ان کے مقابلہ میں اقرار کروالیا۔

اَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ ؕ قَالُوْا بَلٰى ۛ شَهِدْنَا ۛ

کیا میں تمہارا پروردگار نہیں ہوں، سب نے کہا ہاں ہم گواہی دیتے ہیں آپ ہی ہمارے رب ہیں۔

اَنْ تَقُوْلُوْا يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اِنَّا كُنَّا عَنْ هٰذَا غٰفِلِيْنَ﴿۱۷۲﴾

(روزِ ازل ہی اقرار تم سے اس لیے لیا گیا) تا کہ قیامت کے دن تم یہ نہ کہہ سکو کہ ہم کو اس کی خبر نہ تھی۔

منزل ۲

وقف

معانقہ

اَوْ تَقُوْلُوْٓا اِنَّمَآ اَشْرَكَ اٰبَاۗؤُنَا مِنْ قَبْلُ وَ كُنَّا ذُرِّيَّةً مِّنْۢ بَعْدِهِمْ ۚ	یا یوں کہنے لگو کہ ہمارے باپ دادا تو بہت پہلے سے شرک کرتے چلے آرہے تھے اور ہم ان کی اولاد تھے (جو کچھ انھیں کرتے دیکھا) ان کے بعد ہم بھی وہی کرتے رہے۔
اَفَتُهْلِكُنَا بِمَا فَعَلَ الْمُبْطِلُوْنَ ﴿۱۷۳﴾	تو کیا ہمیں اس جُرم میں ہلاک کیا جائے گا جس کو اہل باطل نے کیا۔
وَ كَذٰلِكَ نُفَصِّلُ الْاٰيٰتِ وَلَعَلَّهُمْ يَرْجِعُوْنَ ﴿۱۷۴﴾	اور اسی طرح ہم اپنے احکام تفصیل کے ساتھ بیان کرتے ہیں، تا کہ وہ رجوع اِلی اللہ ہوں (الٰہی تعلیمات قبول کریں)

توضیح: یہ واقعہ اس لیے بیان کیا گیا کہ لوگ اپنی فطری حیثیت بندگئ رب پر غور کریں اور وہ محسوس کریں کہ ان کا عضو عضو اس عہدِ میثاق کی گواہی دے رہا ہے وہ اللہ ہی کے مقرر کردہ نظامِ ربوبیت میں پرورش پانے اور مقررہ منازلِ حیات طے کرنے پر مجبور ہیں، اس نظامِ الٰہی کا پابند ہونا ہی اس کے عہدِ میثاق کی اہم شہادت ہے۔

وَاتْلُ عَلَيْهِمْ نَبَاَ الَّذِيْٓ اٰتَيْنٰهُ اٰيٰتِنَا	اے نبیؐ لوگوں سے اُس شخص کا حال بیان کیجئے جسے ہم نے اپنی آیتیں عطاء کی تھیں (علم دین سے نوازا تھا)
فَانْسَلَخَ مِنْهَا فَاَتْبَعَهُ الشَّيْطٰنُ فَكَانَ مِنَ الْغٰوِيْنَ ﴿۱۷۵﴾	پھر وہ اس کے حدود سے نکل گیا (احکام الٰہی کی پابندی نہ کی) تب شیطان اُس کے پیچھے پڑ گیا اور وہ گمراہوں میں سے ہو گیا۔
وَلَوْ شِئْنَا لَرَفَعْنٰهُ بِهَا	اگر ہم چاہتے تو (علم کی بدولت) اس کو بڑا مقام (درجات) عطاء کرتے۔
وَلٰكِنَّهٗٓ اَخْلَدَ اِلَى الْاَرْضِ وَاتَّبَعَ هَوٰىهُ ۚ	لیکن وہ پستی (دنیا) ہی کی طرف مائل ہو گیا اپنی خواہشاتِ نفسانی کے پیچھے چل پڑا۔ (اعلیٰ کو چھوڑ کر ادنیٰ کو اختیار کیا)
فَمَثَلُهٗ كَمَثَلِ الْكَلْبِ ۚ	پس اس کی حالت کُتّے کی سی ہو گئی۔
اِنْ تَحْمِلْ عَلَيْهِ يَلْهَثْ اَوْ تَتْرُكْهُ يَلْهَثْ ۭ	کہ اس پر سختی کی جائے تب بھی زبان لٹکائے ہانپنے لگتا ہے۔ یا اس کو اسی حال میں چھوڑ دیا جائے تب بھی زبان لٹکائے ہانپتا رہتا ہے۔ بے عمل انسان کا احکام الٰہی سے واقف ہونا یا نہ ہونا یکساں ہے۔ اس صفت کا انسان دنیا نہ ملنے پر حیران و پریشان اور اگر دنیا حاصل ہو جائے تو اضافہ کی فکر میں سرگرداں رہتا ہے۔ ایسے ہی شخص کو دُنیا کا کُتّا کہا جاتا ہے۔ کیونکہ کُتّے کی حرص ضرب المثل ہے۔ شکم سیری کے بعد بھی مزید کی تلاش میں رہتا ہے۔

ذٰلِكَ مَثَلُ الْقَوْمِ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا ۚ — یہ اس قوم کی مثال ہے جو ہماری نشانیوں کی تکذیب کرتی ہے۔

فَاقْصُصِ الْقَصَصَ لَعَلَّهُمْ يَتَفَكَّرُوْنَ ۝١٧٦ — تو آپ انھیں ایسے واقعات سناتے رہئے تا کہ وہ غور وفکر سے کام لیں۔

سَآءَ مَثَلًا الْقَوْمُ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا — کیا ہی بُری مثال ہے ان لوگوں کی جنھوں نے ہماری تعلیمات کو جھٹلایا۔

وَاَنْفُسَهُمْ كَانُوْا يَظْلِمُوْنَ ۝١٧٧ — وہ آپ اپنا ہی نقصان کرتے رہے۔

مَنْ يَّهْدِ اللّٰهُ فَهُوَ الْمُهْتَدِيْ ۚ — جس کو اللہ تعالیٰ ہدایت دیں وہی ہدایت پاتا ہے۔

وَمَنْ يُّضْلِلْ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ ۝١٧٨ — اور جس کو گمراہی میں پڑا رہنے دے تو ایسے ہی لوگ خسارہ میں رہتے ہیں۔

وَلَقَدْ ذَرَاْنَا لِجَهَنَّمَ كَثِيْرًا مِّنَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ ۖ — اور ہم نے بہت سے جن اور انسان دوزخ کے لیے پیدا کیے۔

لَهُمْ قُلُوْبٌ لَّا يَفْقَهُوْنَ بِهَا ۫ — اُن کے دِل تو ہیں مگر وہ ان سے سمجھنے کی کوشش نہیں کرتے

وَلَهُمْ اَعْيُنٌ لَّا يُبْصِرُوْنَ بِهَا ۫ — اور اُنکی آنکھیں تو ہیں مگر وہ ان سے (اللہ تعالیٰ کی قدرتوں کو) نہیں دیکھتے

وَلَهُمْ اٰذَانٌ لَّا يَسْمَعُوْنَ بِهَا ؕ — اور اُن کے کان تو ہیں لیکن وہ اُن سے (حقائق کو) نہیں سُنتے ۔

اُولٰٓئِكَ كَالْاَنْعَامِ بَلْ هُمْ اَضَلُّ ؕ — یہ جانوروں کی طرح ہیں بلکہ اُن سے بھی بدتر۔

اُولٰٓئِكَ هُمُ الْغٰفِلُوْنَ ۝١٧٩ — یہ وہ لوگ ہیں جو غفلت میں پڑے ہوئے ہیں۔

توضیح : پالتو جانور اپنے مالک کو پہچانتے ہیں مگر یہ گمراہ لوگ اس قدر گمراہی میں مبتلاء ہیں کہ اپنے مالک کو نہیں پہچانتے۔ مخلوق کو خالق کے برابر قرار دیتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے انکو دل و دماغ دیئے تا کہ اچھے بُرے میں تمیز کریں لیکن یہ صلاحیتوں کو کام میں نہیں لاتے۔ اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کرتے ہیں اور سیدھے دوزخ میں پہنچ جاتے ہیں گویا کہ دوزخ ہی کیلئے پیدا ہوئے تھے۔

وَلِلّٰهِ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰى فَادْعُوْهُ بِهَا ۠ — اور وہ تمام اسمائے حسنیٰ (اسمائے الٰہی) اللہ تعالیٰ ہی کیلئے ہیں (جن کا تعلق انسان کی حاجت روائی سے ہے) لہٰذا انہی ناموں سے اللہ تعالیٰ کو (مدد کے لیے) پکارا کرو (غیر اللہ پر ان کا اطلاق نہ کرو)

منزل ٢

وَذَرُوا الَّذِيۡنَ يُلۡحِدُوۡنَ فِىۡۤ اَسۡمَآٮِٕهٖ‌ؕ
اور ایسے لوگوں کا ساتھ چھوڑ دو جو اللہ تعالیٰ کے ناموں میں کجی پیدا کرتے ہیں (اور باطل سے جوڑتے ہیں۔)

توضیح: غیراللہ کو اللہ تعالیٰ کی فرمانروائی میں شریک سمجھ کر اللہ تعالیٰ کی طرح انھیں بھی اپنا محافظ کارساز قرار دیتے ہیں ان سے استعانت و مدد چاہتے ہیں۔ ان کی منّت مُراد مانتے اور انھیں نافع وضار سمجھتے ہیں۔

سَيُجۡزَوۡنَ مَا كَانُوۡا يَعۡمَلُوۡنَ‏ ﴿۱۸۰﴾
عنقریب یہ اپنے کیے کا بدل پا کر رہیں گے۔

توضیح: ہدایت حاصل کرنے کے جو ذرائع اللہ تعالیٰ نے مقرر فرمائے ہیں انھیں اختیار کیے بغیر کوئی کس طرح ہدایت پا سکتا ہے؟ طالب ہدایت کو ہدایت دی جاتی ہے۔

وَمِمَّنۡ خَلَقۡنَاۤ اُمَّةٌ يَّهۡدُوۡنَ بِالۡحَـقِّ وَبِهٖ يَعۡدِلُوۡنَ ﴿۱۸۱﴾
اور ہماری پیدا کی ہوئی مخلوقات میں ایک جماعت ایسی بھی ہے جو (ٹھیک ٹھیک طور پر الٰہی تعلیم کے مطابق) لوگوں کی رہنمائی کرتی ہے اور اللہ تعالیٰ ہی کے احکام کے مطابق عدل وانصاف بھی کرتی ہے۔ ع ۲۲ / ۱۲

وَالَّذِيۡنَ كَذَّبُوۡا بِاٰيٰتِنَا
اور جو لوگ ہماری تعلیمات کو جھٹلاتے ہیں۔

سَنَسۡتَدۡرِجُهُمۡ مِّنۡ حَيۡثُ لَا يَعۡلَمُوۡنَ ﴿۱۸۲﴾‌ ۖ
ہم ان کی تدریجاً (ایسے طریق سے) ابدی تباہی یعنی جہنّم کی طرف لے جاتے ہیں کہ انھیں خبر بھی نہیں ہوتی۔ منزل ۲

وَاُمۡلِىۡ لَهُمۡ‌ ؕ‌ قف
اور میں نے انھیں تھوڑی سی مہلت دے رکھی ہے (اس لیے ان پر فوری عذاب نہیں آرہا ہے)

اِنَّ كَيۡدِىۡ مَتِيۡنٌ‏ ﴿۱۸۳﴾
بے شک میری تدبیر نہایت ہی سنجیدہ واٹل ہے۔

اَوَلَمۡ يَتَفَكَّرُوۡا‌ سکتة
اور کیا ان لوگوں نے کبھی اس بات پر غور نہیں کیا کہ

مَا بِصَاحِبِهِمۡ مِّنۡ جِنَّةٍ‌ ؕ
ان کے رفیق (محمد ﷺ) کو کسی طرح کا جنون (دیوانہ پن) نہیں ہے۔ کیونکہ مجنون غلط سلط باتیں بکتا رہتا ہے اور یہ نبیؐ تو مسلسل علم وحکمت کی باتیں بتاتے ہیں۔

اِنۡ هُوَ اِلَّا نَذِيۡرٌ مُّبِيۡنٌ‏ ﴿۱۸۴﴾
وہ تو لوگوں کو (عذابِ آخرت سے) ڈرانے والے ہیں۔

اَوَلَمۡ يَنۡظُرُوۡا فِىۡ مَلَـكُوۡتِ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ وَمَا خَلَقَ اللّٰهُ مِنۡ شَىۡءٍ ۙ
کیا وہ آسمانوں اور زمین کے نظامِ حکمرانی میں اور ہر اُس چیز میں جس کو اللہ تعالیٰ نے پیدا کیا غور نہیں کرتے۔

وَّاَنْ عَسٰۤى اَنْ يَّكُوْنَ قَدِ اقْتَرَبَ اَجَلُهُمْ ۚ
(اور یہ بھی نہیں سوچا کہ) ان کی موت کا وقت قریب ہی آ لگا ہو۔

فَبِاَىِّ حَدِيْثٍۭ بَعْدَهٗ يُؤْمِنُوْنَ ﴿۱۸۵﴾
پھر پیغمبر کی اس تنبیہ اور الٰہی افہام وتفہیم کے بعد وہ کونسی بات ہوسکتی ہے جس پر وہ ایمان لائیں گے۔

مَنْ يُّضْلِلِ اللّٰهُ فَلَا هَادِىَ لَهٗ ؕ
جس کو اللہ اس کی اپنی گمراہی میں پڑا رہنے دیں پھر اس کو کوئی ہدایت دینے والا نہیں

وَيَذَرُهُمْ فِىْ طُغْيَانِهِمْ يَعْمَهُوْنَ ﴿۱۸۶﴾
اور انھیں انکی اپنی سرکشی میں چھوڑ دیا جاتا ہے، وہ اسی میں بھٹکے رہتے ہیں۔

يَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ السَّاعَةِ اَيَّانَ مُرْسٰٮهَا ؕ
(لوگ) آپؐ سے قیامت کے بارے میں پوچھتے ہیں کہ وہ کب واقع ہوگی؟

قُلْ اِنَّمَا عِلْمُهَا عِنْدَ رَبِّىْ ۚ
کہہ دیجئے اس کا علم تو میرے پروردگار ہی کو ہے۔

لَا يُجَلِّيْهَا لِوَقْتِهَاۤ اِلَّا هُوَ ؕ
وہی اُس کو اُس کے وقت پر ظاہر کرے گا۔

ثَقُلَتْ فِى السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ
اور وہ وقت آسمانوں اور زمین پر بڑا ہی بھاری ہوگا۔

لَا تَاْتِيْكُمْ اِلَّا بَغْتَةً ؕ
وہ قیامت کی گھڑی تم پر اچانک آپڑے گی۔

يَسْـَٔلُوْنَكَ كَاَنَّكَ حَفِىٌّ عَنْهَا ؕ
وہ آپؐ سے اس طرح پوچھتے ہیں گویا کہ آپؐ اس کے آنے کے وقت سے واقف ہیں۔

قُلْ اِنَّمَا عِلْمُهَا عِنْدَ اللّٰهِ وَلٰـكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۱۸۷﴾
کہیئے اس کے آنے کا علم تو اللہ تعالیٰ ہی کے پاس ہے مگر اکثر لوگ اس حقیقت کو نہیں جانتے۔

قُلْ لَّاۤ اَمْلِكُ لِنَفْسِىْ نَفْعًا وَّلَا ضَرًّا اِلَّا مَا شَآءَ اللّٰهُ ؕ
اے نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) ان سے کہہ دیجئے کہ (میں اللہ کا رسول ہونے کے باوجود) میں اپنے لیے نفع وضرر کا اختیار نہیں رکھتا سوائے اس کے کہ جو اللہ تعالیٰ چاہے۔

وَلَوْ كُنْتُ اَعْلَمُ الْغَيْبَ لَاسْتَكْثَرْتُ مِنَ الْخَيْرِ ۛۚ
اور اگر میں غیب کی باتوں کا جاننے والا ہوتا تو کثرت سے فائدے حاصل کرلیتا۔

وَمَا مَسَّنِىَ السُّوْۤءُ ۛۚ
اور مجھے کوئی نقصان نہ پہنچتا۔

وقف منزل وقف لازم منزل ۲

معانقة

ع ۲۳ ۱۴

اِنْ اَنَا اِلَّا نَذِيْرٌ وَّبَشِيْرٌ لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ﴿۱۸۸﴾

میں تو ایمان والوں (دعوتِ حق قبول کرنے والوں) کو ڈر اور خوشخبری سنانے والا ہوں۔

ڈر یہ کہ نافرمانی کی سزا جہنم ہوگی اور خوشخبری یہ کہ اطاعت کی جزاء جنّت ہے

هُوَ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ

(اللہ) وہی تو ہے جس نے تم کو ایک نفسِ واحد (آدم) سے پیدا کیا۔

وَّجَعَلَ مِنْهَا زَوْجَهَا لِيَسْكُنَ اِلَيْهَا ۚ

اور پھر اسی کی جنس سے اس کا جوڑا بنایا تا کہ وہ اس کے پاس سکون پائے۔

فَلَمَّا تَغَشّٰىهَا حَمَلَتْ حَمْلًا خَفِيْفًا فَمَرَّتْ بِهٖ ۚ

پھر جب مرد نے اس (عورت) کو ڈھانک لیا (یعنی اُس سے قربت کی) تو (حاملہ ہوئی) ہلکے سے حمل کو اُٹھائے چلتی پھرتی رہی۔

فَلَمَّآ اَثْقَلَتْ دَّعَوَا اللّٰهَ رَبَّهُمَا

پھر جب وہ (روز بروز) بوجھل ہوتی گئی تو (میاں بیوی) دونوں نے اپنے رب سے التجا کی۔

لَئِنْ اٰتَيْتَنَا صَالِحًا لَّنَكُوْنَنَّ مِنَ الشّٰكِرِيْنَ ﴿۱۸۹﴾

اگر آپ نے ہمیں صحیح سالم اولاد عنایت کی تو ہم آپ کے شکر گزار بندوں میں سے ہو جائیں گے۔

منزل ۲

فَلَمَّآ اٰتٰىهُمَا صَالِحًا جَعَلَا لَهٗ شُرَكَآءَ فِيْمَآ اٰتٰىهُمَا ۚ

پھر جب ہم نے ان کو صحیح سالم لڑکا عنایت کیا تو انھوں نے اللہ کے ساتھ غیر اللہ کو بھی اس عطائے الٰہی میں شریک قرار دیا۔

(کہنے لگے اللہ تعالیٰ کے ان مقرب بندوں کا واسطہ وسیلہ نہ ہوتا تو ہم کو یہ عطائے الٰہی نصیب نہ ہوتی۔)

فَتَعٰلَى اللّٰهُ عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ﴿۱۹۰﴾

اللہ تعالیٰ ان کے مشرکانہ عقائد سے بلند بالا و برتر ہیں۔

اَيُشْرِكُوْنَ مَا لَا يَخْلُقُ شَيْـًٔا وَّهُمْ يُخْلَقُوْنَ ﴿۱۹۱﴾

کیا وہ (اللہ تعالیٰ کی کارسازی و حاجت براری میں) غیر اللہ کو بھی شریکِ کار بناتے ہیں جو کسی شے کو پیدا نہیں کر سکتے بلکہ وہ خود پیدا کیے گئے ہیں۔

وَلَا يَسْتَطِيْعُوْنَ لَهُمْ نَصْرًا وَّلَآ اَنْفُسَهُمْ يَنْصُرُوْنَ ﴿۱۹۲﴾

نہ وہ اُن کی کسی قسم سے مدد کرنے کی قدرت رکھتے ہیں اور نہ وہ خود اپنی آپ مدد کر سکتے ہیں۔

وَاِنْ تَدْعُوْهُمْ اِلَى الْهُدٰى لَا يَتَّبِعُوْكُمْ ۭ

(اے مشرکو!) اگر تم انھیں کسی امر میں اپنی رہنمائی کے لیے پکارو تو وہ معمولی سی بات میں بھی تمہاری رہنمائی نہیں کر سکتے۔

سَوَآءٌ عَلَيْكُمْ اَدَعَوْتُمُوْهُمْ اَمْ اَنْتُمْ صَامِتُوْنَ ﴿۱۹۳﴾

تم انھیں پکارو یا نہ پکارو تمہارے لیے دونوں باتیں یکساں ہیں (وہ تمہاری کوئی بات سُن نہیں سکتے)

اِنَّ الَّذِيْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ عِبَادٌ اَمْثَالُكُمْ

(اے مشرکو!) اللہ تعالیٰ کے سوا جن کو تم پکارتے ہو۔ وہ تمہاری طرح اللہ تعالیٰ ہی کے بندے ہیں۔

فَادْعُوْهُمْ فَلْيَسْتَجِيْبُوْا لَكُمْ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿۱۹۴﴾

(تمہارا عقیدہ ہے کہ وہ سنتے ہیں) تو تم انھیں پکار دیکھو پھر اُنھیں بھی چاہیئے کہ تمہیں جواب دیں (تمہاری استدعا کو قبول کریں) اگر تم اپنے اس عقیدہ میں سچّے ہو (کہ وہ تمہاری مدد کر سکتے ہیں)

اَلَهُمْ اَرْجُلٌ يَّمْشُوْنَ بِهَآ ۫

کیا اُن کے پیر ہیں جن سے وہ چل سکیں۔

توضیح: یہاں ان معبودانِ باطل کا ذکر ہے جن کی مورتیاں قلب ونظر کی تسکین کیلئے بنا کر مشرکین ان کے آگے لوازمِ عبادت ادا کرتے تھے اور ان کا عقیدہ تھا کہ ان کے آگے لوازمِ عبادت ادا کرتے وقت ان کی روحیں اِن موتیوں کے اندر آجاتی ہیں۔

اَمْ لَهُمْ اَيْدٍ يَّبْطِشُوْنَ بِهَآ ۫

کیا ان کے ہاتھ ہیں (یعنی ان کے ہاتھوں میں طاقت ہے) جن سے وہ پکڑ سکیں۔

اَمْ لَهُمْ اَعْيُنٌ يُّبْصِرُوْنَ بِهَآ ۫

کیا ان کے لیے آنکھیں ہیں جن سے وہ دیکھ سکیں۔

اَمْ لَهُمْ اٰذَانٌ يَّسْمَعُوْنَ بِهَا ؕ

کیا ان کے لیے کان ہیں جن سے وہ سن سکیں۔

قُلِ ادْعُوْا شُرَكَآءَكُمْ ثُمَّ كِيْدُوْنِ فَلَا تُنْظِرُوْنِ ﴿۱۹۵﴾

اے نبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم! آپ کہہ دیجئے کہ تم اپنے شرکاء کو بلا لو (جن کو تم نے اللہ تعالیٰ کا شریک بنائے رکھا ہے) پھر مجھ کو نقصان پہنچانے کے لیے تم جتنی بھی تدبیریں کر سکتے ہو کر دیکھو پھر مجھے ذرا بھی مہلت نہ دو (اور دیکھو کہ وہ میرا کیا بگاڑ سکتے ہیں؟)

اِنَّ وَلِیِّۦَ اللّٰهُ الَّذِيْ نَزَّلَ الْكِتٰبَ ۖ وَهُوَ يَتَوَلَّى الصّٰلِحِيْنَ ﴿۱۹۶﴾

بلا شُبہ میرا پروردگار تو اللہ ہی ہے جس نے کتاب (برحق) نازل کی اور وہی نیکوکاروں کا حامی وناصر ہے۔

وَالَّذِيْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖ لَا يَسْتَطِيْعُوْنَ نَصْرَكُمْ وَلَآ اَنْفُسَهُمْ يَنْصُرُوْنَ ﴿۱۹۷﴾

اور جن کو تم اللہ تعالیٰ کے سوا پکارتے ہو تو وہ تمہاری مدد کی طاقت نہیں رکھتے اور نہ خود اپنی مدد آپ کر سکتے ہیں۔

وَاِنْ تَدْعُوْهُمْ اِلَى الْهُدٰى لَا يَسْمَعُوْا ؕ

اور اگر تم (اپنے کسی ادنیٰ معاملہ میں) انھیں کسی رہنمائی کے لیے پکارو تو وہ سُن بھی نہیں سکتے۔

وَتَرٰىهُمْ يَنْظُرُوْنَ اِلَيْكَ
بظاہر تم کو ایسا نظر آتا ہے کہ وہ تمہاری طرف دیکھ رہے ہیں۔

وَهُمْ لَا يُبْصِرُوْنَ۝۱۹۸
مگر فی الواقع وہ کچھ بھی نہیں دیکھتے۔

خُذِ الْعَفْوَ وَاْمُرْ بِالْعُرْفِ
آپؐ (ان کی بے اعتنائی سے قطع نظر) عفو و درگزر سے کام لیجئے اور انھیں نیک کاموں کے کرنے کا حکم دیجئے۔

وَاَعْرِضْ عَنِ الْجٰهِلِيْنَ۝۱۹۹
اور جاہلوں سے کنارہ کشی کیجئے (ان سے نہ اُلجھئے)

وَاِمَّا يَنْزَغَنَّكَ مِنَ الشَّيْطٰنِ نَزْغٌ
اور اگر شیطان آپ کے دل میں کوئی ضیق پیدا کردے۔

فَاسْتَعِذْ بِاللّٰهِ ؕ اِنَّهٗ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ۝۲۰۰
تو اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگئے۔ بے شک وہی سننے والا جاننے والا ہے۔

اِنَّ الَّذِيْنَ اتَّقَوْا اِذَا مَسَّهُمْ طٰٓئِفٌ مِّنَ الشَّيْطٰنِ تَذَكَّرُوْا فَاِذَا هُمْ مُّبْصِرُوْنَ۝۲۰۱
یقیناً وہ لوگ جو پرہیزگار ہیں جب ان کو شیطان کی طرف سے کوئی وسوسہ پیدا ہوجاتا ہے تو فوراً ہی چونک جاتے ہیں کہ یہ شیطانی بات تھی۔

وَاِخْوَانُهُمْ يَمُدُّوْنَهُمْ فِى الْغَىِّ ثُمَّ لَا يُقْصِرُوْنَ۝۲۰۲
اور (جو لوگ اللہ کی پناہ نہیں مانگتے) شیطان کے بھائی بند انکو سرکشی میں ڈالے رکھتے ہیں پھر (انھیں بھٹکانے میں) کسی قسم کی کوتاہی نہیں کرتے۔

منزل ۲

وَاِذَا لَمْ تَاْتِهِمْ بِاٰيَةٍ قَالُوْا لَوْلَا اجْتَبَيْتَهَا ؕ
اور جب آپ اُن (کافروں) کے پاس (کچھ دنوں تک) کوئی آیت نہیں لاتے (یعنی آیت کے نازل ہونے میں دیر ہوجاتی ہے تو بطورِ طعن) کہتے ہیں کہ آپ نے اپنی طرف سے کوئی آیت بنا کر کیوں نہ پیش کردی۔

قُلْ اِنَّمَآ اَتَّبِعُ مَا يُوْحٰٓى اِلَىَّ مِنْ رَّبِّىْ ۚ
تو کہئے میں تو اس کی اتباع کرتا ہوں جو میرے پروردگار کی طرف سے مجھ پر وحی کی جاتی ہے۔
(میں اپنی طرف سے کسی چیز کے پیش کرنے کا اختیار نہیں رکھتا)

هٰذَا بَصَآئِرُ مِنْ رَّبِّكُمْ وَهُدًى وَّرَحْمَةٌ لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ۝۲۰۳
یہ قرآن (بصیرت افروز کلام) تمہارے رب کی طرف سے ایک ہدایت اور اہل ایمان کے لیے سراپا رحمت ہے۔

وَاِذَا قُرِئَ الْقُرْاٰنُ فَاسْتَمِعُوْا لَهٗ وَاَنْصِتُوْا لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ۝۲۰۴
(اس کتاب سے نصیحت حاصل کرنے کے لیے یہ ضروری ہے کہ) جب قرآن پڑھا جائے تو اس کو توجہ سے سنو اور خاموش رہو تا کہ (کلام الٰہی کی خوبی اور اُس کی منفعت سمجھ میں آجائے ہوسکتا ہے کہ) یہی عمل

تمہارے لیے رحمت الٰہی کا باعث بنے۔

وَاذْكُرْ رَّبَّكَ فِيْ نَفْسِكَ تَضَرُّعًا وَّخِيْفَةً وَّدُوْنَ الْجَهْرِ مِنَ الْقَوْلِ بِالْغُدُوِّ وَالْاٰصَالِ وَلَا تَكُنْ مِّنَ الْغٰفِلِيْنَ ﴿٢٠٥﴾

اور اپنے پروردگار کو دل ہی دل میں عاجزی اور خوف سے دبی آواز میں صبح وشام ہر وقت یاد کرتے رہو اور غافلوں میں سے نہ ہو جاؤ۔

اِنَّ الَّذِيْنَ عِنْدَ رَبِّكَ لَا يَسْتَكْبِرُوْنَ عَنْ عِبَادَتِهٖ وَ يُسَبِّحُوْنَهٗ

جو لوگ تمہارے پروردگار کے پاس ہیں، وہ اس کی عبادت سے منہ نہیں موڑتے اسی کی تسبیح کرتے ہیں۔

ایسے کلمات کہتے رہتے ہیں جن سے اپنے رب کا (شرک جیسے نقائص سے) پاک ہونا ظاہر ہوتا ہے جیسے سبحان اللہ اور اسی کے آگے سجدہ ریز ہوتے ہیں۔

وَلَهٗ يَسْجُدُوْنَ ۩ ﴿٢٠٦﴾ السجدۃ

السجدة ٤ ع ٨ ع ٢ الثالثة

آیاتہا ۷۵، (٨) سُوْرَةُ الْاَنْفَالِ مَدَنِيَّةٌ (٨٨) رکوعہا ١٠

سورۂ انفال مدنی ہے اور اس میں پچھتر آیتیں اور دس رکوع ہیں۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے نام (اسی کی مدد) سے جو رحمٰن اور رحیم ہے، میں اس کام کا آغاز کر رہا ہوں۔

السجدۃ يَسْئَلُوْنَكَ عَنِ الْاَنْفَالِ ؕ

(اے نبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اہلِ ایمان) آپ سے مالِ غنیمت کے بارے میں پوچھتے ہیں۔

قُلِ الْاَنْفَالُ لِلّٰهِ وَالرَّسُوْلِ ۚ

کہیے غنیمتیں اللہ کی ہیں اور رسول کی ہیں۔

(ان معنوں میں کہ اللہ تعالیٰ کی مِلک ہیں وہ جس طرح چاہیں رسول کے ذریعہ تقسیم کا حکم دیں)

فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاَصْلِحُوْا ذَاتَ بَيْنِكُمْ ۪

لہٰذا اللہ تعالیٰ سے ڈرو (مالِ غنیمت کے تعلق سے آپس میں نزاع پیدا نہ کرو) اور باہمی تعلقات کو درست رکھو۔

وَاَطِيْعُوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗۤ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ﴿١﴾

اور (مالِ غنیمت کے بارے میں بہ ذوق وشوق) اللہ اور رسول کی اطاعت کرو اگر تم مومن ہو (کیونکہ اطاعت شعارِ مومن ہے اور تقاضۂ ایمان ہے)

اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِيْنَ اِذَا ذُكِرَ

بے شک مومن وہ ہیں جن کے سامنے اللہ کا ذکر کیا جاتا ہے تو ان کے دل

اللّٰهُ وَجِلَتْ قُلُوْبُهُمْ — لرز جاتے ہیں۔

توضیح: اللہ تعالیٰ کے سامنے محاسبۂ اعمال کے لیے حاضر کیا جانا بیان کیا جاتا ہے تو لرز جاتے ہیں۔

وَاِذَا تُلِيَتْ عَلَيْهِمْ اٰيٰتُهٗ زَادَتْهُمْ اِيْمَانًا — اور جب انھیں اس (قرآن) کی آیتیں پڑھ کر سنائی جاتی ہیں تو ان کا ایمان اور بڑھ جاتا ہے۔

توضیح: اللہ تعالیٰ کے فضل واحسان اور آخرت میں اللہ تعالیٰ کے بے حساب بخششوں اور ابدی نعمتوں کی تفصیلات سنائی جاتی ہیں تو ان کے ایمان وقوتِ یقین میں اضافہ ہوجاتا ہے۔

وَّعَلٰى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُوْنَ ۝٢ — اور اپنے پروردگار کی بات کا یقین رکھتے ہیں۔ (اور سمجھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے ہر حکم کی تعمیل میں انھیں کا فائدہ ہے)

الَّذِيْنَ يُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ ۝٣ — یہ وہ لوگ ہیں جو نماز قائم رکھتے ہیں اور ہم نے جو کچھ انھیں دیا ہے اس میں سے اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں (کمیٔ رزق کو انفاق نہ کرنے کا بہانہ نہیں بناتے)

اُولٰٓىِٕكَ هُمُ الْمُؤْمِنُوْنَ حَقًّا ۭ لَهُمْ دَرَجٰتٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ وَمَغْفِرَةٌ وَّرِزْقٌ كَرِيْمٌ ۝٤ — یہی سچے مومن ہیں ان کے رب کے پاس (ایمان وعمل کے لحاظ سے) ان کے بڑے بڑے درجات ہیں مغفرت ہے اور باعزت رزق ہے۔

منزل ٢

كَمَآ اَخْرَجَكَ رَبُّكَ مِنْۢ بَيْتِكَ بِالْحَقِّ — اللہ تعالیٰ کی راہ میں اہلِ باطل سے لڑنے کے لئے اُن لوگوں کو اپنے گھروں سے اُسی طرح نکلنا چاہیئے تھا۔ جس طرح تمہارے پروردگار نے تم کو تدبیر کے ساتھ نکالا تھا (یہ جنگ بدر کا ذکر ہے)

وَاِنَّ فَرِيْقًا مِّنَ الْمُؤْمِنِيْنَ لَكٰرِهُوْنَ ۝٥ — اور یقیناً مسلمانوں کی ایک جماعت فی الحال جدال وقتال کو ناپسند اور خلافِ مصلحت سمجھتی تھی۔

توضیح: یہ مشاورت اس وقت ہوئی تھی کہ قافلہ اور لشکر میں سے کس کا مقابلہ کرنا چاہیئے؟

يُجَادِلُوْنَكَ فِي الْحَقِّ بَعْدَمَا تَبَيَّنَ — پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم! یہ لوگ راہِ حق میں (جدال وقتال کے بارے میں) آپؐ سے اختلاف کرتے ہیں۔ اس وضاحت کے بعد بھی کہ انھیں کافروں کے لشکر سے لڑنا ہے۔

كَاَنَّمَا يُسَاقُوْنَ اِلَى الْمَوْتِ وَهُمْ يَنْظُرُوْنَ⑥ — گویا کہ وہ موت کی طرف ہانکے جاتے ہیں اور وہ اس منظر کو دیکھ رہے ہیں۔

وَاِذْ يَعِدُكُمُ اللّٰهُ اِحْدَى الطَّآئِفَتَيْنِ اَنَّهَا لَكُمْ — اور جب اللہ تعالیٰ نے تم سے یہ وعدہ کیا تھا کہ (قریش کے) دو گروہوں میں سے ایک گروہ تمہارے ہاتھ آئے گا۔

وَتَوَدُّوْنَ اَنَّ غَيْرَ ذَاتِ الشَّوْكَةِ تَكُوْنُ لَكُمْ — اور تم چاہتے تھے کہ کمزور اور غیر فوجی قافلہ تمہارے ہاتھ آئے۔ (تا کہ بہت سارا مال اور سامانِ تجارت جنگ وجدال کے بغیر آسانی کے ساتھ تمہارے ہاتھ آجائے)

وَيُرِيْدُ اللّٰهُ اَنْ يُّحِقَّ الْحَقَّ بِكَلِمٰتِهٖ — اور اللہ تعالیٰ چاہتے ہیں کہ اپنے کلمات سے حق کا حق ہونا ثابت کر دکھائیں۔

وَيَقْطَعَ دَابِرَ الْكٰفِرِيْنَ⑦ — اور (شکست کے ذریعہ) کافروں کی جڑ ہی کاٹ دے۔

لِيُحِقَّ الْحَقَّ وَيُبْطِلَ الْبَاطِلَ وَلَوْ كَرِهَ الْمُجْرِمُوْنَ⑧ — تا کہ حق کا حق ہونا اور باطل کا باطل ہونا ثابت ہو جائے اگر چہ کہ یہ مجرمین کے لیے نا گوار ہی کیوں نہ ہو۔

توضیح: جنگ بدر کا تاریخی پس منظر یہ ہے کہ مکہ سے مدینہ ہجرت کر جانے کے بعد اہلِ ایمان کے ساتھ مشرکینِ مکّہ کی چھوٹی چھوٹی جھڑپیں ہوا کرتی تھیں جن کو اصطلاح میں سرایہ کہتے ہیں۔ یہ سلسلہ جاری تھا کہ ماہ شعبان ٢ ھ میں قریش کا ایک قافلہ کم وبیش پچاس ہزار اشرفیوں کا مال لیے ہوئے اس راہ پر پہنچا جو مدینہ سے قریب تھا جس کی حفاظت کے لیے قافلہ کے ساتھ تیس چالیس سے زیادہ مسلّح سپاہی نہ تھے۔ جھڑپیں جو ہوتی رہتی تھیں اس کی بناء پر قافلہ کے دل میں یہ خیال پیدا ہوا کہ مسلمانوں کا کوئی بڑا دستہ کہیں ہم کو لوٹ نہ لے۔ اس لیے سردار قافلہ ابوسفیان نے ایک آدمی مکّہ کی طرف بھیجا تا کہ وہاں سے کافی مدد مل سکے۔ اس لیے بہت بڑھا چڑھا کر اور بڑی ہی گریہ وزاری کے ساتھ اپنا معاملہ پیش کیا کہ اے قریش اپنے اس قافلۂ تجارت کی خبر لو جو ابوسفیان کی سرکردگی میں آرہا ہے۔

محمد ﷺ اپنے آدمیوں کو لے کر قافلہ کو لوٹنے کی تیاری کر چکے ہیں۔ یہ سُنتے ہی سارے مکّہ میں ہیجان برپا ہو گیا کیونکہ اہل مکہ کی اکثریت کا مالِ تجارت اس قافلہ میں تھا۔ قریش کے بڑے بڑے سردار جنگ کے لیے تیار ہو گئے اور تقریباً ایک ہزار آزمودہ کار اشخاص جن میں سے چھ سو زرہ پوش اور سو سواروں کا رسالہ اپنی جنگی شان وشوکت کے ساتھ مدینہ کی جانب روانہ ہو گیا ان کے پیشِ نظر صرف قافلہ کی حفاظت ہی نہیں بلکہ اس ارادے سے نکلے تھے کہ لگے ہاتھوں محمد ﷺ اور اُن کے مٹھی بھر ساتھیوں کو نیست ونابود کر دیں گے تا کہ آئے دن کے جھگڑوں سے نجات مل جائے۔ قریش پوری جنگی تیاریوں کے

ساتھ مکّہ سے شبانہ روز چل کر مدینہ کے قریب پہنچ گئے اس طرح بہ یک وقت مدینہ کے نشیبی جانب قریش کا قافلۂ تجارت تھا اور مدینہ کے بالائی جانب مکّہ کے جنگ آزمودہ ایک ہزار افراد لڑنے کے لیے شمشیر بہ کف تھے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان دونوں گروہوں کے آموجود ہونے کی اطلاع پا گئے تھے اور حضرات مہاجرین اور انصار کو جمع کر کے مشورہ کیا۔ بعض حضرات جو لڑنے سے گھبراتے تھے ان کا مشورہ تھا کہ قافلہ تجارت ہی کو گھیر لینا چاہیئے اور ابھی جدال وقتال مناسب نہیں ہے۔ بعض حضرات نے یہ مشورہ دیا کہ اللہ تعالیٰ کا جو حکم ہو اس کے مطابق عمل کیا جائے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بہ ایمائے الٰہی قریش کی فوج سے لڑنے کا ارادہ کر چکے تھے۔ مگر آپ نے اپنا ارادہ ظاہر نہیں فرمایا اور مہاجرین وانصار کی ایک جماعت کو جس کی تعداد (٣١٣) سے زیادہ نہ تھی اپنے ساتھ لے کر مدینہ سے نکل پڑے ان کی بے سروسامانی کا حال یہ تھا کہ ان میں چند سوار تھے اور بہت ہی کم لوگوں کے پاس باقاعدہ نیزے تیر وکمان اور تلواریں تھیں باقی اکثریت کے ہاتھوں میں کچی لکڑیوں کے تیر وکمان تھے۔ صحابۂ کرامؓ اس سوچ میں تھے کہ دیکھیں! ہمارے سپہ سالار رہادی برحق کس سمت لے چلتے ہیں۔ قافلۂ تجارت کی طرف یا مکہ کے نبرد آزماؤں کی جانب۔ مدینہ کی بستی سے باہر ہوتے ہی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنا رُخ مکہ کی فوج کی طرف کر دیا اور قریش کی فوج کے آنے سے پہلے ہی ایک مقام پر جس کا نام بدر ہے، اپنی مورچہ بندی کر دی۔ یہ رمضان کا مہینہ تھا مجاہدین روزہ دار بھی تھے۔ کھانے پینے کا بہت سامان تھا، ادھر قریش کی فوج بھی مقابل آ گئی۔ مذکورۂ صدر آیات اور مابعد کی آیتوں میں اس واقعہ کی تفصیل اور اسی جنگ کے تعلق سے ہدایات ہیں۔ منزل ٢

اِذۡ تَسۡتَغِيۡثُوۡنَ رَبَّكُمۡ — وہ وقت بھی قابلِ ذکر ہے جب تم اپنے رب سے مدد کے لیے اضطراب کے ساتھ دست بہ دُعا تھے۔

فَاسۡتَجَابَ لَكُمۡ اَنِّىۡ مُمِدُّكُمۡ بِاَلۡفٍ مِّنَ الۡمَلٰۤـئِكَةِ مُرۡدِفِيۡنَ ۝٩ — چنانچہ اللہ تعالیٰ نے تمہاری دُعا قبول کر لی اور بشارت دی کہ میں ایک ہزار فرشتوں سے تمہاری مدد کروں گا جو لگاتار آتے رہیں گے۔

وَمَا جَعَلَهُ اللّٰهُ اِلَّا بُشۡرٰى وَلِتَطۡمَـئِنَّ بِهٖ قُلُوۡبُكُمۡ ۚ — مدد کا یہ وعدہ اللہ تعالیٰ نے اس لیے کیا کہ تم خوش ہو جاؤ اور تمہارے قلوب مطمئن ہو جائیں۔

وَمَا النَّصۡرُ اِلَّا مِنۡ عِنۡدِ اللّٰهِ ؕ — (یہ بات سمجھ لو کہ) فتح ونصرت صرف اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے۔

اِنَّ اللّٰهَ عَزِيۡزٌ حَكِيۡمٌ ۝١٠ ع — بے شک اللہ تعالیٰ زبردست حکمت والے ہیں۔ ع ١ / ١٥

توضیح : نصرت کا انحصار اسبابِ ظاہری پر نہیں ہے۔ بلا اسبابِ ظاہری بھی اللہ تعالیٰ اہل باطل کے مقابلے میں فتح و نصرت عطاء فرماتے ہیں۔

اِذۡ يُغَشِّيۡكُمُ النُّعَاسَ اَمَنَةً مِّنۡهُ — وہ واقعہ بھی قابل ذکر ہے جب اللہ تعالیٰ نے تمہاری تسکین کیلئے اپنی

	طرف سے تم پر اُونگھ طاری کر دی۔(تسکین بخش اونگھ تا کہ تمہیں تقویت حاصل ہو۔)

توضیح : اس موقع پر اللہ تعالیٰ نے اہلِ ایمان کی اس طرح مدد کی کہ آنے والی صبح کی جنگ کے تردُّد سے انھیں محفوظ کر دیا۔ساری رات سُکون کی نیند سُلا دی تا کہ صبح تازہ دم ہوکر اہلِ باطل کا آسانی کے ساتھ مقابلہ کر سکیں۔

وَيُنَزِّلُ عَلَيْكُمْ مِّنَ السَّمَآءِ مَآءً لِّيُطَهِّرَكُمْ بِهٖ	اور تم پر آسمان سے پانی برسایا تا کہ اس سے نہلا کر تمہیں پاک وصاف کر دے۔
وَيُذْهِبَ عَنْكُمْ رِجْزَ الشَّيْطٰنِ	اور شیطان نے جو ناپاکی کی حالت پیدا کر دی تھی اُس کو دُور کرے۔
وَلِيَرْبِطَ عَلٰى قُلُوْبِكُمْ وَيُثَبِّتَ بِهِ الْاَقْدَامَ ۝۱۱	اور اس لیے بھی کہ تمہارے دِلوں کو مضبوط کر دے (یعنی قوتِ یقین سے بھر دے) اس طرح تمہارے قدم جمائے رکھے۔

توضیح : پانی برسانے کا مقصد یہ بھی تھا کہ میدان کی ریت بھیگ جائے اور قدم بھیگی ہوئی ریت پر اچھی طرح جمے رہیں۔ جو بارش اہل ایمان کے لیے مدد ونصرت کا ذریعہ بنی، وہی بارش اہلِ باطل کے لیے ناسازگار رہوئی۔ کیونکہ کُفّار نرم زمین پر تھے بارش سے وہاں کیچڑ ہوگئی جس سے نقل وحرکت میں رکاوٹ ہوئی۔

منزل ۲

اِذْ يُوْحِيْ رَبُّكَ اِلَى الْمَلٰٓئِكَةِ اَنِّيْ مَعَكُمْ	(بدر کا) یہ واقعہ بھی قابلِ ذکر ہے کہ آپؐ کے پروردگار نے فرشتوں سے فرمایا کہ میں تمہارے ساتھ ہوں۔
فَثَبِّتُوا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ؕ	تم اہلِ ایمان کو ثابت قدم رکھو۔
سَاُلْقِيْ فِيْ قُلُوْبِ الَّذِيْنَ كَفَرُوا الرُّعْبَ	اور میں کافروں کے دِلوں میں ابھی اہلِ ایمان کا رعب پیدا کیے دیتا ہوں۔
فَاضْرِبُوْا فَوْقَ الْاَعْنَاقِ وَاضْرِبُوْا مِنْهُمْ كُلَّ بَنَانٍ ؕ۝۱۲	لہٰذا اہلِ باطل کی گردنوں پر ضرب لگاؤ اور اُن کے ہر ہر جوڑ پر مارو۔
ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ شَآقُّوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ ۚ	یہ سزا انھیں اسلئے دی گئی کہ انھوں نے اللہ کے رسول کی بڑی مخالفت کی تھی
وَمَنْ يُّشَاقِقِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَاِنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ ۝۱۳	اور جو شخص اللہ اور اُس کے رسول کی مخالفت کرتا ہے تو (دنیا میں بھی) اللہ تعالیٰ سخت سزا دینے والے ہیں۔
ذٰلِكُمْ فَذُوْقُوْهُ وَاَنَّ لِلْكٰفِرِيْنَ عَذَابَ النَّارِ ۝۱۴	(کہا جائے گا) یہ مزہ تو یہاں چکھو پھر آخرت میں تو کافروں کے لیے آگ کا عذاب ہے۔

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اِذَا لَقِيْتُمُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا زَحْفًا

اے ایمان والو جب تم جہاد کے لیے کافروں کے مقابل ہو جاؤ تو

فَلَا تُوَلُّوْهُمُ الْاَدْبَارَ ﴿١٥﴾

تو پھر پیٹھ نہ پھیرو (یعنی جم کر مقابلہ کرو) جہاد سے بھاگنا حرام ہے۔

وَمَنْ يُّوَلِّهِمْ يَوْمَىِٕذٍ دُبُرَهٗۤ اِلَّا مُتَحَرِّفًا لِّقِتَالٍ

اور جو شخص اس موقع پر پیٹھ پھیرے گا، سوائے اس کے کہ جنگی چال کے طور پر ہو (یعنی پلٹ کر حملہ کرنے کی غرض سے ایسا کرے)

اَوْ مُتَحَيِّزًا اِلٰى فِئَةٍ

یا دشمن کی فوج سے لڑتے ہوئے پھر اپنی فوج میں آ ملنے کے لیے پلٹے (تو ایسی حالت میں اس سے کوئی مواخذہ نہ ہوگا)

فَقَدْ بَآءَ بِغَضَبٍ مِّنَ اللّٰهِ وَمَاْوٰىهُ جَهَنَّمُ ؕ وَبِئْسَ الْمَصِيْرُ ﴿١٦﴾

ورنہ جو ایسا نہ کرے گا غضبِ الٰہی کا مستحق ہوگا اور اُس کا ٹھکانا جہنّم ہے اور وہ بہت ہی برا انجام ہے۔

فَلَمْ تَقْتُلُوْهُمْ

اِن کُفّار کو تم نے قتل نہیں کیا۔

(یعنی تمہارے ہاتھوں جو دشمن مارے گئے ہیں یہ نہ سمجھو کہ تم نے ان کو قتل کیا یا یہ تمہارا کوئی ذاتی کارنامہ ہے)

وَلٰكِنَّ اللّٰهَ قَتَلَهُمْ ۪

لیکن (دراصل) اللہ تعالیٰ نے انھیں قتل کیا۔

وَمَا رَمَيْتَ اِذْ رَمَيْتَ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ رَمٰى ۚ

اور جس وقت آپؐ نے کنکریاں پھینکی تو وہ آپ نے نہیں پھینکی تھیں بلکہ اللہ تعالیٰ نے پھینکیں۔

توضیح: معمولی مٹھی بھر ریت ایک مسلح لشکر کے لیے اس وقت تک نقصان دِہ نہیں ہوسکتی جب تک کہ اللہ تعالیٰ خود اس کو نقصان کا باعث نہ بنائیں۔ اس لیے فرمایا گیا کہ وہ ریت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں پھینکی بلکہ اللہ تعالیٰ نے پھینکی۔

وَلِيُبْلِيَ الْمُؤْمِنِيْنَ مِنْهُ بَلَآءً حَسَنًا ؕ

اور اس سے یہ بھی غرض تھی کہ اہلِ ایمان کو اپنے احسانات (نصرت ومدد) کے ساتھ آزمالے۔

(وہ جان لیں کہ بے سروسامانی کی حالت میں اللہ تعالیٰ ہی نے ان کی مدد کی ہے۔ اس میں ان کا کوئی ذاتی کارنامہ نہ تھا)

توضیح: بلحاظ تعداد وسامانِ حرب اپنے سے سہ گنا جنگ آزما قوی تر دشمن سے مقابلہ تھا۔ اسبابِ ظاہری اس قدر کم تھے

منزل ٢

کہ ان کا ہونا نہ ہونا برابر تھا۔ ایسی حالت میں جنگ کرنا گویا جان بوجھ کر موت کے مُنہ میں جانا تھا۔ مگر اہلِ ایمان نے محض اللہ اور رسول کی اطاعت میں جان و مال کے نقصان کو خاطر میں لائے بغیر یہ جنگ لڑی تھی۔ توکل و بھروسہ بالکلیہ اللہ تعالیٰ ہی پر تھا کیونکہ اسبابِ ظاہری کی عدم موجودگی میں تعلق باللہ قوی سے قوی تر ہو جاتا ہے۔ آغاز و دورانِ جنگ میں اِنابت اِلیٰ اللہ اور دُعا ہر ایک کا ہتھیار تھے دُشمن کی شکست کو اپنا ذاتی کمال نہ سمجھا۔ فتح و نصرت کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے جانا۔ قلوب شکر الٰہی سے معمور رہے۔

اِنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ﴿۱۷﴾
واقعی اللہ تعالیٰ دُعاؤں کے سننے والے دِلوں کا حال جاننے والے ہیں۔

ذٰلِكُمْ وَاَنَّ اللّٰهَ مُوْهِنُ كَيْدِ الْكٰفِرِيْنَ ﴿۱۸﴾
اس طرح (اہلِ ایمان کی مدد کی گئی اور کافروں کے تعلق سے) یہ معاملہ اس لیے پیش آیا کہ ان کُفّار کی چال بازیوں کو ناکام اور ہمتوں کو پست کرنا اللہ کو منظور تھا۔

اِنْ تَسْتَفْتِحُوْا
(مشرکین مکّہ سے کہا جا رہا ہے) اگر تم دونوں جماعتوں میں سے کسی ایک کی فتح و نصرت چاہتے تھے (تاکہ آئے دن کے جھگڑوں سے نجات ملے)

فَقَدْ جَآءَكُمُ الْفَتْحُ ۚ
تو فیصلہ تمہارے سامنے آ گیا۔
(تم نے اپنی آنکھوں سے اپنا انجام دیکھ لیا کہ تمہاری کثرت جو اہلِ ایمان کے مقابلہ میں تھی کام نہ آئی)

وَاِنْ تَنْتَهُوْا فَهُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ ۚ
اگر تم اپنے ان افعال سے باز آ جاؤ تو تمہارے لیے بہتر ہے۔

وَاِنْ تَعُوْدُوْا نَعُدْ ۚ
اور اگر تم پھر ایسے ہی کام کرو گے تو ہم بھی تمہیں ذلیل و خوار کریں گے۔

وَلَنْ تُغْنِيَ عَنْكُمْ فِئَتُكُمْ شَيْـًٔا وَّلَوْ كَثُرَتْ ۙ
اور تمہاری فوجی کثرت تمہارے کسی کام نہ آ سکی۔

وَاَنَّ اللّٰهَ مَعَ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۱۹﴾ ع ۲/۹/۱۶
یقیناً اللہ تعالیٰ مومنین کے ساتھ ہیں۔

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ
اے ایمان والو اللہ اور اُس کے رسول کی اطاعت کرو (خصوصاً بہ سلسلہ جہاد)

وَلَا تَوَلَّوْا عَنْهُ وَاَنْتُمْ تَسْمَعُوْنَ ﴿۲۰﴾ صلے
حکم سن لینے کے بعد اس سے روگردانی نہ کرو۔
(اس کی تعمیل میں جان و مال کا بظاہر کتنا ہی نقصان نظر آئے)

وَلَا تَكُوْنُوْا كَالَّذِيْنَ قَالُوْا سَمِعْنَا وَهُمْ لَا يَسْمَعُوْنَ۝۲۱
اور ان لوگوں کی طرح نہ ہو جاؤ جنھوں نے کہا تھا ہم نے سُن لیا۔ حالانکہ اُنھوں نے نہیں سُنا (یعنی اُن کا سننا تعمیل حکم کی نیت سے نہ تھا۔)

اِنَّ شَرَّ الدَّوَآبِّ عِنْدَ اللّٰهِ الصُّمُّ الْبُكْمُ الَّذِيْنَ لَا يَعْقِلُوْنَ۝۲۲
یقیناً اللہ تعالیٰ کے نزدیک تمام جانداروں سے بدتر وہ لوگ ہیں جو قبول حق کے معاملہ میں بہرے گونگے ہیں عقل سے کام نہیں لیتے۔

توضیح: جو لوگ احکامِ الٰہی توجہ سے نہیں سنتے اور نہ حق گو ہیں اور اس بات پر غور ہی نہیں کرتے کہ الٰہی احکام کی تعمیل میں ان کے لیے فوائد ہیں تو وہ حسبِ ارشادِ الٰہی جانوروں سے بھی بدتر ہیں۔ عقل ایک اعلیٰ درجہ کی توانائی ہے جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے انسان کو عطاء کی گئی ہے۔ اگر اس توانائی سے کام لے کر آخرت کی خیر و ابقٰی زندگی پر غور نہ کرے تو ایسا شخص بے عقل ہی سمجھا ئے گا۔

وَلَوْ عَلِمَ اللّٰهُ فِيْهِمْ خَيْرًا لَّاَسْمَعَهُمْ ؕ
اگر اللہ تعالیٰ جانتے کہ ان میں خیر کی طلب ہے تو ضرور انھیں گوشِ دل سے سننے کی توفیق بخشے گا۔

وَلَوْ اَسْمَعَهُمْ لَتَوَلَّوْا وَّهُمْ مُّعْرِضُوْنَ۝۲۳
طلبِ حق کے داعیہ کے بغیر اگر ہم انھیں سننے کی توفیق بخشتے تو وہ بے رخی کے ساتھ منہ پھیر لیتے۔

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اسْتَجِيْبُوْا لِلّٰهِ وَلِلرَّسُوْلِ
اے ایمان والو اللہ اور رسول کے احکام کی بہ ذوق و شوق تعمیل کرو۔

اِذَا دَعَاكُمْ لِمَا يُحْيِيْكُمْ ۚ
خصوصاً جب تمھیں تمہاری زندگی (جہاد) کی طرف بلایا جائے۔

توضیح: دراصل جہاد ہی حیاتِ ملّی کا ضامن ہے۔

وَاعْلَمُوْۤا اَنَّ اللّٰهَ يَحُوْلُ بَيْنَ الْمَرْءِ وَقَلْبِهٖ
اور جان لو کہ اللہ تعالیٰ آدمی اور اس کے قلب درمیان حائل ہیں۔

توضیح: نقصانِ دنیا کے اندیشے سے کوئی احکامِ الٰہی کی بجا آوری سے گُریز کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اُسے ایمان و اطاعت کی توفیق نہیں دیتے۔

وَاَنَّهٗۤ اِلَيْهِ تُحْشَرُوْنَ۝۲۴
اور بالآخر (محاسبۂ اعمال کیلئے) تم سب اللہ تعالیٰ کے روبرو جمع کیے جاؤ گے۔

توضیح: مسلمانوں کی زندگی یعنی ملی اور حیاتِ ایمانی کی بقاء جہاد ہی سے وابستہ ہے۔ جہادِ باللسان اور جہادِ بالنفس کا ترک کر دینا گویا دین و ایمان کی تباہی کا سامان کرنا ہے۔

جہاد باللّسان یہ کہ قرآنی ہتھیاروں سے مسلح ہو کر باطل افکار پر ضرب لگائے۔امت ہی اگر قرآنی تعلیم سے بے بہرہ ہو تو جہاد کیوں کر ہوگا؟ اہلِ ایمان کا وصف ہے''وَجَاهِدْهُمْ بِهٖ جِهَادًا كَبِيْرًا'' بِهٖ کا ارشارہ قرآن مجید کی طرف ہے۔اس طرح جہادِ باللسان ہی جہادِ کبیر ہے۔

وَاتَّقُوْا فِتْنَةً لَّا تُصِيْبَنَّ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا مِنْكُمْ خَآصَّةً ۚ	اور ڈرو اس فتنہ سے جس کا وبال صرف گنہ گاروں پر ہی نہ پڑے گا (متقی بھی اِس کی زد سے نہ بچ سکیں گے)
وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ۝٢٥	اور جان لو کہ اللہ تعالیٰ سخت ترین عذاب دینے والے ہیں۔(یہاں فتنہ سے مُراد غلبۂ کفر اور گنہگار سے مُراد تارکِ جہاد ہے)
وَاذْكُرُوْٓا اِذْ اَنْتُمْ قَلِيْلٌ مُّسْتَضْعَفُوْنَ فِي الْاَرْضِ	(اے ایمان والو) وہ وقت یاد کرو جب تم تعداد میں بہت کم تھے سرزمین مکّہ میں تم نہایت ضعیف و کمزور سمجھے جاتے تھے۔
تَخَافُوْنَ اَنْ يَّتَخَطَّفَكُمُ النَّاسُ	تم ڈرتے تھے (یعنی یہ اندیشہ لاحق تھا) کہ کہیں دشمن تمہیں نیست و نابود نہ کردیں۔
فَاٰوٰىكُمْ وَاَيَّدَكُمْ بِنَصْرِهٖ	پھر اللہ تعالیٰ نے تم کو (مدینہ میں) جگہ دی اور اپنی مدد سے تمہیں تقویت بخشی (انصار کے ذریعہ تمہاری مدد کی گئی۔)
وَرَزَقَكُمْ مِّنَ الطَّيِّبٰتِ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ۝٢٦	اور پاکیزہ چیزیں کھانے کو دیں تاکہ شکرگزار بندے بنے رہو۔ (یعنی ہر حکم الٰہی کی سرفروشانہ تعمیل کے لیے تیار رہو ایک وقت وہ بھی تھا کہ تم اہل باطل کے مقابلہ میں کسی شمار و قطار میں نہ تھے اس وقت اللہ تعالیٰ نے تمہاری حفاظت و مدد کی اب جبکہ تم نسبتاً ہر حیثیت سے بہتر موقف میں ہو اللہ تعالیٰ کی راہ میں سرفروشانہ جوہر دکھاؤ تو کیا آج اللہ تعالیٰ تمہاری ویسی ہی مدد نہیں کریں گے؟ ضرور کریں گے۔اس حقیقت کے باوجود ضرور جان و مال کا اندیشہ جہاد سے جی چُرانا یہ سب اللہ تعالیٰ کی سخت ناشکری ہے۔
يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَخُوْنُوا اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ	اے ایمان والو! اللہ و رسول کے معاملہ میں خیانت نہ کرو (یعنی احکامِ الٰہی کی تعمیل میں کوتاہی یا احکام کی خلاف ورزی نہ کرو۔)

منزل ٢

وَ تَخُوْنُوْٓا اَمٰنٰتِكُمْ وَاَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ﴿۲۷﴾	اور نہ اپنی امانتوں میں خیانت کرو حالانکہ تم (اس کے انجام کو) جانتے بھی ہو۔

توضیح: امانتوں میں خیانت مال واولاد کی محبت میں ہوتی ہے۔اس لیے ارشاد ہے۔

وَاعْلَمُوْٓا اَنَّمَآ اَمْوَالُكُمْ وَاَوْلَادُكُمْ فِتْنَةٌ ۙ	اور جان لو کہ تمہارے مال اور تمہاری اولاد حقیقتاً آزمائش کا سامان ہیں (انکی محبت میں ہدایاتِ الٰہی کی خلاف ورزی نہ کرو۔نہ جہاد سے جی چراؤ)
وَّاَنَّ اللّٰهَ عِنْدَهٗٓ اَجْرٌ عَظِيْمٌ ﴿۲۸﴾ ع ۳/۹ ۱۷	اور اللہ تعالیٰ کے پاس (نیکیوں کا) بڑا اجر ہے۔
يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنْ تَتَّقُوا اللّٰهَ	اے ایمان والو اگر تم اللہ تعالیٰ کی ناراضگی سے ڈرو تو (نافرمانی کے انجام سے ڈر کر ہر معاملہ میں اللہ تعالیٰ کی ہدایتوں پر عمل کرتے رہو گے تو)
يَجْعَلْ لَّكُمْ فُرْقَانًا	اللہ تعالیٰ تم میں حق و باطل (نیکی بدی ہدایت وگمراہی، اچھائی و برائی) کی تمیز پیدا کریں گے۔
وَّيُكَفِّرْ عَنْكُمْ سَيِّاٰتِكُمْ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ؕ	اور تمہاری برائیوں کو تم سے دُور کریں گے اور تمہارے گناہوں کو معاف کریں گے۔
وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ﴿۲۹﴾	اور اللہ تعالیٰ بڑے فضل کرنے والے ہیں۔
وَاِذْ يَمْكُرُ بِكَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا	(اے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) وہ واقعہ بھی نا قابلِ ذکر ہے جب کہ آپ کے دشمن آپ کے خلاف بڑی بڑی تدبیریں سوچ رہے تھے۔
لِيُثْبِتُوْكَ اَوْ يَقْتُلُوْكَ اَوْ يُخْرِجُوْكَ ؕ	تا کہ آپ کو قید کردیں یا جان سے مار ڈالیں یا جلاوطن کردیں۔
وَيَمْكُرُوْنَ وَيَمْكُرُ اللّٰهُ ؕ	وہ (پُرفریب) چال چل رہے تھے اور اللہ تعالیٰ نے اُنکی چال ناکام بنادی۔
وَاللّٰهُ خَيْرُ الْمٰكِرِيْنَ﴿۳۰﴾	اور اللہ تعالیٰ چال بازوں کی چال بازیوں کا بہترین سدِ باب کرنے والے ہیں۔اور اللہ تعالیٰ چال بازوں میں بہترین چال باز ہیں۔
وَاِذَا تُتْلٰى عَلَيْهِمْ اٰيٰتُنَا قَالُوْا قَدْ سَمِعْنَا	اور جب منکرین حق کے سامنے ہماری آیتیں پڑھی جاتی ہیں تو کہتے ہیں ہم نے سنا
لَوْ نَشَآءُ لَقُلْنَا مِثْلَ هٰذَآ ۙ	اگر چاہیں تو ہم بھی اس کے مثلِ کلام کہہ سکتے ہیں

منزل ۲

اِنْ هٰذَآ اِلَّآ اَسَاطِيْرُ الْاَوَّلِيْنَ۝۳۱
یہ ویسی ہی کہانیاں ہیں جو پہلے سے لوگ کہتے چلے آئے ہیں۔

وَاِذْ قَالُوا اللّٰهُمَّ اِنْ كَانَ هٰذَا هُوَ الْحَقَّ مِنْ عِنْدِكَ
اور اس وقت منکرینِ حق نے کہا تھا۔ اللہ تعالیٰ یہ کتاب اگر واقعی آپ ہی کے پاس سے آئی ہے

فَاَمْطِرْ عَلَيْنَا حِجَارَةً مِّنَ السَّمَآءِ
تو ہم پر آسمان سے پتھر برسایئے۔

اَوِ ائْتِنَا بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ۝۳۲
یا کوئی دردناک عذاب ہم پر بھیجئے۔

وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَاَنْتَ فِيْهِمْ ؕ
محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب تک آپ ان میں موجود ہیں اللہ تعالیٰ انھیں عذاب میں مبتلا نہیں کرتے۔

وَمَا كَانَ اللّٰهُ مُعَذِّبَهُمْ وَهُمْ يَسْتَغْفِرُوْنَ۝۳۳
نہ یہ سنّت الٰہی ہے کہ لوگ اپنے گناہوں کی معافی مانگتے رہیں اور اللہ تعالیٰ اُن پر عذاب بھیجیں۔

وَمَا لَهُمْ اَلَّا يُعَذِّبَهُمُ اللّٰهُ
اب کوئی وجہ نہیں کہ اللہ تعالیٰ انھیں عذاب نہ دیں

وَهُمْ يَصُدُّوْنَ عَنِ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ
جبکہ وہ مسلمانوں کو مسجد حرام میں نماز پڑھنے سے روکتے ہیں۔

وَمَا كَانُوْٓا اَوْلِيَآءَهٗ ؕ
اور وہ اُس کے جائز مُتولّی بھی نہیں (مُتولی بننے کے لائق نہیں)

اِنْ اَوْلِيَآؤُهٗٓ اِلَّا الْمُتَّقُوْنَ
واقعہ یہ ہے کہ مسجد حرام کے جائز مُتولی متقین ہی ہیں۔

وَلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ۝۳۴
لیکن یہ بات ان کی اکثریت نہیں جانتی

وَمَا كَانَ صَلَاتُهُمْ عِنْدَ الْبَيْتِ اِلَّا مُكَآءً وَّتَصْدِيَةً ؕ
اور کعبۃ اللہ میں ان منکرین حق کی عبادت تالیاں اور سیٹیاں بجانے کے سوا اور کچھ نہ تھی۔

فَذُوْقُوا الْعَذَابَ بِمَا كُنْتُمْ تَكْفُرُوْنَ۝۳۵
(محاسبۂ اعمال کے بعد ان سے کہا جائے گا) اِنکارِ حق کی پاداش میں عذابِ الٰہی کا مزہ چکھو۔

اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ لِيَصُدُّوْا عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ؕ
منکرین کا شعار ہے کہ وہ اپنا مال لوگوں کو راہِ حق سے روکنے کے لیے خرچ کرتے ہیں (اور بڑا کارِ ثواب سمجھتے ہیں)

فَسَيُنْفِقُوْنَهَا ثُمَّ تَكُوْنُ عَلَيْهِمْ حَسْرَةً ثُمَّ يُغْلَبُوْنَ ؕ۬
وہ اپنا مال (اس نیت سے) خرچ کرتے ہیں کہ حق کا غلبہ نہ ہو۔ نتیجتاً ان کا اس طرح مال خرچ کرنا ان کے لیے موجبِ حسرت وندامت ہوگا۔ پھر وہ مغلوب ہو کر رہیں گے۔

منزل ۲

وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اِلٰى جَهَنَّمَ يُحْشَرُوْنَ۝۳۶
اور وہ لوگ کافر ہیں، اِکھٹے جہنم میں داخل کیے جائیں گے۔

لِيَمِيْزَ اللّٰهُ الْخَبِيْثَ مِنَ الطَّيِّبِ وَيَجْعَلَ الْخَبِيْثَ بَعْضَهٗ عَلٰى بَعْضٍ
تا کہ اللہ تعالیٰ ناپاک لوگوں کو پاک لوگوں سے علیحدہ کر دے اور ناپاک لوگوں کو ایک دوسرے سے ملا دے۔

فَيَرْكُمَهٗ جَمِيْعًا
ہر قسم کی ناپاکی کو ایک جگہ جمع کر دے۔

فَيَجْعَلَهٗ فِيْ جَهَنَّمَ ؕ
پھر انجام کار ایسے تمام ناپاک لوگوں کو جہنّم میں ڈال دے۔

اُولٰٓئِكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ۝۳۷ ع ۱۸
ایسے ہی لوگ انتہائی خسارہ میں ہوں گے۔

قُلْ لِّلَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اِنْ يَّنْتَهُوْا يُغْفَرْ لَهُمْ مَّا قَدْ سَلَفَ ۚ
کافروں سے کہہ دیجئے اگر وہ (کفروشرک اور) اپنی شرارتوں سے باز آجائیں تو جو کچھ گُناہ اُن سے ہو چکے تھے معاف کیے جائیں گے۔

وَاِنْ يَّعُوْدُوْا فَقَدْ مَضَتْ سُنَّتُ الْاَوَّلِيْنَ۝۳۸ منزل ۲
اور اگر وہ پھر ایسی ہی حرکات کرنے لگیں تو اگلے لوگوں کے لیے جو طریقہ جاری ہو چکا ہے وہی اُن کے حق میں برتا جائے گا۔
یعنی اللہ تعالیٰ کے رسولوں کو جھٹلانے پر اللہ تعالیٰ کی جو سنّت ہے وہ اُن سے متعلق ہو جائے گی ان پر عذاب آ کر رہے گا۔

وَقَاتِلُوْهُمْ حَتّٰى لَا تَكُوْنَ فِتْنَةٌ وَّيَكُوْنَ الدِّيْنُ كُلُّهٗ لِلّٰهِ ۚ
اور اُن لوگوں سے لڑتے رہو یہاں تک کہ کفروشرک اور فتنہ کا غلبہ باقی نہ رہے اور اللہ کا دین غالب ہو کر رہے۔

فَاِنِ انْتَهَوْا فَاِنَّ اللّٰهَ بِمَا يَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ۝۳۹
پھر اگر وہ (کفروشرک سے) باز آجائیں تو اللہ تعالیٰ اُن کے اعمال کو دیکھ رہے ہیں۔

وَاِنْ تَوَلَّوْا فَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ مَوْلٰىكُمْ ؕ نِعْمَ الْمَوْلٰى وَنِعْمَ النَّصِيْرُ۝۴۰
اور اگر وہ روگردانی کریں (یعنی تم سے لڑنے کو تیار ہو جائیں) تو یقین رکھو کہ اللہ تعالیٰ تمہارے دوست ہیں (کارساز ہیں) بڑے اچھے دوست اور بڑے ہی اچھے کارساز و مددگار ہیں ہر حال میں تمہاری مدد کریں گے۔

وَاعْلَمُوْٓا اَنَّمَا غَنِمْتُمْ مِّنْ شَيْءٍ فَاَنَّ لِلّٰهِ خُمُسَهٗ وَلِلرَّسُوْلِ	اور اس بات کو جان لو کچھ مالِ غنیمت تم نے حاصل کیا ہے، اس کا پانچواں حصّہ اللہ اور اس کے رسول کے لیے ہے۔
وَلِذِي الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنِ وَابْنِ السَّبِيْلِ ۙ	اور قرابت داروں اور یتیموں اور مسکینوں اور مسافروں کے لیے ہے (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قرابت دار مُراد ہیں۔)
اِنْ كُنْتُمْ اٰمَنْتُمْ بِاللّٰهِ وَمَآ اَنْزَلْنَا عَلٰى عَبْدِنَا يَوْمَ الْفُرْقَانِ يَوْمَ الْتَقَى الْجَمْعٰنِ ۭ	اگر تم اللہ پر ایمان و یقین رکھتے ہو اور نصرت پر جو اللہ تعالیٰ نے حق و باطل کے فیصلہ کے دن (جنگ بدر میں جب کہ دونوں فوجیں باہم مقابل ہوئی تھیں) اپنے بندہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل کی۔
وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ﴿٤١﴾	اور اللہ تعالیٰ ہر بات پر قادر ہیں (اللہ تعالیٰ کو اختیار رہے جو چاہیں فیصلہ کریں)

توضیح: تقسیم میں اللہ و رسول کا ایک حصہ ہے۔ جس سے مقصود یہ ہے کہ یہ پانچواں حصہ اعلیٰ کلمۃ الحق اور اقامت دین کے کام میں صرف کیا جائے۔ بقیہ چار حصے لڑنے والی فوج میں تقسیم ہوں گے۔

اِذْ اَنْتُمْ بِالْعُدْوَةِ الدُّنْيَا وَهُمْ بِالْعُدْوَةِ الْقُصْوٰى وَالرَّكْبُ اَسْفَلَ مِنْكُمْ ۭ	جس وقت تم (مدینہ کی) وادی سے قریب تھے اور (کفّار) مدینہ کے دوسری طرف (کچھ فاصلے پر) تھے اور قافلہ (قریش اپنے کثیر مالِ تجارت کے ساتھ) تمہارے نچلے (نشیبی) حصّہ کی طرف سمندر کے کنارے کنارے تھا۔
وَلَوْ تَوَاعَدْتُّمْ لَاخْتَلَفْتُمْ فِي الْمِيْعٰدِ ۙ	اگر تم پہلے سے جنگ کی نسبت کوئی دن تاریخ مقرر کرتے تو تم وقتِ معینہ میں اختلاف کر جاتے۔
وَلٰكِنْ لِّيَقْضِيَ اللّٰهُ اَمْرًا كَانَ مَفْعُوْلًا ۬ۙ	لیکن اللہ تعالیٰ جس بات کا فیصلہ کر چکے تھے وہ ہو کر رہا۔ (اللہ تعالیٰ کو منظور تھا کہ حق و باطل کا ایک معرکہ ہو جائے اس لیے دفعۃً جنگ کا واقعہ پیش آ گیا)
لِّيَهْلِكَ مَنْ هَلَكَ عَنْۢ بَيِّنَةٍ وَّيَحْيٰى مَنْ حَيَّ عَنْۢ بَيِّنَةٍ ۭ	تاکہ (دین حق کی) واضح دلیل آنے کے بعد جس کو ہلاک ہونا ہے، ہلاک ہو جائے اور دین حق ظاہر ہو جانے کے بعد جس کو زندہ رہنا ہے، وہ دلیل روشن کے ساتھ زندہ رہے۔

وَاِنَّ اللّٰهَ لَسَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ۙ﴿۴۲﴾	اور یقیناً اللہ تعالیٰ سننے والے جاننے والے ہیں۔ (کہ ان مذکورہ حقائق کو دیکھنے کے بعد کون کُفر پر اڑا رہتا ہے اور کون ایمان لاتا ہے)
اِذْ يُرِيْكَهُمُ اللّٰهُ فِيْ مَنَامِكَ قَلِيْلًا ؕ	(وہ واقعہ بھی قابلِ ذکر ہے) جبکہ اللہ تعالیٰ نے آپؐ کے خواب میں دشمنوں کی تعداد کم دکھائی۔
وَلَوْ اَرٰىكَهُمْ كَثِيْرًا لَّفَشِلْتُمْ وَلَتَنَازَعْتُمْ فِي الْاَمْرِ	اور اگر آپ کو ان کی تعداد زیادہ دکھاتے تو تم لوگ ہمت ہار جاتے اور عین لڑائی کے وقت جھگڑا شروع کر دیتے۔
وَلٰكِنَّ اللّٰهَ سَلَّمَ ؕ اِنَّهٗ عَلِيْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ﴿۴۳﴾	لیکن اللہ تعالیٰ نے تم کو (ایسی باتوں سے) بچا لیا بے شک وہ دلوں کا حال جانتا ہے۔
وَاِذْ يُرِيْكُمُوْهُمْ اِذِ الْتَقَيْتُمْ فِيْٓ اَعْيُنِكُمْ قَلِيْلًا	اور (اس واقعہ کو ذہن میں رکھو) جب تم ایک دوسرے کے مقابل ہوئے تو ان کافروں کو تمہاری نظر میں بہت کم دکھایا۔
منزل ۲ وَّيُقَلِّلُكُمْ فِيْٓ اَعْيُنِهِمْ	اور اُن کافروں کی نظروں میں تم کو کم دکھایا۔ (تاکہ دونوں فریق اس خیال سے کہ مقابل کے لوگ ایک دوسرے سے تعداد میں کم ہیں۔ پوری قوت سے جنگ شروع کر دیں)
لِيَقْضِيَ اللّٰهُ اَمْرًا كَانَ مَفْعُوْلًا ؕ	تاکہ اللہ تعالیٰ جس بات کا فیصلہ کر چکے تھے پورا ہو کر رہے۔
ع ۵ وَاِلَى اللّٰهِ تُرْجَعُ الْاُمُوْرُ ﴿۴۴﴾	اور تمام اُمور وفیصلے کے لیے اللہ تعالیٰ کے سامنے پیش کیے جائیں گے۔ (کہ کون کس قسم کی سزا و جزاء کا مستحق ہے)
يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا لَقِيْتُمْ فِئَةً فَاثْبُتُوْا	اے ایمان والو جب تم دشمن کی فوج کے مقابل ہو جاؤ تو ثابت قدم رہو۔
وَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَثِيْرًا لَّعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ﴿۴۵﴾	اور اللہ تعالیٰ کو کثرت سے یاد کرتے رہو (اللہ تعالیٰ سے لو لگائے رکھو) تاکہ تم فلاح پاؤ (کامیاب ہو جاؤ)
وَاَطِيْعُوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ	اور اللہ رسول کی اطاعت کرو۔ (یعنی جنگ کے تعلق سے اللہ رسول کا جو بھی حکم ہو اُس کی پوری پوری تعمیل کرو)

وَلَا تَنَازَعُوْا فَتَفْشَلُوْا	اور آپس میں نہ جھگڑو ورنہ تم بُزدل ہوجاؤ گے
وَتَذْهَبَ رِيْحُكُمْ وَاصْبِرُوْا ۭ	اور تمہاری ہوا اُکھڑ جائے گی (یک جہتی باقی نہ رہے گی، اِنتشار پیدا ہوگا) صبر سے کام لو (جنگ میں جوبھی تکلیف پہنچے برداشت کرلو)
اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الصّٰبِرِيْنَ ۝۴۶	بے شک اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہیں (صبر کرنے والوں کی مدد کرتے ہیں)
وَلَا تَكُوْنُوْا كَالَّذِيْنَ خَرَجُوْا مِنْ دِيَارِهِمْ بَطَرًا وَّرِئَاۗءَ النَّاسِ	اور اُن لوگوں کی طرح نہ ہوجانا جو اکڑتے اِتراتے لوگوں کو اپنی شان دکھاتے اپنے گھروں سے نکلتے ہیں
وَيَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۭ	اور جن کی روش یہ ہے کہ لوگوں کو اللہ کی راہ سے روکتے ہیں
وَاللّٰهُ بِمَا يَعْمَلُوْنَ مُحِيْطٌ ۝۴۷	اور جو کچھ وہ کرتے ہیں اللہ تعالیٰ اُن پر احاطہ کیے ہوئے ہیں (یعنی اِن کے اعمال اللہ تعالیٰ کی گرفت میں ہیں۔ انھیں پوری پوری سزا مل کر رہے گی)
وَاِذْ زَيَّنَ لَهُمُ الشَّيْطٰنُ اَعْمَالَهُمْ	اور جب شیطان نے ان کے اعمال کو ان کی نظر میں خوشنما کر دکھایا۔
وَقَالَ لَا غَالِبَ لَكُمُ الْيَوْمَ مِنَ النَّاسِ وَاِنِّىْ جَارٌ لَّكُمْ ۚ	اور (انھیں دلاسہ دیتے ہوئے) کہا آج تم پر کوئی غالب نہیں آسکتا اور میں تمہارا رفیق ہوں (ہرطرح کی مدد کے لیے تیار ہوں)
فَلَمَّا تَرَاۗءَتِ الْفِئَتٰنِ نَكَصَ عَلٰي عَقِبَيْهِ	پھر جب اس نے دونوں فوجوں کو ایک دوسرے سے مقابل ہوتے دیکھا تو پیٹھ پھیر کر چل دیا۔
وَقَالَ اِنِّىْ بَرِيْۗءٌ مِّنْكُمْ	اور کہا مجھے تم سے کچھ تعلق نہیں میں تم سے بری الزمہ ہوں۔
اِنِّىْٓ اَرٰي مَا لَا تَرَوْنَ اِنِّىْٓ اَخَافُ اللّٰهَ ۭ	میں ایسی چیزیں دیکھتا ہوں جسے تم نہیں دیکھ سکتے میں اللہ سے ڈرتا ہوں۔
وَاللّٰهُ شَدِيْدُ الْعِقَابِ ۝۴۸	اور اللہ تعالیٰ بڑا ہی سخت عذاب دینے والے ہیں۔

منزل ۲

ع ۶ ۲

توضیح: اللہ رسول کی نافرمانی پر اُکسانا، پھر کہنا میں اللہ سے ڈرتا ہوں، یہ شیطانی چالیں ہیں۔

اِذْ يَقُوْلُ الْمُنٰفِقُوْنَ وَالَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ	جب (مدینہ کے) منافق اور وہ کافر جن کے دِلوں میں شک وشبہات کی بیماری تھی، کہہ رہے تھے

غَرَّ هٰٓؤُلَآءِ دِيْنُهُمْ ؕ
اِن (مسلمانوں) کے دین نے انھیں دھوکہ میں ڈال رکھا ہے۔ (مٹھی بھر بے سروسامان مسلمان قریش جیسی بڑی طاقت نے ٹکرانے جارہے ہیں۔ اپنے دینی جوش میں دیوانے ہوگئے ہیں۔ اس معرکہ میں ان کی تباہی یقینی ہے۔ یہ جان بوجھ کر موت کے منہ میں جارہے ہیں وغیرہ)

وَمَنْ يَّتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ
اور جو کوئی اللہ تعالیٰ پر بھروسہ رکھتا ہے (تو اَسباب ظاہری کے بغیر ہی اللہ تعالیٰ اس کی مدد فرماتے ہیں۔)

فَاِنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ﴿۴۹﴾
بے شک اللہ تعالیٰ زبردست حکیم ہیں (حکیمانہ طریقے پر فتح ونصرت بخشتے ہیں)

وَلَوْ تَرٰٓى اِذْ يَتَوَفَّى الَّذِيْنَ كَفَرُوا ۙ الْمَلٰٓئِكَةُ
(محمد ﷺ) آپ اگر وہ منظر دیکھتے جب فرشتے کافروں کی جانیں نکالنے لگتے ہیں۔

يَضْرِبُوْنَ وُجُوْهَهُمْ وَاَدْبَارَهُمْ ۚ
وہ اُن کے چہروں اور اُن کی پیٹھوں پر (کوڑوں اور ہتھوڑوں سے) مارتے جاتے ہیں اور کہتے جاتے ہیں

وَذُوْقُوْا عَذَابَ الْحَرِيْقِ ﴿۵۰﴾
آگ میں جلنے کا مزہ چکھو (کس قدر سخت عذاب ہے)

ذٰلِكَ بِمَا قَدَّمَتْ اَيْدِيْكُمْ
یہ تمہاری بداعمالیوں کی سزا ہے۔ وہ اعمال جن کو تم نے اپنے ہاتھوں پہلے ہی بھیج رکھا تھا۔

وَاَنَّ اللّٰهَ لَيْسَ بِظَلَّامٍ لِّلْعَبِيْدِ ﴿۵۱﴾
اور (واقعہ یہ ہے کہ) اللہ تعالیٰ اپنے بندوں پر ذرّہ برابر ظلم نہیں کرتے۔

كَدَاْبِ اٰلِ فِرْعَوْنَ ۙ وَالَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ؕ كَفَرُوْا بِاٰيٰتِ اللّٰهِ
فرعونیوں اور ان سے پہلے کے لوگوں کی طرح انھوں نے الٰہی تعلیمات کا انکار کیا۔

فَاَخَذَهُمُ اللّٰهُ بِذُنُوْبِهِمْ ؕ
تو اللہ تعالیٰ نے (کفروشرک جیسے سنگین) گناہوں کی پاداش میں انھیں پکڑ لیا

اِنَّ اللّٰهَ قَوِيٌّ شَدِيْدُ الْعِقَابِ ﴿۵۲﴾
بے شک اللہ تعالیٰ بڑی ہی قوت والے اور سخت ترین عذاب دینے والے ہیں۔

ذٰلِكَ بِاَنَّ اللّٰهَ لَمْ يَكُ مُغَيِّرًا نِّعْمَةً اَنْعَمَهَا عَلٰى قَوْمٍ
یہ سزا اس لیے ہے کہ اللہ تعالیٰ کسی قوم کو کوئی نعمت عطا کرتے ہیں تو اس وقت تک نہیں بدلتے

حَتّٰى يُغَيِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِهِمْ ۙ
جب تک کہ وہ خود اپنے آپ کو بدل نہ ڈالے (یعنی اپنا نااہل ہونا ثابت نہ کر دے)

وَاَنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ۟ ۵۳
بے شک اللہ تعالیٰ سب کچھ (بلاواسطہ و وسیلہ) سننے اور جاننے والے ہیں۔

كَدَاْبِ اٰلِ فِرْعَوْنَ ۙ وَالَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ؕ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِ رَبِّهِمْ فَاَهْلَكْنٰهُمْ بِذُنُوْبِهِمْ
فرعونیوں اور ان سے پہلے کے لوگوں کی طرح انھوں نے بھی اپنے رب کی تعلیمات کو جھٹلا یا تو ان کے گناہوں کی پاداش میں ہم نے انھیں ہلاک کر دیا۔

وَاَغْرَقْنَآ اٰلَ فِرْعَوْنَ ۚ وَكُلٌّ كَانُوْا ظٰلِمِيْنَ ۵۴
اور ہم نے فرعونیوں کو دریا میں ڈبو دیا کیونکہ وہ سب بڑے ظالم تھے۔

اِنَّ شَرَّ الدَّوَآبِّ عِنْدَ اللّٰهِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فَهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ ۟ ۵۵
اللہ تعالیٰ کے نزدیک جانوروں سے بھی بدتر وہ لوگ ہیں جو کافر ہیں (یعنی جو دینِ حق کا انکار کرتے ہیں) وہ کسی طرح ایمان نہیں لاتے۔

اَلَّذِيْنَ عٰهَدْتَّ مِنْهُمْ
جن لوگوں سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صلح کا عہد کیا ہے

ثُمَّ يَنْقُضُوْنَ عَهْدَهُمْ فِيْ
پھر وہ ہر بار اپنے کیے ہوئے کو توڑ ڈالتے ہیں

كُلِّ مَرَّةٍ وَّهُمْ لَا يَتَّقُوْنَ ۵۶
اور وہ (عہد شکنی کے نتائج سے) نہیں ڈرتے۔

منزل ۲

فَاِمَّا تَثْقَفَنَّهُمْ فِي الْحَرْبِ
اگر وہ لڑائی میں تمہارے ہاتھ آ جائیں

فَشَرِّدْ بِهِمْ مَّنْ خَلْفَهُمْ لَعَلَّهُمْ يَذَّكَّرُوْنَ ۵۷
اِن کی خوب خبر لیجئے (انھیں سزا دیجیے) جو لوگ اِن کی پُشت پناہی کرتے ہیں اُن کے حال کو دیکھ کر بھاگ جائیں۔ شاید کہ وہ اس سے عبرت لیں۔

وَاِمَّا تَخَافَنَّ مِنْ قَوْمٍ خِيَانَةً
اور اگر تم کو کسی قوم سے دغابازی کا اندیشہ ہو تو

فَانْۢبِذْ اِلَيْهِمْ عَلٰى سَوَآءٍ ؕ
ان کا عہد انھیں کی طرف پھینک دو (برابر کا جواب دو)

اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْخَآئِنِيْنَ ۟ ۵۸
یقیناً اللہ تعالیٰ دغابازوں کو پسند نہیں فرماتے
(عہد و اقرار ایک امانت ہے۔ اس کے خلاف ورزی خیانت ہے)

ع ۷ / ۳

وَلَا يَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا سَبَقُوْا ؕ اِنَّهُمْ لَا يُعْجِزُوْنَ ۵۹
اور کافر ہرگز یہ خیال نہ کریں کہ وہ ہماری گرفت سے بچ نکلیں گے وہ (اپنی چال بازیوں سے) ہمیں عاجز و مجبور نہیں کر سکتے۔

وَاَعِدُّوْا لَهُمْ مَّا اسْتَطَعْتُمْ مِّنْ قُوَّةٍ
اور اُن (کافروں سے مقابلہ کے لیے) جتنا بھی تم سے ممکن ہو سکے (ہتھیاروں سمیت) قوت مہیا رکھو۔

وَّمِنْ رِّبَاطِ الْخَيْلِ تُرْهِبُوْنَ بِهٖ عَدُوَّ اللّٰهِ وَعَدُوَّكُمْ
اور جنگی گھوڑوں سے تیار رہو تا کہ اس کے ذریعہ تم اپنا رعب اپنے اور اللہ کے دشمنوں پر جمائے رکھو۔

وَاٰخَرِيْنَ مِنْ دُوْنِهِمْ ۚ لَا تَعْلَمُوْنَهُمْ ۚ اَللّٰهُ يَعْلَمُهُمْ ۭ
اور اُن کے علاوہ دوسروں پر بھی جن کو تم بالیقین نہیں جانتے۔ اللہ تعالیٰ اُن کو خوب جانتے ہیں۔

وَمَا تُنْفِقُوْا مِنْ شَيْءٍ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ يُوَفَّ اِلَيْكُمْ وَاَنْتُمْ لَا تُظْلَمُوْنَ ۝٦٠
اور جو کچھ تم اللہ کی راہ میں خرچ کرو گے (اس کا بدل) پورا پورا تمھیں دیا جائے گا اور تم پر ذرا بھی ظلم نہ کیا جائے گا (تمہاری حق تلفی نہیں کی جائے گی)

وَاِنْ جَنَحُوْا لِلسَّلْمِ فَاجْنَحْ لَهَا وَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ ۭ
اور اگر وہ صلح چاہیں تو آپؐ بھی صلح کی طرف مائل ہو جایئے اور اللہ پر بھروسہ کیجئے۔

اِنَّهٗ هُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ۝٦١ منزل ٢
یقیناً وہی سب کچھ سننے اور جاننے والے ہیں۔

وَاِنْ يُّرِيْدُوْٓا اَنْ يَّخْدَعُوْكَ فَاِنَّ حَسْبَكَ اللّٰهُ ۭ
اور اگر وہ آپ کو دھوکہ دینا چاہتے ہیں تو اللہ تعالیٰ آپ کے لیے کافی ہیں (اُن کی دھوکہ دہی بے اثر ہوگی)

هُوَ الَّذِيْٓ اَيَّدَكَ بِنَصْرِهٖ وَبِالْمُؤْمِنِيْنَ ۝٦٢ۙ
وہی تو ہے جس نے آپؐ کو اپنے فرشتوں اور مومنوں کے ذریعہ نُصرت بخشی۔

وَاَلَّفَ بَيْنَ قُلُوْبِهِمْ ۭ
اور اُن (اہل ایمان) کے دلوں میں باہم محبت پیدا کر دی۔

لَوْ اَنْفَقْتَ مَا فِي الْاَرْضِ جَمِيْعًا مَّآ اَلَّفْتَ بَيْنَ قُلُوْبِهِمْ
اگر آپؐ زمین کے پورے خزانے بھی خرچ کر ڈالتے۔ آپؐ اُن کے دِلوں میں محبت پیدا نہ کر سکتے۔

وَلٰكِنَّ اللّٰهَ اَلَّفَ بَيْنَهُمْ ۭ اِنَّهٗ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ۝٦٣
لیکن اللہ تعالیٰ نے اُن کے دِلوں میں محبت پیدا کر دی۔ (انھیں متحد کر دیا) بے شک وہ بڑے ہی زبردست حکیم ہیں، (یعنی ساری تجاویز حکیمانہ اور اٹل ہیں)

يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ حَسْبُكَ اللّٰهُ وَمَنِ
اے نبی اللہ تعالیٰ آپ کے لئے کافی ہے اور ان تمام اہل ایمان

اتَّبَعَكَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ۶۴ ع ۸
کے لئے بھی جو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اتباع کرتے ہیں

يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ حَرِّضِ الْمُؤْمِنِيْنَ عَلَى الْقِتَالِ ؕ
اے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! مومنین کو جہاد کی رغبت دلایئے (مارنے اور مرنے کا والہانہ جذبہ پیدا کیجئے)

اِنْ يَّكُنْ مِّنْكُمْ عِشْرُوْنَ صٰبِرُوْنَ يَغْلِبُوْا مِائَتَيْنِ ۚ
اور اگر تم میں بیس صبر کرنے والے ہوں تو دو سو پر غالب آئیں گے۔

وَاِنْ يَّكُنْ مِّنْكُمْ مِّائَةٌ يَّغْلِبُوْٓا اَلْفًا مِّنَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا
اور اگر تم میں ایسے (پختہ ایمان والے) ایک سو ہوں تو ایک ہزار کافروں پر غالب آئیں گے۔

بِاَنَّهُمْ قَوْمٌ لَّا يَفْقَهُوْنَ ۶۵
کیونکہ وہ کافر ایک ایسی قوم ہے جو دین کی سمجھ نہیں رکھتی۔

اَلْئٰنَ خَفَّفَ اللّٰهُ عَنْكُمْ وَعَلِمَ اَنَّ فِيْكُمْ ضَعْفًا ؕ
اب اللہ تعالیٰ نے تمہارے حق میں آسانی فرمادی ہے اور جان لیا کہ تم میں کتنی کمزوری ہے۔

فَاِنْ يَّكُنْ مِّنْكُمْ مِّائَةٌ صَابِرَةٌ يَّغْلِبُوْا مِائَتَيْنِ ۚ منزل ۲
پس اگر تم میں سے ایک سو ثابت قدم ہوں گے تو دو سو پر غالب آ ؤ گے۔

وَاِنْ يَّكُنْ مِّنْكُمْ اَلْفٌ يَّغْلِبُوْٓا اَلْفَيْنِ بِاِذْنِ اللّٰهِ ؕ
اور اگر تم میں ایک ہزار ہوں گے تو اللہ کے حکم سے دو ہزار پر غالب رہیں گے۔

وَاللّٰهُ مَعَ الصّٰبِرِيْنَ ۶۶
اور اللہ تعالیٰ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہیں۔
(یعنی راہِ حق میں جان و مال کی تکلیف بہ طیب خاطر برداشت کرنے والوں کا ساتھ دیتے ہیں)

مَا كَانَ لِنَبِيٍّ اَنْ يَّكُوْنَ لَهٗٓ اَسْرٰى حَتّٰى يُثْخِنَ فِي الْاَرْضِ ؕ
کسی نبی کے شایان شان نہیں کہ اس کے پاس قیدی ہوں تا آنکہ زمین میں کُفر کی طاقت اچھی طرح کچل دی جائے (کُفر کا زور توڑ دیا جائے)

تُرِيْدُوْنَ عَرَضَ الدُّنْيَا ۖ
تم لوگ دنیا کا مال و اسباب چاہتے ہو

وَاللّٰهُ يُرِيْدُ الْاٰخِرَةَ ؕ
اور اللہ تعالیٰ تو آخرت کی بھلائی چاہتے ہیں

وَاللّٰهُ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ۶۷
اور اللہ تعالیٰ زبردست حکیم ہیں (ایسی تجاویز فرماتے ہیں۔ جن میں تمہاری بھلائی ہوتی ہے)

توضیح: اہل تاویل کی روایت یہ ہے کہ جنگ بدر میں قریش کے جولوگ گرفتار ہوئے ان کے بارے میں مشورہ ہوا کہ آیا انھیں فدیہ لے کر چھوڑ دیں یا قتل کردیں۔ پہلی رائے پر عمل ہوا یعنی فدیہ لے کر چھوڑ دیئے گئے۔ جنگ بدر سے پہلے سورۂ محمدؐ (آیت ۴) میں جنگ کے متعلق جو ابتدائی ہدایات دی گئی تھیں۔ ان میں جنگی قیدیوں سے فدیہ وصول کرنے کی اجازت اس شرط کے ساتھ دی گئی تھی کہ پہلے دشمن کی طاقت کو اچھی طرح کچل دیا جائے۔ پھر قیدی پکڑنے کی فکر کی جائے۔ اس فرمانِ الٰہی کی رو سے مسلمانوں نے بدر میں جو قیدی گرفتار کیے پھر فدیہ لے کر چھوڑ دیا۔ وہ تھا تو اجازت کے مطابق مگر غلطی یہ ہوئی کہ دشمن کی طاقت کو کچل دینے کی جو شرط مقدم رکھی گئی تھی، اُسے پورا کرنے میں کوتاہی کی گئی۔ جنگ میں جب قریش کی فوج بھاگ نکلی تو مسلمانوں کا ایک بڑا گروہ مالِ غنیمت لوٹنے اور کفّار کو پکڑ پکڑ باندھنے میں لگ گیا اور بہت کم آدمیوں نے دشمن کا کچھ دور تک تعاقب کیا۔

حالانکہ اگر مسلمان پوری طاقت سے ان کا تعاقب کرتے تو قریش کی طاقت کا اسی روز خاتمہ ہو گیا ہوتا اِسی پر حق تعالیٰ عتاب فرما رہے ہیں۔ اور یہ عتاب نبیٔ محترم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم پر نہیں ہے بلکہ مسلمانوں پر ہے۔ فرمانِ مبارک کا منشاء یہ ہے کہ ''تم لوگ ابھی نبیؐ کے مشن کو اچھی طرح نہیں سمجھے ہو''۔ نبی کا اصل کام یہ نہیں ہے کہ فدیے اور غنائم وصول کر کے خزانے بھرے بلکہ منصبِ نبوت سے راست تعلق رکھنے والی بات یہ ہے کہ کُفر کی طاقت ٹوٹ جائے۔ اِسی کی تائید سیرتِ ابن ہشام کی اس روایت سے ہوتی ہے کہ ''مجاہدین اسلام جس وقت مالِ غنیمت لوٹنے اور کُفّار کے آدمیوں کو پکڑ پکڑ کر باندھنے میں لگے ہوئے تھے، نبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے دیکھا کہ حضرت سعد بن مُعاذ کے چہرے پر کچھ کراہت کے آثار ہیں حضور نے اِن سے دریافت فرمایا: اے سعد معلوم ہوتا ہے کہ لوگوں کی یہ کاروائی تمہیں پسند نہیں آرہی ہے۔ انھوں نے عرض کیا ''ہاں یا رسول اللہ''۔ یہ پہلا معرکہ ہے جس میں اللہ تعالیٰ نے اہل شرک کو شکست دِلوائی ہے۔ اس موقع پر انھیں قیدی بنا کر ان کی جانیں بچا لینے سے زیادہ بہتر یہ تھا کہ ان کو خوب کچل ڈالا جاتا۔''

لَوۡلَا كِتٰبٌ مِّنَ اللّٰهِ سَبَقَ لَمَسَّكُمۡ فِيۡمَاۤ اَخَذۡتُمۡ عَذَابٌ عَظِيۡمٌ ۞۶۸

اگر اللہ تعالیٰ کا حکم پہلے سے نہ ہو چکا ہوتا تو جو (فدیہ) تم نے لیا ہے، اس کی وجہ تم پر بڑا عذاب نازل ہوتا۔

توضیح: اگرچہ کہ فیصلہ کا اختیار تمہیں دیا گیا تھا مگر تم نے اپنے اختیارِ تمیزی کا استعمال مرضیٔ حق کے مطابق نہ کیا۔ اس لیے اب آئندہ کے لیے تمہیں مُتنبہ کیا جاتا ہے۔ اس تنبیہ کا یہ مطلب نہیں تھا کہ جو فدیہ قیدیوں سے لیا ہے، وہ حرام ہو گیا۔

فَكُلُوۡا مِمَّا غَنِمۡتُمۡ حَلٰلًا طَيِّبًا ۖ وَّاتَّقُوا اللّٰهَ ؕ

لہٰذا حلال و پاک (مال) جو تمہارے ہاتھ آیا ہے۔ اس کو تو کھالو اور اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو (کہ کوئی بات مرضی رب کیخلاف نہ ہونے پائے)

ع ٩ ٥

اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿٦٩﴾
بے شک اللہ تعالیٰ بڑے ہی بخشنے والے رحم وعفو ودرگزر فرمانے والے ہیں۔

يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِّمَنْ فِيْٓ اَيْدِيْكُمْ مِّنَ الْاَسْرٰٓى ۙ
اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم ان قیدیوں سے کہہ دیجئے جو آپؐ کے ہاتھ میں گرفتار ہیں

اِنْ يَّعْلَمِ اللّٰهُ فِيْ قُلُوْبِكُمْ خَيْرًا
اگر اللہ تعالیٰ یہ جان لیں کہ تمہارے دلوں کے اندر نیکی قبولیتِ حق کا جذبہ پیدا ہوگیا ہے

يُّؤْتِكُمْ خَيْرًا مِّمَّآ اُخِذَ مِنْكُمْ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ۭ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿٧٠﴾
(اور تم نے دین حق کی مخالفت ترک کردی تو) جو کچھ تم سے (فدیہ) لیا گیا ہے اس سے بہتر اسی دنیا میں تمہیں دیا جائے گا اور تمہارے گناہ بھی معاف کیے جائیں گے۔ اللہ تعالیٰ بڑے بخشنے والے رحم فرمانے والے ہیں۔

وَاِنْ يُّرِيْدُوْا خِيَانَتَكَ فَقَدْ خَانُوا اللّٰهَ مِنْ قَبْلُ
اور اگر یہ لوگ آپؐ سے دغا کرنا چاہیں تو یہ پہلے ہی اللہ تعالیٰ سے دغا کر چکے ہیں۔

فَاَمْكَنَ مِنْهُمْ ۭ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ﴿٧١﴾
پھر اللہ تعالیٰ نے اُن کو آپؐ کے قبضہ میں دے دیا۔ اور اللہ تعالیٰ بڑے ہی جاننے والے حکمت والے ہیں۔

اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَهَاجَرُوْا وَجٰهَدُوْا بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ
یقیناً جو لوگ ایمان لائے (جنھوں نے الٰہی تعلیم قبول کرلی) اور اللہ کی راہ میں ہجرت کی (ترکِ وطن کیا) اور اپنی جان ومال سے جہاد کیا۔

وَالَّذِيْنَ اٰوَوْا وَّنَصَرُوْٓا
اور جنھوں نے ہجرت کرنے والوں کو پناہ دی اور اُن کی ہر طرح مدد کی

اُولٰۗىِٕكَ بَعْضُهُمْ اَوْلِيَاۗءُ بَعْضٍ ۭ
وہی دراصل ایک دوسرے کے دوست وہمدرد ہیں۔

وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَلَمْ يُهَاجِرُوْا
اور جو لوگ ایمان لائے مگر اللہ تعالیٰ کی راہ میں ہجرت نہ کی

مَا لَكُمْ مِّنْ وَّلَايَتِهِمْ مِّنْ شَيْءٍ حَتّٰى يُهَاجِرُوْا ۚ
تو وہ جب تک ہجرت نہ کریں کسی طرح تمہارے دوست نہیں ہو سکتے۔

وَاِنِ اسْتَنْصَرُوْكُمْ فِي الدِّيْنِ
اور اگر وہ (دین کے معاملے میں) تم سے کسی قسم کی مدد کے طالب ہوں

منزل ٢

فَعَلَيْكُمُ النَّصْرُ | توتم پران کی مدد کرنی لازم ہے۔

اِلَّا عَلٰى قَوْمٍۭ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَهُمْ مِّيْثَاقٌ ؕ | لیکن کسی ایسی قوم کے خلاف نہیں جس سے تمہارا معاہدہ ہو

وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ﴿٧٢﴾ | اورتم جو کچھ کرتے ہو اللہ تعالیٰ اس کو دیکھ رہے ہیں (تم کو اس کی جزاء دیں گے)

وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا بَعْضُهُمْ اَوْلِيَآءُ بَعْضٍ ؕ | اور جو لوگ کافر ہیں وہ باہم ایک دوسرے کے دوست ہیں۔(یعنی ایک دوسرے کی مدد کرنے میں کسی عہد و پیمان کا لحاظ نہیں کرتے بے تکلّف عہد شکنی کرڈالتے ہیں)

اِلَّا تَفْعَلُوْهُ تَكُنْ فِتْنَةٌ فِى الْاَرْضِ وَفَسَادٌ كَبِيْرٌ ﴿٧٣﴾ؕ | اگر تم (مذکورہ حکم پر) عمل نہ کرو گے (یعنی وقت پر اپنے لوگوں کی مدد نہ کرو گے) تو ملک میں فتنہ پیدا ہوگا اور فساد عظیم پھیلے گا۔

وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَهَاجَرُوْا وَجٰهَدُوْا فِىْ سَبِيْلِ اللّٰهِ | اور جو لوگ ایمان لائے ہجرت کی ، راہ خدا میں جان و مال سے جہاد کرتے رہے۔

وَالَّذِيْنَ اٰوَوْا وَّنَصَرُوْٓا اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُؤْمِنُوْنَ حَقًّا ؕ | اور جنھوں نے مہاجرین کو پناہ دی اور ہر طرح اُن کی مدد کی (دراصل) یہی لوگ سچّے مومن ہیں۔

لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّرِزْقٌ كَرِيْمٌ ﴿٧٤﴾ | ان کے لیے مغفرت ہے اور اللہ تعالیٰ کے پاس اعلیٰ ترین روزی ہے۔

وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْۢ بَعْدُ وَهَاجَرُوْا وَجٰهَدُوْا مَعَكُمْ فَاُولٰٓئِكَ مِنْكُمْ ؕ | اور جو لوگ بعد میں ایمان لائے لیکن تمہارے ساتھ ہجرت و جہاد کی منزلیں طے کیں وہ بھی تم ہی میں سے ہیں۔

توضیح: لوگ مکّہ سے ہجرت کرآئے تو ان مہاجرین کا بھائی چارہ اہل مدینہ سے قائم کیا گیا، جنھیں انصار کہتے ہیں۔ یہی رشتۂ اخوت بعد کو ہجرت کرنے والوں کے لیے بھی قائم رہے گا۔

وَاُولُوا الْاَرْحَامِ بَعْضُهُمْ اَوْلٰى بِبَعْضٍ فِىْ كِتٰبِ اللّٰهِ ؕ | (مگر یہ بات ذہن نشین رہے کہ میراث کے تعلق سے) نسلی رشتہ دار ہی حسبِ حکم الٰہی ایک دوسرے کے زیادہ حقدار ہیں۔

اِنَّ اللّٰهَ بِكُلِّ شَىْءٍ عَلِيْمٌ ﴿٧٥﴾ | بے شک اللہ تعالیٰ ہر چیز سے واقف ہیں۔ جانتے ہیں کہ تمہارے لیے

منزل ٢

الربع

مفید کیا ہے اور مضر کیا ہے۔

توضیح: رکوع ۸ و ۹ میں ایک خصوصی تعلیم یہ دی گئی ہے کہ دشمنانِ حق سے مقابلہ کرنے کے لیے ضروری ہے کہ وہ فنِ حرب وضرب سے واقف رہیں اور ضروری اسلحہ سے لیس رہیں تا کہ حربی وفوجی قوت اِن کے دشمنوں کے لیے حوصلہ شکن رہے۔ لیکن افسوس ہے کہ اس تعلیم کو مسلمان صدیوں سے بھولے ہوئے ہیں۔

والدین اپنے بچّوں کو یہ حدیث تو بہت یاد دلاتے ہیں کہ جنت ماں باپ کے قدموں کے نیچے ہے مگر یہ تعلیم انھیں کبھی نہیں دیتے کہ جنت تلواروں کے سائے میں ہے۔ آج مذہبی پیشوا یہ تعلیم تو دیتے ہیں کہ دعوت قبول کرنا سنت ہے۔ مگر یہ تعلیم نہیں دیتے کہ ہتھیار چلانا سیکھنا، آلات حرب سے آراستہ رہنا بھی ایک ایسی سنت ہے جس کے بھول جانے پر لَيۡسَ مِنَّا (ہم میں سے نہیں) کی وعید ہے۔ نجات کے لیے جہاں یہ ضروری ہے کہ وہ کتاب اللہ کے ذریعہ ایمان باللہ۔ ایمان بالاخرت اور اعمال صالحہ کی تعلیم حاصل کرے، وہاں یہ بھی ضروری ہے کہ حیات ملی کی بقاء کے لیے فن سپہ گری سے بھی واقف ہوں۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے تیقن یہ بھی ہے کہ اگر دشمن کی تعداد دُگنی ہوتب بھی مسلمان مقابلہ سے ہمت نہ ہاریں۔ اہل باطل سے بے جگری کے ساتھ مقابلہ کریں۔ کیونکہ وعدۂ الٰہی کے مطابق فتح اہل ایمان ہی کی ہوگی۔ یہ بھی پیشِ نظر رکھیں کہ آخرت کا طالب وحریص بنے بغیر فی سبیل اللہ جدال وقتال کا مردانہ وار جذبہ پیدا نہیں ہوسکتا۔ جان بچی لاکھوں پائے کے بجائے تعلیم یہ ہونی چاہیئے کہ جان دی اور لاکھوں پائے اگر مسلمانوں کے قائد مسلمانوں کو الٰہی تعلیم سے آگاہ کرتے تو مسلمان تباہ نہ ہوتے۔ آخرت کی مرد آفریں تعلیم دیئے بغیر حربی تعلیم کا ہونا نہ ہونا برابر ہے۔ بقول اقبال:

تیغ و تفنگ دست مسلماں میں اب کہاں   ہوں بھی تو دل ہے موت کی لذت سے بے خبر

کافر کی موت سے بھی لرزتا ہو جس کا دل   کہتا ہے کون اس کو مسلماں کی موت مر

ایک سبق یہاں یہ بھی ہے کہ مسلمانوں کے سامنے بہ یک وقت مفادِ دنیا اور مفادِ آخرت دونوں ہی ہوں تو مفادِ دنیا نظر انداز کردے۔ اللہ تعالیٰ چاہتے ہیں کہ اہل ایمان کی اُخروی زندگی بہتر سے بہتر ہوجائے۔ مگر ہم چاہتے ہیں کہ دنیاوی زندگی بہتر سے بہتر ہو۔ مسلمان اُس راہ پر گامزن نہیں ہیں۔ جس کی منزل مغفرت و جنت ہے۔ نادانی اور غلط رہنمائی کی وجہ جہنم کے راستے کو جنّت کا راستہ سمجھ بیٹھے ہیں۔ مسلمانوں کا عمل اگر اسلامی تعلیمات کے خلاف ہوگا تو اشاعت اسلام میں بڑی رُکاوٹ ہوگی اور جب اسلام کی اشاعت رکے گی تو دنیا فتنہ وفساد سے بھر جائے گی، جس کے ذمّہ دار مسلمان ہی ہوں گے۔ مزید تفصیل سورۂ نحل میں آئی ہے۔

منزل ٢

سورۃ التوبہ

اس سورۃ کے ابتدائی حصّہ کو سمجھنے کے لیے صلح حدیبیہ کے واقعہ کو ذہن میں رکھنا ضروری ہے۔قریش مکّہ اپنی پیہم ناکامیوں اور اہلِ ایمان کی بڑھتی ہوئی جمعیت وقوت کو دیکھ کر کچھ سہمے ہوئے بھی تھے ماہ ذیقعدہ ٦ ھ میں رسول اللہ ﷺ نے اپنے خواب کی بناء پر طوافِ کعبہ کے لیے مدینہ سے چل کر مکہ کے قریب حدیبیہ کے مقام پر پہنچے تو آپ کو اطلاع ملی کہ مشرکین مکہ نے مزاحمت کرنے اور لڑنے کی تیاری کر رکھی ہے۔مگر دوسری طرف مسلمانوں کے جوش وخروش اور جذبہ جاں نثاری کو دیکھ کر وہ خائف بھی تھے اور نہیں چاہتے تھے کہ جِدال وقتال کی کوئی صورت پیدا ہو۔اس لیے وہ فوراً ہی مسلمانوں سے صلح کے لیے آمادہ ہوگئے۔چند شرائط پر صلح ہوئی یہ واقعہ ’’صلح حدیبیہ‘‘ کہلاتا ہے۔اس صلح نامہ کے دو فقرے حسب ذیل ہیں:

١۔فریقین دس سال تک باہم صلح وآشتی سے رہیں گے اور مکّہ ومدینہ آنے جانے میں کسی فریق کی طرف سے کوئی روک ٹوک نہ ہوگی۔

٢۔جو قبائل چاہیں قریش کے طرف دار رہیں، اور جو قبائل چاہیں مسلمانوں کے دوست بن کر رہیں۔ان دوست قبائل کے بھی یہی حقوق رہیں گے۔

قریش مکّہ ان شرائط کی پابندی نہ کر سکے۔چند مہینوں کے بعد قریش کے ایک طرفدار قبیلہ نے مسلمانوں کے ایک دوست قبیلہ کو لوٹ لیا۔یہ لوگ حضرت رسول اللہ ﷺ کے پاس فریاد لے کر آئے۔رسول اللہ ﷺ نے قریش کو لکھا کہ تم نے معاہدے کی خلاف ورزی کی ہے۔لہٰذا تین شرطیں تمہارے سامنے رکھی جاتی ہیں۔ منزل ٢

١۔مقتولین کا خوں بہا دیا جائے۔

٢۔اپنے طرفدار قبیلے سے قطع تعلق کیا جائے۔

٣۔یا یہ اعلان کر دیا جائے کہ حُدیبیہ کا معاہدہ توڑ دیا گیا۔

قریش نے صرف تیسری شرط قبول کی۔سورۂ توبہ کا آغاز معاہدہ حُدیبیہ کی پابندیوں سے دست برداری کے اعلان سے کیا گیا۔

آیاتہا ١٢٩ (٩) سُوۡرَةُ التَّوۡبَةِ مَدَنِيَّةٌ (١١٣) رکوعہا ١٦

سورہ توبہ مدنی ہے اور اس میں ایک سو انتیس آیتیں اور سولہ رکوع ہیں۔

بَرَآءَةٌ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوۡلِهٖۤ اِلَى الَّذِيۡنَ عٰهَدۡتُّمۡ مِّنَ الۡمُشۡرِكِيۡنَ ؕ‏ ①

اللہ اور اس کے رسول کی طرف سے اس معاہدہ کے شرائط کی ذمہ داریوں سے سبکدوشی کا اعلان ہے جو تم نے (اے مسلمانو) مُشرکین سے کر رکھا تھا۔

فَسِيْحُوْا فِي الْاَرْضِ اَرْبَعَةَ اَشْهُرٍ — لہٰذا (اے مشرکو) تم اب ملک میں چار مہینے چل پھر لو۔

وَّاعْلَمُوْٓا اَنَّكُمْ غَيْرُ مُعْجِزِي اللّٰهِ — اور جان لو کہ تم اللہ کو عاجز نہیں کر سکتے۔

وَاَنَّ اللّٰهَ مُخْزِي الْكٰفِرِيْنَ ۝٢ — (اللہ کی گرفت سے بچ نہیں سکتے) اور بلا شبہ اللہ تعالیٰ کافروں کو رسوا کریں گے۔

توضیح : یہ اعلان حج کے موقع پر ہوا تھا اس لیے ۱۰ ذوالحجہ سے ۱۰ ربیع الآخر چار مہینوں کی مہلت انھیں دی گئی۔ (ابن جریر)

وَاَذَانٌ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖٓ اِلَى النَّاسِ يَوْمَ الْحَجِّ الْاَكْبَرِ — اور اللہ و رسول کی طرف سے حج اکبر کے دن عام لوگوں کے سامنے اعلان کیا جاتا ہے کہ

اَنَّ اللّٰهَ بَرِيْٓءٌ مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ ۙ وَرَسُوْلُهٗ ؕ — اللہ اور اس کے رسول بری الذمہ ہیں اِن شرائط معاہدہ سے جو مشرکین سے طے پائے تھے۔

فَاِنْ تُبْتُمْ فَهُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ ۚ — پھر اگر تم توبہ کرلو تو تمھارے لیے بہتر ہے

وَاِنْ تَوَلَّيْتُمْ فَاعْلَمُوْٓا اَنَّكُمْ غَيْرُ مُعْجِزِي اللّٰهِ ؕ — اور گر تم نے روگردانی کی تو پھر جان لو کہ تم اللہ تعالیٰ کو عاجز نہیں کر سکتے (اللہ کی گرفت سے بچ نہیں سکتے)

وَبَشِّرِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ ۝٣ — اور (اے نبی ﷺ) ان کافروں کو دردناک عذاب کی خبر دیجیے۔

اِلَّا الَّذِيْنَ عٰهَدْتُّمْ مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ — البتہ وہ مشرکین مستثنیٰ ہیں جن کے ساتھ تم نے (چار ماہ سے زیادہ کا) عہد کیا ہو

ثُمَّ لَمْ يَنْقُصُوْكُمْ شَيْـًٔا — اور کیے ہوئے عہد میں انھوں نے کسی طرح کی کوتاہی نہ کی ہو۔

وَّلَمْ يُظَاهِرُوْا عَلَيْكُمْ اَحَدًا فَاَتِمُّوْٓا اِلَيْهِمْ عَهْدَهُمْ اِلٰى مُدَّتِهِمْ ؕ — اور تمھارے مقابلے میں کسی کی مدد نہ کی ہو تو ان سے کیے ہوئے معاہدہ کی مُدت پوری کرو۔

اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُتَّقِيْنَ ۝٤ — بیشک اللہ تعالیٰ پرہیزگاروں (احتیاط کرنیوالوں کو) پسند کرتے ہیں۔

فَاِذَا انْسَلَخَ الْاَشْهُرُ الْحُرُمُ — پھر جب معاہدے کے مہینے گزر جائیں تو

فَاقْتُلُوا الْمُشْرِكِيْنَ حَيْثُ وَجَدْتُّمُوْهُمْ — ان مشرکین کو جہاں پاؤ قتل کردو۔

وَخُذُوْهُمْ وَاحْصُرُوْهُمْ وَاقْعُدُوْا لَهُمْ كُلَّ مَرْصَدٍ ۚ	اور انھیں پکڑو گھیر لو اور ہر گھات کی جگہ اُن کی تاک میں بیٹھو۔
فَاِنْ تَابُوْا وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ	پھر اگر وہ توبہ کر لیں اور نماز کی پابندی کریں
وَاٰتَوُا الزَّكٰوةَ فَخَلُّوْا سَبِيْلَهُمْ ۭ	اور زکوٰۃ دیتے رہیں تو ان کا پیچھا چھوڑ دو
اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝٥	بلاشبہ اللہ تعالیٰ (توبہ کے بعد) بڑے ہی بخشنے والے رحم فرمانے والے ہیں
وَاِنْ اَحَدٌ مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ اسْتَجَارَكَ	اور اگر مشرکین میں سے کوئی شخص آپ سے پناہ مانگے
فَاَجِرْهُ حَتّٰى يَسْمَعَ كَلٰمَ اللّٰهِ	تو اس کو پناہ دیجئے (اپنے پاس رکھیئے) تا کہ وہ آپ کی مجلسوں میں بیٹھ کر کلامِ الٰہی سنے
ثُمَّ اَبْلِغْهُ مَاْمَنَهٗ ۭ	پھر اس کو اس کے امن کی جگہ (اس کے گھر) پہنچا دیجئے۔
ع ۷ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ قَوْمٌ لَّا يَعْلَمُوْنَ ۝٦	یہ حکم اس لیے ہے کہ وہ (علم الٰہی سے) بے خبر قوم ہے۔
كَيْفَ يَكُوْنُ لِلْمُشْرِكِيْنَ عَهْدٌ	ان مشرکین کیلئے (جنھوں نے بدعہدی کی) اللہ اور رسول کے نزدیک
منزل ۲ عِنْدَ اللّٰهِ وَعِنْدَ رَسُوْلِهٖٓ	ان سے کیا ہوا عہد کس طرح برقرار رہ سکتا ہے؟ (یعنی انھیں کس طرح امان مل سکتی ہے)
اِلَّا الَّذِيْنَ عٰهَدْتُّمْ عِنْدَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ ۚ	سوائے ان لوگوں کے جن سے تم نے کعبۃ اللہ کے قریب عہد لیا ہے۔
فَمَا اسْتَقَامُوْا لَكُمْ فَاسْتَقِيْمُوْا لَهُمْ ۭ	اگر وہ تم سے کیے ہوئے عہد پر قائم رہیں تو تم بھی اُن سے کئے ہوئے اپنے قول وقرار پر قائم رہو
اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُتَّقِيْنَ ۝٧	بے شک اللہ تعالیٰ پرہیزگاروں کو دوست رکھتے ہیں۔
كَيْفَ	بھلا کس طرح ان لوگوں کا پاس ولحاظ کیا جا سکتا ہے جن کا حال یہ ہو کہ
وَاِنْ يَّظْهَرُوْا عَلَيْكُمْ لَا يَرْقُبُوْا فِيْكُمْ اِلًّا وَّلَا ذِمَّةً ۭ	اگر وہ تم پر قابو پائیں تو نہ تمہاری قرابت ہی کا پاس ولحاظ رکھیں اور نہ کسی قول وقرار کا
يُرْضُوْنَكُمْ بِاَفْوَاهِهِمْ	یہ لوگ تم کو اپنی زبانی باتوں سے راضی کرتے ہیں۔
وَتَاْبٰى قُلُوْبُهُمْ ۚ وَاَكْثَرُهُمْ	اور ان کے دِل (معاہدات کی پابندی سے) گریز کرتے ہیں اور ان کی

فٰسِقُوْنَ ﴿۸﴾
اکثریت بدعہد ہے۔

اِشْتَرَوْا بِاٰيٰتِ اللّٰهِ ثَمَنًا قَلِيْلًا فَصَدُّوْا عَنْ سَبِيْلِهٖ ؕ
وہ اللہ تعالیٰ کے احکام کے عوض تھوڑا سا فائدہ حاصل کرتے ہیں اور لوگوں کو اللہ تعالیٰ کی راہ سے روکتے ہیں
(یعنی دنیا کے فائدے کے لیے دین فروشی کرتے ہیں)

اِنَّهُمْ سَآءَ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿۹﴾
وہ کیا ہی بُرے کام کرتے ہیں۔

لَا يَرْقُبُوْنَ فِيْ مُؤْمِنٍ اِلًّا وَّلَا ذِمَّةً ؕ
یہ لوگ کسی مسلمان کے بارے میں نہ کسی قرابت داری کا پاس ولحاظ کرتے ہیں اور نہ اپنے قول وقرار کی ذمہ داری کا انھیں احساس ہے۔

وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُعْتَدُوْنَ ﴿۱۰﴾
یہ سب حد سے تجاوز کرنے والے ہیں۔

فَاِنْ تَابُوْا وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتَوُا الزَّكٰوةَ فَاِخْوَانُكُمْ فِي الدِّيْنِ ؕ
لیکن اگر وہ (اپنی کافرانہ اور مخالفانہ روش سے) توبہ کرلیں اور نماز کا التزام رکھیں اور زکوٰۃ دیتے رہیں تو یہ تمہارے دینی بھائی ہیں۔

وَنُفَصِّلُ الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَ ﴿۱۱﴾
اور ہم سمجھ سے کام لینے والوں کیلئے اپنے احکام تفصیل سے بیان کرتے ہیں۔

وَاِنْ نَّكَثُوْٓا اَيْمَانَهُمْ مِّنْ بَعْدِ عَهْدِهِمْ وَطَعَنُوْا فِيْ دِيْنِكُمْ
اور اگر وہ عہد کرنے کے بعد اپنی قسموں کو توڑ دیں اور تمہارے دین پر طعن کرنے لگیں

فَقَاتِلُوْٓا اَئِمَّةَ الْكُفْرِ ۙ
تو کُفر کے ان پیشواؤں سے جنگ کرو۔

اِنَّهُمْ لَآ اَيْمَانَ لَهُمْ
کیونکہ اب ان قسموں کا اعتبار نہیں، یہ بے ایمان ہیں

لَعَلَّهُمْ يَنْتَهُوْنَ ﴿۱۲﴾
شاید کہ وہ (جہاد ہی کے خوف سے اپنی شرارتوں سے) باز آئیں۔

اَلَا تُقَاتِلُوْنَ قَوْمًا نَّكَثُوْٓا اَيْمَانَهُمْ وَهَمُّوْا بِاِخْرَاجِ الرَّسُوْلِ وَهُمْ بَدَءُوْكُمْ اَوَّلَ مَرَّةٍ ؕ
(خبردار) کیا تم ایسی قوم سے نہیں لڑو گے جس نے اپنی قسموں کو توڑ ڈالا اور وہ پیغمبر کو جلاوطن کرنے کے درپے ہوئے۔ انھوں نے تم سے عہد شکنی کی ابتداء کی تھی

اَتَخْشَوْنَهُمْ ۚ فَاللّٰهُ اَحَقُّ اَنْ تَخْشَوْهُ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ﴿۱۳﴾
کیا تم ان کی اکثریت سے ڈرتے ہو حالانکہ ڈرنا تو اللہ سے چاہئے (وہی ڈرنے کے لائق ہے) اگر تم مومن ہو۔
(ایمان کا تقاضہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی نافرمانی سے ڈریں غیر اللہ سے

منزل ۲

نے ڈریں)

قَاتِلُوْهُمْ يُعَذِّبْهُمُ اللّٰهُ بِاَيْدِيْكُمْ وَيُخْزِهِمْ

(بلاخوف ضرر جان و مال) اِن سے لڑو (جنگ کرو) اللہ تعالیٰ تمہارے ہی ہاتھوں انھیں عذاب دیں گے اور انھیں ذلیل وخوار کریں گے

وَيَنْصُرْكُمْ عَلَيْهِمْ وَيَشْفِ صُدُوْرَ قَوْمٍ مُّؤْمِنِيْنَ ﴿۱۴﴾

اور ان کے مقابلہ میں تمہاری مدد کریں گے (ان پر غلبہ دیں گے) اور اہلِ ایمان کے دِلوں کو تسکین عطا کریں گے

وَيُذْهِبْ غَيْظَ قُلُوْبِهِمْ ؕ

اور اُن کے دِلوں سے غیض وغضب دُور کر دیں گے

وَيَتُوْبُ اللّٰهُ عَلٰى مَنْ يَّشَآءُ ؕ

اور اللہ تعالیٰ جس پر چاہتے ہیں خاص توجہ مبذول فرماتے ہیں۔

وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ﴿۱۵﴾

اور اللہ تعالیٰ بڑے ہی جاننے والے اور حکمت والے ہیں۔

اَمْ حَسِبْتُمْ اَنْ تُتْرَكُوْا

کیا تم خیال کرتے ہو کہ (امتحان و آزمائش کے دور سے گزرے بغیر یعنی راہِ حق میں جان مال کی بازی لگائے بغیر یوں ہی چھوڑ دیئے جاؤ گے؟

منزل ۲ وَلَمَّا يَعْلَمِ اللّٰهُ الَّذِيْنَ جٰهَدُوْا مِنْكُمْ

حالانکہ ابھی اللہ تعالیٰ نے آزمایا ہی نہیں کہ کون تم میں سے اللہ کی راہ میں جہاد کرتا ہے؟

وَلَمْ يَتَّخِذُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَلَا رَسُوْلِهٖ وَلَا الْمُؤْمِنِيْنَ وَلِيْجَةً ؕ

اور (کون ہے جو) اللہ اور اس کے رسول اور مومنین کے سوا کسی اور کو (اپنا خصوصی) دوست نہیں بنایا؟

ع ۸ وَاللّٰهُ خَبِيْرٌۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ﴿۱۶﴾

اور اللہ تعالیٰ تمہارے اعمال سے جو کچھ تم کیا کرتے ہو باخبر ہیں۔

مَا كَانَ لِلْمُشْرِكِيْنَ اَنْ يَّعْمُرُوْا مَسٰجِدَ اللّٰهِ

مشرکین کے لیے سزاوار نہیں ہے کہ اللہ کی مسجدوں کو آباد کریں

شٰهِدِيْنَ عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ بِالْكُفْرِ ؕ

اس حال میں کہ خود ہی اپنے کفر کی گواہی دے رہے ہوں (شرک اور کفر کی حالت میں اِن کا کوئی عمل قابلِ قبول نہ ہوگا)

اُولٰٓئِكَ حَبِطَتْ اَعْمَالُهُمْ ۚۖ

یہ وہ لوگ ہیں کہ ان کے سارے اعمال ضائع جائیں گے (یعنی ان کے نیک اعمال کا انھیں کوئی اجر نہ ملے گا)

وَفِي النَّارِ هُمْ خٰلِدُوْنَ ﴿۱۷﴾

اور وہ ہمیشہ ہمیشہ دوزخ میں رہیں گے۔

اِنَّمَا يَعْمُرُ مَسٰجِدَ اللّٰهِ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ

بیشک اللہ تعالیٰ کی مسجدوں کو وہی لوگ آباد کرتے ہیں جو اللہ تعالیٰ پر اور آخرت کے دن (قیامت) پر (الٰہی و نبوی تعلیم کے مطابق) ایمان رکھتے ہیں۔

وَاَقَامَ الصَّلٰوةَ وَاٰتَى الزَّكٰوةَ
اور نماز قائم کرتے اور زکوٰۃ دیتے ہیں

وَلَمْ يَخْشَ اِلَّا اللّٰهَ
اور اللہ تعالیٰ کے سوا کسی سے نہیں ڈرتے۔
یعنی ان کے قلوب مخلوق کے خوف سے بے پرواہ اور اللہ تعالیٰ کے خوف سے معمور ہوتے ہیں

فَعَسٰٓى اُولٰٓئِكَ اَنْ يَّكُوْنُوْا مِنَ الْمُهْتَدِيْنَ ﴿۱۸﴾
اُمید ہے کہ ایسے ہی لوگ ہدایت کے منازل طے کریں گے۔

اَجَعَلْتُمْ سِقَايَةَ الْحَآجِّ وَعِمَارَةَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ كَمَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ
(کُفر اور شرک کی حالت میں) حجاج کو پانی پلانے والے مسجدِ حرام کے خدمت گار کو تم نے اس شخص کے برابر کا قرار دے لیا ہے جو اللہ اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتا ہے

وَجٰهَدَ فِىْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ؕ لَا يَسْتَوٗنَ عِنْدَ اللّٰهِ ؕ
اور جو اللہ کی راہ میں جان و مال سے جہاد کرتا ہے اللہ تعالیٰ کے نزدیک ان دونوں کا درجہ ایک نہیں ہوسکتا۔ (ایمان کے بغیر بیت اللہ اور حجاج کی خدمت کوئی حیثیت نہیں رکھتی)

وقف لازم

وَاللّٰهُ لَا يَهْدِى الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۱۹﴾
اور اللہ تعالیٰ ظالموں (مشرکوں) کو اصلاحِ عقائد کی سمجھ نہیں دیتے۔

اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَهَاجَرُوْا وَجٰهَدُوْا فِىْ سَبِيْلِ اللّٰهِ بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ ۙ
جو لوگ ایمان لائے (جنھوں نے الٰہی تعلیم قبول کی) ترکِ وطن کیا اور اللہ کی راہ میں جان و مال سے جہاد کیے (جان و مال کی پرواہ کیے بغیر ہجرت و جہاد کی منزلیں طے کیں۔ گھر سے بے گھر و بے سر و سامان ہوئے)

اَعْظَمُ دَرَجَةً عِنْدَ اللّٰهِ ؕ
اللہ تعالیٰ کے پاس ان کے بڑے درجات ہیں

وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفَآئِزُوْنَ ﴿۲۰﴾
یہی لوگ بامُراد زندگی پانے والے ہیں۔

يُبَشِّرُهُمْ رَبُّهُمْ بِرَحْمَةٍ مِّنْهُ وَرِضْوَانٍ
ان کا پروردگار انھیں اپنی رحمت بے پایاں اور رضامندی کی خوشخبری سناتا ہے۔

وَّجَنّٰتٍ لَّهُمْ فِيْهَا نَعِيْمٌ مُّقِيْمٌ ﴿۲۱﴾
اور ان کے لیے ایسی جنتیں ہیں جن میں بے شمار دائمی نعمتیں ہوں گی۔

خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا ؕ
جہاں یہ ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے۔

اِنَّ اللّٰهَ عِنْدَهٗٓ اَجْرٌ عَظِيْمٌ ﴿۲۲﴾
بے شک اللہ تعالیٰ کے پاس (مہاجرین و مجاہدین کے لئے) اجرِ عظیم ہے۔ ایسا اجر کہ یہاں اس کا اندازہ نہیں کیا جاسکتا۔

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا لَا تَتَّخِذُوۡۤا اٰبَآءَكُمۡ وَاِخۡوَانَكُمۡ اَوۡلِيَآءَ اِنِ اسۡتَحَبُّوا الۡكُفۡرَ عَلَى الۡاِيۡمَانِ ؕ

اے ایمان والو! اپنے باپ دادا اور بھائی بند کو دوست نہ بناؤ (یعنی ان سے دِلی لگاؤ نہ رکھو) اگر وہ ایمان کے مقابلے میں کفر کو پسند کرتے ہوں۔

توضیح: ہجرت کی جب اجازت ملی تو بعض حضرات بخوشی مدینے گئے اور بعض کو اپنے مال واسباب اور اہل وعیال کے سبب پس وپیش ہوا جس پر یہ آیت نازل ہوئی۔

وَمَنۡ يَّتَوَلَّهُمۡ مِّنۡكُمۡ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوۡنَ ۝۲۳

اور تم میں سے کوئی اُن سے دوستی کرے گا تو ایسے ہی لوگ نافرمان ہیں

قُلۡ اِنۡ كَانَ اٰبَآؤُكُمۡ وَاَبۡنَآؤُكُمۡ

اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم (اہل ایمان سے) کہئے اگر تمہارے باپ دادا اور تمہارے بیٹے

وَاِخۡوَانُكُمۡ وَاَزۡوَاجُكُمۡ

اور تمہارے بھائی بند اور تمہاری بیبیاں

وَعَشِيۡرَتُكُمۡ وَاَمۡوَالُ ۨاقۡتَرَفۡتُمُوۡهَا

اور تمہارا کُنبہ خاندان اور وہ مال جس کو تم نے کمایا ہے

وَتِجَارَةٌ تَخۡشَوۡنَ كَسَادَهَا

اور وہ تجارت جس کی نکاسی نہ ہونے کا تمھیں اندیشہ ہے منزل ۲

وَمَسٰكِنُ تَرۡضَوۡنَهَاۤ اَحَبَّ اِلَيۡكُمۡ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوۡلِهٖ وَجِهَادٍ فِىۡ سَبِيۡلِهٖ

اور وہ مکانات جن کو تم پسند کرتے ہو تمھیں اللہ اور اُس کے رسول کی اطاعت اور اللہ کی راہ میں جہاد کرنے سے زیادہ عزیز ہیں

فَتَرَبَّصُوۡا حَتّٰى يَاۡتِىَ اللّٰهُ بِاَمۡرِهٖ ؕ

تو تم منتظر رہو یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ (اپنے عذاب کا) حکم بھیج دیں۔

وَاللّٰهُ لَا يَهۡدِى الۡقَوۡمَ الۡفٰسِقِيۡنَ ۝۲۴

اور اللہ نافرمانوں کو ہدایت نہیں دیتے۔ ع ۳ ۸ ۹

توضیح: دین الٰہی کو قبول کرنے کا تقاضہ یہ ہے کہ کُنبہ برادری کے تعلقات اور دنیا کی محبوب چیز کی محبت دین الٰہی کی بقاء اور اشاعتِ حق کی جدوجہد میں مانع ومزاحم نہ ہو۔

۸ھ ہجری میں فتح مکّہ کے بعد ہی جنگ حنین پیش آئی۔ عرب کے دو بڑے قبیلے جن کے نام ہوازن اور ثقیف تھے انھیں اپنی بہادری کا بڑا زعم تھا۔ فتح مکّہ کے بعد انھوں نے خیال کیا کہ اگر مسلمان ہم پر حملہ کریں تو ہمارا مقابلہ نہ کرسکیں گے بلکہ ہم مسلمانوں کو شکست دے کر اہلِ مکّہ کی تمام جائداد پر قابض ہو جائیں گے اور مسلمانوں سے اپنے آبائی دین کی بے حرمتی کا انتقام بھی لیں گے۔ فتح مکّہ کے بعد دیگر قبائل تو اسلام کی طرف مائل ہوتے جارہے تھے مگر قبیلہ ہوازن اور ثقیف پر

الٹا اثر ہوا۔ اُنھوں نے چند اور قبائل کو ہموار کیا اور چار ہزار منتخب بہادروں کو لے کر مکّہ کی طرف بڑھے اور وادیٔ حُنین میں جو مکّہ اور طائف کے درمیان واقع ہے، پڑاؤ کیا۔ اپنے سردار قبیلہ کے مشورہ سے اپنے بیوی بچّے اور تمام مال وزر اور مویشی کو بھی ساتھ لیا تا کہ کوئی ان کی محبت میں میدان جنگ سے فرار نہ ہونے پائے۔ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کی اطلاع ملتے ہی آپؐ بھی پوری تیاری کے ساتھ فوج لے کر مقابلے کے لئے نکلے۔ اہل ایمان کی تعداد کم وبیش بارہ ہزار تھی اور دشمن صرف چار ہزار تھے۔ اس سے پہلے جتنی لڑائیاں ہوئیں ان میں صحابہ کرام کی تعداد دشمنوں کے مقابلہ میں کم رہی تھی۔ یہ پہلی جنگ تھی جس میں صحابہ کرام کی تعداد بہت زیادہ اور دشمنوں کی تعداد بہت کم تھی۔ ان حالات میں غیر شعوری طور پر جو بشری کمزوری پیدا ہو جاتی ہے اگلی آیتوں میں اسی کا ذکر ہے۔

لَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ فِيْ مَوَاطِنَ كَثِيْرَةٍ ۙ	یقیناً اللہ تعالیٰ نے جنگ کے کئی ایک موقعوں پر تمہاری مدد کی ہے۔
وَّيَوْمَ حُنَيْنٍ ۙ اِذْ اَعْجَبَتْكُمْ كَثْرَتُكُمْ	اور اسی طرح جنگِ حنین میں بھی جبکہ تم کو اپنی کثرت پر بھروسہ ہو گیا تھا۔ (تم یہ خیال کرنے لگے تھے کہ ہم تعداد میں زیادہ ہیں یقیناً دشمنوں پر غالب رہیں گے۔ اس طرح اعتماد علی اللہ وانابت الی اللہ کی وہ کیفیت پیدا نہیں ہوئی جو پچھلی لڑائیوں میں ہوا کرتی تھی۔ ظاہری اسباب پر بھروسہ کرنے کا نتیجہ یہ ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے تنبیہ کے طور پر کچھ دیر کے لیے تمہاری طرف سے اپنی توجہ ہٹالی اور تم نے دیکھ لیا)
فَلَمْ تُغْنِ عَنْكُمْ شَيْـــًٔا	پھر وہ کثرت تمہارے کچھ کام نہ آئی۔
وَّضَاقَتْ عَلَيْكُمُ الْاَرْضُ بِمَا رَحُبَتْ ثُمَّ وَلَّيْتُمْ مُّدْبِرِيْنَ ۲۵	زمین اپنی وسعت کے باوجود تم پر تنگ ہوگئی اور تم پیٹھ پھیر کا بھاگ کھڑے ہوئے۔
ثُمَّ اَنْزَلَ اللّٰهُ سَكِيْنَتَهٗ عَلٰي رَسُوْلِهٖ وَعَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ	پھر اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول اور مومنین پر تسکین نازل فرمائی
وَاَنْزَلَ جُنُوْدًا لَّمْ تَرَوْهَا وَعَذَّبَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ۭ وَذٰلِكَ جَزَاۗءُ الْكٰفِرِيْنَ ۲۶	اور فرشتوں کے ایسے لشکر اُتارے جنھیں تم نے نہیں دیکھا اور کافروں (انکارِ حق کرنے والوں) کو سزا دی اور کافروں کی (دنیوی زندگی میں) یہی سزا ہے۔

توضیح: واقعہ یہ ہے کہ جب اسلامی فوجیں حنین کے قریب پہنچیں تو دشمن کے منتخب تیر انداز راستے کی گھاٹیوں میں چھپے بیٹھے تھے۔ اسلامی فوج کا اگلا دستہ ان کی زد میں آتے ہی دشمن نے تیر برسانے شروع کر دیئے۔ اسلامی فوج میں انتشار پیدا ہو گیا اور

منزل ۲

فوج پلٹ کر ادھر اُدھر بھاگنے لگی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ حال دیکھ کر پیچھے سے للکارا آؤ میری طرف میں اللہ کا رسول ہوں۔ اسلامی فوج آپ کی آواز سن کر آپ کی طرف لوٹ آئی اور ایک جگہ جمع ہو کر دشمن پر حملہ کر دیا۔ پہلے ہی حملہ میں دشمن شکست کھا گئے۔

ثُمَّ يَتُوۡبُ اللّٰهُ مِنۡۢ بَعۡدِ ذٰلِكَ — پھر اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے جس پر چاہا مہربانی فرمائی

عَلٰى مَنۡ يَّشَآءُ ؕ وَاللّٰهُ غَفُوۡرٌ رَّحِيۡمٌ ﴿۲۷﴾ — اور اللہ بڑے ہی بخشنے رحم کرنے والے ہیں۔

(اب سرزمین عرب شرک وکفر کی گندگی سے پاک ہو چکی تھی، حکم دیا گیا)

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡۤا اِنَّمَا الۡمُشۡرِكُوۡنَ نَجَسٌ — اے ایمان والو! یقیناً مشرک نجس و ناپاک ہیں

فَلَا يَقۡرَبُوا الۡمَسۡجِدَ الۡحَـرَامَ بَعۡدَ عَامِهِمۡ هٰذَا ۚ — لہٰذا اس سال کے بعد وہ مسجد حرام کے قریب بھی نہ آنے پائیں۔

توضیح: حج کے مہینے تجارت کے لیے مخصوص تھے۔ حج کے زمانے میں شہر مکّہ تجارت کی ایک بڑی منڈی بن جاتا ہے اطراف سے لوگ حج کے لیے مکّہ سے مختلف سامان خرید لیتے اور اپنا سامان ان کو بیچتے اس کے علاوہ اس زمانے میں اہل مکّہ کے لیے آمدنی کے اور بھی ذرائع پیدا ہو جاتے ہیں۔ مثلاً سواری اور مکانات کا کرایہ، اشیائے خورد و نوش کی خریدی وغیرہ اس امتناعی حکم کے بعد کہ آئندہ سے مشرکین مسجد حرام کے قریب بھی نہ آئیں، مکّہ کے مسلمانوں کے لیے تشویش ہوئی تو اللہ تعالیٰ نے اُن کی اس آیت کے ذریعہ تسلی فرمائی۔ منزل ۲

وَاِنۡ خِفۡتُمۡ عَيۡلَةً فَسَوۡفَ يُغۡنِيۡكُمُ اللّٰهُ مِنۡ فَضۡلِهٖۤ اِنۡ شَآءَ ؕ — اور اگر تم کو مفلسی (یا تجارت کے منقطع ہو جانے) کا اندیشہ پیدا ہوا ہے تو اللہ تعالیٰ عنقریب اپنے فضل سے تمہیں غنی کر دے گا اگر چاہے

اِنَّ اللّٰهَ عَلِيۡمٌ حَكِيۡمٌ ﴿۲۸﴾ — بے شک اللہ تعالیٰ بڑے ہی جاننے والے حکمت والے ہیں۔

(تم سے زیادہ تمہارے مستقبل کو جانتے ہیں اور تمہارے نفع وضرر کو تم سے زیادہ سمجھتے ہیں۔ پھر تم کیوں اپنے مستقبل کے تعلق سے فکر مند ہو)

قَاتِلُوا الَّذِيۡنَ لَا يُؤۡمِنُوۡنَ بِاللّٰهِ وَلَا بِالۡيَوۡمِ الۡاٰخِرِ — (اے ایمان والو) اُن لوگوں سے جنگ کرو جو اللہ تعالیٰ پر ایمان نہیں لاتے اور نہ قیامت کے دن پر یقین رکھتے ہیں۔

وَلَا يُحَرِّمُوۡنَ مَا حَرَّمَ اللّٰهُ وَرَسُوۡلُهٗ — اور نہ ان چیزوں کو حرام سمجھتے ہیں جن کو اللہ رسول نے حرام بتلایا ہے

وَلَا يَدِيۡنُوۡنَ دِيۡنَ الۡحَـقِّ مِنَ — اور نہ دین حق کو قبول کرتے ہیں جو اہل کتاب میں سے ہیں،

الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ

حَتّٰى يُعْطُوا الْجِزْيَةَ عَنْ يَّدٍ وَّهُمْ صٰغِرُوْنَ۝٢٩ — یہاں تک کہ وہ ذلیل ہوکر اپنے ہاتھ سے جزیہ دینا قبول کرلیں اور مطیع ہوجائیں۔

ع ۵/۱۰

وَقَالَتِ الْيَهُوْدُ عُزَيْرُ ابْنُ اللّٰهِ — اور یہود کہتے ہیں عزیر اللہ کے بیٹے ہیں۔

وَقَالَتِ النَّصٰرَى الْمَسِيْحُ ابْنُ اللّٰهِ ؕ — اور عیسائی کہتے ہیں مسیح (ابن مریم) اللہ کے بیٹے ہیں۔

ذٰلِكَ قَوْلُهُمْ بِاَفْوَاهِهِمْ ۚ — یہ ان کا من گھڑت قول ہے۔

يُضَاهِئُوْنَ قَوْلَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ قَبْلُ ؕ — ان کی یہ باتیں اُن کافروں کے قول کے مشابہ ہیں جو ان سے پہلے گزر چکے ہیں۔

توضیح: مشرکین کا عقیدہ یہ بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنی حکومت چلانے کے لیے افرادِ خلق میں سے مقرب بندوں کو اپنا بیٹا بیٹی بنا لیتے ہیں اور اپنے اختیارات انھیں عطا کرتے ہوئے مختلف اُموران کے تفویض کرتے ہیں۔ یہ مقرب بندے اپنے اختیاراتِ حاصلہ کے تحت دنیا و آخرت کا نظام چلاتے ہیں۔یعنی بندوں کا رزق۔موت، حیات، خوش حالی و بدحالی کا انتظام کسی کے جنّتی و دوزخی ہونے کا فیصلہ کرتے ہیں۔مذہبی پیشوا ایسی مشرکانہ تعلیم دیتے اور مُتبعین اس کو صحیح سمجھتے تھے۔یہ عقیدہ بھی رکھتے تھے کہ ان کے پیشواؤں سے نسبت وعقیدت ہی ان کی نجات کا ذریعہ ہے۔

منزل ۲

قٰتَلَهُمُ اللّٰهُ ۚ اَنّٰى يُؤْفَكُوْنَ۝٣٠ — اللہ ان کو غارت کرے یہ کدھر بہکائے جارہے ہیں۔
(اسی عقیدے کے حامل لوگوں پر اللہ تعالیٰ پھٹکار فرماتے ہیں)

اِتَّخَذُوْٓا اَحْبَارَهُمْ وَرُهْبَانَهُمْ اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَالْمَسِيْحَ ابْنَ مَرْيَمَ ۚ — انھوں نے اپنے علماء و مشائخ اور مسیح ابنِ مریم کو اللہ کے سوا اپنا رب بنالیا ہے

وَمَآ اُمِرُوْٓا اِلَّا لِيَعْبُدُوْٓا اِلٰهًا وَّاحِدًا ۚ — اور انھیں تو یہی حکم دیا گیا تھا کہ وہ اللہ اِلٰہ واحد کے سوا کسی اور کی عبادت نہ کریں۔

لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ؕ سُبْحٰنَهٗ عَمَّا يُشْرِكُوْنَ۝٣١ — اس اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں۔اللہ تعالیٰ ان مشرکانہ باتوں سے پاک و منزہ ہیں۔جو وہ اللہ سے منسوب کرتے ہیں۔

توضیح: آیات کریمہ ۳۰ و ۳۱ سے صاف واضح ہوتا ہے کہ ملائکہ و انبیاء علیہم السلام، بزرگان دین، صالحین اُمت اور

مشائخین وغیرہ کو نافع وضار قرار دینا اور نافع وضار قرار دینے کے لیے انھیں خدا کا بیٹا وغیرہ کہنا یہ سب اعمال شرک ہیں۔

يُرِيْدُوْنَ اَنْ يُّطْفِـُٔوْا نُوْرَ اللّٰهِ بِاَفْوَاهِهِمْ
وہ چاہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے نور (دینِ اسلام) کو اپنے منہ سے پھونک مار کر بجھا دیں۔ (اس غرض سے اعتراض کرتے ہیں کہ دین کو فروغ نہ ہو)

وَيَاْبَى اللّٰهُ اِلَّآ اَنْ يُّتِمَّ نُوْرَهٗ وَلَوْ كَرِهَ الْكٰفِرُوْنَ ﴿۳۲﴾
اور اللہ تعالیٰ تو اپنے دین کی روشنی پھیلا کر رہیں گے، چاہے کافروں (انکارِ حق کرنے والوں) کو کتنا ہی بُرا لگے۔

هُوَ الَّذِيْٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰى وَدِيْنِ الْحَقِّ
اللہ وہی تو ہے جس نے اپنے رسول کو ہدایت اور دینِ حق کے ساتھ بھیجا۔

لِيُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ ۙ وَلَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُوْنَ ﴿۳۳﴾
تا کہ تمام افترائی ادیان پر دینِ حق کو غالب کر دے چاہے مشرک کتنے ہی ناخوش ہوں۔
(مقصد یہ ہے کہ بنی آدم کی اکثریت اپنے من گھڑت اور افترائی ادیان کو چھوڑ کر دینِ حق کی پیرو ہو جائے)

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنَّ كَثِيْرًا مِّنَ الْاَحْبَارِ وَالرُّهْبَانِ
اے ایمان والو (ان) اہلِ کتاب کے اکثر علماء و مشائخ اور درویشوں کا حال یہ ہے کہ

لَيَاْكُلُوْنَ اَمْوَالَ النَّاسِ بِالْبَاطِلِ وَيَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ؕ
لوگوں کا مال ناجائز طریقوں سے کھا جاتے ہیں اور اُن کو راہ حق سے روکتے ہیں۔
(جو باتیں دین کی نہیں ہیں اُنھیں دینِ حق باور کراتے ہیں)

وَالَّذِيْنَ يَكْنِزُوْنَ الذَّهَبَ وَالْفِضَّةَ
اور (جن کی دنیا پرستانہ ذہنیت کا یہ حال ہے کہ) وہ ہر وقت چاندی سونے کے ذخائر جمع کرنے کی دھن میں لگے رہتے ہیں۔

وَلَا يُنْفِقُوْنَهَا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۙ
اللہ کی راہ میں خرچ نہیں کرتے۔

فَبَشِّرْهُمْ بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ ﴿۳۴﴾
(اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم) انھیں دردناک عذاب کی خبر سنا دیجیے۔

يَّوْمَ يُحْمٰى عَلَيْهَا فِيْ نَارِ جَهَنَّمَ
جس دن وہ مال دوزخ کی آگ میں تپایا جائے گا

فَتُكْوٰى بِهَا جِبَاهُهُمْ وَجُنُوْبُهُمْ وَظُهُوْرُهُمْ ؕ
پھر اس سے ان کی پیشانیوں اور اُن کے بازوؤں اور اُن کی پشت کو داغا جائے گا

هٰذَا مَا كَنَزْتُمْ لِاَنْفُسِكُمْ
(پھران سے کہا جائے گا) یہ وہی خزانہ ہے جس کو تم نے اپنے لیے جمع کر رکھا تھا۔

فَذُوْقُوْا مَا كُنْتُمْ تَكْنِزُوْنَ۝٣٥
اب اس کا مزہ چکھو جس کو تم جمع کرتے رہے تھے۔

اِنَّ عِدَّةَ الشُّهُوْرِ عِنْدَ اللّٰهِ اثْنَا عَشَرَ شَهْرًا فِيْ كِتٰبِ اللّٰهِ
یقیناً اللہ تعالیٰ کی کتاب میں مہینوں کی گنتی اللہ تعالیٰ کے نزدیک بارہ مہینے ہے (یعنی اللہ تعالیٰ نے کتاب اللہ میں سال کے بارہ مہینے یہی مقرر فرمائے ہیں)

يَوْمَ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ مِنْهَآ اَرْبَعَةٌ حُرُمٌ ۭ
(اس وقت سے) جس دن اللہ تعالیٰ نے زمین وآسمان بنائے۔ ان بارہ مہینوں میں چار مہینے حُرمت کے قرار دیے گئے۔

ذٰلِكَ الدِّيْنُ الْقَيِّمُ ڏ
یہی دینِ مستقیم (دین کا سیدھا راستہ) ہے

فَلَا تَظْلِمُوْا فِيْهِنَّ اَنْفُسَكُمْ وَقَاتِلُوا الْمُشْرِكِيْنَ كَاۗفَّةً كَمَا يُقَاتِلُوْنَكُمْ كَاۗفَّةً ۭ
لہٰذا اِن مہینوں میں اپنے آپ پر ظلم (قتال) مت کرو۔ اور مشرکین سے اپنی پوری اجتماعی قوت کے ساتھ لڑو۔ جس طرح وہ سب کے سب تم سے لڑتے ہیں۔

وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ مَعَ الْمُتَّقِيْنَ۝٣٦
اور یقین رکھو کہ اللہ تعالیٰ متقین کے ساتھ ہیں (یعنی ان کی مدد کرتے ہیں)

اِنَّمَا النَّسِيْۗءُ زِيَادَةٌ فِي الْكُفْرِ
یقیناً نسی (امن کے کسی مہینے کو ہٹا کر آگے پیچھے کرنا) منجملہ اور کافرانہ طریقوں کی ایک کافرانہ روِش ہے۔
(نسی حُرمت کے مہینے کو غیر حرمت کا قرار دیتے ہوئے، غیر حرمت کے مہینے کو حرمت کا مہینہ قرار دینا ہے)

يُضَلُّ بِهِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا
اس سے کافر گمراہی میں پڑے رہتے ہیں۔

يُحِلُّوْنَهٗ عَامًا وَّيُحَرِّمُوْنَهٗ عَامًا
کسی سال اس کو حلال سمجھ لیتے ہیں اور کسی سال حرام کر لیتے ہیں۔

لِّيُوَاطِـــُٔوْا عِدَّةَ مَا حَرَّمَ اللّٰهُ فَيُحِلُّوْا مَا حَرَّمَ اللّٰهُ ۭ
تا کہ اللہ تعالیٰ نے جو مہینے حرام کیے ہیں، ان کی موافقت ہو جائے اور اللہ تعالیٰ کا حرام کیا ہوا حلال ہو جائے۔

زُيِّنَ لَهُمْ سُوْۗءُ اَعْمَالِهِمْ ۭ
(کفر کی پاداش میں) ان کے برے اعمال ان کی نظروں میں خوشنما بنا دیے گئے ہیں۔

وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْكٰفِرِيْنَ ۝۳۷ ع ۸	اللہ تعالیٰ (ایسے) کافروں کو ہدایت نہیں دیتے۔
يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَا لَكُمْ اِذَا قِيْلَ لَكُمُ انْفِرُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اثَّاقَلْتُمْ اِلَى الْاَرْضِ ۭ	اے ایمان والو تمہیں کیا ہو گیا جب تم سے کہا جاتا ہے کہ اللہ کی راہ میں (جہاد کے لیے) نکلو تو تم زمین کی طرف جھکے جاتے ہو (تمہارے قدم بوجھل ہو جاتے ہیں)
اَرَضِيْتُمْ بِالْحَيٰوةِ الدُّنْيَا مِنَ الْاٰخِرَةِ ۚ	کیا تم آخرت (کی خیر وابقٰی زندگی) کے مقابلہ میں دنیا (کی عارضی وقلیل زندگی) پر راضی ہو گئے ہو۔
فَمَا مَتَاعُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا فِي الْاٰخِرَةِ اِلَّا قَلِيْلٌ ۝۳۸	دنیا کی زندگی کے فائدے آخرت کے مقابلہ میں بہت ہی کم ہیں (کوئی حقیقت نہیں رکھتے)
اِلَّا تَنْفِرُوْا يُعَذِّبْكُمْ عَذَابًا اَلِيْمًا ۙ	اگر تم جہاد کے لیے نہ نکلو گے تو اللہ تعالیٰ تم کو دردناک عذاب دیں گے
وَّيَسْتَبْدِلْ قَوْمًا غَيْرَكُمْ وَلَا تَضُرُّوْهُ شَيْـًٔا ۭ	اور تمہاری جگہ کوئی اور قوم پیدا کریں گے (جو نہایت ہی فرمانبردار ہوگی اور تم اس کا کچھ بگاڑ نہ سکو گے۔)
وَاللّٰهُ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۝۳۹ منزل ۲	اور اللہ تعالیٰ ہر بات پر قادر ہیں۔

توضیح: جہاد فی سبیل اللہ سے جی چرانا اس بات کی علامت ہے کہ دنیا کی محبت دل میں بسی ہوئی ہے جو اللہ تعالیٰ کو سخت ناپسند ہے۔

اِلَّا تَنْصُرُوْهُ فَقَدْ نَصَرَهُ اللّٰهُ اِذْ اَخْرَجَهُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا	اگر تم (جہاد میں جان و مال سے) محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی مدد نہ کرو گے تو اللہ تعالیٰ نے اُن کی اس وقت مدد کی ہے جبکہ کافروں نے انھیں اپنے گھر سے نکل جانے پر مجبور کر دیا تھا۔
ثَانِيَ اثْنَيْنِ اِذْ هُمَا فِي الْغَارِ	جبکہ دونوں میں سے ایک آپ صلی اللہ علیہ وسلم تھے جس وقت دونوں غارِ (ثور) میں تھے۔
اِذْ يَقُوْلُ لِصَاحِبِهٖ لَا تَحْزَنْ اِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا ۚ	اس وقت حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ساتھی سے کہا، گھبراؤ نہیں اللہ تعالیٰ ہمارے ساتھ ہیں۔
فَاَنْزَلَ اللّٰهُ سَكِيْنَتَهٗ عَلَيْهِ	پھر اللہ تعالیٰ نے اُن پر تسکین نازل فرمائی۔
وَاَيَّدَهٗ بِجُنُوْدٍ لَّمْ تَرَوْهَا وَجَعَلَ كَلِمَةَ الَّذِيْنَ كَفَرُوا السُّفْلٰى ۭ	اور اُن کے لیے ایسے لشکر سے مدد کی جنھیں تم دیکھ نہیں سکتے اور کافروں کی بات نیچی کر دی۔

وَكَلِمَةُ اللّٰهِ هِيَ الۡعُلۡيَا ؕ
اور اللہ تعالیٰ کا کلمہ ہی بلند بالا و برتر رہا

وَاللّٰهُ عَزِيۡزٌ حَكِيۡمٌ ۝٤٠
اور اللہ تعالیٰ بڑے ہی زبردست حکمت والے ہیں۔ (یعنی تجاویزِ الٰہی نہایت ہی حکیمانہ اور اٹل ہیں)

اِنۡفِرُوۡا خِفَافًا وَّثِقَالًا
(اے ایمان والو غزوۂ تبوک کے لیے) تم جس حال میں ہو نکلو (خواہ ہتھیار کم ہی کیوں نہ ہوں۔ کمی و زیادتی کا خیال نہ کرو)

وَّجَاهِدُوۡا بِاَمۡوَالِكُمۡ وَاَنۡفُسِكُمۡ فِيۡ سَبِيۡلِ اللّٰهِ ؕ
اور اللہ تعالیٰ کی راہ میں جان و مال سے جہاد کرو

ذٰلِكُمۡ خَيۡرٌ لَّكُمۡ اِنۡ كُنۡتُمۡ تَعۡلَمُوۡنَ ۝٤١
یہ تمہارے لیے بہتر ہے۔ کاش تم اس کی افادیت کو جانتے

لَوۡ كَانَ عَرَضًا قَرِيۡبًا وَّسَفَرًا قَاصِدًا لَّاتَّبَعُوۡكَ
اگر مالِ غنیمت سہل الحصول اور سفر ہلکا سا ہوتا (دُور کا نہ ہوتا) تو یہ لوگ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا ساتھ دیتے۔

وَلٰـكِنۡۢ بَعُدَتۡ عَلَيۡهِمُ الشُّقَّةُ ؕ
لیکن دُور کی مسافت اِن پر شاق گزرتی ہے۔

وَسَيَحۡلِفُوۡنَ بِاللّٰهِ لَوِ اسۡتَطَعۡنَا لَخَرَجۡنَا مَعَكُمۡ ۚ
اور وہ اللہ کی قسمیں کھائیں گے اگر ہم طاقت رکھتے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ساتھ نکل کھڑے ہوتے

يُهۡلِكُوۡنَ اَنۡفُسَهُمۡ ۚ وَاللّٰهُ يَعۡلَمُ اِنَّهُمۡ لَـكٰذِبُوۡنَ ۝٤٢
وہ ایسے عذر کر کے اپنے آپ کو ہلاک کر رہے ہیں اور اللہ تعالیٰ جانتے ہیں کہ یہ جھوٹے ہیں۔

عَفَا اللّٰهُ عَنۡكَ ۚ لِمَ اَذِنۡتَ لَهُمۡ
پیغمبر (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) اللہ آپ کو معاف کرے۔ آپ نے اُنھیں جہاد میں نہ چلنے کی اجازت کیوں دی؟

حَتّٰى يَتَبَيَّنَ لَكَ الَّذِيۡنَ صَدَقُوۡا وَتَعۡلَمَ الۡكٰذِبِيۡنَ ۝٤٣
تا آنکہ وہ لوگ آپ پر ظاہر ہو جاتے جو سچے ہیں اور آپ جھوٹوں کو بھی جان لیتے۔

لَا يَسۡتَاۡذِنُكَ الَّذِيۡنَ يُؤۡمِنُوۡنَ بِاللّٰهِ وَالۡيَوۡمِ الۡاٰخِرِ
جو لوگ اللہ اور آخرت پر ایمان رکھتے ہیں وہ کبھی آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے اس بات کی اجازت نہ چاہیں گے

اَنۡ يُّجَاهِدُوۡا بِاَمۡوَالِهِمۡ وَاَنۡفُسِهِمۡ ؕ
کہ انھیں اللہ کی راہ میں اپنی جان اور اپنے مال سے جہاد کرنے سے معاف رکھا جائے

وَاللّٰهُ عَلِيْمٌۢ بِالْمُتَّقِيْنَ﴿۴۴﴾
اور اللہ تعالیٰ متقین کو خوب جانتے ہیں۔

اِنَّمَا يَسْتَاْذِنُكَ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ
یقیناً جو لوگ حقیقی معنوں میں اللہ اور آخرت پر ایمان نہیں رکھتے وہی جنگ میں نہ چلنے کی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اجازت چاہتے ہیں۔

وَارْتَابَتْ قُلُوْبُهُمْ فَهُمْ فِيْ رَيْبِهِمْ يَتَرَدَّدُوْنَ﴿۴۵﴾
اُن کے دل شک وشبہات میں پڑے ہوئے ہیں پھر وہ اپنے اسی شک کی وجہ ڈانوا ڈول ہیں۔

وَلَوْ اَرَادُوا الْخُرُوْجَ لَاَعَدُّوْا لَهٗ عُدَّةً
اور اگر وہ جنگ میں چلنے کا ارادہ کرتے تو اس کیلئے کچھ تیاری بھی کر لیتے۔

وَّلٰكِنْ كَرِهَ اللّٰهُ انْۢبِعَاثَهُمْ فَثَبَّطَهُمْ
لیکن ان لوگوں کا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ چلنا اللہ تعالیٰ کو پسند نہ تھا اس لیے انھیں اور بھی پست ہمت کر دیا (چلنے کی توفیق نہ دی)

وَقِيْلَ اقْعُدُوْا مَعَ الْقٰعِدِيْنَ﴿۴۶﴾
اور کہہ دیا گیا بیٹھ رہنے والے (کاہل) لوگوں کے ساتھ بیٹھ رہیں۔

لَوْ خَرَجُوْا فِيْكُمْ مَّا زَادُوْكُمْ اِلَّا خَبَالًا
اگر وہ تمہارے ساتھ نکلتے تو وہ تمہارے لیے خرابی کے سِوا کسی چیز کا اضافہ نہ کرتے

وَّلَاۡاَوْضَعُوْا خِلٰلَكُمْ يَبْغُوْنَكُمُ الْفِتْنَةَ ۚ
اگر وہ تمہارے ساتھ جنگ میں شریک بھی ہوتے تو وہ تمہارے لیے شر وفساد ہی برپا کرنے کے لیے دوڑے پھرتے۔

وَفِيْكُمْ سَمّٰعُوْنَ لَهُمْ ؕ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌۢ بِالظّٰلِمِيْنَ﴿۴۷﴾
اور تم میں ان کے جاسوس بھی ہیں جو ان کی باتیں کان لگا کر سنتے ہیں اللہ تعالیٰ ظالموں کو خوب جانتے ہیں (اس لیے اللہ تعالیٰ کو پسند نہیں کہ ایسے لوگ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ چلیں)

لَقَدِ ابْتَغَوُا الْفِتْنَةَ مِنْ قَبْلُ
اس سے پہلے بھی ان لوگوں نے فتنہ پردازی کی ہے

وَقَلَّبُوْا لَكَ الْاُمُوْرَ
اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو نقصان پہنچانے کیلئے بہت کچھ مکر وفریب اور اُلٹ پھیر کرتے رہے۔

حَتّٰى جَآءَ الْحَقُّ وَظَهَرَ اَمْرُ اللّٰهِ وَهُمْ كٰرِهُوْنَ﴿۴۸﴾
یہاں تک کہ حق آ پہنچا یعنی حق کی فتح ہوئی اور اللہ تعالیٰ کا حکم غالب ہو کر رہا اور وہ (حق کو) بُرا ہی سمجھتے رہے۔

وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّقُوْلُ ائْذَنْ لِّيْ وَلَا تَفْتِنِّيْ ؕ
اور اُن منافقین میں ایک شخص ایسا بھی ہے جو کہتا ہے مجھے اجازت دیجئے اور مجھے آفت میں نہ ڈالیئے۔

اَلَا فِی الْفِتْنَةِ سَقَطُوْا ؕ وَاِنَّ جَهَنَّمَ لَمُحِیْطَةٌۢ بِالْكٰفِرِیْنَ۝٤٩ | خوب سمجھ لو یہ لوگ آفت وخرابی میں پڑ ہی چکے ہیں اور یقیناً دوزخ اُن کافروں کوگھیرے ہوئے ہے

توضیح : جد بن قیس نے آنحضرت ﷺ سے کہا تھا اس لڑائی میں میرا چلنا مشکل ہے لیکن مال سے آپ کے لشکر کی مدد کروں گا۔جس پر یہ آیت نازل ہوئی۔

اِنْ تُصِبْكَ حَسَنَةٌ تَسُؤْهُمْ ۚ | اگر آپ کو کوئی اچھی حالت پیش آتی ہے تو انھیں بڑا دُکھ ہوتا ہے۔

وَاِنْ تُصِبْكَ مُصِیْبَةٌ یَّقُوْلُوْا قَدْ اَخَذْنَآ اَمْرَنَا مِنْ قَبْلُ | اگر آپ کو مُصیبت پہنچتی ہے تو کہتے ہیں ہم نے پہلے ہی سے اپنی حفاظت کا سامان کر رکھا تھا

وَیَتَوَلَّوْا وَّهُمْ فَرِحُوْنَ۝٥٠ | اور وہ خوش خوش لوٹ جاتے ہیں

قُلْ لَّنْ یُّصِیْبَنَآ اِلَّا مَا كَتَبَ اللّٰهُ لَنَا ۚ | کہئے ہمیں کوئی مُصیبت نہیں پہنچ سکتی سوائے اس کے کہ اللہ تعالیٰ ہی نے ہمارے لیے لکھ دی ہو۔(اپنے اپنے وقت پر نوشتۂ تقدیر کے مطابق تمام امور انجام پاتے ہیں)

هُوَ مَوْلٰىنَا ۚ وَعَلَی اللّٰهِ فَلْیَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ۝٥١ | وہی ہمارا دوست وکارساز ہے اور ایمان والوں کو اللہ تعالیٰ ہی پر بھروسہ رکھنا چاہئے

قُلْ هَلْ تَرَبَّصُوْنَ بِنَآ اِلَّآ اِحْدَی الْحُسْنَیَیْنِ ؕ | (محمد ﷺ) ان منافقین سے کہئے تم ہمارے حق میں دو بھلائیوں میں سے ایک کے منتظر رہو (فتح یا شہادت)

وَنَحْنُ نَتَرَبَّصُ بِكُمْ | اور ہم تو تمہارا ایک ہی انجام دیکھنا چاہتے ہیں

اَنْ یُّصِیْبَكُمُ اللّٰهُ بِعَذَابٍ مِّنْ عِنْدِهٖٓ اَوْ بِاَیْدِیْنَا ۖ٘ | یا اللہ تعالیٰ تم پر اپنی طرف سے عذاب نازل کردے یا ہمارے ہاتھوں سے پہنچادے۔

فَتَرَبَّصُوْٓا اِنَّا مَعَكُمْ مُّتَرَبِّصُوْنَ۝٥٢ | پھر اس لحاظ سے تم انجام کار کے منتظر رہو ہم بھی تمہارے ساتھ منتظر ہیں۔

قُلْ اَنْفِقُوْا طَوْعًا اَوْ كَرْهًا لَّنْ یُّتَقَبَّلَ مِنْكُمْ ؕ | (محمد ﷺ) کہئے کہ تم اللہ کی راہ میں رغبتِ قلبی کے ساتھ خرچ کرو یا کراہیت کے ساتھ۔تم سے ہرگز قبول نہ کیا جائے گا۔

اِنَّكُمْ كُنْتُمْ قَوْمًا فٰسِقِیْنَ۝٥٣ | کیوں کہ تم عدول حکمی کرنے والے ہو۔

وَمَا مَنَعَهُمْ اَنْ تُقْبَلَ مِنْهُمْ | ان کا انفاق قبول نہ کرنے کی وجہ اس کے سوا اور کچھ نہیں کہ انھوں نے

منزل ٢

نَفَقٰتُهُمۡ اِلَّاۤ اَنَّهُمۡ كَفَرُوۡا بِاللّٰهِ وَبِرَسُوۡلِهٖ	اللہ اور اس کے رسول کے ساتھ کفر کیا۔
وَلَا يَاۡتُوۡنَ الصَّلٰوةَ اِلَّا وَهُمۡ كُسَالٰى وَلَا يُنۡفِقُوۡنَ اِلَّا وَهُمۡ كٰرِهُوۡنَ﴿۵۴﴾	اور نماز کے لیے آتے بھی ہیں تو بڑی ہی سُستی اور کاہلی کے ساتھ اور اللہ کی راہ میں خرچ نہیں کرتے مگر بڑی ہی ناگواری کے ساتھ
فَلَا تُعۡجِبۡكَ اَمۡوَالُهُمۡ وَلَاۤ اَوۡلَادُهُمۡ ؕ	پس اے نبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم آپ ان کے مال اور کثرتِ اولاد پر تعجب نہ کیجئے۔
اِنَّمَا يُرِيۡدُ اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمۡ بِهَا فِى الۡحَيٰوةِ الدُّنۡيَا	اللہ تعالیٰ چاہتے ہیں کہ اسی کثرتِ مال اور اولاد کے ذریعہ انھیں دنیا میں بھی مبتلائے عذاب رکھے
وَتَزۡهَقَ اَنۡفُسُهُمۡ وَهُمۡ كٰفِرُوۡنَ﴿۵۵﴾	اور جب اُنکی جان نکلے تو (اُس وقت بھی) وہ کُفر ہی کی حالت میں ہوں۔
وَيَحۡلِفُوۡنَ بِاللّٰهِ اِنَّهُمۡ لَمِنۡكُمۡ ؕ	اور اللہ کی قسمیں کھاتے ہیں کہ وہ تمہیں میں سے ہیں (تمہاری ہی جماعت کے ایک فرد ہیں)
وَمَا هُمۡ مِّنۡكُمۡ وَلٰـكِنَّهُمۡ قَوۡمٌ يَّفۡرَقُوۡنَ﴿۵۶﴾	اور (واقعہ ہے کہ) وہ تم میں سے نہیں ہیں۔ (تم سے ڈر کر اپنے نفاق کو چُھپاتے ہیں) وہ ایک تفریق وجدائی ڈالنے والی قوم ہے
لَوۡ يَجِدُوۡنَ مَلۡجَاً اَوۡ مَغٰرٰتٍ اَوۡ مُدَّخَلًا لَّوَلَّوۡا اِلَيۡهِ وَهُمۡ يَجۡمَحُوۡنَ﴿۵۷﴾	اگر وہ کوئی بچاؤ کی جگہ (جیسے قلعے) یا غار یا زمین میں کوئی سُرنگ (زمین کے اندر گھس بیٹھنے کی جگہ) پائیں تو (بھاگ کر جلدی سے) اُس میں جا چھپیں گے
وَمِنۡهُمۡ مَّنۡ يَّلۡمِزُكَ فِى الصَّدَقٰتِ ۚ	اور اُن میں بعض ایسے بھی ہیں جو صدقات کی تقسیم میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو الزام دیتے ہیں۔
فَاِنۡ اُعۡطُوۡا مِنۡهَا رَضُوۡا	اگر اُس میں سے اُنھیں (حسب خواہش) دیا جاتا ہے تو خوش ہو جاتے ہیں
وَاِنۡ لَّمۡ يُعۡطَوۡا مِنۡهَاۤ اِذَا هُمۡ يَسۡخَطُوۡنَ﴿۵۸﴾	اگر اُس میں سے اُنھیں (حسبِ منشاء) نہ دیا جائے تو ناراض ہو جاتے ہیں۔
وَلَوۡ اَنَّهُمۡ رَضُوۡا مَاۤ اٰتٰٮهُمُ اللّٰهُ وَرَسُوۡلُهٗ ۙ	اللہ اور اُس کے رسول نے جو کچھ انھیں دیا تھا۔ اس پر اگر وہ راضی رہتے تو کیا ہی اچھا ہوتا۔

منزل ۲

وَقَالُوْا حَسْبُنَا اللّٰهُ سَيُؤْتِيْنَا اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ وَرَسُوْلُهٗٓ ۙ اِنَّآ اِلَى اللّٰهِ رٰغِبُوْنَ ﴿۵۹﴾

اور وہ کہتے ہمارے لیے اللہ تعالیٰ کافی ہیں آئندہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے ہمیں اور دیں گے اور اُس کے رسول بھی، ہم اللہ تعالیٰ ہی کی طرف راغب ہیں۔ (ہماری ساری اُمیدیں اللہ تعالیٰ ہی سے وابستہ ہیں)

اِنَّمَا الصَّدَقٰتُ لِلْفُقَرَآءِ وَالْمَسٰكِيْنِ وَالْعٰمِلِيْنَ عَلَيْهَا

صدقات (زکوٰۃ خیرات) فقیروں اور مسکینوں کا حق ہے اور ان لوگوں کے لیے بھی جو اس کے وصول کرنے پر مامور ہوں۔

وَالْمُؤَلَّفَةِ قُلُوْبُهُمْ وَفِي الرِّقَابِ

اور ان کے لیے جن کی تالیف قلوب مطلوب ہو اور غلاموں کو (غلامی سے) آزاد کرانے کے لیے

وَالْغٰرِمِيْنَ وَفِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَابْنِ السَّبِيْلِ ؕ

اور قرض داروں کے قرض کی ادائی میں اور اللہ کی راہ میں اور مسافروں پر خرچ کیا جاسکتا ہے۔

فَرِيْضَةً مِّنَ اللّٰهِ ؕ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ﴿۶۰﴾

یہ حقوق، اللہ کی طرف سے مقرر کیے گئے ہیں اور اللہ تعالیٰ بڑے ہی جاننے والے اور بڑی حکمت والے ہیں (زکوٰۃ کی مذکورہ تقسیم نہایت ہی عالمانہ وحکیمانہ ہے)

وَمِنْهُمُ الَّذِيْنَ يُؤْذُوْنَ النَّبِيَّ وَيَقُوْلُوْنَ هُوَ اُذُنٌ ؕ

اور اُن میں ایسے بھی ہیں جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ایذا دیتے ہیں، کہتے ہیں وہ تو مجسم کان ہیں۔

(سمجھ بوجھ نہیں رکھتے جو کوئی ہمارے تعلق سے کچھ کہہ دیتا ہے تو صحیح سمجھ لیتے ہیں اور جب ہم قسم کھا کر اُس بات کی تردید کرتے ہیں تو ہمیں سچا جانتے ہیں اللہ تعالیٰ نے فرمایا یہ بات نہیں ہے کہ وہ حق و باطل میں تمیز نہیں کرتے ہیں بلکہ سچے اور جھوٹے کو خوب جانتے ہیں)

قُلْ اُذُنُ خَيْرٍ لَّكُمْ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَيُؤْمِنُ لِلْمُؤْمِنِيْنَ

ان سے کہئے وہ تمہارے لیے اچھی اور خیر کی باتوں کو سنتے ہیں اللہ تعالیٰ اور مومنین (کی باتوں) پر یقین رکھتے ہیں (یعنی اہلِ ایمان کو قابلِ بھروسہ سمجھتے ہیں)

وَرَحْمَةٌ لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ ؕ

اور جو لوگ تم میں سے ایمان لائے ہیں ان کے لیے رحمت ہیں۔

وَالَّذِيْنَ يُؤْذُوْنَ رَسُوْلَ اللّٰهِ لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿۶۱﴾

اور جو لوگ اللہ کے رسول کو اَذیت پہنچاتے ہیں اُن کے لیے دردناک عذاب ہے۔

ع ۱۴

منزل ۲

يَحْلِفُوْنَ بِاللّٰهِ لَكُمْ لِيُرْضُوْكُمْ ۚ — یہ لوگ تمہارے سامنے اللہ کی قسمیں کھاتے ہیں تا کہ تم کو راضی کر لیں (کہ وہ تمہارے مخالف نہیں ہیں)

وَاللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗٓ اَحَقُّ اَنْ يُّرْضُوْهُ اِنْ كَانُوْا مُؤْمِنِيْنَ﴿۶۲﴾ — حالانکہ اللہ اور اُس کے رسول زیادہ حقدار ہیں کہ وہ انھیں راضی رکھتے اگر واقعی مومن ہوتے۔

الثلٰثة

اَلَمْ يَعْلَمُوْٓا اَنَّهٗ مَنْ يُّحَادِدِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ — کیا یہ لوگ نہیں جانتے کہ جو کوئی اللہ اور اُس کے رسول کی مخالفت کرتا ہے

فَاَنَّ لَهٗ نَارَ جَهَنَّمَ خَالِدًا فِيْهَا ؕ — تو اُس کے لیے جہنّم کی آگ ہے جس میں وہ ہمیشہ ہمیشہ رہے گا۔

ذٰلِكَ الْخِزْيُ الْعَظِيْمُ﴿۶۳﴾ — یہ بڑی ہی ذلّت اور رسوائی ہے۔

يَحْذَرُ الْمُنٰفِقُوْنَ اَنْ تُنَزَّلَ عَلَيْهِمْ سُوْرَةٌ — مُنافقین ڈرتے ہیں کہ کہیں کوئی ایسی سورۃ نازل نہ ہوجائے

تُنَبِّئُهُمْ بِمَا فِيْ قُلُوْبِهِمْ ؕ — کہ اُن کے دل کی باتوں کو ان (مسلمانوں) پر ظاہر کردے۔

قُلِ اسْتَهْزِءُوْا ۚ اِنَّ اللّٰهَ مُخْرِجٌ مَّا تَحْذَرُوْنَ﴿۶۴﴾ — کہیئے کہ تم استہزا کیے جاؤ۔ جس بات سے تم ڈرتے ہو اللہ تعالیٰ اس کو ضرور ظاہر کریں گے۔

منزل ۲

وَلَئِنْ سَاَلْتَهُمْ لَيَقُوْلُنَّ اِنَّمَا كُنَّا نَخُوْضُ وَنَلْعَبُ ؕ — اور اگر آپ ﷺ ان سے (اس بارے میں) پوچھ گچھ کریں تو کہیں گے ہم یوں ہی دل لگی کی باتیں کر رہے تھے۔

قُلْ اَبِاللّٰهِ وَاٰيٰتِهٖ وَرَسُوْلِهٖ كُنْتُمْ تَسْتَهْزِءُوْنَ﴿۶۵﴾ — کہئے کیا تم اللہ اور اس کے احکام اور اس کے رسول کے ساتھ ہنسی کرتے ہو؟

لَا تَعْتَذِرُوْا قَدْ كَفَرْتُمْ بَعْدَ اِيْمَانِكُمْ ؕ — بہانے نہ بناؤ تم ایمان لانے کے بعد کافر ہو چکے ہو۔

اِنْ نَّعْفُ عَنْ طَآئِفَةٍ مِّنْكُمْ نُعَذِّبْ طَآئِفَةًۢ بِاَنَّهُمْ كَانُوْا مُجْرِمِيْنَ﴿۶۶﴾ — اگر ہم تم میں سے ایک جماعت کو معاف بھی کر دیں تو دوسری جماعت کو ان کے مجرمانہ اعمال کی وجہ عذاب دیں گے۔

ع ۸

اَلْمُنٰفِقُوْنَ وَالْمُنٰفِقٰتُ بَعْضُهُمْ — منافق مرد اور منافق عورتیں سب ایک طرح کے ہیں

وقف لازم

مِّنۡۢ بَعۡضٍ ۘ

يَاۡمُرُوۡنَ بِالۡمُنۡكَرِ وَيَنۡهَوۡنَ عَنِ الۡمَعۡرُوۡفِ
برائی کا حکم دیتے ہیں (یعنی اسلام کی مخالفت پر اُبھارتے ہیں) اور اچھے کاموں سے منع کرتے ہیں (ایمان لانے سے روکتے ہیں)

وَيَقۡبِضُوۡنَ اَيۡدِيَهُمۡ ؕ
اور راہِ حق میں خرچ کرنے سے اپنے ہاتھوں کو بند رکھتے ہیں۔

نَسُوا اللّٰهَ فَنَسِيَهُمۡ ؕ
انھوں نے اللہ تعالیٰ کی ہدایتوں کو بھلا دیا تو اللہ تعالیٰ نے بھی اُن سے اپنی نظرِ رحمت ہٹالی (انھیں ہدایت و توفیق نہ دی)

اِنَّ الۡمُنٰفِقِيۡنَ هُمُ الۡفٰسِقُوۡنَ ۝۶۷
بلاشبہ یہ منافق بڑے ہی سرکش ہیں۔

وَعَدَ اللّٰهُ الۡمُنٰفِقِيۡنَ وَالۡمُنٰفِقٰتِ وَالۡكُفَّارَ نَارَ جَهَنَّمَ خٰلِدِيۡنَ فِيۡهَا ؕ
منافق مرد اور مُنافق عورتوں اور کُفّار سے اللہ تعالیٰ نے آتشِ جہنّم کا وعدہ کر رکھا ہے جس میں وہ ہمیشہ ہمیشہ جلتے رہیں گے۔

هِىَ حَسۡبُهُمۡ ۚ وَلَعَنَهُمُ اللّٰهُ ۚ وَلَهُمۡ عَذَابٌ مُّقِيۡمٌ ۝۶۸
وہ ان کیلئے کافی ہے (اُن کے کفر کی سزا ہے) اور ان پر اللہ کی لعنت ہے (وہ اللہ کی رحمت سے دور کردیئے گئے) ان کے لیے دائمی عذاب ہے۔

منزل ۲

كَالَّذِيۡنَ مِنۡ قَبۡلِكُمۡ كَانُوۡۤا اَشَدَّ مِنۡكُمۡ قُوَّةً وَّاَكۡثَرَ اَمۡوَالًا وَّاَوۡلَادًا ؕ
(اے مُنافقو) تمہاری حالت اُن لوگوں کی سی ہے جو تم سے پہلے گزر چکے ہیں جو تم سے زیادہ طاقت ور تھے اور تم سے زیادہ مال و اولاد رکھتے تھے۔

فَاسۡتَمۡتَعُوۡا بِخَلَاقِهِمۡ
انھوں نے (دنیا میں) اپنے حصّہ سے خوب فائدہ اٹھایا

فَاسۡتَمۡتَعۡتُمۡ بِخَلَاقِكُمۡ
تو تم نے بھی اپنے حصّے سے خوب فائدہ اُٹھایا۔

كَمَا اسۡتَمۡتَعَ الَّذِيۡنَ مِنۡ قَبۡلِكُمۡ بِخَلَاقِهِمۡ
جس طرح تم سے پہلے لوگوں نے اپنے حصّے سے فائدہ اُٹھایا تھا

وَخُضۡتُمۡ كَالَّذِىۡ خَاضُوۡا ؕ
اور باطل کے تعلق سے تم ایسی ہی بکواس کرتے ہو جیسی کہ وہ کیا کرتے تھے۔

اُولٰٓئِكَ حَبِطَتۡ اَعۡمَالُهُمۡ فِى الدُّنۡيَا وَالۡاٰخِرَةِ ۚ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الۡخٰسِرُوۡنَ ۝۶۹
یہ وہ لوگ ہیں جن کے اعمال دنیا و آخرت میں ضائع ہو گئے اور وہ نقصان میں رہے۔

اَلَمْ يَاْتِهِمْ نَبَاُ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ

کیاان کے پاس ان سے پہلے کے لوگوں کی خبریں نہیں پہنچی ہیں (جو عذاب الٰہی سے ہلاک کیے گئے)

قَوْمِ نُوْحٍ وَّعَادٍ وَّثَمُوْدَ ۙ وَقَوْمِ اِبْرٰهِيْمَ وَاَصْحٰبِ مَدْيَنَ وَالْمُؤْتَفِكٰتِ ؕ

قوم نوح اور قوم عاد اور قوم ابراہیم اور اہلِ مدین اور دوسری اُلٹی ہوئی تباہ شدہ بستیاں

اَتَتْهُمْ رُسُلُهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ ۚ

جن کے پاس اُن کے پیغمبر نہایت ہی واضح نشانیاں لے کر آئے (مگر وہ ظلم ہی کرتے رہے)

فَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيَظْلِمَهُمْ وَلٰكِنْ كَانُوْٓا اَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُوْنَ۝٧٠

لہٰذا اللہ تعالیٰ نے اُن پر ظلم نہیں کیا بلکہ وہ خود ہی اپنے آپ پر ظلم کرتے رہے۔

وَالْمُؤْمِنُوْنَ وَالْمُؤْمِنٰتُ بَعْضُهُمْ اَوْلِيَآءُ بَعْضٍ ۘ

اور مسلمان مرد اور مسلمان عورتیں ایک دوسرے کے دوست ہیں۔

وقف لازم

يَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَيُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَيُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ

وہ بھلائی کی تعلیم دیتے ہیں اور برائیوں سے روکتے ہیں اور وہ نمازوں کو قائم کرتے ہیں اور زکوٰۃ دیتے ہیں۔

منزل ٢

وَيُطِيْعُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ ؕ

اور وہ اللہ رسول کی اطاعت کرتے ہیں۔

اُولٰٓئِكَ سَيَرْحَمُهُمُ اللّٰهُ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ۝٧١

یہ وہی لوگ ہیں جن پر اللہ تعالیٰ ضرور اپنی رحمت فرمائیں گے بے شک اللہ تعالیٰ بڑے ہی زبردست حکیم ہیں۔

وَعَدَ اللّٰهُ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا

اللہ تعالیٰ نے مومن مردوں مومن عورتوں سے ایسے باغوں کا وعدہ کر رکھا ہے جس میں نہریں بہتی ہوں گی جہاں وہ ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے۔

وَمَسٰكِنَ طَيِّبَةً فِيْ جَنّٰتِ عَدْنٍ ؕ وَرِضْوَانٌ مِّنَ اللّٰهِ اَكْبَرُ ؕ

اور نفیس ترین مکانات جو ہمیشگی کے باغوں میں ہوں گے۔ اور رضائے الٰہی سب سے بڑی نعمت ہے (کیونکہ اس کے بغیر کوئی شخص مغفرت وجنّت کا مستحق نہیں ہوسکتا)

ع ۱۵

ذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ﴿٧٢﴾ دراصل یہی بڑی کامیابی ہے۔

توضیح : م بعض کہتے ہیں کہ عبادت کا مقصود مغفرت و جنّت نہ ہونا چاہئے بلکہ صرف رضائے الٰہی مطلوب ہو۔اور استدلال میں یہ آیت کریمہ پیش کی جاتی ہے۔حالانکہ جنّت ومغفرت تو بفحوائے آیت کریمہ مقصود ہے ہی اس کے علاوہ یہ مقصد ہے کہ رضائے الٰہی پیشِ نظر ہو،رضائے خلق نہ ہو۔

يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ جَاهِدِ الْكُفَّارَ وَالْمُنٰفِقِيْنَ اے نبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کافروں اور منافقوں سے جہاد کیجئے

وَاغْلُظْ عَلَيْهِمْ ؕ وَمَاْوٰىهُمْ اور ان پر سختی سے پیش آیئے (رعایت نہ کیجئے)

جَهَنَّمُ ؕ وَبِئْسَ الْمَصِيْرُ ﴿٧٣﴾ (ایمان کے مقابلے میں نہ بھائی کی محبت حائل ہو نہ اولاد کی) ان کے رہنے کی جگہ جہنم ہے اور وہ کیا ہی بُری جگہ ہے۔

يَحْلِفُوْنَ بِاللّٰهِ مَا قَالُوْا ؕ یہ لوگ قسمیں کھا کر کہتے ہیں کہ انھوں نے کُفر کی کوئی بات نہیں کہی۔

وَلَقَدْ قَالُوْا كَلِمَةَ الْكُفْرِ وَكَفَرُوْا بَعْدَ اِسْلَامِهِمْ حالانکہ انھوں نے کُفر کی بات کہی تھی۔قبولِ اسلام کے بعد وہ کافر ہو گئے (اور مسلمانوں کو مغالطہ میں رکھا)

منزل ۲

توضیح : م تبوک سے واپسی میں چند منافقین نے جن کی تعداد بارہ تھی ایک شب مشورہ کیا کہ فلاں گھاٹی سے آپ کی سواری گزرے گی۔سب مل کر آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو ڈھکیل دیں اور پھر قتل کر دیں وحی کے ذریعہ آپ کو معلوم ہوا۔آپ نے سب کو بُلوایا اور ڈانٹ ڈپٹ کی۔ان میں سے صرف ایک شخص جلاس نامی صدق دل سے اسلام قبول کیا۔

وَهَمُّوْا بِمَا لَمْ يَنَالُوْا ۚ اور وہ ایسے اُمور کا قصد کر چکے تھے جس پر قدرت نہ پا سکے

توضیح : منافقوں نے مہاجرین وانصار میں پھوٹ ڈالنے کا قصد کیا تھا۔یا وہ واقعہ بھی ہوسکتا ہے کہ بارہ اشخاص حالتِ سفر میں آدھی رات گئے جمع ہو کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر ہاتھ چلانا چاہا۔

وَمَا نَقَمُوْٓا اِلَّآ اَنْ اَغْنٰىهُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ مِنْ فَضْلِهٖ ۚ اُن کو مسلمانوں سے عناد کی وجہ سوائے اس کے اور کیا ہوسکتی تھی کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے اور رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اپنی مہربانی سے انھیں مالا مال کر دیا۔

فَاِنْ يَّتُوْبُوْا يَكُ خَيْرًا لَّهُمْ ۚ پھر اگر وہ توبہ کر لیں تو ان کے لیے بہتر ہے۔

وَاِنۡ يَّتَوَلَّوۡا يُعَذِّبۡهُمُ اللّٰهُ عَذَابًا اَلِيۡمًا ۙ فِى الدُّنۡيَا وَالۡاٰخِرَةِ ۚ	اور اگر اُنھوں نے روگردانی کی تو اللہ تعالیٰ انھیں دُنیا وآخرت میں دردناک عذاب دیں گے۔
وَمَا لَهُمۡ فِى الۡاَرۡضِ مِنۡ وَّلِىٍّ وَّلَا نَصِيۡرٍ ﴿۷۴﴾	اور دنیا میں ان کا کوئی دوست و مددگار نہ ہوگا۔
وَمِنۡهُمۡ مَّنۡ عٰهَدَ اللّٰهَ لَئِنۡ اٰتٰٮنَا مِنۡ فَضۡلِهٖ	اور اُن میں بعض ایسے بھی ہیں جنھوں نے اللہ سے عہد کیا تھا کہ اگر اللہ اپنے فضل سے (انھیں) خوشحالی عطا کریں۔
لَنَصَّدَّقَنَّ وَلَنَكُوۡنَنَّ مِنَ الصّٰلِحِيۡنَ ﴿۷۵﴾	(تو وہ) ضرور خیر خیرات کریں گے اور نیکیوں پر نیکیاں کرتے رہیں گے۔
فَلَمَّاۤ اٰتٰٮهُمۡ مِّنۡ فَضۡلِهٖ بَخِلُوۡا بِهٖ	پھر جب ہم نے اپنے فضل سے انھیں خوشحال کر دیا تو وہ اس (عطاء میں) بخل کرنے لگے۔
وَتَوَلَّوْا وَّهُمۡ مُّعۡرِضُوۡنَ ﴿۷۶﴾	اور اپنے عہد سے پھر گئے (یعنی اپنی منافقانہ روش پر اُتر آئے) اور وہ تو روگردانی کے عادی ہیں۔
فَاَعۡقَبَهُمۡ نِفَاقًا فِىۡ قُلُوۡبِهِمۡ	تو اللہ تعالیٰ نے اس کی سزا میں ان کے دلوں میں نفاق پیدا کر دیا۔
اِلٰى يَوۡمِ يَلۡقَوۡنَهٗ	اُس دن تک کے لیے جس دن وہ (محاسبۂ اعمال کے لیے) اللہ تعالیٰ کے سامنے لائے جائیں گے۔
بِمَاۤ اَخۡلَفُوا اللّٰهَ مَا وَعَدُوۡهُ	اس سبب سے کہ انھوں نے اللہ تعالیٰ سے کئے ہوے عہد کی خلاف ورزی کی
وَبِمَا كَانُوۡا يَكۡذِبُوۡنَ ﴿۷۷﴾	اور اس وجہ سے بھی کہ وہ جھوٹ بولتے تھے۔
اَلَمۡ يَعۡلَمُوۡۤا اَنَّ اللّٰهَ يَعۡلَمُ سِرَّهُمۡ وَنَجۡوٰٮهُمۡ	کیا وہ نہیں جانتے کہ اللہ تعالیٰ ان کے پوشیدہ رازوں خُفیہ سرگوشیوں، مشوروں سے تک واقف ہیں۔

منزل ۲

توضیح: ان آیات کے نازل ہونے کی خبر سن کر ثعلبہ زکوٰۃ لے کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے مجھ کو تیری زکوٰۃ لینے سے منع فرمایا ہے۔ اس نے بہت ہائے وائے کی۔ پھر حضرت صدیق اکبرؓ کی خدمت میں زکوٰۃ لایا، آپ نے بھی قبول نہ کی۔ اس طرح حضرت عمرؓ وحضرت عثمانؓ نے بھی قبول نہیں کیا۔ یہاں تک کہ

حضرت عثمانؓ کے زمانے میں مر گیا۔

وَاَنَّ اللّٰهَ عَلَّامُ الۡغُيُوۡبِ ۚ﴿۷۸﴾	اور یہ کہ اللہ تعالیٰ غیب کی تمام چیزوں کو بذاتہ جانتے ہیں۔
اَلَّذِيۡنَ يَلۡمِزُوۡنَ الۡمُطَّوِّعِيۡنَ مِنَ الۡمُؤۡمِنِيۡنَ فِى الصَّدَقٰتِ	وہ لوگ (جو منافق ہیں) صدقات کے بارے میں اُن اہلِ ایمان کو جو دل کھول کر خیرات کرتے ہیں طعنہ دیتے ہیں (کہ یہ لوگ محض اپنی تعریف و تحسین شہرت و نمود کے لیے خرچ کرتے ہیں)
وَالَّذِيۡنَ لَا يَجِدُوۡنَ اِلَّا جُهۡدَهُمۡ	اور وہ لوگ جو محنت و مزدوری کے سوا کچھ نہیں پاتے (یعنی محنت و مشقت سے کمائی ہوئی تھوڑی سی مزدوری ہی اٹھالے آتے ہیں تو منافق انھیں بھی الزام دیتے ہیں کہ سیر دو سیر اٹھالائے اور نام خیرات کرنے والوں میں۔)
فَيَسۡخَرُوۡنَ مِنۡهُمۡ ؕ سَخِرَ اللّٰهُ مِنۡهُمۡ ۚ وَلَهُمۡ عَذَابٌ اَلِيۡمٌ ﴿۷۹﴾	پس وہ (منافق) اُن (اہلِ ایمان) کا مذاق اڑاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ بھی ان کو اس تمسخر کا بدلہ دیں گے اور (آخرت میں) اُن کیلئے دردناک عذاب ہے۔
اِسۡتَغۡفِرۡ لَهُمۡ اَوۡ لَا تَسۡتَغۡفِرۡ لَهُمۡ ؕ	اے نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) آپ ان کے لیے بخشش مانگیں یا نہ مانگیں
اِنۡ تَسۡتَغۡفِرۡ لَهُمۡ سَبۡعِيۡنَ مَرَّةً فَلَنۡ يَّغۡفِرَ اللّٰهُ لَهُمۡ ؕ	آپ اگر ستّر مرتبہ بھی ان کے لیے دُعائے مغفرت کریں تو اللہ تعالیٰ انھیں ہرگز معاف نہیں کریں گے۔
ذٰلِكَ بِاَنَّهُمۡ كَفَرُوۡا بِاللّٰهِ وَرَسُوۡلِهٖ ؕ	یہ اس لیے کہ ان لوگوں نے اللہ اور اس کے رسول کے ساتھ کُفر کیا (اللہ تعالیٰ کے کسی حکم کو نہ مانا)
وَاللّٰهُ لَا يَهۡدِى الۡقَوۡمَ الۡفٰسِقِيۡنَ ۚ﴿۸۰﴾	اور اللہ تعالیٰ ایسے سرکش لوگوں کو ہدایت نہیں دیا کرتے۔
فَرِحَ الۡمُخَلَّفُوۡنَ بِمَقۡعَدِهِمۡ خِلٰفَ رَسُوۡلِ اللّٰهِ	جو لوگ جنگ (تبوک) میں پیچھے رہ گئے تھے وہ پیغمبر کی مرضی کے خلاف (عورتوں کی طرح) گھر بیٹھ رہنے پر خوش ہو رہے تھے۔
وَكَرِهُوۡۤا اَنۡ يُّجَاهِدُوۡا بِاَمۡوَالِهِمۡ	اور اللہ کی راہ میں جان و مال سے جہاد کرنا انھیں گوارہ نہ ہوا۔

منزل ٢

ع ١٠/٨/١٦

وَاَنْفُسِهِمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ

وَقَالُوْا لَا تَنْفِرُوْا فِي الْحَرِّ ؕ
اور دوسروں سے بھی کہتے رہے اس قدر گرمی میں (جہاد کے لیے) نہ نکلو (ہماری طرح اجازت لے کر بیٹھ رہو)

قُلْ نَارُ جَهَنَّمَ اَشَدُّ حَرًّا ؕ لَوْ كَانُوْا يَفْقَهُوْنَ ﴿۸۱﴾
کہیے جہنّم کی آگ اس سے زیادہ سخت ہے۔ کاش وہ اس بات کو سمجھتے۔

فَلْيَضْحَكُوْا قَلِيْلًا وَّلْيَبْكُوْا كَثِيْرًا ۚ
پس (دنیا میں) تھوڑا سا ہنس لو تا کہ (آخرت میں) کثرت سے روتے رہو

جَزَآءًۢ بِمَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ﴿۸۲﴾
ان بداعمالیوں کے بدلے جو وہ کیا کرتے تھے۔

فَاِنْ رَّجَعَكَ اللّٰهُ اِلٰى طَآئِفَةٍ مِّنْهُمْ
اے نبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم جب بھی آپ کو ان لوگوں کے کسی گروہ کے پاس واپس لے جائیں

فَاسْتَاْذَنُوْكَ لِلْخُرُوْجِ
تو وہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے آئندہ جہاد میں شرکت کی درخواست کریں گے۔

فَقُلْ لَّنْ تَخْرُجُوْا مَعِيَ اَبَدًا
تو آپ صاف کہہ دیجئے کہ تم میرے ساتھ کبھی شریک جہاد نہیں ہو سکتے

وَّلَنْ تُقَاتِلُوْا مَعِيَ عَدُوًّا ؕ
اور نہ میرے ساتھ ہو کر دشمن سے لڑو گے

اِنَّكُمْ رَضِيْتُمْ بِالْقُعُوْدِ اَوَّلَ مَرَّةٍ
تم نے پہلی دفعہ گھروں میں بیٹھے رہنا پسند کیا تھا

فَاقْعُدُوْا مَعَ الْخٰلِفِيْنَ ﴿۸۳﴾
لہٰذا اب بھی گھر بیٹھ رہنے والی عورتوں کے ساتھ بیٹھ رہو

وَلَا تُصَلِّ عَلٰٓى اَحَدٍ مِّنْهُمْ مَّاتَ اَبَدًا
اور اے نبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ان میں سے کوئی مر جائے تو کبھی اس پر نمازِ جنازہ نہ پڑھیے۔

وَّلَا تَقُمْ عَلٰى قَبْرِهٖ ؕ
اور نہ اُس کی قبر پر کھڑے رہیے

اِنَّهُمْ كَفَرُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ
(کیونکہ) انھوں نے اللہ اور اُس کے رسول ساتھ کُفر کیا

وَمَاتُوْا وَهُمْ فٰسِقُوْنَ ﴿۸۴﴾
اور وہ مرے بھی تو کُفر ہی کی حالت میں مرے

وَلَا تُعْجِبْكَ اَمْوَالُهُمْ وَاَوْلَادُهُمْ ؕ
ان کے مال اولاد کی کثرت آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو تعجب میں نہ ڈالے

منزل ۲

اِنَّمَا يُرِيْدُ اللّٰهُ اَنْ يُّعَذِّبَهُمْ بِهَا فِي الدُّنْيَا — اللہ تعالیٰ تو چاہتے ہیں کہ اس کے ذریعہ دنیا میں انھیں گرفتارِ عذاب رکھے۔

وَتَزْهَقَ اَنْفُسُهُمْ وَهُمْ كٰفِرُوْنَ۝٨٥ — اور ان کا دَم بھی کفر ہی کی حالت میں نکلے۔

توضیح: مال اولاد و مال و دولت کی فراوانی، خوشحال زندگی دیکھ کر سمجھنے لگتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ان سے راضی ہیں اس طرح مرتے دم تک انھیں دینِ حق کو قبول کرنے کی توفیق نہیں ہوتی۔

وَاِذَآ اُنْزِلَتْ سُوْرَةٌ اَنْ اٰمِنُوْا — اور جب کوئی سورۃ نازل ہوتی ہے کہ اللہ پر ایمان لاؤ اور رسول کے

بِاللّٰهِ وَجَاهِدُوْا مَعَ رَسُوْلِهِ — ساتھ مل کر جہاد کرو

اسْتَاْذَنَكَ اُولُوا الطَّوْلِ مِنْهُمْ — تو اِن میں ذی استطاعت لوگ آپ ﷺ سے اجازت چاہتے ہیں۔

وَقَالُوْا ذَرْنَا نَكُنْ مَّعَ الْقٰعِدِيْنَ۝٨٦ — اور کہتے ہیں ہمیں چھوڑ دیجئے ہم گھروں میں بیٹھ رہنے والوں کے ساتھ بیٹھ رہتے ہیں

رَضُوْا بِاَنْ يَّكُوْنُوْا مَعَ الْخَوَالِفِ — گھروں میں بیٹھ رہنے والی عورتوں کے ساتھ بیٹھ رہنا انھیں پسند آیا

وَطُبِعَ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ فَهُمْ لَا يَفْقَهُوْنَ۝٨٧ — اور ان کے دلوں پر مہر لگ گئی لہٰذا اب وہ دین کو سمجھ نہیں سکتے

لٰكِنِ الرَّسُوْلُ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ جٰهَدُوْا بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ ؕ — لیکن رسول اور جو لوگ رسول کے ساتھ ایمان لائے ہر موقع پر اپنی جان و مال سے جہاد کرتے رہے۔

وَاُولٰٓئِكَ لَهُمُ الْخَيْرٰتُ ۫ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ۝٨٨ — انھیں کے لیے بھلائیاں ہیں (دنیا میں بھی آخرت میں بھی) اور یہی لوگ فلاح پانے والے ہیں (آخرت کی کامیاب زندگی انھیں کے لیے ہے)

اَعَدَّ اللّٰهُ لَهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ؕ ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ۝٨٩ — اللہ تعالیٰ نے ان کے لیے ایسے باغ تیار کر رکھے ہیں جن کے نیچے نہریں بہتی ہوں گی (اور جس کا نہایت ہی خوشنما منظر ہوگا) یہی بہت بڑی کامیابی ہے۔ ع ١٧

توضیح: جہاد ہی وہ خوبی ہے جس کے بعد کوئی گناہ باقی نہیں رہتا اور جہاد نہ کرنا ایسا بڑا خلا ہے جس کو کوئی نیکی پُر نہیں کر سکتی۔

وَجَآءَ الْمُعَذِّرُوْنَ مِنَ الْاَعْرَابِ لِيُؤْذَنَ لَهُمْ

دیہاتیوں صحرانشینوں میں سے بھی کچھ لوگ عُذر کرتے ہوئے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آئے کہ اُنھیں بھی رخصت دی جائے۔

وَقَعَدَ الَّذِيْنَ كَذَبُوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ ؕ

یہ وہ لوگ ہیں جو اللہ رسول سے جھوٹے عذرات کر کے بیٹھ رہے۔

سَيُصِيْبُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۝٩٠

اُن میں سے جن جن لوگوں نے اس طرح کی کافرانہ روش اختیار کی تھی اُنھیں دردناک عذاب پہنچ کر رہے گا۔

لَيْسَ عَلَى الضُّعَفَآءِ وَلَا عَلَى الْمَرْضٰى وَلَا عَلَى الَّذِيْنَ لَا يَجِدُوْنَ مَا يُنْفِقُوْنَ حَرَجٌ

ضعیف و بیمار اور وہ لوگ بھی جو جنگ کے لیے کوئی ساز وسامان اپنے پاس نہیں رکھتے (نہ ہتھیار نہ سواری نہ سرمایہ) وہ جہاد میں شرکت نہ کریں تو کوئی ہرج نہیں

اِذَا نَصَحُوْا لِلّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ ؕ

بشرطیکہ اپنے دل میں اللہ و رسول سے خیر خواہی رکھتے ہوں۔

مَا عَلَى الْمُحْسِنِيْنَ مِنْ سَبِيْلٍ ؕ

ایسے نیکو کاروں پر کوئی الزام نہیں

وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝٩١

اور اللہ تعالیٰ بڑے ہی بخشنے والے رحم کرنے والے ہیں۔

وَّلَا عَلَى الَّذِيْنَ اِذَا مَآ اَتَوْكَ لِتَحْمِلَهُمْ

اور نہ ان لوگوں پر کوئی الزام ہے جو جہاد میں شریک ہونے کے لیے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آتے ہیں کہ ان کو سواری دو۔

قُلْتَ لَآ اَجِدُ مَآ اَحْمِلُكُمْ عَلَيْهِ ۪

آپ نے کہا تھا میرے پاس کوئی ایسی چیز نہیں جس پر تمھیں سوار کراؤں (سواری فراہم کرنے سے معذوری ظاہر کی)

تَوَلَّوْا وَّاَعْيُنُهُمْ تَفِيْضُ مِنَ الدَّمْعِ حَزَنًا اَلَّا يَجِدُوْا مَا يُنْفِقُوْنَ ۝٩٢

تو وہ بڑی ہی آزردگی کے ساتھ واپس ہو گئے اور اُن کی آنکھوں سے رنج کے مارے آنسو رواں تھے

اِنَّمَا السَّبِيْلُ عَلَى الَّذِيْنَ يَسْتَاْذِنُوْنَكَ وَهُمْ اَغْنِيَآءُ ۚ

بے شک الزام تو اُن لوگوں پر ہے جو دولتمند ہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اجازت چاہتے ہیں۔

رَضُوْا بِاَنْ يَّكُوْنُوْا مَعَ الْخَوَالِفِ ۙ

انھوں نے (گھر میں بیٹھ رہنے والی) عورتوں کے ساتھ بیٹھے رہنا پسند کیا۔

وَطَبَعَ اللّٰهُ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ فَهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ۝٩٣

اور اس پاداش میں اللہ تعالیٰ نے اُن کے قلوب پر مہر کر دی۔
(یعنی اُن کے دلوں سے قبولیتِ حق کی صلاحیت سلب کر لی)

منزل ٢